

www.KitaboSunnat.com

سُنَنُ ابْنِ مَاجَةَ (مترجم)

(اُرُو)

جلد اول

کتاب السنّة - أبواب المساجد والجماعات

أحاديث: 01 - 802

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ

ترجمہ و فوائد: مولانا عطاء اللہ صاحب

تحقیق و تخریج: حافظ ابو طاہر زہیر علی قاسمی

دار السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

*** توجہ فرمائیں! ***

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب.....

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ

لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔

متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔

دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی

نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

تنبیہ

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کوششوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

24406
اے سی

بجائزہ شاعری کے لئے دارالسلام محفوظ ہیں



سعودی عرب (ہیڈ آفس)

پوسٹ بکس: 22743 الرياض 11416 سعودی عرب فون: 4033962-4043432 00966 1 فیکس: 4021659

E-mail: darussalam@awalnet.net.sa - riyadh@dar-us-salam.com

Website: www.darussalam.com

- الزینب الشیبی: فون: 01 4614483 فیکس: 4644945 • الملز فون: 01 4735220 فیکس: 4735221 • سوہم فون: 01 2860422
- مندوب الرياض: موبائل: 0503459695-0505196736 • قصیم (بریدہ): فون/فیکس: 06 3696124 موبائل: 0503417156
- مکرمہ: موبائل: 0502839948-0506640175 • مدینہ منورہ فون: 04 8234446 فیکس: 04 8151121 موبائل: 0503417155
- ہندہ فون: 02 6879254 فیکس: 6336270 • الفخر فون: 03 8692900 فیکس: 8691551
- شیخ البحر فون/فیکس: 04 3908027 موبائل: 0500887341 • فیس شیخ فون/فیکس: 07 2207055 موبائل: 0500710328

شارجہ: فون: 00971 6 5632623 امریکہ: بزنس فون: 001 713 7220419 نیویارک فون: 001 718 6255925

لندن: فون: 0044 208 539 4885 آسٹریلیا: فون: 0061 2 9758 4040

پاکستان (ہیڈ آفس و مرکزی شوزروم)

• 36- لوزال، کیکریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 7110081-7111023-7232400-7240024 0092 42 فیکس: 7354072

موبائل: 0322 8484569-0321 4212174 • غزنی شریف، اردو بازار، لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703

Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

کراچی: طارق روڈ، القائل فری پورٹ سٹاپنگ مال فون: 4393936 21 0092 فیکس: 4393937

اسلام آباد: F-8، اسلام آباد فون/فیکس: 5122815 0092 فیکس: 5370378

www.KitaboSunnat.com

ح) مکتبہ دارالسلام، ۱۴۲۸ھ

فہرستہ مکتبہ السملک فہد الوطنیہ أثناء النشر

ابن ماجہ، محمد بن یزید

سنن ابن ماجہ اللغة الاردیة / محمد بن یزید ابن ماجہ - الرياض، ۱۴۲۸ھ

حص: ۶۳۲ مقاس: ۲۱x۱۴ سم

ردمک: ۷-۴-۹۹۶۹-۹۹۶۰-۹۷۸ (مجموعہ)

۸-۱-۹۹۶۹-۹۹۶۰-۹۷۸ (ج ۱)

۱- الحدیث - سنن ۲- الحدیث - الکتاب الستة أ. العنوان

دیوبی ۲۳۵، ۶ ۱۴۲۸/۴۸۹۸

رقم الإبداع: ۱۴۲۸/۴۸۹۸

ردمک: ۷-۴-۹۹۶۹-۹۹۶۰-۹۷۸

۸-۱-۹۹۶۹-۹۹۶۰-۹۷۸ (ج ۱)

جلد اول
سُنن ابن ماجہ
(مترجم)

کتاب السنۃ — أبواب المساجد والجماعات احادیث: 1 — 802

تالیف

امام ابو عبد اللہ محمد بن زید بن ابی ذر بن ماجہ القرظیؒ

ترجمہ و تخریج

فیضان مولانا عطاء اللہ صاحب دہلویؒ

تحقیق و تخریج

حافظ ابوظہر بنزیر علیؒ

تقریباً صحیح و صحیح اور اضافات

حافظ صلاح الدین یوسفؒ

مولانا ابو عبد اللہ محمد عبدالجبارؒ

مولانا ابو محمد اسماعیلؒ

حافظ آصف اقبالؒ

حافظ عبدالخالقؒ

مولانا عثمان منیبؒ



قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نَضَّ اللَّهُ أَمْرًا

مَعَ مَا يَتَّبَعُ فَحَفِظَ مِنْهُ

www.KitaboSunnat.com

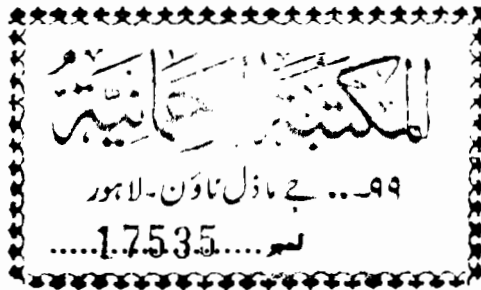
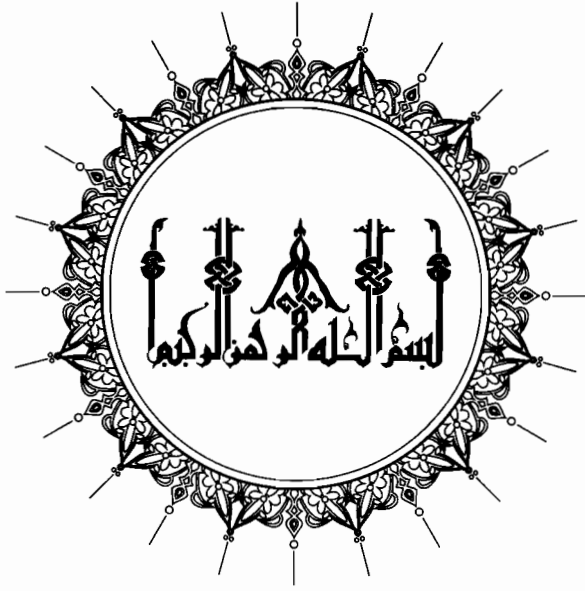
صَدَقَ حَبِيبُ اللَّهِ ﷺ

”اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ اور شاداب رکھے جس نے ہم سے
کوئی حدیث سنی، پھر اُسے یاد کر کے لوگوں تک پہنچا دیا۔“

(مشن ابوداؤد، الجامع، حدیث ۳۰۰۰)

الَاٰنِيْ اُوْتِيْتُ
الْحِكْمَٰنِ مِثْلَهُ
الَاٰنِيْ اُوْتِيْتُ
الْقُرْآنِ مِثْلَهُ

”اچھی طرح سن لو! مجھے کتاب دی گئی ہے اور اس کے ساتھ
اس کی مثل (سنت) بھی، خبردار! مجھے قرآن دیا گیا ہے
اور اس کے ساتھ اس کی مثل (سنت) بھی!“ (مسند احمد ۴/۱۳)



باب: بدعات اور غیر ضروری بحث و گمراہی سے پرہیز کرنے کا بیان	103	۷- بَابُ اجْتِنَابِ الْبِدْعِ وَالْحَدِيدِ
باب: رائے اور قیاس سے پرہیز کا بیان	111	۸- بَابُ اجْتِنَابِ الرَّأْيِ وَالْقِيَاسِ
باب: ایمان سے متعلق احکام و مسائل	114	۹- بَابُ فِي الْاِيْمَانِ
باب: تقدیر سے متعلق احکام و مسائل	134	۱۰- بَابُ فِي الْقَدْرِ
باب: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے فضائل و مناقب	151	۱۱- بَابُ فِي فَضَائِلِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ
باب: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب	160	۱۱/۱- فَضْلُ أَبِي بَكْرٍ الصُّدِّيقِ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]
باب: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب	168	۱۱/۲- فَضْلُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
باب: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب	174	۱۱/۳- فَضْلُ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
باب: حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب	179	۱۱/۴- فَضْلُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
باب: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب	187	۱۱/۵- فَضْلُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
باب: حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب	190	۱۱/۶- فَضْلُ طَلْحَةَ بْنِ عَبِيدَةَ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
باب: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب	193	۱۱/۷- فَضْلُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
باب: عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب	195	۱۱/۸- فَضَائِلُ الْعَشْرَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ
باب: حضرت ابو سعید بن جراح رضی اللہ عنہ کی فضیلت	196	۱۱/۹- فَضْلُ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجُرَّاحِ [رَضِيَ اللهُ عَنْهُ]
باب: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل	198	۱۱/۱۰- فَضْلُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
باب: حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے فضائل	200	۱۱/۱۱- فَضْلُ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
باب: حضرت حسن اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہم کے فضائل	201	۱۱/۱۲- فَضْلُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ ابْنَيْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ
باب: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فضائل	205	۱۱/۱۳- فَضْلُ عُمَارِ بْنِ يَاسِرٍ
باب: حضرت سلمان ابو ذر اور مقداد رضی اللہ عنہم کے فضائل	207	۱۱/۱۴- فَضْلُ سَلْمَانَ وَأَبِي ذَرٍّ وَالْمِقْدَادِ
باب: حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے فضائل	210	۱۱/۱۵- فَضَائِلُ بِلَالٍ
باب: حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے فضائل	211	۱۱/۱۶- فَضَائِلُ خَبَّابٍ
باب: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی فضیلت	213	۱۱/۱۷- فَضْلُ أَبِي ذَرٍّ
باب: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل	214	۱۱/۱۸- فَضْلُ سَعْدِ بْنِ مَعَاذٍ



فہرست مضامین (جلد اول)

سنن ابن ماجہ

215	باب: حضرت جریر بن عبد اللہ کلبی رضی اللہ عنہما کے فضائل	۱۱/۱۹ - فَضْلُ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْكَلْبِيِّ
	باب: جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل	۱۱/۲۰ - فَضْلُ أَهْلِ بَدْرٍ
216	کے فضائل	
218	باب: انصاری کی فضیلت	۱۱/۲۱ - [فَضْلُ الْأَنْصَارِ]
221	باب: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل	۱۱/۲۲ - فَضْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ
222	باب: خوارج کا بیان	۱۲ - بَابُ فِي ذِكْرِ الْخَوَارِجِ
230	باب: فرقہ جمیہ نے جس چیز کا انکار کیا	۱۳ - بَابُ فِيْمَا أَنْكَرَتِ الْجَهْمِيَّةُ
	باب: اس شخص کا بیان جس نے اچھا یا برا طریقہ جاری کیا	۱۴ - بَابُ مَنْ سَنَّ سُئُهُ حَسَنَةً أَوْ سَيِّئَةً
252	باب: مردہ سنت زعمہ کرنے والے شخص کے (اجر)	۱۵ - بَابُ مَنْ أَحْيَا سُئُهُ فَذُ أُمِيَّتَتْ
256	کے بیان	
	باب: قرآن کا علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے والے کی فضیلت	۱۶ - بَابُ فَضْلِ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ
258	باب: علماء کی فضیلت اور حصول علم کی ترغیب	۱۷ - بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ
264	باب: علم کی باتیں دوسروں تک پہنچانے والے کی فضیلت	۱۸ - بَابُ مَنْ بَلَّغَ عِلْمًا
272	باب: جو شخص نیکی کی چابی ہو	۱۹ - بَابُ مَنْ كَانَ مِفْتَاحًا لِلنَّيْئِ
276	باب: لوگوں کو نیکی کی تعلیم دینے والے کا ثواب	۲۰ - بَابُ ثَوَابِ مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرِ
277	باب: جس نے ساتھیوں کا پیچھے چلنا پسند نہ کیا	۲۱ - بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يُوَطَأَ عَقِبَاهُ
281	باب: طالبان علم کے حق میں وصیت	۲۲ - بَابُ الْوَصَاةِ بِطَلَبَةِ الْعِلْمِ
283	باب: علم سے فائدہ اٹھانا اور اس پر عمل کرنا	۲۳ - [بَابُ] الْاِئْتِفَاعِ بِالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ بِهِ
285	باب: علم کی بات پوچھے جانے پر علم چھپانے والے	۲۴ - بَابُ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكْتَمَهُ
293	(کے گناہ) کا بیان	
299	طہارت کے مسائل اور اس کی سنتیں	۱ - أَبْوَابُ الطَّهَارَةِ وَسُنَنِهَا
	باب: وضو اور غسل جنابت کیلئے پانی کی مقدار کا بیان	۱ - بَابُ مَا جَاءَ فِي مِقْدَارِ الْمَاءِ لِلْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ مِنْ الْجَنَابَةِ
302		مِنْ الْجَنَابَةِ



- 304 باب: اللہ تعالیٰ بغیر پاکیزگی کے نماز قبول نہیں فرماتا ۲- بَابُ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ بَغَيْرِ طَهْوَرٍ
- 306 باب: پاکیزگی نماز کی کنجی ہے ۳- بَابُ مِفْتَاحِ الصَّلَاةِ الطَّهْوَرُ
- 307 باب: وضو کی حفاظت کرنا ۴- بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلَى الوُضوءِ
- 309 باب: وضو نصف ایمان ہے ۵- بَابُ الوُضوءِ شَطْرُ الْإِيمَانِ
- 311 باب: طہارت کا ثواب ۶- [بَابُ] ثَوَابِ الطَّهْوَرِ
- 315 باب: مسواک کا بیان ۷- بَابُ السُّوَالِكِ
- 319 باب: امورِ فطرت کا بیان ۸- بَابُ الْفِطْرَةِ
- 323 باب: بیت الخلاء میں جاتے وقت آدمی کیا کہے؟ ۹- بَابُ مَا يَقُولُ [الرَّجُلُ] إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءِ
- 326 باب: بیت الخلاء سے باہر آ کر کیا پڑھے؟ ۱۰- بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ
- باب: بیت الخلاء میں اللہ کا ذکر کرنا اور انگلیوں لے کر جانا ۱۱- بَابُ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الْخَلَاءِ وَالْخَاتَمِ فِي الْخَلَاءِ
- 327 غسل خانے میں پیشاب کرنے کی کراہت کا بیان ۱۲- بَابُ كَرَاهِيَةِ الْبَوْلِ فِي الْمُعْتَسَلِ
- 328 باب: کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ۱۳- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ قَائِمًا
- 329 باب: بیٹھ کر پیشاب کرنا ۱۴- بَابُ فِي الْبَوْلِ قَاعِدًا
- 330 باب: دائیں ہاتھ سے عضو خاص کو چھونا اور دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا ممنوع ہے ۱۵- بَابُ كَرَاهَةِ مَسِّ الذَّكَرِ بِالْيَمِينِ وَالْإِسْتِنْبَاءِ بِالْيَمِينِ
- 332 باب: استنجا کے لیے پتھر کا استعمال تیز لید اور ہڈی سے ممانعت ۱۶- بَابُ الْإِسْتِنْبَاءِ بِالْحِجَارَةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الرَّوْثِ وَالرَّمَّةِ
- 333 باب: پیشاب پاخانے کے وقت قبلہ رو ہونے کی ممانعت کا بیان ۱۷- بَابُ النَّهْيِ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ بِالْعَانِطِ وَالْبَوْلِ
- 337 باب: قبلہ کی طرف منہ کرنا بیت الخلاء میں جائز ہے ۱۸- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ فِي الْكَنِيفِ، وَإِبَاحَتِهِ دُونَ الصَّحَارِيِّ
- 339 باب: پیشاب کے بعد اس کے قطرات سے بچاؤ حاصل کرنا ۱۹- بَابُ الْإِسْتِثْرَاءِ بَعْدَ الْبَوْلِ
- 343 باب: جس نے پیشاب کے بعد پانی استعمال نہ کیا ۲۰- بَابُ مَنْ بَالَ وَلَمْ يَمْسَ مَاءً

- ۲۱- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْخَلَاءِ عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ باب: راستے پر قضاے حاجت کی ممانعت کا بیان
- ۲۲- بَابُ النَّبَاْعِدِ لِلْبِرَازِ فِي الْفَضَاءِ باب: میدان میں قضاے حاجت کے لیے (لوگوں سے) دور جانا
- ۲۳- بَابُ الْأَزْتِيَادِ لِلْعَانِطِ وَالْبُؤْلِ باب: پیشاب اور پاخانہ کے لیے مناسب جگہ تلاش کرنا
- ۲۴- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاجْتِمَاعِ عَلَى الْخَلَاءِ وَالْحَدِيثِ عِنْدَهُ باب: قضاے حاجت کے وقت ایک دوسرے کے قریب بیٹھنا اور باتیں کرنا منع ہے
- ۲۵- بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُؤْلِ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ باب: ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے
- ۲۶- بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الْبُؤْلِ باب: پیشاب سے انتہائی احتیاط کی تاکید
- ۲۷- بَابُ الرَّجُلِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبُولُ باب: پیشاب کرنے والے کو سلام کہنا
- ۲۸- بَابُ الْأَسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ باب: پانی سے استنجا کرنا
- ۲۹- بَابُ مَنْ ذَلِكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ بَعْدَ الْأَسْتِنْجَاءِ باب: جس نے استنجا کے بعد ہاتھ زمین پر رگڑے
- ۳۰- بَابُ تَغَطُّيَةِ الْإِنَاءِ باب: برتن ڈھانک کر رکھنا
- ۳۱- بَابُ غَسْلِ الْإِنَاءِ مِنْ وُلُوحِ الْكَلْبِ باب: برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسے دھونا چاہیے
- ۳۲- بَابُ الْوُضُوءِ بِسُورِ الْهَرَّةِ وَالرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ باب: بلی کے جوٹھے پانی سے وضو کا بیان
- ۳۳- بَابُ الرُّخْصَةِ بِفَضْلِ وَضُوءِ الْمَرْأَةِ باب: عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے استعمال کی رخصت
- ۳۴- بَابُ النَّهْيِ عَنِ ذَلِكَ باب: اس (پانی سے وضو اور غسل) کی ممانعت
- ۳۵- بَابُ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ يَتَغَيَّبَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَوَاحِدٍ باب: میاں بیوی ایک برتن سے پانی لے کر غسل کر سکتے ہیں
- ۳۶- بَابُ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ يَتَوَضَّأَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَوَاحِدٍ باب: مرد اور عورت ایک ہی برتن میں سے وضو کر سکتے ہیں
- ۳۷- بَابُ الْوُضُوءِ بِالنَّبِيذِ باب: نیبذ سے وضو کرنا
- ۳۸- بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَحْرِ باب: سمندر کے پانی سے وضو کرنا
- ۳۹- بَابُ الرَّجُلِ يَسْتَعِينُ عَلَى وَضُوءِهِ فَيَصُبُّ عَلَيْهِ باب: وضو میں دوسرے آدمی سے مدد لینا اور اس کا پانی ڈالنا
- ۳۷۷

- ۴۰- بَابُ الرَّجُلِ يَسْتَيْقِظُ مِنْ مَنَامِهِ هَلْ يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا
- ۴۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّنْبِيَةِ فِي الْوُضُوءِ
- ۴۲- بَابُ التَّيْمُنِ فِي الْوُضُوءِ
- ۴۳- بَابُ الْمُضْمَصَةِ وَالْإِسْتِنَاقِ مِنْ كَفِّ وَاجِدٍ
- ۴۴- بَابُ الْمُبَالَغَةِ فِي الْإِسْتِنَاقِ وَالْإِسْتِنَارِ
- ۴۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً
- ۴۶- بَابُ الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا
- ۴۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا
- ۴۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقُضْدِ فِي الْوُضُوءِ وَكَرَاهِيَةِ التَّعَدِّي فِيهِ
- ۴۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْتِنَاقِ الْوُضُوءِ
- ۵۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْلِيلِ اللَّحْيَةِ
- ۵۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْحِ الرَّأْسِ
- ۵۲- بَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْحِ الْأُذُنَيْنِ
- ۵۳- بَابُ الْأُذُنَيْنِ مِنَ الرَّأْسِ
- ۵۴- بَابُ تَخْلِيلِ الْأَصَابِعِ
- ۵۵- بَابُ غَسْلِ الْعَرَاقِبِ
- ۵۶- بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ الْقَدَمَيْنِ
- ۵۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ عَلَى مَا أَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى
- ۵۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّضْحِ بِعَدِّ الْوُضُوءِ
- ۵۹- بَابُ التَّمْيِيلِ بِعَدِّ الْوُضُوءِ وَبَعْدَ الْغُسْلِ
- ۶۰- بَابُ مَا يُقَالُ بِعَدِّ الْوُضُوءِ
- ۶۱- بَابُ الْوُضُوءِ بِالضَّفْرِ
- ۳۷۹- پانی کے برتن میں ڈال سکتا ہے؟
- ۳۸۱- وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا
- ۳۸۳- وضو میں دائیں طرف سے شروع کرنا
- ۳۸۴- ایک ہی چلو سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا
- ۳۸۵- صاف کرنا
- ۳۸۷- وضو کے اعضاء ایک ایک بار دھونا
- ۳۸۸- وضو کے اعضاء تین تین بار دھونا
- ۳۹۰- وضو میں اعضاء کو ایک بار دو بار اور تین بار دھونا
- ۳۹۲- وضو میں میانہ روی اختیار کرنے کا اور زیادتی کے مکروہ ہونے کا بیان
- ۳۹۴- کامل وضو کرنا
- ۳۹۵- ڈانگی کا خلال کرنا
- ۳۹۷- سر کے مسح کا بیان
- ۴۰۰- کانوں کے مسح کا بیان
- ۴۰۱- کان سر کا حصہ ہیں
- ۴۰۲- انگلیوں کا خلال کرنا
- ۴۰۳- ایزیاں دھونا
- ۴۰۶- دونوں پاؤں دھونے کا بیان
- ۴۰۷- اللہ کے حکم کے مطابق وضو کرنا
- ۴۰۹- وضو کے بعد چھینے مارنا
- ۴۱۰- وضو اور غسل کے بعد رومال استعمال کرنا
- ۴۱۲- وضو کے بعد پڑھنے کی دعا
- ۴۱۳- جھٹیل کے برتن میں وضو کرنا

- 415 باب: نیند کی وجہ سے وضو کرنا
- 418 باب: شرم گاہ کو چھونے سے وضو کرنا چاہیے
- 420 باب: مذکورہ صورت میں وضو نہ کرنے کی اجازت
- 421 باب: آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنا
- 423 باب: مذکورہ صورت میں وضو نہ کرنے کی اجازت
- 425 باب: اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا
- 427 باب: دودھ پی کر کھلی کرنا
- 428 باب: بوسہ لینے سے وضو کرنا
- 429 باب: فدی خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
- 432 باب: سوتے وقت وضو کرنا
- 432 باب: ہر نماز کے لیے الگ الگ وضو کرنا اور ایک وضو سے سب نمازیں پڑھ لینا
- 433 باب: با وضو ہونے کے باوجود دوبارہ وضو کرنا
- 435 باب: حدث کے بغیر وضو کرنا ضروری نہیں
- 436 باب: کس قدر پانی ناپاک نہیں ہوتا؟
- 438 باب: حوضوں کا حکم
- 439 باب: شیر خوار بچے کے پیشاب کا حکم
- 443 باب: اگر زمین پر پیشاب زدہ ہو جائے تو اسے کس طرح دھویا جائے؟
- 445 باب: زمین کا ایک حصہ دوسرے حصے کو پاک کر دیتا ہے
- 446 باب: جنبی سے مصافحہ کرنا
- 448 باب: اگر کپڑے کو مٹی لگ جائے تو
- 448 باب: مادہ منویہ کو کپڑے پر سے کھرچ دینا
- 448 باب: ہم بستری کے وقت جو کپڑا پہنا ہوا ہو اسی کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے
- 450
- 62- بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ
- 63- بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكَرِ
- 64- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
- 65- بَابُ الْوُضُوءِ مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ
- 66- بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
- 67- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ
- 68- بَابُ الْمَضْمَضَةِ مِنْ شُرْبِ اللَّبَنِ
- 69- بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْقُبْلَةِ
- 70- بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْمَذْيِ
- 71- بَابُ وُضُوءِ النَّوْمِ
- 72- بَابُ الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ وَالصَّلَوَاتِ كُلِّهَا بِوُضُوءٍ وَآجِدٍ
- 73- بَابُ الْوُضُوءِ عَلَى طَهَارَةٍ
- 74- بَابُ لَا وَضُوءَ إِلَّا مِنْ حَدِيثٍ
- 75- بَابُ وَقْدَارِ الْمَاءِ الَّذِي لَا يَنْجَسُ
- 76- بَابُ النِّجَاصِ
- 77- بَابُ مَا جَاءَ فِي بَوْلِ الصَّبِيِّ الَّذِي لَمْ يَطْعَمْ
- 78- بَابُ الْأَرْضِ يُصَيِّهَا الْبَوْلُ كَيْفَ تُغْسَلُ
- 79- بَابُ الْأَرْضِ يَطْهَرُ بَعْضُهَا بَعْضًا
- 80- بَابُ مُصَافَحَةِ الْجُنُبِ
- 81- بَابُ الْمَنِيِّ يُصِيبُ التُّؤَبَ
- 82- بَابُ فِي فَرْكِ الْمَنِيِّ مِنَ التُّؤَبِ
- 83- بَابُ الصَّلَاةِ فِي التُّؤَبِ الَّذِي يُجَامِعُ فِيهِ

سنن ابن ماجہ

- 451 باب: موزوں پر مسح کرنا ۸۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ
- 455 باب: موزوں پر اوپر نیچے (دونوں طرف) مسح کرنا ۸۵- بَابُ فِي مَسْحِ أَعْلَى الْخُفِّ وَأَسْفَلِهِ
- 456 باب: متیم اور مسافر کے لیے موزوں پر مسح کی مدت وَالْمَسَافِرِ
- 458 باب: غیر معینہ مدت کے لیے مسح کرنا ۸۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ بِغَيْرِ تَوْقِيفٍ
- 460 باب: جرابوں اور جوتوں پر مسح کرنا ۸۸- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجُزْرِيَّيْنِ وَالتَّلْعَيْنِ
- 461 باب: گپڑی اور مسح کرنے کا بیان ۸۹- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ

[ابواب التيمم]

- 463 باب: تیمم کی مشروعیت کا بیان ۹۰- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّيْمُمِ
- 465 باب: تیمم کے لیے (زمین پر) ایک بار ہاتھ مارنا ۹۱- بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّيْمُمِ ضَرْبَةً وَاحِدَةً
- 467 باب: تیمم کے لیے زمین پر دو مرتبہ ہاتھ مارنا ۹۲- بَابُ فِي التَّيْمُمِ ضَرْبَتَيْنِ
- 468 شدت مرض کا خطرہ محسوس ہو تو (تیمم کر لے) ۹۳- بَابُ فِي الْمَجْرُوحِ نَيْسِيهِ الْجَنَابَةَ فَيَخَافُ عَلَى نَفْسِهِ إِنْ اغْتَسَلَ
- 471 باب: غسل جنابت کا طریقہ ۹۴- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ
- 472 باب: غسل جنابت کے احکام و مسائل ۹۵- بَابُ فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ
- 474 باب: غسل کے بعد وضو کرنا ۹۶- بَابُ فِي الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ
- 475 ابھی غسل نہ کیا ہو ۹۷- بَابُ فِي الْجُنُبِ يَسْتَنْدِفُ بِأَمْرَأَتِهِ قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ عورت کے ساتھ لیٹ سکتا ہے جبکہ عورت نے
- 476 باب: جنبی پانی استعمال کیے بغیر سو سکتا ہے ۹۸- بَابُ فِي الْجُنُبِ يَتَأَمَّ كَهَيْئَتِهِ لَا يَمَسُّ مَاءً
- 477 نہیں سونا چاہیے ۹۹- بَابُ مَنْ قَالَ لَا يَتَأَمَّ الْجُنُبُ حَتَّى يَتَوَضَّأَ وَوَضُوءُهُ لِلصَّلَاةِ
- 478 باب: جنبی دوبارہ مباشرت کرنا چاہے تو وضو کر لے ۱۰۰- بَابُ فِي الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ الْعَوْدَ تَوَضَّأَ
- 479 تمام بیویوں سے مقاربت کے بعد ایک ہی غسل کافی ہے ۱۰۱- بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ يَغْتَسِلُ مِنْ جَمِيعِ نِسَائِهِ غُسْلًا وَاحِدًا

سنن ابن ماجہ

فہرست مضامین (جلد اول)

- 102- بَابُ فِيمَنْ يُغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ وَاحِدَةٍ غُسْلًا باب: ہر بیوی کے پاس جا کر غسل کرنا 479
- 103- بَابُ فِي الْجُنُبِ يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ باب: جنبی (غسل کیے بغیر) کھا پی سکتا ہے 480
- 104- بَابُ مَنْ قَالَ يُجْزِئُهُ غَسْلُ يَدَيْهِ باب: اس شخص کی دلیل جو کہتا ہے کہ جنبی کے لیے ہاتھ دھونا کافی ہے 481
- 105- بَابُ مَا جَاءَ فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ باب: بے وضو قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا بیان 481
- 106- بَابُ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ باب: ہر ہر بال کے نیچے جنابت ہے 483
- 107- بَابُ فِي الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ باب: جس عورت کو نیند میں مرد کی طرح احتلام ہو 485
- 108- بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ النِّسَاءِ مِنَ الْجَنَابَةِ باب: عورتوں کے غسل جنابت کا بیان 487
- 109- بَابُ الْجُنُبِ يَنْغَمِسُ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ أَبْجَزِئُهُ باب: کیا جنبی کے لیے ٹھہرے ہوئے پانی میں غوطہ لگالینا کافی ہے؟ 488
- 110- بَابُ الْمَاءِ مِنَ الْمَاءِ باب: انزال سے غسل واجب ہوتا ہے 489
- 111- بَابُ مَا جَاءَ فِي وَجُوبِ الْغُسْلِ إِذَا نَقَى الْجَنَابَتَيْنِ باب: جب شرم گاہ میں لیں جاں تو (محض دخول سے) غسل واجب ہو جاتا ہے 490
- 112- بَابُ مَنْ احْتَلَمَ وَلَمْ يَرَ بَلَلًا باب: جسے خواب میں احتلام ہو لیکن کپڑے گیلے نہ ہوں 492
- 113- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْاسْتِنْتَارِ عِنْدَ الْغُسْلِ باب: نہاتے وقت پردے کا اہتمام کرنا 492
- 114- بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ لِلْحَافِي أَنْ يُصَلِّيَ باب: پیشاب پاخانہ کی حاجت ہو تو نماز پڑھنا منع ہے 494
- بَابُ اسْتِحْضَاءِ مَرِيضَةٍ عَوْرَتِهَا كَمَا كَرِهَ يَبْرَأُ بِهَا بِمَعْلُومِ بَابُ اسْتِحْضَاءِ مَرِيضَةٍ عَوْرَتِهَا كَمَا كَرِهَ يَبْرَأُ بِهَا بِمَعْلُومِ باب: استحاضہ کی مریضہ عورت کو اگر یہ بیماری شروع ہونے سے پہلے کی ماہانہ عادت کے ایام معلوم ہوں تو اس کا کیا حکم ہے؟ 495
- 116- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ إِذَا اخْتَلَطَ عَلَيْهَا الدَّمُ فَلَمْ يَقِفْ عَلَى أَيَّامِ حَيْضِهَا باب: اگر استحاضہ کی مریضہ کو خون کی پہچان نہ ہو اور اسے حیض کے ایام کا پتہ نہ چلے تو؟ 499
- 117- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِكْرِ إِذَا ابْتَدَأَتْ مُسْتَحَاضَةً أَوْ كَانَ لَهَا أَيَّامٌ حَيْضٍ فَتَسْبِيئُهَا باب: جس کنواری عورت کو شروع ہی سے استحاضہ آتا ہو یا اسے حیض کے ایام یاد نہ رہے ہوں 500
- 118- بَابُ فِي مَا جَاءَ فِي دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الْمَنُورَ باب: اگر کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے 502
- 119- بَابُ الْحَائِضِ لَا تَقْضِي الصَّلَاةَ باب: عورت حیض کے دنوں میں چھوڑی ہوئی نمازوں 502

503	کی تقانہ دے	۱۲۰- بَابُ الْحَائِضِ تَتَنَاوَلُ الشَّيْءَ مِنَ الْمَسْجِدِ
	باب: حائضہ (ہاتھ بڑھا کر) مسجد سے کوئی چیز لے	
504	سکتی ہے	۱۲۱- بَابُ مَا لِلرَّجُلِ مِنْ امْرَأَتِهِ إِذَا كَانَتْ حَائِضًا
	باب: مرد اپنی حائضہ بیوی سے کس قدر قریب ہو	
505	سکتا ہے؟	
508	باب: حائضہ سے مباشرت کی ممانعت کا بیان	۱۲۲- بَابُ النَّهْيِ عَنِ إِتْيَانِ الْحَائِضِ
509	باب: حیض کی حالت میں مقاربت کا کفارہ	۱۲۳- بَابُ فِي كَفَّارَةِ مَنْ أَتَى حَائِضًا
510	باب: حیض سے فارغ ہو کر غسل کرنے کا طریقہ	۱۲۴- بَابُ فِي الْحَائِضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ
	باب: حائضہ کے ساتھ مل کر کھانا اور اس کا جوٹھا کھا	۱۲۵- بَابُ مَا جَاءَ فِي مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَسُورِهَا
512	بی لینا درست ہے	
	باب: حائضہ عورت مسجد میں داخل ہونے سے پرہیز	۱۲۶- بَابُ فِي مَا جَاءَ فِي اجْتِنَابِ الْحَائِضِ الْمَسْجِدَ
513	کرے	
	باب: عورت اگر پاک ہونے کے بعد زرد یا نیلے	۱۲۷- بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَائِضِ تَرَى بَعْدَ الطَّهْرِ
514	رنگ کا پانی دیکھے تو؟	الضَّفْرَةَ وَالْكُدْرَةَ
	باب: نفاس والی عورت کتنا عرصہ نماز روزہ سے	۱۲۸- بَابُ النَّفْسَاءِ كَمْ تَجْلِسُ
515	پرہیز کرے؟	
516	باب: جو شخص حائضہ بیوی سے مباشرت کر لے	۱۲۹- بَابُ مَنْ وَقَعَ عَلَى امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ
517	باب: حائضہ کے ساتھ مل کر کھانا درست ہے	۱۳۰- بَابُ فِي مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ
517	باب: حائضہ کا کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھنا	۱۳۱- بَابُ فِي الصَّلَاةِ فِي ثَوْبِ الْحَائِضِ
	باب: جب لڑکی بالغ ہو جائے تو (سر پر) اوڑھنی لیے	۱۳۲- بَابُ إِذَا حَاضَتِ الْجَارِيَةُ لَمْ تُصَلِّ إِلَّا بِخِمَارٍ
518	بغیر نماز نہ پڑھے	
519	باب: حائضہ عورت مہندی لگا سکتی ہے	۱۳۳- بَابُ الْحَائِضِ تَخْتَضِبُ
520	باب: بیویوں پر مسح کرنا	۱۳۴- بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْجَبَائِرِ
520	باب: کپڑے کو تھوک لگ جائے تو کوئی حرج نہیں	۱۳۵- بَابُ اللَّعَابِ يُصِيبُ الثَّوْبَ
521	باب: برتن میں کلی کرنا	۱۳۶- بَابُ الْمَجِّ فِي الْإِنَاءِ

سنن ابن ماجہ ————— فہرست مضامین (جلد اول)

- ۱۳۷- بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَرَى عَوْرَةَ أَخِيهِ باب: کسی کی شرم گاہ کا دیکھنا منع ہے
- ۱۳۸- بَابُ مَنْ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَبَقِيَ مِنْ جَسَدِهِ باب: اگر غسل جنابت کے دوران میں جسم کا کوئی
- ۱۳۹- بَابُ مَنْ تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعًا لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ تھوڑا سا حصہ خشک رہ جائے تو کیا کرے؟
- ۱۳۹- بَابُ مَنْ تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعًا لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ باب: وضو کے دوران میں (بے احتیاطی سے) جگہ خشک
- ۱۳۹- بَابُ مَنْ تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعًا لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ رہ جائے تو کیا کرے؟

۲- كِتَابُ الصَّلَاةِ نماز سے متعلق احکام و مسائل

- ۱- أَبْوَابُ مَوَاقِيتِ الصَّلَاةِ باب: اوقات نماز کے احکام و مسائل
- ۲- بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ النَّجْرِ باب: فجر کی نماز کا وقت
- ۳- بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ باب: نماز ظہر کا وقت
- ۴- بَابُ الْإِزَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ باب: سخت گرمی کے ایام میں ظہر کو مختصر کرنا
- ۵- بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ باب: نماز عصر کا وقت
- ۶- بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ باب: نماز عصر کی پابندی ضروری ہے
- ۷- بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ باب: نماز مغرب کا وقت
- ۸- بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ باب: نماز عشاء کا وقت
- ۹- بَابُ مِيقَاتِ الصَّلَاةِ فِي الْعَتَمِ باب: بادل ہونے کی صورت میں نماز کا وقت
- ۱۰- بَابُ مَنْ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ نَسِيَهَا باب: نیند یا بھول کی وجہ سے نماز چھوٹ جانے کا بیان
- ۱۱- بَابُ وَقْتِ الصَّلَاةِ فِي الْعُدْرِ وَالضَّرُورَةِ باب: عذر اور ضرورت کی صورت میں نماز کا وقت
- ۱۲- بَابُ النَّهْيِ عَنِ التَّوَمِّ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَعَنِ باب: عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور عشاء کے بعد
- الْحَدِيثِ بَعْدَهَا
- ۱۳- بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُقَالَ صَلَاةُ الْعَتَمَةِ باتیں کرنا ممنوع ہے
- باب: نماز عشاء کو ”عتمة“ کہنے کی ممانعت کا بیان

۳- أَبْوَابُ الْأَذَانِ وَالسَّنَةِ فِيهَا اذان کے مسائل اور اس کا طریقہ

- ۱- بَابُ بَدَأِ الْأَذَانَ باب: اذان کا آغاز
- ۲- بَابُ التَّرْجِيعِ فِي الْأَذَانَ باب: اذان میں شہادتین کے کلمات دو بارہ کہنا
- ۳- بَابُ الشُّبُوهِ فِي الْأَذَانَ باب: اذان کا طریقہ
- ۴- بَابُ مَا يُقَالُ إِذَا أَدَّنَ الْمُؤَدِّنُ باب: اذان سن کر کیا کہنا چاہیے؟



579	باب: اذان کی فضیلت اور مؤذنون کا ثواب	۵- بَابُ فَضْلِ الْأَذَانِ وَتَوَابِ الْمُؤَذِّنِينَ
582	باب: اکہری بگبیر کہنا	۶- بَابُ إِفْرَادِ الْإِقَامَةِ
584	باب: اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی ممانعت کا بیان	۷- بَابُ إِذَا أُذِّنَ وَأَنْتَ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا تَخْرُجْ
587	مسجد اور نماز باجماعت کے مسائل	۴ ابواب المساجد والجماعات
590	باب: اللہ کی رضا کیلئے مسجد تعمیر کرنے والے کا ثواب	۱- بَابُ مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا
592	باب: مسجدوں کی سجاوٹ	۲- بَابُ تَشْيِيدِ الْمَسَاجِدِ
593	باب: مسجد کس جگہ بنانا جائز ہے؟	۳- بَابُ أَيْنَ يَجُوزُ بِنَاءُ الْمَسَاجِدِ
596	باب: جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے	۴- بَابُ الْمَوَاضِعِ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ
598	باب: مسجدوں میں جو کام مکروہ ہیں	۵- بَابُ مَا يُكْرَهُ فِي الْمَسَاجِدِ
600	باب: مسجد میں سونا	۶- بَابُ النَّوْمِ فِي الْمَسْجِدِ
600	باب: سب سے پہلے کون سی مسجد بنی؟	۷- بَابُ أَيِّ مَسْجِدٍ وُضِعَ أَوَّلُ
602	باب: گھروں میں نماز کی جگہ مقرر کر لینا درست ہے	۸- بَابُ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّورِ
605	باب: مسجدوں کو پاک صاف رکھنا اور خوشبو لگانا	۹- بَابُ تَطْهِيرِ الْمَسَاجِدِ وَتَطْيِيبِهَا
606	باب: مسجد میں تھوکنے کی کراہت کا بیان	۱۰- بَابُ كَرَاهِيَةِ التُّخَامَةِ فِي الْمَسْجِدِ
609	باب: گم شدہ چیزوں کا اعلان مسجد میں کرنا منع ہے	۱۱- بَابُ النَّهْيِ عَنِ إِنْشَادِ الصُّوَالِ فِي الْمَسْجِدِ
611	باب: اونٹوں اور بکریوں کے ہارے میں نماز پڑھنے کا بیان	۱۲- بَابُ الصَّلَاةِ فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ وَمُرَاحِ الْغَنَمِ
612	باب: مسجد میں داخل ہونے کی دعا	۱۳- بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ
614	باب: نماز کے لیے (مسجد کی طرف) چلنے کا بیان	۱۴- بَابُ الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ
620	باب: مسجد میں زیادہ دور سے آنے والوں کا ثواب زیادہ ہے	۱۵- بَابُ الْأَبْعَدِ فَلَا يُبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ أَعْظَمُ أَجْرًا
623	باب: نماز باجماعت کی فضیلت	۱۶- بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي جَمَاعَةٍ
625	باب: نماز باجماعت سے پیچھے رہ جانا سخت گناہ ہے	۱۷- بَابُ التَّغْلِيظِ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ
628	باب: نماز عشاء اور نماز فجر باجماعت ادا کرنے کی فضیلت	۱۸- بَابُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَالْفَجْرِ فِي جَمَاعَةٍ
630	باب: مساجد میں زیادہ وقت گزارنے اور نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت	۱۹- بَابُ لُزُومِ الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ

عرض ناشر

www.KitaboSunnat.com

نئی نوع انسان کی ہدایت کے لیے اسلام نے دو مستند حوالے اور راستے پیش کیے ہیں۔ ان میں سے ایک راستہ قرآن حکیم کی آیات و نینات سے ملتا ہے جب کہ اس سے ہم آہنگ ایک دوسرا جادہ شریعت ہے جسے ہم سنت یا حدیث کہتے ہیں۔ قرآن مجید نے اپنی اصولی اور اجمالی تعلیمات کی تشریح و تفسیر اور توضیح و تصریح کے لیے خود سنت اور اسوۂ حسنہ کی ضرورت کو بیان کیا ہے۔ قرآن مجید کے احکام و نصوص کی وضاحت کے لیے اگر ذخیرہ احادیث موجود نہ ہو تو دین و شریعت کا ماخذ اول خود پیستان بن جائے گا۔ پیش نظر رہے کہ احادیث میں شریعت کا جو تشریحی اور توضیحی سرمایہ موجود ہے نبی ﷺ کو یہ علم بھی اللہ تعالیٰ سے جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے سے میسر آتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کو وحی متلو اور حدیث کو وحی غیر متلو کہا جاتا ہے۔

عربی زبان میں ”حدیث“ کا لفظ گفتگو، نئی بات، قابل ذکر واقعہ، نئی چیز یا کلام کے معنی میں مستعمل ہے، مگر جب یہ ایک اصطلاح کے طور پر استعمال ہو تو اس سے مراد رسول کریم ﷺ کے اقوال و افعال اور اعمال و احوال ہوتے ہیں یا یوں کہیے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اور رسالت سے متعلق راویوں (صحابہ کرام اور ان کے فیض یافتگان) کے ذریعے سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے، وہ حدیث کہلاتا ہے۔ حدیث کو سنت، خبر اور اثر بھی کہتے ہیں۔ یہ تمام ذخیرہ حدیث قولی، فعلی یا تقریری نوعیت کا ہے، البتہ بعض حضرات نے آپ ﷺ کے شمائل (خصائل و عادات) کو بھی گنجینہ حدیث میں شامل رکھا ہے۔

ذخیرہ حدیث کی حجیت، صداقت اور شرعی حیثیت ایک امر مسلم ہے۔ رسول کریم ﷺ کی بعثت کے آغاز ہی سے قلم و قراطاس اور تحریر و نگارش کا سلسلہ شروع ہوا۔ ﴿الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾ (العلق) اور ﴿وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ﴾ (الفلم) کی آیات کے حوالے سے عہد رسالت میں کتابت کے فن کو فروغ ملا۔ عرب و حجاز کے لوگ جو استخراج (حفظ و ضبط) کو اپنا شرف و افتخار سمجھتے تھے اب ان کے ہاں تحریر و توسید کا پہلو بھی سامنے آیا۔ کتب میں قرآن مجید کے پچاس سے زائد کاہنوں کا تذکرہ ملتا ہے جبکہ احادیث کی روایت و کتابت کا عہد بہ عہد ایک

سنن ابن ماجہ _____ عرض تاثر

وسیع نظام دکھائی دیتا ہے۔ عہد رسالت میں قرآن مجید کے علاوہ جن امور کو باقاعدہ لکھا جا رہا تھا وہ درج ذیل تھے:

اسلامی ریاست کے سرکاری مراسلے، مکتوبات نبوی، دستور مملکت، خطبات نبوی، معاہدات، ہبہ نامے، امان نامے، مردم شماری، غلاموں کی آزادی کے پروانے، مختلف علاقوں اور صوبوں کے گورنروں اور عمال کے نام سرکاری ہدایات، بیت المال میں آمد و خرچ کی تفصیلات اور متحد صحابہ کا ذخیرہ احادیث جو آپ کے افعال کی رویت یا گفتگو کی سماعت پر مشتمل ہوتا تھا..... کمال ضبط و احتیاط سے مختلف چیزوں پر لکھے ہوئے اس گرانقدر سرمائے کے علاوہ عہد صحابہ میں احادیث کے ذخیرے کو جس توجہ اور ذمے داری کے ساتھ لکھا گیا، اس کی مستند تفصیلات ہمارے سامنے موجود ہیں۔

نبی ﷺ نے متعدد مواقع پر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایت کی کہ وہ آپ سے حاصل ہونے والے علم کو لکھ لیا کریں۔ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر یمن کے ابوشاہ کی درخواست پر اسے لکھوایا گیا۔

عہد نبوی اور دو صحابہ کی ان روایات کو جب بعد کے طبقات و ادوار میں جمع کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی تو اس کے حوالے سے روایت و درایت، جرح و تعدیل اور اصطلاحات حدیث کا ایک ایسا علم وجود میں آیا جس نے اس ذخیرہ حدیث کی حفاظت، ثقافت، وضاحت اور استناد میں ایک سائنٹیفک اسلوب فراہم کیا۔ ان علوم الحدیث میں اسماء الرجال تو تاریخ عالم کا ممتاز ترین علم اور فن ہے جس کے متعلق ”الإصابة فی تمييز الصحابة“ کو ایڈٹ کرتے ہوئے جرمن مستشرق ڈاکٹر اسپرنگر نے اپنے مقدمہ میں یہ تاریخی الفاظ لکھے:

”دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں گزری اور نہ آج کہیں موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماء الرجال کا عظیم المرتبت فن ایجاد کیا ہو جس کے باعث پانچ لاکھ مسلمانوں کے احوال معلوم ہو سکتے ہیں۔“

ہمیں اعتراف ہے کہ دشمنان اسلام، منافقین اور بعض دجالوں نے احادیث کو اپنی جانب سے وضع کر کے پھیلانے کی کوشش کی۔ اس موقع پر محدثین نے جس ایمانی غیرت، مشاہداتی قوت، علمی ادراک، تاریخی ذوق اور سائنسی شعور کے ساتھ ان وصّاعین کا مقابلہ کیا اور ذخیرہ حدیث سے ان کی جعلی روایات کو نکال باہر کیا، یہ تاریخ علوم انسانی کا سب سے بڑا افتخار ہے۔ اس سلسلے میں ایک ایمان افروز واقعہ ملاحظہ کیجیے:

خلیفہ ہارون الرشید (170ھ 193ھ) نے ایک زندیق کو گرفتار کر کے اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا جو وضع حدیث کے جرم میں گرفتار تھا۔ اس موقع پر اس زندیق نے ہارون سے کہا کہ اے امیر المؤمنین! آپ ان چار



ہزار احادیث کا کیا کریں گے جو میں نے وضع کی ہیں اور ان میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیا ہے حالانکہ ان میں ایک لفظ بھی رسول کریم ﷺ نے بیان نہیں فرمایا؟ اس پر ہارون نے کہا:

[أین أنت یا عدو اللہ من أبی إسحاق الفزاري و عبد اللہ بن المبارک ینخلانہا فیخرجانہا حرفاً حرفاً]

”اے اللہ کے دشمن! تو ابو اسحاق فزاری اور عبد اللہ بن مبارک سے بچ کر کہاں جائے گا جو ان (وضعی احادیث) کو چھلپی کی طرح چھان کر ان کا ایک ایک حرف نکال باہر پھینکیں گے؟“

یہ حقیقت الم نشرح ہے کہ اس امت کی ہدایت کے لیے قرآن کے بعد حدیث کے چشمہ صافی کو محدثین عظام رضی اللہ عنہم کی علمی اور تحقیقی کاوشوں نے استناد اور اعتماد عطا کر دیا۔ روایت و درایت، جرح و تعدیل اور اسماء الرجال کے علوم و فنون کی روشنی میں جب تمام ذخیرہ حدیث کی تحقیقات و تصریحات سامنے آگئیں تو تدوین حدیث کا عظیم الشان مرحلہ شروع ہوا۔ کتب ستہ کے علاوہ مصنفات، جوامع، سنن، مسانید، معاجم، مستدرکات اور مستخرجات کا عظیم ذخیرہ محدثین عظام رضی اللہ عنہم کی جلیل القدر محنت و ریاضت اور عقیدت و مسؤلیت کے نتیجے میں امت کے ہاتھ آیا جس کے ہزاروں مخطوطات عہد بہ عہد شروع و حواشی اور تحقیق و تخریج کے ساتھ مرتب ہوئے جو آج بھی عالمی کتب خانوں میں ارباب تحقیق کی توجہات کا مرکز ہیں مگر ان میں صحاح ستہ گل سرسبد کی حیثیت رکھتی ہیں۔

ایک مدت سے میرے دل میں اس بات کی آرزو تھی کہ صحاح ستہ کا جدید اور شگفتہ اردو زبان میں ایسا ترجمہ پیش کیا جائے جس میں ہر ہر حدیث کے نتائج و فوائد بھی درج کیے جائیں اور ان تمام مکملہ مقامات پر جہاں کسی عصری اور زمانی موضوع پر کوئی حدیث بیان کی گئی ہو اس پر ایک تفصیلی اور تحقیقی شذرہ اس اسلوب سے لکھا جائے کہ دور جدید میں شبہات کی دلدل میں گھرا ہوا ذہن کامل اطمینان اور مکمل یقین حاصل کر سکے، چنانچہ دار السلام نے اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کے لیے برصغیر کے اہل علم اور محققین کی خدمات حاصل کیں جو کتب ستہ کے تراجم و فوائد پر بڑی دل جمعی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ واللہ الحمد کہ سنن اربعہ میں سے ایک جزو اعظم سنن ابی داؤد پر کام مکمل ہو چکا ہے اور اب سنن ابن ماجہ کا قیام آپ کے سامنے ہے۔

اس مجموعے کی جملہ احادیث کی تخریج عظیم محقق حافظ زبیر علی زئی رضی اللہ عنہ نے کی ہے جس کی تصحیح و تنقیح اور پروف ریڈنگ کے فرائض رفقاء ادارہ مولانا سلیم اللہ زمان اور حافظ عبدالحق رضی اللہ عنہ نے نہایت جاں فشانی اور ذمہ داری

سنن ابن ماجہ
 سے نبھائے۔ ترجمہ کی متن کے ساتھ مراجعت اور کتابیات کے ابتدائے مولانا ابو محمد محمد اجمل (فاضل مدینہ یونیورسٹی) نے بڑی محنت سے تحریر کیے ہیں۔

عہد حاضر کے فاضل مفسر و مترجم اور مؤلف کتب کثیرہ فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ مدیر شعبہ تحقیق و تصنیف دارالسلام لاہور اور ان کے معاونین مولانا ابو عبد اللہ محمد عبد الجبار، حافظ محمد آصف اقبال، حافظ عبد الحلق، مولانا محمد عثمان بنیہ رحمۃ اللہ علیہ نے دن رات کی ان تھک محنت سے اس پر نظر ثانی اور علمی و تحقیقی فوائد و مسائل کا اضافہ کیا جبکہ کتاب کی تصحیح و تنقیح اور پروف ریڈنگ کی ذمہ داری مذکورہ علمائے کرام کے علاوہ مولانا غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عرق ریزی اور محنت سے ادا کی ہے۔ علاوہ ازیں حافظ محمد آصف اقبال نے حدیث کی صحت و ضعف کے اعتبار سے فوائد و مسائل میں حک و اضافہ کیا ہے نیز وہ مسائل جو تفصیل اور تحقیق کے متقاضی تھے ان پر تحقیقی بحث کی ہے۔

سنن ابن ماجہ (اردو) کی تیاری کے فنی مراحل کمپوزنگ، ڈیزائننگ وغیرہ میں محمد عامر رضوان، اخلاص الحق ساجد، شیخ محمد یعقوب اور عبد الجبار غازی نے اسے خوب سے خوب تر بنانے میں بھرپور محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کی مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

ان جملہ احباب کی شانہ روز محنت کے باعث سنن ابن ماجہ کا یہ ترجمہ ان شاء اللہ العزیز، اردو خواں حضرات، علمائے دین، قانون دانوں، اساتذہ طلبہ اور عامۃ المسلمین میں قبولیت حاصل کرے گا۔ اس سلسلے میں برادر عزیز حافظ عبد العظیم اسد نے اس منصوبے کی تکمیل کے لیے جس محنت، انہماک اور ذمے داری کا مظاہرہ کیا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر جزیل عطا فرمائے۔ قارئین محترم سے درخواست ہے کہ وہ کتب ستہ کے بقیہ جاری شدہ منصوبے کے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی توفیق خاص سے اسے جلد از جلد مکمل کرنے کی ہمت عطا فرمائے۔ آمین۔

خادم کتاب و سنت

عبد الممالک مجاہد

مدیر: دارالسلام الریاض۔ لاہور

رجب 1427ھ / اگست 2006ء



حرفِ آغاز

دین اسلام قال اللہ وقال الرسول ﷺ کا نام ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے قرآن مجید کے الفاظ کی تعلیم بھی دی اور اس کی قوی و عملی تشریح اور وضاحت کا فریضہ بھی انجام دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (النحل: ۴۴) ”اور ہم نے آپ پر یہ ذکر (قرآن) نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے بیان کریں جو کچھ ان کی طرف نازل کیا گیا تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے احادیث مبارکہ کو سنا یا دیکھا اور انہیں عملی طور پر اپنی زندگی میں سمولیا پھر ”فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدَ الْغَائِبَ“ کے حکم کی تعمیل میں علم کے اس نور کو پھیلا نا شروع کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں ارشادات نبوی کا پہلا مجموعہ تیار کیا جو ”صحیفہ صادقہ“ کے نام سے معروف ہوا۔ روایت حدیث اور تدوین حدیث کا یہ مبارک سلسلہ تیسری صدی ہجری میں اپنے عروج کو پہنچ گیا۔ اسی دور میں مسند احمد بن حنبل جیسا ضخیم ذخیرہ حدیث جمع ہوا، نیز حدیث کے چھ اہم ترین مجموعے منصہ شہود پر آئے جنہیں امت اسلامیہ ”صحاح ستہ“ یا ”کتب ستہ“ کے نام سے جانتی ہے۔ علمائے اسلام نے ان چھ کتابوں کو انتہائی اہمیت دی اور ان کی تدریس و تفہیم اور شرح و تفسیر کا سلسلہ ہر دور میں جاری رہا اور اب تک جاری ہے۔ سنن ابن ماجہ بھی ان چھ کتابوں میں سے ایک ہے جس پر کام کرنے کا مجھے موقع ملا ہے۔ والحمد لله على ذلك.

دارالسلام کی خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے دین حق کی خدمت اور قرآن و حدیث کی نشر و اشاعت کا شرف بخشا ہے۔ میں دارالسلام کے احباب اور بالخصوص اس کے مدیر جناب عبدالملک مجاہد رضی اللہ عنہ اور ان کے دست راست محترم حافظ عبدالعظیم اسد رضی اللہ عنہ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے بھی خدمت حدیث کا کام کرنے کی ترغیب دی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ مجھے یہ کام اپنی بساط سے بڑھ کر نظر آ رہا تھا لیکن ان مہمان مکرم کے محبت و شفقت بھرے اصرار نے ہمت بندھائی اور اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔

میں نے کوشش کی ہے کہ ترجمہ سادہ و سلیس ہونے کے ساتھ ساتھ متن حدیث سے قریب تر ہو۔ اس مقصد

سنن ابن ماجہ حرفہ آغاز

کے لیے میں نے سنن ابن ماجہ کے مختلف تراجم سے حسب ضرورت استفادہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ ”النهاية في غريب الحديث والائثر لابن الاثير“ سے بہت مدد لی ہے۔ فوائد و مسائل کے لیے زیادہ تر متن حدیث کو مد نظر رکھا گیا ہے اور اس سے جو مسائل معمولی غور و فکر کے بعد سامنے آتے ہیں، بیان کیے ہیں، البتہ کہیں کہیں بعض مسائل کے لیے دیگر مراجع سے استفادہ کیا گیا ہے؛ مثلاً: فتح الباری، سبل السلام، نووی شرح صحیح مسلم اور نیل الاوطار وغیرہ۔ میں ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کام کی تکمیل میں معاونت فرمائی، نظر ثانی فرمائی یا کسی بھی انداز سے اس میں تعاون فرمایا۔

مجھے احساس ہے کہ کتاب کا مقام و مرتبہ جس بلند معیار کا تقاضا کرتا ہے، میں اپنی علمی اور عملی کوتاہیوں پر اس سے بہت پیچھے رہ گیا ہوں۔ اگر یہ کام کسی بڑی علمی شخصیت کے ہاتھوں انجام پاتا تو بے شمار فوائد و برکات کا حامل ہوتا۔ اب یہ جیسا کچھ بھی ہے، قارئین کے سامنے ہے۔ اس میں جو لغزش یا غلطی ہے وہ میری کم فہمی یا علمی تہی دامن کا نتیجہ ہے اور اگر دیکھنے والوں کو اس میں کوئی خوبی نظر آئی ہے تو وہ سراسر اللہ عزوجل کا احسان اور اس کی ذرہ نوازی ہے اور اس کے بعد میرے محترم اساتذہ کرام کی محنت و شفقت کا نتیجہ ہے جو چٹائیوں پر بیٹھ کر سنگریزوں کو لعل و گہر میں تبدیل کرنے کی سعی کرتے رہے۔ ان میں سے جو حضرات اس عالم آب و گل سے تشریف لے جا چکے، اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں کو معاف فرما کر انھیں جنت کے اعلیٰ درجات عطا فرمائے، اور جو حضرات ابھی اس جہان رنگ و بو کو آباد کیے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہم پر تادیر قائم رکھے اور زیادہ سے زیادہ طالبان علم کو ان کے چشمہ ہائے فیض سے سیراب ہونے کی توفیق بخشے اور خدمت دین کی اس حقیر کوشش کو ان کے لیے بلندی درجات کا ذریعہ بنائے، جن کی کوششوں سے میں قلم اٹھانے کے قابل ہوا۔ آمین۔

عطاء اللہ ساجد

گوجرانوالا

رجب 1427ھ / اگست 2006ء



شخصی تعارف

اس کتاب کے فاضل مترجم مولانا عطاء اللہ ساجد رحمۃ اللہ علیہ، فاضل مدینہ یونیورسٹی، سینئر استاد جامعہ اسلامیہ گوجرانوالا ہیں؛ جنہوں نے بڑی عمدگی کے ساتھ اس کا ترجمہ مکمل کیا اور اکثر و بیشتر احادیث کے فوائد و مسائل بھی تحریر کیے۔ نعمت پور ریاست پٹیالہ (بھارت) کے ایک مہاجر گھرانے سے تعلق رکھنے والے عطاء اللہ ساجد نے بی اے کے بعد دو سال جامعہ محمدیہ گوجرانوالا میں پڑھا اور جدید علماء سے کسب فیض کیا، پھر جامعہ اسلامیہ (گوجرانوالا) میں مولانا محمد اعظم رحمۃ اللہ علیہ (مدیر الامتحانات و فاق المدارس السلفیہ) سے ترمذی اور ابو داؤد پڑھیں۔ مزید دو سال جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں تعلیم حاصل کی اور مولانا عبدالسلام کیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے صحیح مسلم اور مولانا محمد عبدہ الفلاح رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری شریف پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ 1396ھ/1976ء میں جامعہ سلفیہ سے فراغت پا کر انھیں مدینہ یونیورسٹی میں تعلیم اور الشہادۃ العالیہ کی سند حاصل کرنے کا موقع ملا۔ مدینہ سے سند فنیات حاصل کرنے کے بعد جامعہ اہل بکر الاسلامیہ (کراچی) میں بطور مدرس 18 سال کام کیا اور ربیع الاول 1418ھ سے جامعہ اسلامیہ گوجرانوالا میں تدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

مولانا عطاء اللہ ساجد رحمۃ اللہ علیہ نے تدریس کے علاوہ بعض عربی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کیا ہے جن میں چند

نمایاں کتب درج ذیل ہیں:

- ❶ منہاج المسلم (ابوبکر جابر الجوزی رحمۃ اللہ علیہ) ترجمہ: ”مسلمان کا طرز حیات“ مع تخریج احادیث۔
- ❷ اقتضاء الصراط المستقیم فی..... أصحاب الجحیم (ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ) ترجمہ: ”مسئلہ تشبہ بالکفار“۔
- ❸ فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة و الافتاء سعودی عرب، جلد دوم۔
- ❹ الحسنۃ و السیئة (ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ) ترجمہ: ”مسئلہ خیر و شر“۔
- ❺ سنن ابن ماجہ ترجمہ و فوائد جو اس وقت پیش خدمت ہے۔
- ❻ ”خطبات جمعہ“ مولانا عبدالسلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ کے ”اسلامی خطبات“ میں سے پچاس سے زائد منتخب خطبات ترمیم و اضافہ کے ساتھ۔

مقدمہ

قرآن کریم کے بعد شرعی احکام و دلائل کا دوسرا ماخذ حدیث رسول ہے۔ حدیث کا اطلاق رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال اور تقریرات پر ہوتا ہے۔ تقریر سے مراد ایسے امور ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کیے گئے لیکن آپ نے اس پر کوئی تکلیف نہیں فرمائی بلکہ خاموش رہ کر اس پر اپنی پسندیدگی کا اظہار فرما دیا۔ ان تینوں قسم کے علوم نبوت کے لیے بالعموم چار الفاظ استعمال کیے گئے ہیں: ① خبر ② اثر ③ حدیث ④ سنت (جن کا تذکرہ اصطلاحات محدثین میں تفصیلاً آ رہا ہے۔)

اول الذکر دو لفظوں (خبر اور اثر) کے مقابلے میں ثانی الذکر الفاظ (حدیث اور سنت) کا استعمال علوم نبوت کے لیے عام ہے اور اس میں اتنا خصوص پیدا ہو گیا ہے کہ جب بھی حدیث یا سنت کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے نبی ﷺ کے اقوال و افعال اور تقریرات ہی مراد ہوتے ہیں۔ اس مفہوم کے علاوہ کسی اور طرف ذہن منتقل ہی نہیں ہوتا۔ اگرچہ بعض لوگوں نے حدیث اور سنت کے مفہوم میں بھی فرق کیا ہے اور اس کی بابت مختلف اقوال بیان کیے ہیں لیکن یہ سب باتیں صحیح نہیں۔ محدثین نے سنت اور حدیث کے مفہوم کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا ہے۔ وہ سنت اور حدیث دونوں کو مترادف اور ہم معنی سمجھتے ہیں۔ اسی طرح سنت سے صرف عادات و اطوار مراد لے کر ان کی شرعی حیثیت سے انکار بھی غلط ہے جو کہ انکار حدیث کا ایک چور دروازہ ہے۔ اور اسی طرح صرف اعمال مستمرہ (دائمی عمل) کو قابل عمل کہنا، احادیث کے ایک بہت بڑے ذخیرے کا انکار اور منکرین حدیث کی بہ انداز دیگر ہم نوائی ہے۔ علاوہ ازیں حدیث رسول کو بظاہر قرآن کے خلاف باور کرا کے اسے رد کرنا بھی اہل اسلام کا شیوہ نہیں۔ یہ طریقہ بھی صرف اہل زلیغ اور اہل ابواء کا ہے جنہوں نے موافقت قرآن کے خوش نما عنوان سے بے شمار احادیث رسول کو ٹھکرا دیا۔

اسلام کی ابتدائی دو صدیوں کے بعد معتزلہ نے بعض احادیث کا انکار کیا لیکن اس سے ان کا مقصود اپنے گمراہ گن عقائد کا اثبات تھا۔ اسی طرح گزشتہ ایک ڈیڑھ صدی پہلے نیچر پرستوں نے احادیث کی حجت شرعیہ میں مین میکھ نکالی اس سے بھی ان کا مقصود اپنی نیچر پرستی کا اثبات اور معجزات قرآنی کی من مانی تاویلات تھا۔ نیچر پرستوں



کا یہی گروہ اب مستشرقین کی ”تحقیقات نادرہ“ سے متاثر، ساحرانِ مغرب کے افسوں سے مسحور اور شاید تہذیب کی عشوہ طرازیوں سے مرعوب ہو کر ایک منظم طریقے سے قومِ رسولِ ہاشمی کو ان کی تہذیب و معاشرت سے محروم کرنا اور اسلامی اقدار و روایات سے بیگانہ کر کے تہذیبِ جدید کے سانچے میں ڈھالنا چاہتا ہے۔

بہر حال حدیث اور سنتِ رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال اور تقریرات کو کہا جاتا ہے اور یہ بھی قرآن کریم کی طرح دین کا ماخذ، شریعت کا مصدر اور مستقل بالذات قابل استناد ہے۔ حدیثِ رسول سے استفادے اور استناد کے لیے چند امور کا جاننا ضروری ہے جو حسب ذیل ہیں:

چند قابل غور و فکر پہلو

- 1- اللہ کا نازل کردہ دین ایک ہی ہے اور وہ اسلام اور صرف اسلام ہے۔ ﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران: ۱۹/۳) ”بے شک اللہ کے نزدیک دین تو اسلام ہی ہے۔“ ﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (آل عمران: ۸۵/۳) ”اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی دین چاہے تو وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں ہوگا۔“ اس دین کو تھامنے کا حکم دیا اور جد اجد اہونے سے منع فرمایا: ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ (آل عمران: ۱۰۳/۳) اور اپنے رسول کے ذریعے سے بھی اس کا اعلان کروایا۔ ﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ﴾ (الأنعام: ۱۵۳/۶) ”یہ میرا سیدھا راستہ ہے تم اسی کی پیروی کرو اور کئی راستوں کے پیچھے مت لگو وہ تمہیں اس سیدھے راستے سے پلٹا دیں گے۔“
- 2- قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر تفرق سے روکا ہے جس کا مطلب فرقوں اور گروہوں میں بٹ جانا ہے۔ علاوہ ازیں نبی ﷺ نے بھی ایک ہی راستے پر چلنے کی تلقین فرمائی ہے اور دوسرے تمام راستوں کو غلط قرار دیا ہے۔ اس اعتبار سے حق کا راستہ ایک ہی ہو سکتا ہے نہ کہ متعدد۔ عقل و نقل کے اعتبار سے متعدد راستے بیک وقت کس طرح ”حق“ ہو سکتے ہیں؟ قرآن تو کہتا ہے ﴿فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ﴾ (یونس: ۳۲/۱۰) ”حق ایک ہی ہے باقی سب گمراہی۔“

3- یہ دین اسلام یا صراطِ مستقیم کیا ہے؟ اور کہاں ہے؟ یہ بنیادی طور پر دو چیزوں پر مشتمل ہے: ایک قرآن مجید اور

دوسری حدیث رسول مقبول ﷺ۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

[تَرَكَتُ فِيكُمْ أُمْرَيْنِ، لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا، كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ] (موطأ امام

مالک، کتاب القدر، حدیث: ۳)

”میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں۔ تم جب تک ان دونوں کو تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے“ ایک اللہ کی کتاب اور دوسری اس کے نبی کی سنت۔“

4- یہ دین سابقہ دینوں کی طرح غیر محفوظ نہیں رہا۔ چونکہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے یہی دین

راہ نجات ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا بھی ذمہ لیا اور فرمایا:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر: ۹/۱۵)

”ہم ہی نے اس ”الذکر“ کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“

﴿الذکر﴾ سے مراد قرآن مجید ہے جو محفوظ ہے۔ اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا ہے اور نہ آئندہ ہی ہو

سکے گا۔ چونکہ حدیثِ رسول کے بغیر اس کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ناممکن تھا، اس لیے اس کی حفاظت کے مفہوم میں

حدیث کی حفاظت بھی شامل ہے؛ چنانچہ حدیث کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے محدثین کا گروہ پیدا فرمایا جس

نے بے مثال کاوش و محنت سے حدیث کی حفاظت کا عظیم الشان کام سرانجام دیا۔

اس لیے اس دین کے ماخذ صرف اور صرف قرآن کریم اور احادیث صحیحہ ہیں؛ البتہ ان کو سمجھنے کے لیے

صحابہ کرام کے منہج اور سلف صالحین کی تعبیر و تشریح سے استفادہ ضروری ہے۔

5- ائمہ کرام میں سے کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ ان کی بات حرفِ آخر ہے بلکہ اس کے برعکس انھوں نے یہ کہا ہے

کہ ان سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔ اسی لیے انھوں نے اس امر کی بھی تاکید کی ہے کہ ان کے قول کے مقابلے

میں صحیح حدیث آجائے تو ہماری بات کو چھوڑ دینا اور حدیث پر عمل کرنا۔ علاوہ ازیں خود ان کا بھی کئی باتوں میں

رجوع ثابت ہے۔ اور بعض مسائل میں ان کے شاگردوں کی بھی یہ صراحت موجود ہے کہ یہ حدیث ہمارے

استاد اور امام کے سامنے نہیں تھی، اس لیے انھوں نے اس کے برعکس رائے اختیار کی۔ اگر انھیں یہ حدیث مل

جاتی تو وہ یقیناً اپنی رائے سے رجوع کر لیتے۔ دراصل ائمہ کے دور میں احادیث کی جمع و تدوین اور ان کی جانچ



پرکھ کا وہ کام نہیں ہوا تھا جو کتب ستہ اور دیگر کتابوں کے مؤلفین نے کیا۔ چونکہ ان کے سامنے احادیث کے یہ مجموعے نہیں تھے اس لیے وہ تو اپنی اجتہادی خطا پر معذور بلکہ مآجور ہی ہوں گے لیکن احادیث صحیحہ کے مجموعے مرتب و ممدون ہو جانے کے بعد حدیث کے مقابلے میں کسی فقہی رائے پر اصرار کرنے کا اور مختلف انداز سے حدیثوں کو مسترد کرنے کا کیا جواز ہے؟

6۔ ان ائمہ کے شاگردانِ رشید نے بہت سے مسائل میں دلیل کی بنیاد پر اپنے ائمہ اور اساتذہ سے اختلاف کیا ہے۔ اور اس اختلاف کے باعث کسی نے انہیں قابلِ مذمت نہیں گردانا بلکہ یہ اختلاف ان کی حق گوئی اور علمی قابلیت پر ہی محمول کیا گیا، چنانچہ آج بھی اگر دلیل شرعی کی بنا پر کوئی عالم دین ائمہ کرام کی بعض آراء سے اختلاف کرتا ہے تو وہ حق بجانب ہے اور اس کے اس نقطہ نظر کو تحسین کی نگاہ سے دیکھا جانا چاہیے۔

چند گزارشات سنن اربعہ کے حوالے سے

سنن اربعہ سے مراد سنن ابوداؤد، سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں ”صحاحِ سنیہ“ کی اصطلاح معروف اور زبان زد عام و خاص ہے۔ اور اس سے حدیث کی چھ کتابیں مراد ہوتی ہیں۔ چار مذکورہ سنن اربعہ اور صحیح بخاری و صحیح مسلم۔ ان آخری دو کتابوں کو الگ ”صحیحین“ کہا جاتا ہے۔ ان آخر الذکر دونوں کتابوں کی بابت تو اہل سنت کے ہاں یہ بات مسلمہ ہے کہ یہ دونوں کتابیں صحیح احادیث کے مجموعے ہیں۔ ان میں کوئی بھی روایت سند کے اعتبار سے ضعیف نہیں ہے اسی لیے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں کتابوں کی بابت کہا ہے:

[اما الصحیحان فقد اتفق المحدثون علی أن جمیع ما فیہما من المتصل المرفوع صحیح بالقطع وإنهما متواتران الی مصنفیہما وإنہ کل من ینون أمرهما، فہو مبتدع متبع غیر سبیل المؤمنین] (حجة اللہ البالغۃ: ۱۳۳/۱ طبع المکتبۃ السلفیۃ، لاہور)

”صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی بابت محدثین کا اتفاق ہے کہ ان میں جتنی بھی متصل مرفوع احادیث ہیں وہ قطعی طور پر صحیح ہیں اور وہ اپنے مصنفین تک متواتر ہیں نیز یہ کہ جو شخص بھی ان دونوں (مجموعہ ہائے حدیث) کی شان گھٹاتا ہے وہ بدعتی ہے اور مومنوں کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستے کا پیروکار ہے۔“

البتہ سنن اربعہ کی بابت سب تسلیم کرتے ہیں کہ ان میں کچھ حصہ ضعیف احادیث کا بھی ہے انہیں ”صَحِيحِيْن“ کے ساتھ ملا کر جو ”صحاح ستہ“ (حدیث کی چھ صحیح کتابیں) کہا جاتا ہے، اسکی وجہ ان میں صحاح کی تعداد کا زیادہ ہونا اور ضعیف کا کم ہونا ہے۔ گویا انہیں بہ حیثیت مجموعی صحیح قرار دیا گیا ہے نہ کہ اس اعتبار سے کہ وہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی طرح تمام تر صحیح ہیں تاہم ”صحاح ستہ“ کی اصطلاح سے عوام میں یہ تاثر ضرور پھیلا کہ یہ چھ کی چھ کتابیں صحیح احادیث کے مجموعے ہیں اور علماء سے تعلق رکھنے والا ایک بہت بڑا طبقہ بھی جو فن نقد حدیث اور اسماء الرجال سے بالعموم نا آشنا ہے کسی حدیث کے سنن اربعہ میں سے کسی ایک کے اندر ہونے کو صحت کے لیے کافی سمجھتا ہے۔ بالخصوص بحث و جدال میں اس اصطلاح سے خوب فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور ان کتابوں کا حوالہ دے کر ان کی ضعیف احادیث کو بھی صحیح باور کرایا جاتا ہے۔ علماء کی اکثریت کے لیے یہ معلوم کرنا کہ ان میں صحیح کون سی ہے اور ضعیف کون سی نہایت مشکل امر تھا، کیونکہ اصول حدیث اور اسماء الرجال میں دسترس کے بغیر یہ فیصلہ کیا ہی نہیں جاسکتا۔ اور علوم حدیث میں اس قسم کی مہارت اور عبور رکھنے والے علماء نہایت قلیل ہوتے ہیں۔



یہ صورت حال عرصہ دراز سے یوں ہی چلی آ رہی تھی کہ اس دور میں محدث عصر اور عظیم محقق علامہ شیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1999ء) کو اللہ تعالیٰ نے تجدیدی شان کے ساتھ احادیث کی تحقیق کا مہتمم بالشان کام کرنے کی توفیق سے نوازا۔ شیخ کی مساعیٰ حسنہ کی بدولت تحقیق حدیث کا یہ کام جو مؤلفین کتب حدیث کے بعد جمود یا تساہل کا شکار چلا آ رہا تھا نئے آہنگ اور نئے عزم کے ساتھ شروع ہوا۔ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طرف تو اپنے تلامذہ کی ایسی ٹیم تیار کی جو شیخ ہی کی طرح تحقیق حدیث کے محدثانہ ذوق سے بہرہ ور ہے اور دوسری طرف خود بھی نہایت وسیع پیمانے پر تحقیق حدیث کا کام سرانجام دیا جس کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے:

ان کی ایک عظیم خدمت حدیث یہ ہے کہ انہوں نے سنن اربعہ کی احادیث کی تحقیق اور چھان بین کر کے ضعیف اور صحیح دونوں قسم کی روایات کی نشاندہی کر دی جس سے اس بات کی وضاحت ہو گئی کہ ان چاروں کتابوں کی حدیثیں صحیح بخاری و صحیح مسلم کی طرح ساری کی ساری صحیح نہیں ہیں۔ اور کسی حدیث کا محض سنن میں ہونا ہی اس کے مستند ہونے کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ محدثانہ اصول کی روشنی میں ان کی صحت و ضعف کا فیصلہ کرنا ضروری ہے۔ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ کر کے اور دو دوصوں میں تقسیم کر کے علماء کو آسانی مہیا فرمادی۔ اب ہر عالم جو تحقیق حدیث کے فن سے آشنائی یا اس میں درک اور تجربہ نہیں رکھتا (اور اکثریت ایسے ہی علماء کی ہے) وہ بھی ان میں موجود

روایات سے آگاہی حاصل کر سکتا ہے کہ کون سی روایت صحیح ہے اور کون سی ضعیف۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ موقف بھی تھا کہ ”صحیح سنن“ کی اصطلاح قابل اصلاح ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ بخاری و مسلم کو صحیحین (حدیث کے دو صحیح مجموعے) اور باقی چار کتابوں کو سنن اور بجا کہا جائے اور صحاح سنن کی اصطلاح ترک کر دی جائے تاکہ لوگ سنن اور بجا کو بھی صحیحین کی طرح صحیح احادیث کا مجموعہ نہ سمجھیں اور ان سب کو کتب سنن سے تعبیر کیا جائے۔

حدیث کی نشر و اشاعت میں دارالسلام کا شاندار کردار: ان تمہیدی گزارشات اور شیخ البانی کی خدمات کے تذکرے کے بعد ضروری ہے کہ ”دارالسلام“ کے ارباب بست و کشاد کے جذبہ خدمت حدیث کا ذکر کیا جائے جن میں برادر عزیز حافظ عبدالعظیم اسد جنرل نیجر دارالسلام لاہور اور برادر عظیم مولانا عبدالملک مجاہد ڈائریکٹر جنرل دارالسلام الریاض لاہور رحمۃ اللہ علیہ سب سے نمایاں ہیں۔ دارالسلام نے جب یہ فیصلہ کیا کہ کتب سنن کو اردو میں از سر نونے تراجم اور فوائد کے ساتھ شائع کیا جائے، کیونکہ مولانا وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ کے تراجم کی زبان کی قدامت کی وجہ سے ایک نئے ترجمے کی شدید ضرورت محسوس کی جا رہی تھی تو معان کے ذہن میں یہ بھی آیا کہ تحقیق حدیث کا جو ذوق عام ہوا ہے (جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں بیان ہوئی) اس کے پیش نظر سنن اور بجا کی احادیث کی تحقیق بھی ضروری ہے۔ اس کے بغیر ان کو اردو زبان میں شائع کرنا اس ذوق کی نفی ہے جب کہ ضرورت اس ذوق کی نشوونما اور اس کی آبیاری کرنے کی ہے۔ یہ اگرچہ نہایت کٹھن کام تھا اور اس کے لیے کثیر وسائل کی ضرورت تھی؛ جس کے لیے عام ناشرین تیار نہیں ہوتے، لیکن دارالسلام کے پیش نظر چونکہ محض تجارت نہیں تھی بلکہ منج محمدین کے مطابق حدیث کی خدمت اور عوام کی صحیح دینی رہنمائی تھی؛ اس لیے انھوں نے دنیوی نفع نقصان سے بالا ہو کر محض رضائے الہی کی خاطر یہ فیصلہ کیا کہ چاہے اس پر کتنے ہی وسائل صرف ہو جائیں ہم سنن اور بجا کو ان کی احادیث کی تحقیق کے بغیر شائع نہیں کریں گے۔

چنانچہ جہاں کتب سنن کے اردو تراجم و فوائد کے لیے مختلف علماء کی خدمات حاصل کی گئیں وہاں سنن اور بجا کی احادیث کی تحقیق کے لیے شیخ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ (حضر و ایک) کی خدمات حاصل کی گئیں۔ شیخ زبیر علی زئی عظیم محقق، خدمت حدیث کے جذبے سے بہرہ ور، تحقیق حدیث کے ذوق سے آشنا اور فن اسماء الرجال کے ماہر ہیں۔ علوم حدیث پر بھی ان کی نظر گہری ہے اور فقہائے محدثین کی طرح صحیح حدیث کو ضعیف سے ممتاز کرنے کا جذبہ بھی رکھتے ہیں اور اس کام کی اہلیت و صلاحیت بھی؛ چنانچہ دارالسلام کی درخواست پر مولانا موصوف نے سنن اور بجا کی مکمل

تحقیق و تخریج کی ہے، جو ان شاء اللہ اردو ایڈیشن کے علاوہ عربی اور انگریزی ایڈیشنوں میں بھی شامل ہوگی۔ کتب ستہ کے عربی اور انگلش ایڈیشن بھی (مع تخریج) دارالسلام کی طرف سے ان شاء اللہ عنقریب اشاعت پذیر ہوں گے۔ اس تحقیق و تخریج میں شیخ زبیر علی زئی نے ہر حدیث پر اپنی تحقیق کے مطابق حکم لگایا ہے کہ وہ صحیح، حسن یا ضعیف ہے۔ صحیح یا حسن ہے تو اس کی تخریج کی ہے، یعنی بتایا ہے کہ وہ حدیث کتب ستہ میں سے کس کس کتاب میں ہے اور کہاں کہاں ہے۔ بعض جگہ حسب ضرورت دوسری حدیث کی کتابوں کے حوالے بھی ہیں۔ اور اگر روایت ضعیف ہے تو مختصر اوجہ ضعف بھی بیان کر دی ہے، مثلاً: اس میں فلاں راوی مدلس ہے اور اس نے اسے عن کے ساتھ بیان کیا ہے، ایسی حدیث محدثین کے نزدیک ضعیف ہوتی ہے، الا یہ کہ تحدیث کی صراحت مل جائے یا مثلاً: اس میں فلاں راوی ضعیف ہے یا آخر عمر میں وہ سوء حفظ اور اختلاط کا شکار ہو گیا تھا، ایسے راویوں کی بعد الاختلاط کی روایات بھی ضعیف ہوتی ہیں۔

قارئینِ کرام سے ایک گزارش

ہمارے وہ معزز کرم فرما جن کی نظر سے دارالسلام کی مطبوعہ کتب ستہ گزریں گی، ہماری ان سے گزارش ہے کہ وہ ان کتب کو پڑھتے پڑھاتے وقت سب سے پہلے اپنی نیتوں کو خالص کر لیں، یعنی ان کے دل میں یہ نیت ہو کہ ہمیں نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہے اور اس کو دوسروں کی رائے کے مقابلے میں ترجیح دینی ہے۔

دوسرے اللہ سے صحیح راستے کی رہنمائی کی دعا کریں، یہ ہم ہر نماز میں پڑھتے بھی ہیں۔ **إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ** ﴿اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا﴾، لیکن ترجمہ نہ جاننے کی وجہ سے اس کا ہمیں صحیح معنوں میں احساس و شعور نہیں ہوتا۔ آپ دل کی گہرائیوں سے یہ دعا کریں، اور خاندانی طور پر یا مخصوص ماحول کے زیر اثر آپ نے جس مسلک کو اپنایا ہوا ہے، اس پر قانع نہ رہیں اور ہدایت کی طلب صادق اپنے دل میں پیدا کریں اور اس کے پانے کی دعا بھی کریں۔

تیسرے یہ کہ اللہ نے آپ کو عقل و فہم سے نوازا ہے، اسے آپ جس طرح اپنی دنیا بہتر سے بہتر بنانے کے لیے استعمال کرتے ہیں، ہماری استدعا ہے کہ اپنی آخرت سنوارنے کے لیے بھی اسے استعمال کریں۔ آپ دنیا کے اتنے ہی اسباب و وسائل پر قناعت نہیں کرتے جو آپ کو اپنے والدین سے ورثے میں ملتے ہیں، بلکہ آپ اپنی



محنت اور جدوجہد کے ذریعے سے اس میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس دنیا کے لیے تو جو عارضی فانی اور چند روزہ ہے آپ شب و روز مصروف رہیں زندگی کا ایک ایک لمحہ اس کے لیے وقف رکھیں، اپنی تمام توانائیاں اس پر صرف کرتے رہیں، آپ کی دوستیاں اور دشمنیاں بھی اسی محور پر گھومیں، لیکن آخرت کی زندگی جو دائمی ہے جسے فنا اور زوال نہیں اس کی بہتری اور اصلاح کے لیے آپ کے پاس نہ کوئی وقت ہو اور نہ اس کے لیے آپ اپنی عقل و فہم کو استعمال کرنے کی ضرورت ہی محسوس کریں بلکہ انھی مذہبی روایات پر عمل کر لینے کو کافی سمجھتے رہیں جو آپ کو اپنے خاندان یا ماحول سے ورثے میں ملیں۔ یہ عدل و انصاف نہیں ہے اللہ کی دی ہوئی نعمت عقل و فہم کا صحیح استعمال نہیں ہے بلکہ یہ اپنے نفس پر اور اپنی آل اولاد پر ظلم ہے۔ آپ اپنے آپ کو بھی اور اپنی آل اولاد کو بھی اس سُخرانِ آخرت سے بچانے کی کوشش کریں جو صراطِ مستقیم سے انحراف کی صورت میں آپ کا مقدر بن سکتا ہے۔ اور اس کا طریقہ وہی ہے جو ہم نے گزشتہ سطور میں بیان کیا ہے۔

✽ ہمارا طرزِ عمل اور عند اللہ باز پرس کا احساس: جہاں تک ہمارا تعلق ہے، ہم بھی مذکورہ باتوں سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ اور الحمد للہ ہم اللہ عزوجل کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم نے حدیث کی صحت و ضعف کا فیصلہ کرنے میں کسی حزبی تعصب اور جانب داری کا مظاہرہ نہیں کیا ہے اپنے ذہنی تحفظات کو سامنے نہیں رکھا ہے اور اپنے خاندان اور ماحول کے اثرات کو اس پر اثر انداز نہیں ہونے دیا ہے بلکہ پوری امانت و دیانت سے نقد و تحقیق کے محدثانہ اصول ہی کی روشنی میں احادیث کو جانچا اور پرکھا ہے اور پھر انھی مسائل کا اثبات یا ان کی اُزجیحیت کا فیصلہ کیا ہے جو احادیث صحیحہ کا اقتضا ہے۔ احادیث کو توڑ مروڑ کر ان کی دُور از کار تاویل کرنا یا صحیح حدیث کو ضعیف اور ضعیف حدیث کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرنا یا بلا دلیل کسی حدیث کو ناسخ یا منسوخ قرار دینا، یہ سب طریقے ہمارے نزدیک دجل و تلبیس اور کتمانِ حق کی ذیل میں آتے ہیں۔ ہم ان سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور قارئینِ کرام کو بھی پورے اعتماد و اذعان سے یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہمارا دامن ان تمام چابک دستیوں سے یکسر پاک ہے۔ محدثانہ اصول کے انطباق میں ہم سے غلطی ہو سکتی ہے، معلومات میں کمی یا عدم رسائی کی وجہ سے غلطی ہو سکتی ہے، فہم و استنباط میں ہم سے غلطی ہو سکتی ہے (اور ان پر متنبہ کرنے والوں کے ہم ممنون ہوں گے اور ان شاء اللہ ان غلطیوں کی اصلاح کر دی جائے گی) لیکن ان کوتاہیوں میں الحمد للہ کسی قسم کی بددیانتی کا عنصر شامل نہیں ہے، مسلکی پس منظر کا دخل نہیں ہے، کسی اور جذبے اور مفاد کی اس میں کارفرمائی نہیں ہے۔ وَاللّٰهُ عَلٰی مَا نَقُولُ وَكِیْلٌ.

چند باتیں تصحیح و طباعت کے حوالے سے

اب صحیحین اور سنن اربعہ کے ترجمہ و فوائد تصحیح و نظر ثانی اور اشاعت کے بارے میں چند گزارشات۔ جب دار السلام نے کتبِ ستہ کے اردو ترجمے کا پروگرام بنایا تو مختلف علماء اور شیوخ الحدیث کو ایک ایک کتاب کے ترجمہ و فوائد کا کام دے دیا گیا چنانچہ انھوں نے اپنا اپنا کام مکمل کر کے ادارے کے سپرد کر دیا۔ صرف صحیح بخاری کے ترجمہ و فوائد کا کام ابھی جاری ہے اس کی تکمیل اب تک بہ وجوہ نہیں ہو سکی۔ دوسری کتابوں کے طباعتی مراحل کی تکمیل تک امید ہے کہ اس کے ترجمہ و تحشیہ کا کام بھی ان شاء اللہ مکمل ہو جائے گا۔

ان ترجمہ شدہ کتابوں کی کمپوزنگ، ترجمہ و متن کا مقابلہ، فوائد و تراجم میں ترمیم و اصلاح اور اضافہ اور پھر پروف ریڈنگ علاوہ ازیں سنن اربعہ کی حد تک تحقیق و تخریج کی وجہ سے احادیث کی صحت و ضعف کی روشنی میں فوائد میں تبدیلی وغیرہ اور اس طرح کے دیگر بہت سے امور جن سے عام لوگ تو آشنا نہیں ہیں، لیکن طباعت کی دنیا سے آگاہی رکھنے والے ان مراحل کی مشکلات اور درجہ بدرجہ کٹھنائیوں سے باخبر ہیں۔ بالخصوص جب مقصد صرف دولت کمانا نہ ہو بلکہ اصل مقصد ہر لحاظ سے معیاری کتب عوام کو فراہم کرنا ہو جیسا کہ دار السلام کا نصب العین (Motto) ہے، تو اس راہ کی دشواریوں میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

ہم اس توفیقِ الہی پر بارگاہِ الہی میں سجدہ ریز ہیں کہ جو کچھ بھی ہوا ہے اس کے کرم اور توفیق ہی سے ہوا ہے اور آئندہ بھی جو کچھ ہوگا اس کے کرم ہی سے ہوگا۔

ہمارے ہاتھ اسی کی بارگاہ میں اس التجا کے لیے پھیلے ہوئے ہیں کہ وہ بقیہ کتابوں کی بھی جلد از جلد تکمیل کی توفیق ہمیں عنایت فرمائے اور راستے کی تمام مشکلات کو ہمارے لیے آسان فرمادے۔ قارئین کرام سے بھی خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

◉ کلماتِ تشکر و امتنان: ارشاد نبوی: [مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللَّهَ] (سنن الترمذی، حدیث: ۱۹۵۵) ”جس نے لوگوں کا شکر ادا نہیں کیا، اس نے اللہ کا شکر بھی نہیں کیا۔“ کی روشنی میں مذکورہ دونوں عظیم القدر بھائیوں (عبدالملک مجاہد اور حافظ عبدالعظیم اسد) کا شکر یہ ادا کرنا ضروری ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ دونوں حضرات صبر و ضبط اور ایثار و قربانی کا غیر معمولی مظاہرہ نہ کرتے جو انھوں نے اس عظیم منصوبے کے لیے کیا

مقدمہ

سنن ابن ماجہ

ہے تو یہ کام بظاہر نہایت مشکل تھا۔ یہ عظیم کام اللہ تعالیٰ نے ان دونوں عظیم بھائیوں کے لیے مقدر کر رکھا تھا جس کی توفیق اللہ تعالیٰ نے ایک صدی کے بعد ان کے نصیب میں رکھ دی۔ بَارَكَ اللهُ فِيْ عُمْرِهِمَا وَجُهِودِهِمَا وَتَقَبَّلَ اللهُ مَسْأَلَهُمَا آمِينَ۔

• سنن ابن ماجہ کے اس ترجمے میں شیخ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ کی تخریج و تحقیق کے علاوہ ادارے کے حسب ذیل رفقاء گرامی نے تصحیح و پروف ریڈنگ اور ترمیم و اصلاح کے فرائض سرانجام دیے ہیں۔

• مولانا سلیم اللہ زمان اور ابوالحسن حافظ عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ دونوں نے بڑی ذمہ داری اور محنت سے تخریج و تحقیق کی تصحیح و تنقیح اور پروف ریڈنگ کے فرائض سرانجام دیے۔

• مولانا محمد اجمل رحمۃ اللہ علیہ (فاضل مدینہ یونیورسٹی) نے ترجمے کی متن کے ساتھ مراجعت اور کتابیات کے ابتدائی بڑی محنت اور جاں فشانی سے تحریر کیے۔

• مولانا ابو عبد اللہ محمد عبد الجبار حافظ محمد آصف اقبال حافظ عبدالخالق، مولانا محمد عثمان فیض رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب پر نظر ثانی اور علمی و تحقیقی فوائد و مسائل کی تصحیح و تنقیح میں راقم الحروف کی معاونت کی اور بڑی عرق ریزی اور محنت سے تصحیح و تنقیح اور پروف ریڈنگ کا کام بھی سرانجام دیا۔

• حافظ محمد آصف اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کی صحت و ضعف کے اعتبار سے فوائد و مسائل میں حک و اضافہ کیا ہے، نیز وہ مسائل جو تفصیل اور تحقیق کے متقاضی تھے ان پر ضروری حد تک گفتگو کی ہے۔

آخر میں راقم الحروف نے پوری کتاب پر نظر ثانی کر کے اور حسب ضرورت اصلاح و ترمیم اور اضافے کر کے اس کو آخری شکل دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم منصوبے کے بقیہ حصوں کی تکمیل کی بھی توفیق عطا فرمائے اور جلد از جلد انھیں بھی منظر عام پر لانے کے اسباب و وسائل مہیا فرمائے۔ ویرحم اللہ عبداً قال آمیناً۔

حافظ صلاح الدین یوسف

مدرسہ: شعبہ تحقیق و تالیف و ترجمہ

دارالسلام B/36 کوثر مال لاہور

۱۳۳/۲۰ شاداب کالونی علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور

رجب 1427ھ - اگست 2006ء

مقدمة التحقيق

سنن ابن ماجہ تحقیق و تخریج احادیث کا اسلوب

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ،
وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ،
أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرُّ الْأُمُورِ
مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔

اللہ رب العزت کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے ”سنن اربعہ“ (سنن ابوداؤد، سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ) کی تحقیق و تخریج کی توفیق بخشی وَالْحَمْدُ لِلَّهِ۔

سنن اربعہ میں سے سنن ابن ماجہ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اس پر تعلق و تحقیق کو میں نے عربی زبانی میں ”تسهيل الحاجة في مختصر تخريج سنن ابن ماجه“ کے عنوان سے مکمل کیا، یہی سنن ابن ماجہ (اردو) میں تحقیق و تخریج کے نام سے شامل ہے۔ تسهيل الحاجة في مختصر تخريج سنن ابن ماجه میں راقم الحروف کے منبج و عمل کو جاننے کے لیے درج ذیل نکات کا جاننا ضروری ہے:

● سنن ابن ماجہ میں دو طرح کی حدیثیں ہیں:

(ا) جو صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) یا صحیحین میں سے کسی ایک کتاب میں موجود ہیں۔

(ب) جو صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود نہیں ہیں۔

میری تحقیق میں صحیح بخاری و صحیح مسلم کی تمام (مرفوعہ، مُسند) روایات صحیح ہیں جیسا کہ علمائے امت کا بھی اس بات پر اتفاق ہے۔ دوسری روایات پر میں نے صحت و ضعف کے لحاظ سے حکم لگا دیا ہے، مثلاً: دیکھیے حدیث: ۵: إسناده حسن اور حدیث: ۱۱: إسناده ضعيف۔

● جن روایات پر ضعف کا حکم لگایا گیا ہے، وہاں وجہ ضعف بھی مختصر بیان کر دی ہے، مثلاً: دیکھیے حدیث: 19 کی

سند [حدثنا أبو بكر بن الخلال الباهلي: حدثنا يحيى بن سعيد، عن شعبة، عن ابن عجلان أنبأنا عون بن عبد الله، عن عبد الله بن مسعود] پر ضعف کا حکم لگانے کے بعد لکھا

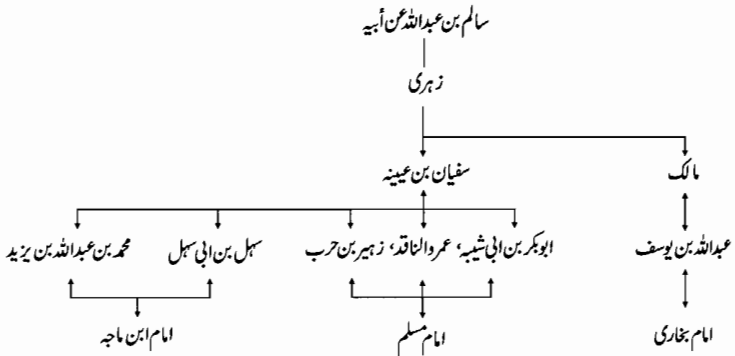


ہے: [هذا إسناد فيه انقطاع * عون بن عبد الله لم يسمع من عبد الله بن مسعود] "اس کی سند میں انقطاع ہے، یعنی عون بن عبد اللہ کا حضرت عبد اللہ بن مسعود سے سماع ثابت نہیں ہے۔" جس روایت کو حسن یا صحیح قرار دیا گیا ہے اگر اس کی تصحیح و تحسین کسی دوسرے محدث سے ثابت ہے تو اس کا حوالہ دے دیا ہے، دیکھیے حدیث: ۸۷۔

سنن ابن ماجہ کی جو روایات صحیحین اور دوسری کتابوں میں موجود ہیں ان کی تخریج میں صرف صحیحین پر اکتفاء کرتے ہوئے عام طور پر صحیحین ہی کا حوالہ دیا ہے، مثلاً: حدیث نمبر: ۱۰۱۰ و آخر جہ مسلم، حالانکہ یہ روایت سنن ترمذی (حدیث: ۲۲۲۹) میں بھی موجود ہے۔

آخر جہ البخاری، و آخر جہ مسلم کا یہ مطلب بالکل نہیں ہے کہ یہ روایت من و عن اسی متن کے ساتھ صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود ہے بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ یہ روایت اس سند کے ساتھ مختصر یا مطولاً صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں موجود ہے۔ اصل متن کا مفہوم ایک ہے، الفاظ میں کمی بیشی اور اختلاف ہو سکتا ہے۔

اہل تحقیق کے نزدیک صحیح بخاری کو صحیح مسلم پر ترجیح حاصل ہے، لہذا تخریج میں صحیح بخاری کو مقدم کیا گیا ہے۔ بعض مقامات پر تخریج میں صحیح مسلم کا ذکر اس لیے پہلے آیا ہے کہ ان روایات کی سند کا زیادہ حصہ صحیح مسلم میں ہے، مثلاً: دیکھیے حدیث: ۵۸ (آخر جہ مسلم من حدیث سفیان بن عیینة والبخاری من حدیث مالک) اسے درج ذیل جدول کے ساتھ سمجھ لیں:



سنن مذکور میں امام مسلم، امام ابن ماجہ کے زیادہ قریب ہیں لہذا ان کا ذکر مقدم کیا گیا ہے۔

● بعض فوائد حدیثیہ، مثلاً: تصریح سماع مدلس وغیرہ کی وجہ سے صحاح ستہ سے باہر کے حوالے بھی دیے ہیں دیکھیے حدیث: ۳۵، أخرجه أحمد من حديث محمد بن إسحاق به، وهو صرح بالسماع عنده.

● مدلسین کے بارے میں دو باتیں مد نظر ہیں:

(ا) جن پر تدلیس کا الزام بالکل باطل ہے، مثلاً: امام بخاری، امام مسلم، ابوقلابہ الجرمی، کھول الشامی، زید بن اسلم، جبیر بن نفیر، حماد بن اسامہ وغیرہم، یہ تمام ائمہ و زوات طبقہ اولیٰ کے ہیں۔ ان کی معنعن (عن کے لفظ سے بیان کردہ) روایات بغیر کسی قرینہ صارفہ کے سماع پر محمول ہیں۔

(ب) جن پر تدلیس کا الزام ثابت ہے، مثلاً: قتادہ، عمش، سفیان ثوری، ابواسحاق السبئی وغیرہم، ان کی غیر صحیحین میں معنعن روایت عدم سماع و عدم متابعت کی صورت میں ضعیف ہوتی ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [لَا نَقْبُلُ مِنْ مُدْلِسٍ حَدِيثًا حَتَّى يَقُولَ فِيهِ حَدَّثَنِي أَوْ سَمِعْتُ] [كتاب الرسالة ص: ۳۸۰] یعنی ”ہم مدلس کی صرف وہی حدیث قبول کرتے ہیں جس میں حدثنی کے الفاظ ہوں؛ تصریح سماع (یا معتبر متابعت) ہو۔“ تدلیس کے بارے میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہی راجح ہے۔

بعض علماء سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، عمش وغیرہم کی معنعن روایات کو صحیح اور حسن بصری، ابوالزیر، ابواسحاق وغیرہم کی معنعن روایات کو ضعیف کہتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ منجیح صحیح نہیں ہے بلکہ مدلسین کے بارے میں واضح اور دو ٹوک موقف اختیار کرنا چاہیے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے میرا رسالہ ”التأسيس في مسألة التدليس۔“

● جس راوی کی توثیق و تضعیف میں محدثین کرام کا اختلاف ہے وہاں عدم تطبیق اور عدم جمع بین الاقوال کی صورت میں راقم الحروف نے جمہور محدثین کو ہر جگہ ترجیح دی ہے۔

● اسماء الرجال کے تساہل ماہرین، مثلاً: امام ترمذی، ابن حبان اور حاکم وغیرہم کا اگر کسی راوی کی توثیق پر تفرق الواحد ہے تو ایسے راوی کو مستور و مجہول قرار دیا ہے اگر توثیق کرنے والے دو ہیں، مثلاً: امام ترمذی و ابن حبان، تو موثق راوی کو حسن الحدیث و صدوق قرار دیا ہے۔



سنن ابن ماجہ مقدمۃ التحقیق
 تنبیہ: بعض علماء امام علی کو متساہل سمجھتے ہیں، راقم الحروف کے نزدیک یہ موقف صحیح نہیں ہے بلکہ امام علی عام
 محدثین امام احمد اور ابن معین وغیرہم کی طرح معتدل ہیں۔

● روایت کی تصحیح و تحسین اس کے ہر راوی کی توثیق ہوتی ہے، مثلاً: نافع بن محمود المقدسی کی حدیث کو دارقطنی اور
 بیہقی نے حسن یا صحیح قرار دیا ہے، لہذا یہ راوی دارقطنی اور بیہقی کے نزدیک ثقہ ہے۔ نیز دیکھیے نصب
 الرایۃ: ۱/۳۹ و ۳۶۳/۳ و السلسلۃ الصحیحۃ: ۱۶/۷۷ حدیث: ۳۰۰۷۔ ایسے راوی کو مجہول یا
 مستور قرار دینا غلط ہے۔

● تصحیح حدیث و تحسین میں شواہد و متابعات کا بھی اعتبار کیا گیا ہے، لہذا بعض روایات کو شواہد و متابعات کے
 ساتھ صحیح اور حسن قرار دیا گیا ہے۔

● ان منہجی اصولوں کے باوجود انسان خطا کا پتلا ہے۔ یہاں میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ میری جس
 تحقیق و تخریج میں خطا ثابت ہوئی تو مجھے رجوع کرنے میں تامل نہیں ہوگا۔ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ !
 ● راویوں پر جرح و تعدیل میں راقم الحروف نے اسماء الرجال کی اصل کتابوں کی طرف رجوع اور مکمل تحقیق
 کر کے اعدل الاقوال اور راجع قول لکھا ہے، اگر کسی سابق محدث کا حوالہ بغیر تنبیہ کے دیا ہے تو اس کا
 مطلب یہ ہے کہ میں اس سے متفق ہوں۔

ابوطاہر حافظ زبیر علی زئی

اگست 2006ء



حالاتِ زندگی امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ علمِ حدیث کے اُن درخشندہ ستاروں میں سے ہیں جو اُفقِ عالم پر آج بھی روشن اور تاباں ہیں۔ آپ کا شمار فنِ حدیث کے جلیل القدر اور عظیم ترین ائمہ میں ہوتا ہے۔ آپ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ کا نام اُن ائمہ ستہ کی فہرست میں آتا ہے جن کی کتبِ حدیث کو مسلمانوں کے ہاں قبولِ عام حاصل ہے۔

دوسرے ائمہ کی طرح امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی خدمتِ حدیث میں بڑا نام کمایا اور تدوینِ حدیث میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ نے پوری زندگی گلستانِ حدیث کی آبیاری کرتے ہوئے گزاری۔ فرامینِ نبوی کی جمع و تدوین کے لیے مختلف ممالک کی طرف رختِ سفر باندھا اور اپنے دور کے عظیم شیوخ الحدیث و محدثین سے کسبِ فیض اور حدیثِ نبوی کے لوگوں سے نہ صرف اپنے ہی دامن کو بھرا بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی ان کو یکجا کر دیا۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ حدیث، تفسیر اور تاریخ کے بہت بڑے عالم تھے، خصوصاً علمِ حدیث میں تو آپ حافظ اور ماہر فن گردانے جاتے تھے، اسی لیے حافظِ شمس الدین ذہبی، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ناقدینِ فن نے علمِ حدیث میں آپ کی امامت، رفعتِ شان و وسعتِ نظر، حفظِ حدیث اور ثقاہت کا اعتراف کیا ہے اور آپ کی علمی و فنی خدمات کو سراہا ہے۔

نام و نسب: ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ الربیع القزوی المعروف بابن ماجہ۔ آپ عجمی الاصل تھے۔ ربیع ربیعہ کی طرف نسبت ہے اور یہ نسبتِ ولاء ہے اور اپنے علاقے قزوین (ایران) کی طرف نسبت کی وجہ سے آپ قزوینی کہلاتے ہیں۔

آپ ابن ماجہ کے نام سے معروف ہیں۔ اس کے متعلق علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے تاج العروس میں مختلف اقوال ذکر کیے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ ”ماجہ“ آپ کی والدہ کا نام ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے اور شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی بستان الحدیث میں نقل کرتے ہیں: [و صحیح آنست کہ ماجہ



سنن ابن ماجہ حالات زندگی امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ

(بتخفيف جيم) مادر او بود یعنی صحیح بات یہ ہے کہ ماجہ آپ کی والدہ تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ”ابن ماجہ“ میں الف کے ساتھ امتیاز کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ ابن ماجہ، محمد کی صفت ہے نہ کہ عبداللہ کی۔ بعض علماء کے نزدیک ماجہ آپ کے والد گرامی کا لقب تھا۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

• ولادت اور ابتدائی تعلیم: 209 ہجری بمطابق 824 عیسوی میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی چنانچہ یاقوت بن عبداللہ الحموی نے جعفر بن ادريس کی تاریخ قزوین کے حوالے سے نقل کیا ہے: مات أبو عبد اللہ سنة ۲۷۳ هـ وسمعته يقول ولدت سنة ۲۰۹ هـ۔

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کا عہد طفولیت اگرچہ پردہ خفا میں ہے، تاہم معلوم ہوتا ہے کہ عام دستور کے مطابق ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد امام صاحب نے علم حدیث کی طرف رجوع کیا اور اس کی ابتدا اپنے ہی شہر سے کی جو اس وقت علم حدیث کا گہوارہ بن چکا تھا۔

• علمی سفر: اپنے شہر اور گردنواح کے شیوخ سے کسب فیض کے بعد 230 ہجری میں جب آپ کی عمر تقریباً 21'22 سال تھی۔ آپ نے تلاش علم حدیث کے لیے دوسرے ممالک کی طرف رخت سفر باندھا چنانچہ ابن الجوزی ”المختصر“ میں لکھتے ہیں: ”پھر آپ نے خراسان، عراق، حجاز، مصر اور شام کے شہروں کے سفر کیے اور محدثین کی مجالس میں حاضر ہوتے رہے۔“

امام حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”ارتحل إلى العراقين و مصر و شام“ یعنی آپ نے عراقین (کوفہ و بصرہ) مصر اور شام کی طرف سفر کیے۔ علاوہ ازیں آپ نے مکہ اور مدینہ کے شیوخ سے بھی استفادہ کیا اور پھر بغداد کی طرف سفر کیا جو اس وقت بقول امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کے ”دار الإِسْنَادِ الْعَالِي وَالْحَفِظِ وَ الْمَنْزِلِ الْخِلَافَةِ وَالْعِلْمِ“ تھا۔

اسی پر بس نہیں بلکہ آپ نے اپنے علمی ذوق کی تسکین اور حدیث نبوی کی جمع و تدوین کے لیے دمشق، حمص، مصر، اصفہان، عسقلان اور نیشاپور تک کے اساطین علم و حدیث کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیے۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث نبوی کے حصول کے لیے کتنی تگ و دو اور سعی کی اور ان جواہر یاروں کو جمع کرنے کے لیے اپنے دور کے تقریباً تمام علمی مراکز تک رسائی حاصل کی اور اکابر محدثین کی مجالس میں حاضر ہو کر استفادہ کیا اور اپنے قلب و ذہن کو حدیث نبوی سے منور کیا۔

✽ اساتذہ کرام: امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے وقت کے عظیم محدثین سے شرف تلمذ حاصل رہا جن میں کئی مدنی اور قزوینی محدثین بھی شامل ہیں چنانچہ مدینے میں آپ کے اساتذہ میں حافظ ابن مصعب الزبیری، احمد بن ابوبکر العونی اور حافظ ابراہیم بن المیزر شامل ہیں جبکہ مکے میں آپ نے حافظ جلوانی ابو محمد حسن بن علی الخلال، حافظ زبیر بن بکار قاضی مکہ، حافظ سلمہ بن شیبہ وغیرہم سے استفادہ کیا۔ اہل قزوین میں سے عمرو بن رافع بجلی، اسماعیل بن توبہ اور محمد بن ابوالخالد القزوینی قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ جبارہ بن المغلس، ابوبکر بن ابی شیبہ، نصر بن علی الجھضمی، محمد بن یحییٰ نیشاپوری، ابوبکر بن خلاد باہلی، محمد بن بشائر، علی بن محمد الطنافسی اور علی بن منذر آپ کے قابل ذکر اساتذہ ہیں۔

✽ تلامذہ: امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسب فیض کرنے والے حضرات کی بھی ایک طویل فہرست ہے۔ آپ کے تلامذہ نہ صرف قزوین ہی میں تھے بلکہ ہمدان، اصفہان، بغداد اور دنیا کے دیگر علمی مراکز تک پھیلے ہوئے تھے۔ ان میں علی بن سعید بن عبداللہ الفلانی، ابراہیم بن دینار الجرجسی، احمد بن ابراہیم القزوینی، حافظ ابویعلیٰ الخلیلی اور ابو عمرو احمد بن محمد بن حکیم المدنی الاصفہانی قابل ذکر ہیں۔



✽ سنن ابن ماجہ کے راوی: آپ کے وہ شاگردان خاص جنہیں سنن ابن ماجہ روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا، ان میں سے چند قابل ذکر یہ ہیں: ابوالحسن القطان، سلیمان بن یزید، ابو جعفر محمد بن عیسیٰ، ابوبکر حامد الالبہری۔

✽ اہل علم کی طرف سے اعتراف و عظمت: امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے عظیم محدث، مفسر اور مؤرخ تھے۔ فن حدیث میں آپ کے علمی مقام و مرتبہ کا اعتراف ہر دور کے علماء و ماہرین فن نے کیا ہے۔

● امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”امام ابن ماجہ حافظ الحدیث، ناقد فن، راست باز اور وسیع علم رکھنے والے تھے۔“

تذکرۃ الحفاظ میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ان کی بابت لکھتے ہیں: ”آپ بہت بڑے حافظ اور اہل قزوین میں سے محدث و مفسر تھے۔“

● ابویعلیٰ خلیلی کہتے ہیں: ”آپ بہت ثقہ، قابل حجت اور علوم حدیث کی معرفت رکھنے والے تھے۔“

● علامہ سندھی کہتے ہیں: ”آپ ائمۃ المسلمین میں سے بلند مرتبہ پرہیزگار اور بالاتفاق ثقہ امام تھے۔“

* امام صاحب کی تصنیفی خدمات: امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحصیل علم کے بعد تالیف و تصنیف میں بھی دلچسپی لی اور الباقیات الصالحات کے طور پر تین بڑی کتابیں چھوڑیں جو درج ذیل ہیں:

سنن ابن ماجہ حالات زندگی امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ

- ① **السنن:** اس کا شمار صحاح ستہ (کتب ستہ) میں ہوتا ہے اور درجے کے لحاظ سے یہ چھٹی کتاب ہے۔ اس کا تذکرہ آئندہ صفحات میں تفصیل سے ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔
- ② **التفسیر:** یہ ایک بہت بڑی تفسیر تھی جس میں آپ نے احادیث، آثار صحابہ و تابعین کو بالاسناد جمع کیا تھا۔ امام سیوطی رضی اللہ عنہ نے تفسیر طبری کے بعد تفسیر ابن ابی حاتم اور تفسیر ابن ماجہ کو بڑی تفاسیر میں شمار کیا ہے۔ البدایہ میں امام ابن کثیر رضی اللہ عنہ نے بھی اسے بہت بڑی تفسیر قرار دیا ہے۔
- ③ **التاریخ:** یہ بھی مؤلف کی جلالتِ علمی کی مظہر ہے اور ان کے علم و فضل کے مطابق ایک اہم تاریخ ہے۔ امام ابن کثیر رضی اللہ عنہ نے اسے تاریخ کامل کہا اور مشہور مؤرخ ابن خلدکان نے اسے تاریخ طلیح کہا ہے لیکن افسوس کہ مؤرخانہ ذکر دونوں کتابیں اب ناپید ہیں۔

وفات: 22 رمضان المبارک 273 ہجری برطابق 887 عیسوی کو 64 سال کی عمر میں پیر کے دن آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا اور دار فانی سے رحلت فرما کر دار بقا میں تشریف فرما ہوئے۔ اللّٰهُمَّ اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه.

آپ کی تجسیم و تکفین میں آپ کے برادران ابو بکر اور عبداللہ اور صاحبزادہ عبداللہ پیش پیش تھے۔ آپ کی نماز جنازہ آپ کے بھائی عبداللہ نے پڑھائی۔
متعدد شعراء نے آپ کی وفات حسرت آیات پر دردناک مرثیے بھی لکھے۔ محمد بن اسود قرظوی نے ایک شعر حافظ ابن حجر رضی اللہ عنہ نے تہذیب التہذیب میں ذکر کیا ہے۔^۵

لقد أوهى دعائم عرش علم وضع ركنه فقد ابن ماجه

”ابن ماجہ کی موت نے ایوانِ علم کی بنیادوں کو کوزور کر دیا اور اس کے ستون کو ہلا کر رکھ دیا۔“



سنن ابن ماجہ اور اس کی امتیازی خصوصیات

احادیثِ نبویہ کو تحریری صورت میں محفوظ کرنے کا کام عہدِ نبوی میں شروع ہو چکا تھا، تاہم یہ انفرادی مجموعے تھے۔ ان کا مقصد صرف احادیث کو قلم بند کرنا تھا اور ان میں کوئی خاص ترتیب پیش نظر نہ تھی۔ بعد ازاں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت (99 تا 101 ہجری) میں سرکاری طور پر اس پر توجہ دی گئی، تاہم زیادہ کام انفرادی کاوشوں پر ہی مشتمل تھا، پھر دوسری صدی میں موطاً اور مسند الشافعی جیسی معرکہ آرا کتب مرتب ہوئیں لیکن تدوین حدیث کا سنہری دور تیسری صدی ہجری ہے جس میں بہت سے مجموعے مرتب ہوئے۔ ان میں کتب سنہ، جنہیں صحاح سنہ بھی کہا جاتا ہے، بھی شامل ہیں اور انھی کتب سنہ میں سنن ابن ماجہ بھی ہے۔ اس کا شمار کتب سنہ میں آخری کتاب کی حیثیت سے کیا جاتا ہے۔ سنن ابن ماجہ کو پانچویں صدی ہجری کے آخر میں کتب سنہ میں داخل کیا جانے لگا۔ اس کے بعد ہر دور میں یہ کتاب اپنی حیثیت منواتی گئی۔ صحت و قوت کے لحاظ سے صحیح ابن حبان، سنن داری، سنن دارقطنی اور دوسری کئی کتب سنن ابن ماجہ سے برتر تھیں لیکن ان کتب کو وہ پذیرائی اور قبول عام حاصل نہ ہو سکا جو سنن ابن ماجہ کو ہوا۔ یاد رہے علمائے حدیث کی اصطلاح میں ”السنن“ اس کتاب کو کہا جاتا ہے جس میں احادیث احکام کتاب الطہارۃ سے لے کر کتاب الوصایا تک فقہی ترتیب سے جمع کی گئی ہوں۔ سنن ابن ماجہ کی اہمیت و افادیت کا اندازہ اس بات سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ نے اپنی یہ تصنیف جب امام ابو زرعہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کی تو انھوں نے اس کتاب کو دیکھتے ہی کہا: ”اگر یہ کتاب لوگوں کو میسر آگئی تو موجودہ تمام جوامع یا ان میں سے اکثر معطل ہو جائیں گی۔“ امام ابو زرعہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول حرف بحرف صحیح ثابت ہوا اور سنن ابن ماجہ کی مقبولیت کے سامنے کئی جوامع، مسانید اور سنن بہت پیچھے رہ گئیں۔

◉ زمانہ تالیف: امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ 230 ہجری کے بعد تلاشِ حدیث کی غرض سے اپنے وطن سے نکلے۔ اسی دوران میں انھوں نے اپنی کتاب السنن ترتیب دی اور امام ابو زرعہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کی۔ امام ابو زرعہ کی وفات 264 ہجری میں ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سنن ابن ماجہ کی تالیف 230 سے 260 ہجری کے درمیانی

سنن ابن ماجہ سنن ابن ماجہ اور اس کی امتیازی خصوصیات
عرصے میں ہوئی۔

● سنن ابن ماجہ اہل فن کی نظر میں: ● ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: ”یہ کتاب انتہائی مفید اور فقیہی اعتبار سے بہت نفع بخش ہے لیکن اس میں ضعیف بلکہ منکر احادیث بھی پائی جاتی ہیں۔“

● امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اگر ابو عبد اللہ اس کتاب کو ضعیف اور کمزور احادیث سے مکدر نہ کرتے تو یہ بہت اچھی کتاب تھی۔“

● حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ”تقریب التہذیب“ میں اس کتاب کو ”جامع جمید“ کہا ہے، یعنی یہ کتاب نہایت عمدہ ہے۔

● کتب حدیث میں سنن ابن ماجہ کا درجہ: شروع شروع میں ابن السنن اور ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے کتب حدیث میں سے صرف چار کا انتخاب کیا اور انھیں ”اصول اربعہ“ کا نام دیا۔ اصول اربعہ میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد اور سنن نسائی تھیں۔ بعد میں سنن ترمذی کو بھی ان میں شامل کر لیا گیا۔ یوں ”اصول خمسہ“ کی اصطلاح وضع ہوئی، پھر پانچویں صدی کے آخر میں حافظ ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ابن ماجہ کو اصول خمسہ کے ساتھ شامل کیا اور اسے ”سادس السنۃ“ قرار دیا اور کتاب شروط الأئمة الستة لکھ کر اسے مستقل طور پر کتب ستہ میں شامل کر دیا۔ بعد میں حافظ عبدالغنی المقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الکمال میں ابن طاہر کی متابعت کی لیکن بعض علماء نے موطاً امام مالک کو اس کی جگہ کتب ستہ میں شامل کیا۔ ان میں سے پہلے شخص ابن طاہر کے ہم عصر زرین بن معاویہ العبدری رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور بعد میں ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انھی کا اتباع کرتے ہوئے موطاً کو ”سادس السنۃ“ قرار دیا لیکن حافظ ابن حجر امام ابن کثیر اور ابن خلیکان رحمۃ اللہ علیہ کے اقوال سے سنن ابن ماجہ کے کتب ستہ کی آخری کتاب ہونے کے اشارے ملتے ہیں اور یہی اقوال راجح معلوم ہوتے ہیں۔

● سنن ابن ماجہ کی امتیازی خصوصیات: سنن ابن ماجہ کی کچھ امتیازی خصوصیات ہیں جن کی بنا پر یہ دوسری کتب حدیث سے ممتاز ہوتی ہے اور انھی خصوصیات کی وجہ سے اسے یہ بلند مقام اور قبول عام ملا اور یہ ہر دور کے علماء کی توجہ کا مرکز بھی رہی۔ اس کی وہ امتیازی خصوصیات درج ذیل ہیں:

● کتاب کا اسلوب انتہائی شاندار ہے اور تراجم ابواب کی احادیث سے مطابقت نہایت واضح ہے۔ اس میں کسی قسم کی الجھن یا پیچیدگی نہیں ہے، نیز ابواب کی فقہی رعایت اور ترتیب احادیث سے استنباط مسائل میں

سنن ابن ماجہ سنن ابن ماجہ اور اس کی امتیازی خصوصیات

کوئی دقت نہیں ہوتی۔

- حسن ترتیب و تہویب کے لحاظ سے بھی سنن ابن ماجہ کو خاص امتیاز حاصل ہے اور یہ کتاب تکرار سے بھی مبرا ہے۔ یہ ایک ایسی خوبی ہے جو بقیہ کتب اصول میں ناپید ہے۔
- کتاب مختصر ہونے کے باوجود احکام و مسائل میں نہایت جامع ہے۔ اسی جامعیت کی وجہ سے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تقریب التہذیب میں اسے ”جامع جید“ لکھا ہے۔
- متعدد مقامات پر احادیث کے غریب ہونے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اگرچہ اس معاملے میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ مشہور ہیں لیکن امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے خاص ابواب میں جو غرائب کا حکم لگایا ہے وہ دوسری کتب میں نہیں ملتا۔
- بعض روایات مخصوص شہروں کے محدثین کے ساتھ خاص ہوتی تھیں اور دوسرے شہروں میں اس کو روایت کرنے والے نہیں ہوتے تھے۔ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اس قسم کی روایات نقل کرتے وقت بتا دیتے ہیں کہ یہ فلاں شہر والوں کی روایت ہے۔



- امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں 482 صحیح احادیث کا اضافہ کیا ہے جو باقی کتب خمسہ میں نہیں ہیں۔
- سنن ابن ماجہ میں 3002 احادیث ایسی ہیں جو باقی کتب خمسہ میں بھی موجود ہیں لیکن امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے انھیں دوسرے طرق سے روایت کیا ہے یعنی کتب خمسہ میں وہ متون ان طرق سے نہیں ہیں۔ اس طرح امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث میں کثرت طرق سے زیادہ قوت پیدا کر دی ہے اور یہ سنن ابن ماجہ کا ایسا امتیاز ہے جو کسی دوسری کتاب کو حاصل نہیں۔
- سنن ابن ماجہ میں 1339 احادیث ایسی بھی ملتی ہیں جو کتب خمسہ میں نہیں ہیں۔ علماء نے انھیں ”الروائد“ کے نام سے مدون بھی کیا ہے۔ ان زوائد ہی کی وجہ سے سنن ابن ماجہ کو سادس ستہ ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

❖ شرائط: امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ رواۃ حدیث کے انتخاب کے معاملے میں وسیع المشرب ہیں اور ہر قسم کے راویوں کی روایت قبول کر لیتے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی سنن میں ایسی روایات لانا چاہتے تھے جو دوسری کتب اصول میں نہیں اور اسی وجہ سے انھوں نے راویوں کے ضعف کو بھی برداشت کر لیا ہے۔

❖ تعداد مرویات اور ان کی فنی حیثیت: ابو الحسن القطان رحمۃ اللہ علیہ کے بقول سنن ابن ماجہ میں 32 کتب 1510

سنن ابن ماجہ _____ سنن ابن ماجہ اور اس کی امتیازی خصوصیات

ابواب اور 4000 احادیث شامل ہیں جبکہ علامہ محمد فواد عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق یہ کتاب 37 کتب، 1560 ابواب اور 434 احادیث پر مشتمل ہے اور یہی ترتیم راجح ہے۔

سنن ابن ماجہ کی 1339 زوائد میں سے فواد عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق 428 صحیح، 199 حسن، 613 ضعیف اور 99 مرویات منکر و موضوع ہیں۔ شیخ ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف ابن ماجہ کے نام سے جو کتاب تالیف کی ہے اس میں ضعیف احادیث کی تعداد 948 ہے۔

❖ **شروحات ابن ماجہ:** دوسری کتب خمسہ کی طرح سنن ابن ماجہ کی افادیت و اہمیت اور شہرت و مقبولیت کی وجہ سے اس پر قابل قدر شروحات و حواشی لکھے گئے۔ کچھ کی تفصیل حسب ذیل ہے:

① **شرح سنن ابن ماجہ:** یہ شرح حافظ علاؤ الدین مغلطائی بن قلیج رحمۃ اللہ علیہ نے آٹھویں صدی ہجری میں لکھی۔ یہ پانچ جلدوں پر مشتمل تھی لیکن ناکمل رہی۔

② **مانتص ایہ الحاجۃ الی سنن ابن ماجہ:** یہ شرح شیخ سراج الدین عمر بن علی بن المسلمین رحمۃ اللہ علیہ نے 801 ہجری میں لکھی۔ یہ زوائد ابن ماجہ کی شرح ہے جو کہ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں غریب الفاظ کی شرح اور مشکل اسماء و اکنسی کا ضبط ہے۔

③ **الديباجة علی سنن ابن ماجہ:** یہ شیخ کمال الدین محمد بن موسیٰ الدیمیری رحمۃ اللہ علیہ صاحب حیاة الحیوان الکبریٰ کی تالیف ہے اور یہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے۔

④ **شرح ابن ماجہ:** یہ کتاب شیخ برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے۔ امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ بہت ہی لطیف تطبیق ہے۔

⑤ **مصباح الزجاجة:** یہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر حاشیہ ہے۔

⑥ **کفایة الحاجة فی شرح ابن ماجہ:** یہ شیخ ابوالحسن محمد بن عبدالبہادی سندھی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ ہے۔ علامہ سندھی بارہویں صدی ہجری کے علماء میں سے ہیں۔ اس حاشیہ میں علامہ سندھی نے غریب الفاظ کے حل، الفاظ کے ضبط اور بیان اعراب کا خصوصی اہتمام کیا ہے۔ یہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حاشیہ سے قدرے جامع ہے۔

⑦ **رفع العجابه عن سنن ابن ماجہ:** یہ مولانا وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ و تشریح ہے۔

⑧ **إنجاح الحاجة:** یہ شیخ عبدالغنی الحمدودی الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ ہے۔

سنن ابن ماجہ سنن ابن ماجہ اور اس کی امتیازی خصوصیات

⑨ **تعلیق سبط ابن العجمی:** یہ حافظ سبط ابن العجمی رحمۃ اللہ علیہ کی سنن ابن ماجہ پر ایک عمدہ تعلق ہے۔

⑩ **إجاز الحاجة بشرح سنن ابن ماجہ:** یہ شرح پاکستان کے نامور سلفی عالم دین الشیخ الاستاذ محمد علی

جانباز رحمۃ اللہ علیہ نے عربی میں لکھی ہے۔ یہ انتہائی مفید اور جامع شرح ہے۔ اس میں انھوں نے ہر حدیث کی

تخریج کے بعد اس پر صحت و ضعف کا حکم لگایا ہے، حدیث میں آنے والے راویوں کے مختصر حالات زندگی

بیان کیے ہیں، اسماء الرجال اور امان کا ضبط کیا ہے، امام ابن ماجہ کی روایت کردہ حدیث کی ہم معنی دیگر

روایات بھی نقل کر دی ہیں، نیز شرح کرتے ہوئے مذاہب فقہاء کا ذکر ان کی مستند کتب سے کیا ہے اور ہر

فقیہ کے دلائل کا قرآن و سنت کی رُو سے غیر جانبداری کے ساتھ تجزیہ کرنے کے بعد راجح موقف کا ذکر بھی

کیا ہے اور ہر جلد کے آخر میں اعلام المتزجمین کی فہرست بھی دی گئی ہے۔ ان تمام خصوصیات کی وجہ سے یہ

شرح واقعی نہایت عمدہ، جامع اور افادیت کی حامل ہے لیکن ابھی زیر تکمیل ہے۔ تقریباً نصف کتاب کی شرح

چھ ضخیم جلدوں میں منظر عام پر آچکی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ اسے جلد پایہ تکمیل تک پہنچائے اور

شارح کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ (آمین)



حدیث کی اقسام

قَوْلِي حَدِيثٌ فِعْلِي حَدِيثٌ تَقْرِيرِي حَدِيثٌ شَمَائِلُ نَبَوِي

حدیث کی اقسام ----- نسبت کے اعتبار سے

حَدِيثٌ قُدْسِي مَرْفُوعٌ مَوْقُوفٌ مَقْطُوعٌ

حدیث کی اقسام ----- راویوں کی تعداد کے اعتبار سے

مُتَوَاتِرٌ خَيْرٌ وَاحِدٌ

مَشْهُورٌ مُسْتَفِيضٌ عَزِيْزٌ غَرِيْبٌ غَرِيْبٌ مُطْلَقٌ غَرِيْبٌ نِسْبِيٌّ

مقبول حدیث کی اقسام

صَحِيْحٌ لِدَايِمِهِ صَحِيْحٌ لِغَيْرِهِ حَسَنٌ لِدَايِمِهِ حَسَنٌ لِغَيْرِهِ

مقبول حدیث کے درجات

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اَفْرَادُ بَعَاثِي اَفْرَادُ مُسْلِمٍ صَحِيْحٌ عَلَيَّ شَرْطِهَا صَحِيْحٌ عَلَيَّ شَرْطِ الْبَعَاثِي صَحِيْحٌ عَلَيَّ شَرْطِ مُسْلِمٍ صَحِيْحٌ عَلَيَّ شَرْطِ غَيْرِهَا

① مردود حدیث کی اقسام ----- انقطاع سند کے اعتبار سے

مُعَلَّلٌ مُرْسَلٌ مُعْضَلٌ مُنْقَطِعٌ مُدَالِسٌ مُرْسَلٌ خَفِيٌّ مَعْلُوفٌ يَأْمَعْلُوفٌ

② مردود حدیث کی اقسام ----- راوی کے عادل نہ ہونے کی وجہ سے

مُتْرُوكٌ مَوْضُوعٌ رِوَايَةُ الْفَاسِقِ رِوَايَةُ الْمُبْتَدِعِ

③ مردود حدیث کی اقسام ----- راوی کے ضابطہ نہ ہونے کی وجہ سے

مَعْلُوفٌ مُلْتَرَجٌ اَلْمَزِيْدُ شَاذٌ مُنْكَرٌ رِوَايَةُ سَبِيْحِ الْجَفِظِ كَثِيْرًا اَلْعُقْلَهُ رِوَايَةُ فَاجِسِ الْغَلَطِ اَلْمُخْتَلِطِ رِوَايَةُ مُضْطَرِبِ مُعَلَّلٌ فِي مُتَفِيْلِ الْاَسَانِيْدِ

④ مردود حدیث کی اقسام ----- راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے

مُهِمٌّ رِوَايَةُ مَجْهُوْلِ الْعَيْنِ رِوَايَةُ مَجْهُوْلِ الْحَالِ

اصطلاحاتِ محدثین

○ حدیث کی تعریف: رسول اللہ ﷺ سے متعلق راویوں کے ذریعے سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے، وہ حدیث کہلاتا ہے۔ حدیث کو بعض دفعہ سنت، خبر اور اثر بھی کہا جاتا ہے۔

○ بنیادی اقسام:

● قَوْلِي حَدِيثُ: وہ حدیث جس میں آپ کا فرمان مذکور ہو۔

● فِعْلِي حَدِيثُ: وہ حدیث جس میں آپ کا فعل مذکور ہو۔

● تَقْرِيرِي حَدِيثُ: وہ حدیث جس میں آپ کا کسی بات پر خاموش رہنا مذکور ہو۔

● سَمَائِلِ نَبَوِي: وہ احادیث جن میں آپ کے عادات و اخلاق یا بدنی اوصاف مذکور ہوں۔

نوٹ: کسی حدیث کی اصل عبارت ”مُتَنٌ“ کہلاتی ہے۔ متن سے پہلے راویوں کے سلسلے کو سند کہتے ہیں۔ سند کا کوئی راوی حذف نہ ہو تو وہ ”مُتَّصِلٌ“ ہوتی ہے ورنہ ”مُنْقَطِعٌ“۔

○ نسبت کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

● حَدِيثُ قُدْسِي: اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان جسے نبی اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہو، راویوں کے ذریعے سے ہم تک پہنچا ہو اور قرآن مجید میں موجود نہ ہو۔

● مَرْفُوعٌ: وہ حدیث جس میں کسی قول، فعل یا تقریر کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

● مَوْقُوفٌ: وہ حدیث جس میں کسی قول، فعل یا تقریر کو صحابی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

● مَقْطُوعٌ: وہ حدیث جس میں کسی قول یا فعل کو تابعی یا تبع تابعی کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔

○ راویوں کی تعداد کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

● مُتَوَاتِرٌ: وہ حدیث جس میں تو اثر کی چار شرطیں پائی جائیں:

(۱) اسے راویوں کی بڑی تعداد روایت کرے۔

سنن ابن ماجہ اصطلاحات حدیث

(ب) انسانی عقل و عادت ان کے جھوٹا ہونے کو محال سمجھے۔

(ج) یہ کثرت عہد نبوت سے لے کر صاحب کتاب محدث کے زمانے تک سند کے ہر طبقے میں پائی جائے۔ (د)
حدیث کا تعلق انسانی مشاہدے یا سماعت سے ہو۔

نوٹ: راویوں کی جماعت جس نے ایک استاد یا زیادہ اساتذہ سے حدیث کا سماع کیا ہو، ”طبقہ“ کہلاتی ہے۔

● خَبْرٌ واحد: وہ حدیث جس میں متواتر حدیث کی شرطیں جمع نہ ہوں۔ اس کی چار قسمیں ہیں:

● مَشْهُور: وہ حدیث جس کے راویوں کی تعداد ہر طبقے میں دو سے زیادہ ہو مگر یکساں نہ ہو، مثلاً کسی طبقے میں تین کسی میں چار اور کسی میں پانچ راوی اسے بیان کرتے ہوں۔

● مُسْتَفِیض: وہ حدیث جس کے راوی ہر طبقے میں دو سے زیادہ اور یکساں تعداد میں ہوں یا سند کے اول و آخر میں ان کی تعداد یکساں ہو۔

● عَزِيز: وہ حدیث جس کے راوی کسی طبقے میں صرف دو ہوں۔

● غَرِيب: وہ حدیث جسے بیان کرنے والا کسی زمانے میں صرف ایک راوی ہو۔ اگر وہ صحابی یا تابعی ہے تو اسے غَرِيبٌ مُطْلَقٌ کہیں گے اور اگر کوئی اور راوی ہے تو اسے غَرِيبٌ نِسْبِيٌّ کہیں گے۔

نوٹ: مذکورہ بالا اقسام میں سے متواتر حدیث علم الیقین کی حد تک سچی ہوتی ہے۔ باقی اقسام مقبول یا مردود ہو سکتی ہیں۔
● مقبول و رد کے اعتبار سے حدیث کی اقسام:

● مَقْبُول: وہ حدیث جو واجب العمل ہو۔

● مَرْدُود: وہ حدیث جو مقبول نہ ہو۔

● مقبول حدیث کی اقسام و درجات (شرائط قبولیت کے اعتبار سے):

① صَحِيحٌ لِدَايَةِ ② صَحِيحٌ لِغَيْرِهِ ③ حَسَنٌ لِدَايَةِ ④ حَسَنٌ لِغَيْرِهِ

● صَحِيحٌ لِدَايَةِ: وہ حدیث جس میں صحت کی پانچ شرطیں پائی جائیں:

(۱) اس کی سند متصل ہو یعنی ہر راوی نے اسے اپنے استاد سے اخذ کیا ہو۔

(ب) اس کا ہر راوی عادل ہو یعنی کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو، صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرتا ہو، شائستہ طبیعت کا مالک اور بااخلاق ہو۔

(ج) وہ کامل الضبط ہو یعنی حدیث کو تحریر یا حافظے کے ذریعے سے کا حقہ محفوظ کرے اور آگے پہنچائے۔

سنن ابن ماجہ _____ اصطلاحات محدثین

(9) وہ حدیث شاذ نہ ہو (معلول نہ ہو۔) شاذ اور معلول کی وضاحت آگے آرہی ہے۔)

● حَسَنٌ لِّذَاتِهِ: وہ حدیث جس کے بعض راوی صحیح حدیث کے راویوں کی نسبت حَفِيفُ الصَّبْطِ (ہلکے ضبط والے) ہوں باقی شرطیں وہی ہوں۔

نوٹ: حَسَنٌ لِّذَاتِهِ کا درجہ صَحِيحٌ لِّغَيْرِهِ کے بعد ہے مگر تعریفات کو آسان تر کرنے کیلئے ترتیب بدلی گئی ہے۔

● صَحِيحٌ لِّغَيْرِهِ: جب حسن حدیث کی ایک سے زائد سندیں ہوں تو وہ حسن کے درجے سے ترقی کر کے صحیح کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔ اسے صحیح لغیرہ کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنے غیر (دوسری سندوں) کی وجہ سے درجہ صحت کو پہنچی۔

● حَسَنٌ لِّغَيْرِهِ: وہ حدیث جس کی متعدد سندیں ہوں ہر سند میں معمولی ضعف ہو مگر متعدد سندوں سے اس ضعف کی تلافی ہو جائے تو وہ حسن لغیرہ کے درجے کو پہنچ جاتی ہے۔

⊗ صحیح حدیث کی اقسام و درجات (کتب حدیث میں پائے جانے کے اعتبار سے):

● مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ: وہ حدیث جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں پائی جائے متفق علیہ کہلاتی ہے اور صحت کے سب سے اعلیٰ درجے پر ہوتی ہے۔

● أَفْرَادٌ بُخَارِي: ہر وہ حدیث جو صحیح بخاری میں پائی جائے صحیح مسلم میں نہ پائی جائے۔

● أَفْرَادٌ مُسْلِمٍ: ہر وہ حدیث جو صحیح مسلم میں پائی جائے صحیح بخاری میں نہ پائی جائے۔

● صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِهِمَا: وہ حدیث جو صحیح بخاری و صحیح مسلم دونوں میں نہ پائی جائے لیکن دونوں ائمہ کی شرائط کے مطابق صحیح ہو۔

● صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ: وہ حدیث جو امام بخاری کی شرائط کے مطابق صحیح ہو مگر صحیح بخاری میں موجود نہ ہو۔

● صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ: وہ حدیث جو امام مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہو مگر صحیح مسلم میں موجود نہ ہو۔

● صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ غَيْرِهِمَا: وہ حدیث جو امام بخاری و امام مسلم کے علاوہ دیگر محدثین کی شرائط کے مطابق صحیح ہو۔

⊗ مردود حدیث کی اقسام انقطاع سند کی وجہ سے:

● مُعَلَّقٌ: وہ حدیث جس کی سند کا ابتدائی حصہ یا ساری سند ہی (عمداً) حذف کر دی گئی ہو۔



سنن ابن ماجہ اصطلاحات محدثین

- مُرْسَل: وہ حدیث جسے تابعی بلا واسطہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرے۔
- مُعْضَل: وہ حدیث جس کی سند کے درمیان سے دو یا دو سے زیادہ راوی اکٹھے حذف ہوں۔
- مُنْقَطِع: وہ حدیث جس کی سند کے درمیان سے ایک یا ایک سے زائد راوی مختلف مقامات سے حذف ہوں۔
- مُدَلَّس: وہ حدیث جس کا راوی کسی وجہ سے اپنے استاد یا استاد کے استاد کا نام (یا تعارف) چھپائے لیکن سننے والوں کو یہ تاثر دے کہ میں نے ایسا نہیں کیا، سند متصل ہی ہے، حالانکہ اس سند میں راویوں کی ملاقات اور سماع تو ثابت ہوتا ہے مگر متعلقہ روایت کا سماع نہیں ہوتا۔

- مُرْسَل حَفِی: وہ حدیث جس کا راوی اپنے ایسے ہم عصر سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات ثابت نہ ہو۔
- مَعْلُولُ یا مَعْلَلُ: وہ حدیث جو بظاہر مقبول معلوم ہوتی ہو لیکن اس میں ایسی پوشیدہ علت یا عیب پایا جائے جو اسے غیر مقبول بنا دے۔ ان عیوب و علل کا پتہ چلانا ماہرین فن ہی کا کام ہے۔ ہر شخص کے بس کی بات نہیں۔
- مردود حدیث کی اقسام راوی کے عادل نہ ہونے کی وجہ سے:

- رِوَايَةُ الْمُبْتَدِعِ: وہ حدیث جس کا راوی بِذَعْبِ مُكْفَرٍ کا قائل و فاعل ہو لیکن اگر راوی کی بدعت، مکفرہ نہ ہو اور وہ عادل و ضابط بھی ہو تو پھر اس کی روایت معتبر ہوگی یا درہے بدعت مکفرہ (کافر بنانے والی بدعت) سے ارتداد لازم آتا ہے۔

- رِوَايَةُ الْفَاسِقِ: وہ حدیث جس کا راوی کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو لیکن حد کفر کو نہ پہنچے۔
- مَتْرُوكُ: وہ حدیث جس کا راوی عام بول چال میں جھوٹ بولتا ہو اور محدثین نے اس کی روایت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہو۔

- مَوْضُوع: وہ حدیث جس کے راوی نے کسی موقع پر حدیث کے معاملہ میں جھوٹ بولا ہو ایسے راوی کی ہر روایت کو موضوع (من گھڑت) کہتے ہیں۔

● مردود حدیث کی اقسام راوی کے ضابط نہ ہونے کی وجہ سے:

- مُصَحِّف: وہ حدیث جس کے کسی لفظ کی ظاہری شکل تو درست ہو مگر نکتوں، حرکات یا سکون وغیرہ کے بدلنے سے اس کا تلفظ بدل گیا ہو۔
- مَقْلُوبُ: وہ حدیث جس کے الفاظ میں راوی کی بھول سے تقدیم و تاخیر واقع ہو گئی ہو یا سند میں ایک راوی کی جگہ دوسرا راوی رکھا گیا ہو۔

سنن ابن ماجہ اصطلاحات محدثین

- مُدْرَج: وہ حدیث جس میں کسی جگہ راوی کا اپنا کلام عمداً یا سہواً درج ہو جائے اور اس پر الفاظ حدیث ہونے کا شبہ ہوتا ہو۔
- الْمَزِيدُ فِي مُتَّصِلِ الْأَسَانِيدِ: جب دوراوی ایک ہی سند بیان کریں ان میں ایک ثقہ اور دوسرا زیادہ ثقہ ہو۔ اگر ثقہ راوی اس سند میں ایک راوی کا اضافہ بیان کرے تو اس کی روایت کو مزید فی متصل الأسانید کہتے ہیں۔
- شَاذٌ: وہ حدیث جس کا راوی مقبول (ثقہ یا صدوق) ہو اور بیان حدیث میں اپنے سے زیادہ ثقہ یا اپنے جیسے بہت سے ثقہ راویوں کی مخالفت کرے (شاذ کے بالمقابل حدیث کو محفوظ کہتے ہیں۔)
- مُنْكَرٌ: وہ حدیث جس کا راوی ضعیف ہو اور بیان حدیث میں ایک یا زیادہ ثقہ راویوں کی مخالفت کرے (منکر کے بالمقابل حدیث کو معروف کہتے ہیں۔)
- رِوَايَةُ سَبِيْعِ الْحِفْظِ: وہ حدیث جس کا راوی سبئی الحفظ یعنی پیدائشی طور پر کمزور حافظے والا ہو۔
- رِوَايَةُ كَثِيرِ الْغَفْلَةِ: وہ حدیث جس کا راوی شدید غفلت یا کثیر غلطیوں کا مرتکب ہو۔
- رِوَايَةُ فَاحِشِ الْغَلَطِ: وہ حدیث جس کے راوی سے فاش قسم کی غلطیاں سرزد ہوں۔
- رِوَايَةُ الْمُخْتَلِطِ: وہ حدیث جس کا راوی بڑھاپے یا کسی حادثے کی وجہ سے یادداشت کھو بیٹھے یا اس کی تحریر کردہ احادیث ضائع ہو جائیں۔
- مُضْطَرِبٌ: وہ حدیث جس کی سند یا متن میں راویوں کا ایسا اختلاف واقع ہو جو حمل نہ ہو سکے۔
- مردود حدیث کی اقسام راوی کے مجہول ہونے کی وجہ سے:
- رِوَايَةُ مَجْهُولِ الْعَيْنِ: وہ حدیث جس کا راوی مجہول العین ہو یعنی اس کے متعلق ائمہ رفہن کا کوئی ایسا تبصرہ نہ ملتا ہو جس سے اس کے ثقہ یا ضعیف ہونے کا پتہ چل سکے اور اس سے روایت کرنے والا بھی صرف ایک ہی شاگرد ہو جس کے باعث اس کی شخصیت مجہول ٹھہرتی ہو۔
- رِوَايَةُ مَجْهُولِ الْحَالِ: وہ حدیث جس کا راوی مجہول الحال ہو یعنی اس کے متعلق ائمہ رفہن کا کوئی تبصرہ نہ ملتا ہو اور اس سے روایت کرنے والے کل دو آدمی ہوں جس کے باعث اس کی شخصیت معلوم اور حالت مجہول ٹھہرتی ہو۔ ایسے راوی کو مستور بھی کہتے ہیں۔
- مُبْهَمٌ: وہ حدیث جس کی سند میں کسی راوی کے نام کی صراحت نہ ہو۔

کتب احادیث کی اقسام

● کُتِبَ صِحَاح: ہر وہ کتاب جس کے مؤلف نے اپنی کتاب میں صحیح روایات لانے کا التزام کیا ہو اور ”صحیح“ کے لفظ کو کتاب کے نام کا حصہ بنایا ہو۔ ایسی کتاب کی روایات کم از کم اس کے مؤلف کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں۔ اور اگر وہ خود ہی کسی حدیث کی علت بیان کر دے تو اس سے اس کتاب کے صحیح ہونے پر حرف نہیں آتا۔

● صِحَاحِ سِنَّة: حدیث کی چھ کتب صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ صحاح ستہ کہلاتی ہیں۔ انھیں ”أصولِ سِنَّة“ یا ”کُتِبَ سِنَّة“ بھی کہا جاتا ہے۔ پہلی دو کتابیں ”صحیحین“ کہلاتی ہیں اور یہ صرف اپنے مؤلفین کے نزدیک ہی صحیح نہیں ہیں بلکہ پوری امت کے نزدیک صحت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔ ان پر اعتراض برائے اعتراض کرنے والا شخص شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول اجماع امت کا مخالف اور بدعتی ہے جبکہ آخری چار کتابوں کو سنن اربعہ کہتے ہیں۔ گوان میں ضعیف احادیث موجود ہیں تاہم صحیح حدیثوں کی کثرت کی وجہ سے اکثر علماء انھیں ”صحاح ستہ“ میں شمار کرتے ہیں۔

● جَامِع: جس کتاب میں اسلام سے متعلق تمام موضوعات مثلاً: عقائد، احکام، تفسیر، جنت، دوزخ وغیرہ سے تعلق رکھنے والی احادیث روایت کی گئی ہوں مثلاً: صحیح بخاری اور جامع ترمذی وغیرہ۔

● سُنُن: جس کتاب میں صرف عملی احکام سے متعلق احادیث فقہی تہویب و ترتیب پر جمع کی گئی ہوں مثلاً: سنن ابی داؤد۔

● مُسْنَد: جس کتاب میں ایک صحابی یا متعدد صحابہ کی روایات کو الگ الگ جمع کیا گیا ہو مثلاً: مسند احمد، مسند جمہوری۔

● مُسْتَخْرَج: جس کتاب میں مصنف کسی دوسری کتاب کی حدیثوں کو اپنی سندوں سے روایت کرے مثلاً: مستخرج اسماعیلی علی صحیح البخاری۔

سنن ابن ماجہ _____ کتب احادیث کی اقسام

- مُسْتَدْرَك: جس کتاب میں مصنف ایسی روایات جمع کرے جو کسی دوسرے مصنف کی شرائط کے مطابق ہوں لیکن اس کی کتاب میں نہ ہوں، مثلاً: مستدرک حاکم۔
- مُعْجَم: جس کتاب میں مصنف ایک خاص ترتیب کے ساتھ اپنے ہر استاد کی روایات کو الگ الگ جمع کرے، مثلاً: معجم طبرانی۔
- أَرْبَعِينَ: جس کتاب میں کسی ایک یا مختلف موضوعات پر چالیس احادیث جمع کی گئی ہوں، مثلاً: اربعین نووی، اربعین سنائی وغیرہ۔
- جُزْء: وہ کتاب جس میں صرف ایک راوی یا ایک موضوع کی روایات جمع کی گئی ہوں، جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ”جُزْءُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ“ اور ”جُزْءُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ“ یا امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی ”كِتَابُ الْقِرَاءَةِ خَلْفَ الْإِمَامِ“ وغیرہ۔

کتاب احادیث کے مختلف طبقات یا درجات

① پہلا طبقہ صحیح بخاری صحیح مسلم اور موطا امام مالک پر مشتمل ہے۔ موطا امام مالک زمانہ تالیف کے لحاظ سے صحیحین سے متقدم لیکن مرتبہ و مقام کے لحاظ سے تیسرے نمبر پر ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہم خیال علماء کی رائے کے مطابق اس کی تمام احادیث صحیح ہیں۔ دوسرے محدثین کے نزدیک اس کی منقطع یا مرسل روایات (مختلف کتابوں میں) دیگر سندوں سے متصل ہیں (لیکن صرف اتصالی سند صحت حدیث کے لیے کافی نہیں ہوتا)

② دوسرا طبقہ سنن اربعہ پر مشتمل ہے۔ بعض کے نزدیک مسند احمد اور سنن دارمی بھی غالباً اسی طبقے میں شامل ہیں۔ ان کے مؤلفین علم حدیث میں متبحر تھے ثقافت و عدالت اور ضبط حدیث میں معروف تھے۔ انھوں نے جن مقاصد اور شرائط کو مد نظر رکھا ان کو پورا کرنے میں کوتاہی نہیں کی۔ ان کی کتابوں کو ہر دور کے محدثین اور دیگر اہل علم میں بے پناہ پذیرائی ملی۔

③ وہ مسانید، جوامع اور مصنفات جو صحاح ستہ سے پہلے یا ان کے زمانے میں یا ان کے بعد لکھی گئیں۔ ان کے مؤلفین کی غرض محض احادیث کو جمع کرنا تھا یہی وجہ ہے کہ ان میں ہر قسم کی احادیث پائی جاتی ہیں۔ محدثین میں گو یہ کتابیں اجنبی نہیں، تاہم زیادہ معروف و مقبول بھی نہیں، چنانچہ جو احادیث پہلے دو طبقوں کی کتابوں میں موجود نہیں بلکہ صرف اسی طبقے کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں، فقہاء نے ان کا زیادہ استعمال نہیں کیا اور محدثین نے بھی ان کی صحت و سقم، قبول و رد اور تشریح و توضیح کا زیادہ اہتمام نہیں کیا، مثلاً: مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، مسند طحاوی، بیہقی، طحاوی اور طبرانی وغیرہ۔

④ وہ کتابیں جن کے مؤلفین نے زمانہ دراز کے بعد ان احادیث کو جمع کیا جو پہلے دو طبقوں کی کتابوں میں نہیں تھیں بلکہ ایسے مجموعوں میں پائی جاتی تھیں جن کی (علمی دنیا میں) کوئی وقعت نہ تھی۔ یہ احادیث عموماً

سنن ابن ماجہ کتب احادیث کے مختلف طبقات یا درجات

واعظمین کے استدلالات، حکماء کے اقوال، زریں اور اسراہیلی روایات پر مشتمل ہیں جنہیں ضعیف راویوں نے سہوایا عمداً احادیث نبویہ سے خلط ملط کر دیا یا کتاب و سنت کے بعض احتمالات ہیں جنہیں بعض جاہل صوفیوں نے بالمعنی روایت کر دیا اور انہیں مرفوع احادیث سمجھ لیا گیا یا چند احادیث سے جملے منتخب کر کے ایک نئی حدیث بنا دی گئی وغیرہ مثلاً: ابن حبان کی ”کِتَابُ الضُّعْفَاء“ ابن عدی کی ”الْکَامِلُ“ حَظِیْبُ بَعْدَادِی، أَبُو نُعَیْمٍ أَصْبَهَانِی، ابْنِ عَسَاکِر، حَوْرَقَانِی، ابْنِ نَحَّارٍ اور ذہلی کی کتب۔ اسی طرح ”مُسْنَدُ حَوَارِزْمِی“ ابْنِ حَوْزِی اور ملا علی قاری کی ”الْمَوْضُوعَاتُ“ وغیرہ بھی اسی طبقے میں شامل ہیں۔

⑤ اس طبقے کی کتابوں میں وہ احادیث شامل ہیں جو فقہاء، صوفیاء، مؤرخین اور مختلف فنون کے ماہرین کی زبانوں پر مشہور تھیں، نیز وہ احادیث بھی شامل ہیں جو بے دین زبان دانوں نے کلام بلیغ سے وضع کیں اور ان کے لیے سندیں بھی گھڑ لیں۔

⑥ پہلے اور دوسرے طبقے کی کتابوں پر محدثین کا کامل اعتماد ہے۔ انہیں ہمیشہ ان کتابوں سے وابستگی رہی ہے۔ تیسرے طبقے کی احادیث سے استدلال کرنا ان ماہرین حدیث کا کام ہے جو راویوں کے حالات اور حدیث کی مخفی علتوں کے جاننے والے ہوں۔ عموماً ایسی احادیث خود دلیل نہیں بن سکتیں، البتہ کسی مقبول حدیث کی تائید میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

⑦ پہلے دو طبقوں کی احادیث کی تقویت میں چوتھے طبقے کی احادیث کو جمع کرنا اور ان سے استدلال کرنا علمائے متاخرین کا محض تکلف ہے۔ اہل بدعت اسی قسم کی احادیث سے اپنے اپنے مذاہب کی تائید میں شواہد مہیا کرتے ہیں لیکن محدثین کے نزدیک اس طبقے کی احادیث سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ (مُلَخَّصٌ از حُجَّةِ اللَّهِ الْبَالِغَةِ) مصادر اور مراجع کا مفہوم:

⑧ مَصَادِر: وہ کتب جن میں مصنفین نے احادیث کو اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہو۔ مذکورہ بالا طبقات میں جو درجہ بندی کی گئی ہے ان میں عموماً مصادر ہی مراد ہیں۔

⑨ مَرَاجِع: وہ کتب جن میں احادیث کو مختلف مصادر سے منتخب کر کے جمع کیا گیا ہو۔ ان کی تین اقسام ہیں: (۱) وہ مراجع جن میں صرف صحیح احادیث کو جمع کیا گیا ہے مثلاً: ”الْلُّوْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ فِيمَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ الشَّيْخَانِ“ اور ”عُمْدَةُ الْأَحْكَامِ“ وغیرہ۔



سنن ابن ماجہ _____ کتب احادیث کے مختلف طبقات یا درجات
(ب) وہ مراجع جن میں عموماً مستند مصادر سے احادیث منتخب کی گئی ہیں لیکن ان میں ضعیف احادیث بھی موجود ہیں جیسے 'مَشْكُوَّةُ الْمَصَابِيحِ، رِيَاضُ الصَّالِحِينَ، التَّرْغِيبُ وَالتَّرْهِيْبُ، بُلُوْغُ الْمَرَامِ' وغیرہ۔
(ج) وہ مراجع جن میں کسی معیار اور تحقیق کے بغیر بہت سے مستند اور غیر مستند مصادر سے احادیث لے کر جمع کر دی گئی ہوں، مثلاً: "كَنْزُ الْعَمَالِ" وغیرہ۔

نوٹ: دوسری اور تیسری قسم کے مراجع میں مذکور کسی حدیث سے تحقیق کے بغیر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

* دو مقبول احادیث کے ظاہری تعارض کو دور کرنے کی مختلف صورتیں

① سب سے پہلے ان کا کوئی ایسا مشترک مفہوم مراد لیا جائے گا جس سے ہر حدیث پر عمل کرنا ممکن ہو جائے اور اس سلسلے میں اس مفہوم کو ترجیح دی جائے گی جو کسی تیسری حدیث میں بیان ہوا ہو یا فقہائے محدثین نے اسے بیان کیا ہو۔

② اگر ایسا نہ ہو سکے تو پھر یہ تحقیق کی جائے گی کہ آیا ان میں سے کوئی حدیث منسوخ تو نہیں ہے۔ اس صورت میں منسوخ کو چھوڑ کر ناسخ پر عمل کیا جائے گا۔

③ اگر نسخ کا ثبوت نہ ملے تو پھر ایک حدیث کو کسی مسلک کا لحاظ کیے بغیر محض وجوہ ترجیح (فنی خوبیوں) کی بنا پر ترجیح دی جائے گی اور دوسری حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا، مثلاً: کوئی حدیث صحت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو یا اعلیٰ طبقے کی کسی کتاب میں مروی ہو تو کمتر درجے یا طبقے کی حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا..... وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ: اگر مقبول اور مردود حدیثوں کا تعارض آئے گا تو وہاں مردود حدیث کو رد کر کے صرف مقبول حدیث پر عمل کیا جائے گا۔



سنن ابن ماجہ سے استفادے کا طریقہ

✽ تعارف کتاب: سنن ابن ماجہ حدیث کے بنیادی مراجع میں سے ہے۔ کتب ستہ (صحاح ستہ) میں صحیحین (صحیح بخاری و صحیح مسلم) کے بعد اسے ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اس کتاب کی ترتیب موضوع وار ہے۔ اسے امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ (209ھ تا 273ھ) نے موضوع کے اعتبار سے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے: (1) ابواب (2) ذیلی ابواب (3) احادیث۔ اس تقسیم و ترتیب کو اصطلاح میں ”فقہی ترتیب“ یا ”فقہی ترویج“ (باب بندی) کا نام دیا جاتا ہے۔ سنن ابن ماجہ کی کل کتابیں 37 اور کل احادیث 4341 ہیں۔

✽ ابواب: سب سے پہلے کتاب کی فقہی ترتیب کا لحاظ رکھتے ہوئے موضوع کے اعتبار سے عنوان قائم کیا گیا ہے، مثلاً ”أبواب الطهارة و سننها“ ابواب ماجاء في الجنائز وغيره۔ اس طرز پر سنن ابن ماجہ کے کل 37 ابواب بنتے ہیں جن کی الگ سے ایک صفحے میں فہرست دے دی گئی ہے۔

✽ ذیلی ابواب: کتاب میں ”فقہی موضوعات“ میں سے ہر موضوع کے متعلق عناوین دیے گئے ہیں، مثلاً: ”أبواب الطهارة و سننها کے 139 ذیلی ابواب قائم کیے گئے ہیں اسی طرح ابواب الأذان، ابواب المساجد وغيره۔

✽ احادیث: ہر باب اور عنوان کے تحت احادیث کو خوبصورت معنوی ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے جو حسب ضرورت کسی باب میں کم اور کسی باب میں زیادہ ہیں۔ قارئین کرام کو جس مسئلے کے متعلق حدیث تلاش کرنی ہو انہیں اسی ترتیب کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔

✽ المعجم اور التحفة: سنن ابن ماجہ کے عربی حصے میں ابواب اور ہر ذیلی باب کے شروع میں (المعجم) اور آخر میں (التحفة) کا لفظ آتا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(1) ”المعجم“ سے مراد ”المعجم المفہرس لألفاظ الحدیث“ کتاب ہے جو سات آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے یہ کتاب کتب تسعہ (9 کتابیں) یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی،

سنن ابن ماجہ، مسند احمد، مؤطا امام مالک اور سنن دارمی کی احادیث کے متن کی مادے کے اعتبار سے حروفِ تجنی کا لحاظ رکھتے ہوئے فہرست ہے۔ اس کا مقصد حدیث کے متن کی تلاش میں آسانی پیدا کرنا ہے کہ ایک حدیث ان مذکورہ بالا کتابوں میں کہاں کہاں بیان کی گئی ہے۔ احادیث کی سات آٹھ جلدوں پر مشتمل یہ فہرست مستشرقین کی ٹیم (غیر مسلم اسکالرز) نے 1922ء سے 1987ء تک 65 سال کے طویل عرصے میں مرتب کی۔

﴿التحفة﴾ سے مراد ”تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف“ ہے۔ یہ کتاب جمال الدین ابوجاج یوسف مزنی رضی اللہ عنہ نے مرتب کی۔ اسے امام مزنی رضی اللہ عنہ نے 696ھ سے 722ھ تک تقریباً 27 سال کے طویل عرصے میں تیار کیا۔ یہ کتب ستہ کے علاوہ ”السنن الکبریٰ للنسائی“ اور ”شمالی ترمذی“ کی احادیث کے متن کی فہرست ہے جس کا اسلوب صحابہ کرام ان کے شاگرد تابعین اور ان کے شاگرد تبع تابعین کے ناموں کے حوالے سے حروفِ تجنی کے اعتبار سے ان کی احادیث کو جمع کرنا ہے۔ اس ترتیب کو اصطلاح میں ”مسند“ کہا جاتا ہے۔ سنن ابن ماجہ عربی حصے میں ”المعجم“ اور ”التحفة“ کے ساتھ کچھ نمبر دیے گئے ہیں جن سے رہنمائی کی گئی ہے کہ یہ احادیث ”المعجم المفہرس“ اور ”تحفة الأشراف“ میں کہاں کہاں آئی ہیں تاکہ قاری ان کتابوں کی مدد سے احادیث کے دیگر مراجع تک باسانی پہنچ جائے۔ محققین کو حدیث کی تلاش میں ان کتابوں سے بہت آسانی ہوگئی ہے۔

﴿رقم الحدیث﴾: محمد فواد عبدالباقی رضی اللہ عنہ نے آج سے ساٹھ ستر سال پہلے صحیحین اور سنن ابن ماجہ کی احادیث کے شروع میں حدیث نمبر کا اضافہ کیا تاکہ احادیث کی تلاش آسان ہو جائے۔ اسے عربی میں ”رقم الحدیث“ کہتے ہیں۔ اب تقریباً حدیث کی تمام کتابوں کے شروع میں حدیث نمبر کا سلسلہ ملتا ہے۔ آپ ان نمبروں کے ذریعے سے مطلوبہ حدیث کو فوراً تلاش کر سکتے ہیں۔

﴿سند حدیث﴾: محدث حدیث بیان کرتے وقت اپنے استاد سے لے کر ہر راوی حدیث کو صحابی رسول تک بیان کرتا ہے راویوں کے اس سلسلے کو ”سند“ کہا جاتا ہے۔

﴿متن حدیث﴾: سند کے اختتام پر جو کلام شروع ہوتا ہے اسے ”متن“ کہا جاتا ہے۔

﴿فوائد و مسائل﴾: اردو ایڈیشن میں ہر حدیث کا مفہوم واضح کرنے کے لیے اور اس حدیث سے جو مسائل اخذ ہو سکتے ہیں انہیں بیان کرنے کے لیے ”فوائد و مسائل“ کا عنوان دیا گیا ہے۔ فوائد و مسائل لکھتے وقت

سنن ابن ماجہ سنن ابن ماجہ سے استفادے کا طریقہ

قرآن مجید اور دیگر کتب احادیث سے بھی استفادہ کیا گیا ہے جن کا مکمل حوالہ درج کیا گیا ہے۔ بعض اوقات فوائد کے ضمن میں حدیث کے نمبر کا حوالہ دیا جاتا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ آپ اس حدیث نمبر کے ذریعے سے مزید فوائد بھی دیکھ سکتے ہیں۔

قارئین کرام سنن ابن ماجہ کے اس اردو ایڈیشن میں ہر صفحہ کے آخر میں مذکور احادیث کی تحقیق و تخریج بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہ ایک فنی چیز ہے جس سے بھرپور فائدہ تو علمائے کرام اور ماہرین فن حدیث ہی صحیح معنوں میں اٹھا سکتے ہیں مگر اس میں حدیث کی صحت و ضعف کا حکم ضرور دیکھا جاسکتا ہے کہ کون سی حدیث صحیح اور کون سی ضعیف ہے۔ اس سلسلے میں چند بنیادی اصطلاحات حدیث بھی پیچھے ذکر کی جا چکی ہیں جن کو پڑھ کر ذہن نشین کرنا مفید ہوگا۔

سنت کی اہمیت و فضیلت

* سنت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف: لغت میں سنت کا مطلب ہے: [السِّيْرَةُ وَالطَّرِيقَةُ حَسَنَةٌ كَانَتْ أَوْ قَبِيحَةً] ”سیرت اور طریقہ خواہ وہ اچھا ہو یا برا۔“
 ارشاد نبوی ﷺ ہے: [مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْوَرِهِمْ شَيْءٌ.....] (صحیح مسلم، الزکاة، باب الحث علی الصدقة.....، حدیث: ۱۰۱۷) ”جس شخص نے اسلام میں اچھا طریقہ رائج کیا، اسے اس کا اجر ملے گا اور بعد میں عمل کرنے والے تمام افراد کے اجر کے برابر بھی اجر ملے گا، جبکہ ان کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔“

اصطلاح میں محدثین نے سنت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: [كُلُّ مَا أُتِرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ قَوْلٍ أَوْ فِعْلٍ أَوْ تَقْرِيرٍ أَوْ صِفَةٍ] ”نبی اکرم ﷺ سے منقول قول، فعل، تقریر یا صفت خَلْقِي يَأْتِلِقِي كَوَسْنَتِ كَقْتِي ہیں۔“

آپ کے قول کی مثال جیسے آپ کا ارشاد گرامی ہے: [صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي] (صحیح

-- کتاب السنہ -- سنت کی اہمیت و فضیلت

البخاری، الأذان، باب الأذان للمسافرين إذا كانوا جماعة.....، حدیث: (۶۳۱) ”نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔“

آپ کے فعل کی مثال: [كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُسَوِّي صُفُوفَنَا إِذَا قُمْنَا لِلصَّلَاةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ] (سنن أبي داود، الصلاة، باب تسوية الصفوف، حدیث: ۶۲۵) ”جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہماری صفیں درست فرماتے تھے پھر جب ہم برابر ہو جاتے تو آپ تکبیر کہتے۔“

آپ کی تقریر کی مثال: [كُنَّا نَصَلِّي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ رَكَعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ قَبْلَ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ..... كَانَ يَرَانَا نَصَلِّيهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا] (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب ركعتين قبل صلاة المغرب، حدیث: ۸۳۶) ”رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم غروب آفتاب کے بعد نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں (نفل) پڑھا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ دو رکعتیں پڑھتے ہوئے دیکھتے تھے لیکن آپ نے ہمیں اس کا حکم دیا اور نہ منع کیا۔“

* سنت کی فضیلت و اہمیت فرامین باری تعالیٰ کی روشنی میں: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو قرآن مجید کا لاثانی معجزہ عطا کر کے تمام بلغائے عرب، فصحاء ادباء اور شعراء کا ناطقہ بند کر دیا۔ رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی کو قرآن مجید کے ارشادات کی تفسیر، تشریح، توضیح اور بیان کے لیے مقرر فرما کر انسانیت پر احسان عظیم فرمایا۔ ارشاد باری ہے: ﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نَزَّلَ إِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ﴾ (النحل: ۳۳) ”یہ ذکر ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں شاید کہ وہ غور و فکر کریں۔“

چونکہ آپ کی حیثیت شارح قرآن اور مفسر کی ہے تو آپ کے اتباع اور پیروی کا مکمل حکم دے دیا گیا اور آپ کی سنت کو اختیار کرنے کا لازمی حکم دیا گیا: ﴿وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ﴾ (محمد: ۳۳) ”اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔“ گویا سنت رسول کی خلاف ورزی کا حتمی نتیجہ اعمال کی بربادی ہے۔ نیز ارشاد ہے: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ



- کتاب السنۃ - سنت کی اہمیت و فضیلت

وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿۷﴾ (الحشر: ۷) ”تعمیمیں جو کچھ رسول دے اُسے لے لو اور جس سے روک دے (اُس سے) رک جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔“

چونکہ رسول اللہ ﷺ ارشادات ربانی ہی کی توضیح و تبیین فرماتے ہیں اور اپنی مرضی اور مشا سے کچھ نہیں فرماتے لہذا فرمان نبوی کی پیروی کو ارشاد ربانی ہی کی پیروی قرار دیا گیا ہے: ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (النساء: ۸۰) ”جو شخص رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کرے تو اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔“ لہذا جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی سنت کا اتباع کریں گے انھیں نہایت عزت و احترام اور ذی وقار مقام عطا کیا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّالِحِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رِيفًا﴾ (النساء: ۶۹) ”جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے وہ (قیامت کے روز) ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین۔ ان لوگوں کی رفاقت کتنی اچھی ہے۔“ جبکہ نافرمانوں کے لیے سخت ترین سزا کی وعید سنائی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَنْ يُعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ﴾ (النساء: ۱۳) ”اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی مقررہ حدود سے آگے نکلے اسے وہ جہنم میں ڈال دے گا جس میں ہمیشہ رہے گا۔ ایسے لوگوں کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔“

* اتباع سنت کی فضیلت ارشادات نبویہ کی روشنی میں: رسول اکرم ﷺ کے ارشادات جس طرح اعمال میں قابل اطاعت ہیں اسی طرح عقائد و معاملات میں واجب الاتباع ہیں۔ ان میں فرق کرنا سراسر گمراہی ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أُبِي، قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ يُأْبَى؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أُبِيَ] (صحیح البخاری، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ، حدیث: ۷۲۸۰) ”میری امت کے سارے لوگ جنت میں جائیں گے سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے انکار کیا۔“

--- کتاب السنۃ --- سنت کی اہمیت و فضیلت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون شخص انکار کرے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے (جنت میں جانے سے) انکار کیا۔“

چنانچہ ہر وہ عمل جو سنت نبوی کے مطابق نہ ہو وہ بے اجر اور باطل و مردود ہوگا۔ ارشاد نبوی ہے: [مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ] (صحیح مسلم، الأفضیة، باب نقض الأحکام الباطلة ورد محدثات الأمور، حدیث: ۱۷۱۸) ”جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہ ہوا تو وہ مردود ہے۔“ اس لیے اعمال، عقائد، معاملات اور عبادات میں اتباع سنت ہی کے ذریعے سے اجر و ثواب حاصل کیا جاسکتا ہے جبکہ سنت کی پیروی اور اتباع میں دین و دنیا کی فلاح و کامیابی ہے۔

* سنت کا مقام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعامل کی روشنی میں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ عظیم ہمتیاں ہیں جنہوں نے اپنی زندگیوں کو سنت رسول کے آئینے میں ڈھال کر ہمارے لیے شاندار اسوہ چھوڑا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر حال اور ہر وقت اتباع سنت کو واجب مانتے تھے۔ اس سلسلے میں کوئی ڈھیل انہیں گوارا نہیں تھی۔ آج منکرین سنت نے جو حیلے گھڑ لیے ہیں ان کا تصور بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں نہیں تھا۔ اگر کبھی کسی شخص نے سنت سے اعراض کرنے کی جسارت کی تو اسے نہایت سخت سزائیں دی گئی۔

حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا جو چھوٹی چھوٹی کنکریاں پانی میں پھینک رہا تھا تو آپ نے اسے کہا: کنکریاں مت پھینکو کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور بیان کیا ہے کہ یہ نہ تو شکار کر سکتی ہیں نہ دشمن کا کچھ نقصان کرتی ہیں؛ البتہ کسی (راہ گیر) کا دانت توڑیں گی یا اس کی آنکھ پھوڑیں گی۔ کچھ دیر بعد دیکھا تو وہ آدمی پھر وہی حرکت کر رہا تھا۔ آپ اس پر سخت ناراض ہوئے اور کہا: میں تجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنا تا ہوں اور تو پھر بھی وہی حرکت کر رہا ہے۔ جاؤ میں تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا۔ (صحیح البخاری، الصيد والذبائح، باب الخذف والبندقة، حدیث: ۵۴۷۹) اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے عمل سے سنت کے واجب الاتباع ہونے کو ہم تک منتقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ہر حال میں سنت رسول پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آراء الرجال کی بے وقعتی اور بے حیثیتی کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:



کتاب السنۃ ————— سنت کی اہمیت و فضیلت

[إِيَابِكُمْ وَ أَصْحَابَ الرَّأْيِ فَإِنَّهُمْ أَعْدَاءُ السَّنَنِ أَعْيَتُهُمْ أَحَادِيثُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَحْفَظُوهَا فَقَالُوا بِالرَّأْيِ فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا] (مفتاح الحنة في الاحتجاج بالسنۃ ص: ۳۷)
 ”اصحاب رائے سے بچو کیونکہ وہ سنت رسول کے دشمن ہیں۔ وہ فرامین رسول کو یاد کرنے سے عاجز آ گئے تو انھوں نے اپنی رائے سے احکام بیان کرنے شروع کر دیئے اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔“

* مقام سنت اقوال ائمہ کی روشنی میں: سنت کا مقام و مرتبہ سلف صالحین اور ائمہ امت کے نزدیک نہایت بلند تھا۔ ان کے نزدیک سنت کی اتباع ہر حال میں واجب تھی لہذا وہ ہر وقت سنت پر کار بند رہتے اور اسی کی پیروی کا حکم دیتے تھے۔ اقوال ائمہ سے یہ بات پوری طرح عیاں ہے۔

① جناب ایوب سختیانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [إِذَا حَدَّثْتُ الرَّجُلَ بِالسَّنَةِ فَقَالَ: دَعْنَا مِنْ هَذَا وَ حَدَّثْنَا مِنَ الْقُرْآنِ فَأَعْلَمُ أَنَّهُ ضَالٌّ مُضِلٌّ] (مفتاح الحنة، ص: ۳۵) ”جب آپ کسی شخص کو سنت نبوی بیان کریں اور وہ کہے کہ سنت کو رہنے دیں، ہمیں قرآن سے مسائل بیان کریں تو جان لو کہ وہ گمراہ ہے اور گمراہ کرنے والا ہے۔“

② امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُحْطِي وَأُصِيبُ، فَاَنْظُرُوا فِي قَوْلِي فَكُلُّ مَا وَافَقَ الْكِتَابَ وَالسَّنَةَ فَخُذُوا بِهِ وَمَا لَمْ يُوَافِقِ الْكِتَابَ وَالسَّنَةَ فَاتْرُكُوهُ] (اعلام الموقعین: ۸۱/۱) ”بلاشبہ میں ایک انسان ہوں جس سے کبھی غلطی بھی ہو جاتی ہے اور کبھی حق بات بھی صادر ہوتی ہے لہذا میری آراء کو غور سے دیکھو جو کتاب و سنت کے مطابق ہوں اسے قبول کر لو اور جو اس کے موافق نہ ہو اسے ترک کر دو۔“

③ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مشہور فرمان ہے: [الْحَدِيثُ الضَّعِيفُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ آرَاءِ الرِّجَالِ] (حقیقۃ الفقہ ص: ۸۸ بحوالہ رد المحتار (المعروف فتاویٰ شامی، لابن عابدین) شرح رد المحتار: ۵۱/۱) ”مجھے ضعیف حدیث: لوگوں کی آراء سے زیادہ محبوب ہے۔“

④ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: [أَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَيَّ أَنَّ مَنِ اسْتَبَانَتَ لَهُ سُنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَجَلْ لَهُ أَنْ يَدَّعِيَهَا بِقَوْلِ أَحَدٍ] (حقیقۃ الفقہ ص: ۹۳ بحوالہ ناظورۃ الحق ص: ۲۶)

-- کتاب السنۃ سنت کی اہمیت و فضیلت

”سب مسلمانوں کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت واضح ہو جانے کے بعد اُسے کسی دوسرے کے قول کی وجہ سے چھوڑنا جائز نہیں۔“

⑤ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: [خُذُوا عَمَلَكُمْ مِنْ حَيْثُ أَخَذَهُ الْأُئِمَّةُ وَلَا تَقْنَعُوا بِالتَّقْلِيدِ

فَإِنَّ ذَلِكَ عَمَى فِي الْبَصِيرَةِ] (حقیقۃ الفقہ ص: ۹۷ بحوالہ میزان الشعرانی: ۱۷/۱) ”اپنا

علم وہاں سے لو جہاں سے امام لیتے ہیں اور تقلید پر قناعت نہ کرو کیونکہ یہ عقل و بصیرت کے باوجود

اندھا پن ہے۔“



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ...) كتاب السنّة (التحفة ۱)

سنت کی اہمیت و فضیلت

باب ۱- سنت رسول اللہ ﷺ کی
پیروی کا بیان

(المعجم ۱) - باب اتّباع سنّة
رسول اللہ ﷺ (التحفة ۱)

۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کام کا میں تمہیں حکم دوں اس پر عمل کرو اور جس سے منع کروں اس سے باز رہو۔“

۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ فَخُذُوهُ، وَمَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا».

☀️ فوائد و مسائل: ① نبی اکرم ﷺ کا ہر حکم واجب التعمیل ہے۔ قرآن مجید کی بہت سی آیات سے یہی حکم ثابت ہوتا ہے۔ ② جس کام سے نبی ﷺ منع فرمادیں اس سے پچنا ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الحشر: ۷) ”اور رسول جو بھی تمہیں (حکم) دے اسے لے لو اور جس سے تمہیں روک دے اس سے رک جاؤ۔“ ③ اس سے یہ اصول ثابت ہوتا ہے کہ [الْأَمْرُ لِلرُّجُوبِ] یعنی (بالعموم) امر و وجوب کے لیے ہوتا ہے البتہ دوسرے قرائن کی موجودگی میں استحباب یا جواز بھی مراد ہو سکتا ہے۔

۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک میں تمہیں (کسی معاملہ میں آزاد) چھوڑے رکھوں تب تک تم بھی مجھے چھوڑے رکھو“

۲- حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ: أَنْبَأَنَا جَرِيرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

۱- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/۳۵۵ من حديث شريك به، وانظر الحديث الآتي.

۲- أخرجه مسلم، الفضائل، باب توقيه ﷺ... الخ، ح: ۱۳۳۷ بعد، ح: ۲۳۵۷ من طريقين عن الأعمش به، وأصله عند البخاري، ح: ۷۲۸۸، وله طرق أخرى.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَخُذُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَانْتَهُوا».

(بلا وجہ سوال نہ کرو) کیونکہ تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء ﷺ سے سوالات کرنے اور (پھر) ان (کے احکام) کی مخالفت کرنے کی وجہ ہی سے ہلاک ہوئے لہذا جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب ہمت اس کی تعمیل کرو اور جب کسی کام سے منع کروں تو اس سے رک جاؤ۔“

☀️ **فوائد ومسائل:** ① دنیوی معاملات میں اصول یہ ہے کہ ہر وہ کام جائز ہے جس سے قرآن و حدیث نے منع نہ کیا ہو۔ اس کے برعکس عبادات میں وہی کام جائز ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہو۔ اس لیے دینی امور میں نیا ایجاد کیا ہوا کام بدعت ہے دنیوی معاملات میں نہیں۔ ② ایسے فرضی مسائل کے بارے میں بحث مباحثہ کرنے سے گریز کرنا چاہیے، جن کا عملی معاملات سے کوئی تعلق نہیں۔ ③ پیغمبر ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی ہلاکت کا باعث ہے۔ ④ اگر کوئی شخص کسی شرعی عذر کی وجہ سے ایک حکم کی تعمیل کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ اللہ کے ہاں مجرم نہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرة: ۲۸۶) ”اللہ کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں بناتا“ ⑤ جس کام سے شریعت نے منع کیا ہو اس سے مکمل طور پر پرہیز کرنا ضروری ہے۔



۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔“

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ».

☀️ **فوائد ومسائل:** ① یہ مسئلہ قرآن مجید میں بھی ان الفاظ میں بیان ہوا ہے: ﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ (النساء: ۸۰) ”جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی، اس نے (اصل میں) اللہ کی اطاعت کی۔“ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ شریعت کے احکام اپنی رائے اور پسند کے مطابق نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والی وحی کے مطابق بیان فرماتے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ﴾ (النجم: ۳۳) ”وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے، بلکہ وہ تو وحی ہے جو (ان پر) نازل کی جاتی ہے۔“ یہی وجہ ہے کہ خود نبی اکرم ﷺ بھی ان احکام پر اسی طرح عمل کرتے تھے جس طرح دوسرے مومنین، بلکہ نبی ﷺ تو

۳- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۵۲/۲، ۲۵۳ عن أبي معاوية ووكيع به، وللحديث طرق كثيرة عند البخاري، ح: ۲۹۵۷، ومسلم، ح: ۱۸۳۵ وغيرهما

عام مومنوں سے بھی کہیں زیادہ تقویٰ اور عمل صالح کا اسوہ حسنہ پیش فرماتے تھے۔ ① قرآن مجید فرمیں نبوی اور صحابہ و تابعین کرام کے اقوال سنت نبوی کی پیروی اور اتباع کو لازم ٹھہراتے ہیں۔ اس سلسلے میں چند فرامین درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”لوگو! اصحاب الرائے سے بچو کیونکہ وہ سنت کے دشمن ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو حفظ کرنے سے عاجز آگئے تو انہوں نے اپنی رائے سے مسائل بیان کرنے شروع کر دیے۔ اس طرح خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔“ دیکھیے: (مفتاح الحنة في الاحتجاج بالسننة، ص: ۴۷)

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ کو عصر کے بعد دو رکعت نفل نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا: ”مت پڑھا کرو۔“ وہ کہنے لگے: میں تو پڑھوں گا۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: ”نبی اکرم ﷺ نے عصر کے بعد نفل نماز سے منع کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ تمہیں ان دو رکعتوں پر ثواب کی بجائے سزا ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ (الأحزاب: ۳۶) ”کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی حکم مقرر کر دیں تو وہ اس کا میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔“ (سنن الدارمی، المقدمة، باب ما يتقى من تفسير حديث النبي ﷺ وقول غيره عند قوله ﷺ، حديث: ۴۲۸)

(۳) حضرت ایوب سختیانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جب تو کسی شخص کو سنت نبوی کی تعلیم دے اور وہ کہے: سنت نبوی کو چھوڑیے قرآن سے تعلیم دیں۔ تو جان لو ایسا شخص گمراہ ہے۔“ دیکھیے: (مفتاح الحنة، ص: ۳۵)

(۴) امام ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو فرمان نبوی سنایا تو وہ کہنے لگا: فلاں فلاں شخص تو ایسے ایسے کہتے ہیں۔ امام صاحب کہتے ہیں: میں تجھے فرمان نبوی سناتا ہوں اور تو مجھے لوگوں کی آراء سناتا ہے؟ جا! آج کے بعد میں تیرے ساتھ بات نہیں کروں گا۔“ دیکھیے: (إيقاظ الهمة لاتباع نبي الأمة، ص: ۱۳۳) اسلاف کے اس طرز عمل سے ثابت ہوا کہ ائمہ کی تقلید اور لوگوں کی آراء کی پیروی قطعاً درست اور جائز نہیں۔

① علامہ ملا علی قاری حنفی رضی اللہ عنہ تقلید کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: [وَالْتَقْلِيدُ قَبُولُ قَوْلِ الْغَيْرِ بِلاَ دَلِيلٍ، فَكَأَنَّهُ لِقَبُولِهِ جَعَلَهُ قِلَادَةً فِي عُنُقِهِ] [شرح قصيدة امالي، ص: ۳۴] ”کسی دوسرے کی بات بغیر دلیل کے قبول کرنا تقلید ہے۔ گویا کہ مقلد شخص نے امام کے قول کو قبول کر کے گلے کا ہار بنا لیا ہے۔“ ② تقلید کی ابتدا خیر القرون کے بعد چوتھی صدی ہجری میں ہوئی۔ اس سے پہلے یہ بدعت موجود نہ تھی بلکہ صحابہ کرام تابعین کرام اور ان کے شاگرد قرآن و سنت کی پیروی ہی کو واجب سمجھتے تھے۔ شاہ ولی اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [إِعْلَمُ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا قَبْلَ الْإِسْمَاءِ الرَّابِعَةِ غَيْرُ مُجْتَمِعِينَ عَلَى التَّقْلِيدِ الْخَالِصِ لِمَذْهَبٍ وَاحِدٍ] ”جان لو کہ چوتھی صدی ہجری سے پہلے لوگ کسی ایک خالص مذہب کی تقلید پر متفق نہ تھے۔“ (حجة الله البالغة، ص: ۱۵۷) ③ تقلید کے رد میں صحابہ کرام اور ائمہ مذہب کے فرامین ملاحظہ ہوں:

(۱) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی روح قبض کی نہ ان سے وہی منقطع کی حتیٰ کہ ان کی امت کو لوگوں کی آراء سے بے پروا فرمادیا۔“
دیکھیے: (حقیقۃ الفقہ، ص: ۴۵)

(۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”کیا تمہیں اللہ کا خوف نہیں آتا کہ وہ تمہیں عذاب میں مبتلا کر دے یا تمہیں زمین میں دھنسا دے، تم کہتے ہو رسول اللہ ﷺ نے ایسے فرمایا تھا اور فلاں شخص نے یوں فرمایا ہے، یعنی فرمان نبوی کے مقابلے میں کسی شخص کی رائے کو پیش کرنا عذاب الہی کو دعوت دینا ہے۔“ (حقیقۃ الفقہ، ص: ۴۶)

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”تم میں سے کوئی شخص دین کے بارے میں کسی کی تقلید نہ کرے کہ اگر وہ (متبوع) مومن رہا تو اس کا مقلد بھی مومن رہے گا اور اگر وہ کافر ہوا تو اس کا مقلد بھی کافر ہو جائے گا۔ اس اعتبار سے یہ تقلید بلاشبہ برائی میں اسوہ ہے۔ (الإيقاظ لهمم أولى الأبصار) أعاذنا الله منه.

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں: [لَا فَرْقَ بَيْنَ بَهْمِيَّةٍ تَنْقَازًا وَإِنْسَانٍ يُقَلِّدُ] ”مقلد شخص اور حیوان میں کوئی فرق نہیں۔“ (حقیقۃ الفقہ، ص: ۴۸)

(۵) امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [لَا تُقَلِّدُنِي وَلَا تُقَلِّدَنَّ مَالِكًا وَلَا غَيْرَهُ وَخُذُوا أَحْكَامَ مَنْ حَيْثُ أَخَذُوا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ] (حقیقۃ الفقہ، ص: ۹۰) ”میری تقلید نہ کرنا نہ مالک کی نہ کسی اور کی تقلید نہ کرنا۔ احکام کو وہاں سے حاصل کرو جہاں سے انہوں نے حاصل کیے ہیں، یعنی کتاب و سنت سے۔“ نیز فرمایا: ”کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ وہ میری دلیل سے واقف ہوئے بغیر میرے کلام کا فتویٰ دے۔“ (حقیقۃ الفقہ، ص: ۸۸)

(۶) امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہر شخص کی بات قبول بھی کی جاسکتی ہے اور رد بھی سوائے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے (وہ واجب الاتباع ہے۔)

(۷) امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جب تم دیکھو کہ میرا قول حدیث نبوی کے خلاف ہے تو حدیث نبوی پر عمل کرو اور میرے قول کو دیوار پر دے مارو۔“ نیز فرمایا: [إِذَا صَحَّ الْحَدِيثُ فَهُوَ مَذْهَبِي] (عقد الحجد و حجة الله البالغة: ۱۵۴/۱) ”جب صحیح حدیث مل جائے تو میرا مذہب وہی ہے۔“

(۸) امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”کسی کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ کلام کی گنجائش نہیں۔“ (کتاب و سنت کے ہوتے ہوئے کسی کی رائے کی کوئی اہمیت نہیں۔)

(۹) امام محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: [هَلْ يُقَلِّدُ إِلَّا عَصِي] ”تقلید نا فرمان ہی کرتا ہے۔“

(۱۰) علامہ جبار اللہ حنفی فرماتے ہیں: [إِنْ كَانَ لِضَلَالٍ أُمَّ فَالتَّقْلِيدُ أُمَّه] ”اگر گمراہی کی کوئی ماں ہوتی تو وہ تقلید ہی ہوتی۔“ (حقیقۃ الفقہ، ص: ۵۱-۵۸) ”میرے سلف کے مذکورہ اقوال سے معلوم ہوا کہ گمراہی کا اصل اور اس کی جز تقلید ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اتباع سنت کی توفیق عطا فرمائے اور تقلید سے نجات دے۔ آمین۔



۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ : حضرت ابو جعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :
 حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما جب رسول اللہ ﷺ نے کہا: انہوں نے کہا: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کوئی حدیث سنتے تو نہ اس میں اضافہ کرتے اور نہ کمی کرتے تھے۔
 قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا لَمْ يَعُدَّهُ وَلَمْ يَقْصُرْ دُونَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حدیث پر عمل اور بدعت سے اجتناب کا جذبہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ارشادات نبویہ پر حرف برف عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس میں کوتاہی کرتے نہ اس میں اپنی طرف سے اضافہ کر کے نبی ﷺ سے آگے قدم رکھنے کی کوشش کرتے تھے کیونکہ قرآن مجید نے اس کام سے منع فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيْ اللَّهِ وَرَسُولِهِ﴾ (الحجرات: ۱) ”اے ایمان والو! اللہ سے اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔“ ② اس حدیث کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے جو ارشاد مبارک سنتے تھے اسے بعینہ اسی طرح روایت فرماتے الفاظ میں کمی بیشی نہ کرتے۔ حدیث کو باطنی روایت کرنا اگرچہ جائز ہے تاہم محدثین روایت باللفظ کو افضل قرار دیتے تھے۔

۵- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ الدَّمَشَقِيُّ : حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جب کہ ہم فقر کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے اور اس سے خوف کا اظہار کر رہے تھے تو آپ نے فرمایا: ”کیا تم فقر سے ڈرتے ہو؟ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم پر دنیا (اتنی زیادہ) برسادی جائے گی حتیٰ کہ کسی کے دل کو اس کے سوا کوئی چیز مائل نہیں کرے گی“ (بخاری) اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ اللہ کی قسم! میں تمہیں روشن (چاند کی راتوں جیسی) شریعت پر چھوڑ رہا ہوں جس کے رات اور دن برابر ہیں۔“
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَيْسَى بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ سَمِيعٍ : حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْأَفْطَسُ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُرَيْشِيِّ، عَنِ ابْنِ نَفْعَانَ، عَنِ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نَذْكُرُ الْفَقْرَ وَنَتَخَوَّفُهُ. فَقَالَ: «الْفَقْرُ تَخَافُونَ؟ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُصَبِّحَنَّ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا صَبًّا حَتَّى لَا يُرْبِعَ قَلْبَ أَحَدِكُمْ إِزَاعَةً إِلَّا هَيْبَةً. وَأَيْمُنُ اللَّهِ لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ».

۴- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۸۲ من حديث محمد بن سوقة به مطولاً.

۵- [إسناده حسن] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ۴۷ عن هشام به.

قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: صَدَقَ وَاللَّهِ، رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَرَكَنَا وَاللَّهِ، عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا بِرَجْمِهَا وَأَمْسِهَا بِرَجْمِهَا. وَنَهَاهَا سَوَاءً.
حضرت ابو برداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا۔ اللہ! آپ ہمیں ایسی روشن شریعت پر چھوڑ کر تشریف لے گئے ہیں جس کے رات اور دن برابر ہیں۔

☀️ فوائد و مسائل: ① مفلسی بھی اللہ کی طرف سے ایک آزمائش ہوتی ہے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ تلاش رزق کے حرام طریقے اختیار کر لیتے ہیں اور دولت کی فراموشی بھی آزمائش ہے جس کی وجہ سے انسان فخر، تکبر اور لالچ جیسی بیماریوں کا شکار ہو کر بہت سے گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے۔ اس حدیث میں اشارہ ہے کہ مال کا فتنہ مفلسی کے فتنے سے زیادہ شدید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر آزمائش سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ ② اگر قناعت کی دولت حاصل نہ ہو تو دنیا کے مال و دولت کی کثرت کے باوجود دل مطمئن نہیں ہو پاتا بلکہ مزید حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور یہی اندھی حرص بالآخر تباہی کا باعث ہوتی ہے۔ انسان کے سامنے ہر وقت صرف دنیا ہی رہتی ہے آخرت بالکل فراموش ہو جاتی ہے۔ ③ شریعت کے مسائل واضح ہیں جنہیں سمجھنا آسان ہے اور اللہ کے احکام آسان ہیں جن پر عمل کرنا مشکل نہیں۔ ④ رات اور دن برابر ہونے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں رات اور دن جیسا فرق موجود نہیں بلکہ ہر چیز واضح اور روشن ہے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح آفتاب نبوت (آپ ﷺ) کی موجودگی میں حق اور باطل صحیح اور غلط کا امتیاز واضح ہے۔ اسی طرح اس آفتاب ہدایت کے غروب (وفات نبوی) کے بعد بھی کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی روشنی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے جس کی بنیاد پر غلط و صحیح اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کرنا بالکل آسان ہے۔



٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَرَأَى طَائِفَةً مِنْ أُمَّتِي مَنْصُورِينَ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ».
٦- حضرت قرظہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے ایک گروہ کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل رہے گی ان کی مدد نہ کرنے والا ان کا کچھ بگاڑ نہ سکے گا تا آنکہ قیامت قائم ہو جائے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ رضی اللہ عنہم کو یہ شرف بخشا ہے کہ وہ اس طرح مکمل طور پر گمراہ نہیں

٦- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء في أهل الشام، ح: ٢١٩٢ من حديث شعبة به، وقال: «هذا حديث حسن صحيح»، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ١٨٥١ (ابن بلبان)، ح: ٦١، ٦٨٣٤.

ہوگی جس طرح سابقہ باتیں گمراہ ہو گئیں کہ ان میں سے کوئی بھی صراط مستقیم پر قائم نہ رہا۔ اِلَا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ. ⑤ دین حق قیامت تک کے لیے محفوظ ہے، کیونکہ قرآن مجید بھی محفوظ ہے اور حدیث نبوی بھی روایتاً اور عملاً محفوظ ہے۔ ⑥ حدیث میں جس جماعت کا ذکر کیا گیا ہے، اکثر علماء نے اس سے ”صحابہ الحدیث“ کو مراد لیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو مطاع مطلق قرار نہیں دیتے۔ کوئی شخص ارشاد نبوی اور اسوۂ نبوی پر جس قدر زیادہ عمل کرنے والا ہوگا، وہ اسی قدر اس حدیث کا زیادہ مصداق ہوگا۔ ⑦ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ اہل حق کو ابتلاء و آزمائش سے محفوظ رکھا جائے گا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ آزمائش انہیں راہ حق سے ہٹانے سے روکتی ہے۔ جس طرح امام مالک، امام احمد بن حنبل، اور دیگر بزرگان دین کے حالات زندگی سے ظاہر ہے کہ آخر کار اللہ نے انہیں عزت دی اور ان کا موقف ہی درست تسلیم کیا گیا کیونکہ وہ قرآن و سنت کی نصوص پر مبنی تھا۔ ⑧ ”قیامت تک“ سے مراد یہ ہے کہ قیامت سے پہلے جب تک اسلام باقی رہے گا کیونکہ بنی آدم کی آخری نسل کی، جن پر قیامت قائم ہوگی، کیفیت یہ ہوگی کہ وہ اللہ کا نام تک نہ لیں گے جیسے نبی ﷺ نے فرمایا: ”قیامت نہیں آئے گی حتیٰ کہ (یہ کیفیت ہو جائے گی کہ) زمین میں ”اللہ“ ”اللہ“ نہیں کہا جائے گا۔“ (صحیح مسلم، الإیمان، باب ذهاب الإیمان آخر الزمان، حدیث: ۱۳۸)

۷- حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلْقَمَةَ نَصْرُ بْنُ عَلْقَمَةَ، عَنْ عُمَيْرِ بْنِ الْأَسْوَدِ، وَكَثِيرِ بْنِ مَرْةِ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي قَوَّامَةً عَلَى أَمْرِ اللَّهِ لَا يُضَرُّهَا مَنْ خَالَفَهَا».

۸- حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْجَرَّاحُ بْنُ مَلِيحٍ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ زُرْعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبَّيَةَ الْخَوْلَانِيَّ، وَكَانَ قَدْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ مَعَ

۸- حضرت ابو عبیدہ خولانی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے.....

یہ وہ (صحابی) ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے..... انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”اللہ

۷- [إسناده حسن] نصر بن علقمة الحمصي وثقه دحيم الشامي، وابن حبان، وله شاهد عند أحمد: ۲/ ۳۲۱، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۸۵۳.

۸- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۲۰۰ عن الهيثم بن خارجة عن الجراح به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۸۸، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح".

رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَزَالُ اللَّهُ يَغْرَسُ فِي هَذَا الدِّينِ غَرْسًا يَسْتَعْمِلُهُمْ فِي طَاعَتِهِ».

تعالیٰ اس دین میں ہمیشہ (نئے) پودے لگاتا رہے گا اور ان سے اپنی اطاعت میں کام لیتا رہے گا۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① حضرت ابو عبدہ خولانی رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام صحابی ہیں، انھوں نے تحویل قبلہ کے حکم سے پہلے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے بھی نماز پڑھی ہے، جیسا کہ دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنے سے قبل سولہ سترہ مہینے نماز پڑھتے رہے تھے۔ ② دین اسلام کی توسیع کسی خاص زمانہ تک محدود نہیں، بلکہ ہر دور میں لوگ دوسرے مذاہب چھوڑ کر اسلام میں داخل ہوتے رہیں گے اور امت مسلمہ ان کی صلاحیتوں سے مستفید ہوتی رہے گی۔ ③ اسلام میں کوئی شخص محض اس بنیاد پر کسی اہمیت کا مستحق نہیں ہو جاتا کہ وہ پشت با پشت سے مسلمان آباء و اجداد کی اولاد ہے بلکہ ہر فرد اپنے اعمال و کردار اور اپنی خدمات کی وجہ سے اسلامی معاشرے میں اپنا مقام پیدا کرتا ہے۔ ④ ہر دور میں اور ہر معاشرے کی ضروریات کے مطابق قرآن و حدیث کی رہنمائی میں علمی اور عملی کام کی گنجائش باقی رہے گی۔ اس لیے یہ بہت درست نہیں کہ فلاں میدان میں اسلام کی خدمت کا کام اتنا زیادہ ہو چکا ہے کہ اب مزید کام کی ضرورت نہیں۔ اس کام کی توفیق جس طرح سلا کسی مسلمان کو مل سکتی ہے، اسی طرح کسی نو مسلم کو بھی یہ شرف حاصل ہو سکتا ہے۔



۹- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَرْطَاةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَامَ مُعَاوِيَةُ خَطِيبًا فَقَالَ: أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا وَطَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي طَاهِرُونَ عَلَى النَّاسِ، لَا يَبَالُونَ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ نَصَرَهُمْ».

۹- حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ کے والد شعیب بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور (خطبے کے دوران میں) فرمایا: ”تمہارے علماء کہاں ہیں؟ تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے: ”قیامت قائم نہ ہوگی مگر میری امت کی ایک جماعت لوگوں پر غالب رہے گی“ انھیں کوئی پروا نہیں ہوگی کہ کوئی ان کو ذلیل و خوار کرے یا ان کی مدد کرے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① ”تمہارے علماء کہاں ہیں؟“ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہیں شک ہے تو ان کبار صحابہ رضی اللہ عنہم

۹- [صحیح] حجاج عنعن، وأصل الحديث طرق كثيرة عند البخاري، ح: ۳۶۴۱، ومسلم، ح: ۱۰۳۷ بعد، ح: ۱۹۲۳ وغيرهما عن معاوية رضي الله عنه.

سے پوچھ لو وہ بھی میری تائید کریں گے یا یہ مطلب ہے کہ علماء تمہیں یہ حدیثیں کیوں نہیں سناتے؟ ① غالب رہنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ دلائل و براہین کی قوت کے ساتھ گمراہ فرقوں پر غالب رہیں گے یا یہ مطلب ہے کہ ظاہری غلبہ بھی انجام کار اہل حق ہی کو حاصل ہوگا۔ ② علمائے حق کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ وہ صحیح بات کا پرچار کرتے ہیں اور غلط کام اور غلط عقیدے پر تنقید کرتے ہیں اس سلسلے میں یہ نہیں دیکھتے کہ ان کی حمایت کرنے والے کم ہیں یا زیادہ اور مخالفت کرنے والے قوت و اقتدار کے کس مقام پر فائز ہیں۔ امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام ابن تیمیہ رحمہمہ جیسے اکابر کی زندگیوں اس کا بہترین نمونہ ہیں۔

۱۰۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی اور اس کی مدد کی جاتی رہے گی ان کی مخالفت کرنے والے انھیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم (قیامت) آجائے۔“

۱۰۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ : حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ بَشِيرٍ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ ، عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحْبِيِّ ، عَنْ ثَوْبَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : « لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ مَنْصُورِينَ ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ ، عَزَّ وَجَلَّ » .

🌞 ملحوظہ: حدیث نمبر ۹ اور ۱۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیں۔

۱۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

انھوں نے فرمایا: ہم نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپ ﷺ نے ایک خط کھینچا (پھر) اس کی دائیں طرف دو خط کھینچے اور بائیں طرف بھی دو خط کھینچے۔ پھر درمیان والے خط پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ”یہ اللہ کا راستہ ہے۔“ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَإِنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا.....﴾ ”اور یہ میرا راستہ ہے سیدھا لہذا اس

۱۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ [عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ] : حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ ، قَالَ : سَمِعْتُ مُجَالِدًا يَذْكُرُ عَنْ الشَّعْبِيِّ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ ، فَحَطَّ حَطًّا . وَحَطَّ حَطِّينِ عَنْ يَمِينِهِ ، وَحَطَّ حَطِّينِ عَنْ يَسَارِهِ ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ فِي الْحَطِّ الْأَوْسَطِ فَقَالَ : « هَذَا سَبِيلُ اللَّهِ » . ثُمَّ تَلَا

۱۰۔ أخرجه مسلم، الإمامة، باب قوله ﷺ لا تزال طائفة... الخ، ح: ۱۹۲۰ من حديث أبيوب عن أبي قلابة به.

۱۱۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳/۳۹۷ عن عبدالله بن محمد عن أبي خالد به * مجالد ضعيف (تلخيص المستدرک: ۲/۵۹۷) لبعض الحديث شواهد عند ابن حبان (موارد)، ح: ۱۷۴۱ وغيره، وصححه الحاكم: ۲/۳۱۸، والذهبي، وحديث أحمد: ۱/۴۳۵ يعني عنه.



هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا كِي پیروی کرو اور (دوسری) راہوں پر نہ چلو ورنہ وہ فَاثِمَةٌ وَلَا تَتَّبِعُوا السَّبِيلَ فَتَفْرَقَ بِحُكْمِ عَن تھیں اس (اللہ) کی راہ سے دور کر دیں گی۔“

سَبِيلًا. [الانعام: ۱۵۳]

☀️ **فوائد و مسائل:** ① یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے تھوڑے سے الفاظ کے رد و بدل کے ساتھ مسند احمد میں ہے اس کے محققین نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثية: ۲۸۸/۷) ۲۸۸/۷) نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح ابن ماجہ میں درج کیا ہے اس اعتبار سے یہ روایت بعض اہل علم کے نزدیک ضعیف ہونے کے باوجود قابل حجت ہے۔ ② سید ہارستہ جو اللہ تک پہنچا تا ہے، ایک ہی ہے، جبکہ گمراہی کے راستے بہت سے ہیں۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے گمراہی کو ظاہر کرنے کے لیے سیدھے خط کے دونوں طرف خط کھینچے۔ اس طرح اس میں غالباً یہ اشارہ تھا کہ گمراہی بعض اوقات غلو اور افراط کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور بعض اوقات تفریط اور کوتاہی کی صورت میں غلو کی وجہ سے بدعات ایجاد ہوتی ہیں اور شرکیہ اعمال و عقائد اختیار کیے جاتے ہیں، جبکہ تفریط کی وجہ سے فرائض و سنن کی بجائے اور کوتاہی ہوتی ہے اور گناہوں کی جرأت پیدا ہوتی ہے اور آخر کار کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ④ سید ہارستہ افراط و تفریط کے درمیان ہے۔ خواہ اس کا تعلق عقائد سے ہو (جیسے مُعْتَلَد اور مشبہ کے درمیان اہل سنت کا راستہ) یا اعمال سے ہو (جیسے اسراف اور بخل کے درمیان جائز مقام پر خرچ کرنے کا طریقہ)۔ ⑤ علمی مسائل کی وضاحت کے لیے اشکال وغیرہ سے مدد لینا درست ہے۔ آج کے دور میں کلاس میں بلیک بورڈ کا استعمال یا جدید سیمی و بصری اشیاء کا استعمال شریعت کے منافی نہیں، الا یہ کہ کسی صورت یا کسی چیز کا استعمال شریعت کی واضح تعلیمات کے خلاف ہو۔ ⑥ ارشادات نبویہ قرآن مجید کی وضاحت پر مبنی ہیں اس لیے بعض اوقات نبی ﷺ مسئلے کی متعلقہ آیت بھی ذکر فرمادیتے تھے اور بعض اوقات ذکر نہیں فرماتے تھے۔ بہر حال کوئی صحیح حدیث قرآن مجید کے خلاف نہیں، اگر کوئی حدیث بظاہر کسی آیت کے خلاف محسوس ہوتی ہو تو محدثین آیت اور حدیث کی وضاحت اس انداز سے فرمادیتے ہیں کہ اشکال دور ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی مثالیں خود رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ملتی ہیں۔ ⑦ اللہ کا راستہ ایک ہی ہے۔ چار یا پانچ یا چھ نہیں۔ اور وہ ایک راستہ وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشادات اور عملی اسوہ سے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ فروعی مسائل میں ائمہ کرام کے اختلافات محض اجتہادی اختلاف ہیں ان کی بنیاد پر امت کا الگ الگ گروہوں میں تقسیم ہو جانا درست نہیں۔ بد قسمتی سے بہت سے علماء نے ائمہ کرام کے اجتہادات کو اتنی زیادہ اہمیت دے دی کہ انھیں قرآن و حدیث کی نصوص سے بھی بالاتر سمجھ لیا گیا۔ اسی جمود اور تقلیدی طرز عمل کی وجہ سے امت مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئی۔ اب اسی تقسیم کو تقسیم ربانی سمجھ کر کہا جاتا ہے کہ سب حق پر ہیں، حالانکہ حق ایک ہی ہو سکتا ہے نہ کہ بیک وقت سب کے سب۔ اس حدیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ حق ایک ہی ہے نہ کہ متعدد۔ اللہ کا راستہ ایک ہی ہے نہ کہ چار پانچ۔



عظمت حدیث، نیز اس کی مخالفت کرنے والے پر سختی کا بیان
باب ۲- حدیث رسول کی تعظیم اور اس کی مخالفت
کرنے والے پر سختی کرنے کا بیان

(المعجم ۲) - **بَابُ تَعْظِيمِ حَدِيثِ**
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَالتَّغْلِيظِ عَلَى مَنْ عَارَضَهُ
(التحفة ۲)

۱۲- حضرت مقدم بن معدی کرب کندی رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عقرب (ایسا
زمانہ آنے والا ہے کہ) آدمی اپنے تخت پر ٹیک لگائے
بیٹھا ہوگا اسے میری کوئی حدیث سنانی جائے گی تو کہے گا:
ہمارے اور تمہارے درمیان (فیصلہ کرنے والی) اللہ
عزوجل کی کتاب ہے۔ ہمیں اس میں جو چیز حلال ملے
گی اسے حلال مانیں گے اور جو چیز اس میں حرام پائیں
گے ہم اسے حرام قرار دیں گے۔ سن لو! جو کچھ اللہ کے
رسول ﷺ نے حرام فرمایا وہ بھی اسی طرح حرام ہے
جس طرح اللہ کا حرام کیا ہوا۔“

۱۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ
صَالِحٍ: حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ جَابِرٍ، عَنْ
الْمُقَدَّمِ بْنِ مَعْدِيكَرِبِ الْكِنْدِيِّ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «يُوشِكُ الرَّجُلُ
مُنْكَتًا عَلَى أَرِيكَتِهِ يُحَدِّثُ بِحَدِيثٍ مِنْ
حَدِيثِي فَيَقُولُ: بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ. فَمَا وَجَدْنَا فِيهِ مِنْ حَلَالٍ
اسْتَحَلَلْنَا، وَمَا وَجَدْنَا فِيهِ مِنْ حَرَامٍ
حَرَمْنَا، أَلَا وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللَّهُ.»

🌞 **فوائد ومسائل:** ① [أريكة] لغت میں اس چار پائی یا تخت کو کہتے ہیں جسے مزین کر کے رکھا گیا ہو۔ اہل عرب
نئی دلہن کے لیے پردوں وغیرہ سے مزین کر کے جو چار پائی تیار کرتے تھے اسے بھی [أريكة] کہتے ہیں۔ اس میں
اشارہ ہے کہ حدیث کا انکار کرنا بھروسے پر پیت والے ناز و نعمت کے شیدائیوں کا کام ہے جو آراستہ پلنگ یا تخت پر ٹیک
لگا کر بیٹھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ ② مولانا وحید الزمان خان رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے کہ یہ پیش گوئی عبداللہ چکڑ الوئی
پر صادق آتی ہے جو برصغیر پاک و ہند میں انکار حدیث کا فتنہ کھڑا کرنے والوں کا ایک سرخیز تھا۔ مولانا فرماتے ہیں:
”اس حدیث میں منکرین حدیث کے بانی عبداللہ چکڑ الوئی کی طرف بھی اشارات پائے جاتے ہیں جو لفظ بلفظ
پورے ہوئے۔ جن لوگوں نے عبداللہ چکڑ الوئی کو شیخ چٹو کے طویلے میں پلنگ پر تکیہ لگائے دیکھا ہے وہ آج بھی عینی
شہادت دے سکتے ہیں کہ یہ حدیث لفظ بلفظ پوری ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کی حدیث کا مضمون وحی ہوتا
تھا ورنہ آپ کی پیش گوئی لفظ بلفظ پوری نہ ہوتی۔“ (ترجمہ سنن ابن ماجہ از وحید الزمان خان۔ حاشیہ حدیث ہذا) ③ جس
طرح قرآن مجید کے احکام پر عمل کرنا فرض ہے اور قرآن مجید میں منع کیے ہوئے کاموں کا ارتکاب حرام ہے اسی

۱۲- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، العلم، باب ما نهى عنه أن يقال... الخ، ح: ۲۶۶۴ من حدیث معاویة بن
صالح به، وقال: 'لهذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه' و صححه الحاکم: ۱۰۹/۱.

- کتاب السنۃ - عظمت حدیث، نیز اس کی مخالفت کرنے والے پر سختی کا بیان

طرح حدیث سے بھی فرضیت اور حرمت ثابت ہوتی ہے۔ دونوں میں فرق کرنے کی کوئی دلیل نہیں۔ قرآن مجید میں بعض خواتین سے نکاح کرنا حرام قرار دیا گیا ہے، مثلاً ماں، بہن، بیٹی وغیرہ جبکہ حدیث سے خالہ اور بھانجی یا پھوپھی اور بھتیجی کو بیک وقت نکاح میں رکھنا بھی حرام ثابت ہوتا ہے۔ ان دونوں کی حرمت میں کوئی فرق نہیں۔ اسی طرح نماز کے لیے کعبہ شریف کو قبلہ قرار دیے جانے کی آیات نازل ہونے سے پہلے نبی اکرم ﷺ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے، کیونکہ اس وقت یوں ہی نماز ادا کرنا فرض تھا، حالانکہ یہ حکم قرآن مجید میں نازل نہیں ہوا تھا۔

۱۳- حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تم میں سے کسی کو اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ پلنگ پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو، اسے میرے احکام میں سے کوئی حکم یا مانعیت پہنچے اور وہ کہہ دے: میں نہیں جانتا، ہم جو کچھ اللہ کی کتاب میں پائیں گے اس کی پیروی کریں گے۔“

۱۳- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، فِي بَيْتِهِ، أَنَا سَأَلْتُهُ، عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ، ثُمَّ مَرَّ فِي الْحَدِيثِ قَالَ: أَوْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا أَلْفَيْنَ أَحَدَكُمْ مُتَكِنًا عَلَى أَرِيكْتِهِ، يَأْتِيهِ الْأَمْرُ مِمَّا أَمَرْتُ بِهِ أَوْ نَهَيْتُ عَنْهُ، فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي، مَا وَجَدْنَا فِي كِتَابِ اللَّهِ اتَّبَعْنَاهُ».



☀️ فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کے احکام کی تعمیل جس طرح ان حضرات پر فرض تھی جو براہ راست نبی ﷺ سے سنتے تھے اسی طرح ان لوگوں پر بھی فرض ہے جن تک یہ حکم دوسروں کے واسطے سے پہنچتے ہیں۔ البتہ اس کے لیے ضروری ہے کہ واسطہ قابل اعتماد ہو۔ چنانچہ محدثین کے اصولوں کی روشنی میں جو حدیث صحیح یا حسن ثابت ہو جائے اس کی تعمیل ہر مسلمان پر فرض ہے۔ ② حدیث کو سن کر یہ کہنا کہ ”میں نہیں جانتا“ انکار اور تکبر کا اظہار ہے۔ گویا اس شخص کے نزدیک ارشاد نبوی کی کوئی اہمیت نہیں اور یہ بہت بڑا جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور: ۶۳) ”جو لوگ نبی کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیے کہیں وہ کسی آزمائش میں مبتلا نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے۔“ ③ حدیث کا انکار اور حقیقت قرآن کا انکار ہے کیونکہ قرآن میں واضح طور پر نبی ﷺ کی اطاعت و اتباع کا حکم دیا گیا ہے

۱۳- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، السنة، باب في لزوم السنة، ح: ۶۶۰۵، والترمذي، ح: ۲۶۶۳ من حديث سفیان به، وقال الترمذي: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ۱۳، والحاكم، والذهبي (۱/۱۰۸، ۱۰۹).

عظمتِ حدیث، نیز اس کی مخالفت کرنے والے پر سختی کا بیان

اور قرآن مجید کی توفی اور عملی تشریح کو نبی ﷺ کا مقصد بھشت قرار دیا ہے۔ مسلمانوں کی تاریخ میں حدیث کا انکار سب سے پہلے خوارج نے کیا، جن کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ بننے والے جانور سے آرپار ہو جاتا ہے۔“ (صحیح مسلم، الزکاة، باب ذکر الحوارج و صفاتهم، حدیث: ۱۰۶۳)

۱۴- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ مُحَمَّدُ بْنُ عَثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحَدَّثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ، فَهُوَ رَدٌّ».

۱۳- حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ہمارے دین میں وہ چیز ایجاد کرے جو (اصل میں) اس میں (شامل) نہیں ہے، تو وہ مردود ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① [فی أمرنا] سے مراد دینی اور شرعی معاملات ہیں یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام ہیں، اس لیے ہم نے اس کا ترجمہ ”دین“ کیا ہے۔ دین کے جو معاملات عبادات یا عقائد سے تعلق رکھتے ہیں ان میں اپنی رائے سے کسی پیشی کرنا ”بدعت“ کہلاتا ہے۔ اسی کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہر بدعت گمراہی ہے۔“ (صحیح مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلاة والحطبة، حدیث: ۸۶۷) دنیوی معاملات، مثلاً لباس کے مختلف انداز کھانا پکانے کے علاقائی طریقے یا کاشت کاری کے جدید آلات کا استعمال ان کا شرعی ”بدعت“ سے تعلق نہیں۔ لیکن ان میں وہ کام بہر حال منع ہوں گے جو شریعت کے بیان کردہ عام اصولوں کے خلاف ہوں گے، مثلاً ایسا لباس جو پردہ کے بنیادی مقصد کو پورا نہ کرے یا غیر مسلموں کا لباس سمجھا جاتا ہو وغیرہ۔ ② [فَهُوَ رَدٌّ] ”وہ ناقابل قبول ہے۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کو یہ عمل قبول نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کی تردید اور اس سے منع کرنا چاہیے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوگا اور اس پر ثواب کے بجائے گناہ ہوگا۔ ③ وہ کام جس سے اللہ کے نبی ﷺ نے کسی خاص وجہ سے اجتناب فرمایا ہو، اور آپ اس کی خواہش رکھتے ہوں، وہ بنیادی طور پر جائز ہوتا ہے جب وہ رکاوٹ دور ہو جائے تو اسے انجام دینا بدعت میں شامل نہیں ہوگا۔ مثلاً نبی اکرم ﷺ کا پورے ماہ رمضان میں نماز تراویح پڑھانے سے اجتناب، تاکہ وہ فرض نہ ہو جائے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نبی ﷺ کی زندگی میں قرآن مجید کو ایک نسخہ کی صورت میں جمع نہ کرنا، کیونکہ نبی آفات نازل ہونے یا کسی پہلی آیت کے منسوخ ہونے کا امکان موجود تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو یہ امکان باقی نہ رہا، اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن مجید کا ایک مستند نسخہ تیار کر لیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح کا باجماعت اہتمام کرنے کا حکم دیا۔

۱۴- أخرجه البخاري، الصلح، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود، ح: ۲۶۹۷، ومسلم، الأفضى، باب نقض الأحكام الباطلة... الخ، ح: ۱۷۱۸، من حدیث إبراہیم بن سعد به.

عظمتِ حدیث، نیز اس کی مخالفت کرنے والے پر سختی کا بیان

۱۵- حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک انصاری آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے خلاف کرہ کی ان برساتی ندیوں کے متعلق دعویٰ پیش کیا، جن سے وہ کھجوروں (کے باغات) کو سیراب کرتے تھے۔ انصاری نے کہا: پانی چھوڑ دو کہ گزر کر (میرے کھیت میں) آجائے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا۔ دونوں اپنا جھگڑا رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے تو آپ نے فرمایا: ”زبیر! (اپنے باغ کو) سنبھال کر اپنے بڑوسی کے لیے پانی چھوڑ دیا کرو۔“ انصاری نے ناگواری کا اظہار کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! (آپ نے یہ فیصلہ) اس لیے (کیا ہے) کہ وہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔ (یہ سن کر) اللہ کے رسول ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ پھر فرمایا: ”زبیر! باغ کو پانی دو پھر پانی کو روکے رکھو حتیٰ کہ منڈیوں تک پہنچ جائے (اور باغ خوب سیراب ہو جائے۔) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میرے خیال میں تو یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ يُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ ”قسم ہے آپ کے رب کی! یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلاف میں آپ کو منصف نہ مان لیں“ پھر آپ کے فیصلے پر دل میں کوئی ناگواری بھی محسوس نہ کریں اور (اسے) پوری طرح تسلیم کر لیں۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① دریا اور ندی وغیرہ کے پانی پر ان لوگوں کا حق فائق ہے جن کی زمین میں پانی پہلے پہنچتا ہے

۱۵- أخرجه البخاري، المساقاة، باب سكر الأنهار، ح: ۲۳۵۹، ۲۳۶۰، ومسلم، الفضائل، باب وجوب اتباعه، ح: ۲۳۵۷، من حديث الليث بن سعد به.

ان کی ضرورت پوری ہونے کے بعد ان کے ساتھ والوں کا حق ہے۔ ① ہمسائے کی ضرورت کا خیال رکھنا مسلمان کا اخلاقی فرض ہے۔ ② فیصلہ کرتے وقت بہتر ہے کہ اس انداز سے فیصلہ کیا جائے جس میں دونوں فریقوں کو فائدہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿هُوَ الصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ (النساء: ۱۲۸) ”صلح کرنا بہتر ہے۔“ ③ حق دار کو پورا حق دلایا جائے تو یہ بھی درست ہے، اگرچہ اس سے دوسرے فریق کو فائدہ نہ پہنچے جیسے رسول اللہ ﷺ نے پہلے جو فیصلہ کیا تھا، اس میں فریقین کے فائدے کو مد نظر رکھا تھا۔ بعد میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو پورا حق دلوادیا۔ ④ منڈیر سے مراد چھوٹی سی دیوار سے مشابہ حد بندی ہے، یعنی اتنا پانی دو کہ کھیت پورا بھر جائے۔ اس کا اندازہ علمائے کرام نے پاؤں کے ٹخنے تک بیان کیا ہے، یعنی اتنا پانی ہو جائے کہ کھیت میں پاؤں رکھیں تو ٹخنوں تک پانی پہنچے۔ یا اس سے مراد وہ منڈیر ہے جو کھجور کے ہر ایک درخت کے گرد بنائی جاتی ہے، تاکہ تھالے (گڑھے) میں پانی بھر جائے۔ ⑤ ناگوار بات سن کر دل میں ناراضی پیدا ہونا اور چہرے پر اس کا اثر ظاہر ہونا بشری تقاضا ہے، لیکن غصے کا اثر فیصلے پر نہیں پڑنا چاہیے۔ اس لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ”قاضی کو غصے کی حالت میں دو افراد کے درمیان فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔“ (صحیح البخاری، الأحکام، باب هل يقضى القاضي أوفى وهو غضبان، حدیث: ۱۵۸۸، وصحیح مسلم، الأفضیة، باب كراهة قضاء القاضي وهو غضبان، حدیث: ۱۷۱۷) نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی خصوصی حفاظت حاصل تھی، اس لیے آپ غصے کی حالت میں بھی ہر بات حق اور درست ہی فرماتے تھے، جبکہ کوئی اور شخص اس سے معصوم نہیں۔ ⑥ بذننی بری چیز ہے، جس کی بنیاد شیطانِ وسوسے پر ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے اس شخص نے نبی ﷺ کے بارے میں بھی یہ تصور کر لیا کہ نبی ﷺ نے فیصلہ کرتے ہوئے قرابت کا لحاظ کیا ہے۔ ⑦ ایمان کا تقاضا ہے کہ اختلاف کے موقع پر قرآن و حدیث کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے اور پھر اس فیصلے کو خوش دلی سے قبول بھی کیا جائے۔ تاہم نبی ﷺ کے بعد کوئی عالم یا قاضی معصوم نہیں، اس سے ناوانستہ طور پر غلطی کا صدور ہو سکتا ہے۔ اسی لیے سلف صالحین کو جب اپنی غلطی کا احساس ہوتا تھا تو وہ اپنے فیصلے اور فتوے سے رجوع فرمایا کرتے تھے۔ اب بھی علمائے حق کا یہی شیوہ ہے اور ہونا چاہیے۔



۱۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَمْتَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ أَنْ يُصَلِّينَ فِي الْمَسْجِدِ» فَقَالَ ابْنُ ۱۶- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی بندویوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے منع نہ کرو۔“ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ایک بیٹے نے کہا: ہم تو انھیں منع کریں گے۔ سالم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: میں تجھے اللہ

۱۶- أخرجه البخاري، الأذان، باب استئذان المرأة زوجها... الخ، ح: ۸۷۳ من حدیث معمر به مختصراً، ورواه مسلم، ح: ۴۴۲/۱۳۵ من حدیث ابن شہاب الزہری به، نحو المعنى.

-- کتاب السنۃ ----- عظمتِ حدیث، نیز اس کی مخالفت کرنے والے پر سختی کا بیان

بعض اوقات ایک کام بظاہر معمولی نظر آتا ہے، لیکن اس کا انجام معمولی نہیں ہوتا۔ ④ کسی گناہ کے عام ہو جانے کی وجہ سے بھی ہم اسے معمولی سمجھ لیتے ہیں حالانکہ اللہ کے ہاں وہ بڑا گناہ ہوتا ہے اس لیے صغیرہ گناہوں سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔ ⑤ ہر وہ کام جس میں کوئی دینی یا دنیوی فائدہ نہ ہو اور نقصان کا اندیشہ ہو اس سے بچنا ہی چاہیے۔ ⑥ گناہ کا ارتکاب کرنے والے کو تنبیہ کرنے کے لیے اور اس کے گناہ سے نفرت کے اظہار کے لیے ملاقات ترک کر دینا جائز ہے تاکہ وہ توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لے۔ ⑦ ہر اس کام سے اجتناب ضروری ہے جس سے کسی مسلمان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

۱۸- حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے

رسول ﷺ کے صحابی حضرت عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ نے جو بیعت عقبہ میں انصار کے نمائندے تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں روم کے علاقے میں جہاد کیا۔ (وہاں) انھوں نے دیکھا کہ لوگ سونے کی ڈلیوں کے بدلے دیناروں کا اور چاندی کی ڈلیوں کے بدلے درہموں کا لین دین کر رہے ہیں۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگو! تم تو سود کھا رہے ہو۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر برابر برابر نہ اس میں زیادتی ہو نہ ادھار۔“ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوالولید! میرے خیال میں سود وہی ہے جس میں ادھار ہو۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ کو اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان سناتا ہوں اور آپ مجھے اپنی رائے بتاتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ مجھے (اس جہاد سے صحیح سلامت) واپس لے گیا تو میں اس علاقے میں نہیں رہوں گا جہاں مجھ پر آپ کی حکومت ہو۔ جب وہ جہاد سے واپس ہوئے تو (حضرت

۱۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْرَةَ: حَدَّثَنِي بُرْدُ بْنُ سَيَّانٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ قَبِيصَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عِبَادَةَ ابْنَ الصَّامِتِ الْأَنْصَارِيِّ، الثَّقَفِيَّ، صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَزَا مَعَ مُعَاوِيَةَ أَرْضَ الرُّومِ. فَنظَرَ إِلَى النَّاسِ وَهُمْ يَبْتَاعُونَ كِسْرَ الذَّهَبِ بِالدَّنَانِيرِ، وَكِسْرَ الْفِضَّةِ بِالدَّرَاهِمِ. فَقَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّكُمْ تَأْكُلُونَ الرِّبَا، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَبْتَاعُوا الذَّهَبَ بِالدَّهَبِ إِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ، لَا زِيَادَةَ بَيْنَهُمَا وَلَا نَظْرَةَ». فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: يَا أَبَا الْوَلِيدِ! لَا أَرَى الرِّبَا فِي هَذَا إِلَّا مَا كَانَ مِنْ نَظْرَةٍ، فَقَالَ عِبَادَةُ: أَحَدْتُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَتَحَدَّثَنِي عَنْ رَأْيِكَ! لَئِنْ أَخْرَجَنِي اللَّهُ لَا أَسْأَلُكَ بِأَرْضٍ لَكَ عَلَيَّ فِيهَا إِمْرَةٌ. فَلَمَّا قَفَلَ لِحَقِّ بِالْمَدِينَةِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: مَا

۱۸- [سنادہ حسن] * قبیصہ لہ رؤیہ، فالسند متصل أو من مراسیل الصحابة، وله شواهد عند مسلم وغيره، وانظر

عظمت حدیث، نیز اس کی مخالفت کرنے والے پر سختی کا بیان

أَقْدَمَكَ يَا أَبَا الْوَلِيدِ؟ فَقَبَّصَ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، وَمَا قَالَ مِنْ مُسَاكِنَتِهِ. فَقَالَ: أَرْجِعْ يَا أَبَا الْوَلِيدِ! إِلَى أَرْضِكَ، فَقَبَّحَ اللَّهُ أَرْضاً لَسْتُ فِيهَا وَأَمْثَالُكَ، وَكَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ: لَا إِمْرَةَ لَكَ عَلَيْهِ وَآخِيهِلِ النَّاسَ عَلَيَّ مَا قَالَ، فَإِنَّهُ هُوَ الْأَمْرُ.

معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام جانے کے بجائے مدینہ جا پہنچے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوالولید! آپ یہاں کیوں تشریف لے آئے؟ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے واقعہ بیان فرمایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے کے بارے میں جو کچھ کہا تھا وہ بھی بیان فرمایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوالولید! اپنے علاقے میں واپس چلے جائیے اللہ برا کرے اس علاقے کا، جس میں آپ اور آپ جیسے افراد نہ ہوں۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا: عبادہ رضی اللہ عنہ پر آپ کی کوئی حکومت نہیں اور عبادہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کہا ہے لوگوں سے اسی کے مطابق عمل کراؤ، کیونکہ (شریعت کا) حکم یہی ہے۔



فوائد و مسائل: ① سونے کا سونے سے یا چاندی کا چاندی سے تبادلہ صرف اسی صورت میں جائز ہے جب دونوں طرف مقدار برابر ہو اور دونوں فریق بیک وقت ادائیگی کر دیں۔ البتہ اگر سونے کا تبادلہ چاندی سے کیا جائے تو دونوں کی مقدار برابر ہونے کی شرط نہیں تاہم دونوں طرف سے ادائیگی ایک ہی مجلس میں ہو جانی چاہیے۔ اسی پر قیاس کر کے کہا جاسکتا ہے کہ پرانے کرنسی نوٹوں کا نئے نوٹوں سے تبادلہ بھی انہی شرط کے ساتھ جائز ہے۔ مثلاً سو روپے کے نئے نوٹوں کے بدلے ایک سو دس روپے کے پرانے نوٹ لینا دینا جائز نہیں۔ ② حدیث نبوی کے مقابلے میں کسی کی رائے معتبر نہیں اگرچہ وہ ایک صحابی کی رائے ہو۔ تاہم ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک صحابی نے حدیث سے ایک مطلب سمجھا ہے دوسرے صحابی کی رائے میں اس سے وہ مسئلہ نہیں نکلتا یا وہ دوسری حدیث کو راجح سمجھتا ہے۔ اس صورت میں دونوں آراء کو سامنے رکھ کر غور کیا جاسکتا ہے کہ کون سا قول زیادہ صحیح ہے۔ اس اجتہاد میں اگر غلطی ہو جائے تو عند اللہ معاف ہے۔ ③ صحابہ کرام کی نظر میں حدیث کی اہمیت اتنی زیادہ تھی کہ حدیث سے ہٹ کر ایک رائے ظاہر کی گئی تو صحابی رسول اس قدر ناراض ہوئے کہ انھوں نے وہ علاقہ ہی چھوڑ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ان کے اس جذبہ کی قدر کی تھی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو حکم دے دیا کہ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ تمہارے ماتحت نہیں ہوں گے۔ ④ جب کسی مسئلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی مختلف آراء ہوں تو وہ رائے زیادہ قابل قبول ہوگی جس کی تائید قرآن و حدیث سے ہو جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں آراء معلوم ہونے پر اس قول کو ترجیح دی جو فرمان نبوی سے ثابت تھا اور اسے قانوناً نافذ کر دیا۔

عظمت حدیث، نیز اس کی مخالفت کرنے والے پر سختی کا بیان

۱۹- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: جب میں تمہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سناؤں تو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وہ گمان رکھو جو زیادہ بہتر اور ہدایت و تقویٰ سے قریب تر ہو۔

۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْخَلَدِ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ أَنبَأَنَا عَوْنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَظَنُّوا بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ الَّذِي هُوَ أَهْنَاهُ وَأَهْدَاهُ وَأَنْقَاهُ.

۲۰- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: جب میں تمہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سناؤں تو تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں وہ گمان رکھو جو زیادہ بہتر اور ہدایت و تقویٰ سے قریب تر ہو۔

۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةٍ، عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ. قَالَ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا فَظَنُّوا بِهِ الَّذِي هُوَ أَهْنَاهُ وَأَهْدَاهُ وَأَنْقَاهُ.

فوائد ومسائل: ① مذکورہ دونوں حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی ایسی صحیح حدیث سانسے آئے جس سے بظاہر کوئی نامناسب مفہوم سمجھ میں آتا ہو تو اس کی تشریح ایسے انداز سے کی جانی چاہیے جس سے وہ ظاہری قباحت باقی نہ رہے کیونکہ بعض اوقات ایک حدیث کو ایک سے زیادہ انداز سے سمجھا جانا ممکن ہوتا ہے۔ اس صورت میں اس کا وہ مطلب صحیح ہوگا جس کی تائید قرآن مجید اور دوسری صحیح احادیث سے ہوتی ہو۔ ② جس طرح قرآن مجید کی بعض آیات میں ایسے مسائل بیان کیے گئے ہیں جو عقل سے ماوراء ہیں (خلاف عقل نہیں) اسی طرح بعض اوقات کسی حدیث میں بھی ایسا مسئلہ بیان ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں صحیح طرز عمل یہی ہے کہ حدیث پر ایمان رکھا جائے اور کہا جائے کہ اس کا مطلب کما حقہ اللہ ہی جانتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفات یا قبر اور برزخ کے حالات بیان کرنے والی احادیث۔ یہی طرز عمل سب سے بہتر اور ہدایت و تقویٰ سے قریب تر ہے۔

۱۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۳۸۵، ۴۱۵ عن يحيى بن، وقال البوصيري: "هذا إسناده فيه انقطاع * عون ابن عبد الله لم يسمع من عبد الله بن مسعود."

۲۰- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱/ ۱۲۲، ۱۲۶ من حديث شعبة بن، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، رجاله محتج بهم في الصحيحين."

۲۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میرے علم میں یہ بات نہیں آئی چاہیے (اس سے اجتناب کرو) کہ تم میں سے کسی کو میری حدیث سنائی جائے اور وہ اپنے پلنگ پر ٹیک لگائے بیٹھا ہو اور (میری حدیث سن کر) کہہ دے: قرآن پڑھو۔ (بات یہ ہے کہ) جو بھی اچھی بات کہی گئی ہے وہ میں نے کہی ہے۔“

۲۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا الْمُقْبِرِيُّ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَا أَعْرِفَنَّ مَا يُحَدَّثُ أَحَدَكُمْ عَنِّي الْحَدِيثَ وَهُوَ مُتَّكِيٌّ عَلَى أَرِيكَيْتِهِ فَيَقُولُ: أَقْرَأُ قُرْآنًا. مَا قِيلَ مِنْ قَوْلٍ حَسَنٍ فَأَنَا قُلْتُهُ.»

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت سخت ضعیف ہے۔ اس کے آخری جملے کی تردید عشرہ مبشرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی اس متواتر حدیث سے ہوتی ہے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ”جس نے جان بوجھ کر جھوٹی بات (اپنے پاس سے بنا کر) میرے ذمے لگائی اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لینا چاہیے (وہ جہنمی ہے۔)“ (صحیح البخاری، العلم، باب إن من كذب على النبي ﷺ، حدیث: ۱۱۰) اس لیے جو بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی اسے آپ کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا جائز نہیں، اگرچہ وہ بات فی نفسہ اچھی ہی ہو، البتہ اس حدیث کے پہلے حصے کی تائید اس باب کی پہلی اور دوسری حدیث (حدیث نمبر ۱۱۲/۱۳) سے ہوتی ہے۔ ② ضعیف حدیث وہ ہے جس میں ”صحیح“ اور ”حسن“ حدیث کی شرائط نہ پائی جاتی ہوں۔ ضعیف حدیث پر عمل کرنے کے بارے میں علماء کی تین آراء ہیں: (۱) جمہور محدثین، محققین اور محتاط علمائے کرام ضعیف حدیث کو قابلِ حجت اور قابلِ عمل نہیں مانتے، خواہ اس کا تعلق احکام سے ہو یا فضائلِ اعمال سے۔ (ب) کچھ محدثین اور علمائے کرام فضائلِ اعمال اور ترغیب و ترہیب میں ضعیف حدیث کو قبول کر لیتے ہیں۔ (ج) جبکہ ایسے علماء بھی ہیں جو فضائلِ اعمال میں چند شرائط کے ساتھ ضعیف حدیث کو قبول کرتے ہیں۔ مثلاً: ① وہ ضعیف حدیث شدید ضعیف نہ ہو۔ ② وہ حدیث کسی عام کے تحت داخل ہو۔ ③ اس پر عمل کرتے وقت اس کے ثبوت کا یقین نہ رکھا جائے تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات منسوب نہ ہو جائے جسے آپ نے ارشاد نہیں فرمایا۔ لیکن ان شرائط پر عمل نہایت مشکل ہے لہذا دیانت و احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ ضعیف حدیث کو قبول نہ کیا جائے۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

۲۲- حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی سے کہا: سچھے! جب میں تمہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث سناؤں تو اس کے مقابلے میں مثالیں نہ بیان کیا کرو۔

۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَادِ بْنِ آدَمَ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: وَحَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ

۲۱- [ضعیف] * عبد اللہ بن سعید المقبری متروک (تقریب)، ولہ طریق آخر ضعیف عند احمد: ۲/ ۴۸۳، ۳۶۷.

۲۲- [سنادہ حسن] انظر، ح: ۴۸۵.

-- کتاب السنۃ -- رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرنے میں احتیاط کا بیان

سَلِيمَانَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لِرَجُلٍ: يَا ابْنَ أَخِي! إِذَا حَدَّثْتُكَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا فَلَا تَضْرِبْ لَهُ الْأَمْثَالَ.

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْكُرَّابِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ مُرَّةٍ، مِثْلَ حَدِيثِ عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ.

(حدیث نمبر ۴۰) جو حضرت علیؓ سے مروی ہے امام ابن ماجہ نے یہاں اسی حدیث کی ایک اور سند بھی بیان کی ہے حدیث کے الفاظ دوبارہ ذکر نہیں کیے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① اس سے صحابہ کرامؓ کا طرز عمل معلوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث سنتے ہی اس پر عمل کرتے تھے اور چون و چرا نہیں کرتے تھے۔ ② حضرت ابو ہریرہؓ نے اس شخص کے طرز عمل کو غلط قرار دیتے ہوئے تنبیہ فرمائی ہے جس نے حدیث سن کر عقلی موٹائیوں کے ذریعے سے اس پر اعتراض کرنے کی کوشش کی تھی۔

(المعجم ۳) - باب التَّوَقُّي فِي الْحَدِيثِ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (التحفة ۳)

باب: ۳- رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرنے میں احتیاط کا بیان

۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ الْبَطْنِيُّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: مَا أَخْطَأَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ عَشِيَّةَ حَمَيْسٍ إِلَّا أَتَيْتُهُ فِيهِ. قَالَ: فَمَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ لِسَيِّءٍ قَطُّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ عَشِيَّةٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. قَالَ، فَتَكْسَنَ. قَالَ فَتَطَرْتُ إِلَيْهِ فَهُوَ قَائِمٌ مُحَلَّلَةٌ أَرْزَارُ قَمِيصِهِ، قَدِ اغْرُورَقَتْ عَيْنَاهُ، وَانْفُحَتْ أَوْدَاجُهُ.

۲۳- حضرت عمرو بن ميمونؓ بیان کرتے ہیں کہ میں ہر جمعرات کو بلاناغہ دن ڈھلے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا، میں نے انھیں کبھی یہ کہتے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے۔ ایک دن انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا..... (اس کے بعد) سر جھکا لیا (خاموش ہو گئے) میں نے آپ کی طرف نظر اٹھائی تو دیکھا کہ وہ قمیص کے بٹن کھولے کھڑے ہیں، آنکھیں بھر آئی ہیں اور رگیں پھول گئی ہیں (حدیث بیان کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی) آخر فرمایا: آپ ﷺ نے یہی ارشاد فرمایا تھا یا اس سے

۲۳۔ [اسناد صحیح] أخرجه أحمد: ۱/ ۴۵۲ عن معاذ وغيره به، وصححه البوصيري.

رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرنے میں احتیاط کا بیان
 قَالَ: أَوْ دُونَ ذَلِكَ، أَوْ فَوْقَ ذَلِكَ، أَوْ قَرِيبًا كَمِ وَبَيْسٍ يَأْسٍ سَ قَرِيبٍ يَأْسٍ سَ مِ طَلْتِ جَلْتِ الْفَاظِ
 مِنْ ذَلِكَ، أَوْ شَبِيهَا بِذَلِكَ . فرمائے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے کیونکہ
 حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہفتہ وار علمی مجلس منعقد کیا کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ آپ سے ایک سے زیادہ بار
 علم و وعظ کی مجلس قائم کرنے کی درخواست کی گئی تو فرمایا: رسول اللہ ﷺ بھی مناسب موقع اور وقت کے لحاظ سے
 نصیحت کرتے تھے تاکہ سامعین اکتاہٹ کا شکار نہ ہو جائیں۔ (صحیح البخاری، العلم، باب من جعل لأهل
 العلم أياماً معلومة، حدیث: ۷۰) اس لیے علم سکھانے یا وعظ و نصیحت کرنے کے لیے ایک وقت مقرر کر لینا مناسب
 ہے تاکہ لوگ آسانی سے استفادہ کر سکیں۔ ② حدیث میں [عَشِيَّةً] کا لفظ ہے۔ جس کا ترجمہ ہم نے ”دن ڈھلے“
 کیا ہے۔ عربی زبان میں [عَشِيَّةً] کا لفظ سورج ڈھلنے سے غروب آفتاب تک کے لیے بولا جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے اس
 مجلس کا وقت ظہر کی نماز کے بعد مقرر ہو یا عصر کے بعد۔ وَاللَّهُ أَعْلَمُ. ③ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث کی لفظاً
 روایت سے اس لیے اجتناب کرتے تھے کہ کوئی ایسا لفظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ ہو جائے جو آپ نے نہیں
 فرمایا۔ تاہم بہت سے صحابہ کرام روایت باللفظ ہی کرتے تھے۔ حدیث کی روایت دونوں طرح درست ہے۔
 روایت باللفظ افضل ہے اور روایت بالمعنی میں احتیاط زیادہ ہے۔ ④ روایت حدیث کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اگر
 حدیث کے الفاظ پوری طرح یاد نہ ہوں تو حدیث بیان کر کے کہے: [أَوْ كَمَا قَالَ] ”یہ الفاظ یا جو الفاظ آپ نے
 فرمائے“ جیسا کہ آئندہ روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا عمل مذکور ہے۔



٢٤- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ٢٣- إمام محمد بن سيرين رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت
 حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مَحْمَدِ بْنِ سَبْرِينَ، قَالَ: كَانَ أَنَسُ بْنُ
 مَالِكٍ إِذَا حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا فَفَرَّغَ مِنْهُ قَالَ: أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ .
 انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان فرماتے، تو اس کو مکمل کرنے کے بعد فرماتے:
 [أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ] ”یا جس طرح اللہ
 کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔“

٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ٢٥- حضرت عبدالرحمن بن ابی لیلی رضی اللہ عنہ سے روایت
 حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، عَنْ شُعْبَةَ ح: وَحَدَّثَنَا ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے عرض

٢٤- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٢٠٥/٣ عن معاذ به، وقال البوصيري: 'لهذا إسناده صحيح على شرط الشيخين، فقد احتجنا لجميع رواه' .

٢٥- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ٣٧١، ٣٧٠، ٣٧٢ عن غندر وغيره به، وقال البوصيري: 'لهذا إسناده صحيح، رجاله كلهم ثقات، محتج بهم في الكتب السنة' .

کیا کہ ہمیں اللہ کے رسول ﷺ کی حدیثیں سنائیں۔ انھوں نے فرمایا: ہم بوڑھے ہو گئے ہیں اور بھولنے لگے ہیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرنا بہت مشکل کام ہے۔

مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ: قُلْنَا لِيَزِيدَ بْنِ أَزْقَمَ: حَدَّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: كَبِرْنَا وَنَسِينَا وَالْحَدِيثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَدِيدٌ.

🌟 فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیث نبوی کو بہت اہم اور عظیم چیز سمجھتے تھے۔ اس لیے صرف وہی بات روایت کرتے تھے جو اچھی طرح یاد ہوتی۔ ② اس سے محدثین نے یہ اصول اخذ کیا ہے کہ ایک عالم کو جب بڑھاپے کی وجہ سے احادیث بیان کرنے میں غلطیاں ہونے لگیں تو اس کے لیے روایت حدیث ترک کر دینا مناسب ہے۔ ③ علماء کو چاہیے کہ وہ اپنی تقریروں اور خطبوں میں صرف وہی احادیث بیان کریں جن کے بارے میں انھیں یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ وہ صحیح یا حسن درجے کی ہیں اور ضعیف روایات سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۲۶۔ امام شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں سال بھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مجلس میں حاضر رہا (اس دوران میں) میں نے انھیں کبھی رسول اللہ ﷺ سے کوئی چیز بیان کرتے نہیں سنا۔

۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي السَّفَرِ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُولُ: جَالَسْتُ ابْنَ عَمَرَ سَنَةً فَمَا سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ شَيْئاً.

🌟 فوائد و مسائل: ① حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی رسول اللہ ﷺ کا نام لے کر اسی وجہ سے روایت نہیں کرتے تھے جس وجہ سے مذکورہ بالا دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احتیاط کرتے تھے یعنی وہ ڈرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا نام سے سہو ایسے الفاظ بیان نہ ہو جائیں جو آپ نے نہیں فرمائے۔ ② اس کا یہ مطلب نہیں کہ صحابہ کرام دین کی تبلیغ نہیں کرتے تھے بلکہ بات یہ ہے کہ ان کا طریقہ مختلف تھا وہ لوگوں کو بتاتے تھے کہ فلاں کام فرض ہے فلاں حرام فلاں کام کرنا جائز ہے اور فلاں کام سے اجتناب بہتر ہے۔ وہ حضرات یہ مسائل ان احادیث کی روشنی ہی میں بیان فرماتے تھے جو انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھیں، لیکن آپ کا نام بالعموم نہیں لیتے تھے۔

۲۶۔ أخرجه البخاري، أخبار الآحاد، باب خير المرأة الواحدة، ح: ۷۲۶۷، ومسلم، الصيد والذبايح، باب إباحة الصب، ح: ۱۹۴۴ من حديث توبة العنبري عن الشعبي به مطولاً، وحديث ابن أبي السفر أخرجه أحمد ۱۵۷/۲

رسول اللہ ﷺ سے حدیث بیان کرنے میں احتیاط کا بیان

۲۷- حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا انہوں نے فرمایا: ہم حدیثیں یاد کیا کرتے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ کی حدیثیں یاد کی جاتی ہیں، لیکن جب تم نے سخت اور نرم زمین پر چلنا شروع کر دیا تو (تم پر اعتماد) دور کی بات ہے۔

۲۷- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: إِنَّا كُنَّا نَحْفَظُ الْحَدِيثَ، وَالْحَدِيثُ يُحْفَظُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَأَمَّا إِذَا رَكِبْتُمُ الصَّعْبَ وَالذَّلُولَ، فَهَبَّاتٌ.

🌞 فوائد و مسائل: ① احادیث نبویہ شرعی حجت ہیں اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پوری کوشش اور تدریج سے حدیثیں سنتے اور یاد کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی آکرم ﷺ کی زندگی میں بچپن کی عمر سے گزر رہے تھے اس لیے آپ ﷺ سے بہت کم حدیثیں سن سکے البتہ بعد میں کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہت سی حدیثیں سن کر یاد کیں حتیٰ کہ ان کا شمار کثیر الروایت صحابہ کرام میں ہونے لگا۔ ② اصل دلیل صرف فرمان نبوی ہے دوسرے حضرات کے فتوؤں کا وہ مقام نہیں ہو سکتا اس لیے ہر مسئلہ میں قرآن وحدیث سے دلیل تلاش کرنا ضروری ہے۔ ③ صحابہ و تابعین کے اقوال سے وہاں کام لیا جاسکتا ہے جہاں حدیث نبوی نہ ملے۔ اس لیے تابعین صحابہ کرام کے اقوال بھی لکھ لیتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس عمل کو مناسب نہیں سمجھا کہ حدیث نبوی کے ساتھ دوسروں کے اقوال لکھے جائیں اس لیے توجہ دلائی کہ حدیثیں یاد کرو اور فتوے نہیں۔ ④ سخت اور نرم زمین پر چلنے کا مطلب ہے کہ تم قابل قبول اور ناقابل قبول روایات میں امتیاز نہیں کرتے۔ [الصَّعْبُ وَالذَّلُولُ] کا ایک ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے: ”تم نے اڑیل اور مطبج جانوروں پر سواری کرنا شروع کر دی۔“ حالانکہ اڑیل جانور سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہر راوی سے روایت نہ لی جائے بلکہ صرف قابل اعتماد اور ثقہ حضرات کی روایت قبول کی جائے تاکہ نادانستہ طور پر رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہ ہو جائے جو آپ نے فرمائی ہی نہیں۔

۲۸- حضرت قرظ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں کوئد روانہ فرمایا اور ہمیں رخصت کیا۔ (اس موقع پر) آپ

۲۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مُجَالِيدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ قَرظَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: بَعَثَنَا عُمَرُ بْنُ

۲۷- أخرجه مسلم في مقدمة صحيحه، باب النهي عن الرواية عن الضعفاء... الخ، ح: ۷ من حديث عبدالرزاق به.

۲۸- [إسناده ضعيف] * مجالد تقدم، ح: ۱۱، وتابعه بيان في رواية سفیان بن عيينة (المستدرک) ۱/ ۱۰۲) لکنه عنعن، وصححه الحاكم.



لُخَطَّابٍ إِلَى الْكُوفَةِ وَشَبَعَنَا. فَمَسَى مَعَنَا
أَبِي مَوْضِعٍ يُقَالُ لَهُ صِرَارٌ. فَقَالَ: أَتَذَرُونِ
بِمَ مَسْنِيَّتِ مَعَكُمْ؟ قَالَ: قُلْنَا: لِيَحَقَّ صُحْبَةَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلِيَحَقَّ الْأَنْصَارُ. قَالَ:
لِكَيْ مَسْنِيَّتِ مَعَكُمْ لِيَحْدِيثَ أَرَدْتُ أَنْ
أُحَدِّثَكُمْ بِهِ، فَأَرَدْتُ أَنْ تَحْفَظُوهُ لِمَمْسَايَ
نَعَكُمْ. إِنَّكُمْ تَقْدُمُونَ عَلَى قَوْمٍ، لِلْقُرْآنِ
نَبِيٌّ صُدُورِهِمْ هَزِيذٌ كَهَزِيذِ الْمِرْجَلِ. فَإِذَا
يَأُوتِكُمْ مَدُوا إِلَيْكُمْ أَعْنَاقَهُمْ وَقَالُوا:
أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ. فَأَقْلَبُوا الرَّوَايَةَ عَنِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ أَنَا شَرِيكُكُمْ.

ہمارے ساتھ چلتے چلتے مقام ’صِرَار‘ تک پہنچ گئے تب
فرمایا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کیوں تمہارے ساتھ
چل کر آیا ہوں؟ ہم نے عرض کیا: (ہمارے) اصحاب
رسول ﷺ ہونے کا حق سمجھتے ہوئے اور انصار کے حق
(کی ادا انگلی) کے خیال سے۔ فرمایا: بلکہ میں تو اس لیے
تمہارے ساتھ چل کر آیا ہوں کہ میں تم سے ایک بات
کہنا چاہتا تھا۔ میں نے چاہا کہ میرے اس چلنے کی وجہ
سے تم اسے یاد رکھو۔ (تا کہ تمہیں یاد رہے کہ یہ وہ اہم
نصیحت ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے اتنی دور
ہمارے ساتھ آ کر ہمیں کی تھی۔) تم ایسے لوگوں کے پاس
جا رہے ہو جن کے سینے قرآن کی وجہ سے اس طرح جوش
مار رہے ہیں جس طرح ہنڈیا ابلتی ہے جب وہ تمہیں
دیکھیں گے تو گردنیں اٹھا کر تمہاری طرف متوجہ ہوں گے
اور کہیں گے: یہ محمد ﷺ کے ساتھی ہیں۔ تو اللہ کے رسول
ﷺ کی حدیثیں کم بیان کرنا (جب تم اس پر عمل کرو گے
تو) پھر میں بھی (اجرمیں) تمہارا شریک ہوں گا۔

🌟 فائدہ: اس روایت سے منکرین حدیث کی اہمیت کے گھٹانے پر استدلال کرتے ہیں، لیکن یہ روایت سنداً
ضعیف ہے۔ اگر صحیح بھی ہو تو اس سے مراد احادیث کے بیان کرنے میں احتیاط کو ملحوظ رکھنے کی طرف توجہ مبذول کرانا
تھا اور یہ ایسی بات ہے جس کے صحیح ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ گویا اس سے اصل مقصد احادیث کو تحقیق کے ساتھ بیان
کرنے کی اہمیت کو بیان کرنا تھا تا کہ نبی ﷺ کی طرف غلط نسبت نہ ہو۔

۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ
بُخَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ،
۲۹- حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: میں مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تک
حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کا ہم سفر رہا۔ (پورے سفر

۲۹- [إسناده صحيح] وأصله عند البخاري، المغازي، باب "إذ همت طانفتان منكم ... الخ"،
ج: ۲، ۲۸۲، ۴۰۶، من حديث السائب رضي الله عنه، أطول منه.



-- کتاب السنۃ

رسول اللہ ﷺ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنے پر وعید کا بیان

قَالَ: صَحِبْتُ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ مِنَ الْمَدِينَةِ (میں نے آپ کو نبی ﷺ سے ایک حدیث بھی
إِلَى مَكَّةَ، فَمَا سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ روایت کرتے نہیں سنا۔
بِحَدِيثٍ وَاحِدٍ .

☀️ فائدہ: اس کی وجہ وہی احتیاط ہے جو صحابہ کرام کی عادت تھی تاہم وہ لوگوں کو مسائل بیان فرماتے اور ان کو وعظ و
نصیحت فرماتے تھے اور یہ سب کچھ احادیث ہی سے ماخوذ ہوتا تھا۔

(المعجم ۴) - **بَابُ التَّقْلِيظِ فِي تَعَمُّدِ**
الْكَذِبِ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (التحفة ۴)
باب: ۴- رسول اللہ ﷺ پر جان بوجھ کر
جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے

۳۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ
زُرَّارَةَ وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى قَالُوا: حَدَّثَنَا
شَرِيكٌ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا
فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① جھوٹ باندھنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے پاس سے کوئی بات بنا کر نبی ﷺ کی طرف منسوب
کردے اور اسے حدیث کے طور پر پیش کرے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ ② اسی سے محدثین نے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ
جب کسی موقع پر کوئی ضعیف حدیث بیان کرنے کی ضرورت پڑے تو سامعین کو بتا دیا جائے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔
اس سے استدلال درست نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ضعیف حدیث کے متعلق یہ یقین نہیں ہوتا کہ یہ واقعی اللہ کے
رسول ﷺ نے فرمائی ہے یا راوی نے غلطی سے اس طرح بیان کر دی ہے۔ ③ جہنم کی آگ میں ٹھکانا بنانے کا
مطلب یہ ہے کہ وہ ضرور جہنم میں جائے گا۔ اسے یقین کر لینا چاہیے کہ اس کے اس گناہ کی وجہ سے جہنم میں اس کے
لیے جگہ متعین ہو چکی ہے، لیکن اگر وہ توبہ کر لے اور سب کو بتا دے کہ اس کی بیان کردہ فلاں فلاں حدیث خود ساختہ
ہے تو امید کی جاسکتی ہے کہ اس کا گناہ معاف ہو جائے گا۔ تاہم محدثین اس کے بعد بھی اس کی روایت قبول نہیں
کرتے۔ ④ یہ حدیث [متواتر] ہے۔ حافظ ابن صلاح رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اسے باٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت



۳۰- [صحیح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب في لزوم تقوى الله عند الفتح والنصر، ح: ۲۲۵۷ من حديث شعبة عن
سماك به مطولاً، وقال: "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ".

کیا ہے جن میں عشرہ مہشرہ بھی شامل ہیں۔

۳۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر جھوٹ نہ باندھو، جھوٹی بات میرے ذمے لگانا آگ (جہنم) میں داخل کر دیتا ہے۔“

۳۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَّارَةَ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى قَالَا: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ جِرَاشٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ، فَإِنَّ الْكَذِبَ عَلَيَّ يُورِلِحُ النَّارَ».

۳۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مجھ پر جھوٹ بولا..... میرا گمان ہے آپ نے یہ بھی فرمایا: جان بوجھ کر..... تو اسے چاہیے کہ (جہنم کی) آگ میں اپنا ٹھکانا بنالے۔“

۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ - حَسِبْتُهُ قَالَ: مُتَعَمِّدًا - فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① راوی (عالم) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ شک ہے کہ ”متعمدًا“ کا کلمہ بھی فرمایا نہیں اور باقی حدیث میں کوئی شک نہیں۔ ② یہ راوی کی دیانتداری ہے کہ اسے حدیث رسول ﷺ کے کلمات میں سے جس کلمہ پر شک تھا اس نے اس کا برملا اظہار کر دیا۔ ③ دیگر روایات سے واضح ہے کہ ”متعمدًا“ کا کلمہ حدیث رسول میں شامل ہے۔ اسے راوی کا شک کہنا درست نہیں ہے۔

۳۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مجھ پر جھوٹ بولا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں بنالے۔“

۳۳- حَدَّثَنَا أَبُو حَيْثِمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

۳۱- أخرجه البخاري، العلم، باب إثم من كذب على النبي ﷺ، ح: ۱۰۶، ومسلم، المقدمة، باب تغليظ الكذب على رسول الله ﷺ، ح: ۱، من حديث شعبة عن منصور به.

۳۲- [صحيح] أخرجه الترمذي، العلم، باب ماجاء في تعظيم الكذب على رسول الله ﷺ، ح: ۲۶۶۱ من حديث الليث به، وقال: 'لهذا حديث حسن غريب صحيح من هذا الوجه من حديث الزهري'.

۳۳- [صحيح متواتر] أخرجه أحمد: ۳/۳۰۳ عن هشيم به، وصرح بالسماع عنده، والحديث متواتر كما في 'الأزهار المتناثرة في الأحاديث المتواترة' وغيره.

رسول اللہ ﷺ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنے پر وعید کا بیان

۳۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میرے ذمے وہ بات لگائی جو میں نے نہیں کہی اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں بنا لے۔“

۳۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ، فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

۳۵- حضرت ابوقادحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس منبر پر یہ فرماتے سنا ہے: ”مجھ سے بکثرت حدیثیں بیان نہ کرو اور جو شخص میری طرف منسوب کر کے کوئی بات کہے وہ حق سچ بات کہے جس نے میری طرف نسبت کر کے وہ بات کہی جو میں نے نہیں کہی اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں بنا لے۔“

۳۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى التَّمِيمِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مَعْبُدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى هَذَا الْمُنْبَرِ: «إِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَدِيثِ عَلَيَّ، فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ فَلْيَقُلْ حَقًّا أَوْ صِدْقًا. وَمَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ، فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

۳۶- حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے (اپنے والد) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو اللہ کے رسول ﷺ سے اس طرح حدیثیں بیان کرتے نہیں سنتا جس طرح ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور فلاں فلاں صحابی کو سنتا ہوں؟ فرمایا: میں نے جب سے اسلام قبول کیا ہے نبی ﷺ سے (آپ کی وفات تک کبھی) جدا نہیں ہوا لیکن میں نے آپ ﷺ سے ایک کلمہ سنا ہے (جس کی وجہ

۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَا: حَدَّثَنَا غُنْدَرُ مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَامِعِ بْنِ سَدَّادِ أَبِي صَخْرَةَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ ابْنِ الْعَوَّامِ: مَا لِي لَا أَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَمَا أَسْمَعُ ابْنَ مَسْعُودٍ وَفَلَانًا وَفَلَانًا؟ قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أَفَارِقْهُ



۳۴- [صحیح] أخرجه أحمد: ۵۰۱/۲ من حدیث محمد بن عمرو به، وهو حسن الحدیث (میزان الاعتدال:

۶۷۳/۳)، وللحدیث طرق كثيرة جدًا.

۳۵- [سنادہ حسن] أخرجه أحمد: ۲۹۷/۵ من حدیث محمد بن إسحاق به، وهو صرح بالسمع عنده.

۳۶- أخرجه البخاري، العلم، باب إثم من كذب على النبي ﷺ، ح: ۱۰۷ من حدیث شعبة به.

رسول اللہ ﷺ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولنے پر وعید کا بیان

مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلِكَيْ سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً
يَقُولُ: «مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ
مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ». سے روایت حدیث سے اجتناب کرتا ہوں) آپ ﷺ فرماتے تھے: ”جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں بنالے۔“

۳۷- حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا
عَلِيُّ بْنُ مُسَهِّرٍ، عَنْ مُطَرِّفٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ
أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ
كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

۳۷- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ بولا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنالے۔“

☀️ فائدہ: رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب جھوٹی روایت کو ”موضوع“ کہتے ہیں۔ موضوع روایت کے متعلق چند اصول درج ذیل ہیں: ① موضوع روایت کو بیان کرنا بلا اتفاق حرام ہے ہاں تنبیہ کی غرض سے بیان کرنا درست ہے۔ ② موضوع روایت کو پہچاننے کے لیے چند قواعد درج ذیل ہیں: (الف) جھوٹا شخص اقرار کر لے کہ اس نے نبی ﷺ کا نام لے کر فلاں فلاں جھوٹ گھڑا ہے جیسا کہ ابو عصمہ نوح بن ابی مریم نے قرآنی سورتوں کے فضائل گھڑے تھے اور اس کا اقرار بھی کیا تھا۔ (ب) ایسے اساتذہ سے سننے کا دعویٰ کرے جو اس کی پیدائش سے قبل فوت ہو گئے ہوں یا ان سے زندگی بھر ملاقات نہ ہوئی ہو۔ (ج) کوئی شخص اپنے گروہ کے فضائل اور مخالفین کی مذمت میں روایت بیان کرے۔ (د) روایت کے الفاظ انتہائی رکیک ہوں کہ زبان نبوی سے ان کا نکلنا محال ہو۔ ③ موضوع روایات کو گھڑنے کے چند اسباب علمائے کرام نے بیان کیے ہیں۔ موضوع روایت کو بیان کرنا یا فضائل اعمال میں ان کو قابل عمل سمجھنا یا لوگوں کو اس کی تبلیغ کرنا ان اسباب سے ان کی قباحت اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ مثلاً: اسے مذہب کی حمایت اور دوسرے مذہب کی مذمت میں احادیث گھڑنا۔ حکمرانوں کا تقرب حاصل کرنا۔ اسلام میں طعن و تفتیش طلب رزق و شہرت کا حصول وغیرہ۔ ④ موضوع روایات سے عصمت انبیاء پر حرف آتا ہے۔ ائمہ و علماء کی بے ادبی ہوتی ہے اور اسلام کا روشن چہرہ دھندلا جاتا ہے نیز بدعات کے فروغ کا ایک اہم سبب موضوع روایات بھی ہیں لہذا ان روایات کو بیان کرنا بالکل حرام ہے۔ ⑤ موضوع روایات کی قباحت واضح کرنے کے لیے چند مثالیں: (الف) عمر بن موسیٰ نامی جھوٹے نبی ﷺ پر یہ بہتان باندھا کہ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ جب غصے میں ہوتا ہے تو وحی عربی زبان میں نازل کرتا ہے اور جب راضی ہوتا ہے تو وحی فارسی میں نازل کرتا ہے۔“ اس کے جواب میں اسماعیل نامی کذاب نے یہ روایت گھڑی: ”اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ زبان فارسی ہے اور اہل جنت کی زبان عربی ہے۔“ (ب) مامون بن

۳۷- [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/۳۹ من حديث عطية بن سعد العوفي به، وهو تابعي معروف، ضعيف الحفظ، مشهور بالندليس القبيح (طبقات المدلسين/المرتبة الرابعة)، وانظر أيضاً، ح: ۱۱۲۹، والحديث متواتر كما تقدم، ح: ۳۳.



-- کتاب السنۃ _____ رسول اللہ ﷺ سے جان بوجھ کر جھوٹی حدیث منسوب کرنے کی ممانعت کا بیان

احمد ذہبی نے امام شافعی رضی اللہ عنہ کی خدمت اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تعریف میں یہ روایت بتائی ہے، آپ نے فرمایا: ”میری امت میں ایک شخص محمد بن ادریس ہوگا جو میری امت کے لیے اہلبیس سے زیادہ نقصان دہ ہے، جبکہ ایک شخص ابوحنیفہ ہوگا وہ میری امت کا سراج ہے۔“ ﴿موضوع روایات کی معرفت کے لیے درج ذیل کتب کا مطالعہ نہایت مفید ہے: ﴿کتاب الموضوعات / لأبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن الجوزي. ﴿اللائي المصنوعة / للإمام السيوطي. ﴿سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة / للشيخ الألباني.

(المعجم ۵) - باب مَنْ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ [حَدِيثًا] وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ (التحفة ۵)

باب: ۵۔ جس حدیث کے متعلق معلوم ہو کہ وہ جھوٹ ہے اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا منع ہے

۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۳۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے میری طرف نسبت کر کے کوئی حدیث بیان کی، حالانکہ اس کے خیال میں وہ جھوٹ ہے تو وہ بھی دو جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔“

۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ عَلِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ حَدَّثَ عَنِّي حَدِيثًا وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ».



☀️ فوائد و مسائل: ﴿جس طرح جھوٹی حدیث گھڑنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے، اسی طرح اس جعلی حدیث کو دوسروں تک پہنچانا بھی بڑا جرم ہے۔ ایسی حدیث روایت کرنے والا اسے گھڑنے والے کے ساتھ گناہ میں شریک ہے لہذا وہ بھی اسی وعید کا مستحق ہے جو حدیث گھڑنے والے کے حق میں وارد ہے، یعنی وہ جہنمی ہے۔ ﴿[الکاذبین] حدیث کا یہ لفظ دو طرح سے پڑھا گیا ہے، تنزیہ کے صیغے سے [الکاذبین] اور جمع کے صیغے سے [الکاذبین] مذکورہ بالا ترجمہ تنزیہ کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔ جمع کے لحاظ سے ترجمہ یوں ہوگا: ”وہ بھی جھوٹ بولنے والوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔“ اس اختلاف سے اصل مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ﴿ان دو جھوٹوں سے مراد دو مدعی نبوت ہیں، مسیلمہ کذاب پیامبر (نجد) میں اور اسود عسلی یمن میں۔ دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا، اس لیے جس نے کوئی حدیث گھڑی تو گویا اس نے دعویٰ کیا کہ وہ نبی ہے کیونکہ قرآن کی طرح حدیث بھی ایک طرح سے وحی ہے کیونکہ یہ بھی اللہ کی طرف سے الہام ہوتی ہے۔ جمع والا معنی کرنے سے مراد ہوگا کہ قیامت تک جتنے نبوت کا

۳۸- [صحیح] أخرجه ابن أبي شيبة، الأديب، باب ما ذكر من علامة النفاق / ۸ / ۵۹۵، ح: ۲۵۶۰۷ * ابن أبي ليلى تابعه شعبة في رواية والأعمش، والحديث الآتي شاهد له، وانظر، ح: ۴۰.

-- کتاب السنۃ _____ رسول اللہ ﷺ سے جان بوجھ کر جھوٹی حدیث منسوب کرنے کی ممانعت کا بیان

دعویٰ کرنے والے آئیں گے وہ بھی ان میں سے ایک ہوگا۔ ایک حدیث میں آپ نے قیامت سے پہلے پہلے میں کذاب و دجال (جھوٹے نبیوں) کا ذکر فرمایا ہے (مسند أحمد: ۱۰۳/۲) اور جھوٹی روایت گھڑنے والے کو ان کے ساتھ شاماریا ہے۔ ① لوگوں کو خبردار کرنے کے لیے ایسی روایت بیان کرنا جائز ہے تاکہ وہ اس سے دھوکا کھا کر اس پر عمل نہ کریں، کیونکہ اس صورت میں مقصود دھوکا دینا نہیں بلکہ دھوکے سے بچانا ہوتا ہے۔

۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ :
حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ . ح : وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ :
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ،
عَنِ الْحَكَمِ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي
لَيْلَى ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ : «مَنْ حَدَّثَ عَنِّي حَدِيثًا وَهُوَ يُرَى أَنَّهُ
كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ» .

۳۹- حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص مجھ سے کوئی حدیث بیان
کرتا ہے اور اس کے خیال میں وہ جھوٹ ہے وہ بھی
جھوٹ بولنے والے دو افراد میں سے ایک ہے۔“

۴۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ،
عَنِ الْحَكَمِ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي
لَيْلَى ، عَنْ عَلِيٍّ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «مَنْ
رَوَى عَنِّي حَدِيثًا وَهُوَ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ
أَحَدُ الْكَاذِبِينَ» .

۴۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے
فرمایا: ”جو شخص مجھ سے کوئی حدیث روایت کرتا ہے اور
اس کے علم کے مطابق وہ جھوٹ ہے تو وہ بھی جھوٹ
بولنے والے دو افراد میں سے ایک ہے۔“

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ : أَنْبَأَنَا
الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى الْأَشْبِيِّ عَنْ شُعْبَةَ .
مِثْلَ حَدِيثِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ .

محمد بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں جناب حسن
بن موسیٰ نے شعبہ سے حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی
مثیل حدیث بیان کی۔

۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :

۴۱- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۳۹- أخرجه مسلم في مقدمة صحيحه ، باب وجوب الرواية عن الثقات . . . الخ عن ابن أبي شيبة به .

۴۰- [صحيح] انظر الحديث السابق ، وأخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند (۱ / ۱۱۲ ، ح : ۹۰۳) عن عثمان
ابن أبي شيبة به .

۴۱- أخرجه مسلم ، المقدمة ، باب وجوب الرواية عن الثقات . الخ عن ابن أبي شيبة به . وفيه : «عن شعبة»

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص میری طرف منسوب کر کے کوئی حدیث بیان کرتا ہے اور اس کے علم کے مطابق وہ جھوٹ ہے تو وہ بھی جھوٹ بولنے والے دو افراد میں سے ایک ہے۔“

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي تَابِتٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَيْبٍ، عَنِ الْمُعْبِرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ حَدَّثَ عَنِّي بِحَدِيثٍ وَهُوَ يُرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ».

🌞 فائدہ: ان روایات میں رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ ہانا تمام جہان کے جھوٹ سے بدرجہ۔

باب: ۶- ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کی بیرونی کابیان

(المعجم ۶) - باب اثْبَاعِ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ (التحفة ۶)

۴۲- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور ایک متاثر کن وعظ فرمایا جس سے دل (اللہ کی ناراضی اور عذاب سے) خوف زدہ ہو گئے اور آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ہمیں ایسے نصیحت فرمائی ہے جس طرح رخصت کرنے والا نصیحت کیا کرتا ہے آپ ہم سے کوئی عہد و پیمان لے لیجئے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور حکم سن کر تعمیل کرو اگر وہ چپ (حمرا حاکم) کوئی حشی غلام ہو۔ اور تم میرے بعد سخت اختلاف دیکھو گے“ تو میری سنت کو اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریقے کو اختیار کرنا اسے ڈانٹوں سے پکڑ کر رکھنا (اس پر مضبوطی سے قائم رہنا) اور نئے نئے کاموں سے

۴۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَبِيبٍ ابْنِ دَعْوَانَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَعْلَاءِ بِعَنِي: ابْنُ زَيْرٍ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي الْمُطَاعِ، قَالَ: سَمِعْتُ الْعُرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ يَقُولُ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، ذَاتَ يَوْمٍ، فَوَعظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً وَجَلَّتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ. فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَعظت مَوْعِظَةً مُودِعٍ، فَأَعهدَ إِلَيْنَا بِعَهْدٍ. فَقَالَ: «عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا. وَسَتْرُونَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلافًا شَدِيدًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُوا

عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْأُمُورَ پرہیز کرنا، کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔
الْمُحَدَّثَاتِ، فَإِنَّ كُلَّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ».

🌟 فوائد و مسائل: ① رخصت کے وقت نصیحت اور وصیت کرنا مسنون ہے۔ ② تقویٰ کی اہمیت تقویٰ کا مطلب ہے اللہ کی ناراضی سے بچنے کے لیے برے کاموں سے پرہیز کیا جائے تاکہ جہنم کے عذاب سے محفوظ رہیں۔ ③ شرعی حاکم کی فرماں برداری فرض ہے الایہ کہ وہ کوئی ایسا حکم دے جو واضح طور پر خلاف شریعت ہو۔ ④ نبی ﷺ نے فرمایا کہ امت میں بہت سے اختلافات ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مسلمانوں میں مذہبی اور سیاسی بنیادوں پر بہت سے اختلافات پیدا ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ کا پہلے سے اس کی خبر دے دینا آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔ ⑤ اختلافات میں فیصلہ کن چیز قرآن و حدیث ہے۔ سنت نبوی کی یہ اہمیت قرآن مجید سے بھی ثابت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ (النساء: ۵۹) "اگر کسی معاملے میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لے جاؤ اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو یہ طریقہ عمل بہتر ہے اور اس کا انجام اچھا ہے۔" ⑥ خلفائے راشدین کی زندگی بھی قرآن و حدیث پر عمل کی روشن مثال ہے۔ انھوں نے اسلام کی تعلیمات براہ راست رسول اللہ ﷺ سے حاصل کی تھیں اس لیے ان کا ہم دین قابل اعتماد ہے۔ خصوصاً اس لیے بھی کہ خود نبی ﷺ نے ان حضرات کو "ہدایت یافتہ" فرمایا ہے۔ ⑦ خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام قرآن و سنت پر عمل کرتے تھے اور بدعات سے اجتناب کرتے تھے اس لیے بدعات سے پرہیز ضروری ہے۔ ⑧ بدعت کو حسنا اور سیدہ میں تقسیم کر کے بعض بدعات کو اچھی اور جائز قرار دینا درست نہیں البتہ وہ ایجادات جن کا تعلق دین سے نہیں جائز دنیوی امور سے ہے انھیں شرعاً بدعت نہیں کہا جاتا اس لیے ان کا استعمال درست ہے۔



۴۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ بِشْرِ بْنِ مَنْصُورٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ السَّوَّافِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ صَمْرَةَ بْنِ حَبِيبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو السَّلْمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ الْعُرْبَانَ بْنَ سَارِيَةَ يَقُولُ: وَعَظَّنَا ۴۳- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں (ایسا) وعظ فرمایا جس کے اثر سے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور دل (اللہ کی ناراضی اور عذاب سے) خوف زدہ ہو گئے۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ تو ایسا وعظ ہے جیسے کسی رخصت کر نیوالے کی نصیحت تو آپ ہم سے کیا

۴۳- [إسناده صحيح] أخرجه أبوداود، السنة، باب في لزوم السنة، ح: ۴۶۰۷، والترمذي، ح: ۲۶۷۶، وقال: "حسن صحيح"، ورواه أحمد: (۱۲۶/۴) عن عبد الرحمن بن مهدي به، وصححه ابن حبان: (۱۰۲)، والحاكم: ۱/ ۹۵، ۹۶، والذهبي.

وعدہ لیتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہیں روشن (شریعت) پر چھوڑ رہا ہوں۔ جس کی رات بھی دن کی طرح (روشن) ہے میرے بعد وہی شخص کج روی اختیار کرے گا جو ہلاک ہونے والا ہے۔ تم میں سے جو کوئی زندہ رہے گا وہ جلد بہت اختلاف دیکھے گا لہذا تمہیں میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کا جو طریقہ معلوم ہو اسی کو اختیار کرنا۔ اسے ڈاڑھوں کے ساتھ مضبوطی سے پکڑنا۔ اور (امیر کی) اطاعت کو لازم پکڑنا اگرچہ وہ جھٹی غلام ہو کیونکہ مومن تو تکمیل والے اونٹ کی طرح ہوتا ہے جہاں لے جایا جائے چلا جاتا ہے۔“

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَوْعِظَةٌ ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجَلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ. فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ هَذِهِ لَمَوْعِظَةٌ مُودِعٌ. فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ قَالَ: «قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ، لَيْلَهَا كَنَهَارِهَا. لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ، مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا. فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ. وَعَلَيْكُمْ بِالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا. فَإِنَّمَا الْمُؤْمِنُ كَالْحَمَلِ الْأَنِفِ، حَيْثُمَا قِيدَ انْقَادًا.»



☀️ فوائد و مسائل: ① شرعی احکام سے روگردانی ہلاکت کا باعث ہے۔ ② مومن شرعی احکام کی اتباع کرتا ہے اگرچہ بظاہر مشکل ہوں۔ مومن کو اونٹ کے ساتھ تشبیہ اس لیے دی گئی ہے کہ وہ اپنے مالک کے حکم کے مطابق چلتا ہے اگرچہ سفر مشکل ہی ہو۔ ③ اسلام نے غلامی کے سلسلے میں جو دور رس اصلاحات کیں اور جس طرح انھیں بہ تدریج تمام انسانی حقوق سے نوازا ان ہی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کی بنیاد پر اعلیٰ سے اعلیٰ منصب پر بھی فائز ہو سکتے ہیں۔ ایسے حالات میں مسلمانوں کو یہی ہدایت ہے کہ وہ اس پر ناک بھوں نہ چڑھائیں بلکہ اس کی اس حیثیت کو تسلیم کریں جو اسے اس کی ذہنی و دماغی صلاحیتوں کی وجہ سے حاصل ہوئی ہو۔ ④ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق قرونِ ثلاثہ کے بعد امت محمدیہ میں وسیع اختلاف ہوا نئے نئے مذاہب اور گمراہ فرقوں نے جنم لیا۔ ہر ایک نے اپنا اپنا امام اور پیشوا ٹھہرایا ہے کہ اختلاف کے وقت اس کی طرف رجوع کرے اور رسول اللہ ﷺ کی وصیت کو بھول گئے ہیں حالانکہ آپ نے وصیت کی تھی کہ اختلاف کے وقت میری اور خلفائے راشدین کی سنت پر چلنا۔

٤٤ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْمُسَمَعِيُّ : حَدَّثَنَا نُورُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ الْعُرْبَاضِ بْنِ

٣٣ - حضرت عمر باض بن ساریہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی پھر چہرہ مبارک ہماری طرف پھیر لیا اور ایک پرتا شیر وعظ فرمایا..... اس کے بعد راوی نے پوری

-- کتاب السنۃ -- بدعات اور غیر ضروری بحث و تکرار سے پرہیز کرنے کا بیان

نَارِيَّةَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثُ بَيَانِ كِي -
صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَوَعظَنَا
نُوعِظَةَ بَلِيغَةً. فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

☀️ فوائد و مسائل: ① نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بیٹھنا مننون ہے۔ ② وعظ و نصیحت کے لیے فرض نماز کے بعد کا وقت مناسب ہے، کیونکہ اس موقع پر مسلمان جمع ہوتے ہیں اور توجہ سے امام کی بات سنتے ہیں۔ تاہم وعظ اس قدر طویل نہیں ہونا چاہیے کہ سامعین اکتاہٹ محسوس کرنے لگیں۔

(المعجم ۷) - باب اجتناب البدع
وَالْجَدَلِ (التحفة ۷)
باب ۷- بدعات اور غیر ضروری
بحث و تکرار سے پرہیز کرنے کا بیان

* بدعت کی تعریف: ہر وہ کام جسے دین میں تقرب الہی کے حصول کے لیے ایجاد کیا گیا ہو اور اس کی صحت پر کوئی دلیل کتاب اللہ سنت رسول اور صحابہ کے عمل سے نہ ہو۔

* بدعت کے رد میں علمائے سلف کے اقوال: (۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”ہر بدعت گمراہی ہے اگرچہ لوگ اسے اچھا ہی گمان کرتے ہوں۔“ (شرح اعتقاد اہل السنۃ: ۹۲/۱) (۲) امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”جس شخص نے اسلام میں کوئی بدعت نکالی، اسے مستحسن جانا تو گویا اس نے حضرت محمد ﷺ کو رسالت میں خیانت کا مرتکب قرار دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ ”آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔“ لہذا جو چیز اس (حجۃ الوداع کے دن) دین نہیں تھی وہ آج بھی دین نہیں۔“ (کتاب الاعتصام، ص: ۶۳، إيقاظ الهممة، ص: ۱۳۳) (ج) حضرت ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”جس نے کسی بدعت کی عزت اور احترام کیا اس نے اسلام کو برباد کرنے میں تعاون کیا۔“ (شرح اعتقاد اہل السنۃ: ۱۳۹/۱) (د) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ بدعتی کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔“ (شرح الاعتقاد: ۱۳۹/۱)

* بدعات کی ابتدا اور پھیلاؤ کے اسباب: ① بدعت کی غلط تقسیم: بدعت کو دو قسموں میں تقسیم کر کے بے شمار خرافات کو دین میں داخل کر دیا گیا ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے حالانکہ ہر بدعت گمراہی ہے، مثلاً بدعت حسنہ کے نام سے نیا دین متعارف کروا دیا گیا ہے جس میں ولایت، طریقت، سلوک، بیعت، اجازت، عنایت، فیض، مراقبہ، چلہ، سماع، رقص، حال، وجد، عرس، چہلم، چادر پوشی، قبر کا غسل، میلاد، گیارہویں اور اسی قسم کی بے شمار گمراہیاں شامل ہیں۔ ② آباؤ اجداد کی پیروی: اکثر جہلاء اپنے باپ دادا کی رسومات کو دین سمجھ کر اپناتے ہیں اور پھر دین و دنیا کی بربادی پر شاداں فرحان پھرتے ہیں، مثلاً حزاروں پر حاضری، عرس میں شرکت، سالانہ فاتحہ خوانی، محفل میلاد اور برسیاں منانا محض بدعت کے سوا کچھ نہیں، جنھیں بدکردار سیاستدان، خود غرض مولوی صاحبان اور آباؤ اجداد کی اندھی تقلید میں جتلا جہلاء

خوب پروان چڑھا رہے ہیں۔ ⑤ بزرگان کی محبت میں غلو: جہلاء قرآن و سنت کی تعلیمات سے دور ہونے کے باوجود بزرگوں کی محبت کو نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اسی اندھی محبت کی وجہ سے طرح طرح کی بدعات کے ذریعے سے بزرگوں کی خوشنودی اور تقرب کے حصول کی کوشش کرتے ہیں۔ ⑥ دین سے دوری: بدعات کی ابتدا اور ترقی ہمیشہ بے دین اور جہلاء میں ہوئی ہے۔ قرآن و سنت کی تعلیم سے بے رغبتی بدعات کی دلدل کو ہر روز وسیع کر رہی ہے۔

⑦ علماء کی مجرمانہ خاموشی: علمائے حق کی خاموشی بدعات کے فروغ کا بہت بڑا سبب ہے۔ جب علمائے حق بدعات کا پرزور رد نہیں کرتے تو عوام انھیں دین سمجھ کر اپنا لیتے ہیں۔ ⑧ حکمرانوں کی سرپرستی: بدعمل اور بدکردار حکمران عوام کو مشغول رکھنے کے لیے مختلف بدعات کی سرپرستی کرتے ہیں تاکہ عوام بدعات کو دین و ثواب سمجھ کر ان میں مصروف رہیں اور خود حکمران اپنی عیاشیوں میں کوئی رکاوٹ محسوس نہ کریں۔ جیسا کہ وطن عزیز میں چند برسوں سے محافل میلاد، تعزیر اور ماتم کے جلوسوں میں ہو رہا ہے۔ ⑨ سالانہ بدعات کی ایک جھلک: عہد حاضر میں بدعت نے جس طرح تیز رفتاری سے ترقی کی ہے شاید ہی کسی اور شعبے نے ایسی ترقی کی ہو۔ سال بھر میں کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس میں کسی نہ کسی بدعت کی محفل نہ بنتی ہو۔ سال بھر کی مشہور و معروف بدعات کچھ یوں ہیں: حضرت حسین

رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن ماتم، تعزیر اور رونے پینے کی بدعات، نبی اکرم ﷺ کی ولادت کے نام پر محافل میلاد کا انعقاد، شب برات اور شب معراج کی محفلیں، گیارہویں شریف، تیجہ ساتواں، چالیسواں، اجرت پر قرآن پڑھانا وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ تمام بدعات سے بچنے اور سنت نبوی پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ⑩ بدعتی شخص اسلام اور علمائے اسلام کی نظر میں: قرآن و سنت کی اتباع چھوڑ کر لوگوں کی آراء اور بدعات کو اختیار کرنے والا شخص اسلام اور علمائے اسلام کی نظر میں انتہائی برا ہے۔ اس سلسلے میں فرامین نبوی اور اقوال علماء درج ذیل ہیں: رسول اکرم ﷺ نے بدعتی کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا: ”مدینہ منورہ عمر پہاڑ سے لے کر ثور تک حرم ہے، جس شخص نے اس میں کوئی بدعت رائج کی یا کسی بدعت کو پناہ دی اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ ایسے شخص سے اللہ تعالیٰ

قیامت کے روز کوئی فرض یا نفل عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔“ (صحیح البخاری، فضائل المدینة، باب حرم المدینة، حدیث: ۱۸۷۰، و صحیح مسلم، الحج، حدیث: ۱۳۷۰) نیز ارشاد نبوی ہے: ”جس شخص نے لوگوں کو ہدایت کی دعوت دی، اسے اس ہدایت پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا اور ان کے اپنے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس شخص نے گمراہی کی طرف بلایا، اسے گمراہی پر عمل کرنے والے تمام لوگوں کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا جب کہ ان کے اپنے گناہوں میں بھی کچھ کی نہ ہوگی۔“ (صحیح مسلم، العلم، باب

من سن سنة حسنة أو سيئة.....، حدیث: ۲۶۷۴) حضرت ہشام بن حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بدعتی شخص کا روزہ نماز حج، جہاد، عمرہ، صدقہ خیرات، غلام آزاد کرنا، نفل عبادت اور فرض عبادت کچھ بھی قبول نہیں فرماتا۔ (کتاب الاعتصام: ۱۱۳/۱) حضرت ایوب سختیانی فرماتے ہیں: بدعتی شخص نماز روزے میں معنی محنت کرتا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ (کتاب الاعتصام: ۱۱۳/۱) امام ابوالجوزاء رضی اللہ عنہ بدعتی کے ساتھ اپنی نفرت کا



بدعات اور غیر ضروری بحث و کھراسے پر ہیز کرنے کا بیان

اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بدعتی شخص کے پاس بیٹھے سے کہیں زیادہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرا گھر بندروں اور خزیروں سے بھر جائے (اور میں ان کی مجلس اختیار کر لوں۔) (الاعتصام: ۹۱/۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بدعتی شخص سے سلام لینا بھی گوارا نہیں فرماتے تھے۔ ایک شخص نے آ کر کہا کہ فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے سنا ہے کہ اس نے فلاں بدعت شروع کی ہے اگر یہ صحیح ہے تو اسے میری طرف سے سلام مت پہچانا۔ (سنن الدارمی، المقدمہ، باب اجتناب اهل الأهواء والبدع والخصومة، حدیث: ۳۹۷)

۴۵- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَأَحْمَدُ بْنُ ثَابِتِ الْجَحْدَرِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا حَاطَبَ أَحْمَرْت عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ كَأَنَّهُ مُنْدِرٌ جَيْشٍ، يَقُولُ: «صَبَّحَكُم مَسَاكُم». وَيَقُولُ: «بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةَ كَهَاتَيْنِ». وَيَقْرُنُ بَيْنَ إِضْبَعِيهِ السَّبَابَةَ وَالْوُسْطَى. ثُمَّ يَقُولُ: «أَمَّا بَعْدُ. فَإِنَّ خَيْرَ الْأُمُورِ كِتَابُ اللَّهِ. وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا، وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ». وَكَانَ يَقُولُ: «مَنْ تَرَكَ مَا لَا فَلَاحَ لَهُ، وَمَنْ تَرَكَ دِينًا أَوْ ضِيَاعًا فَعَلَىٰ وَإِلَيَّ».

۴۵- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آواز بلند ہو جاتی اور غصہ تیز ہو جاتا۔ (یوں محسوس ہوتا) گویا آپ (دشمن کے) لشکر سے خوف دلاتے ہوئے کہہ رہے ہیں: وہ صبح یا شام کو حملہ آور ہونے والا ہے اور آپ اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ملا کر فرماتے: ”مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے جس طرح دو انگلیاں (ایک دوسرے سے بہت قریب ہیں۔)“ علاوہ ازیں فرماتے: ”اما بعد! بہترین چیز اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔ اور بدترین کام نئے ایجاد کردہ کام (بدعتیں) ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“ اور فرماتے تھے: ”جو شخص (مرتے وقت) مال چھوڑ جائے وہ اس کے گھر والوں کا ہے اور جو (اپنے ذمے) قرض چھوڑ جائے یا بیوی بچوں کو (لاوارث) چھوڑ جائے تو (اس کی ادائیگی اور ان کی کفالت) میرے ذمے ہے۔“

نوائد و مسائل: ① خطبے کا اصل مقصد غلطیوں پر تنبیہ کرنا اور ان کے برے انجام سے ڈرانا ہے لہذا خطبہ میں حالات کے مطابق عوام کی غلطیوں کی نشاندہی اور صحیح راستہ کی طرف رہنمائی کرنا ضروری ہے۔ ② موضوع کی مناسبت سے خطبے میں جذباتی رنگ اختیار کرنا بھی درست ہے۔ ③ صراط مستقیم کا خلاصہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ

ﷺ کی پیروی ہے۔ ⑤ خطبے کے دوران میں انگلی سے اشارہ مسنون ہے اور کوئی بات سمجھانے کے لیے مناسب اشارات سے مدد لینا درست ہے۔ ⑥ قرب قیامت کی صراحت میں یہ اشارہ موجود ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ جس طرح درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں ہوتی، اسی طرح نبی اکرم ﷺ کے بعد قیامت سے پہلے کسی کو نبی بنا کر مبعوث نہیں کیا جائے گا البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نزول نبی اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے کے منافی نہیں، کیونکہ انھیں نبوت پہلے چلی تھی اور اب وہ شریعت محمدی کے مطابق عمل کریں گے۔ ⑦ قیامت قریب ہونے میں امت کے افراد کے لیے یہ سبق ہے کہ وہ دنیا میں منہمک ہو کر قیامت کو فراموش نہ کر دیں بلکہ زیادہ توجہ سے آخرت کے لیے تیاری کریں۔ ⑧ بدعت کو حسد اور سیدہ میں تقسیم کرنا درست نہیں بلکہ ہر بدعت سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ⑨ فوت ہونے والے کا ترکہ قرآن و حدیث میں بیان کیے ہوئے اصولوں کے مطابق وارثوں میں تقسیم ہونا چاہئے، حکام اس میں تبدیلی کرنے کا حق نہیں رکھتے بلکہ ان کا فرض ہے کہ ہر وارث کے لیے اس کے مقررہ حصے کا حصول یقینی بنائیں۔ ⑩ لا وارث اور ضرورت مند افراد کی کفالت کرنا اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اس حالت میں فوت ہو کہ اس کے ذمہ قرض ہو لیکن وہ اتنا مال نہ چھوڑ گیا جو جس سے قرض ادا ہو سکے تو اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ بیت المال سے اس کا قرض ادا کرے اور اس کے پسماندگان کے جائز اخراجات پورے کرے۔



۴۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چیزیں دو ہی ہیں: کلام اور عملی طریقہ، تو بہترین کلام اللہ کا کلام ہے اور بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔ خبردار! نئے نئے کاموں سے بچو، سب سے برے کام وہ ہیں جو (دین میں) نئے ایجاد کیے گئے ہوں اور ہر نوا ایجاد عمل بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ خبردار! تم میں لمبی زندگی کا خیال پیدا نہ ہو جائے ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔ خبردار! جو کچھ آنے والا ہے وہ قریب ہی ہے، دور تو وہ ہے جو آنے والا نہیں۔ خبردار! بد نصیب وہ ہے جو ماں

۴۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونِ الْمَدَنِيِّ أَبُو عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّمَا هُمَا اثْنَتَانِ: الْكَلَامُ وَالْهَدْيُ، فَأَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللَّهِ، وَأَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، إِلَّا وَبَيَاتِكُمْ وَمُحَدَّثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ شَرَّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا، وَكُلُّ مُحَدَّثَةٍ بِدْعَةٌ،

۴۶- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ۲۵ من حديث محمد بن جعفر به مختصراً * أبو إسحاق مشهور بالتدليس، وهو تابعي ثقة * (طبقات المدلسين للمحافظ ابن حجر/ المرتبة الثالثة) وعنن، وأكثر ألفاظ الحديث صحيحة في أحاديث أخرى.

بدعات اور غیر ضروری بحث و تکرار سے پرہیز کرنے کا بیان

کے پیٹ میں بدنصیب قرار پا گیا اور خوش نصیب وہ ہے جس نے دوسروں (کے برے انجام) سے نصیحت حاصل کر لی۔ خبردار! مومن سے جنگ کرنا کفر ہے اور اسے گالی دینا فسق ہے۔ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ اپنے (مسلمان) بھائی سے قطع تعلق کیے رہے۔ خبردار! جھوٹ سے بچو جھوٹ نہ سنجیدگی سے بولنا جائز ہے اور نہ مذاق میں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ آدمی اپنے بچے سے کوئی وعدہ کرے پھر اسے پورا نہ کرے۔ بلاشبہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور سچ نیکی کی راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے۔ سچے کے بارے میں کہا جاتا ہے: اس نے سچ بولا اور نیکی کا کام کیا اور جھوٹے کو کہا جاتا ہے: اس نے جھوٹ بولا اور گناہ کا ارتکاب کیا۔ خبردار! (بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ) بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے ہاں اسے کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔“

رُكُلٌ بِدَعْوَةِ ضَلَالَةٍ. أَلَا لَا يَطْوُلَنَّ عَلَيْكُمْ
لَأَمَدٌ فَتَقْسُوا قُلُوبَكُمْ، أَلَا إِنَّ مَا هُوَ آتٍ
نَرِيبٌ، وَإِنَّمَا الْبَعِيدُ مَا لَيْسَ بِآتٍ. أَلَا
بِمَا الشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ،
وَالسَّعِيدُ مَنْ وَعَظَ بَعِيْرِهِ: أَلَا إِنَّ قِتَالَ
لْمُؤْمِنِ كُفْرٌ وَسِبَابُهُ فُسُوقٌ، وَلَا يَجُلُ
مُسْلِمٌ أَنْ يَهْجُرَ أَحَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ. أَلَا
رِيَاءُكُمْ وَالْكَذِبُ، فَإِنَّ الْكَذِبَ لَا يَصْلُحُ
بِالْجِدِّ وَلَا بِالْهَنْزَلِ، وَلَا يَبْعِدُ الرَّجُلَ صَبِيْهَةً
لَمْ لَا يَفِيَّ لَهُ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى
لُفْجُورٍ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ،
وَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ
يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّهُ يُقَالُ لِلصَّادِقِ:
صَدَقَ وَرَوَّ. وَيُقَالُ لِلْكَاذِبِ: كَذَبَ
وَفَجَرَ. أَلَا وَإِنَّ الْعَبْدَ يَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ
عِنْدَ اللَّهِ كَذَابًا».

فائدہ: یہ روایت سداً ضعیف ہے تاہم اس کے اکثر جملے صحیح حدیثوں میں بھی آئے ہیں، اس لیے وہ صحیح ہیں جہاں جہاں وہ روایات آئیں گی وہاں ان سے متعلقہ فوائد بھی ذکر کر دیے جائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

۴۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخْرُ مُتَشَابِهَاتٌ..... وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ ”وہی ہے جس نے آپ پر کتاب نازل کی اس کی کچھ آیات محکم

۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ جَدَّاشٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيَّةَ: حَدَّثَنَا أَبُو ب. ح. وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ نَابِثِ الْجَحْدَرِيِّ، وَيَعْيَى بْنُ حَكِيمٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ

47- [صحیح] أخرجه أحمد: ۶/۴۸ عن إسماعيل به، وله طريق آخر، متفق عليه عن ابن أبي مليكة عن القاسم بن محمد عنها، رضي الله عنها.

(واضح) ہیں؛ جو اس کتاب کی اصل ہیں اور کچھ دوسری تشابہات (غیر واضح) ہیں تو جن کے دلوں میں کبھی ہے وہ تشابہات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جو تشابہ (غیر واضح) ہیں ان کا مقصد محض فتنے اور تاویل کی تلاش ہوتا ہے؛ حالانکہ ان کی اصل حقیقت سے اللہ کے سوا کوئی واقف نہیں اور علم میں پختگی رکھنے والے کہتے ہیں: ہمارا ان (تشابہات) پر ایمان ہے؛ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو عقل مند ہی حاصل کرتے ہیں۔“

پھر فرمایا: ”اے عائشہ! جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ان (تشابہات) کے بارے میں بحث کرتے ہیں تو (جان لو کہ) یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے (اس آیت میں) مراد لیا ہے؛ لہذا ان سے بچو۔“

عَبْدُ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَلَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ﴾ - إِلَى قَوْلِهِ: ﴿وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ [آل عمران: ۷]

فَقَالَ: «يَا عَائِشَةُ! إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِيهِ، فَهُمْ الَّذِينَ عَنَاهُمْ اللَّهُ، فَاحْذَرُوهُمْ».



☀️ فوائد و مسائل: ① قرآن مجید کی بعض آیات احکام پر مشتمل ہیں جو واضح ہیں یا صحیح احادیث سے ان کی وضاحت ہو جاتی ہے اور ان پر عمل کرنے میں کوئی مشکل نہیں؛ اس طرح کی سب آیات محکم ہیں۔ بعض آیات کا تعلق عقائد سے ہے؛ مثلاً تو حیدر رسالت، قیامت وغیرہ۔ قرآن مجید اور احادیث میں ان کی تفصیل موجود ہے اور ان کے دلائل بھی مذکور ہیں؛ یہ بھی محکم ہیں۔ اس کے برعکس بعض آیات ایسی بھی ہیں جن کا واضح مفہوم متعین نہیں کیا جاسکتا؛ مثلاً حروف مقطعات۔ ان پر اس حد تک ایمان لانا کافی ہے کہ یہ بھی قرآن کا جز ہیں اور اللہ کا کلام ہیں جن کی تلاوت پر اسی طرح ثواب ملتا ہے جس طرح دوسری آیات کی تلاوت باعث ثواب ہے۔ اس سے زیادہ؛ جو کہ ضرورت نہیں۔ اسی طرح وہ معاملات جن کا تعلق عالم غیب سے ہے ان پر بھی اس انداز سے ایمان لانا کافی ہے کہ یہ اشیاء یقیناً موجود ہیں؛ یا یہ حالات یقیناً پیش آنے والے ہیں اور ان کی جو تفصیلات قرآن و حدیث میں مذکور ہیں؛ وہ ہمارے لیے کافی ہیں؛ اس سے زیادہ تحقیق و تفتیش کی ضرورت نہیں؛ مثلاً فرشتے اللہ کی ایک اطاعت گزار مخلوق ہیں جو اپنے اپنے متعین دائرہ کار میں مصروف عمل ہیں۔ یا قیامت کے دن بندوں کے اعمال کا وزن ہوگا۔ اس پر ایمان لانا چاہیے۔ یہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں کہ اعمال تو غیر مادی اشیاء ہیں اور وزن مادی اشیاء کا ہوتا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے جس طرح کے ترازو سے چاہے گا ان کا وزن کر لے گا۔ اسی طرح عذاب قبر کا تعلق بھی عالم غیب سے ہے۔ اس لیے یہ اعتراض بے جا ہے کہ ہمیں کافروں اور بدکاروں کی قبروں میں عذاب کے آثار نظر نہیں آتے اور نیک لوگوں کی قبروں میں نعمت کے آثار نظر نہیں آتے۔ ان مسائل میں جتنی زیادہ بحث و تجمیص کی جائے؛ لغزش کے

بدعات اور غیر ضروری بحث و گھمراہ سے پرہیز کرنے کا بیان

امکانات اتنے ہی زیادہ ہوتے ہیں لہذا ان پر مجمل ایمان کافی ہے۔ ⑤ تشابہات میں بلا ضرورت بحث سے پرہیز ہی علمائے حق کا طریقہ ہے۔ ⑥ اس قسم کے معاملات کو زیر بحث لانے سے فتنے کے دروازے کھلنے ہیں لہذا جو لوگ اس قسم کے مباحث چھیڑیں ان کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے تاکہ وہ عوام کے ایمان کے لیے خطرہ نہ بنیں۔

۴۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ. ح: وَحَدَّثَنَا حَوْزَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوا عَلَيْهِ إِلَّا أَوْتُوا الْجَدَلَ». ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ﴾. [الزخرف: ۵۸]

۳۸- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”کچھ لوگ ہدایت پر تھے پھر اس کے بعد گمراہی اختیار کر لی تو انھیں جھگڑے ہی نصیب ہوئے۔“ پھر نبی ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ﴾ ”بلکہ یہی لوگ جھگڑا لو ہیں۔“

🌞 نوائے مسائل: ① حق کے مقابلے میں باطل اور جھوٹی گفتگو کرنے کا نام ”جدل“ ہے۔ ② اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو اس لیے مبعوث فرمایا ہے کہ حق و باطل میں امتیاز فرمادیں پھر کچھ لوگ ایمان لے آتے ہیں کچھ حق واضح ہو جانے کے باوجود باطل پر اڑے رہتے ہیں پھر مومن کہلانے والوں میں سے بھی بعض پختہ اور کامل ایمان کے حامل ہوتے ہیں بعض لوگ کمزور ایمان والے ہوتے ہیں جن کے بارے میں یہ خطرہ ہوتا ہے کہ وہ دوبارہ غلط راستہ اختیار کر لیں گے اس لیے ایمان والوں کو استقامت کی دعا کرتے رہنا چاہیے تاکہ ایمان پر خاتمہ ہو۔ ③ بعض اوقات پختہ ایمان والوں کی آئندہ نسل کمزور ایمان والی یا ایمان سے محروم بھی ہو سکتی ہے۔ یہ لوگ دنیوی مفاد کے لیے اپنے آپ کو مسلمان کہلانا بھی ضروری سمجھتے ہیں اور اسلام کی تعلیمات پر کما حقہ عمل کرنے کی ہمت بھی نہیں پاتے، چنانچہ وہ کوشش کرتے ہیں کہ اپنی غلط روی کے جواز کے لیے کسی آیت یا حدیث سے التماسی استدلال کر کے اپنے ضریعہ کو بھی مطمئن کر لیں اور ناقدین کو بھی خاموش کر دیں لیکن چونکہ ان کے دلائل کمزور ہوتے ہیں لہذا بحث و مباحث کا ایک دروازہ کھل جاتا ہے اور ان کی نفس پرستی کی وجہ سے امت کا اتحاد پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ ④ اختلافات کے خاتمے کا فطری اور درست طریقہ یہ ہے کہ بحث و مباحث اخلاص کے ساتھ حق کی تلاش کے جذبہ سے کیا جائے۔ جب ایک موقف صحیح ثابت ہو جائے تو اسے تسلیم کر لیا جائے۔

۴۸- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، التفسير، باب ومن سورة الزخرف، ح: ۳۲۵۳ من حديث محمد بن بشر وغيره، وقال: "هذا حديث حسن صحيح"، وصححه الحاكم، والذهبي.

بدعات اور غیر ضروری بحث و تکرار سے پرہیز کرنے کا بیان

۴۹- حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ بدعتی کا روزہ قبول کرتا ہے نہ نماز نہ صدقہ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ نفل نہ فرض۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال نکل جاتا ہے۔"

۴۹- حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْعَسْكَرِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ أَبُو هَاشِمٍ ابْنِ أَبِي خِدَاشٍ الْمُؤَصِّلِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِخْصَنٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي عَبَّالَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الدُّيَمِيِّ، عَنْ حُدَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَقْبَلُ اللَّهُ لِصَاحِبٍ بِدْعَةَ صَوْمًا وَلَا صَلَاةً، وَلَا صَدَقَةً، وَلَا حَجًّا، وَلَا عُمْرَةً، وَلَا جِهَادًا، وَلَا صَرْفًا، وَلَا عَدْلًا. يَخْرُجُ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِينِ».

۵۰- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے بدعتی کا عمل قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے حتیٰ کہ وہ شخص بدعت ترک کر دے۔"

۵۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَنْصُورِ الْحَبَّاطُ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْمُبَيْرَةِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَبَى اللَّهُ أَنْ يَقْبَلَ عَمَلَ صَاحِبٍ بِدْعَةٍ حَتَّى يَدَعَ بِدْعَتَهُ».

۵۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص باطل پرہوتے ہوئے بھگڑا ترک کر دے اس کے لیے جنت کے اطراف میں

۵۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ، وَهَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ سَلْمَةَ بْنِ

۴۹- [إسناده موضوع] * محمد بن محسن العكاشي كذاب كما قال الإمام ابن معين وغيره، (تهذيب التهذيب).

۵۰- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ۳۹ من حديث عبدالله بن سعيد الأشجج به * أبو زيد، وأبو المغيرة مجهولان كما في التقريب وغيره.

۵۱- [حسن] أخرجه الترمذي، البر الوصلة، باب ماجاء في المراء، ح: ۱۹۹۳ من حديث ابن أبي فديك به، وقال: "حديث حسن" * سلمة ضعيف (تقريب)، وله شاهد حسن عند أبي داود، الأدب، باب في حسن الخلق وغيره، ح: ۴۸۰۰.

وَرَدَانٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَهُوَ بَاطِلٌ بَيْنِي لَهُ قَصْرٌ فِي رَيْصِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ، وَهُوَ مُحَقَّقٌ بَيْنِي لَهُ فِي وَسْطِهَا، وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ بَيْنِي لَهُ فِي أَعْلَاهَا».

ایک محل تیار کیا جائے گا اور جو شخص حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا ترک کر دے اس کے لیے جنت کے وسط میں (محل) تیار کیا جائے گا اور جو شخص اپنے اخلاق اچھے کر لے اس کے لیے (جنت کے) بلند ترین حصے میں محل تیار کیا جائے گا۔

🌞 نوادہ مسائل: ① کسی بھی دینی یا دنیوی معاملے میں اختلاف ہو جائے تو اسے ختم کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالصُّلْحُ خَيْرٌ﴾ (النساء: ۱۲۸) ”صلح بہتر ہے۔“ ② جب کوئی شخص اپنی غلطی محسوس کر لے تو اسے چاہیے کہ اس آیت کی تلاوت کرے تاکہ اختلاف ختم ہو جائے۔ یہ عمل اس قدر عظیم ہے کہ اس کی جزا کے طور پر جنت میں ایک محل ملے گا۔ ③ دنیوی معاملات میں یہ ممکن ہے کہ انسان اپنا جائز حق چھوڑ کر جھگڑا ختم کر دے۔ باہمی اتفاق و اتحاد کے لیے دینی گئی یا قربانی اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت عظیم عمل ہے جس کا انعام یہ ہے کہ ایسے شخص کو جنت کے درمیان میں ایک عمدہ محل ملے گا۔ ④ مسلمان کے اخلاق اعلیٰ درجے کے ہونے چاہئیں تاکہ روزمرہ کے معاملات خوش السلوبی سے چلتے رہیں خوش خلقی برداشت اور نرم خوئی کی صفات سے مزین ہو کر لڑائی، جھگڑے کے امکانات ہی ختم کر دیے جائیں۔ معاشرے میں اس قسم کے افراد جتنے زیادہ ہوں گے اتنا ہی امن و امان زیادہ ہوگا اس لیے ایسا شخص مذکورہ بالا دونوں قسم کے افراد سے بلند تر مقام کا حامل ہے اور جنت میں بھی اسے ان سے اعلیٰ تر مقام حاصل ہوگا۔

(المعجم ۸) - باب اجتنابِ الرَّأْيِ
وَالْقِيَاسِ (التحفة ۸)

باب: ۸- رائے اور قیاس سے پرہیز کا بیان

۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ إِدْرِيسَ، وَعَبْدُهُ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ. ح: وَحَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، وَحَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ، وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ،

۵۲- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اسے لوگوں کے دلوں سے سلب کر لے بلکہ وہ علماء کو فوت کر کے علم کو اٹھائے گا۔ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہل سردار مقرر کر لیں گے پھر ان سے (مسائل) پوچھے جائیں

۵۲- أخرجه البخاري، العلم، باب كيف يقبض العلم، ح: ۱۰۰، ومسلم، العلم، باب رفع العلم وقبضه... الخ، ح: ۲۶۷۳ من حديث هشام به، وتابعه أبو الأسود عندهما، والبخاري أيضا، الاعتصام، باب ما يذكر من ذم الرأي وتكلف القياس، ح: ۷۳۰۷ بلفظ "يفتونن برأيهم فيضلون ويضلون... الخ".

گے تو وہ علم کے بغیر فتوے دیں گے۔ (اس طرح خود) گمراہ ہوں گے اور (دوسروں کو بھی) گمراہ کریں گے۔“

عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا، يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ، فَإِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَالًا، فَسَبَلُوا فَأَقْتُوا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا».

🌞 فوائد و مسائل: ① مسلمان شرعی علوم سے ایک بارگی محروم نہیں ہوں گے بلکہ بتدریج یہ نوبت آئے گی کہ معاشرے سے علماء ختم ہو جائیں گے اس طرح شرعی علوم کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ ② خطرناک صورت حال سے حتی الامکان محفوظ رہنے کے لیے مسلمان معاشرے کا فرض ہے کہ وہ شرعی علوم کے ماہر علماء پیدا کرے اور اس مقصد کے لیے ہر ممکن کوشش کرے۔ ③ عالم کا فرض ہے کہ وہ علم یعنی قرآن و حدیث کی روشنی میں فتویٰ دے، محض اپنی رائے اور قیاس پر اعتماد کرتے ہوئے فتویٰ نہ دے۔ ④ شرعی دلائل کو نظر انداز کرتے ہوئے محض عقل کی روشنی میں شرعی مسائل پر رائے دینے کی کوشش گمراہی ہے جس کے نتیجے میں عوام میں بھی گمراہی پھیلتی ہے۔ ⑤ نصوص پر عقلی دلائل کو ترجیح دینے سے شریعت کی اہمیت کم ہوتی ہے جس کے نتیجے میں طرح طرح کے فتنے پھیلتے ہیں۔ ماضی میں خوارج، معتزل اور دیگر گمراہ فرقوں کے وجود میں آنے کا باعث بھی یہی تھا اور دور حاضر میں بھی عقل ہی کے نام سے طرح طرح کے فتنے پیدا ہو رہے ہیں۔ ان کا علاج یہی ہے کہ قرآن و حدیث کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کی جائے اور ہر پیش آمدہ مسئلے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں صحیح موقف کو واضح کیا جائے۔



۵۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو بغیر دلیل کے فتویٰ دیا گیا (اور اس نے اس غلط فتویٰ پر عمل کر لیا) تو اس کا گناہ اس پر ہے جس نے اسے فتویٰ دیا۔“

۵۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ: حَدَّثَنِي أَبُو هَانِيءٍ، حُمَيْدُ بْنُ هَانِيءِ الْحَوَلَانِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ غَيَّرَ نَبْتَهُ، فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ».

۵۳- [سنادہ حسن] أخرجه أبو داود، العلم، باب التوقي في الفتيا، ح: ۳۶۵۷ من حديث عبدالله بن يزيد به، وصححه الحاكم، والذهبي.

❦ فوائد و مسائل: ① عام آدمی کا فرض ہے کہ وہ علماء سے مسئلہ دریافت کرے اور علماء کو چاہیے کہ قرآن وحدیث کے دلائل کی روشنی میں جواب دیں۔ ② بغیر دلیل کے محض عقل کی روشنی میں فتویٰ دینا گناہ ہے کیونکہ مسائل کا اعتماد عالم پر ہوتا ہے اگر وہ غلط فتویٰ دے گا تو مسائل کی غلطی کی ذمہ داری عالم پر ہوگی۔

۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ۵۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 اَلْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنِي رِشْدِيُّ بْنُ سَعْدٍ، رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ نے فرمایا: ”علم تین چیزیں ہیں اور جو
 وَجَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، عَنِ ابْنِ أَنْعَمٍ، هُوَ كَچھ ان کے علاوہ ہے وہ اضافی ہے (اس کے بغیر گزارہ
 الْإِفْرِيقِيُّ، عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَافِعٍ، عَنِ جو عدل پر مبنی ہوں۔“
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْعِلْمُ ثَلَاثَةٌ، فَمَا وَرَاءَ ذَلِكَ فَهُوَ
 فَضْلٌ، آيَةٌ مُحْكَمَةٌ، أَوْ سُنَّةٌ قَائِمَةٌ، أَوْ فَرِيضَةٌ عَادِلَةٌ».

❦ فوائد و مسائل: ① سند کے لحاظ سے یہ روایت ضعیف ہے، تاہم قرآن وحدیث کے علم کی اہمیت اور ضرورت دوسرے بہت سے دلائل سے ثابت ہے۔ اسی طرح علم میراث کی اہمیت بھی محتاج وضاحت نہیں۔ ② محکم آیت سے مراد یہ ہے کہ وہ آیت منسوخ ہو نہ تھا۔ قرآن وحدیث میں ناسخ اور منسوخ کا علم بھی بہت اہمیت کا حامل ہے اس کے بغیر کسی بھی مسئلے میں فیصلہ کرتے ہوئے غلطی ہو سکتی ہے۔ ③ ثابت شدہ سنت سے مراد یہ ہے کہ وہ سنت بسند صحیح رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو اور منسوخ بھی نہ ہو۔ ④ مالی حقوق کے عدل پر مبنی ہونے سے مراد یہ ہے کہ مالی معاملات میں شرعی استحقاق کے بغیر کچھ لینا دینا ظلم ہے اور اس سے دنیا میں فساد پھیلتا ہے اس لیے مسلمان کو ان امور کی لازمی تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے اور ان میں سے ایک علم میراث ہے۔

۵۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ حَمَّادٍ سَجَّادَةٌ: ۵۵- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَمُوِيُّ، عَنِ مُحَمَّدِ انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے جب مجھے یمن
 ابْنِ سَعِيدِ بْنِ حَسَّانٍ، عَنِ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، بھیجا تو فرمایا: ”تم ہرگز فیصلہ نہ کرنا مگر (یقینی) علم کے
 عَنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مطابق اور اگر کسی معاملے میں مشکل پڑ جائے تو توقف

۵۴- [سنادہ ضعیف] أخرجه أبو داود، الفرائض، باب ما جاء في تعليم الفرائض، ح: ۲۸۸۵ من حديث عبدالرحمن الإفريقي به، وهو ضعيف كشيخه (تقريب)، والحديث ضعفه الذهبي في تلخيص المستدرک: ۴/ ۳۳۲، وله شواهد ضعيفة.

۵۵- [سنادہ موضوع] * محمد بن سعيد المصلوب كذاب كما قال النسائي وغيره (تهذيب التهذيب).



کرنا حتی کہ (صورت حال) واضح طور پر سمجھ لے اور تحقیق کر لے (یا اس کے بارے میں مجھے لکھ دینا۔“

جَبَلٍ، قَالَ: لَمَّا بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ: «لَا تَقْضِينَ وَلَا تَفْصِلَنَّ إِلَّا بِمَا تَعْلَمُ، وَإِنْ أَشْكَلَ عَلَيْكَ أَمْرٌ، فَفِيفْ حَتَّى تُبَيِّنَهُ أَوْ تَكْتُبَ إِلَيَّ فِيهِ».

۵۶- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”بنی اسرائیل کا معاملہ درست رہا حتی کہ ان میں دوسری قوموں کی لونڈیوں کی اولاد پیدا ہوگئی۔ (بڑے ہو کر) انھوں نے اپنی رائے سے مسائل بیان کیے تو وہ گمراہ ہوئے اور (دوسروں کو بھی) گمراہ کیا۔“

۵۶- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الرَّجَالِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَمْ يَزَلْ أَمْرُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُعْتَدِلًا حَتَّى نَشَأَ فِيهِمُ الْمُؤَلَّدُونَ، وَأَبْنَاؤُا سَبَايَا الْأُمَمِ، فَقَالُوا بِالرَّأْيِ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا».

باب ۹: ایمان سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۹) - بَابُ فِي الْإِيمَانِ

(التحفة ۹)

۵۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان کے ساٹھ یا ستر سے زیادہ شعبے ہیں۔ ان میں سب سے معمولی (کم تر درجہ) راستے سے تکلیف دہ چیز کا دور کرنا ہے اور سب سے بلند ”لا الہ الا اللہ“ کہنا ہے اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔“

۵۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِيسِيُّ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَهْبِيلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْإِيمَانُ بَضْعٌ وَسِتُّونَ أَوْ سَبْعُونَ بَابًا أَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَدَى عَنِ الطَّرِيقِ. وَأَرْفَعُهَا قَوْلُ- لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ-



۵۶- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني كما في الجامع الصغير للسيوطي * عبدة لم يلق ابن عمرو (تحفة الأشراف: ۳۶۰/۶)، وحادثة ابن أبي الرجال ضعيف (تقريب)، وله شاهد ضعيف عند الزبارة.

۵۷- أخرجه البخاري، الإیمان، باب أمور الإیمان، ح: ۹، ومسلم، الإیمان، باب بیان عدد شعب الإیمان ... الخ، ح: ۳۵ من حدیث ابن دینار به، وأخرجه مسلم من حدیث سهیل به.

وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ».

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی روایت ایک دوسری

سند سے بھی مروی ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ سُهَيْلٍ - جَمِيعاً - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ایمان کی مثال ایک درخت کی سی ہے توحید و رسالت پر ایمان اس کی جڑ ہے اور اعمال صالحہ

شاخیں اور دنیوی اور اخروی فوائد اس کے پھل ہیں اگر درخت کی جڑ باقی نہ رہے تو درخت بھی قائم نہیں رہ سکتا، البتہ اگر کوئی شاخ کٹ جائے تو درخت پھر بھی قائم رہتا ہے اگرچہ ناقص ہو جاتا ہے۔ اسی طرح گناہوں سے ایمان میں نقص پیدا ہوتا ہے اور نیکیوں سے ایمان کی تکمیل و ترقی ہوتی ہے۔ ② سبھی نیکیاں ایمان کی شاخیں ہیں لیکن سب سے اہم کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کا زبان سے اقرار ہے کیونکہ اسی کے نتیجے میں اسے ایمان کے دیگر فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ زبان کے ساتھ اقرار کے بغیر ایمان معتبر نہیں۔ ③ کسی نیکی کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کرنا درست نہیں کیونکہ مومن کے دل میں نیکی کی خواہش ایمان ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس لیے وہ ایمان کی شاخ ہے۔ ④ حیا ایمان کی ایک اہم شاخ ہے کیونکہ اس کی وجہ سے انسان بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے البتہ اس سے وہ بے جا حیا مراد نہیں جو انسان کو دینی مسائل پوچھنے سے، علم حاصل کرنے سے یا نیکی کا کوئی اور کام کرنے سے روک دے۔

⑤ ایمان میں زبانی اعمال بھی شامل ہیں اور قلبی اعمال بھی اور دوسرے اعضاء و جوارح سے انجام دیے جانے والے اعمال بھی، مثلاً "لا الہ الا اللہ" کا اقرار زبان کا عمل ہے اس پر یقین رکھنا دل کا عمل ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا دیگر اعضاء کا عمل ہے۔ یہ سب ایمان کی شاخیں اور اس کے اجزاء ہیں۔ ⑥ ہر وہ عمل اچھا اور مطلوب ہے جس سے عام انسانوں کو فائدہ پہنچے۔ ضروری نہیں کہ وہ فائدہ صرف مسلمانوں تک محدود ہو، بشرطیکہ اس سے اسلام کے کسی اور حکم کی مخالفت نہ ہوتی ہو۔ ⑦ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایمان کے کئی جڑ ہیں اور جس چیز کے اجزاء ہوتے ہیں اس چیز میں کمی و بیشی ضرور ہوتی ہے، لہذا ایمان میں بھی کمی بیشی ہوتی ہے۔ ⑧ ایمان کی ان شاخوں پر عمل کے اعتبار سے جس قدر مومن مضبوط ہوگا اس کا ایمان بھی زیادہ ہوگا اور جس قدر کمزور ہوگا اس کا ایمان بھی اسی قدر کم ہوگا۔

۵۸- حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي سُهَيْلٍ، حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے اپنے والد (حضرت

۵۸- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان عدد شعب الإيمان... الخ، ح: ۳۶ من حديث سفيان به، وأخرجه البخاري، الإيمان، باب الحياء من الإيمان، ح: ۲۴ وغيره من حديث مالك عن الزهري به.

وَمُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ رَجُلًا يَعْطُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ: «إِنَّ الْحَيَاءَ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ».

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے ایک آدمی کو سنا کہ وہ اپنے بھائی کو حیا کے متعلق نصیحت کر رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① حیا سے مراد وہ اخلاقی کیفیت ہے جس کی وجہ سے انسان معیوب امور سے پرہیز کرتا ہے اور حق دار کے حق کی ادائیگی میں کوتاہی نہیں کرتا۔ ② حیا مومن کی خوبی ہے اس لیے ہر وہ چیز یا عمل جو انسان کو بے حیائی پر آمادہ کرے اس سے اجتناب ضروری ہے۔ ③ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کی بہت سی شاخیں ہیں جن میں کی بیشی ممکن ہے لہذا ایمان میں بھی کی بیشی ہوتی ہے۔ ④ حیا کے متعلق نصیحت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسے کہہ رہا تھا کہ اتنی زیادہ شرم اچھی نہیں ہے لیکن نبی ﷺ نے اس کی اصلاح فرمادی۔ ⑤ جب کسی سے کوئی غلط بات سننے میں آئے جسے وہ صحیح سمجھ رہا ہو تو اس کی غلط فہمی دور کر کے صحیح بات واضح کر دینی چاہیے۔ یہ بھی نہی عن المنکر کی ایک صورت ہے۔ ⑥ بعض لوگ فطری طور پر شر میلے ہوتے ہیں۔ ان کی تربیت کر کے ان کا رخ نیکیوں کی طرف موڑ دیا جائے تو یہ زیادہ مفید ہوتا ہے۔



٥٩- حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونِ الرَّقْمِيُّ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَرَدَلٍ مِنْ كِبَرٍ، وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرَدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ».

٥٩- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جس کے دل میں رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہوگا وہ آگ (جہنم) میں داخل نہیں ہوگا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① تکبر ایک بہت مذموم وصف ہے۔ تکبر کی حقیقت رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے واضح ہوتی ہے: [الْكِبْرُ بَطْرُ الْحَقِّ وَعَمَطُ النَّاسِ] (صحیح مسلم، الإیمان، باب تحریم الکبر و بیانہ،

٥٩- أخرجه مسلم، الإیمان، باب تحریم الکبر و بیانہ، ح: ٩١ من حدیث سوید بن سعید وغیرہ بہ.

حدیث: ۹۱) ”تکبر کا مطلب حق بات کو ٹھکراتا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔“ ① اگر تکبر کی بنا پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتوں پر ایمان لانے سے انکار کیا جائے تو اس کی سزا دائمی جہنم ہے کیونکہ یہ ایمان کے سراسر منافی ہے اور اگر تکبر اس قسم کا ہے کہ کوئی شخص مال و دولت، حسن و جمال، جاہ و منصب وغیرہ کی وجہ سے دوسروں کو تحقارت کی نظر سے دیکھتا ہے یا ہٹ دھرمی کی وجہ سے حق بات ماننے سے انکار کرتا ہے تو یہ تکبر بھی اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے جس کی وجہ سے وہ جہنم کی سزا بھگتے بغیر جنت میں نہیں جا سکے گا“ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے اسے معاف کر دے۔

۶۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) مومنوں کو جہنم سے نجات دے دے گا اور وہ اسن میں ہو جائیں گے تو پھر وہ اپنے ان بھائیوں کے بارے میں جو (گناہوں کی کثرت کی وجہ سے) جہنم میں چلے گئے، اس قدر اصرار سے اپنے رب سے بار بار عرض کریں گے کہ دنیا میں اپنے بھائی سے اپنے حق کے لیے اس طرح جھگڑا نہ کیا ہوگا۔ وہ کہیں گے: اے ہمارے پروردگار! یہ ہمارے بھائی ہیں، ہمارے ساتھ نمازیں پڑھا کرتے تھے، ہمارے ساتھ روزے رکھا کرتے تھے، ہمارے ساتھ حج کرتے تھے، تو نے انھیں (اپنے عدل کی بنا پر) جہنم میں داخل کر دیا (اب اپنے فضل سے انھیں معاف فرما دے) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ، جنھیں تم پہچانتے ہو (جہنم سے) نکال لو۔ وہ ان (دوزخیوں) کے پاس آئیں گے اور انھیں ان کی شکلوں سے پہچان لیں گے۔ آگ ان کی صورتیں نہیں کھائے گی (چہرے نہیں جلیں گے) آگ نے کسی کو آدھی پنڈلیوں تک جلا دیا ہوگا، کسی کو ٹخنوں تک جلا دیا ہوگا، وہ انھیں نکال لائیں

۶۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا خَلَصَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ النَّارِ وَأَمِنُوا، فَمَا مُجَادَلَةٌ أَحَدِكُمْ لِصَاحِبِهِ فِي الْحَقِّ يَكُونُ لَهُ فِي الدُّنْيَا، أَشَدَّ مُجَادَلَةً مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لِرَبِّهِمْ فِي إِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ أَذْخَلُوا النَّارَ، قَالَ: يَقُولُونَ: رَبَّنَا! إِخْوَانُنَا كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَنَا، وَيَصُومُونَ مَعَنَا، وَيَحُجُّونَ مَعَنَا، فَأَدْخَلْتَهُمُ النَّارَ، يَقُولُ: اذْهَبُوا فَأَخْرِجُوا مَنْ عَرَفْتُمْ مِنْهُمْ، فَيَأْتُونَهُمْ فَيَعْرِفُونَهُمْ بِصُورِهِمْ، لَا تَأْكُلُ النَّارُ صُورَهُمْ، فَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ النَّارُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقِيهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ إِلَى كَعْبِيهِ، فَيَخْرِجُونَهُمْ، فَيَقُولُونَ: رَبَّنَا! أَخْرَجْنَا مَنْ قَدْ أَمَرْتَنَا، ثُمَّ يَقُولُ: أَخْرِجُوا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ وَزُنْ دِينَارٍ مِنَ الْإِيمَانِ، ثُمَّ مَنْ كَانَ

۶۰۔ [سنادہ صحیح] أخرجه النسائي، الإيمان، باب زيادة الإيمان، ح: ۵۰۱۳ من حديث عبدالرزاق به:

گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے رب! جن کا تو نے ہمیں حکم دیا تھا، انہیں ہم نے نکال لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا: جس کے دل میں ایک دینار کے وزن برابر ایمان ہے اسے بھی نکال لو پھر (ارشاد ہوگا) جس کے دل میں نصف دینار کے وزن برابر (ایمان ہے) اسے بھی نکال لو (اس کے بعد) یہاں تک حکم ہو جائے گا کہ جس کے دل میں رائی کے دانے برابر ایمان ہے (اسے بھی جہنم سے نکال لو۔) حضرت ابوسعیدؓ نے فرمایا: جسے یقین نہ آئے وہ اس آیت کو پڑھ لے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِن تَكَ حَسَنَةً يُّضَعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ ”بے شک اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر (کسی کی) کوئی نیکی ہوگی تو اسے کئی گنا بڑھا دے گا اور اسے اپنے پاس سے اجر عظیم عطا فرمائے گا۔“

فِي قَلْبِهِ وَزُنُّ يَنْصِفِ دِينَارًا، ثُمَّ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَزْدَلٍ. قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْ هَذَا فَلْيَقْرَأْ: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِن تَكَ حَسَنَةً يُّضَعِفْهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا عَظِيمًا﴾. [النساء: ٤٠]



☀️ فوائد و مسائل: ① قیامت کے دن شفاعت کبریٰ تو صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لیے مخصوص ہے لیکن دیگر انبیائے کرام ﷺ اور مومنین کو بھی درجہ بدرجہ شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ ② کوئی نبی یا ولی اپنی مرضی سے کسی گناہ گار کو جہنم سے نجات نہیں دے سکتا بلکہ وہ حضرات اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے اور اپنے گناہ گار بھائیوں کے حق میں درخواست کریں گے پھر جن کے حق میں اللہ چاہے گا شفاعت قبول فرما کر انہیں جہنم سے نجات دے دے گا۔ ③ گناہ گار مومن جہنم کی آگ میں اپنے چہروں کی وجہ سے پہچانے جائیں گے کہ یہ مومن ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ نیک مومن گناہ گاروں کو جہنم کے نشانات سے پہچانیں گے۔ (صحیح بخاری، الرقاق، باب الصراط جسر جہنم، حدیث: ۶۵۴۳) اس سے نماز کی اہمیت بھی معلوم ہوتی ہے۔ ④ گناہ گاروں کو جہنم میں ان کے گناہوں کے مطابق کم یا زیادہ عذاب ہوگا۔ ⑤ تمام مومنوں کا ایمان برابر نہیں بلکہ کم زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ ⑥ اللہ کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ کم سے کم ایمان والا بھی نجات پا جائے گا لیکن مشرکین کو نجات نہیں ملے گی انھوں نے جو نیکیاں غلو سے کی ہوں گی ان کا بدلہ یہ ملے گا کہ ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے گی لیکن وہ عذاب دائمی ہوتا رہے گا۔ ⑦ اس سے اللہ کا عدل ثابت ہوتا ہے کہ کافروں کو بھی عذاب میں برابر نہیں رکھا جائے گا اور اس کی رحمت بھی ظاہر ہوتی ہے کہ تھوڑی نیکیوں پر زیادہ ثواب مل جائے گا۔

ایمان سے متعلق احکام و مسائل

۶۱- حضرت جنذب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب ہوا جب کہ ہم بھرپور جوان تھے تو ہم نے قرآن کا علم حاصل کرنے سے پہلے ایمان سیکھا پھر ہم نے قرآن سیکھا تو اس سے ہمارے ایمان میں اضافہ ہو گیا۔

۶۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ نَجِيحٍ، وَكَانَ ثِقَةً، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ - وَنَحْنُ فِتْيَانٌ حَزَاوِرَةٌ - فَتَعَلَّمْنَا الْإِيمَانَ قَبْلَ أَنْ نَتَعَلَّمَ الْقُرْآنَ، ثُمَّ تَعَلَّمْنَا الْقُرْآنَ، فَازْدَدْنَا بِهِ إِيْمَانًا.

🌞 فوائد و مسائل: ① حدیث میں [حَزَاوِرَةٌ] کا لفظ وارد ہوا ہے جس کا واحد [حَزَوْرٌ] ہے۔ اس سے مراد عمر کا وہ حصہ ہے جب جوانی کی پوری قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس عمر میں نوجوانی کا کھلنا دیرا پین ختم ہو چکا ہوتا ہے لہذا انسان ہر کام کی طرف سنجیدگی سے توجہ دیتا ہے اور اسے اچھی طرح سمجھ سکتا ہے اور بڑھا پانچا بھی شروع نہیں ہوتا کہ انسان یاد کرنے اور عمل کرنے کی مشقت برداشت نہ کر سکے۔ ان صحابہ کرام نے اس عمر میں دین کا علم حاصل کیا جو اس مقصد کے لیے بہترین عمر ہے۔ ② علم کا اصل مقصد عمل ہے لہذا طالب علم کو چاہیے کہ جو علم حاصل کرے اس پر عمل بھی کرے تاکہ علم یاد بھی رہے اور اس کا فائدہ یعنی رضائے الہی بھی حاصل ہو۔ ③ طالب علم کو ابتدائی مرحلے میں صرف مسائل بتانے چاہئیں۔ ان کے دلائل یا اختلافی مسائل کے دلائل کی تفصیل اور راجح قول کی وجہ ترجیح وغیرہ بعد کے مراحل میں بیان ہونے چاہئیں۔ ④ توحید اور عقائد کا علم عبادات و معاملات کے علم سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کئی دور میں جو قرآنی سورتیں نازل ہوئی ہیں ان میں زیادہ زور عقیدے پر ہے۔ اور مدنی دور میں زیادہ معاملات بیان ہوئے۔ ⑤ علم میں اضافے سے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ ⑥ روایت کا آخری جملہ ایمان میں کمی پر دلیل ہے۔

۶۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری امت کی دو جماعتیں ایسی ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں: مُرَجِّعَہُ اور قَدَرِيَّہُ۔“

۶۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زِيَارٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صِنْفَانِ مِنْ هَذِهِ

۶۱- [إسناده صحيح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۶۵/۲، ح: ۱۶۷۸ من حديث وكيع وغيره به، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، رجاله ثقات".

۶۲- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، القدر، باب ماجاء في القدرية، ح: ۲۱۴۹ من حديث محمد بن فضيل به، وقال: "هذا حديث حسن غريب صحيح" * [نزار ضعيف (تقريب)، وله شاهد ضعيف عند الترمذي].

الْأُمَّةَ لَيْسَ لَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ نَصِيبٌ:
الْمُرْجَتَةُ وَالْقَدْرِيَّةُ».

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ روایت تو سداً ضعیف ہے، تاہم مرجئہ اور قدریہ فرقوں کا وجود ایک مسلمہ تاریخی حقیقت ہے اس لیے ذیل میں ان کے عقائد کا تذکرہ اور اہل سنت سے ان کے فرق و اختلاف کی تفصیل بیان کرنی مناسب معلوم ہوتی ہے۔ [المُرجئہ، الإرجاء] کے معنی ”مؤخر کرنا“ یا ”امید دلانا“ ہیں۔ [مُرجئہ] کو مُرجئہ کہنے کی چند وجوہات ہو سکتی ہیں: * [مُرجئہ] عمل کو نیت اور اعتقاد سے مؤخر کرتے ہیں۔ * ان کا یہ کہنا ہے کہ ایمان کے ساتھ معصیت کچھ معزز نہیں جیسا کہ کفر کے ساتھ اطاعت مفید نہیں۔ * کبیرہ گناہ کے مرتکب شخص کے معاملے کو آخرت کے دن تک مؤخر کرنا۔ دنیا میں اس کے جنتی یا جہنمی ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔ * حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت میں پہلے نمبر سے چوتھے نمبر پر مؤخر کرنا۔ ② مُرجئہ کی اقسام: مُرجئہ کے مندرجہ ذیل فرتے ہیں: ① الحهمية الصالحية ② التيمرية ③ البونسية ④ البونانية ⑤ النجارية ⑥ الغيلانية ⑦ الحنفية ⑧ الشيبية ⑨ المعاذية ⑩ المرسية ⑪ الكرامية. ⑫ مرجئہ کے چند اہم عقائد یہ ہیں: ⑬ ان کے نزدیک جس شخص نے کلمہ طیبہ کا اقرار کر لیا وہ ہرگز دوزخ میں نہیں جائے گا اگرچہ کفر و شرک کی ہر غلاطت میں ملوث ہو جائے۔ ⑭ ان کے نزدیک ایمان صرف قول کا نام ہے، عمل اس میں شامل نہیں اس لیے چاند سورج اور بت کو سجدہ کرنا کفر نہیں بلکہ صرف کفر کی علامت ہے۔ ⑮ ایمان میں کمی بیشی نہیں ہوتی بلکہ ایک فاسق و فاجر شخص کا ایمان انبیاء اور فرشتوں کے ایمان کے برابر ہوتا ہے۔ ⑯ یہ صفات الہی کے منکر ہیں اور قیامت کے روز دیدار الہی کے بھی منکر ہیں۔ ⑰ مرجئہ کے مقابلے میں اہل سنت و الجماعت کے عقائد: مرجئہ اور دیگر فرقوں کے مقابلے میں اہل سنت و الجماعت کا عقیدہ عدل و انصاف پر مبنی ہے اور اس کی بنیاد کتاب اللہ اور سنت نبوی کی صریح نصوص ہیں اس لیے ان کے عقیدے میں کسی قسم کی کجی یا تضاد نہیں ہے بلکہ ان کا عقیدہ صاف سیدھا اور برحق ہے۔ اہل سنت و الجماعت کے چند اہم عقائد یہ ہیں:

⑱ ان کے نزدیک ایمان اقرار لسانی، تصدیق قلبی اور اعمال کے مجموعے کا نام ہے۔ اعمال ایمان سے خارج نہیں۔ نیکوں سے ایمان بڑھتا ہے اور گناہوں سے اس میں کمی آتی ہے۔ اس کی دلیل قرآن مجید کی متعدد آیات ہیں جن میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ﴿وَإِذَا مَا أَنْزَلْنَا سُورَةً فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ﴾ (التوبة: ۱۲۳) ”اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو زیادہ کیا ہے؟ چنانچہ جو لوگ ایمان دار ہیں اس سورت نے ان کے ایمان کو زیادہ کیا ہے اور وہ خوش ہو رہے ہیں۔“ امام بخاری رضی اللہ عنہ صحیح بخاری میں متعدد عنوان کے تحت اس مسئلے کو بیان کیا ہے، مثلاً: [إِنَّ الْإِيمَانَ هُوَ الْعَمَلُ، الصَّلَاةُ مِنَ الْإِيمَانِ، الزَّكَاةُ مِنَ

الإِيمَانِ، إِتْبَاعُ الْحَنَائِزِ مِنَ الْإِيمَانِ زِيَادَةٌ وَالْإِيمَانِ وَنُقْصَانُهُ] آیات قرآنی اور صحیح احادیث کی روشنی میں یہ واضح فرمایا ہے کہ اعمال ایمان کا حصہ ہیں اور اطاعت سے ایمان میں اضافہ اور نافرمانی سے اس میں کمی ہوتی ہے۔

○ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ مومن اپنے بعض گناہوں کی بنا پر دوزخ میں جا سکتا ہے لیکن وہ اپنے ایمان کی وجہ سے ایک نہ ایک دن جہنم سے نکل آئے گا ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہے گا۔ اس کی دلیل حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا اقرار کیا اور اس کے دل میں جو کے وزن کے برابر ایمان ہو اور جہنم سے نکل آئے گا اور جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کو مان لیا اور اس کے دل میں گندم کے دانے کے برابر ایمان ہو اور دوزخ سے نکل آئے گا“ جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تصدیق کی اور اس کے دل میں ذرے کے برابر ایمان ہو اور بھی آگ سے نجات پالے گا۔“ (صحیح البخاری، الإيمان، باب زیادة الإيمان و نقصانه، حدیث: ۴۳) نیز آپ کا ارشاد گرامی ہے: [مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَنْحَنَهُ يَوْمًا مِّنْ دَهْرِهِ أَصَابَهُ قَبْلَ ذَلِكَ مَا أَصَابَهُ] ”جس شخص نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا اقرار کیا اسے یہ کلمہ طیبہ جہنم سے ایک نہ ایک دن نجات دلادے گا اگرچہ اس سے پہلے اسے کچھ عذاب ہو بھی چکا ہو۔“ (حلیۃ الأولیاء: ۳۶/۵، وشعب الإيمان، باب فی الإيمان باللہ عزوجل، حدیث: ۹۷، ۹۸) یہ حکم اس شخص کا ہے جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا اقرار کیا اور تمام واجبات و شرائط کا لحاظ رکھا اور خود کو کفر و شرک سے محفوظ رکھا۔ واللہ اعلم۔

○ اہل سنت والجماعت اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء و صفات پر ایمان رکھتے ہیں اور اس میں تشبیہ، تمثیل، تکلیف یا تاویل کے بغیر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ صفات اللہ تعالیٰ کی شان اور علوم تیبہ کے لائق ہیں۔ کسی مخلوق کی صفت کے ساتھ ان کی مشابہت لازم نہیں آتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ ”اس جیسی کوئی چیز نہیں۔“ نیز اہل سنت والجماعت قیامت کے روز مومنوں کو دیدار الہی ہونے کے قائل ہیں، اس کی دلیل میں صحیحین کی یہ روایت پیش کی جاتی ہے: ”صحابہ کرام نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار کر سکیں گے؟ آپ نے فرمایا: ”تم چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی مشکل پاتے ہو؟“ صحابہ نے عرض کیا: نہیں! اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”کیا سورج کو دیکھنے میں تمہیں کوئی دقت ہوتی ہے جبکہ اس کے سامنے کوئی بادل بھی نہ ہو؟“ صحابہ نے عرض کیا: نہیں! اے اللہ کے رسول! تو آپ نے فرمایا: ”تم اسی طرح بلا مشقت و رکاوٹ اپنے رب کا دیدار کرو گے.....“ (صحیح البخاری، التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿وَوُجُوهُ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾ حدیث: ۷۳۷، وصحیح مسلم، الإيمان، باب معرفة طريق الرؤیة، حدیث: ۱۸۴)

۶۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا ۶۳- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے

فرمایا: ہم نبی ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا جس کے کپڑے انتہائی سفید اور سر کے بال انتہائی سیاہ تھے اس پر سفر کے اثرات (گردوغبار اور تھکن وغیرہ) نظر نہیں آرہے تھے اور اسے ہم میں سے کوئی پہچانتا نہیں تھا۔ وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گیا اپنے گھٹنے آپ کے گھٹنوں سے ملا دیے اور اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لیے پھر اس نے کہا: اے محمد! اسلام کیا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں (محمد) اللہ کا رسول ہوں نماز قائم کرنا زکوٰۃ دینا رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔“ اس نے کہا: آپ نے حج فرمایا۔ ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ آپ ﷺ سے سوال کرتا ہے اور (خود ہی) تصدیق بھی کرتا ہے (کہ آپ کا جواب صحیح ہے) پھر اس نے کہا: اے محمد! ایمان کیا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”(ایمان یہ ہے کہ) تو اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کے رسولوں پر اس کی کتابوں پر قیامت پر اور راجھی بری تقدیر پر ایمان لائے۔“ اس نے کہا: آپ نے حج فرمایا۔ ہمیں اس پر تعجب ہوا کہ آپ ﷺ سے سوال بھی کرتا ہے اور آپ کی تصدیق بھی کرتا ہے پھر اس نے کہا: اے محمد! احسان کیا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”(احسان یہ ہے کہ) تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تو تجھے دیکھتا ہے۔“ اس نے کہا: قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا: ”جس سے اس کے متعلق پوچھا جا رہا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔“ اس نے کہا: اس کی علامت کیا ہے؟ آپ نے

وَكَيْعٌ، عَنْ كَثْمَسِ بْنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ بَرِيْدَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ ابْنِ عَمْرٍ، عَنْ عَمْرِ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَجَاءَ رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ شَعْرِ الرَّأْسِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ سَفَرٍ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِمَّا أَحَدٌ، قَالَ: فَجَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَهُ إِلَى رُكْبَتِهِ، وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى فَخْذَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَا الْإِسْلَامُ؟ قَالَ: «شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وَحَجُّ الْبَيْتِ». فَقَالَ: صَدَقْتَ، فَعَجِبْنَا مِنْهُ، يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَا الْإِيمَانُ؟ قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ، وَرُسُلِهِ، وَكُتُبِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَالْقَدَرِ، خَيْرِهِ وَشَرِّهِ». قَالَ: صَدَقْتَ. فَعَجِبْنَا مِنْهُ، يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنَّكَ إِنْ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ». قَالَ: فَمَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: «مَا الْمَسْئُورُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ». قَالَ: فَمَا أَمَارَتُهَا؟ قَالَ: «أَنْ تَلِدَ الْأُمَّةَ رَبَّتَهَا - قَالَ وَيَكَيْعٌ: يَعْنِي: تَلِدُ الْعَجَمَ الْعَرَبَ - وَأَنْ تَرَى الْمُحْفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ، يَتَطَاوُلُونَ فِي الْبِنَاءِ». قَالَ: ثُمَّ قَالَ: فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ ﷺ بَعْدَ ثَلَاثِ، فَقَالَ:

ایمان سے متعلق احکام و مسائل

فرمایا: ”(قرب قیامت کی علامتیں یہ ہیں) لوٹنی اپنی مالکہ کو جنے گی..... کبھی ﷺ نے کہا: یعنی عجم کی عورتوں سے عربوں کی اولاد ہوگی..... اور یہ کہ تم ایسے لوگوں کو دیکھو گے جن کے پیروں میں جوتیاں نہیں، جسم پر کپڑے نہیں، مفلس ہیں (کھانے کو خوراک نہیں) بکریاں چراتے ہیں (لیکن پھر ان کے پاس اتنی دولت آجائے گی کہ) ایک دوسرے سے بڑھ کر بڑی بڑی عمارتیں بنائیں گے۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تین دن بعد نبی ﷺ مجھ سے ملے تو فرمایا: ”کیا تم کو معلوم ہے وہ آدمی کون تھا؟“ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا: ”وہ جبریل رضی اللہ عنہ تھے تم لوگوں کو تمہارے دین کی اہم باتیں سکھانے آئے تھے۔“

✽ فوائد و مسائل: ① یہ حدیث ”حدیث جبرئیل“ کے نام سے مشہور ہے، اس میں دین کے اہم مسائل مذکور ہیں۔ اس میں عبادات بھی ہیں، دل اور باقی جسم کے اعمال بھی، واجبات، سنن اور مستحبات بھی اور ممنوع اور مکروہ امور بھی۔ ② ”اسلام“ سے ظاہری اعمال مراد ہیں جن کو دیکھ کر کسی کے مسلم یا غیر مسلم ہونے کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اور ”ایمان“ سے قلبی تصدیق و یقین مراد ہے جس پر آخرت میں نجات کا دارومدار ہے۔ ”احسان“ بھی ایمان ہی کا اعلیٰ درجہ ہے جس کے سبب عبادت میں حسن پیدا ہوتا ہے۔ ③ اکثر اوقات جب ”ایمان“ کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے باطنی تصدیق کے ساتھ ساتھ ظاہری اعمال بھی مراد ہوتے ہیں۔ اسی طرح ”اسلام“ سے وہ اسلام مراد ہوتا ہے جس سے آخرت میں نجات حاصل ہوگی، یعنی دلی تصدیق کی بنیاد پر نیک اعمال کی انجام دہی، اس لحاظ سے ”ایمان“ اور ”اسلام“ ہم معنی ہو جاتے ہیں جب کہ الگ الگ ذکر ہوں البتہ جب کسی مقام پر ”ایمان“ اور ”اسلام“ دونوں اکٹھے مذکور ہوں تو ایمان سے قلبی تصدیق مراد ہوتی ہے اور اسلام سے ظاہری اطاعت کے اعمال جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا﴾ (الحجرات: ۱۳) ”بدو کہتے ہیں ہم ایمان لائے آپ کہہ دیجیے (حقیقت میں) تم ایمان نہیں لائے لیکن تم یوں کہو کہ ہم اسلام لائے (مخالفت چھوڑ کر مطیع ہو گئے۔“ ④ اللہ کی عبادت اس طرح کرنا جیسے کہ اللہ کی ذات رو برو ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قلبی توجہ، انابت، خشوع، خوف و رجا وغیرہ کی کیفیات اپنے کمال پر ہوں، ورنہ اللہ کی زیارت دنیا میں رہتے ہوئے ممکن نہیں، کوئی مخلوق اسے برداشت نہیں کر سکتی، البتہ جنت میں مومنوں کو اللہ کا دیدار نصیب ہوگا، اس میں کوئی شک نہیں، قرآن و حدیث کی

کی واضح نصوص میں اس کی صراحت موجود ہے، البتہ اس کی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ دیکھیے (صحیح البخاری، حدیث: ۷۳۷ اور صحیح مسلم، حدیث: ۱۸۲) ⑤ قیامت قائم ہونے کا وقت بالتعین کوئی نہیں جانتا، پیغمبر نہ فرشتے، صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے کیونکہ وہی علام الغیوب ہے۔ ⑥ قیامت کی بہت سی علامات حدیثوں میں وارد ہیں ان میں کچھ قیامت سے کافی پہلے واقع ہو چکی ہیں، مثلاً: بعثت نبویٰ ارض حجاز سے ظاہر ہونے والی آگ، جس سے شام کے شہر بصری میں بھی روشنی ہوگئی، یہ واقعہ ۶۵۲ھ میں پیش آیا۔ تفصیل کے لیے دیکھیے (فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب خروج النار) اور بعض ابھی ظاہر ہونے والی ہیں، مثلاً: ظہور دجال اور امام مہدی کا ظہور نزول مسیح علیہ السلام اور یاجوج و ماجوج کا خروج۔ یہ بڑی بڑی علامات ہیں، ذرا نظر حدیث میں چھوٹی علامات ذکر کی گئی ہیں۔ ⑦ [أَنْ تِلْدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا] "لوٹنی اپنی مالکہ کو جسے گی" اس جملے کی وضاحت کئی طرح سے کی گئی ہے: (ا) ایک مطلب یہ ہے کہ لوٹنیوں کی کثرت ہو جائے گی اور لوٹنیوں سے جو اولاد ہوگی، وہ آقا کی اولاد ہونے کی وجہ سے آقا کے حکم میں ہوگی جبکہ ان کی ماں لوٹنی ہی کہلائے گی اور بیٹی اپنی ماں کی مالک قرار دی جائے گی۔ حضرت وکیع رحمہ اللہ کا قول اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔ (ب) ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اولاد اپنے والدین کا ادب و احترام کرنے کے بجائے ان سے گستاخی اور سرکشی کا رویہ رکھے گی اور ان پر اس طرح حکم چلائے گی جس طرح آقا اپنے غلاموں اور لوٹنیوں سے درشت سلوک روا رکھتے ہیں۔ (ج) ایک رائے یہ بھی سامنے آئی ہے کہ اس حدیث میں جدید دور میں پیدا ہونے والے بعض مسائل کی طرف اشارہ ہے، مثلاً: ایسے تجربات کیے گئے ہیں جن میں مذکور اور مؤنث کے مادہ تولید کو مؤنث کے جسم سے باہر ملا کر تجربہ گاہ میں جنین وجود میں لایا گیا جسے بعد میں کسی اور مؤنث کے جسم میں رکھ کر تخلیقی مراحل کی تکمیل ہوئی۔ اس طرح مولود جس کے جسم میں پیدا ہوا، اس کے مادہ تولید سے پیدا نہیں ہوا۔ ان تجربات کے نتیجے میں یہ عین ممکن ہے کہ کوئی دولت مند میاں بیوی اپنا جنین کسی غریب عورت کے جسم میں پروان چڑھائیں جو تھوڑی سی اجرت کے بدلے یہ مشقت برداشت کرنے پر تیار ہو سکتی ہے، جب بچہ پیدا ہوگا تو دولت مند میاں بیوی ہی اس کے ماں باپ مانے جائیں گے اور جس عورت نے اس کی پیدائش کی تکلیف اٹھائی ہوگی، وہ اجیر یا مملوک ہی رہے گی اور پیدا ہونے والا بچہ اسے اپنی ماں نہیں بلکہ نوکرانی ہی تصور کرے گا اور خود وہ عورت بھی اپنی یہی حیثیت سمجھے گی۔ موجودہ دور میں اخلاقی اقدار جس تیزی سے رو بہ زوال ہیں اس کے مد نظر یہ کچھ بعید نہیں کہ عملاً یہ صورت رواج پا جائے۔ واللہ اعلم۔ یورپ میں جہاں عفت و پاکدامنی کا تصور ختم ہو گیا ہے اب اس قسم کی صورتیں اختیار کی جانے لگی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسلامی معاشروں کو اس اخلاقی پستی سے محفوظ رکھے۔ ⑧ جب غربت کے بعد دولت نصیب ہو تو صحیح طرز عمل یہ ہے کہ اللہ کی اس نعمت کا شکر کرتے ہوئے ناداروں کی ضروریات بھی پوری کی جائیں تاکہ اخروی نواہد بھی حاصل ہو سکیں، جیسے قارون کو اس کی قوم کے افراد نے کہا تھا: ﴿وَأَبْنَعُ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ﴾ (الفصص: ۷۷) اور جو کچھ اللہ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ اور اپنے دنیوی حصے کو بھی نہ بھول اور

جیسے اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی (دوسروں پر) احسان کر۔“ ⑩ محض اپنے فائدے اور راحت کے لیے اور غرور و مہابت کے لیے کسی چوڑی عمارتیں بنانا درست نہیں۔ ⑪ عقائد اور اعمال یہ سب دین ہے لہذا اخروی نجات کے لیے صحیح عقیدہ اور صحیح عمل دونوں ضروری ہیں۔ ⑫ تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ ابد تک جو کچھ ہوگا اللہ کو وہ سب کچھ پہلے سے معلوم ہے۔ اب جو کچھ ہوتا ہے وہ اس کے اس علم کے مطابق ہوتا ہے جو اس نے لکھ رکھا ہے۔ تقدیر کے اچھے برے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ہمارے لیے بظاہر خیر ہے، مثلاً: تندرستی، خوشحالی، پیداوار کی کثرت اور فراوانی یا نئے ہم شر قرار دیتے ہیں مثلاً: قحط، سالی آلام و مصائب، یہ سب کچھ اس کی مرضی اور حکمت کے مطابق ہو رہا ہے۔ اسے خیر و شر مخلوق کے لحاظ سے فرمایا گیا ہے ورنہ اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت و مصلحت ہوتی ہے اس کے لحاظ سے وہ خیر ہی ہوتا ہے۔ ⑬ جبریل امین ﷺ کا قرآنی وحی لے کر آنا تو مشہور و معروف ہے علاوہ ان میں دین اسلام کے مسائل کی توضیح و تعلیم کے لیے جبریل ﷺ کا آنا بھی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ ⑭ دینی و اسلامی مسائل یکسے کے متعدد طریقے ہیں ان میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ سوالات و جوابات کی مجلس و نشست قائم کی جائے اس انداز سے مسائل خوب ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ ⑮ مسائل کو مسؤل کے سامنے رکھنے ایک کراہت و احترام سے پیشنا چاہیے اور انداز گفتگو نہایت نرم اور مؤدبانہ ہونا چاہیے۔ ⑯ جبریل امین ﷺ نے سفید لباس اختیار کیا تھا نیز رسول اللہ ﷺ نے سفید لباس پر رغبت دلائی ہے اور خود بھی پسند کیا ہے حتیٰ کہ مُردوں کے لیے بھی سفید کفن کو منتخب کیا۔ (جامع الترمذی، الأدب، باب ماجاء فی لبس البیاض، حدیث: ۲۸۱۰)



۶۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۶۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ ، عَنْ أَبِي حَبِيَّانَ ، دن رسول اللہ ﷺ باہر لوگوں میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ایمان کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”(ایمان یہ ہے) کہ تو اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر اور اس سے ملاقات پر ایمان لائے اور دوبارہ زندہ ہونے پر بھی ایمان لائے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے، فرض نماز قائم الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ، وَتُؤَدِّيَ الزَّكَاةَ

۶۴- أخرجه البخاري، الإيمان، باب سؤال جبريل النبي ﷺ . . . الخ، ح: ۵۰، ومسلم، الإيمان، باب الإيمان ما هو؟ وبيان خصاله، ح: ۹۰ من حديث إسماعيل به.

ایمان سے متعلق احکام و مسائل

کرنے، فرض کا ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! احسان کیا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے، اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے۔“ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا: ”جس سے اس کے متعلق پوچھا جا رہا ہے، وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا لیکن میں تجھے اس کی علامتیں بتاتا ہوں۔ جب لوٹری اپنی مالک کو جنے گی تو یہ اس کی ایک علامت ہے جب بکریوں کے چرواہے ایک دوسرے کے مقابلے میں لمبی چوڑی عمارتیں بنائیں تو یہ بھی اس کی علامت ہے (لیکن اس کے وقت کا تعین) ان پانچ چیزوں میں شامل ہے جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ﴾۔ ﴿لَقَمَانُ: ۳۴﴾

”قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے وہ بارش نازل کرتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ (مادہ کے) رحموں میں کیا ہے اور کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کل کیا کماے گا اور کسی کو معلوم نہیں کہ اس کو کس زمین میں موت آئے گی، یقیناً اللہ تعالیٰ علم رکھنے والا باخبر ہے۔“

الْمَفْرُوضَةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ. قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَا الْإِحْسَانُ؟ قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنَّكَ إِنْ لَا تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ». قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: «مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ، وَلَكِنْ سَأَحَدُّثُكَ عَنْ أَشْرَاطِهَا. إِذَا وَلَدَتِ الْأُمَّةُ رَبَّتَهَا فَذَلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا، وَإِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْغَنَمِ فِي الْبُتْيَانِ فَذَلِكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ. فَتَلَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ﴾ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ. [لقمان: ۳۴]

🌞 فوائد و مسائل: ① مستقبل کا صحیح علم صرف اللہ کو ہے۔ آیت مبارکہ میں مذکور تمام امور کا تعلق مستقبل سے ہے۔ قیامت کے متعلق جو علامات بیان کی گئی ہیں ان کے ظہور کا تعین وقت اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، چہ جائیکہ قیامت کے وقت کا تعین کرنے کی کوشش کی جائے اسی طرح دوسرے امور بھی ہیں جن کے متعلق انسان اندازے لگا تا رہتا

ہے جو صحیح بھی ہو سکتے ہیں اور غلط بھی مثلاً: بادل دیکھ کر ہم بارش کی امید کر سکتے ہیں لیکن سو فیصد یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ یہ بادل برسے گا یا بغیر برسے ہی آگے گزر جائے گا۔ اسی طرح آثار و علامات کی روشنی میں بچے کی امید کر سکتے ہیں لیکن ان کا نڈر یا موٹ ہونا، ذہن یا کم عقل ہونا، کسی جسمانی یا ذہنی معذوری میں مبتلا ہونا وغیرہ ایسے امور ہیں جن کے بارے میں کوئی شخص مکمل وثوق سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ہم مستقبل کے پروگرام تو بنا سکتے ہیں لیکن ناگہانی رکاوٹوں اور اچانک پیش آنے والے حالات سے قبل از وقت واقف نہیں ہو سکتے، اسی طرح کسی کی زندگی اور موت کے بارے میں صحیح علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ انسان صرف اندازہ کر سکتا ہے لیکن یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ اس کا اندازہ بالکل صحیح ہوگا۔ ① اگر عالم کو کوئی مسئلہ معلوم نہ ہو تو اسے چاہیے کہ کہہ دے ”مجھے معلوم نہیں“ اور اسے اپنی عزت و شان کے منافی نہ سمجھے۔ ② عالم کو چاہیے کہ سوال کرنے والے کو نرمی اور محبت سے سمجھائے ناراضی کا اظہار نہ کرے۔

۶۵- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ، وَمُحَمَّدُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ صَالِحٍ أَبُو الصَّلْتِ الْهَرَوِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُوسَى الرِّضَا، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْإِيمَانُ مَعْرِفَةٌ بِالْقَلْبِ وَقَوْلٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْأَرْكَانِ».

۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ

۶۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”ایمان نام ہے دل سے (اللہ کی) معرفت کا زبان سے اقرار اور (جسم کے) اعضاء کے ساتھ (اس کے مطابق) عمل کرنے کا۔“ ابوصلت نے کہا: اگر یہ سند کسی مجنون پر پڑھی جائے تو وہ تندرست ہو جائے۔

۶۵- [سنادہ موضوع] أخرجه ابن الجوزي في الموضوعات: ۱۲۸/۱ من حديث الهروي به * أبو الصلت الهروي كتاب، كذب أبو حاتم وغيره (تهذيب)، وتوثيق ابن معين له لا يزيد إلا وهناً، كما في هامش الفوائد المجموعه للشوكاني، ح: ۱۰۳، باب صلوة الجماعة.

۶۶- أخرجه البخاري، الإيمان، باب من الإيمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه، ح: ۱۳، ومسلم، الإيمان، باب الدليل على أن من خصال الإيمان... الخ، ح: ۴۵ من حديث شعبة به.

۶۵- [سنادہ موضوع] أخرجه ابن الجوزي في الموضوعات: ۱۲۸/۱ من حديث الهروي به * أبو الصلت الهروي كتاب، كذب أبو حاتم وغيره (تهذيب)، وتوثيق ابن معين له لا يزيد إلا وهناً، كما في هامش الفوائد المجموعه للشوكاني، ح: ۱۰۳، باب صلوة الجماعة.

۶۶- أخرجه البخاري، الإيمان، باب من الإيمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه، ح: ۱۳، ومسلم، الإيمان، باب الدليل على أن من خصال الإيمان... الخ، ح: ۴۵ من حديث شعبة به.

جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ فَتَادَةَ بِيْهَاتِيْ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يُحِبَّ لِأَخِيهِ - أَوْ قَالَ لِجَارِهِ - مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ».

وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے..... یا فرمایا: اپنے ہمسائے کے لیے..... بھی وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“

🌞 **فوائد و مسائل:** ① اس حدیث میں مسلمانوں کی باہمی خیر خواہی کی فضیلت اور اس کی ترغیب ہے۔ ② دوسرے مسلمان کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہیے جیسا کوئی شخص اپنے لیے پسند کرتا ہے، مثلاً: جس طرح کوئی شخص یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی اسے دھوکا دے، اسی طرح اسے چاہیے کہ وہ بھی دوسروں کو دھوکا نہ دے، جس طرح ایک شخص یہ پسند کرتا ہے کہ مشکل میں اس کی مدد کی جائے اسے بھی چاہیے کہ مشکلات میں دوسروں کی مدد کرے۔ ③ عام طور پر انسان اپنے حقوق کے بارے میں بہت حساس ہوتا ہے لیکن اپنے فرائض کے متعلق غفلت کا ارتکاب کرتا ہے حالانکہ وہ بھی کسی کے حقوق ہیں اگر ہر شخص دوسروں کے حقوق کا خیال رکھے تو سب کے حقوق محفوظ ہو جائیں گے اور معاشرے میں امن و امان قائم ہو جائے گا۔ ④ اخلاقِ حسنہ ایمان کی تکمیل کا باعث ہیں ان کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوتا، جس کے نتیجے میں آخرت میں عذاب ہو سکتا ہے۔

٦٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ فَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ، وَوَالِدِهِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ».

٦٧- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص ایمان دار نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ میں اسے اس کی اولاد و والد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو جاؤں۔“

🌞 **فوائد و مسائل:** ① نبی اکرم ﷺ سے محبت ایمان کی بنیاد ہے جس قدر محبت پختہ ہوگی اسی قدر ایمان بھی زیادہ ہوگا۔ محبت میں کمی بیشی ایمان میں کمی بیشی کی دلیل ہے۔ ② محبت کا معیار زبانی دعویٰ نہیں بلکہ اطاعت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي﴾ (آل عمران: ۳۱) ”کہہ دیجیے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو۔“ ③ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت دوسروں سے زیادہ ہونے کا پتہ تب چلتا ہے جب اولاد کی محبت و والدین کی محبت یا کسی بزرگ یا دوست کی محبت کسی ایسے کام کا تقاضا کرے جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہو پھر اگر نبی ﷺ کی محبت زیادہ ہوگی تو دوسروں کی ناراضی کی پروا نہیں ہوگی بلکہ

٦٧- أخرجه البخاري، الإيمان، باب حب الرسول من الإيمان، ح: ١٥، ومسلم، الإيمان، باب وجوب محبة رسول الله ﷺ، ح: ٤٤ من حديث شعبة به.

— کتاب السنۃ — ایمان سے متعلق احکام و مسائل

انسان دوسروں کو ناراض کر کے اللہ کے رسول ﷺ کے حکم اور اسوہ پر عمل کرے گا اگر دوسروں کی محبت زیادہ ہوگی تو شریعت کی مخالفت کا ارتکاب کر کے انہیں خوش کرنے کی کوشش کی جائے گی جو ایمان کے مطلوبہ معیار کے خلاف ہے۔ اسی طرح قوم اور قبیلہ کے رسم و رواج کی بھی یہی حیثیت ہے۔

۶۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَوْ لَا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفَسُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ».

۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک مومن نہ بن جاؤ اور (کامل) مومن نہیں بن سکتے جب تک باہم محبت کرنے والے نہ بن جاؤ۔ کیا میں تمہیں وہ کام نہ بتاؤں جس کے کرنے سے تمہارے اندر ایک دوسرے کی محبت پیدا ہو جائے؟ آپس میں ”سلام“ کو رواج دو۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① دخول جنت کے لیے ایمان لازمی شرط ہے۔ ② باہمی محبت ایمان کی تکمیل کا ذریعہ ہے اس لیے وہ تمام کام کرنے چاہئیں جن سے باہمی محبت پیدا ہو اور ان کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے جن سے باہمی نفرت پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ ③ ایک دوسرے کو سلام کرنا آپس میں اچھے تعلقات قائم کرنے اور قائم رکھنے کا ایک عمدہ ذریعہ ہے۔ دوسری احادیث میں بعض دیگر امور بھی بیان ہوئے ہیں، مثلاً: مصافحہ کرنا، معاونتہ کرنا، تحفہ تحائف دینا۔ دیکھیے: (موطأ امام مالک: ۳۰۸/۲، حدیث: ۶۴۳۱ والأدب المفرد، حدیث: ۵۹۳)

۶۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ؛ ح. وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سَبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ».

۶۹- حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر ہے۔“

۶۸- أخرجه مسلم، الإيمان، باب بيان أنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون... الخ، ح: ۵۴ عن ابن أبي شيبة به.
۶۹- أخرجه البخاري، الإيمان، باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله وهو لا يشعر، ح: ۴۸، ومسلم، الإيمان، باب بيان قول النبي ﷺ... الخ، ح: ۶۴ من حديث أبي وائل به، وأخرجه أيضاً البخاري، ح: ۷۰۷۶، ومسلم، ح: ۶۴ من حديث الأعمش به.

وَقَاتِلَهُ كُفْرًا .

☀️ فوائد و مسائل: ① چونکہ مسلمانوں میں باہمی تعلقات کا خوش گوار ہونا شرعاً مطلوب ہے، اس لیے شریعت نے ان کاموں سے منع فرمایا ہے جن سے تعلقات خراب ہونے کا اندیشہ ہو، ان میں ایک چیز گالی گلوچ بھی ہے جو ایک اچھے مسلمان کی شان کے لائق نہیں، اس لیے اسے فسق یعنی نافرمانی اور گناہ قرار دیا گیا ہے۔ ② مسلمان سے جنگ کرنا کفر ہے، اس سے وہ کفر مراد نہیں جس کی وجہ سے کوئی شخص اسلام سے خارج ہو جاتا ہے بلکہ اس سے مراد ایسا کام ہے جو مسلمان کی شان کے خلاف ہے، یعنی علماء کی اصطلاح میں [كُفْرٌ دُونَ كُفْرٍ] ”چھوٹا کفر ہے۔“ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَأَن طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا﴾ (الحجرات: ۹) ”جب مسلمانوں کی دو جماعتوں میں لڑائی ہو جائے تو ان میں صلح کرادیا کرو۔“ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑائی کے باوجود وہ مومن ہی رہتے ہیں، کافر نہیں ہو جاتے۔

۷۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص ایک اللہ کے لیے خلوص رکھتے ہوئے اور کسی کو اس کا شریک نہ مان کر صرف اس کی عبادت کرتے ہوئے نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے ہوئے دنیا سے رخصت ہوا، اس کی موت اس حال میں آتی ہے کہ اللہ اس سے راضی ہوتا ہے۔“

۷۰۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ : حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ : حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « مَنْ فَارَقَ الدُّنْيَا عَلَى الْإِخْلَاصِ لِلَّهِ وَحْدَهُ ، وَعِبَادَتِهِ لَا شَرِيكَ لَهُ ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ، مَاتَ وَاللَّهُ عَنْهُ رَاضٍ . »

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کا دین یہی ہے جسے رسول لے کر آئے اور جسے انھوں نے اپنے رب کی طرف سے (بندوں کو) پہنچایا بعد میں (سچی جھوٹی) باتیں خلط ملط ہو گئیں اور طرح طرح کی من مرضی کی باتیں سامنے آگئیں۔

قَالَ أَنَسٌ : وَهُوَ دِينُ اللَّهِ الَّذِي جَاءَتْ بِهِ الرُّسُلُ ، وَبَلَّغُوهُ عَنْ رَبِّهِمْ قَبْلَ هَرَجِ الْأَحَادِيثِ ، وَاخْتِلَافِ الْأَهْوَاءِ .

اس کی تصدیق اللہ کی کتاب کی ان آیات سے ہوتی

وَتَصْدِيقُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ ، فِي آخِرِ مَا

۷۰۔ [ضعیف] أخرجه الطبري في تفسيره ۶/ ۳۲۰، التوبة: ۵ من حديث أبي جعفر به، وصححه الحاكم: ۳۳۲/ ۲، وحسنه المنذري برمز، وضعفه البوصيري، رجاله موثقون عند الجمهور لكن قال ابن حبان في الربيع بن أنس: "الناس يتقون حديثه ما كان من رواية أبي جعفر عنه لأن في أحاديثه عنه اضطراباً كثيرة" (اللقطات).

ایمان سے متعلق احکام و مسائل

نَزَلَ. يَقُولُ اللَّهُ: ﴿فَإِنْ تَابُوا﴾ - قَالَ: خَلَعُ الْأَوْثَانَ وَعِبَادَتَهَا: - ﴿وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ﴾. [التوبة: ٥]

ہے جو آخر میں نازل ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَإِنْ تَابُوا﴾ ”پس اگر وہ توبہ کریں۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یعنی اوثان سے دست کش ہو جائیں اور ان کی عبادت ترک کر دیں۔ ﴿وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ﴾ ”اور نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں۔“

دوسری آیت میں فرمایا: ﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ﴾ ”اگر وہ توبہ کر لیں نماز قائم کریں اور زکاۃ ادا کریں تو وہ بھی تمہارے دینی بھائی ہیں۔“

وَقَالَ فِي آيَةِ أُخْرَى: ﴿فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ﴾. [التوبة: ١١]

ابو حاتم نے عبید اللہ بن موسیٰ سے انھوں نے ابو جعفر الرازی سے انھوں نے ربیع بن انس سے اسی مفہوم کی ایک مرسل روایت بیان کی۔

حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى الْعَبْسِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ مِثْلَهُ.

🌞 نوآمد و مسائل: ① پہلی آیت کے کمل الفاظ یہ ہیں: ﴿فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرْمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَأَحْضِرُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصِدٍ۔ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (التوبة: ٥) ”پھر جب حرمت کے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ قتل کرو انھیں گرفتار کر دو ان کا محاصرہ کرو ان کی تاک میں ہر گھات میں جا بیٹھو۔ (لیکن) اگر وہ توبہ کر لیں نماز کے پابند ہو جائیں اور زکاۃ ادا کرنے لگیں تو انکی راہ چھوڑ دو یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ اس کی وضاحت حضرت انس نے یوں کی ہے کہ توبہ سے مراد شرک سے توبہ ہے۔ ② ان آیات سے معلوم ہوا کہ کسی قوم کو مسلمان اسی وقت تسلیم کیا جاسکتا ہے جب وہ توحید و رسالت کے اقرار کے ساتھ ساتھ عملی مسائل یعنی نماز اور زکاۃ کو بھی اختیار کریں۔ انکار کی صورت میں انھیں کافر قرار دے کر جہاد کیا جائے گا جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی آیت سے استدلال کر کے مانعین زکاۃ کے خلاف جہاد کیا تھا۔ ③ یہ روایت تو ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ باتوں کی تائید صحیح روایات سے ہوتی ہے۔

۷۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ: حَدَّثَنَا ۷۱- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

۷۱- [صحیح متواتر] * الحسن موصوف بتدلیس الإسناد (طبقات المدلسین/ المرتبة الثانية) وعنن، وللحدیث طرق كثيرة عند البخاري ومسلم وغيرهما عن أبي هريرة رضي الله عنه، وهو من الأحاديث المتواترة.

أَبُو النَّضْرِ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ، عَنْ يُونُسَ،
عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ
حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنِّي رَسُولُ
اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ».

ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جہاد
کروں حتیٰ کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی
نہیں اور میں (محمد) اللہ کا رسول ہوں اور نماز قائم کریں
اور زکوٰۃ ادا کریں۔“

🌞 نوادہ و مسائل: ① اللہ کی راہ میں جنگ کرنا مسلمانوں کا اجتماعی فریضہ ہے جس کا مقصد انسانوں کو غیر اللہ کی
عبادت سے ہٹا کر صرف اللہ کی عبادت پر قائم کرنا ہے۔ ② کسی شخص کے اسلام میں واقعی داخل ہوجانے کا ثبوت تین
چیزیں ہیں: توحید و رسالت کا اقرار کرنا، نماز باقاعدگی سے ادا کرنا اور اسلام کے مالی حق یعنی زکوٰۃ کی ادائیگی کرنا۔
③ مذکورہ بالا آیات اور حدیث میں اسلام کے صرف تین ارکان کا ذکر کیا گیا ہے۔ (اقرار شہادتین، نماز اور زکوٰۃ) اس
کی وجہ یہ ہے کہ شہادتین کے بغیر تو اسلام میں داخل ہونے کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا۔ نماز ایسی اجتماعی عبادت ہے جو
ہر مسلمان پر ہر حال میں ادا کرنا فرض ہے اس لیے اسے اسلام اور کفر کے درمیان امتیازی علامت قرار دیا گیا ہے اور
زکوٰۃ اگرچہ صرف مال داروں پر فرض ہے لیکن اسلامی حکومت دولت مندوں سے اس کی وصولی اور ناداروں میں اس
کی تقسیم کا جس طرح اہتمام کرتی ہے اس بنا پر یہ بھی مسلم اور غیر مسلم میں واضح امتیاز کا باعث بن جاتی ہے کیونکہ زکوٰۃ
صرف مسلمانوں سے لی جاتی ہے اور مسلمانوں ہی میں تقسیم کی جاتی ہے۔ ④ اس حدیث میں دو ارکان (روزہ اور
حج) کا ذکر نہیں کیا گیا کیونکہ روزہ ایک پوشیدہ عبادت ہے اگر ایک شخص بغیر روزہ رکھے اپنے آپ کو روزے دار باور
کرانا چاہے تو اس کے لیے ایسا کرنا ممکن ہے۔ اور حج اول تو سب مسلمانوں پر فرض ہی نہیں دوسرے صاحب
استطاعت افراد پر بھی زندگی میں ایک ہی بار فرض ہے۔ علاوہ ازیں جس قوم کے خلاف جنگ کی جارہی ہے وہ اگر
روزہ رکھنے اور حج کرنے کا اقرار بھی کریں تو اس کے عملی اظہار کے لیے انھیں خاص مہینوں کا انتظار کرنا پڑے گا لہذا
جنگ کرنے یا نہ کرنے کا تعلق ایسے کاموں سے قائم کرنا حکمت کے منافی ہے۔ واللہ اعلم۔



۷۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ:
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ
الْحَمِيدِ بْنُ بَهْرَامَ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ،
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ
جَبَلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أُمِرْتُ أَنْ

۷۲- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں
لوگوں سے جہاد کروں حتیٰ کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا
کوئی معبود نہیں اور میں (محمد) اللہ کا رسول ہوں اور نماز
قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔“

۷۲- [صحیح متواتر] وقال البوصيري: "هذا إسناده حسن"، انظر الحديث السابق.

أَقَاتِلِ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّي رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ».

۷۳- حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری امت میں سے دو جماعتیں ایسی ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں مر جتہ اور قدر یہ:“

۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الرَّازِيُّ: أَنَّ أَبَا يُونُسَ بْنَ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ اللَّيْثِيُّ: حَدَّثَنَا نِزَارُ بْنُ حَيَّانَ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: اَصْتَفَانِ مِنْ أُمَّتِي لَيْسَ لَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ نَصِيبٌ: أَهْلُ الْأَرْجَاءِ، وَأَهْلُ الْقَدْرِ».

☀️ نوٹ: یہ حدیث ضعیف ہے تاہم مرجعہ اور قدر یہ کی وضاحت حدیث نمبر ۶۳ کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

۷۴- حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ان دونوں نے فرمایا: ایمان میں اضافہ اور کمی ہوتی ہے۔

۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو عَثْمَانَ الْبُخَارِيُّ سَعِيدُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ مُجَاهِدٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا: الْإِيمَانُ يَزِيدُ وَيُنْقُصُ.

۷۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے۔

۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو عَثْمَانَ الْبُخَارِيُّ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، عَنْ

۷۳- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ۹۴۸ عن يونس به، وضعفه البوصيري * نزار تقدم، ح: ۶۲، وله شواهد ضعيفة عند الترمذي وغيره.

۷۴- [إسناده ضعيف جداً] * عبد الوهاب "متروك، وقد كذبه الثوري" (تقريب)، ومفهوم الأثر صحيح، مروى بالتواتر عن ثقات أئمة المسلمين رحمهم الله.

۷۵- [إسناده ضعيف] * إسماعيل بن عياش كان يدلس (طبقات المدلسين/ المرتبة الثالثة) وعن ابن الحارث لم أجد من وثقه، وفيه علل أخرى.

حَرِيْزِ بْنِ عُمَانَ، عَنِ الْحَارِثِ، أَظْنُهُ،
عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ:
الإِيمَانُ يَزِدُّ دَاوُدَ وَيَنْقِصُ.

☀️ نوآمد و مسائل: ① یہ دونوں آثار اگرچہ سداً ضعیف ہیں اور مرفوعاً ثابت نہیں لیکن یہ بات سلف سے متواتر نقل ہوتی چلی آئی ہے اور مشہور ہے اس لیے ایمان میں کمی بیشی اہل سنت کے ہاں مسلم ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”صحیح بخاری“ میں ”کتاب الایمان“ کے پہلے باب میں اس کے ثبوت میں قرآن مجید کی متعدد آیات ذکر فرمائی ہیں اور اس کے بعد کئی ابواب میں ایسی احادیث ذکر فرمائی ہیں جن سے نیک اعمال کا اجزائے ایمان ہونا ثابت ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ جس چیز کے اجزا ہوں ان میں سے اگر ایک یا چند جز مفقود ہوں تو وہ چیز ناقص ہو جاتی ہے۔ اس مسئلہ کی مزید تفصیل کے لیے فتح الباری کے متعلقہ ابواب کا مطالعہ مفید ہوگا۔

(المعجم ۱۰) - بَابُ: فِي الْقَدْرِ
باب: ۱۰- تقدیر سے متعلق احکام و مسائل
(التحفة ۱۰)



۷۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ [الرَّقِئِيُّ]:
حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ،
وَأَبُو مُعَاوِيَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ
الرَّقِئِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ
عَبِيدٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ،
قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ: حَدَّثَنَا
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ
أَنَّهُ: «يُجْمَعُ خَلْقُ أَحَدِكُمْ فِي بَطْنِ أُمِّهِ
أَرْبَعِينَ يَوْمًا، ثُمَّ يَكُونُ عَاقِبَةً مِثْلَ ذَلِكَ،
ثُمَّ يَكُونُ مُضَعَّةً مِثْلَ ذَلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ
إِلَيْهِ الْمَلَكَ، فَيُؤَمِّرُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ،
فَيَقُولُ: أَكْتَبُ عَمَلَهُ وَأَجَلَهُ وَرِزْقَهُ وَشَقِيئِي

۷۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے حدیث
سنائی وہ (خود بھی) سچے تھے اور انھیں (اللہ کی طرف سے
بھی) سچی خبر ملی۔ (آپ نے فرمایا:) ”انسان کا مادہ
تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن (قطرے کی
صورت میں) جمع رہتا ہے پھر اتنی ہی مدت کے لیے
(جتنے ہوئے خون کی) پھٹکی یا لوتھرا بن جاتا ہے پھر اتنا
نی عرصہ گوشت کا ٹکرا بنا رہتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کے
پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے جسے چار باتوں (کے لکھنے) کا
حکم دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کے اعمال
اس کی عمر اور اس کا رزق لکھ دے اور یہ بھی کہ وہ بد قسمت
ہوگا یا خوش قسمت۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ

۷۶- أخرجه البخاري، القدر، ح: ۶۵۹۴ وغيره، ومسلم، القدر، باب كيفية خلق الآدمي... الخ، ح: ۲۶۴۳

من حديث الأعمش به، وأخرجه مسلم أيضاً من حديث أبي معاوية ووكيع به.

تقدیر سے متعلق احکام و مسائل

میں میری جان ہے! ایک آدمی جنتیوں والے عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر (تقدیر کی) تحریر غالب آ جاتی ہے اور وہ جہنمیوں والا عمل کر کے جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ (اسی طرح) ایک آدمی جہنمیوں والے اعمال کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ جہنم سے ایک ہاتھ دور رہ جاتا ہے پھر اس پر (تقدیر کا) لکھا غالب آ جاتا ہے چنانچہ وہ جنتیوں والا عمل کر کے جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔“

أَمْ سَعِيدٌ، فَأَوَّلِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلٍ أَهْلِ الْجَنَّةِ حَتَّىٰ مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلٍ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا. وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلٍ أَهْلِ النَّارِ حَتَّىٰ مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلٍ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا. .

🌞 فوائد و مسائل: ① تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ ابد تک جو کچھ بھی ہونے والا ہے اس کا علم پہلے سے اللہ کو ہے اور اس نے اسے لکھ رکھا ہے۔ اب جو کچھ ہوتا ہے وہ اس کے ازلی علم کے مطابق ہی ہوتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ نے گناہ گار کو گناہ کرنے پر مجبور کیا ہے۔ انسان اللہ کی دی ہوئی طاقت ہی سے نیکی یا گناہ کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ اختیار جھین لیتا لیکن وہ ایسا نہیں کرتا البتہ اسے پہلے سے معلوم ہے کہ فلاں بندہ اس اختیار کو صحیح طریقے سے استعمال کرے اس کی خوشنودی حاصل کر لے گا اور فلاں بندہ اس اختیار کے غلط استعمال کی وجہ سے اللہ کو ناراض کر کے سزا کا مستحق ہو جائے گا۔ ② انسان کے نیک و بد اعمال اس کی عمر اس کا رزق اور اس کا جنتی یا جہنمی ہونا ایک خاص وقت پر اللہ کے بتانے سے فرشتوں کے علم میں آتا ہے اور وہ لکھ لیتے ہیں، اگرچہ یہ فیصلے ازل میں ہو چکے ہیں اور لوح محفوظ میں درج ہو چکے ہیں۔ ③ ماں کے پیٹ میں انسان کی تخلیق کے مختلف مراحل ہیں۔ ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں تبدیلی بدرتجہ ہوتی ہے لیکن پہلے چالیس دن تک اس کی کیفیت مادہ تولید سے قریب تر ہوتی ہے جبکہ دوسرے مرحلے میں وہ دیکھنے میں خون سے زیادہ مشابہ محسوس ہوتا ہے۔ تیسرے مرحلے میں اعضاء بننے لگتے ہیں لیکن مجموعی طور پر وہ نرم گوشت کے ٹکڑے سے مشابہ نظر آتا ہے۔ ④ ہر انسان کی عمر مقرر ہے۔ اس سے پہلے فوت نہیں ہو سکتا لہذا بندے کو جان کے خوف سے ایمان ترک کرنا چاہیے بلکہ ایمان کی حفاظت کے لیے جان قربان کرنے کے لیے تیار رہنا چاہیے۔ ⑤ ہر انسان کا رزق مقرر ہو چکا ہے جو اسے بہر حال ملنا ہے بندے کی آزمائش اس چیز میں ہے کہ وہ اس کے حصول کے لیے کون سے ذرائع اختیار کرتا ہے۔ مقررہ رزق حلال طریقے سے بھی مل جائے گا اور جو چیز تقدیر میں نہیں وہ ناجائز ذرائع اختیار کرنے سے بھی نہیں ملے گی، اس لیے اللہ پر توکل کرتے ہوئے رزق حلال حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ⑥ کسی شخص کے بارے میں بالیقین جنتی یا جہنمی ہونے کا فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ یہ بات صرف اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ کون جنت میں جائے والا ہے اور کون جہنم کا ایندھن بننے والا ہے، البتہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھنا ضروری ہے اور کسی نیک آدمی کے بارے میں اظہار خیال

- کتاب السنۃ -

تقدیر سے متعلق احکام و مسائل

کرتے ہوئے یہی کہنا چاہیے کہ ہمارے خیال میں وہ نیک آدمی تھا اور ہم اللہ کی رحمت سے امید رکھتے ہیں کہ وہ جنت میں جائے گا البتہ جن افراد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یا اس کے نبی ﷺ نے بتا دیا ہے ان کے جتنی یا جہنمی ہونے کے بارے میں یقین رکھنا چاہیے مثلاً: ابواب اور اس کی بیوی کا جہنمی ہونا جیسے سورہ لب میں مذکور ہے یا عشرہ مبشرہ ﷺ کا جتنی ہونا وغیرہ ⑤ کسی غیر مسلم یا گناہ گار کو تبلیغ کی جائے اور وہ قبول نہ کرے تو یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اسے ہرگز ہدایت نہیں ملے گی کیونکہ اس کا علم صرف اللہ کو ہے ممکن ہے آخری وقت میں ہدایت نصیب ہو جائے جیسے ایک یہودی لڑکے کو مرض الموت میں رسول اللہ ﷺ نے اسلام لانے کو کہا تو وہ اسلام لے آیا اور فوت ہو گیا۔ (صحیح البخاری، الحائز، باب إذا أسلم الصبی فمات هل یصلی علیہ.....، حدیث: ۱۳۵۶) ⑧ مومن کو نیکیوں پر فخر نہیں کرنا چاہیے بلکہ اللہ کا خوف رکھتے ہوئے استقامت کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی: ﴿فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيَّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ﴾ (یوسف: ۱۰۱) ”اے زمین اور آسمان کے بنانے والے! تو ہی دنیا اور آخرت میں میرا دوست اور کارساز ہے مجھے اسلام کی حالت میں فوت کرنا اور نیکیوں میں شامل کر دینا۔“

۷۷- ابن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میرے دل میں تقدیر کے مسئلہ میں شبہ پیدا ہوا جس سے مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں وہ میرا دین اور کام (معاملات) تباہ نہ کر دے، چنانچہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا: ابو منذر! میرے دل میں تقدیر کے بارے میں شبہ پیدا ہو گیا ہے جس سے مجھے اپنے دین اور معاملات کے بارے میں (خرابی کا) خوف ہے۔ مجھے اس کے متعلق کچھ فرمائیے شاید اس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ بخش دے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ (تمام) آسمانوں والوں اور (تمام) زمین والوں کو عذاب دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ یہ اس کا ان پر ظلم نہیں ہوگا۔ اور اگر ان پر رحمت کرے تو اس کی رحمت ان کے اعمال

۷۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سِنَانٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ خَالِدِ الْجَمْعِيِّ، عَنِ ابْنِ الدَّيْلَمِيِّ، قَالَ: وَقَعَ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِنْ هَذَا الْقَدْرِ، خَشِيتُ أَنْ يُفْسِدَ عَلَيَّ دِينِي وَأَمْرِي، فَأَتَيْتُ أَبِي بَنَ كَعْبٍ، فَقُلْتُ: أَبَا الْمُنْذِرِ! إِنَّهُ قَدْ وَقَعَ فِي نَفْسِي شَيْءٌ مِنْ هَذَا الْقَدْرِ فَخَشِيتُ عَلَى دِينِي وَأَمْرِي، فَحَدَّثَنِي مِنْ ذَلِكَ بَشِيءٍ، لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ، فَقَالَ: لَوْ أَنَّ اللَّهَ عَذَبَ أَهْلَ سَمَاوَاتِهِ، وَأَهْلَ أَرْضِهِ لَعَذَّبَهُمْ، وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ، وَلَوْ رَحِمَهُمْ لَكَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ، وَلَوْ كَانَ لَكَ مِثْلُ

۷۷- [سنادہ صحیح] أخرجه أبو داود، السنة، باب في القدر، ح: ۶۶۹۹ من حديث أبي سنان به، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۸۱۷.

تقدیر سے متعلق احکام و مسائل

سے بہتر ہوگی۔ اور اگر تیرے پاس اُحد پہاڑ جتنا سونا ہو یا اُحد پہاڑ جتنا مال ہو اور تو اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تو تیرا یہ عمل قبول نہیں ہوگا جب تک کہ تو تقدیر پر ایمان نہ لائے۔ تجھے معلوم ہونا چاہیے جو مصیبت تجھے پہنچی ہے وہ تجھ سے ملنے والی نہ تھی (اسے بہر حال آنا ہی تھا) اور جو مصیبت تجھے نہیں پہنچی وہ تجھے پہنچنے والی نہ تھی اور (یہ جان لے کہ) اگر تیری موت اس عقیدے کے سوا کسی اور عقیدے پر ہوئی تو تو جہنم میں داخل ہوگا۔ اور اگر تو میرے بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر یہ مسئلہ پوچھ لے تو کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ ابن دمیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے یہ مسئلہ پوچھا انھوں نے بھی وہی بات فرمائی جو حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی۔ اور فرمایا: اگر تو حدیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس جائے (اور مسئلہ دریافت کرے) تو کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ میں حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا انھوں نے وہی بات فرمائی جو دوسرے دونوں حضرات نے فرمائی تھی۔ اور فرمایا: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان سے پوچھ لو۔ پھر میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے مسئلہ پوچھا۔ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا ہے آپ نے فرمایا: ”اگر اللہ تعالیٰ (تمام) آسمانوں والوں اور (سب) زمین والوں کو عذاب دینا چاہے تو دے سکتا ہے، یہ اس کا ان پر ظلم نہیں ہوگا اور اگر ان پر رحمت کرے تو اس کی رحمت ان کے اعمال سے بہتر ہوگی۔ اور اگر تیرے پاس اُحد جتنا سونا ہو یا اُحد پہاڑ جتنا سونا ہو اور تو

جَبَلٍ أَحَدٍ ذَهَبًا، أَوْ مِثْلَ جَبَلٍ أَحَدٍ تُنْفِقُهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا قَبِلَ مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ، فَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَأَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَأَنَّكَ إِنْ مِتَّ عَلَى غَيْرِ هَذَا دَخَلْتَ النَّارَ، وَلَا عَلَيْكَ أَنْ تَأْتِيَ أَخِي، عَبْدَ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَتَسْأَلَهُ، فَاتَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ، فَسَأَلْتُهُ فَذَكَرَ مِثْلَ مَا قَالَ أَبِي، وَقَالَ لِي: وَلَا عَلَيْكَ أَنْ تَأْتِيَ حُدَيْفَةَ، فَاتَيْتُ حُدَيْفَةَ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالَ، وَقَالَ: إِثْبَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَسَأَلْتُهُ، فَاتَيْتُ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَوْ أَنَّ اللَّهَ عَذَّبَ أَهْلَ سَمَوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ لَعَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ، وَلَوْ رَحِمَهُمْ لَكَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ، وَلَوْ كَانَ لَكَ مِثْلُ أَحَدٍ ذَهَبًا، أَوْ مِثْلَ جَبَلٍ أَحَدٍ ذَهَبًا تُنْفِقُهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَا قَبِلَهُ مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهِ، فَتَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَأَنَّكَ إِنْ مِتَّ عَلَى غَيْرِ هَذَا دَخَلْتَ النَّارَ».

تقدیر سے متعلق احکام و مسائل

اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دے، تو وہ تیرا یہ عمل قبول نہیں کرے گا حتیٰ کہ تو ساری تقدیر پر ایمان لائے اور (یقین کے ساتھ) جان لے کہ جو مصیبت تجھے پہنچی ہے وہ تجھ سے نلنے والی نہ تھی اور جو مصیبت تجھے نہیں پہنچی وہ تجھے پہنچنے والی نہ تھی۔ اور (جان لے کہ) اگر تیری موت اس عقیدے کے سوا کسی اور عقیدے پر ہوئی تو تو جہنم میں داخل ہوگا۔“



فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے مسئلہ تقدیر کی وضاحت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مالک الملک ہے اس لیے مخلوق کے بارے میں اس کا ہر فیصلہ حق ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ﴿لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ﴾ (الانبیاء: ۲۳) ”وہ جو کچھ کرے اس سے اس کے متعلق سوال نہیں کیا جاسکتا اور ان (مخلوقات) سے سوال کیا جائے گا (اور ان کا مواخذہ ہوگا)۔“ یعنی اللہ تعالیٰ کے کسی کام پر اعتراض کرنا درست نہیں کیونکہ اس کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے، لیکن ضروری نہیں کہ وہ حکمت ہماری سمجھ میں بھی آئے یا ہمیں بتائی بھی جائے۔ ② جو مصیبت آتی ہے وہ بہر حال آ کر رہے گی، خواہ انسان اس سے ڈرتے ہوئے نیکی کا راستہ چھوڑ کر غلط روی بھی اختیار کر لے۔ اور جو راحت اور نعمت قسمت میں ہے وہ بہر حال ملے گی، اگرچہ اس سے پہلے مشکلات و مصائب ہی کیوں نہ آئیں، اس لیے اللہ پر توکل کرتے ہوئے اس کی رحمت کی امید رکھنی چاہیے، مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ ارشاد الہی ہے: ﴿إِنَّهُ لَا يَأْتِيَنَّكَ مِنْ رُوحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ﴾ (یوسف: ۸۷) ”اللہ کی رحمت سے ناامید وہی ہوتے ہیں جو کافر لوگ ہیں۔“ ③ صحابہ کرام پختہ اور گہرے علم کے حامل تھے، جس کی وجہ سے ان کا ایمان بھی کامل اور قوی تھا۔ تقدیر جیسے بظاہر مشکل مسئلے میں بھی انھیں وہ یقین و عرفان حاصل تھا، جس کی وجہ سے وہ اطمینان کی دولت سے مالا مال تھے اور اس بارے میں وہ شکوک و شبہات کا شکار نہیں تھے۔ ④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کا احترام کرتے اور ایک دوسرے کے علم کا اعتراف کرتے تھے۔ علمائے دین کا بھی ایک دوسرے کے بارے میں مبکی رویہ ہونا چاہیے۔ ⑤ کسی مسئلے میں اطمینان قلب کے حصول کے لیے ایک سے زیادہ علمائے کرام سے مسئلہ پوچھا جاسکتا ہے۔ ⑥ صحابہ کرام کے فتاویٰ قرآن و حدیث سے ماخوذ ہوتے تھے بلکہ اکثر اوقات وہ ارشاد نبوی ہی نقل کر دیتے تھے اگرچہ یہ صراحت نہ کریں کہ یہ ارشاد نبوی ہے۔ ⑦ محدثین کے ہاں یہ اصول ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایسے اقوال جن کا تعلق اجتہاد سے نہیں ہوتا، مرفوع کے حکم میں ہوتے ہیں، مثلاً: اس مسئلے میں دیگر صحابہ کرام نے تو حدیث کے مرفوع ہونے کی صراحت نہیں کی لیکن حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے وضاحت فرمادی کہ یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے ہیں۔ ⑧ تقدیر کا یہ مسئلہ ایمان کے بنیادی مسائل میں سے ہے اور تقدیر پر ایمان لائے



بغیر کسی انسان کا ایمان قابل اعتبار نہیں ہوتا، لہذا تقدیر کا انکار جہنم کی سزا کا باعث بن جاتا ہے۔

۷۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ. ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكَيْعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ، عَنْ عَلِيِّ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَبِيَدِهِ عُودٌ، فَكَتَبَ فِي الْأَرْضِ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَفَلَا تَتَكَلَّمُ؟ قَالَ: «لَا، إِعْمَلُوا وَلَا تَتَكَلَّمُوا، فَكُلُّ مُيَسَّرٍ لِمَا خُلِقَ لَهُ» ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَانْتَفَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۝ فَسَنِيسِرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ۝ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ۝ فَسَنِيسِرُهُ لِلْعُسْرَىٰ ۝﴾ [الليل: ۵-۱۰]

۷۸- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی، آپ اس کے ساتھ زمین میں لکیریں لگانے لگے (جیسے کوئی شخص گہری سوچ میں ہو تو کرتا ہے) پھر آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا: ”تم میں سے ہر شخص کا ٹھکانا جنت یا جہنم میں لکھ دیا گیا ہے۔“ عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! پھر ہم (لکھے ہوئے پر) بھروسہ نہ کر لیں؟ فرمایا: ”نہیں، عمل کرو (لکھے ہوئے پر) بھروسہ نہ کرو، ہر کسی کے لیے وہ کام آسان ہو جاتا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا۔“ پھر آپ ﷺ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَانْتَفَى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۝ فَسَنِيسِرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ۝ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ۝ فَسَنِيسِرُهُ لِلْعُسْرَىٰ ۝﴾ ”جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور (اپنے رب سے) ڈرا۔ اور اچھی بات کی تصدیق کی تو ہم بھی اسے آسان راستے کی سہولت دیں گے، لیکن جس نے بخل کیا اور بے پروائی کی اور اچھی بات کی تکذیب کی تو ہم بھی اس کو تنگی اور مشکل کے اسباب میسر کر دیں گے۔“

فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں تقدیر الہی کا ثبوت ہے۔ ② ہر انسان کے انجام کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اور یوں جنت یا جہنم میں اس کا ٹھکانا مقرر ہے۔ ③ تقدیر علم الہی کا نام ہے، بندے کو مجبور کرنے کا نام نہیں۔ ④ جنت اور جہنم میں داخلے کا تعلق بندوں کے اعمال سے ہے۔ کسی کو معلوم نہیں کہ اس کی قسمت میں کیا ہے، اس لیے نیک اعمال کرنے کی کوشش کرنا اور گناہوں سے بچتے رہنا فرض ہے۔ ⑤ تقدیر پر ایمان کا مطلب یہ نہیں کہ انسان محنت اور

۷۸- أخرجه البخاري، التفسير، سورة: "والليل إذا يغشى"، باب قوله: "وأما من بخل واستغنى"، ح: ۴۹۴۷ وغيره، ومسلم، القدر، باب كيفية خلق آدمي... الخ، ح: ۲۶۴۷ من حديث وكيع به، وله طرق عندهما.

کوشش ترک کر دے بلکہ اسے چاہیے کہ اللہ کے احکام کی تعمیل میں پیش آنے والے خطرات سے خوف زدہ نہ ہو اور مشکلات میں گھر کر اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جائے کیونکہ اگر قسمت میں کامیابی لکھی ہے تو وہ ان مشکلات و مصائب کے بعد مل کر رہے گی اور اگر نہیں تو محنت اور نیت کا ثواب تو ضرور ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کسی کی نیکی ضائع نہیں فرماتا۔ ① جو جاہل لوگ فسق و فجور میں مشغول رہتے ہیں اور کہتے ہیں جو تقدیر میں ہے وہی ہوگا، یہ ان کی حماقت ہے بلکہ عمل سعادت و شقاوت کی علامت ہیں، جس کے عمل اچھے ہیں امید ہے کہ وہ سعید ہوگا اور جس کے برے ہیں اندیشہ ہے کہ وہ شقی ہوگا۔ بہر حال ہر ایک کو اچھے اعمال میں رغبت کرنی چاہیے اور گناہ سے بچنے کی فکر کرنی چاہیے۔ حضرت عمرؓ ایک شخص پر چوری کی حد لگانے لگے تو وہ کہنے لگا: ”تقدیر میں یوں ہی لکھا تھا میرا کیا قصور ہے۔“ آپ نے فرمایا: ”تقدیر کے مطابق ہی تم تمہارا ہاتھ کاٹ رہے ہیں اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔“

۷۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِيسِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ، وَفِي كُلِّ خَيْرٍ إِخْرَصَ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ، وَاسْتَعِينَ بِاللَّهِ وَلَا تَعْجِزْ، فَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ: لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ: قَدَّرَ اللَّهُ، وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ «الْو» تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ».

۷۹- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”طاقت ورمومن کمزور مومن سے بہتر اور اللہ کو زیادہ پیارا ہے۔ اور ہر ایک میں خیر موجود ہے۔ جو چیز تجھے فائدہ دیتی ہے اس میں رغبت کر اور اللہ سے مدد مانگ۔ عاجز نہ بن۔ اگر تجھے کوئی مصیبت آجائے تو یوں نہ کہہ: ”اگر میں اس طرح کرتا تو یوں نہ ہوتا۔“ بلکہ یوں کہہ: ”اللہ نے یہی مقدر کیا تھا اور اللہ نے جو چاہا کیا۔“ کیونکہ (لفظ لو) ”اگر“ سے شیطان کا کام شروع ہو جاتا ہے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① جسمانی ذہنی اور مالی قوت اللہ کی ایک نعمت ہے اس نعمت کو نیکی کے کاموں میں استعمال کرنا چاہیے۔ ② جو شخص کسی قسم کی قوت میں دوسروں سے کم تر ہے وہ بھی خیر سے محروم نہیں۔ ممکن ہے کہ ایک قوت کے لحاظ سے کم زور شخص دوسری قوت کے لحاظ سے قوی ہو لہذا اللہ تعالیٰ نے کسی کو جو صلاحیت بھی عنایت فرمائی ہو اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا اور اسے نیکی کے حصول و فروغ اور برائی سے بچنے اور بچانے کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ ③ نبوی فوائد کے حصول کی کوشش کرنا توکل کے معنایں نہیں، البتہ اس کے لیے ناجائز ذرائع اختیار کرنا یا نبوی فوائد کی حرص کو

ذہن پر اس طرح سوار کر لینا کہ زیادہ توجہ ادھر ہی رہے درست نہیں ہے۔ ⑤ شریعت میں یہ چیز مطلوب نہیں کہ کوئی شخص خود محنت کر کے کمانے اور دوسروں کو فائدہ پہنچانے کے بجائے دوسروں پر بوجھ بن کر بیٹھ جائے۔ اس رویہ کو توکل قرار دینا غلط ہے البتہ جو شخص کسی واقعی عذر کی وجہ سے روزی نہیں کما سکتا وہ معذور ہے اور مسلمان معاشرے کا فرض ہے کہ اس کی ضروریات پوری کرے۔ ⑥ کوئی کام کرنے سے پہلے غور و فکر کرنا چاہیے اور معاملے کے مختلف پہلوؤں پر غور اور مشورہ کر لینا چاہیے، لیکن اگر بعد میں کسی وجہ سے نتائج توقع کے خلاف نکلیں تو معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں اور سمجھ لیں کہ اس میں بھی اللہ کی کوئی حکمت ہوگی اگر گھر گھنے سے تقدیر الہی کے انکار کا پہلو نکلتا ہے اور یہ شیطانی نعل ہے کہ آدمی کو خلاف توقع نتیجہ نکلنے پر حسرت دلواتا ہے اور تقدیر کا منکر بناتا ہے۔ ⑦ کسی کام کا نتیجہ خلاف توقع نکلنے کے بعد جب اس کی تلافی ممکن نہ ہو تو مضمی سوچوں میں گھر جانا نہ صرف بے فائدہ بلکہ نقصان دہ ہے۔ بعد میں یہ کہنے کا کوئی فائدہ نہیں: ”کاش میں نے فلاں کام یوں کر لیا ہوتا کاش میں فلاں کام اس طرح نہ کرتا۔“ البتہ اپنے کام کا تنقیدی جائزہ لینا درست ہے تاکہ جو غلطی ہوئی ہے دوبارہ اس سے بچا جائے۔

۸۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آپس میں بحث ہوگئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے آدم! آپ ہمارے والد ہیں آپ نے ہمیں محرومی کا شکار کر دیا اور گناہ کا ارتکاب کر کے ہمیں جنت سے نکلوا دیا۔ آدم علیہ السلام نے انھیں فرمایا: اے موسیٰ! اللہ نے آپ کو شرف ہم کلامی کے لیے منتخب فرمایا اور آپ کو اپنے ہاتھ سے لکھ کر تورات دی، کیا آپ مجھے اس بات پر ملامت کرتے ہیں جو اللہ نے مجھے پیدا کرنے سے چالیس سال پہلے میری قسمت میں لکھ دی تھی؟ چنانچہ بحث میں آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے۔ آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے، آدم علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے۔“ (تین مرتبہ آپ نے فرمایا۔)

۸۰۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَيَعْقُوبُ ابْنُ حُمَيْدٍ بِنِ كَاسِبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، سَمِعَ طَاسًا وَسَاءَ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «اِحْتَجَّ آدَمُ وَمُوسَى، فَقَالَ لَهُ مُوسَى: يَا آدَمُ! أَنْتَ أَبُوْنَا حَبِيبَتِنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ بِذَنْبِكَ، فَقَالَ لَهُ آدَمُ: يَا مُوسَى! اضْطَفَاكَ اللَّهُ بِكَلَامِهِ وَخَطَّ لَكَ التَّوْرَةَ بِيَدِهِ، أَتَلُومُنِي عَلَى أَمْرِ قَدَرَهُ اللَّهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِي بِأَرْبَعِينَ سَنَةً؟ فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى، فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى، فَحَجَّ آدَمُ مُوسَى مُوسَى» ثَلَاثًا.

۸۰۔ أخرجه البخاري، القدر، باب حجاج آدم وموسى عند الله، ح: ٦٦١٤، ومسلم، القدر، باب حجاج آدم وموسى صلى الله عليهما وسلم، ح: ٢٦٥٢ من حديث سفیان بن عيينة به.

☀️ **نوآمد و مسائل:** ① حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ ملاقات ممکن ہے جنت میں ہوئی ہو، ممکن ہے عالم ارواح میں۔ واللہ اعلم۔ ② حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقصد حضرت آدم علیہ السلام کو یہ طعن دینا نہیں کہ انہوں نے غلطی کیوں کی کیونکہ وہ غلطی تو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادی تھی۔ ارشادِ باری ہے: ﴿لَمْ اجْنِبْهُ رَبُّهُ فَنَابَ عَلَيْهِ وَهَدَى﴾ (طہ: ۱۲۲) ”پھر انہیں ان کے رب نے نوازا، ان کی توبہ قبول فرمائی اور ان کی رہنمائی کی۔“ ان کا مقصد یہ تھا کہ آپ کی وجہ سے تمام انسانوں کو دنیا کی مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اس کے جواب میں وضاحت فرمادی کہ یہ مصائب تو پہلے ہی تقدیر میں لکھے جا چکے تھے اور ان کا فیصلہ بہت پہلے ہو چکا تھا۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے تین بار فرمایا: ”آدم علیہ السلام غالب آگئے۔“ یہ نکرارتا کید کے لیے تھی تاکہ بخوبی علم ہو جائے کہ آدم علیہ السلام جو کچھ ہوا وہ تقدیرِ الہی اور مشیتِ الہی کا اجرا تھا۔

۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَّارَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رَبِيعٍ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ: بِاللَّهِ وَحَدِّهِ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْقَدْرِ».

۸۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”کوئی بندہ مومن نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ وہ چار چیزوں پر ایمان رکھے: اللہ پر جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس بات پر کہ میں (محمد) اللہ کا رسول ہوں، موت کے بعد زندہ ہو کر اٹھنے پر اور تقدیر پر۔“

☀️ **فائدہ:** اس حدیث میں ایمان کے بنیادی مسائل کا ذکر ہے جن میں تقدیر پر ایمان بھی شامل ہے۔

۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: دُعِيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۸۲- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو ایک انصاری لڑکے کی نماز جنازہ ادا کرنے کے لیے بلایا گیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس (بچے) کو مبارک ہو وہ توجنت کی ایک چڑیا ہے، اس نے نہ کوئی گناہ کیا اور نہ گناہ

۸۱- [حسن] أخرجه الترمذي، القدر، باب ماجاء أن الإيمان بالقدر خيره وشره، ح: ۲۱۶۵ من حديث شعبة عن منصوره، وذكر كلاماً، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، وفيه علة قاذحة * رباعي سمعه من رجل (من بني أسد) عن علي رضي الله عنه به، راجع مسند الطيالسي، ح: ۱۰۶، وأبي يعلى، ح: ۳۷۶ وغيرهما، ولهذا الرجل لم أعرفه، فالسند ضعيف، وللحديث شواهد عند ابن أبي عاصم في السنة، ح: ۱۳۴ وغيره.

۸۲- أخرجه مسلم، القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة... الخ، ح: ۲۶۶۲ عن ابن أبي شيبة به.

إِلَى جِنَازَةِ غُلَامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! طُوبَى لِهَذَا، عَصْفُورٌ مِنْ عَصَافِيرِ الْجَنَّةِ لَمْ يَعْمَلِ السُّوءَ وَلَمْ يُدْرِكْهُ. قَالَ: «أَوْ غَيْرُ ذَلِكَ يَا عَائِشَةُ؟ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ لِلْجَنَّةِ أَهْلًا، خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ، وَخَلَقَ لِلنَّارِ أَهْلًا، خَلَقَهُمْ لَهَا وَهُمْ فِي أَصْلَابِ آبَائِهِمْ».

کی عمر کو پہنچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! یہ بات نہیں! اللہ تعالیٰ نے جنت کے لیے کچھ افراد پیدا کیے ہیں انھیں اس کے لیے پیدا کیا جب کہ وہ ابھی اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے اور جہنم کے لیے کچھ افراد پیدا کیے ہیں انھیں اس کے لیے پیدا کیا ہے جب کہ وہ ابھی اپنے باپوں کی پشتوں میں تھے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جس یقین کے ساتھ اس لڑکے کو جنتی کہا آپ ﷺ کو پسند نہ آیا اور فرمایا کہ اس کا علم محض اللہ تعالیٰ کے پاس ہے علامہ نووی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ اہل علم کا اس امر پر اجماع ہے کہ مسلمانوں کے سب بچے جنتی ہیں چنانچہ متعدد احادیث بھی اس فیصلے کی مؤید ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث شاید تب فرمائی ہو جب اس کا آپ کو علم نہ ہو اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے علم عنایت فرمادیا۔ ② اس روایت سے تقدیر کا ثبوت ملتا ہے۔

٨٣- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ زِيَادِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْمَخْزُومِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ مُشْرِكُو قُرَيْشٍ يُخَاصِمُونَ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْقَدْرِ، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: ﴿يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ (اور ان سے کہا جائے گا: تم دوزخ کی آگ لگنے کا مزا چکھو۔ بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازے کے مطابق پیدا کی ہے۔“ [القمر: ٤٨، ٤٩]

٨٣- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: قریش کے مشرک تقدیر کے مسئلہ میں بحث کرنے کے لیے نبی ﷺ کے پاس آئے تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾ جس دن انھیں چہروں کے بل آگ میں گھسیٹا جائے گا (اور ان سے کہا جائے گا: تم دوزخ کی آگ لگنے کا مزا چکھو۔ بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازے کے مطابق پیدا کی ہے۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① اس آیت اور حدیث سے بھی تقدیر کا ثبوت ملتا ہے۔ ② کفار کے لیے جہنم کا سخت عذاب مقرر ہے۔ ③ واضح اور قطعی مسئلے میں اختلاف اور بحث کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

تقدیر سے متعلق احکام و مسائل

۸۴- حضرت عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے تقدیر کے بارے میں کچھ کہا، تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ”جو شخص تقدیر کے بارے میں گفتگو کرے گا“ اس سے قیامت کے دن اس کے بارے میں سوال ہوگا اور جو شخص اس موضوع پر کلام نہیں کرے گا اس سے قیامت کے دن اس کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔“

۸۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَذَكَرَ لَهَا شَيْئًا مِنَ الْقَدْرِ، فَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ تَكَلَّمَ فِي شَيْءٍ مِنَ الْقَدْرِ سُئِلَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِيهِ لَمْ يُسْأَلْ عَنْهُ».

ابو الحسن القنطان نے کہا: ہمیں خازم بن یحییٰ نے انھیں عبدالملک بن سنان نے انھیں یحییٰ بن عثمان نے اسی (مالک بن اسماعیل) کی مثل روایت بیان کی۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الْقَنْطَانُ: حَدَّثَنَا خَازِمُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ سِنَانَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۸۵- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک روز رسول اللہ ﷺ باہر صحابہ کے پاس تشریف لائے تو وہ تقدیر کے بارے میں بحث کر رہے تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک غصے سے اس قدر سرخ ہو گیا، گویا اس پر انار کے دانے نچوڑ دیے گئے ہیں۔ (تب) نبی ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمہیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے؟ یا کیا تمہیں اس کام کے لیے پیدا کیا گیا ہے؟ تم قرآن کی آیات کو ایک دوسری سے ٹکرا رہے ہو۔ تم سے پہلے امتیں اسی وجہ سے تباہ ہوئی تھیں۔“

۸۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَصْحَابِهِ وَهُمْ يَخْتَصِمُونَ فِي الْقَدْرِ، فَكَأَنَّمَا يُفْقَأُ فِي وَجْهِهِ حَبُّ الرَّمَّانِ مِنَ الْعَضْبِ، فَقَالَ: «بِهَذَا أُمِرْتُمْ أَوْ لِهَذَا خُلِقْتُمْ؟ تَضْرِبُونَ الْقُرْآنَ بَعْضُهُ بِبَعْضٍ، بِهَذَا هَلَكَتِ الْأُمَمُ قَبْلَكُمْ».

۸۴- [إسناده ضعيف] أخرجه الأجرى في الشريعة (ص: ۲۱۴ على تصحيف في السند، باب ترك البحث والتنفير . . . الخ) من حديث يحيى به، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لاتفاقهم على ضعف يحيى بن عثمان"، وشيخه لين الحديث (تقريب).

۸۵- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱۷۸/۲، عن أبي معاوية به، وقال البوصيري في الزوائد: "هذا إسناده صحيح، رجاله ثقات".

قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: مَا عَبَطْتُ نَفْسِي بِمَجْلِسٍ تَخَلَّفْتُ فِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا عَبَطْتُ نَفْسِي بِذَلِكَ الْمَجْلِسِ وَتَخَلَّفِي عَنْهُ.

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ کی کسی مجلس سے غیر حاضر رہنے پر خوشی نہیں ہوئی جس طرح اس مجلس میں موجود نہ ہونے پر خوشی ہوئی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① تقدیر اسرار الہی میں سے ایک بڑا راز ہے اس پر مجمل ایمان لانا کافی ہے اسی طرح دوسرے غیبی امور کے بارے میں بھی جس قدر بتا دیا گیا، اسے مان لینا کافی ہے اور جس چیز کی وضاحت نہیں کی گئی اس کی تفصیل معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ ② قرآن و حدیث کی نصوص کی وضاحت اس انداز سے کرنی چاہیے کہ ان میں لکراؤ پیدا نہ ہو ورنہ امت میں اختلاف و افتراق پیدا ہوتا ہے اور قرآن و حدیث پر ایمان میں فرق آنے کا اندیشہ ہے۔ ③ قرآن و حدیث کے مطالعے کا اصل مقصد اخلاق و عمل کی اصلاح ہے۔ اگر کوئی شخص محض زور خطابت کے اظہار کے لیے یا اپنے علم و فضل کا رعب جمانے کے لیے پیچیدہ مسائل میں مشغول ہوتا ہے تو یہ اصل مقصد کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا باعث ہے۔ ④ نصیحت کرتے ہوئے موقع محل کی مناسبت سے بعض اوقات غصے کا اظہار بھی کیا جاسکتا ہے، خصوصاً جب کہ نصیحت کرنے والا قابل احترام شخصیت کا حامل ہو اور سامعین پر اس کے غصے کا منفی اثر پڑنے کا اندیشہ نہ ہو۔ ⑤ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اس مجلس میں موجود نہیں تھے۔ کسی دوسرے صحابی نے انہیں یہ واقعہ سنایا، تاہم محدثین کے اصول کے مطابق یہ حدیث ”صحیح“ ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ سے حدیث براہ راست سننے والے صحابی کا نام نہ بھی لیا جائے لیکن اس سے سن کر روایت کرنے والا بھی صحابی ہو تو ایسی حدیث بالاتفاق صحیح ہوتی ہے کیونکہ تمام صحابہ ”عادل“ (قابل قبول اور قابل اعتماد) ہیں۔ ⑥ صحابی کو اس مجلس سے غیر حاضری پر اس لیے خوشی ہوئی کہ حاضرین پر نبی کریم ﷺ نے خشکی کا اظہار فرمایا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کو اگر نیکی کی توفیق مل جائے یا وہ کسی گناہ سے بچ جائے تو اس پر خوشی کا اظہار کرنا فخر و ریاضی شامل نہیں بلکہ نیکی کی محبت اور گناہ سے نفرت کی علامت ہے جو ایمان کا ایک حصہ ہے۔

۸۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي حَيَّةَ، أَبُو جَنَابِ الْكَلْبِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ

۸۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”بیماری ایک سے دوسرے کو نہیں لگتی، بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں نہ الو کوئی چیز ہے۔“ ایک اعرابی اٹھ کر آپ کے قریب آیا اور کہا: اے

۸۶- [حدیث صحیح] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۴، ۲۵ عن وكيع به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة: ۹/ ۳۹، ۴۰ * يحي ابن أبي حية ضعفه لكثرة تدليس، وأبوه مجهول (تقريب)، وسيأتي لهذا الحديث مكرراً: ۳۵۴۰، وللحديث شواهد عند البخاري، الطب، باب لا هامة، ح: ۵۷۷۰ وغيره.

-- کتاب السنۃ -- تقدیر سے متعلق احکام و مسائل

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا عَذْوَى وَلَا طَيْبَةَ وَلَا هَامَةَ». فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَأَيْتَ اللَّبْعِيْرَ يَكُونُ بِهَ الْجَرْبُ فَيَجْرِبُ الْإِبِلَ كُلَّهَا؟ قَالَ: «ذَلِكُمْ الْقَدْرُ، فَمَنْ أَجْرَبَ الْأَوْلَى؟»

اللہ کے رسول! دیکھیے نا! ایک اونٹ کو خارش کی بیماری ہوتی ہے وہ تمام اونٹوں کو خارش میں مبتلا کر دیتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ”یہ تقدیر ہے پہلے اونٹ کو خارش کس سے لگی؟“

☀️ فوائد و مسائل: ① عام طور پر تصور کیا جاتا ہے کہ اگر کسی بیمار کے پاس کوئی تندرست آدمی اٹھتا بیٹھتا ہے یا اس کے ساتھ کھا پیتا ہے یا اس کا لباس استعمال کرتا ہے تو اسے بھی وہی بیماری لگ جاتی ہے جو مریض کو تھی۔ عرف عام میں ایسی بیماریوں کو متعدی بیماریاں کہا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بیماری اس طرح ایک سے دوسرے کو نہیں لگتی! البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ جس وجہ سے پہلے آدمی کے جسم میں مرض پیدا ہوا ہے وہی وجہ کسی اور شخص میں بھی پائی جائے اور وہ بھی بیمار ہو جائے۔ جدید طب میں جراثیم کا نظریہ بہت مقبول ہے لیکن یہ جراثیم بھی بحکم الہی اثر انداز ہوتے ہیں، گویا دوسرے مریض کے بیمار ہونے کی اصل وجہ حکم باری تعالیٰ ہی ہے نہ کہ مریض کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا۔ اس کے علاوہ ہومیوپیتھک نظریہ علاج جراثیم کو امراض کا سبب ہی تسلیم نہیں کرتا، اس لیے اس نظریے کے مطابق بھی مرض کا ایک شخص سے دوسرے کو منتقل ہونا ایک غلط تصور ہے۔ ② عرب لوگ پرندوں اور جنگلی جانوروں کے گزرنے سے شگون لیتے تھے۔ کوئی شخص کوئی کام کرنا چاہتا تو کسی بیٹھے ہوئے پرندے یا ہرن وغیرہ کو پتھر مار کر بھگاتا، اگر وہ دائیں جانب جاتا تو سمجھا جاتا کہ کام صحیح ہو جائے گا، اگر بائیں طرف جاتا تو سمجھا جاتا کہ کامیابی نہیں ہوگی۔ اس طرح کے کام محض تو ہم پرستی کا مظہر ہیں، جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ آج کل بھی اس طرح کے توہمات پائے جاتے ہیں، مثلاً: کسی لنگڑے یا ایک چشم انسان سے ملاقات ہو جائے تو اسے نحوست کا باعث قرار دینا۔ کالی بلی راستہ کاٹ جائے تو سمجھنا کہ کام نہیں ہو گا یا کسی خاص عدد (مثلاً تیرہ کا عدد) یا کسی خاص دن (مثلاً منگل) یا کسی خاص مہینہ (مثلاً ماہ صفر یا شوال) کو نامبارک قرار دینا بھی اسی میں شامل ہے۔ کوئی نقش بنا کر اس کے خانوں میں انگلی رکھنا یا اس قسم کے قال ناموں سے قسمت معلوم کرنے کی کوشش کرنا سب ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ ③ مشرکین عرب میں ایک غلط تصور یہ بھی پایا جاتا تھا کہ اگر منتول کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کی روح اُلو کی شکل اختیار کر کے بھٹکتی اور چیختی پھرتی ہے اور انتقام کا مطالبہ کرتی ہے۔ اس غلط تصور کی وجہ سے ان لوگوں میں نسل در نسل انتقام اوقل و عارت کا سلسلہ جاری رہتا تھا، حالانکہ اس کی کوئی حقیقت نہیں تھی، اسی طرح اُلو کو منحوس تصور کرنا غلط ہے۔ وہ بھی دوسری مخلوقات کی طرح اللہ کی ایک مخلوق ہے جس کا انسانوں کی قسمت سے کوئی تعلق نہیں۔

۸۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا ۸۷- جناب شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے

۸۷ [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ۱۳۵ من حديث عبد الأعلى به، وقال

کہا: جب حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو فدک شریف لائے تو کوفہ کے چند فقہاء کی معیت میں ہم بھی حاضر خدمت ہوئے، ہم نے ان سے عرض کیا: آپ نے جو کچھ اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے، ہمیں بھی سنائیے۔ انہوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”عدی بن حاتم! اسلام قبول کر لے سلامت رہے گا۔“ میں نے کہا: اسلام کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: ”یہ کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں (محمد) اللہ کا رسول ہوں اور تو ہر قسم کی اچھی بری شیریں و تلخ تقدیر پر ایمان لائے۔“

يَحْيَىٰ بْنُ عِيسَى الْجَرَّارِ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى ابْنِ أَبِي الْمُسَاوِرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: لَمَّا قَدِمَ عَدِيُّ بْنُ حَاتِمِ الْكُوفَةِ، أَتَيْنَاهُ فِي نَفَرٍ مِنْ فُقَهَاءِ أَهْلِ الْكُوفَةِ، فَقُلْنَا لَهُ: حَدِّثْنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: «يَا عَدِيُّ بْنُ حَاتِمِ! أَسْلِمْتَ تَسْلِمًا؟ قُلْتُ: وَمَا الْإِسْلَامُ؟ فَقَالَ: «تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنْبَى رَسُولُ اللَّهِ، وَتُؤْمِنُ بِالْأَقْدَارِ كُلِّهَا، خَيْرِهَا وَشَرِّهَا، حُلُوهَا وَمُرَّهَا».

۸۸- حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دل کی مثال ایک پرکی سی ہے جسے ہوائیں چیل میں میدان میں الٹاتی پلٹاتی رہتی ہیں۔“

۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ زَيْدِ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ غَنِيْمِ ابْنِ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَثَلُ الْقَلْبِ مَثَلُ الرِّيشَةِ، تُقَلِّبُهَا الرِّيحُ بِقَلَاةٍ».

🌟 فوائد و مسائل: ① پرندے کا اکھڑا ہوا ایک پر بہت ہلکی چیز ہوتا ہے جسے معمولی ہوا بھی سیدھے سے الٹا اور الٹے سے سیدھا کر سکتی ہے۔ اگر وہ کسی کھلے میدان میں ہو تو ظاہر ہے ہوا اس پر زیادہ اثر انداز ہوگی کیونکہ وہاں ہوا کے اثر کو کم کرنے والی کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ اور وہ بڑی تیزی سے الٹ پلٹ ہوتا ادھر سے ادھر اور یہاں سے وہاں اڑتا پھرے گا انسان کے دل کی بھی یہی حالت ہے۔ اس پر مختلف جذبات و احساسات تیزی سے اثر انداز ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وہ کبھی نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے کبھی گناہ کی طرف، کبھی اس میں محبت کے لطیف جذبات موج زن ہوتے ہیں کبھی نفرت کی آندھی چڑھ آتی ہے۔ دل کی اس کیفیت سے فائدہ اٹھا کر شیطان اسے گناہوں میں ملوث

«البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، لاتفاقهم على ضعف عبد الأعلى".

۸۸- [حدیث صحیح] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ۲۲۸ عن ابن نمير وغيره به * الرقاشي تابعه الجريدي عند أحمد: ۴/ ۴۱۹، وله شاهد صحيح عند أحمد: ۴/ ۴۰۸.

کروتا ہے لہذا کسی کو نیکی کی راہ پر گامزن دیکھ کر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ ضرور جنت میں جائے گا اور نہ کسی کو گناہوں میں غرق دیکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ لازماً جہنمی ہے، اس لیے نیکی کی توفیق ملے تو اللہ سے استقامت کی دعا کرنی چاہیے اور گناہ ہو جائے تو اشکِ ندامت کا نذرانہ لے کر اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہو جانا چاہیے ایسا نہ ہو کہ گناہوں کی آندھی اسے رحمت سے بہت دور لے جائے۔ ① چونکہ دل کی کیفیات کسی بھی لمحے تبدیل ہو سکتی ہیں اس لیے انسان اپنے انجام کے بارے میں مطمئن نہیں ہو سکتا۔ ضروری ہے کہ ایمان پر وفات کی دعا کی جائے اور ہر قدم پر اللہ تعالیٰ سے ہدایت و رہنمائی کی درخواست کی جائے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ یوں دعا کرتے تھے: **يَا مُصْرِفَ الْقُلُوبِ بَيِّتْ قَلْبِي عَلَى طَاعَتِكَ** [مسند احمد: ۳۱۸/۲] ”اے دلوں کو پھیرنے والے! میرا دل اپنی اطاعت و فرمانبرداری پر ثابت رکھ۔“

۸۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری ایک لونڈی ہے، کیا میں اس سے عزل کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: ”جو اس کی قسمت میں ہے وہ اسے مل ہی جائے گا۔“ بعد میں وہ صحابی دوبارہ حاضر ہوا اور کہا: لونڈی امید سے ہو گئی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو کچھ کسی کی قسمت میں ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے۔“

۸۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا خَالِي يَغْلِي، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ ابْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ لِي جَارِيَةً، أُعْزِلُ عَنْهَا؟ قَالَ: «سَيَأْتِيهَا مَا قُدِّرَ لَهَا» فَأَتَاهَا بَعْدَ ذَلِكَ فَقَالَ: قَدْ حَمَلَتِ الْجَارِيَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «مَا قُدِّرَ لِنَفْسٍ [شَيْءٌ] إِلَّا هِيَ كَاتِبَةٌ».



☀️ فوائد و مسائل: ① تدبیر کے باوجود تقدیر غالب آ جاتی ہے لیکن یہ چیز تدبیر کے استعمال میں رکاوٹ نہیں۔ انسان کو اپنی کوشش کرنی چاہیے اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دینا چاہیے۔ ② عزل کا مطلب یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی یا لونڈی سے مجامعت میں مشغول ہو جب محسوس کرے کہ انزال قریب ہے تو بیچھے ہٹ جائے تاکہ انزال باہر ہو اور حمل قرار نہ پائے۔ یہ گویا اس دور کا ”خاندانی منصوبہ بندی“ کا طریقہ تھا۔ ③ لونڈی سے عزل جائز ہے کیونکہ اس کا امید سے ہونا مالک کی خدمت میں رکاوٹ کا باعث ہوتا ہے اور لونڈی رکھنے کا بڑا مقصد گھر کا کام کاج اور مالک کی خدمت ہے البتہ آزاد عورت (بیوی) سے عزل کرنا اس کی اجازت سے مشروط ہے۔

۸۹- [حسن] أخرجه أحمد: ۳/۳۱۳، ۳۸۸ من حديث الأعمش به، و صححه البوصيري، وله شاهد حسن عند أحمد وغيره، وحسنه الهيثمي في المجموع: ۴/۲۹۶.

۹۰۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”صرف نیکی ہی عمر میں اضافے کا باعث ہوتی ہے اور تقدیر کو محض دعا ہی نالتی ہے بلاشبہ انسان کو بعض اوقات ایک گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔“

۹۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَيْسَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَزِيدُ فِي الْعُمْرِ إِلَّا الْبِرُّ، وَلَا يَزِيدُ الْقَدْرَ إِلَّا الدُّعَاءُ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِخَطِيئَةٍ يَعْمَلُهَا».

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ روایت بعض محققین کے نزدیک حسن درجے کی ہے جو عند الحمد شین قابل حجت ہوتی ہے البتہ اس حدیث کا آخری حصہ [وَإِنَّ الرَّجُلَ.....] انسان اپنے برے عمل کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے کسی معتبر سند سے ثابت نہیں بلکہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اس کی بابت لکھتے ہیں کہ یہ موضوع ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحۃ) حدیث: ۱۵۳، و (الضعیفۃ) حدیث: ۱۷۹) ② نیکی کا ثواب جس طرح آخرت میں بلندی درجات اور ابدی نعمتوں کا باعث ہوتا ہے اسی طرح نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی نعمت عزت اور مزید نیکی کی توفیق سے نوازتا ہے اسی طرح برے عمل کی سزا دینا اور آخرت دونوں میں ملتی ہے، الایہ کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادے۔ ③ عمر میں اضافے کے مختلف مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ (۱) یعنی عمر میں برکت ہوتی ہے اور وہ اچھے کاموں میں صرف ہوتی اور ضائع ہونے سے بچ جاتی ہے۔ (۲) نیکیوں کی توفیق ملتی ہے جس کی وجہ سے مرنے کے بعد بھی ثواب پہنچتا رہتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَالْبَقِيَّةُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا﴾ (الکہف: ۳۶) ”باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے ہاں ثواب کے لحاظ سے بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے اچھی ہیں۔“ (ج) فرشتوں کو یا ملک الموت کو اس کی جو عمر معلوم تھی اس میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ فرشتوں کے لحاظ سے اضافہ ہے اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم تھا کہ یہ شخص فلاں نیکی کرے گا جس کے انعام کے طور پر اس کی عمر میں اس قدر اضافہ کر دیا جائے گا۔ ④ تقدیر بدلنے کا مطلب یہ ہے کہ جس مصیبت سے انسان ڈرتا ہے دعا کی برکت سے رک جاتی ہے۔ اور آئی ہوئی مصیبت رفع ہو جاتی ہے۔ جس طرح حضرت یونس علیہ السلام کو دعا کی وجہ سے مچھلی کے پیٹ سے نجات مل گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَلَوْلَا لَأَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسْتَجِيبِينَ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهَا إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾ (الصف: ۱۳۳) ”اگر وہ (اللہ کی) پاکیزگی بیان کرنے والوں میں سے نہ ہو جاتے تو لوگوں کے اٹھائے جانے کے دن تک اس (مچھلی) کے پیٹ ہی میں رہتے۔“ یہاں بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ تہدیلی فرشتوں کے علم کے مطابق تہدیلی ہے

۹۰۔ [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى (تحفة الأشراف: ۱۳۳/۲، مختصرًا)، وأحمد: ۲۷۷/۵، ۲۸۲ عن وكيع به، وحسنه العراقي، ولبعض الحديث شاهد حسن عند الترمذي، ح: ۲۱۳۹، وسيأتي هذا الحديث مكرراً، ح: ۴۰۲۲.

اللہ کے علم میں تبدیلی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم تھا کہ فلاں شخص دعا کرے گا، پھر اس کی مشکل حل ہو جائے گی۔
 ⑤ اس میں دعا کی ترغیب پائی جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دعا بھی جائز اسباب میں سے ہے جسے اختیار کرنا توکل کے معنایں نہیں بلکہ عین توکل ہے۔

۹۱- حضرت سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا عمل ان امور میں شامل ہے جنہیں لکھ کر قلم خشک ہو گیا اور اس کے بارے میں تقدیر کا فیصلہ ہو چکا یا اس کا تعلق آئندہ (فیصلہ ہونے والے معاملات) سے ہے؟ آپ نے فرمایا: ”بلکہ وہ ان امور میں شامل ہے جن کو لکھ کر قلم خشک ہو گیا اور اس کا اندازہ ہو چکا اور ہر ایک کے لیے وہ کام آسان ہو جاتا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا۔“

۹۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ مُسْلِمٍ الْحَقَّافُ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ مَجَاهِدٍ، عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ جُعْشَمٍ قَالَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! الْعَمَلُ فِيمَا جَفَّ بِهِ الْقَلَمُ وَجَرَتْ بِهِ الْمَقَادِيرُ أَمْ فِي أَمْرٍ مُسْتَقْبَلٍ؟ قَالَ: «بَلْ فِيمَا جَفَّ بِهِ الْقَلَمُ وَجَرَتْ بِهِ الْمَقَادِيرُ، وَكُلُّ مَيْسَرٍ لِمَا خُلِقَ لَهُ».

☀️ فائدہ: انسان کے نیک اور بد ہونے کا تعلق بھی تقدیر سے ہے لیکن بندے کو اس کا علم نہیں۔ وہ شریعت کے مطابق عمل کرنے کا مکلف ہے۔ مزید وضاحت کے لیے حدیث ۷۶ کے فوائد ملاحظہ فرمائیے۔

۹۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس امت کے بچوں وہ ہیں جو اللہ کی تقدیر کا انکار کرتے ہیں، اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر مر جائیں تو ان کے جنازے میں نہ جاؤ اور اگر ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کہو۔“

۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْأَحْمَصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مَجُوسَ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْمُكْذِبُونَ بِأَقْدَارِ اللَّهِ، إِنْ مَرَضُوا فَلَا تَعُودُوهُمْ، وَإِنْ مَاتُوا فَلَا تَشْهَدُوهُمْ، وَإِنْ لَقِيتُمُوهُمْ فَلَا تَسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ».

۹۱- [صحیح] وقال البوصيري: "مجاهد لم يسمع من سراقه"، وله شاهد عند مسلم، القدر، باب كيفية خلق الآدمي... الخ، ح: ۲۶۴۸، وبه صح الحديث.

۹۲- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ۳۲۸ عن ابن المصنفى به، وضعفه البوصيري * ابن جريج وشيخه عننا، ولبعض الحديث طرق أخرى.



نوراند و مسائل ①: ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے، تاہم شیخ البانی رحمہ اللہ نے شواہد کی بنیاد پر اسی روایت کو آخری جملے [وَإِنْ لَقَيْتُمُوهُمْ فَلَا...] کے بغیر حسن کہا ہے۔ دیکھیے: (تخریج احادیث المشکوٰۃ، حدیث: ۱۰۷، اطلال الحنۃ فی تخریج السنۃ، حدیث: ۳۲۸) ② مکرین تقدیر کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف خیر کا خالق ہے، شر کا خالق انسان ہے۔ اس طرح انھوں نے گویا ہر انسان کو خالق مان لیا۔ مجوسی دو خداؤں کے قائل ہیں ایک خیر کا خالق (یزدان) اور ایک برائی کا خالق (اہرمن)۔ اس طرح یہ دونوں (مکرین تقدیر اور مجوس) شر کا خالق اللہ تعالیٰ کے بجائے کسی اور کو مانتے ہیں جب کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نیکی اور بدی خیر اور شر دونوں کا خالق ہے، اور بندہ ان اعمال کا فاعل اور مرتکب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بندے کو نیکی اور بدی کرنے کی طاقت بخشی ہے اور اسے دونوں میں سے کوئی ایک راستہ منتخب کرنے کا اختیار دیا ہے۔ کوئی فرد نفسِ امارہ اور شیطان کے دھوکے میں آکر غلط راہ منتخب کر لیتا ہے اور اللہ کو ناراض کر کے سزا کا مستحق ہو جاتا ہے۔ کوئی اللہ کی توفیق سے سیدھی راہ پر چلتا اور اللہ کو راضی کر کے اس کے انعامات کا مستحق بن جاتا ہے۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ: فِي فَضَائِلِ
أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (التحفة ۱۱)
باب: ۱۱- رسول اللہ ﷺ کے صحابہ
کے فضائل و مناقب

* صحابی کی تعریف: لغت میں صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی دوسرے شخص کی صحبت و معیت اختیار کرتا ہے، خواہ مختصر مدت ہی کے لیے ہو۔ محدثین کرام کے نزدیک ہر وہ مسلمان شخص صحابی ہے جس نے نبی اکرم ﷺ سے کوئی فرمان نقل کیا یا نبی کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اصطلاح میں صحابی کی جامع مانع تعریف یہ ہے: [مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ فِي حَيَاتِهِ مُسْلِمًا وَمَاتَ عَلَى إِسْلَامِهِ] ”صحابی وہ ہے جس نے حالت ایمان میں نبی کریم ﷺ کی زیارت آپ کی حیات مبارکہ میں کی اور پھر ایمان پر اس کی وفات ہوئی۔“ اس تعریف کی رو سے مندرجہ ذیل اوصاف کے حامل اشخاص صحابہ میں شمار نہ ہوں گے۔ (۱) وہ شخص جس نے آپ کی زیارت آپ کی وفات کے بعد اور دن سے پہلے کی، جیسے عرب کا مشہور شاعر ابو ذؤبیب خویلد بن خالد ہذلی ہے کیونکہ اس نے آپ کی زیارت آپ کی وفات کے بعد اور دن سے پہلے کی تھی۔ (۲) جس شخص نے حالت کفر میں آپ سے ملاقات کی اور آپ کی وفات کے بعد اسلام لایا، جیسے شاہ روم کا سفیر تنوخی ہے۔ (۳) وہ شخص جو اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا اور پھر حالت کفری میں مر گیا، جیسے ابن حنظل، عبید اللہ بن جحش اور ربیعہ بن امیہ بن خلف وغیرہ۔ (۴) جو شخص اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گیا، پھر اس نے اسلام قبول کر لیا اور مسلمان ہی فوت ہوا تو ایسے شخص کے صحابی ہونے میں علماء کا اختلاف ہے۔ صحیح ترین بات یہی ہے کہ وہ صحابی ہے۔ چاہے وہ نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ ہی میں دوبارہ مسلمان ہو گیا، جیسے عبداللہ بن ابی سرح ہیں یا آپ کی وفات کے بعد دوبارہ اسلام لایا ہو، جیسے اشعث بن قیس ہیں جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں دوبارہ مسلمان ہوئے۔ (مقدمۃ الإصابة، ص: ۱۶۱)

* جنات کا حکم: نبی کریم ﷺ انس و جن سب کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾ (الفرقان: ۱) ”بہت بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان اتارا تاکہ وہ تمام جہان والوں کے لیے ڈرانے والا بن جائے۔“ اسی طرح جب نبی کریم ﷺ نے جنوں کو دعوت اسلام دی تو مسلمان ہونے والے جنوں نے اس کا اظہار اس طرح سے کیا: ﴿وَأَنَا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدَىٰ آمَنَّا بِهِ فَمَنْ يُؤْمِنُ بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا ۚ وَ أَنَا مِنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۚ وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا﴾ (الجن: ۱۳) ”ہم تو ہدایت کی بات سنتے ہی اس پر ایمان لائے اور جو بھی اپنے رب پر ایمان لائے گا اسے کسی نقصان کا اندیشہ ہے نہ ظلم کا۔ ہاں ہم میں بعض تو مسلمان ہیں اور بعض بے انصاف ہیں۔ چنانچہ جو فرما نہ دار ہو گئے انھوں نے تو راہ راست کا قصد کیا اور جو ظالم ہیں وہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔“ صحیح مسلم میں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: وَقُضِلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسَبِّ أَعْطَيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأَجَلْتُ لِي الْمَعَانِي، وَجَعَلْتُ لِي الْأَرْضَ طَهْرًا وَ مَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِي النَّبِيُّونَ [صحیح مسلم، المساجد و مواضع الصلاة؛ باب المساجد و مواضع الصلاة؛ حدیث: ۵۲۳] ”مجھے انبیائے کرام ﷺ پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے: مجھے جامع کلمات عطا ہوئے دشمنوں پر رعب طاری کر کے میری نصرت کی گئی ہے، غمبھیں میرے لیے حلال کر دی گئی ہیں پوری زمین میرے لیے باعث پاکیزگی اور جدہ گاہ بنا دی گئی ہے، مجھے ساری مخلوق کی طرف رسول بنایا گیا ہے اور میرے ساتھ نبیوں کے سلسلے کو ختم کر دیا گیا ہے۔“

* صحابی کی معرفت کے طریقے: اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا انتہائی عظیم اور بلند مقام و مرتبہ رکھا ہے اسی لیے آپ کی صحبت اختیار کرنے والی پاکباز ہستیوں کو بھی بڑا اعلیٰ اور ذی شان مقام ملا۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی بے ایمان صحابہ کے اس مقام و مرتبے اور مسلمانوں کے دلوں میں صحابہ کی عظیم محبت کو دیکھ کر لپٹا جائے اور مصطفیٰ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے بغیر ہی صحابی ہونے کا دعویٰ کر دے تاکہ مسلمانوں کے نزدیک باعزت مقام پالے جیسا کہ رتن ہندی نامی بد بخت نے یہ دعویٰ کیا تھا حالانکہ وہ ساتویں صدی ہجری میں پیدا ہوا تھا۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں: رتن ہندی ایک دجال و کذاب شخص ہے جو ساتویں صدی ہجری میں ظاہر ہوا اور اس نے صحابی ہونے کا دعویٰ کیا، حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جھوٹ نہیں بولتے جب کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے معاملے میں کتنا جرأت مند ہے (کس دلیری سے جھوٹ بول رہا ہے)، لہذا کسی شخص کے صحابی ہونے یا نہ ہونے کی معرفت حاصل کرنا بے حد ضروری ہے۔ علمائے کرام نے اس کے لیے چند درج ذیل قواعد بنائے ہیں:

- ① التواتر: یعنی کسی شخص کے صحابی ہونے کی خبر لوگوں کی اتنی بڑی تعداد سے منقول ہو کہ ان کا جھوٹ پر اتفاق کرنا محال ہو، مثلاً: حضرات ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم وغیرہ کا صحابی ہونا۔
- ② شہرت: کوئی شخص صحابی مشہور و معروف ہو لیکن یہ خبر تواتر کی حد تک نہ پہنچے، مثلاً: حضرت ضمام بن ثعلبہ اور عاکشہ بن

--- کتاب السنۃ ---
 --- رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے فضائل و مناقب ---
 محسن ﷺ وغیرہ۔

③ صحابی کسی دوسرے شخص کے بارے میں خبر دے کہ وہ صحابی ہے، جیسے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت حُمَہ بن ابو حُمَیہ دوسی رضی اللہ عنہ کے بارے میں خبر دی کہ وہ صحابی رسول ہیں۔

④ تابعی کسی کے صحابی ہونے کی خبر دے جبکہ تابعی عادل اور ایماندار ہو۔

⑤ کوئی شخص اپنے بارے میں نبی کریم ﷺ کی زندگی میں خبر دے کہ وہ صحابی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد یہ دعویٰ قبول نہ ہوگا کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے یا آپ سے کوئی فرمان سنا ہے کیونکہ یہ ناممکن ہے۔ صحیح بخاری میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے کہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے فرمایا: ”آج زمین میں جو بھی زندہ ہے وہ سو سال بعد ختم ہو چکا ہوگا۔“ (صحیح البخاری، العلم، باب السمرعی العلم، حدیث: ۱۱۶۰) اس حدیث سے علماء نے فیصلہ کیا ہے کہ اس مدت کے گزرنے کے بعد کسی کے صحابی ہونے کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔

* صحابہ کرام کا مقام و مرتبہ: اللہ رب العزت نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو نبی آخر الزماں بنا کر مبعوث فرمایا تو انہیں تاقیامت باقی رہنے والی شریعت مطہرہ سے سرفراز فرمایا۔ اس شریعت کے احکام، قواعد و ضوابط اور سنہری تعلیمات کو نبی الرحمت ﷺ نے لے کر امت تک پہنچانے کے لیے ایسی پاکباز امین و صادق اور عالی ہمت شخصیات کا انتخاب خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا، جنہیں صحابہ رسول کہتے ہیں۔ تمام علماء کے نزدیک تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انتہائی ایماندار دیانتدار اور شرف و منزلت کے لحاظ سے نہایت بلند ہیں کیونکہ ان کی امانت و دیانت اور پاکبازی کی شہادت خود اللہ عزوجل اور رسول مقبول ﷺ نے دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ آتَيْنَا الْكُرْآنَ بِالْحَقِّ وَالْحَقَّ الْمُبِينِ ۝ أَلَمْ نَجْعَلْ لَكَ قُلُوبًا حُرًّا ۚ وَرَأَيْنَاكَ صَالِحًا ۚ تَبَوَّءْتَ الْأَرْضَ وَالْأَيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِمَّا أُوتُوا وَيُؤْتُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (حشر: ۹۸) ”(فے کا مال) ان مہاجر فقراء کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکال دیے گئے ہیں وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلب گار ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہی لوگ راست باز ہیں۔ اور (ان کے لیے) جنہوں نے اس گھر (مدینہ) میں اور ایمان میں ان سے پہلے جگہ بنائی ہے اور اپنی طرف ہجرت کر کے آنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ دے دیا جائے اس سے وہ اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہیں رکھتے بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کو تنگی ہی سخت حاجت ہو۔ اور (بات یہ ہے کہ) جو بھی اپنے نفس کے بخل سے بچایا گیا وہی کامیاب ہے۔“ نیز ان کا میاب ہونے والوں کے متعلق فرمایا کہ یہ لوگ اللہ سے اور اللہ ان سے راضی ہو چکا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿هُوَ السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ ۚ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُمْ ۚ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي



- کتاب السنۃ - رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے فضائل و مناقب

تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿﴾ (التوبة: ۱۰۰) ”اور جو مہاجرین و انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

لیکن صد افسوس کہ چند بد نصیب ان پاکباز و امانت دار ہستیوں کے خلاف اپنی زبان و قلم استعمال کر کے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کرتے ہیں۔ ان عظیم شخصیات پر انگلیاں اٹھا کر خود اپنی ذات کو تار تار کر رہے ہیں۔ کوئی اپنی زبان دراز کرتا ہے تو کہتا ہے کہ فلاں صحابی رسول غیر فقیہ ہے، اس لیے اس کی روایت قابل قبول نہیں تو کوئی کہتا ہے کہ فلاں صحابی رسول کی روایت اس لیے قبول نہیں کیونکہ یہ ہمارے موقف کے خلاف ہے اور اس طرح اپنی اپنی مطلب براری کے لیے فرمان نبوی اور ان فرامین کو امت تک پہنچانے والی عظیم ہستیوں پر کچھڑا اچھال کر خود کو تباہ و برباد ہونے والوں کی صف میں شامل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق بن جاتے ہیں: ﴿يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ (التوبة: ۳۲) ”وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ تعالیٰ انکار ہی ہے مگر اسی بات کا کہ اپنا نور پورا کرے گا گو کافر ناخوش رہیں۔“ خود کو محبت رسول کہنے کے دعویدار صحابہ کرام ﷺ پر طعن و تشنیع کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے یہ ارشادات عالیہ بھول جاتے یا صحابہ دشمنی میں ائمہ سے ہو جاتے ہیں کہ انھیں یہ فرامین دکھائی نہیں دیتے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کے بارے میں فرمایا: [لَا تَسْبُوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مَدًّا أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَةً] (صحیح البخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ) حدیث: (۳۶۷۳) ”میرے صحابہ کو گالیاں مت دینا، اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ جتنا سونا بھی خرچ کرے تو وہ صحابہ کے خرچ کیے ہوئے ایک مد یا نصف مد کے (اجرو ثواب کے) برابر نہیں ہو سکتا۔“ صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کے تیر چلانے والے اور حب رسول کے دعویدار حدیث رسول کے اس آئینے سے اپنا چہرہ بخوبی دیکھ سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: [خَيْرٌ هَذِهِ الْأُمَّةِ الْقَرْنُ الَّذِي بُعِثَتْ فِيهِمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يُلُونَهُمْ، ثُمَّ الَّذِينَ يُلُونَهُمْ] (صحیح مسلم، فضائل الصحابة، حدیث: ۲۵۳۵) ”میری اس امت کا بہترین گروہ وہ ہے جن لوگوں میں میں مبعوث ہوا ہوں پھر جو ان کے بعد ہیں پھر جو ان کے بعد ہیں (وہ بہترین ہیں۔)“ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام ﷺ کے بعد جو بھی آئے گا وہ صحابہ کرام ﷺ کے مقام و مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا، خواہ وہ کتنا ہی بڑا عالم فاضل، فقیہ اور محدث ہو۔ وہ صحابہ کرام ﷺ کے فہم حدیث اور پہنچ سکتا ہے نہ فہم قرآن کو ان کے حفظ و اتقان کو پہنچ سکتا ہے نہ ان کی امانت و دیانت کو۔ واللہ اعلم۔

* اہل علم کا صحابہ کرام کو خراج تحسین: (۱) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ عدول (امانت دار اور دیانت دار) ہیں۔ خواہ وہ صحابہ کرام ﷺ کے باہمی جھگڑوں میں شریک ہو یا نہ ہو۔ (ب) امام ابو زرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب آپ کسی ایسے شخص کو دیکھیں جو صحابہ کرام ﷺ کو برا بھلا کہتا ہے تو خوب جان لو کہ وہ



زندیق ہے کیونکہ اللہ کا رسول حق ہے، قرآن مجید حق ہے، شریعت محمدی حق ہے اور یہ ساری چیزیں ہم تک صحابہ رضی اللہ عنہم نے پہنچائی ہیں۔ زندیق لوگ چاہتے ہیں کہ ہماری ان ہستیوں کو مجروح کریں تاکہ کتاب و سنت کے احکام کو رد کر سکیں اس لیے یہ جرح کرنے والے خود مجروح ہیں۔ (مقدمۃ الإصابۃ، ص: ۲۲) (ع) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! صحابی رسول کا نبی ﷺ کے ساتھ ایک معرکہ میں شریک ہونا جس میں اس کے چہرے پر غبار پڑے تم میں سے کسی کی عمر بھر کی نیکیوں سے افضل ہے، خواہ اسے حضرت نوح رضی اللہ عنہ جتنی عمر ہی کیوں نہ ملی ہو۔ (مسند احمد: ۱/۱۸۷) امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس شخص نے سنت نبوی کی پیروی کی اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے بارے میں اپنی زبان کو سلامت رکھا پھر اسی حالت میں اس کی موت آئی تو وہ قیامت والے دن انبیائے کرام صدیقین شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوگا اگر چہ اس کے اعمال کم ہی ہوں۔ (ایقاظ الہمة لاتباع نبی الامۃ، ص: ۷۶)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت میں اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ، پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد عشرہ مبشرہ کے باقی چوتھے افراد حضرت طلحہ زبیر سعد بن ابی وقاص سعید بن زید عبدالرحمان بن عوف اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ اس تقسیم کے باوجود تمام صحابہ کا احترام اور تعظیم برابر ہے، کسی ایک کی محبت میں دوسرے صحابی رسول پر طعن کرنا ہرگز درست نہیں ہے بلکہ ہر کسی کا ادب و احترام لازم ہے۔

* صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کتاب و سنت کے عظیم ذخیرہ کو حفظ کرنے کے اسباب: (ا) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اکثریت اُمی (ان پڑھ) تھی۔ لکھنے پڑھنے کا رواج عام تھا ان کی زندگی میں اس کی زیادہ ضرورت تھی، اس لیے کہ وہ ہر چیز کو اپنے حافظے میں محفوظ کرنے کے عادی تھے لہذا انھوں نے اسی منفرد طریقے سے کتاب و سنت کے وسیع و عریض ذخیرے کو محفوظ کر کے امت تک منتقل کر دیا، اگرچہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کتاب اللہ اور سنت رسول کو لکھنے بھی تھے اور بعد کے ادوار میں اس کا باقاعدہ اہتمام بھی کیا گیا تاکہ یہ عظیم ذخیرہ ہر طرح سے محفوظ و مامون ہو جائے۔

(ب) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قوت حافظہ اور ذہانت و فطانت ضرب المثل تھی۔ تاریخ کے اوراق ان کے حافظے اور ذہانت کے واقعات سے بھرے پڑے ہیں۔ ان میں سے کتنے ہی ایسے ہیں جنھوں نے طویل و عریض کلام کو ایک ہی بار سنا اور اسے لفظ بلفظ حفظ کر لیا۔ ان کے سینوں میں واقعات ماضی کی تفصیلات اپنی تمام تر جزئیات کے ساتھ بالکل محفوظ تھیں۔ ان کی اسی صفت نے قرآن و سنت کے محفوظ کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔

(ج) سادہ طرز زندگی: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عیش و عشرت کی زندگی کے خواہاں تھے نہ مال و دولت کی حرص ان کو دن رات کا روبرو میں مشغول رہنے پر مجبور کرتی تھی بلکہ انتہائی سادہ زندگی اور معاشرت نے ان کو قرآن و سنت کی حفاظت کے لیے وافر وقت مہیا کیا اور وہ اس سعادت عظمیٰ سے شرف ہو گئے۔

(د) اللہ اور اس کے رسول سے سچی محبت: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سچی محبت نے چشم فلک کو وہ مناظر دکھائے ہیں کہ نہ اس نے اس سے قبل دیکھے ہوں گے نہ کبھی بعد میں دیکھنے کو ملیں گے۔ اس سچی محبت نے محبوب کی ہر ہر ادا کو انتہائی



محبت و عقیدت کے ساتھ محفوظ کر کے آئندہ نسلوں تک پہنچا دیا۔

(۴) قرآن و سنت کی فصاحت و بلاغت: عرب لوگ اپنے شعراء کا نفس کلام بڑے ذوق و شوق سے سنا کرتے تھے اور اسے بڑی عقیدت سے یاد کرتے تھے۔ لیکن جب قرآن کی فصاحت و بلاغت نے تمام فصحاء عرب کو چیلنج کیا اور انھیں شکست فاش دی، تو صحابہ کی قرآن و سنت کے ساتھ محبت و عقیدت کئی گنا بڑھ گئی اور وہ دن رات قرآن اور حدیث کو یاد کرنے میں لگ گئے۔

(۵) ترغیب و ترہیب: قرآن اور حدیث میں بہت سے ایسے فرامین ہیں جن میں قرآن و سنت کو حفظ کرنے والوں کے لیے اجر عظیم کی خوش خبری سنائی گئی ہے جبکہ اعراض کرنے والے کو دردناک سزا سے ڈرایا گیا ہے۔ جیسے: ﴿كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ (ص: ۲۹) ”یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لیے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیتوں پر غور و فکر کریں اور عقل مند اس سے نصیحت حاصل کریں“ اور جیسے فرمان الہی ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنَّا فَاُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ (البقرہ: ۱۵۹: ۱۶۰) ”جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم اسے اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں ان لوگوں پر اللہ کی اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے مگر وہ لوگ جو توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں اور بیان کر دیں تو میں ان کی توبہ قبول کر لیتا ہوں اور میں توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم کرنے والا ہوں۔“ نیز رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿يَحْيِرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ﴾ (صحیح البخاری، فضائل القرآن، حدیث: ۵۰۲۷) ”تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو خود قرآن سیکھتا ہے اور اسے دوسروں کو سکھاتا ہے۔“

(۶) کلام اللہ اور کلام رسول کی بے شمار نصوص اسلامی واقعات و حوادث کے متعلق ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان واقعات کی تفصیلات اور ان کے بارے میں شرعی فیصلوں کو یاد رکھا جس سے یہ نصوص ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گئیں، جیسے جنگ بدر و احد وغیرہ کے متعلق آیات و احادیث ہیں یا جبرائیل علیہ السلام کی لمبی حدیث ہے جس میں اسلام و ایمان کے ارکان کا بیان اور قرب قیامت کی بعض علامات کا ذکر ہے۔

(۷) رسول اللہ ﷺ کی سنہری تعلیم و تربیت: نبی اکرم ﷺ نے اپنے صحابہ کی تعلیم و تربیت میں ایسا احسن انداز اختیار فرمایا کہ قرآن و سنت کی تعلیمات صحابہ کے اذہان میں نقش ہوتی گئیں۔ آپ واقعات اور مثالوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سمجھاتے اور کبھی سوال و جواب کی نشست سے ان کی تربیت فرماتے۔ اگر کسی صحابی کو غلطی کرتے ہوئے دیکھتے تو ایسے پیارے انداز سے تصحیح فرماتے کہ وہ تصحیح ان کے ذہنوں میں نقش ہوا جاتی۔

(۸) کتاب و سنت کے مطابق سیرت و کردار: قرآن و سنت کو محفوظ کرنے میں ایک اہم سبب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی سیرت کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھال لیا۔ ان کا طرز عمل یہ رہا کہ جس چیز کو اللہ اور اس



-- کتاب السنۃ -- رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے فضائل و مناقب

کے رسول حرام قرار دینے 'اے ترک کر دیتے اور جسے حلال قرار دیتے اسے اپنا لیتے۔ اس طرح عمل سے علم راسخ ہوتا گیا اور آئندہ نسلوں کے لیے محفوظ ہوتا گیا۔

* صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں علمائے اسلام کی تالیفات: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تفصیلی حالات زندگی جاننے کے لیے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے:

عربی کتب	مصنف	عربی کتب	مصنف
☆ الاصابة فی تمييز الصحابة	حافظ ابن حجر عسقلانی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	☆ طبقات ابن سعد	ابن سعد <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
☆ الاستيعاب	حافظ ابن عبدالبر <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	☆ البداية والنهاية	حافظ ابن کثیر <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>
☆ أسد الغابة	حافظ ابن اثیر <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>	☆ سير اعلام النبلاء	حافظ ذہبی <small>رحمۃ اللہ علیہ</small>

اُردو کتب	مصنف	اُردو کتب	مصنف
① حیات صحابہ کے درخشاں پہلو	مولانا محمود احمد غفصغر	⑤ سیر الصحابیات	مولانا سعید انصاری
② جرنیل صحابہ	ء	⑥ حیاة الصحابة	مولانا محمد یوسف کاندھلوی
③ حکمران صحابہ	ء	⑦ سیر الصحابة واسوۃ صحابہ	رفقائے دارالمصنفین
④ شمع رسالت کے تیس پروانے۔ اور دیگر تالیفات	طالب ہاشمی	⑧ حیاة الصحابة	مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی

* صحابہ رضی اللہ عنہم کے درجات و مراتب: علمائے کرام نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اسلام میں سبقت کے لحاظ سے درجہ بندی کی ہے۔ سب سے بہترین درجہ بندی امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے جو درج ذیل ہے: (۱) پہلے درجے میں وہ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم شامل ہیں جو مکہ مکرمہ میں اوائل اسلام میں مشرف بہ اسلام ہوئے، جیسے حضرت ابوبکرؓ، علیؓ، عثمانؓ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا۔ (۲) دارالاندوہ میں کفار کے مسلمانوں کے بارے میں صلاح و مشورے سے پہلے مسلمان ہونے والے صحابہ۔ (۳) ہجرت حبشہ کی سعادت پانے والے۔ (۴) پہلی بیعت عقبہ کے شرکاء صحابہ کرام۔ (۵) دوسری بیعت عقبہ میں شامل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔ (۶) وہ مہاجر صحابہ جو نبی اکرم رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ داخل ہونے سے قبل قبائلی بستی میں آ کر ملے۔ (۷) جنگ بدر میں شرکت کرنے والے صحابہ عظام۔ (۸) وہ صحابہ جو جنگ بدر اور صلح حدیبیہ کے درمیانی عرصہ میں ہجرت کر کے مدینہ پہنچے۔ (۹) حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان کے شرکاء۔ (۱۰) صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ میں ہجرت کرنے والے صحابہ۔ (۱۱) فتح مکہ کے دن اسلام قبول کرنے والے صحابہ۔ (۱۲) وہ ننھے منے



- کتاب السنۃ - رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے فضائل و مناقب

صحابہ جنھوں نے فتح مکہ اور حجۃ الوداع کے دن رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔

* سب سے پہلا صحابی اور سب سے آخر میں وفات پانے والا صحابی: سب سے پہلے آزاد مردوں میں حضرت ابوبکر الصدیقؓ، عورتوں میں حضرت خدیجہؓ، بچوں میں حضرت علیؓ غلاموں میں حضرت بلالؓ اور آزاد ہونے والے غلاموں میں حضرت زیدؓ اسلام لائے۔ سب سے آخر میں حضرت ابوظبیرؓ عامر بن وائلہؓ ۱۱۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ ان سے پہلے ۹۹ ہجری میں حضرت محمود بن ربیعؓ فوت ہوئے۔ مختلف شہروں کے لحاظ سے آخر میں فوت ہونے والے صحابہ کرامؓ کے نام درج ذیل ہیں:

1	حضرت اہل بن سعدؓ	۸۸ ہجری	مدینہ منورہ
2	حضرت ابوظبیرؓ عامر بن وائلہؓ	۱۱۰ ہجری	مکہ مکرمہ
3	حضرت انس بن مالکؓ	۹۳ ہجری	بصرہ
4	حضرت عبداللہ بن ابیہوفیؓ	۸۶ ہجری	کوفہ
5	حضرت عبداللہ بن بسرمانیؓ	۸۸ ہجری	شام
6	حضرت عبداللہ بن حارثؓ	۸۶ ہجری	مصر
7	حضرت ہرماس بن زیاد باہلیؓ	۱۰۲ ہجری	یمامہ
8	حضرت روبیع بن ثابت انصاریؓ	۶۶ ہجری	افریقہ
9	حضرت ربیعہ بن حصیبؓ	۷۳ ہجری	خراسان
10	حضرت نابغہ جعدیؓ	۷۰ ہجری	اصحمان
11	حضرت قثم بن عباسؓ	۵۷ ہجری	سمرقند
12	(سب سے آخری بدری انصاری صحابی) حضرت ابواسید ما لک بن ربیعہؓ	۶۰ ہجری	---
13	(جبکہ آخری بدری مہاجر صحابی) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ (عشرہ مبشرہ صحابہ میں بھی سب سے آخر میں فوت ہونے والے ہیں)	۵۶ ہجری	---
14	ازواج مطہرات میں سب سے آخر میں حضرت ام سلمہؓ فوت ہوئیں	۶۳ ہجری	---

— کتاب السنۃ — رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے فضائل و مناقب

* **عبادہ صحابہ کرام** ﷺ: محدثین اور فقہائے کرام اپنی کتب میں ایک اصطلاح ”عبادہ صحابہ“ استعمال کرتے ہیں۔ یہ عبادہ کی جمع ہے۔ اس سے مندرجہ ذیل صحابہ ﷺ مراد ہوتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت عبداللہ بن عمروؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ۔ جب یہ چار صحابہ کرام کسی بات پر اتفاق کر لیں تو علماء کہتے ہیں یہ ”عبادہ“ کا فرمان ہے اور یہ عبادہ میں سے فلاں فلاں کی رائے ہے۔ صحابہ ﷺ کی مجموعی تعداد کے بارے میں کوئی حتمی رائے نہیں ہے کیونکہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ دنیا کے مختلف گوشوں میں دعوت و ارشاد اور قتال و جہاد کے لیے تشریف لے گئے تھے اس لیے ان کی مجموعی تعداد کتنی ہے کوئی اندازہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

* کثیر الروایہ صحابہ کرام: تمام صحابہ کرام ﷺ نے ارشادات نبویہ کو امت تک پہنچانے میں کوئی کمی و کوتاہی نہیں کی، البتہ کچھ صحابہ کرام ﷺ ایسے تھے جنہوں نے تمام کاروبار زندگی ترک کر کے ارشادات نبوی سننے، انھیں یاد کرنے اور امت محمدیہ تک پہنچانے کے لیے خود کو وقف کر رکھا تھا، اس لیے ایسے صحابہ کرام کے روایت کردہ فرامین نبویہ دوسرے صحابہ کی نسبت زیادہ ہیں۔ حفاظ کے اس قافلے کے سالار صحابہ ﷺ یہ ہیں:

صحابی کا نام	روایات	صحابی کا نام	روایات
حضرت ابو ہریرہؓ	5364	حجیر الامة حضرت عبداللہ بن عباسؓ	1660
حضرت عبداللہ بن عمرؓ	2630	حضرت جابرؓ	1540
حضرت انسؓ	2286	حضرت ابوسعید خدریؓ	1170
ام المومنین حضرت عائشہؓ	2210	--	--

* **صحابہ کرام** ﷺ میں سے مشہور مفتیان کے نام یہ ہیں: ① حضرت ابو ہریرہ ② حضرت عمر فاروق ③ حضرت علی ④ حضرت ابن مسعود ⑤ حضرت ابن عمر ⑥ حضرت ابن عباس ⑦ حضرت زید بن ثابت ⑧ حضرت عائشہ صدیقہؓ۔ امام ابن حزم نے ان صحابہ کے علاوہ ۱۴۰ مفتیان کرام ذکر فرمائے ہیں لیکن ان کے قباوی کی تعداد کم ہے۔ (دیکھیے: مقدمۃ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: ۷-۹۰)

* **صحابہ کرام** ﷺ کی چند دلچسپ معلومات: ① اسلام اور کفر کے پہلے معرکے بدر کے موقع پر مکہ و مدینہ کے ہر گھر میں حق و باطل کی کشمکش تھی اگر کسی گھر میں باپ مومن تھا تو بیٹا مشرک، اگر ماں کافر تھی تو اولاد مسلمان ہو چکی تھی لیکن حق و باطل کے اس معرکے میں حضرت معن کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ انھوں نے اس معرکے میں مسلمانوں کی طرف سے اپنے باپ حضرت یزید اور دادے حضرت افضس کے ساتھ شرکت کی۔

② اس جنگ کا ایک انوکھا واقعہ یہ ہے کہ اس میں سات مسلمان بھائیوں نے بھی شرکت کی۔ ان کے نام حضرت

معاذؓ معوذۃ ایسا خالد عاقل، عامر اور عوف ہیں۔ (عفراء بنت عبید، الإصابة فی تمييز الصحابة: ۸/۲۳۰)

❊ ان سب سے دلچسپ واقعہ حضرت ام ابان بنت عقبہ کا ہے کہ ان کے دو بھائی ابو حذیفہ اور مصعب اور ایک چچا عمر مسلمانوں کی طرف سے شریک ہوئے جبکہ دو بھائی ولید اور ابو عزیز اور ایک چچا شیبہ کافروں کی طرف سے لڑے۔

❊ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی یہ خوش بختی ہے کہ ان کا خاندان چوتھی نسل تک صحابہ میں شامل ہے، یعنی ان کے والد محترم ابوقافذ آپ کے بیٹے عبدالرحمن اور پوتے محمد۔

❊ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رضی اللہ عنہم کے اسماء میں یہ دلچسپ انکشاف ہے کہ صحابہ اور تابعین میں ”عبدالرحیم“ نامی کوئی ہستی موجود نہیں۔

❊ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے پہلے بلند آواز سے قرآن مجید کی تلاوت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کی۔

❊ سب سے پہلے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور جس صحابی نے مسجد بنائی وہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ہیں۔ (الطبقات لابن سعد: ۳/۲۳۳)

❊ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے سب سے پہلے تیر اندازی حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے کی۔

❊ جنگ بدر میں سب سے پہلے شہید صحابی حضرت مہجع ہیں۔ (معنف ابن ابی شیبہ: ۲۵۱/۷۷ حدیث: ۳۵۷۷۷۷)



(۱۱/۱) نَضَلُّهُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ [رَضِيََ اللَّهُ عَنْهُ]

(۱۱/۱) - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

* پیدائش اور نام و نسب: آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈھائی سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا مبارک نام و نسب یہ ہے: عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی التیمی، ابوبکر بن ابوقافذ، خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ کا نسب چھٹی پشت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے۔ آپ کی کنیت ابوبکر ہے۔ ”بکر“ عربی زبان میں جوان اونٹ کو کہتے ہیں۔ آپ کی اس کنیت کی وجہ تسمیہ میں مندرجہ ذیل آراء پائی جاتی ہیں: (۱) چونکہ آپ اونٹوں کے ساتھ خاص محبت و انس رکھتے تھے اور ان کی دیکھ بھال میں خاص مہارت و شغف رکھتے تھے، اس لیے آپ کو ابوبکر (اونٹوں کا باپ یا اونٹوں سے محبت و شفقت رکھنے والا) کہا جانے لگا۔ (۲) جب کہ بعض علماء نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ آپ سب سے پہلے اسلام لائے، اس لیے آپ کو ابوبکر کہا جانے لگا۔ (۳) علامہ زمخشری کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نیک اعمال اور پاکیزہ فضائل میں پیش پیش ہوتے تھے، لہذا لوگوں نے آپ کو ابوبکر کہنا شروع کر دیا، یعنی نیکیوں میں سبقت لے جانے والا۔

* لقب: آپ کا لقب عتیق ہے۔ ایک روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے۔ آپ نے انھیں دیکھ کر فرمایا: اَنْتَ عَتِيقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ ”آپ کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے آزاد فرمادیا

-- کتاب السنۃ _____ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

ہے۔ "اسی دن سے آپ کا لقب [عتیق]" آگ سے آزاد کردہ" پڑ گیا۔ (جامع الترمذی، حدیث: ۳۷۶۹) جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمانوں نے آپ کو خلیفہ رسول کا لقب دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق اپنی قوم کے معزز اور بلند مرتبہ فرد تھے۔ علم الأنساب کے ماہر اور ایک کامیاب تاجر تھے۔ تجارت کے ساتھ ساتھ انتہائی کامیاب مبلغ دین بھی تھے۔ ابتدائے اسلام میں آپ کی دعوت سے عشرہ مبشرہ میں سے درج ذیل کبار صحابہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم۔

جب آپ نے اسلام قبول کیا تو اس وقت آپ کے پاس چالیس ہزار دینار یا درہم تھے۔ آپ نے یہ ساری رقم اسلام کی خدمت میں خرچ کر دی۔ خصوصاً مسلمان ہونے والے غلاموں کو آزاد کرنے کا اہتمام کیا۔ آپ نے حضرت بلال عامر بن فہیرہ زنیہ رہنمداہ اور اس کی بیٹی بنی مول کی لونڈی اور ام عیسیٰ رضی اللہ عنہا کو نبی اللہ آزاد کر وایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ نے مسلمانوں کی قیادت کی۔ آپ کی مدت خلافت تقریباً دو سال تین ماہ اور دس دن ہے۔ اس طرح آپ تریسٹھ برس کی عمر میں ۲۲ جمادی الاخریٰ میں فوت ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاه۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چار شاہدیاں کیں۔ آپ کی ازواج اور اولاد کی تفصیل درج ذیل ہے:

❊ قتیبہ بنت عبد العزی: آپ کی یہ بیوی مسلمان نہ ہوئی تو آپ نے اسے طلاق دے دی۔ حضرت عبداللہ بن ابی بکر اور حضرت اسماء ذات الطوائف رضی اللہ عنہا انہی کے بطن سے تھے۔

❊ حضرت ام رومان: یہ ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہوئیں۔ ان کے بطن سے حضرت عبدالرحمن اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔

❊ حضرت اسماء بنت عمیس: یہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ حضرت جعفر کی شہادت کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے ان سے نکاح کر لیا۔ محمد بن ابوبکر انہی کے بطن سے ہیں۔

❊ حضرت حبیبہ بنت خارجہ: آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے موافقاتی بھائی حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ کی لخت جگر ہیں۔ آپ کے بطن سے حضرت ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

* حلیہ مبارک: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گورے چنے، دبلے پتلے اور موزوں قامت تھے۔ آپ کی پیشانی بلند ستا ہوا چہرہ گھنگریالے بال اور صاحب وجاہت و عظمت تھے۔ آپ فطرتاً کم گو، سنجیدہ اور باوقار تھے۔

* حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خراج تحسین: آپ کی وفات پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان جذبات کا اظہار کیا: "اے ابوبکر! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ اللہ کی قسم ساری امت میں آپ سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ آپ سب سے بڑھ کر مخلص اللہ سے خوف کھانے والے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معتمد علیہ تھے۔ آپ نے سب سے بڑھ کر اسلام کو نفع پہنچایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ محبت آپ کو ملی، اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ نے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا جب لوگوں نے آپ کو تکالیف دیں۔ واللہ! آپ



اسلام کا مضبوط قلعہ تھے اور کفار کو ذلیل و خوار کرنے والے تھے۔ آپ کی محبت میں غلطی ہوئی نہ آپ کی بصیرت میں ضعف آیا۔ آپ نے شاندار خلافت کی اور شریعت کی ایسی پاسبانی کی جو کسی نبی کے خلیفہ کے نصیب میں نہیں آئی۔ آپ بلا نزاع و تفرقہ خلیفہ برحق تھے اور آپ ایسے ہی تھے جیسے رسول اللہ ﷺ نے آپ کے بارے میں فرمایا تھا: کمزور بدن، قوی ایمان، منکسر مزاج اور اللہ کے ہاں آپ عالی مرتبت تھے۔ زمین پر بزرگ اور مومنوں میں افضل تھے۔ آپ نے باطل کو اکھاڑ کر پھینک دیا اور اسلام اور مسلمانوں کو مضبوط بنایا۔ واللہ! رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی وفات سے بڑھ کر مسلمانوں پر کبھی کوئی مصیبت نہیں پڑے گی۔“

۹۳- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”میں ہر دوست کی دوستی سے مستغنی ہوں۔ اگر میں کسی (انسان) کو خلیل بنا تا تو ابو بکر کو بناتا، لیکن تمہارا ساتھی اللہ کا خلیل ہے۔“ حدیث کے راوی کعب بن علقمہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ساتھی سے خود کو مراد لیا ہے۔

۹۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَلَا إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى كُلِّ خَلِيلٍ مِنْ خُلَّتِي، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، إِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللَّهِ» قَالَ وَكَيْعٌ: يَعْني نَفْسُهُ.

☀️ فوائد و مسائل: ① [خلیل] کا لفظ [خلت] سے ماخوذ ہے۔ یہ محبت کا اعلیٰ ترین درجہ ہے جس میں شراکت ممکن نہیں۔ اس سے کم درجے کی محبت ایک سے زیادہ افراد سے ممکن ہے، اس لیے نبی ﷺ نے محبت کا لفظ تو دوسروں کے لیے بھی فرمایا ہے، لیکن خلعت کا اطلاق کسی اور پر نہیں حتیٰ کہ سب سے افضل اور نبی ﷺ کے سب سے مقرب صحابی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی یہ مقام نہیں ملا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ مقام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد حضرت محمد ﷺ کو حاصل ہوا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: [إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدِ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا، كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا] [صحیح مسلم، المساجد، باب النهي عن بناء المساجد على القبور... الخ، حدیث: ۵۳۲] ”اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا ہے جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا۔“ ② اس حدیث سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت ظاہر ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں محبت کے اعلیٰ ترین درجے کے قابل قرار دیا۔

۹۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، ۹۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

۹۳- أخرجه مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي بكر الصديق رضي الله عنه، ح: ۲۳۸۳ من حديث وكيع وغيره به.

۹۴- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۱۱۰ عن أبي معاوية به، وصححه ابن حبان، وله شواهد

رَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: **عَلَيْهِ** نَعْنِي كَسِي مَالٍ مِنْ مَالِ أَبِي بَكْرٍ، عَنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا نَفَعَنِي مَالٌ قَطُّ، مَا نَفَعَنِي مَالٌ أَبِي بَكْرٍ» قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قُلْ أَنَا وَمَالِي إِلَّا لَكَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ!

نے فرمایا: ”مجھے کسی مال سے اس قدر فائدہ حاصل نہیں ہوا، جس قدر ابو بکر کے مال سے مجھے فائدہ حاصل ہوا ہے۔“ حضرت ابو بکر ؓ (یہ سن کر) آبدیدہ ہو گئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں بھی اور میرا مال بھی آپ ہی کے لیے تو ہے۔

🌟 نوادہ و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سداً ضعیف کہا ہے، تاہم شیخ البانی ؒ نے مجموعی طور کو سامنے رکھتے ہوئے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحه، حدیث: ۲۷۱۸) ② اللہ کا قرب نیک اعمال سے حاصل ہوتا ہے۔ جس قدر نیکیاں زیادہ ہوں گی اسی قدر مقام بھی بلند ہوگا، ③ صحابہ کرام ؓ کا ایمان بعد کے لوگوں سے زیادہ اعلیٰ اور اکمل تھا، اس لیے ان کے اعمال میں خلوص بھی زیادہ تھا، چنانچہ ان کے بظاہر معمولی اعمال بھی بعد والوں کے بظاہر عظیم اعمال سے افضل شمار ہوئے۔ خصوصاً جن حالات میں ان حضرات نے مای قربانیاں دیں بعد کے مسلمانوں کو وہ حالات پیش نہیں آئے، اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [لَا تَسْبُوا أَصْحَابِي، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مَدًّا أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ] (صحیح البخاری، فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب قول النبی ﷺ لو كنت متخذًا خليلاً، حدیث: ۳۶۴۳) ”میرے صحابہ کو برا نہ کہو، تم میں سے کوئی اگر اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنے تو کسی صحابی کے ایک مد بلکہ آدھے مد (کے ثواب) تک نہیں پہنچ سکتا۔“ ④ اس میں حضرت ابو بکر ؓ کا خلوص اور نبی اکرم ﷺ سے ان کی محبت بھی ظاہر ہے کہ اپنے اعمال پر فخر نہیں کیا، بلکہ اپنے مال کو نبی کریم ﷺ ہی کا مال قرار دیا، جیسے کسی شاعر نے کہا ہے۔

منت منہ کہ خدمت سلطان سے کنی

منت ازو شناس کہ بخدمت گذاشتت

”احسان نہ جتلا کہ تو بادشاہ کی خدمت کر رہا ہے، بلکہ اس کا احسان سمجھ کہ اس نے تجھے اپنی خدمت میں رکھ چھوڑا ہے۔“ ⑤ امام قائد یا ایئر کو چاہیے کہ اپنے ساتھیوں کی خدمات کو اہمیت دے اور ان کا اعتراف کرے تاکہ دوسروں کو بھی دین کی خدمت کا شوق پیدا ہو اور وہ ان حضرات کا کما حقہ احترام بھی کریں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش بھی کریں۔ ⑥ جس شخص کے متعلق یہ خیال ہو کہ اس کی تعریف سے اس کے دل میں تکبر اور فخر کے جذبات پیدا نہیں ہوں گے، کسی حکمت کے پیش نظر اس کی موجودگی میں بھی اس کی تعریف کی جاسکتی ہے۔ عام حالات میں کسی کے

کے سامنے اس کی تعریف کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ⑥ اس حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا صرف ایک پہلو (انفاق فی سبیل اللہ) ذکر کیا گیا ہے، جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے اور بھی بہت سے پہلو ہیں جو مختلف احادیث میں مذکور ہیں۔

۹۵۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ابوبکر اور عمر تمام پہلے پچھلے ادھیڑ عمر جنتیوں کے سردار ہیں، نبیوں اور رسولوں کے علاوہ۔ اے علی! جب تک وہ دونوں زندہ ہیں، انہیں یہ بات نہ بتانا۔“

۹۵۔ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُمَارَةَ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ، إِلَّا النَّبِيَّيْنِ وَالْمُرْسَلِينَ، لَا نُخْبِرُهُمَا يَا عَلِيُّ! مَا دَامَا حَيَّيْنِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے، وہ اس روایت کی تحقیق میں رقم طراز ہیں کہ اس روایت کے بعض الفاظ کی تائید میں کچھ طرق حسن درجے کے بھی ہیں، علاوہ ازیں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الصحيححة، حدیث: ۸۲۳) لہذا معلوم ہوا کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود دیگر شواہد کی بنا پر قابلِ حجت ہے۔ ② ادھیڑ عمر جنتیوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس عمر میں فوت ہوئے ورنہ جنت میں عمروں کا فرق نہیں ہوگا، بلکہ سب لوگ ہمیشہ کی جوانی سے لطف اندوز ہوں گے۔ ③ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غیر نبی خواہ کتنے بلند مرتبہ پر پہنچ جائے، نبی کے برابر یا اس سے افضل نہیں ہو سکتا۔ ④ اس میں صراحت ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ہیں، یعنی امت محمدیہ اور سابقہ امتوں کے تمام مومنوں سے افضل ہیں۔ ⑤ اس میں اشارہ ہے کہ یہ حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت کے مستحق ہیں۔ چونکہ جنت میں اہل جنت کے سردار ہوں گے تو دنیا میں بھی انہی کو مومنوں کا سردار ہونا چاہیے۔ ⑥ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخین رضی اللہ عنہما کو براہ راست یہ خبر نہیں دی تاکہ دل میں فخر نہ آجائے کیونکہ غیر نبی معصوم نہیں ہوتا۔

۹۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو ۹۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۹۵۔ [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، المناقب، باب أبو بكر وعمر سيدا... الخ، ح: ۳۶۶۶ من حديث الشعبي به * الحارث ضعيف عند الجمهور، ولبعض الحديث طرق حسنة عند عبدالله بن أحمد في زوائد المسند، وابن عدي وغيرهما، وانظر، ح: ۱۰۰.

۹۶۔ [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الحروف والقراءات، ح: ۳۹۸۷، والترمذي، المناقب، باب مناقب أبي بكر الصديق رضي الله عنه، ح: ۳۶۵۸ من حديث عطية العوفي به، تقدم، ح: ۳۷، وقال الترمذي: "حسن"، ۴۴.

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(جنت میں) اونچے درجے والوں کو ان سے کم تر درجات والے اس طرح دیکھیں گے جیسے آسمان کے کسی افق میں طلوع ہونے والا ستارہ دیکھا جاتا ہے۔ بلاشبہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما ان (بلند درجات والوں) میں سے ہیں بلکہ ان سے بھی اچھے ہیں۔“

ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ أَهْلَ الدَّرَجَاتِ الْعُلَى يَرَاهُمْ مَنْ أَسْفَلَ مِنْهُمْ كَمَا يَرَى الْكَوْكَبَ الطَّالِعُ فِي الْأَفُقِ مِنْ آفَاقِ السَّمَاءِ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ مِنْهُمْ، وَأَنْعَمًا».

🌞 نوآئد و مسائل ①: اس روایت کو بھی ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس روایت کے کچھ حصے کا حسن درجے کا شاہد ملتا ہے علاوہ ازیں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجموعی طرق کے اعتبار سے اسے صحیح قرار دیا ہے دیکھیے: (الروض النضیر فی ترتیب و تخریج معجم الطبرانی الصغیر، حدیث: ۹۷۰) لہذا معلوم ہوا کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ ② جنت کے درجات کا فرق کوئی معمولی فرق نہیں، اس لیے مومن کو بلند سے بلند درجات کے حصول کے لیے زیادہ سے زیادہ محنت اور کوشش کرنی چاہیے۔ ③ افق میں طلوع ہونے والا ستارہ اگر چہ دیکھنے میں زیادہ بلند محسوس نہیں ہوتا، لیکن درحقیقت بہت بلندی پر ہوتا ہے۔ جنت کے مختلف درجات میں مذکور نعمتیں سرسری نظر میں ایک دوسری سے بہت زیادہ مختلف محسوس نہیں ہوتیں، مگر حقیقت میں ان کا باہمی فرق اتنا زیادہ ہے کہ اندازہ بھی لگایا جاسکتا۔ ④ آسمان میں چمکنے والا ستارہ زمین سے بہت زیادہ دور ہوتا ہے۔ اسی طرح اہل جنت کے درجات کا فرق بھی بہت زیادہ ہے۔ ⑤ انعمًا کا ایک مفہوم زیادہ ہونا ہے، یعنی شیخین رضی اللہ عنہما کا درجہ بہت زیادہ ہے۔ دوسرا یہ لفظ ”نعمت“ سے ماخوذ بھی ہو سکتا ہے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ یہ حضرات بہت نعمتوں میں ہیں اور اللہ کے بے شمار انعامات سے سرفراز ہیں۔ ⑥ اس حدیث میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بلند درجات کی تصریح ہے۔ اس طرح اس حدیث میں ان دونوں جلیل القدر صحابیوں کے لیے جنت کی واضح خوشخبری ہے۔

۹۷- حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں نہیں جانتا کہ میں کتنا

۹۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ ح. وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

◀ وحسنہ البغوی، ولبعض الحدیث شاہد حسن عند الطبرانی فی الأوسط: ۶/۷، ح: ۶۰۰۳.

۹۷- [حسن] أخرجه الترمذی، المناقب، باب اقتدوا بالذین من بعدی أبی بکر وعمر، ح: ۳۶۶۲ من حدیث سفیان، بہ، وقال: حسن الخ، وسقط منه مولی لربعی، وله شاہد حسن عند الترمذی، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۲۱۹۳.



حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

عرصہ تمہارے اندر موجود رہوں گا لہذا میرے بعد (خلیفہ بننے والے) دو افراد کی پیروی کرتا۔“ یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کیا۔

مَوْلًى، قَالَ: حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ عَمْرٍ، عَنْ مَوْلَى لِرَبِيعِ بْنِ جِرَاشٍ، عَنْ رَبِيعِ بْنِ جِرَاشٍ، عَنْ حَدِيثَةِ ابْنِ الْيَمَانِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنِّي لَأُدْرِي مَا قَدَرُ بَقَائِي فِيكُمْ، فَاقْتَدُوا بِاللَّذِينَ مِنْ بَعْدِي» وَأَشَارَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ.

☀️ نوادہ و مسائل: ① اس میں شیخین رضی اللہ عنہما کی خلافت کا واضح اشارہ ہے۔ ② کسی بھی ادارہ، تنظیم یا جماعت کے سربراہ کو چاہیے کہ اپنی تربیت کے ذریعے سے ایسے افراد تیار کرے جو اس کے بعد کام کو خوش اسلوبی سے چلا سکیں۔ ③ جماعت کے سربراہ آوردہ افراد کو اہمیت دی جانی چاہیے تاہم سربراہ کے بعد اس کا مقام لینے والے کا تعین اہل صل و عقد کے مشورے ہی سے ہوگا۔ ④ شیخین کی رائے اور اجتہاد دیگر صحابہ کرام اور ائمہ عظام کی رائے سے وزنی اور قیمتی ہے بلکہ قابل اتباع ہے۔

۹۸- حضرت ابن ابوملیکہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی میت کو چار پائی پر لٹایا گیا تو جنازہ اٹھانے سے پیشتر لوگ ارد گرد جمع ہو کر ان کے لیے دعائیں کرنے لگے۔ یا فرمایا: جنازہ اٹھانے سے پہلے ان کی تعریف کرنے لگے اور ان کے لیے دعائیں کرنے لگے۔ میں بھی ان میں شامل تھا۔ میں (اپنے خیالات سے) اس وقت چونکا، جب مجھے ایک شخص کا دھکا لگا، اور اس نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ تھے۔ انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے دعائے رحمت فرمائی۔ پھر بولے: آپ سے بڑھ کر کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس کے عملوں جیسے

۹۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: لَمَّا وَضِعَ عُمَرُ عَلَى سَرِيرِهِ، اِكْتَنَفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ، أَوْ قَالَ يُثْنُونَ وَيُصَلُّونَ عَلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ، وَأَنَا فِيهِمْ، فَلَمْ يُرْغَبِي إِلَّا رَجُلٌ قَدْ زَحَمَنِي وَأَخَذَ بِمَنْكِبِي، فَالْتَمَسْتُ، فَإِذَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَتَرَحَّمَ عَلَيَّ عُمَرَ، ثُمَّ قَالَ: مَا خَلَفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللَّهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنكَ، وَأَيْمُ اللَّهِ، إِنْ كُنْتُ لَأَطُنُّ لِيَجْعَلَنَّكَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

۹۸- أخرجه البخاري، المناقب، باب مناقب عمر بن الخطاب... الخ، ح: ۳۶۸۵، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل عمر رضي الله عنه، ح: ۲۳۸۹ من حديث ابن المبارك به.

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب اعمال لے کر میں اللہ کے پاس جانے کی خواہش رکھتا ہوں۔ اللہ کی قسم! مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے ساتھ رکھے گا۔ کیونکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر اس قسم کے الفاظ سنا کرتا تھا، آپ فرماتے تھے: ”میں اور ابو بکر اور عمر (فلاں چگد) گئے“ میں اور ابو بکر و عمر داخل ہوئے۔ میں اور ابو بکر اور عمر باہر نکلے۔“ اس لیے مجھے (پہلے ہی) یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور آپ کے دونوں ساتھیوں سے ملا دے گا۔

مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَذَلِكَ أَنِّي كُنْتُ أَكْثَرُ أَنْ أَسْمَعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ». فَكُنْتُ أَظُنُّ لَيَجْعَلَنَّكَ اللَّهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بہت مقام تھا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر معاملے میں ان دونوں حضرات (ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما) کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ ② حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو اپنے سے افضل سمجھتے تھے اس لیے تمنا کرتے تھے کہ کاش ان جیسے اعمال کی توفیق ملے۔ ③ نیکی کے کاموں میں اپنے سے افضل شخصیت کے اتباع کی کوشش کرنا مستحسن عمل ہے البتہ دنیا کے مال و دولت میں یا برے کاموں میں اپنے سے آگے بڑھے ہوئے شخص پر رشک کرنا درست نہیں۔ ④ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیخین کو اکثر ساتھ رکھنے اور ان کا تذکرہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا تمام صحابہ سے بڑھ کر مرتبہ و مقام تھا۔

۹۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ الرَّقِّيُّ: ۹۹- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان (چلتے ہوئے گھر سے) باہر تشریف لائے۔ اور فرمایا: ”ہمیں اس طرح (قبروں سے) اٹھایا جائے گا۔“

أَمِيَّةٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَقَالَ: «هَكَذَا بُعِثُ».

۱۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو شُعَيْبٍ، صَالِحٌ بْنُ ۱۰۰- حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ

۹۹- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، المناقب، باب قوله ﷺ لأبي بكر وعمر هكذا نبعت... الخ، ح: ۳۶۶۹. من حديث سعيد به، وقال: "وسعيد بن مسلمة ليس عندهم بالقوي".

۱۰۰- [إسناده حسن] وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۲۱۹۲ من حديث مالك بن مغول به.

الْهَيْبِ الْمَوَاسِطِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ بَكْرِ بْنِ حُسَيْنٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، عَنْ عَزْبِ بْنِ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيهِ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ سَيِّدَا كُفُوهٍ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ، إِلَّا النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ».

کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پہلے اور پچھلے معمر جنتیوں کے سردار ہیں لیکن نبیوں اور رسولوں کے سوا۔“

☀️ فائدہ: نبی وہ ہے جس پر وحی اترے اور رسول اس سے خاص ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ رسول وہ ہے جو کتاب و شریعت جدا گانہ رکھتا ہو اور کسی خاص قوم کی طرف مبعوث ہو اور نبی جو اس کے قدم بقدم ہو۔ مبلغ ہو۔ وحی دونوں پر آتی ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو حدیث: ۹۵ کے فوائد و مسائل۔

۱۰۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ، وَالْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمُرَوَّزِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: «عَائِشَةُ» قِيلَ: مِنَ الرِّجَالِ؟ قَالَ: «أَبُوهَا».

۱۰۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کون سا شخص آپ کو سب سے زیادہ پیارا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”عائشہ۔“ عرض کیا گیا مردوں میں سے کون؟ فرمایا: ”ان کے والد (ابوبکر رضی اللہ عنہ)۔“



☀️ فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بھی واضح ہے۔ ② ابوبکر اور عائشہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے محبوب ترین افراد تھے۔ جو شخص ان سے محبت کرے گا وہ بھی رسول کریم ﷺ کا محبوب ہوگا اور جو بغض و عداوت رکھے گا وہ مغضوب ہوگا۔

(۱۱/۲) فَضْلُ عَمَّةِ رَضِيهِ اللَّهُ عَنْهُ - حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

* پیدائش اور نام و نسب: آپ کا نام اور نسب یوں ہے: عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالحزی بن رباح بن عبد اللہ بن قرظ بن رزاح بن عدی بن کعب بن لؤی بن غالب القرظی العدوی۔ آپ کی کنیت ابو حفص اور لقب امیر

۱۰۱- [صحیح] أخرجه الترمذي، المناقب، باب من فضل عائشة رضي الله عنها، ح: ۳۸۹۰ عن أحمد بن عبدة، به، وقال: "حسن صحيح غريب من هذا الوجه من حديث أنس"، وأخرج البخاري، ومسلم وغيرهما من حديث عمرو بن العاص نحوه.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب
المؤمنین اور الفاروق ہے۔ آپ کی والدہ حفصہ بنت ہاشم ہیں۔ آپ کی ولادت بخت نبوی سے تیس سال قبل ہوئی۔
* حلیہ مبارک: آپ بڑے دراز قامت، خوب صورت اور سرخ و سفید تھے۔ جسم بھرا ہوا تھا۔ ڈاڑھی اور مونچھیں
خوب گھٹی تھیں۔ آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے۔

ابتدا میں آپ اسلام اور مسلمانوں کے تحت خلاف تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے آپ مسلمان ہو گئے جس
سے دین اسلام کو بے حد تقویت ملی۔ آپ جاہلیت میں قریش کے سفیر تھے۔ قریش اور دوسرے قبائل کی باہمی لڑائیوں
کے تصفیے کے لیے قریش آپ کو بھیجا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ”الفاروق“ کا لقب عطا فرمایا۔ آپ نے
فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر کی زبان اور دل پر حق جاری فرمایا ہے۔ عمر الفاروق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان
کے ذریعے سے حق و باطل میں فرق کر دیا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے متعدد شادیاں کیں۔ آپ کی اولاد میں سے
ام المؤمنین حضرت حفصہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی جلالت قدر و محتاج وضاحت نہیں۔ اور عبید اللہ اور عاصم رضی اللہ عنہما
کا شمار عظیم الشان صحابہ میں ہوتا ہے۔ دیگر اولاد اور ازواج کی تفصیل درج ذیل ہے:

⊗ ام کلثوم بنت جریول: ان کا تعلق بنو خزاعہ سے تھا۔ انھوں نے اسلام قبول نہیں کیا اور نہ ہجرت کی، اس لیے ان کا
نکاح ٹوٹ گیا۔ ان سے حضرت عمر کے بیٹے حضرت عبید اللہ اور زید اصغر پیدا ہوئے۔
⊗ زینب بنت مطعون: یہ آپ کی سب سے پہلی زوجہ محترمہ تھیں۔ اسلام لانے کے بعد مکہ ہی میں فوت
ہوئیں۔ ان کے بطن سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔
⊗ جمیلہ بنت ثابت: ان کا تعلق انصار کے قبیلے اوس سے تھا۔ ان سے حضرت عاصم پیدا ہوئے۔
⊗ قرینہ بنت ابی امیہ: یہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں، مگر مسلمان نہ ہوئیں، اس لیے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے انھیں ۶ ہجری میں طلاق دے دی۔

⊗ عائکہ بنت زید: یہ حضرت سعید بن زید جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، کی ہمیشہ تھیں۔ ان سے حضرت عمر کے بیٹے
عیاض پیدا ہوئے۔

⊗ ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے خاندان نبوت سے شرف قرابت پیدا کرنے کے
لیے نکاح کیا۔ حق مہر میں چالیس ہزار درہم کی خطیر رقم ادا کی۔ یہ نکاح حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے مضبوط
اور پر خلوص تعلقات کی دلیل ہے۔ ان سے حضرت عمر کے بیٹے زید اکبر اور رقیہ پیدا ہوئے۔

⊗ ام حکیم بنت حارث: ان سے آپ کی بیٹی فاطمہ پیدا ہوئیں۔ اس کے علاوہ آپ کے صاحب زادے عبدالرحمن
اوسطی والدہ لہیہ، عبدالرحمن اصغر کی والدہ سکنہ اور زینب کی والدہ فکیہہ ام ولد تھیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۲۳ ہجری میں ماہ ذی الحجہ کی ۲۶ تاریخ کو فیروز ابولکؤہ کے زہر آلود خنجر سے شدید زخمی
ہوئے اور اتوار کے روز ۲۳ ہجری محرم کی پہلی تاریخ کو شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ۶۳ برس
کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کا عہد خلافت دس سال، پانچ ماہ اور اکیس دن رہا۔

* حضرت عبداللہ بن عباس کی مدح سرائی: حضرت عمر فاروقؓ کے زخمی ہونے کے بعد حضرت عبداللہ بن عباسؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ آگ آپ کے جسم کو کبھی نہ چھوئے گی۔ یہ سن کر آپ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور فرمایا: میرے بھائی! اس معاملے میں تمھارا علم بہت تھوڑا ہے۔ اگر میرے بس میں ہوتا تو ساری زمین کے خزانے آنے والی آزمائش سے نجات کے لیے خرچ کر دیتا۔ حضرت ابن عباسؓ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ آپ کو صرف اتنا ہی دیکھنا پڑے گا جتنا اللہ تعالیٰ نے اس فرمان میں فرمایا ہے: ﴿وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ (سورہ مریم: ۷۱) ”اور تم میں سے ہر کسی کا گزرا اس پر سے ہو گا۔“ یعنی پل صراط پر سے جو جہنم پر قائم ہوگا۔ چونکہ ہمیں یقین ہے کہ آپ امیر المؤمنین، امین المؤمنین اور سید المؤمنین ہیں، کتاب و سنت کے مطابق آپ فیصلے فرماتے تھے واللہ! آپ کی امارت نے روئے زمین کو عدل سے بھر دیا اور آپ نے امانت کا حق ادا کر دیا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ کو بڑی خوشی ہوئی اور فرمایا: اے عبداللہ بن عباس! کیا تم میرے لیے اس کی گواہی دو گے؟ انھوں نے کہا: ہاں میں آپ کے لیے اس کی شہادت دوں گا۔

۱۰۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ : أَخْبَرَنِي الْجُرَيْرِيُّ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ شَقِيقٍ قَالَ : قُلْتُ لِعَائِشَةَ : أَيُّ أَصْحَابِهِ كَانَ أَحَبَّ إِلَيْهِ ؟ قَالَتْ : أَبُو بَكْرٍ . قُلْتُ : ثُمَّ أَيُّهُمْ ؟ قَالَتْ : عُمَرُ . قُلْتُ : ثُمَّ أَيُّهُمْ ؟ قَالَتْ : أَبُو عُبَيْدَةَ .

۱۰۲- حضرت عبداللہ بن شقیقؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت عائشہؓ سے عرض کیا: نبی ﷺ کو اپنے کس صحابی سے سب سے زیادہ محبت تھی؟ انھوں نے کہا: ابو بکرؓ سے۔ میں نے کہا: ان کے بعد کون (زیادہ محبوب تھے؟) فرمایا: عمرؓ۔ میں نے کہا: پھر کون؟ فرمایا: ابو عبیدہؓ۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے ان تین عظیم صحابہ کرامؓ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔ چونکہ ان تینوں سے نبی اکرم ﷺ کو انتہائی محبت تھی اس لیے وہ اللہ کے بھی بہت پیارے تھے۔ ② رسول اللہ ﷺ کی ممتاز صحابہ کرام سے زیادہ محبت کا سبب ان کے امتیازی اوصاف ہیں، مثلاً: حضرت ابو بکر اور حضرت عمرؓ سے اس وجہ سے محبت تھی کہ وہ اس دور میں اسلام لائے جب حق کو قبول کرنا طرح طرح کے مصائب و آفات کو دعوت دینے کے مترادف تھا اور پھر دین کی اشاعت و قوت کا سبب بنے۔ اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے اس لیے محبت تھی کہ جہاد فی سبیل اللہ میں ان کا ایک خاص مقام تھا اور نبی ﷺ کی وفات کے بعد بھی ان کی سربراہی میں مسلمان افواج نے بہت زیادہ فتوحات حاصل کیں۔

۱۰۲- [سنادہ صحیح] أخرجه الترمذي، المناقب، باب مناقب أبي بكر الصديق رضي الله عنه... الخ، ح: ۳۶۵۷ من حديث الجريري به، وقال: "حسن صحيح" * الجُرَيْرِيُّ حدث به قبل اختلاطه، ورواه عنه جماعة.

۱۰۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! عمر کے اسلام لانے سے آسمان والے (فرشتے) بھی خوش ہو گئے ہیں۔

۱۰۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ الطَّلْحِيِّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خِرَاشٍ الْحَوْشِيُّ، عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشِبٍ، عَنِ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ نَزَلَ جِبْرِيلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! لَقَدْ اسْتَبَشَّرَ أَهْلُ السَّمَاءِ بِإِسْلَامِ عُمَرَ.

۱۰۴- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”حق تعالیٰ سب سے پہلے جس شخص سے مصافحہ کرے گا اور سب سے پہلے جسے سلام کہے گا اور جسے سب سے پہلے ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کرے گا وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔“

۱۰۴- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ الطَّلْحِيِّ: أَبْنَانَا دَاوُدُ بْنُ عَطَاءٍ [الْمَدَنِيُّ]، عَنِ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنِ أَبِي بِنِ كَعْبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَوَّلُ مَنْ يُصَافِحُهُ الْحَقُّ عُمَرُ، وَأَوَّلُ مَنْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَأْخُذُ بِيَدِهِ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ».

۱۰۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے اللہ! اسلام کو خاص طور پر عمر بن خطاب کے ذریعے سے قوت بخش۔“

۱۰۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ أَبِي عُبَيْدٍ الْمَدِينِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْمَاجِسُونِ: حَدَّثَنِي الرَّزَّحِيُّ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنِ أَبِيهِ، عَنِ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اللَّهُمَّ أَعِزِّهِ لِإِسْلَامِ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً».

۱۰۳- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي: ۱/ ۱۵۲۵ من حديث ابن خراش به، وصححه الحاكم: ۳/ ۸۴ * ابن خراش 'ضعيف، وأطلق عليه علي بن عمار الكذب' (تقريب)، وضعفه الجمهور.

۱۰۴- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ۱۲۴۵ عن إسماعيل الطلحي به، وضعفه البوصيري، وقال في داود بن عطاء: * قد اتفقوا على ضعفه *.

۱۰۵- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري * عبد الملك وشيخه ضعيفان عند الجمهور، وله شاهد صحيح عند الحاكم: ۳/ ۸۳، وصححه على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي، فالحديث صحيح دون قوله "خاصة".

🌞 **فوائد و مسائل:** ① یہ روایت سنداُ ضعیف ہے، تاہم شواہد کی بنا پر صحیح ہے، لیکن اس روایت میں مذکور لفظ [خاصاً] صحیح نہیں ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے اسی حدیث کی تحقیق و تخریج۔ ② حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کا واقعہ ۶ نبوت یعنی ہجرت سے سات سال پہلے کا ہے دیکھیے: (الریق الختم، از مولانا صفی الرحمن مبارکپوری، ص: ۱۳۵) جب کہ اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر تقریباً ایک برس کی ہوگی، اس لیے اگر یہ دعاً حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے متعلق ہے، تو ظاہر ہے حضرت عائشہؓ نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی کسی اور صحابی سے یہ حدیث سنی ہوگی۔ لیکن اس بنا پر اس حدیث کو ضعیف نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اس صورت میں یہ ”مراہیل صحابہ“ میں شمار ہوگی جو محدثین کے نزدیک صحیح ہیں۔ لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ دعاً حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے لیے نہ ہو۔ اور نبی کریم ﷺ نے یہ دعاً اس زمانے میں فرمائی ہو جب حضرت عائشہؓ نبی اکرم ﷺ کی زوجیت میں آچکی تھیں اور اس طرح انھوں نے آپ ﷺ سے براہ راست سنی ہو۔ اس صورت میں اس سے حضرت عمرؓ کی آئندہ زندگی کے کارہائے نمایاں مراد ہوں گے، جن میں روم و ایران جیسی طاقت ور حکومتوں کی شکست اور اسلامی سلطنت کی حیرت انگیز حد تک توسیع بھی شامل ہے۔ ③ نبی اکرم ﷺ کا حضرت عمرؓ کے لیے دعاً کرنا ان کی فضیلت کی واضح دلیل ہے۔



۱۰۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرْثَدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ: خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، أَبُو بَكْرٍ، وَخَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ عُمَرُ.

۱۰۶- حضرت عبداللہ بن سلمہؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت علیؓ سے سنا، وہ فرما رہے تھے: اللہ کے رسول ﷺ کے بعد سب سے افضل انسان ابوبکرؓ ہیں اور ابوبکرؓ کے بعد سب سے افضل انسان عمرؓ ہیں۔

🌞 **فائدہ:** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ بھی حضرات ابوبکر و عمرؓ کی افضلیت کے قائل تھے، اس لیے حضرت علیؓ کی طرف جو اس قسم کے اقوال منسوب ہیں، جن میں اس کے برعکس بات کہی گئی ہے، وہ من گھڑت ہیں۔

۱۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ الْمِصْرِيُّ: أَنَّ أَبَانَ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ: حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ

۱۰۷- حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا: ”میں سو رہا تھا میں نے (خواب میں) اپنے

۱۰۶- [صحیح] * عبدالله بن سلمة حسن الحديث، لم يضر اختلاطه في رواية عمرو بن مرة، كذا حققته في تخريج مسند الحميدي، ح: ۵۷، وله طرق عند البخاري وغيره، وهو من الأحاديث المتواترة.

۱۰۷- أخرجه البخاري، فضائل الصحابة، باب مناقب عمر بن الخطاب... الخ، ح: ۳۶۸۰، وغيره من حديث الليث به.

آپ کو جنت میں دیکھا (وہاں) مجھے ایک محل کے پاس ایک عورت وضو کرتی نظر آئی۔ میں نے کہا: یہ محل کس کا ہے؟ اس نے کہا: عمرؓ کا ہے۔ مجھے ان کی غیرت یاد آگئی اس لیے میں (محل کے اندر جانے کے بجائے) واپس آ گیا۔“ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان فرمایا: حضرت عمرؓ (یہ سن کر) رو پڑے اور بولے: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں آپ سے غیرت کر سکتا ہوں۔

الْمَسِيْبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا أَنَا بِامْرَأَةٍ تَتَوَضَّأُ إِلَيَّ جَنْبِ قَصْرِ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالَتْ: لِعُمَرَ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا». قَالَ: أَبُو هُرَيْرَةَ: فَبَكَى عُمَرَ، فَقَالَ: عَلَيْكَ، يَا بَيْ وَأُمِّي، يَا رَسُولَ اللَّهِ! آغَارُ؟

🌞 فوائد و مسائل: ① انبیاءؑ کا خواب وہی ہوتا ہے لہذا یہ خواب حضرت عمرؓ کے قطع جنتی ہونے کی دلیل ہے۔ ② محل کے قریب وضو کرنے سے غالباً یہ مراد ہے کہ محل سے ملحق باغ میں ندی سے وضو کر رہی تھی۔ گویا اس طرح وہ محل ہی میں تھی۔ واللہ اعلم۔ ③ قائد اور لیڈر کو اپنے ساتھیوں کے جذبات کا خیال رکھنا چاہیے خاص طور پر ان کی عزت کو اپنی عزت سمجھنا چاہیے۔ ④ اس سے اس عقیدت اور محبت کا اندازہ ہوتا ہے جو صحابہ کرامؓ خصوصاً کبار صحابہؓ نبی اکرمؐ کے لیے رکھتے تھے۔ چونکہ نبی سے محبت ایمان کا جز ہے اس لیے اس محبت کی شدت بھی ایمان کی قوت اور کمال کی علامت ہے۔ ⑤ جنت میں حدیث اور نجاست نہیں ہوگی لہذا یقیناً یہ وضو نظافت و لطافت کی خاطر ہوگا۔

۱۰۸- حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے انھوں نے

کہا: میں نے اللہ کے رسولؐ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان پر حق رکھ دیا ہے وہ اسی کے مطابق بات کرتے ہیں۔“ (بخاری)

۱۰۸- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنِ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ اللَّهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلَى لِسَانِ عُمَرَ، يَقُولُ بِهِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ صدیقین کی شان ہے کہ ان کی طبیعت حق سے اس قدر مانوس اور باطل سے اس قدر دور ہو جاتی ہے کہ ان کے لیے غلط بات کہنا یا غلط کام کرنا ممکن نہیں رہتا۔ ویسے بھی مومن جھوٹ سے پرہیز کرتا ہے۔ لیکن

۱۰۸- [صحیح] أخرجه أبو داود، الخراج والإمارة، باب في تدوين المعطاء، ح ۲۹۶۲ من حديث ابن إسحاق به، وصححه الحاكم، والذهبي، وله شواهد عند أحمد وغيره.

اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ وہ معصوم عن الخطا ہو جاتے ہیں۔ کسی بات میں غلط فہمی ہو جانا اور بات ہے اور جان بوجھ کر غلط کام کرنا بالکل مختلف چیز ہے۔ معصوم صرف بتغیر ہوتے ہیں کیونکہ انھیں وحی کی رہنمائی حاصل ہوتی ہے ان سے اگر کوئی خلاف اولیٰ کام ہو جائے تو فوراً متنبہ کر دیا جاتا ہے جبکہ امتی کو یہ چیز حاصل نہیں ہوتی۔ ① حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں متعدد ایسے واقعات پیش آئے ہیں جب انھوں نے اپنی رائے اور فہم کے مطابق کوئی بات کی تو اللہ تعالیٰ کا حکم بھی اسی کے مطابق نازل ہوا۔ پردے کا حکم، جنگ بدر کے قیدیوں کا مسئلہ، مقام ابراہیم کے نزدیک نماز، رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کے جنازے کا مسئلہ وغیرہ مشہور مثالیں ہیں۔ دیکھیے: (سنن الکبریٰ للبیہقی: ۸۸/۷) گویا یہ اسباب رائے اللہ کا خصوصی انعام اور فضل تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا۔

(۱۱/۳) - حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے

فَضْلُ عُمَانَ

فضائل و مناقب

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ

* پیدا اُش اور نام و نسب: آپ کا نسب یوں ہے: سیدنا عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قریشی اموی۔ اس طرح آپ کا نسب پانچویں پشت میں رسول اللہ ﷺ سے مل جاتا ہے۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور ابو عمرو ہے جبکہ ذوالنورین اور امیر المؤمنین آپ کے لقب ہیں۔ آپ کی والدہ ارؤی بنت کریز رسول اللہ ﷺ کی چھوٹی بیوی تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کے چھ سال بعد پیدا ہوئے اور بعثت نبوی کے وقت آپ کی عمر ۳۶ برس تھی۔ آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے مسلمان ہونے والے چوتھے شخص تھے۔

* حلیہ مبارک: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میانہ قامت اور خوب صورت شخصیت کے مالک تھے۔ رنگت میں سرخی اور شخصیت میں وجاہت تھی۔ آپ کے شانے کشادہ پنڈلیاں بھری ہوئی ہاتھ لمبے اور ان پر بال تھے۔ سر کے بال گھنگریالے تھے۔ ڈاڑھی گھنی تھی اور بالوں کو زرد خضاب لگاتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی بیٹائی ہوئی شوری نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا خلیفہ منتخب کیا اور ۲۳ ہجری کو محرم کے ابتدائی ایام میں آپ کی بیعت کی گئی۔ تقریباً ۱۲ سال بطور خلیفہ امت مسلمہ کی خدمت کرنے کے بعد آپ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ ہجری کو جمعہ کے دن شہید کر دیے گئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۸۲ سال تھی۔ آپ کی شہادت وہ سانحہ تھی جس کے بعد مسلمان کبھی متفق و متحد نہ ہو سکے۔ آپ کی شہادت پر صحابہ کرام کے رنج و غم کی جھلک ان کے مندرجہ ذیل تاثرات میں دیکھی جاسکتی ہے:

(الف) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس عظیم سانحہ کا علم ہوا تو اپنے صاحب زادوں حضرت حسن اور حسین کو سرزنش کی کہ انھوں نے حضرت عثمان کا آخری دم تک دفاع کیوں نہ کیا۔ پھر بڑے دکھ بھرے انداز میں فرمایا: اے اللہ! میں عثمان کے خون سے بری ہوں اور اے لوگو! اب تم پر ہمیشہ تباہی رہے گی۔ (ب) حضرت حدیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عثمان

کے خون سے وہ رخنہ پیدا ہو گیا ہے جسے پہاڑ بھی بند نہیں کر سکتا۔ (ج) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگو! تمہاری بد اعمالی کی سزا میں کوہ اُحد تم پر ٹوٹ پڑے تو بجا ہوگا۔ (د) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر ساری مخلوق اس قتل میں شریک ہوتی تو قوم لوط کی طرح اس پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوتی۔ (ه) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: عثمان دھلے ہوئے کپڑے کی طرح پاک صاف ہو گئے، لوگوں نے انہیں قتل کر دیا، حالانکہ وہ سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور اللہ کا خوف کھانے والے تھے۔ (و) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: لوگوں نے اس عظیم انسان کو قتل کر ڈالا جس کی پیشانی پر سجدوں کے نشان تھے اور وہ ساری رات تلاوت قرآن میں مشغول رہتا تھا۔ (ز) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس (عثمان) کی قبر میں بخشش، سخاوت اور سیاست دفن ہو گئی اور نیکی جو سب سے آگے بڑھ جاتی تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے کل آٹھ نکاح کیے۔ آپ کی ازواج اور اولاد کے نام یہ ہیں:

⊗ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ: ان سے آپ کے بیٹے عبداللہ پیدا ہوئے۔ انہی کی نسبت سے آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے۔

⊗ حضرت ام کلثوم بنت رسول اللہ ﷺ: حضرت رقیہ کی وفات کے بعد نبی اکرم ﷺ نے اپنی دوسری پیاری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عثمان سے کیا، اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی کنیت ذوالنورین (دو نوروں والے) ہے۔

⊗ فاختہ بنت غزوان: ان سے عبداللہ اصغر پیدا ہوئے۔

⊗ ام عمرو بنت جندب: ان سے آپ کے بیٹے عمرو خالد ابان، عمر اور مریم پیدا ہوئے۔

⊗ فاطمہ بنت ولید بن عبد شمس: ان سے آپ کے بیٹے ولید سعید اور ام سعد پیدا ہوئے۔

⊗ ام البنین بنت عیینہ بن حصن الغزالیہ: ان کے بطن سے عبدالملک پیدا ہوئے۔

⊗ رملہ بنت شیبہ: ان سے آپ کی تین صاحبزادیاں تھیں: عائشہ، ام ابان اور ام عمرو۔

⊗ نائلہ بنت القرافصہ: ان سے ایک صاحبزادی مریم پیدا ہوئیں۔ ان کے علاوہ آپ کی ایک اور صاحبزادی ام البنین پیدا ہوئیں جن کی والدہ لونڈی تھیں۔

۱۰۹- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عُمَانَ الْأَعْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي، عُمَانُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ

۱۰۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نبی کا جنت میں ایک ساتھی ہوتا ہے اور وہاں میرا ساتھی عثمان بن عفان ہے۔“

۱۰۹- [ضعیف] * عثمان بن خالد متروک الحدیث (تقریب)، ولہ شاهد ضعیف عند الترمذی، ح: ۳۶۹۸.

رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيقٌ فِي الْجَنَّةِ، وَرَفِيقِي فِيهَا عُمَانُ بْنُ عَفَّانَ».

☀️ فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے تاہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جنتی ہونا بہت سی صحیح احادیث کی بنا پر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔

۱۱۰- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عُمَانَ الْعُمَانِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي، عُمَانُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَقِيَ عُمَانَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: «يَا عُمَانُ! هَذَا جِبْرِيلُ أَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ قَدْ رَوَّجَكَ أُمَّ كَلْثُومٍ، بِمِثْلِ صَدَاقِ رُفَيْئَةَ، عَلَى مِثْلِ صُحْبَتِهَا».

۱۱۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ مسجد کے دروازے کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملے اور فرمایا: ”عثمان! یہ جبریل رضی اللہ عنہ ہیں انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نکاح ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے رقیہ رضی اللہ عنہا کے مہر کے برابر مہر پر کر دیا ہے اس شرط پر کہ ان سے بھی اسی طرح حسن سلوک کرو جس طرح رقیہ رضی اللہ عنہا سے کرتے تھے۔“



☀️ فوائد و مسائل: ① یہ حدیث بھی ضعیف ہے، تاہم تاریخی اعتبار سے یہ درست ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کی تھی جب وہ وفات پا گئیں تو آپ نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دے دیا۔ ② رسول اللہ ﷺ کا ایک کے بعد دوسری بیٹی کو عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر نہایت خوش تھے اور ان کے حسن سلوک کے معترف تھے۔

۱۱۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَبْرِينَ، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِئْتَهُ فَقَرَّبَهَا، فَمَرَّ

۱۱۱- حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک فتنے کا ذکر کیا اور بتایا کہ وہ بہت قریب ہے۔ (اسی اثنا میں) ایک صاحب گزرے جنہوں نے سر پر چادر لی ہوئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے

۱۱۰- [ضعیف] انظر الحديث السابق.

۱۱۱- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۴۳/۴ من حديث هشام بن حسان، وقال البوصيري: "هذا إسناد منقطع، قال أبو حاتم * محمد بن سيرين لم يسمع من كعب بن عجرة" وله شواهد عند الترمذي، ح: ۳۷۰۴ وغيره.

رَجُلٌ مُّقَنَّعٌ رَأْسُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: فرمایا: "اس (فتنے کے) دن یہ شخص ہدایت پر ہوگا۔"
 «هُذَا، يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدَى». فَوَثِّبْتُ فَأَخَذْتُ میں جلدی سے اٹھا عثمان رضی اللہ عنہ کے دونوں بازو پکڑ کر
 بَضْبَعِي عُثْمَانَ، ثُمَّ اسْتَقْبَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: کیا یہ شخص؟
 فَقُلْتُ: هَذَا؟ قَالَ: «هُذَا»۔ آپ نے فرمایا: "(ہاں) یہی شخص۔"

☀️ فواکد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے بتانے سے مستقبل کی بہت سی باتیں بیان فرمائیں جو بعینہ
 اسی طرح واقع ہوئیں یہ آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے بہت سی باتیں ابھی واقع ہونا باقی ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ
 وہ تمام پیش گوئیاں اپنے اپنے وقت پر پوری ہوں گی، تاہم مستقبل کی کسی خبر کو نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی قرار دینے
 سے پہلے یہ معلوم کر لینا چاہیے کہ کیا وہ صحیح سند سے ثابت بھی ہے یا نہیں؟ ② فتنوں کی پیشگی خبر دینے کا مقصد یہ ہے
 کہ مسلمان اس موقع پر صحیح راستے پر قائم رہیں اور گمراہ نہ ہو جائیں اس کے علاوہ جب وہ واقعہ پیش آتا ہے جس کی خبر
 دی گئی تھی تو مومن کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ③ اس سے معلوم ہوا کہ مفسدین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جو
 الزامات لگائے تھے وہ سراسر غلط تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا طرز عمل درست تھا۔ "خلافت و ولایت" نامی کتاب میں
 واقعات کو اس انداز سے پیش کیا گیا ہے جس سے ان الزامات کے درست ہونے کا تاثر ملتا ہے۔ اس غلط فہمی کے
 ازالہ کے لیے حافظ صلاح الدین یوسف رضی اللہ عنہ کی کتاب "خلافت و ولایت کی تاریخی و شرعی حیثیت" کا مطالعہ کرنا
 چاہیے تاکہ حقیقت حال سے صحیح آگاہی ہو۔ ④ فتنے سے مراد مفسدین کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر جھوٹے الزامات لگا کر
 فساد پھیلانا ہے جس کے نتیجے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کا سانحہ پیش آیا۔

۱۱۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
 أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْفَرَجُ بْنُ فَصَّالَةَ، عَنْ
 رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ الدَّمَشَقِيِّ، عَنِ الثُّعْمَانَ بْنِ
 بَشِيرٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 ﷺ: «يَا عُثْمَانُ إِنَّ وِلَايَةَ اللَّهِ هَذَا الْأَمْرَ
 يَوْمًا، فَأَرَادَكَ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تَخْلَعَ
 فَمِصْكَ الَّذِي فَمَّصَكَ اللَّهُ، فَلَا تَخْلَعْهُ»
 يَقُولُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. قَالَ الثُّعْمَانُ: ۱۱۲- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ
 رضی اللہ عنہا سے روایت کی انھوں نے کہا کہ اللہ کے رسول ﷺ
 نے فرمایا: "اے عثمان! اگر اللہ تعالیٰ کسی دن تجھے خلافت
 کی ذمہ داری بخشے، پھر منافق تجھ سے وہ قمیص اتروانا
 چاہیں جو اللہ نے تجھے پہنائی ہو تو اسے مت اتارنا۔"
 آپ ﷺ نے تین بار یہی بات فرمائی۔ حضرت نعمان
 رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا:
 آپ نے لوگوں کو یہ حدیث کیوں نہیں سنائی تھی؟ انھوں

۱۱۲- [صحیح] أخرجه الترمذي (وقال: حديث حسن غريب)، المناقب، باب منع النبي ﷺ عثمان . . . الخ،
 ح: ۳۷۰۵، وفي سنده تصحيح مطبعي، من حديث ربيعه به، وزاد في السند: "عبدالله بن عامر" * ربيعه سمعه من
 عبدالله بن أبي قيس عن الثعمان به، و صححه ابن حبان (موارد)، ح: ۱۹۶.

فَقُلْتُ لِعَائِشَةَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تُعَلِّمِي النَّاسَ نَعْمًا فِي مَا بَدَأَ بِهَا؟ قَالَتْ: أَنْسِيْتُهُ.

☀️ فوائد و مسائل: ① اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو امتلا پیش آنے کی خبر ہے۔ جو اسی طرح پیش آئی جیسے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا تھا۔ یہ آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔ ② اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق تھے۔ ③ ملک کا حکمران جب نظم و نسق سنبھالے ہوئے ہو تو معمولی جیلے بہانوں سے اس کے خلاف تحریک چلا کر فتنہ و فساد برپا کرنا درست نہیں۔ اِلا یہ کہ وہ کفر و شرک کو تقویت دینے اور اسلام کے ضعف جیسے جرائم کا مرتکب ہو۔ ④ اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مخالفین کے منافق ہونے کی صراحت ہے۔ ⑤ راوی کا بعض احادیث میں غلطی کر جانا یا بھول جانا سے ضعف قرار دینے کے لیے کافی نہیں خصوصاً جب کہ اسے بعد میں یاد آ جائے اور وہ اصلاح کر لے ابدتہ جس شخص سے بکثرت غلطی ہوتی ہو تو وہ حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے ضعیف قرار پاتا ہے۔

۱۱۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی (آخری) بیماری کے دوران میں فرمایا: ”میرا جی چاہتا ہے کہ میرے پاس میرا ایک صحابی ہو۔“ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجیں؟ آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ ہم نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ کو بلا لیں؟ آپ ﷺ خاموش رہے۔ ہم نے کہا: عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا لیں؟ فرمایا: ”ہاں“ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حاضر ہو گئے۔ نبی ﷺ نے ان سے تنہائی میں گفتگو فرمائی۔ آپ ﷺ گفتگو فرماتے جاتے تھے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے چہرے سے تاثرات تبدیل ہوتے جاتے تھے۔ حضرت قیس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محاصرہ کے ایام میں فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے ایک وعدہ لیا

۱۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ: «وَدِدْتُ أَنَّ عِنْدِي بَعْضَ أَصْحَابِي» فَلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا نَدْعُو لَكَ أَبَا بَكْرٍ؟ فَسَكَتَ. فَلْنَا: أَلَا نَدْعُو لَكَ عُمَرَ؟ فَسَكَتَ. فَلْنَا: أَلَا نَدْعُو لَكَ عُمَانَ؟ قَالَ: «نَعَمْ» فَجَاءَ عُمَانُ، فَخَلَا بِهِ، فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ يُكَلِّمُهُ، وَوَجْهُ عُمَانَ يَتَغَيَّرُ، قَالَ قَيْسٌ: فَحَدَّثَنِي أَبُو سَهْلَةَ، مَوْلَى عُمَانَ: أَنَّ عُمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ: يَوْمَ الدَّارِ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَهَدَ إِلَيَّ عَهْدًا، فَأَنَا صَائِرٌ إِلَيْهِ.



۱۱۳- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲۱۴/۶ عن وكيع به، والترمذي، ح: ۳۷۱۱ مختصراً، وقال: حسن صحيح غريب * إسماعيل صرح بالسماع عند ابن أبي شيبة على بعض الاختلاف فيه.

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

ہے اور میں اس پر قائم ہوں۔

وَقَالَ عَلِيٌّ فِي حَدِيثِهِ: وَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ.

حضرت علی (بن محمد) نے اپنی حدیث میں کہا: میں

صبر کرتے ہوئے اس پر قائم ہوں۔

قَالَ قَيْسٌ: فَكَانُوا يُرَوُّنَهُ ذَلِكَ الْيَوْمَ.

حضرت قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سب لوگوں (صحابہ و

تابعین) کا خیال ہے کہ اس حدیث میں محاصرہ والے دن کی طرف اشارہ تھا۔



فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے انتہائی مقرب اور ہم راز تھے۔ ② وعدے سے مراد اللہ کے رسول ﷺ کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو وہی وصیت ہے کہ مسندین کے غلط مطالبات کے سامنے مت جھکتا اور صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا۔ ③ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اطاعت رسول کا جذبہ بے مثال ہے کہ اپنی جان دینا قبول فرمایا، لیکن اہل باطل کے سامنے نہیں جھکے اور اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ادب و احترام کا یہ حال ہے کہ باغیوں کے خلاف فوجی ایکشن سے صرف اس لیے پرہیز کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے شہر میں خون ریزی نہ ہو۔ ④ آنے والے واقعات کی پیشگی اطلاع رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔

(۱۱/۴) نَضَلْتُ عَلَيْهِ نَبِيَّ أَبِي طَالِبٍ

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے

فضائل و مناقب

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

* پیدائش اور نام و نسب: آپ کا نام و نسب یوں ہے: علی بن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی قرشی ہاشمی رضی اللہ عنہ۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہے۔ آپ کی کنیت ابوتراب ابوالمحسن اور ابوسلمین ہے۔ آپ بعثت نبوی سے دس سال پہلے پیدا ہوئے۔ آپ کی پرورش اور تربیت نبی اکرم ﷺ اور آپ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کی۔ بچوں میں سب سے پہلے آپ اسلام لائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی بیعت کی۔

* حلیہ مبارک: حضرت علی رضی اللہ عنہ قوی الجیش تھے۔ درمیانہ قد، چوڑا چکلا سینہ، جس پر بال تھے۔ دست و باز و مضبوط شانے چوڑے اور پر گوشت اور کولھے بھاری تھے۔ آپ کا رنگ کھلتا ہوا گندمی بڑی بڑی آنکھیں، شگفتہ چہرہ، کشادہ پیشانی اور ڈاڑھی مبارک دراز تھی۔ آپ کی شخصیت سے وجاہت و ذہانت چمکتی تھی۔ آپ کو تریسٹھ برس کی عمر میں ۴۰ ہجری ۱۷ رمضان المبارک کو جمعہ کے روز ایک سازش کے ذریعے سے شہید کر دیا گیا۔ آپ کی مدت خلافت ۴ سال ۹ ماہ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پہلی شادی نبی اکرم ﷺ کی لخت جگر سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔ اس مبارک نکاح

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے حضرت حسن، حسین اور محسن اور دو صاحبزادیاں حضرت زینب الکبریٰ اور حضرت ام کلثوم الکبریٰ عطا فرمائیں۔ آپ نے حضرت فاطمہ کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی البتہ ان کی وفات کے بعد آپ نے مندرجہ ذیل نکاح کیے:

- ⊗ خولہ بنت جعفر: ان سے آپ کے بیٹے محمد پیدا ہوئے جو شیعہ کے ایک اہم امام مانے جاتے ہیں۔
- ⊗ ام البنین بنت حزام: ان سے چار بیٹے عباس اکبر، عثمان، جعفر اکبر اور عبداللہ پیدا ہوئے۔
- ⊗ ملی بنت مسعود: ان کا تعلق بنو تمیم سے تھا۔ ان کے بطن سے عبداللہ اور ابوبکر پیدا ہوئے۔
- ⊗ اسماء بنت عمیس شعمیہ: ان سے دو بیٹے یحییٰ اور عون پیدا ہوئے۔
- ⊗ صہباء بنت ربیعہ: ان سے عمر اکبر اور رقیہ پیدا ہوئے۔
- ⊗ امامہ بنت ابوالعاص: ان سے محمد اوسط پیدا ہوئے۔

⊗ ام سعید بنت عمرو بن مسعود: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیاں ام الحسین اور رملہ کلبزی کی والدہ محترمہ۔ ان کے علاوہ ایک بیٹے محمد اصغر ہیں جن کی والدہ لونڈی تھیں۔

آپ کے عہد میں مسلمان باہم متحد نہ ہو سکے بلکہ ان کے درمیان دو خونخوار جنگیں صفین اور جمل ہوئیں۔ جن میں ہزاروں مسلمان شہید ہوئے۔ یہ جنگیں اجتہادی غلطی کا نتیجہ تھیں اس لیے علمائے اہل سنت و الجماعت کسی ایک گروہ پر لعن طعن نہیں کرتے اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گروہ حق پر تھا۔ بالآخر آپ کی شہادت کے بعد حضرت حسن اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کی صلح سے مسلمانوں میں ایک بار پھر اتحاد کی فضا بہتر ہو گئی۔



۱۱۴ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
وَكَيْعٌ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ،
عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ
زُرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: عَهَدَ إِلَيَّ
النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ ﷺ أَنَّهُ لَا يُحِبُّنِي إِلَّا الْمُؤْمِنُ،
وَلَا يُبْغِضُنِي إِلَّا مُنَافِقٌ.

۱۱۳ - حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھے بالتا کید خبر دی کہ مجھ سے صرف مومن ہی محبت رکھے گا، اور مجھ سے صرف منافق ہی نفرت کرے گا۔

☀️ **نوٹ و مسائل:** ① کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسلام کی خدمت اور دفاع میں بے مثال کارنامے انجام دیے ہیں اس لیے اسلام سے محبت رکھنے والے ہر شخص کے دل میں ان کی محبت اور قدر و منزلت ہے۔ اور اسلام کے دشمنوں کے لیے ان کا وجود سوبان روح تھا۔ ایسے ہی عظیم افراد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ہیں اس لیے ان سے محبت ایمان کی

۱۱۴ - أخرجه مسلم، الإيمان، باب الدليل على أن حب الأنصار... الخ، ح: ۷۸ من حديث وكيع وأبي معاوية به.

علامت اور ان سے دشمنی منافقت کی علامت ہے۔ ① محبت سے مراد وہ غلو نہیں جو بعض اہل بدعت میں پایا جاتا ہے، مثلاً: بعض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبیوں کی طرح معصوم قرار دے دیا۔ بعض نے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل قرار دے دیا۔ بعض ان میں خدائی صفات کے قائل ہوئے اور بعض نے انہیں خود خدا ہی قرار دے دیا جو انسانی صورت میں زمین پر اتر آیا۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام کی نذر و نیاز یا مصائب و مشکلات میں انہیں پکارنا یا علی یا علی مدد کے نعرے لگانا اور نادہلی وغیرہ کے اذکار پڑھنا ہاتھ کے ایک بچے کی شکل بنا کر اسے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیتے ہوئے حل مشکلات کا باعث سمجھنا سب شریکہ اعمال ہیں جن کا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا ہے نہ وہ ان سے راضی ہیں۔ ان امور کا اس محبت سے کوئی تعلق نہیں جو ایمان کی علامت ہے۔ ③ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جو اختلافات ہوئے وہ اجتہادی اختلافات تھے، اگرچہ ان میں سے بعض کا نتیجہ منافقین کی سازشوں کی وجہ سے جنگ و جدال کی صورت میں بھی ظاہر ہوا۔ ان مشاجرات کی وجہ سے کسی صحابی کو منافق قرار دینا بہت بڑی جسارت ہے اور یہ اہل بدعت کی علامت ہے۔ اہل سنت کے نزدیک ان مشاجرات کے بارے میں کف لسان (خاموش رہنا اور ایک دوسرے کو خطا کار قرار نہ دینا) بہتر ہے۔



۱۱۵— حضرت سعد بن ابوقحاص رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میرے ساتھ تیری وہ نسبت ہو جو ہارون رضی اللہ عنہ کی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے تھی؟“

۱۱۵— حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ : سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ لِعَلِيِّ : «أَلَا تَرْضَى أَنْ نَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى ؟» .

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد اس وقت فرمایا تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ کے انتظام کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جہاد سے پیچھے رہنے پر افسوس ہوا اور عرض کیا: آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا ارشاد فرمایا۔ (صحیح البخاری، المغازی، باب غزوة تبوک، حدیث: ۳۴۱۶) ② بعض لوگوں نے اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بافصل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے وہ کہتے ہیں: حضرت ہارون رضی اللہ عنہ حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ کے خلیفہ تھے اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں۔ اس بنا پر وہ لوگ خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر اعتراض کرتے

۱۱۵— أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب علي بن أبي طالب القرشي . . . الخ، ح: ۲۷۰۶، مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ح: ۲۴۰۴ عن محمد بن شاربہ .

ہیں کہ انھوں نے حضرت علی ؑ کا حق لے لیا۔ درحقیقت یہ محض مغالطہ ہے کیونکہ حضرت ہارون ؑ کی خلافت عارضی تھی اور حضرت موئی ؑ کی زندگی میں تھی۔ اسی طرح غزوہ تبوک میں حضرت علی ؑ کی خلافت عارضی تھی اور نبی اکرم ؑ کی زندگی میں تھی۔ حضرت ہارون ؑ کی خلافت حضرت موئی ؑ کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ نہیں بنے کیونکہ ان کی وفات حضرت موئی ؑ کی زندگی میں ہو چکی تھی۔ حضرت موئی ؑ کے بعد ان کا منصب حضرت یوشع بن نون ؑ نے سنبھالا تھا۔ اس حدیث کی روشنی میں اگر رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے بعد حضرت علی ؑ کی خلافت مستقل تسلیم کر بھی لی جائے تو اس امر کی کوئی دلیل نہیں کہ یہ خلافت بلا فصل ہوگی۔

۱۱۶- حضرت براء بن عازب ؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے جو حج ادا فرمایا اس سے واپسی پر سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ نے راستے میں ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا اور نماز میں سب کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ (نماز کے بعد) آپ ﷺ نے حضرت علی ؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ”کیا مومنوں پر میرا خود ان کی جانوں سے زیادہ حق نہیں؟“ انھوں نے کہا: کیوں نہیں۔ پھر فرمایا: ”کیا ہر مومن پر میرا خود اس کی ذات سے زیادہ حق نہیں؟“ صحابہ نے کہا: یقیناً ہے۔ تو آپ نے فرمایا: ”جس کا میں دوست ہوں یہ بھی اس کا دوست ہے۔ اے اللہ! جو اس (علی) سے دوستی رکھے تو اس سے دوستی رکھ۔ اے اللہ! جو اس سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ۔“

۱۱۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ: أَخْبَرَنِي حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدَعَانَ، عَنْ عَبْدِ ابْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي حَجَّتِهِ الَّتِي حَجَّ، فَتَرَلَّ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ، فَأَمَرَ الصَّلَاةَ جَامِعَةً، فَأَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ، فَقَالَ: «أَلَسْتُ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟» قَالُوا: بَلَىٰ. قَالَ: «أَلَسْتُ أَوْلَىٰ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ؟» قَالُوا: بَلَىٰ. قَالَ: «فَهَذَا وَلِيُّ مَنْ أَنَا مَوْلَاهُ، اللَّهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، اللَّهُمَّ عَادِ مَنْ عَادَاهُ».



☀️ فوائد و مسائل: ① حضرت علی ؑ کی فضیلت میں یہ کلمات آپ ﷺ نے اس وقت فرمائے تھے جب حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم مقام پر پہنچے تھے۔ اس محبت و موالات کو بیان کرنے کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ حضرت علی ؑ جب یمن سے واپس آئے تو کچھ لوگ ان پر شکی تھے۔ ② بعض لوگوں نے اس حدیث سے بھی حضرت علی ؑ کی خلافت بلا فصل ثابت کرنے کی کوشش کی ہے حالانکہ دوستی کا خلافت سے کوئی تعلق نہیں۔ ③ اس سے خوارج کی جنھوں نے حضرت علی کی فضیلت کا انکار کیا اور ان غالی شیعہ کی مذمت ثابت ہوتی ہے، جنھوں نے

۱۱۶- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۸۱/۴ من حديث حماد به، وضعفه البوصيري * علي بن زيد بن جدعان ضعيف (تقريب)، وأصل الحديث (من كنت مولاة فعلي مولاة) صحيح متواتر، راجع "نظم المتناثر" وغيره.

-- کتاب السنۃ -- حضرت علی بن ابوطالب ؑ کے فضائل و مناقب

حضرت علی ؑ کو ان کی زندگی میں ”خدا“ کہا تھا چنانچہ حضرت علی ؑ نے انہیں سزائے موت دی۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، استنباط المرتدین، حدیث: ۶۹۲۲) ⑤ اس حدیث سے صرف یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت علی ؑ سے بھی محبت رکھنا ضروری ہے نہ کہ بغض و عناد۔ ⑥ بعض کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے۔ دیکھیے (الصحیحۃ، حدیث: ۱۷۵۰)

۱۱۷- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى : حَدَّثَنَا
الْحَكَمُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى
قَالَ : كَانَ أَبُو لَيْلَى يَسْمُرُ مَعَ عَلِيٍّ، فَكَانَ
يَلْبَسُ ثِيَابَ الصَّنِيفِ فِي الشِّتَاءِ، وَثِيَابَ
الشِّتَاءِ فِي الصَّنِيفِ. فَقُلْنَا: لَوْ سَأَلْتَهُ.
فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَعَثَ إِلَيَّ وَأَنَا
أَزْمَدُ الْعَيْنِ، يَوْمَ خَيْبَرَ. قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ
إِنِّي أَزْمَدُ الْعَيْنِ، فَتَقَلَّ فِي عَيْنِي، ثُمَّ قَالَ:
«اللَّهُمَّ أَذْهَبْ عَنْهُ الْحَرَّ وَالْبَرْدَ» قَالَ: فَمَا
وَجَدْتُ حَرًّا وَلَا بَرْدًا بَعْدَ يَوْمَيْدٍ. وَقَالَ:
«لَأَبْعَثَنَّ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ
اللَّهُ وَرَسُولُهُ، لَيْسَ بِفَرَّارٍ» فَتَسَرَّفَ لَهُ
النَّاسُ، فَبَعَثَ إِلَيَّ عَلِيٍّ، فَأَعْطَاهَا إِيَّاهُ.

۱۱۷- حضرت عبدالرحمن بن ابولیلی سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: حضرت ابولیلی ؑ رات کو حضرت علی
ؑ کے ساتھ گفتگو میں شریک ہوتے تھے۔ حضرت علی
ؑ سردیوں میں گرمیوں کا لباس اور گرمیوں میں
سردیوں کا لباس پہن لیا کرتے تھے۔ ہم نے (ابولیلی ؑ
سے) کہا، آپ ان (علی ؑ) سے اس کے متعلق
دریافت کریں۔ (انہوں نے دریافت کیا تو) حضرت
علی ؑ نے فرمایا: (جنگ) خیبر کے روز اللہ کے رسول
ﷺ نے مجھے بلا بھیجا جب کہ میری آنکھیں دکھتی تھیں۔
میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے آشب چشم
ہے۔ آپ نے میری آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اور
فرمایا: ”اے اللہ! اس سے گرمی اور سردی دور کر دے۔“
اس دن کے بعد سے مجھے گرمی یا سردی محسوس نہیں ہوئی۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں ضرور ایک ایسا آدمی
بھیجوں گا جو اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت رکھتا
ہے اور اس سے اللہ اور اس کے رسول کو محبت ہے وہ
بھاگنے والا نہیں۔“ لوگ گردنیں اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے۔
آپ ﷺ نے حضرت علی ؑ کو بلا بھیجا اور انہیں جھنڈا
عطا فرمایا۔



۱۱۷- [إسناده ضعيف] * محمد بن أبي لیلی ضعفه الجمهور، قاله البوصيري، ح: ۸۵۴، ولحديثه شواهد عند النسائي في الكبرى، وأحمد وغيرهما.

☀️ **فوائد و مسائل:** ① غزوہ خیبر ہجرت کے ساتویں برس ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو یہود خیبر پر فتح و کامیابی عطا فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے یہود سے پیداوار کی نصف کھجوروں پر مزارعت کا معاہدہ کر لیا۔ واضح رہے مقام خیبر مدینہ سے شام کی طرف ہے جو قلعوں اور کھجوروں کی سر زمین ہے۔ ② تابعین حضرات صحابہ کرامؓ کا اس قدر احترام کرتے تھے کہ ایسے سوالات کرنے کی جرأت نہیں کرتے تھے جن کا تعلق براہ راست علم سے نہ ہو اس لیے انہوں نے جب یہ معلوم کرنا چاہا کہ حضرت علیؑ کا موسم کا لحاظ کیوں نہیں رکھتے تو اپنے اس ساتھی کے ذریعے سے پوچھا جو ان سے نسبتاً بے تکلفی رکھتے تھے۔ ③ یہ حضرت علیؑ کا خاص شرف ہے کہ فوج کی قیادت کے لیے انہیں خاص طور پر طلب کیا گیا۔ ④ لعاب دہن سے حضرت علیؑ کی آنکھوں کی بیماری کا دور ہو جانا نبی اکرم ﷺ کا ایک معجزہ ہے جو آپ ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مبارک حضرت علیؑ کے کامل مومن ہونے کی دلیل ہے جس سے خوارج کی تردید ہو جاتی ہے۔ ⑥ یہ واقعہ صحیحین کی روایات سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، المغازی، حدیث: ۴۲۱۰ و صحیح مسلم، الجہاد، حدیث: ۱۲۰) تاہم ان میں سردی اور گرمی سے متاثر نہ ہونے کا ذکر نہیں۔ اس کا ذکر صرف زیر بحث روایت میں ہے جس کی سند میں ایک راوی ”محمد بن ابی لیلیٰ“ ضعیف ہے۔ اور امام یوسری وغیرہ نے صراحت کی ہے کہ جس روایت کے بیان کرنے میں وہ مفرد ہو وہ قابل حجت نہیں۔ اور گرمی سردی والی بات بیان کرنے میں یہ مفرد ہے اس لیے روایت کا یہ حصہ صحیح نہیں۔ واللہ اعلم۔ ④ گزشتہ حدیث میں جو ”مولیٰ“ کا لفظ آیا تھا اس روایت سے واضح ہوا کہ وہاں محبت اور دوست مراد ہے۔



۱۱۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى
الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَنْبٍ، عَنْ
نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: «الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ
الْجَنَّةِ وَأَبُوهُمَا خَيْرٌ مِنْهُمَا».

۱۱۸- حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حسن اور حسینؓ جنتی جوانوں
کے سردار ہیں اور ان کے والدان سے افضل ہیں۔“

☀️ **فوائد و مسائل:** ① اس حدیث میں حضرت حسن اور حضرت حسینؓ کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت ہے۔
② یہ افضلیت جزوی ہے کیونکہ انہیں صرف جوانوں کے سردار قرار دیا گیا ہے۔ معر جنتی حضرات اس میں شامل نہیں
اسی طرح ان کی افضلیت صرف امتیوں پر ہے انبیائے کرامؑ کا درجہ بہر حال بلند ہے۔ ③ حضرت حسن اور
حسینؓ جوانی میں فوت نہیں ہوئے لیکن ان جنتیوں کے سردار ہیں جو جوانی کی عمر میں فوت ہوئے۔ کسی جماعت کا

۱۱۸- [حسن] أخرجه الحاكم: ۱۶۷/۳ من حديث محمد بن موسى به، وقال الذهبي: 'معلی متروك'، وكذبه ابن
المديني وغيره، فالسند موضوع، ولهذا المتن طريق حسن عند الحاكم أيضا، وصححه، ووافقه الذهبي.

-- کتاب السنۃ -- حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

سرور الیہا شخص بھی مقرر کیا جاسکتا ہے جو بعض لحاظ سے ان میں شامل نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

۱۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،
وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى،
قَالُوا: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ،
عَنْ حُبَشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «عَلِيٌّ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ،
وَلَا يُؤَدِّي عَنِّي إِلَّا عَلِيٌّ».

۱۱۹- حضرت حمّٰشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا
ہے: ”علی مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، میری
طرف سے صرف علی رضی اللہ عنہ ہی ادا کریں گے۔“


🌟 فوائد و مسائل: ① ”علی مجھ سے ہے۔“ اس جملے سے مقصود انتہائی قربت اور گہرے تعلق کا اظہار ہے، جیسے
حضرت طالتو نے اپنے مومن ہمراہیوں سے فرمایا تھا: ﴿إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهْرٍ، فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ
بِمِنِّي، وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي﴾ (البقرة: ۲۴۹) ”اللہ تعالیٰ تمہیں ایک نہر سے آزمانے والا ہے، جس نے اس
سے (پانی) پی لیا، وہ مجھ سے نہیں اور جو اسے نہ چکھے وہ مجھ سے ہے (میرا مخلص ساتھی ہے۔“ ② ادا کرنے سے مراد
پیغام پہنچانا اور اعلان کرنا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے سورۃ براءت نازل فرمائی اور اس میں کافروں کو چار مہینے کا الٹی میٹم
دے دیا گیا کہ اس عرصہ میں اسلام قبول کر لیں یا جزیرہ عرب سے نکل جائیں، تو ان آیات کا اعلان کرنے کے لیے
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا گیا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ معاہدہ ختم کرنے کے لیے آپ کا قریبی رشتہ دار ہونا
چاہیے کہ عرب اپنے رواج کے مطابق اس کے اعلان کو کما حقہ اہمیت دے سکیں، اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ اعلان
کرنے کے لیے بھیجا گیا کہ آئندہ مشرک حرم کی میں نہ آئیں اور کوئی شخص بے لباس ہو کر طواف نہ کرے اور یہ کہ
مشرکین کے لیے چار ماہ کی مہلت ہے، اس عرصہ میں اگر وہ مسلمان نہ ہوئے تو انہیں ملک سے نکال دیا جائے گا۔ اس
موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ چونکہ علی رضی اللہ عنہ کا مجھ سے قربت کا تعلق زیادہ ہے اس لیے یہ اہم اعلان وہی کریں گے۔
③ اس سے زندگی میں مالی حقوق کی ادائیگی بھی مراد ہو سکتی ہے، یعنی انہیں اختیار دیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی طرف
سے خرید و فروخت وغیرہ کے معاملات پنپائیں۔ وفات کے بعد ان حقوق کی ادائیگی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کی تھی۔
نبی اکرم ﷺ نے اگر کسی کو کچھ عطا فرمانے کا وعدہ کیا تھا اور اسے پورا کرنے کا موقع نہ ملایا کوئی اور مالی ذمہ داری تھی
تو نبی ﷺ کی وفات کے بعد ان تمام کی ادائیگی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کی۔ (صحیح البخاری، کتاب
الکفالة، باب من تکفل عن میت دیناً فلیس له أن یرجع، حدیث: ۲۴۹۶)

۱۱۹- [حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب علي مني وأنا من علي، ح: ۳۷۱۹ عن إسماعيل به،
وقال: "حسن غريب صحيح" * شريك تابعه إسرائيل وغيره، وأبو إسحاق صرح بالسماع.

حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

۱۲۰- حضرت عباد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کے رسول کا بھائی ہوں، میں صدیق اکبر ہوں، میرے بعد یہ بات وہی کہے گا جو انتہائی جھوٹا ہے۔ میں نے دوسروں سے سات سال پہلے نماز پڑھی ہے۔

۱۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الرَّازِيُّ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى: أُنْبَأَنَا الْعَلَاءُ بْنُ صَالِحٍ، عَنِ الْمُنْهَالِ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: أَنَا عَبْدُ اللَّهِ، وَأَخُو رَسُولِهِ ﷺ. وَأَنَا الصَّدِيقُ الْأَكْبَرُ، لَا يَقُولُهَا بَعْدِي إِلَّا كَذَّابٌ، صَلَّى قَبْلَ النَّاسِ بِسَبْعِ سِنِينَ.

 فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے۔ علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”باطل“ قرار دیا ہے۔ درایتا بھی غور کیا جائے تو اولاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ سات سال تک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے والے صرف وہی تھے، جبکہ نزول نبوت سے سات سال تک کا عرصہ تو بہت طویل ہے۔ ابتدا میں تین سال کی خاموش تبلیغ کے نتیجہ میں ہی مکہ مکرمہ میں اسلام کی دعوت بہت سے حضرات قبول کر چکے تھے اور ثانیاً حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے اللہ تعالیٰ کے صالح، منکر المزاج بندے یہ فخریہ کلمات کس طرح کہہ سکتے تھے کہ ”میں ہی صدیق اکبر ہوں۔“ اس لحاظ سے یہ روایت واقعی سخت ضعیف اور باطل ہے۔



۱۲۱- حضرت سعد بن ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک بار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حج کے لیے تشریف لائے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ ان کے پاس (ملاقات کے لیے) گئے۔ (اثنائے گفتگو میں) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ چھڑ گیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق کچھ تنقیدی الفاظ کہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور فرمایا: آپ ایسے شخص کے بارے میں یہ بات کہہ رہے ہیں جس کے متعلق میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”جس کا مولیٰ میں ہوں، علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا مولیٰ

۱۲۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ سَابِطٍ، وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ فِي بَعْضِ حَجَّاتِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَعْدٌ، فَذَكَرُوا عَلِيًّا، فَنَالَ مِنْهُ. فَغَضِبَ سَعْدٌ، وَقَالَ: تَقُولُ هَذَا لِرَجُلٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ». وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ

۱۲۰- [إسناده ضعيف جداً] أخرجه الحاكم ۱۱۱/۳، ۱۱۲، و تعقبه الذهبي، والحدث في الخصائص للنسائي * عباد بن عبد الله ضعيف (تقريب).

۱۲۱- [صحيح] * ابن سابط لم يسمع من سعد رضي الله عنه كما قال ابن معين، وللحديث شواهد عند مسلم وغيره.

حضرت زبیرؓ کے فضائل و مناقب

مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي». وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: «لَأُعْطَيْنَ الرَّايَةَ الْيَوْمَ رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ»؟

(دوست) ہے۔“ اور میں نے آپ ﷺ سے سنا کہ آپ نے (علیؓ سے) فرمایا: ”تیرا مجھ سے وہی تعلق ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ اور میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا: ”آج میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ (اور وہ جھنڈا علیؓ کو ملا۔)“

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت علی اور حضرت معاویہؓ کے درمیان بعض اختلافات ہوئے تھے جن کی وجہ سے بعض مفسدین کی ریشہ دوانیوں سے جنگ وجدل تک نوبت پہنچی۔ یہ محض اجتہادی اختلاف تھا اس بنا پر ہم لوگوں کے لیے جائز نہیں کہ کسی صحابی کے حق میں زبان طعن دراز کریں۔ ② کسی کی عدم موجودگی میں اس پر تنقید مناسب نہیں۔ ③ اگر کسی شخص پر اس کی عدم موجودگی میں تنقید کی جائے تو حاضرین کو چاہیے کہ اس کے حق میں بات کریں اور اس کی خوبیاں ذکر کریں۔ ④ اس حدیث میں حضرت علیؓ کے متعدد فضائل مذکور ہیں۔ جن میں سے بعض کی تفصیل گزشتہ احادیث میں بیان ہو چکی ہے۔

(۱۱/۵) فَضْلُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ (۱۱/۵) - حضرت زبیرؓ کے

فضائل و مناقب

* پیدائش اور نام و نسب: نام و نسب یوں ہے: حضرت زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالمعزی بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی قریشی اسدی۔ آپ کی والدہ محترمہ حضرت صفیہ نبی اکرم ﷺ کی چھوٹی تھیں۔ آپ کے دادا حضرت خدیجہ ام المومنینؓ کے والد تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ نے آپ کی کنیت ابو طاہر رکھی جبکہ آپ نے ابو عبد اللہ کنیت اختیار کی۔ تقریباً ۱۵ برس کی عمر میں اسلام قبول کیا تو آپ مسلمانوں میں چوتھے یا پانچویں نمبر پر تھے۔ آپ نے ہجرت مدینہ اور ہجرت حبشہ کا شرف حاصل کیا۔ نبی اکرم ﷺ نے مواخاۃ میں انھیں سلمہ بن سلامہ بن دقش کا بھائی بنایا۔ حضرت زبیر ان دس خوش نصیبوں میں سے ہیں جنھیں رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی تھی۔ اس کے علاوہ انھیں یہ عظیم شرف حاصل ہے کہ حضرت عثمان عبدالرحمن بن عوفؓ مقداد اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جیسے اہل صحابہ نے آپ کو اپنی اولاد کے بارے میں وصیت کی تھی لہذا وہ ان صحابہ کی اولاد کے مال کی حفاظت کرتے تھے اور اپنے ذاتی مال سے ان کی دیکھ بھال فرماتے تھے۔ جنگ جمل میں حضرت زبیرؓ حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ کرنے سے رک گئے اور لشکر سے الگ ہو کر وادی سباع میں تشریف لے گئے۔ وہاں حالت

نماز میں ابن جرموز نامی شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تقرب کے حصول کے لیے آپ کو شہید کر دیا۔ جب یہ شخص انعام و اکرام کے لالچ میں آپ کی تلوار لے کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حاضری کی اجازت ندی بلکہ فرمایا: ”حضرت زبیر کے قاتل کو جہنم کی خوش خبری سنا دو۔“ اس طرح آپ ۳۶ ہجری میں جمادی الاولیٰ کی دس تاریخ کو جمعرات کے دن شہید ہو گئے۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۶۳ سال تھی۔ رضی اللہ عنہ۔

* حلیہ مبارک: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بڑے وجیہ اور خوب صورت شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کا قد دراز، جسم متوازن رنگ گندمی ڈاڑھی چھدری اور سر کے بال لمبے تھے۔ شہادت کے وقت تک صحت انتہائی شاندار تھی۔

* ازواج و اولاد: آپ کی ازواج اور اولاد کی تفصیل درج ذیل ہے:

⊗ اسماء بنت ابی بکر: ان سے آپ کی بڑی نامور اولاد پیدا ہوئی، مثلاً: حضرت عبداللہ عروہ منذر عاصم مہاجر خدیجہ الکبریٰ ام الحسن اور عائشہ۔

⊗ امۃ بنت خالد بن سعید بن عاص: ان کے بطن سے خالد عمر حبیہ سمودہ اور ہند پیدا ہوئے۔

⊗ رباب بنت انیف بن عبید: حضرت مصعب حمزہ اور رملہ ان سے پیدا ہوئے۔

⊗ زینب: عبیدہ اور جعفر دو بیٹے ان سے پیدا ہوئے۔

⊗ ام کلثوم بنت عقیقہ: ان سے صرف ایک بیٹی زینب پیدا ہوئی۔

⊗ حلال بنت قیس: ان سے بھی ایک بیٹی خدیجہ الصخری پیدا ہوئیں۔



۱۲۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ، يَوْمَ قُرَيْظَةَ: «مَنْ يَأْتِنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ؟»
فَقَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا، فَقَالَ: «مَنْ يَأْتِنَا بِخَبَرِ
الْقَوْمِ؟» قَالَ الزُّبَيْرُ: أَنَا، ثَلَاثًا، فَقَالَ
النَّبِيُّ ﷺ: «لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ، وَإِنَّ
حَوَارِيَ الزُّبَيْرِ».

۱۲۲- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو قریظہ کی جنگ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دشمن کی خبر کون لائے گا؟“ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ آپ ﷺ نے (دوبارہ) فرمایا: ”دشمن کی خبر کون لائے گا؟“ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں۔ تین بار ایسے ہی ہوا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر (رضی اللہ عنہ) ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① بنو قریظہ کے خلاف مہم جنگ خندق کے فوراً بعد شروع ہوئی تھی اس طرح سے دونوں غزوات

۱۲۲- أخرجه البخاري، الجهاد، باب فضل الطليعة، ح: ۲۸۴۶، ۴۱۱۳، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل طلحة والزبير رضي الله عنهما، ح: ۲۴۱۵ من حديث سفیان الثوري به.

-- کتاب السنہ -- حضرت زبیرؓ کے فضائل و مناقب

گویا ایک ہی ہیں۔ یہاں یوم بنو قریظہ سے مراد جنگ احزاب کے ایک دن کا واقعہ ہے۔ ① ”حواری“ سے مراد جاں نثار ساتھی ہے۔ جس طرح حضرت علیؓ کے ساتھیوں (حواریوں) نے کہا تھا: هُنَّحُنُّ أَنْصَارُ اللَّهِ (الصف: ۱۴) ”ہم اللہ کے (دین کے) مددگار ہیں۔“ ② اس سے حضرت زبیرؓ کی عظمت اور شان ظاہر ہوتی ہے کہ نبیؐ نے انھیں مقرب ترین ساتھیوں میں شمار فرمایا۔

۱۲۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَبُو يَوْمٍ أَحَدٍ.

۱۲۳ - حضرت زبیرؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسولؐ نے جنگ احد کے دن میرے لیے اپنے والدین کو جمع (ذکر) فرمایا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① والدین کا ذکر اور جمع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نبیؐ نے حضرت زبیر بن عوامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: ”میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔“ جنگ میں بہادری سے لڑنے کی وجہ سے آپؐ نے ان کی حوصلہ افزائی کے طور پر یہ الفاظ فرمائے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبیؐ نے حضرت زبیر کے لیے اپنے والدین کو اس وقت بھی جمع کیا جب وہ بنو قریظہ کی خبر لے کر آئے تھے۔ (صحیح البخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، باب مناقب الزبیر..... الخ، حدیث: ۳۷۲۰) ② عروہؓ احد کے دوران میں ہی آپؐ نے حضرت سعد بن ابوقحاصؓ سے بھی فرمایا تھا: ”تیر چلاؤ!“ میرے ماں باپ تم پر قربان۔“ (صحیح البخاری، الأدب، باب قول الرجل: فداك ابي وامی، حدیث: ۶۱۸۳) ③ حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابوقحاصؓ دو نول ”عشرہ مبشرہ“ میں شامل ہیں۔

۱۲۴ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَهَدِيَّةُ ابْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَتْ لِي عَائِشَةُ: يَا عُرْوَةُ! كَانَ أَبُو بَكْرٍ مِنَ الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ

۱۲۴ - حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے مجھ سے فرمایا: عروہ! تمہارے والد اور نانا ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے فحی ہونے کے بعد بھی اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کی تعمیل کی، یعنی ابوبکر اور زبیرؓ۔

۱۲۳ - أخرجه البخاري، فضائل اصحاب النبي ﷺ، باب مناقب الزبیر بن العوام رضي الله عنه، ح: ۳۷۲۰، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل طلحة والزبیر رضي الله عنهما، ح: ۲۴۱۶ من حديث هشام به.

۱۲۴ - [إسناده صحيح] أخرجه الحميدي عن سفيان به، وصححه الحاكم على شرط الشيخين، ووافقه الذهبي.



بَعْدَ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ﴿ آل عمران :
[۱۷۲] أَبُو بَكْرٍ وَالزُّبَيْرُ .

سُورَةُ فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ ہے: ﴿الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقُوا أَجْرٌ عَظِيمٌ﴾ (آل عمران: ۱۷۲) ”جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو قبول کیا، اس کے بعد کہ انہیں زخم لگ چکے تھے، ان میں سے جنہوں نے نیکی کی اور پرہیزگاری اختیار کی ان کے لیے بہت زیادہ اجر ہے۔“ ② اس آیت میں غزوہ احد کے بعد کے حالات کی طرف اشارہ ہے۔ مشرکین جب واپس ہوئے تو راستے میں انہیں خیال آیا کہ ہم نے مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے کا موقع گنوا دیا ہے چنانچہ انہوں نے واپس پلٹ کر حملہ کرنے کا ارادہ کیا، رسول اللہ ﷺ نے بھی یہ خطرہ محسوس کیا کہ ملی لشکر دوبارہ حملہ کرنے کی کوشش کر سکتا ہے، چنانچہ آپ نے اعلان فرمایا کہ جنگ احد میں حصہ لینے والے تمام مجاہد دوبارہ کوچ کریں۔ آپ نے آٹھ میل دور حراء الاسد تک تعاقب کیا، جب مشرکین کو یہ خبر پہنچی تو وہ مرعوب ہو گئے اور مدینہ پر حملہ کیے بغیر واپس چلے گئے۔ (دیکھیے: الریح الختم، ص: ۳۸۶) ③ حضرت عروہ بن زبیرؓ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں۔ ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ہیں۔ اس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما کے نانا اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما کے والد ہوئے۔

(۱۱/۶) فَضْلُ طَلْحَةَ نَبِيٍّ عُنَيْبِ اللَّهِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما
کے فضائل و مناقب

* نام و نسب اور فضائل: نام و نسب یوں ہے: طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب قریشی تمیمی اور کنیت ابو محمد ہے۔ آپ کو اسلام میں متعدد فضیلتیں حاصل ہیں مثلاً: آپ خوش نصیب و بلند مرتبہ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ایک ہیں۔ اسلام قبول کرنے میں سبقت لینے والوں میں آپ کا نمبر آٹھواں اور ابو بکر صدیق کی دعوت و تبلیغ سے اسلام لانے والوں میں پانچواں نمبر ہے۔ اسی طرح آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی بھائی ہوئی شوری کے رکن بھی تھے۔ آپ کا تعلق حضرت ابو بکر صدیق کے خاندان سے ہے۔ اسلام لانے کے بعد آپ کے بڑے بھائی عثمان نے آپ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک ہی میں جگہ کر رخت مارا پینا۔ حضرت عمر اسی واقعہ کی وجہ سے اپنے ان دو ساتھیوں کو ”قرینین“ کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ نے سترہ برس کی عمر میں اسلام قبول کیا اور آپ مکہ کے ان چند شرفاء میں سے تھے جو کھانا پڑھنا جانتے تھے۔ نبی ﷺ نے انہیں سخاوت کی وجہ سے فیاض کا لقب عطا فرمایا۔ غزوہ حنین میں شجاعت و کھائی تو نبی ﷺ نے طلحہ الحود کا لقب عطا کیا۔ حضرت طلحہ کو ایک ایسا شرف حاصل ہے جو دوسرے کسی صحابی کو نہیں انہوں نے چار شادیاں کیں اور ان چاروں میں وہ نبی اکرم ﷺ کے ہم زلف تھے، یعنی انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ کی بہن ام کلثوم ام المومنین حضرت زینب



-- کتاب السنۃ -- حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب

کی بہن حمنۃ ام المؤمنین ام حبیبہ کی بہن فارعاد اور ام المؤمنین ام سلمہ کی بہن رقیہ سے شادی کی۔
* حلیہ مبارک: آپ درمیانے قد، گندمی رنگ، مختلف صورت اور باریک ناک والے تھے۔ آخر دم تک چاق چوبند تھے اور بڑھاپے کے آثار ظاہر نہیں ہوئے تھے۔

آپ جنگ جمل میں مروان بن حکم کے تیرے زخمی ہو کر فوت ہوئے۔ اس طرح آپ ۶۴ برس کی عمر میں ۳۶ ہجری کو، جمعرات کے دن جمادی الآخرہ کی دس تاریخ کو اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کل سات شادیاں کیں اور دو لونڈیاں بھی آپ کے پاس تھیں۔ ان سے کل گیارہ بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

۱۲۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو
ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ:
حَدَّثَنَا الصَّلْتُ الْأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ،
عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ طَلْحَةَ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ،
فَقَالَ: "شَهِيدٌ يَمْسِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ".

۱۲۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت
طلحہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرے تو آپ نے
فرمایا: "یہ شہید ہے جو زمین پر چل رہا ہے۔"

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے۔ شیخ البانی رضی اللہ عنہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ دیکھیے:
(الصحيحۃ رقم: ۱۲۶) اس میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خوش خبری ہے جو ایک عظیم سعادت ہے۔ ② آپ کی
شہادت جنگ جمل کے موقع پر ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشاجرات میں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے وہ اللہ
کے ہاں مجرم نہیں ورنہ انھیں شہادت کی خبر نہ دی جاتی۔

۱۲۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ:
حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَثْمَانَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ
مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى بْنِ
طَلْحَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ

۱۲۶- حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا: "یہ
ان میں سے ہے جنہوں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔"

۱۲۵- [ضعيف] أخرجه الترمذي، المناقب، باب مناقب أبي محمد طلحة بن عبيد الله رضي الله عنه، ح: ۳۷۳۹ من
حديث الصلت بن دينار به، وقال: "غريب" * الصلت متروك كما قال أحمد وغيره (تهذيب)، وللحديث شواهد
ضعيفة، ولم أجده طريقاً صحيحاً ولا حسناً، والحديث الآتي شاهد له معنوي.

۱۲۶- [حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة الأحزاب، ح: ۳۲۰۲ من حديث إسحاق به،
وقال: "غريب"، وصححه الحاكم، وتعبه الذهبي * إسحاق بن يحيى ضعيف (تقريب)، وله طريق حسن عند
الترمذي، ح: ۳۲۰۳، وقال: "حسن غريب".

ابن ابی سُفیانَ قَالَ: نَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى طَلْحَةَ، فَقَالَ: «هَذَا مِمَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ».

☀️ **فوائد و مسائل:** ① اس حدیث میں اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ ہے ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَلُوا بُدْلًا﴾ (الاحزاب: ۲۳) ”مومنوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے جو عہد اللہ سے کیا تھا، اسے سچا کر دکھایا۔ بعض نے تو اپنا وعدہ پورا کر دیا اور بعض (موت کے) منتظر ہیں اور انہوں نے (اپنے عزم میں) کوئی تبدیلی نہیں کی۔“ ② اس میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا شرف ہے کہ انہیں شہادت سے پہلے وعدہ پورا کرنے والا قرار دے دیا گیا۔ گویا انہوں نے اب تک جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں وہ اتنے زیادہ اور اتنے عظیم ہیں کہ انہیں شہادت سے پہلے ہی شہیدوں کے بلند مقام کا حامل قرار دیا جاسکتا ہے۔ ③ اس میں ان کے مخلص مومن ہونے کی گواہی بھی ہے اور یہ کہ ان کا اللہ سے کیا ہوا وعدہ ایک سچا وعدہ ہے جو خلوص قلب سے کیا گیا ہے۔



۱۲۷- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ: حَدَّثَنَا بَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنَّ أَبَانَا إِسْحَاقَ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ مُعَاوِيَةَ، فَقَالَ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «طَلْحَةَ مِمَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ».

۱۲۷- حضرت موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ انہوں نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے: ”طلحہ رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔“

۱۲۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: رَأَيْتُ بَدَّ طَلْحَةَ سَلَاءً، وَفِي بَهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، يَوْمَ أُحُدٍ.

۱۲۸- حضرت قیس سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ دیکھا جو شل ہو چکا تھا۔ انہوں نے جنگِ احد میں اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا تھا۔

☀️ **فوائد و مسائل:** ① جنگِ احد میں کافروں کے حملوں کا مرکز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تھی۔ اس وقت جب کہ مسلمان منتشر ہو چکے تھے، حضرت طلحہ اور حضرت سعد رضی اللہ عنہما کی بے مثال بہادری کی وجہ سے مشرکین اپنے ناپاک مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ② ہاتھ سے دفاع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دشمن کی طرف سے آنے والے تیروں

۱۲۷- [حسن] انظر الحديث السابق.

۱۲۸- [صحيح] أخرجه البخاري، المغازي، باب إذ همت طافتان منكم أن تفشلا والله وليهما، ح: ۴۰۶۳ من

حديث وكيع به.

-- کتاب السنۃ -- حضرت سعد بن ابوقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کے سامنے اپنا ہاتھ کر دیا تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ رہیں۔ جس کی وجہ سے ہاتھ شل ہو گیا۔ غالباً ڈھال فوری طور پر دست یاب نہ تھی۔

(۱۱/۷) فَضْلُ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
(۱۱/۷) - حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
کے فضائل و مناقب

* پیدائش اور نام و نسب: نام و نسب یوں ہے: سعد بن مالک بن وہیب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب قریشی زہری اور کنیت ابواسحاق ہے۔ آپ ہجرت نبوی سے تقریباً تیس سال پہلے پیدا ہوئے۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ایک عرب کے شاہسوار حضرت عمر کی شوریٰ کے اہم رکن اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے سب سے پہلے عرب تیر انداز ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ اسلام لانے والوں میں آپ کا تیسرا نمبر ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم سے آپ نے کوفہ شہر کی بنیاد رکھی اور اسے خوب صورت سائنسی طریق پر استوار کیا۔

* حلیہ مبارک: آپ بلند قامت فربہ جسم اور قوی و مضبوط تھے۔ بال گھنے تھے۔ آخری عمر میں خضاب لگاتے تھے۔

آپ نے پچاس سال کی عمر میں وادی یثرب میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔

* ازواج و اولاد: آپ نے نو شادیاں کیں ان سے آپ کے اٹھارہ بیٹے اور اتنی ہی بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ سب سے بڑے بیٹے اسحاق کے نام پر ابواسحاق کنیت رکھی۔

۱۲۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ : مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَمَعَ أَبُو يَهُ لَأَحَدٍ غَيْرِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ ، فَإِنَّهُ قَالَ لَهُ ، يَوْمَ أُحُدٍ : «إِرم سَعْدًا فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي» .

۱۲۹ - حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے سوا کسی صحابی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ماں باپ قربان ہونے کے الفاظ نہیں سنے۔ صرف انھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ اُحد کے موقع پر فرمایا تھا: ”سعد! تیر چلاؤ، میرے ماں باپ تم پر قربان۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بھی یہ سعادت حاصل ہے، جیسے حدیث ۱۲۳ میں بیان ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یا تو اس کا علم نہیں ہوا یا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست یہ الفاظ نہیں سنے، جبکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ الفاظ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں فرمائے گئے۔ ② دشمن پر تیر اندازی کی بھی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی تلوار سے مقابلہ کرنے کی ہے۔ موجودہ دور میں پھینکنے والے آلات کی بہت اہمیت ہے، خواہ وہ

۱۲۹ - أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب المجن ومن يترس بترس صاحبه، ح: ۲۹۰۵، ۴۰۵۸، ۴۰۵۹، ۶۱۸۴، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضل سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه، ح: ۲۴۱۱ من حديث سعد بن.

رائنقل یا کلا شکوف کی گولی ہو یا کسی قسم کے توپ یا ٹینک کا گولہ یا میزائل وغیرہ ہوں ان سب کا کافروں کے خلاف استعمال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کا باعث ہے لہذا مسلمانوں کو جہاد کی تیاری کے لیے ہر قسم کا اسلحہ تیار کرنا چاہیے اور اس کا استعمال یکھنا چاہیے۔

۱۳۰- حضرت سعد بن ابوقحاص رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: جنگِ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے اپنے والدین کا نام لیا، یعنی یوں فرمایا ”اے سعد! تیرا چلاؤ میرے ماں باپ تم پر قربان۔“

۱۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أُنْبَأْنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعِيدٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ: لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، يَوْمَ أُحُدٍ، أَبَوَيْهِ، فَقَالَ: «إِزْمِ سَعْدُ! فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي».

۱۳۱- حضرت سعد بن ابوقحاص رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: میں پہلا عربی ہوں، جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۔

۱۳۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، وَحَالِي يَعْلى، وَوَكَيْعٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسِ قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ: إِنِّي لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ.

☀️ فائدہ: جہاد میں کسی بھی کام میں سبقت اور پیش قدمی باعثِ فخر ہے۔ اور اللہ کے احسان کے تذکرہ کے طور پر بطور اہتمام و تشکر اس قسم کا شرف ذکر کروینے میں کوئی حرج نہیں۔

۱۳۲- حضرت سعد بن ابوقحاص رضی اللہ عنہما سے روایت

۱۳۲- حَدَّثَنَا مَسْرُوقُ بْنُ الْمَرْزُبَانِ:

۱۳۰- أخرجه البخاري، المغازي، باب إذ همت طائفتان منكم أن تفسلا . . . الخ، ح: ٤٠٥٧، ومسلم، فضائل الصحابة، باب في فضل سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه، ح: ٢٤١٢ من حديث يحيى به.
 ۱۳۱- أخرجه البخاري، فضائل الصحابة، باب مناقب سعد بن أبي وقاص الزهري، ح: ٣٧٢٨، ومسلم، الزهد، باب الدنيا سجن للمؤمن وجنة للكافر، ح: ٢٩٦٦ من حديث إسماعيل به.
 ۱۳۲- [صحيح] أخرجه البخاري، فضائل الصحابة، باب مناقب سعد بن أبي وقاص الزهري، ح: ٣٧٢٧ مر حديث ابن أبي زائدة به.



عشرہ مبشرہ ﷺ کے فضائل و مناقب

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ: مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ فِيهِ، وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ، وَإِنِّي لَلْتُ الْإِسْلَامَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① "ایک تہائی" کا مطلب یہ ہے کہ مجھ سے پہلے صرف دو افراد نے اسلام قبول کیا تھا میرے اسلام لانے سے مسلمانوں کی کل تعداد تین ہو گئی۔ سات دن تک کوئی اور صاحب اسلام میں داخل نہیں ہوئے۔ ② یہاں آزاد جواں مرد افراد کے اسلام لانے کا ذکر ہے۔ ورنہ آپ سے پہلے حضرت خدیجہؓ (خاتون) زید بن حارثہؓ (غلام) حضرت علی بن ابوطالبؓ (نوعمر) اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔ آزاد حضرات میں سے حضرت ابوبکرؓ پہلے مسلم ہیں۔ ان کے بعد صرف ایک صاحب کے بعد حضرت سعد بن ابوقحاصؓ نے اسلام قبول کیا۔ اس طرح "السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ" کے خطاب کے حامل ہوئے جو ایک عظیم شرف ہے۔

(۱۱/۸) - عشرہ مبشرہ ﷺ کے

فَضَائِلُ الْعَشْرَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ

فضائل و مناقب

۱۳۳- حضرت سعید بن عمرو بن نفیلؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دس افراد کی ایک مجلس میں دسوں فرد کی حیثیت سے تشریف فرما تھے (آپ کے ساتھ نوصحابی تھے)۔ آپ نے فرمایا: "ابوبکر جنتی ہیں، عمر جنتی ہیں، عثمان جنتی ہیں، علی جنتی ہیں، طلحہ جنتی ہیں، زبیر جنتی ہیں، سعد جنتی ہیں، عبدالرحمن جنتی ہیں۔" ان سے پوچھا گیا: (آپ نے آٹھ افراد کے نام لیے ہیں) نویں صاحب کون ہیں؟ فرمایا: "میں۔"

۱۳۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْمُنْتَنَى، أَبُو الْمُنْتَنَى النَّخَعِيُّ، عَنْ جَدِّهِ رِيَّاحِ بْنِ الْحَارِثِ، سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ نَفِيلٍ يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَاشِرَ عَشْرَةِ فَقَالَ: «أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ، وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ، وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ، وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ، وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ، وَسَعْدُ فِي الْجَنَّةِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ فِي الْجَنَّةِ» فَقِيلَ لَهُ: مَنْ

۱۳۳- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، السنة، باب في الخلفاء، ح: ۴۶۵۰ من حديث صدقة به.

التَّاسِعُ؟ قَالَ: «أَنَا».

☀️ **فوائد و مسائل:** ① اس حدیث میں نو افراد کے ختمی ہونے کی خبر ہے۔ ان کے ساتھ دسویں صحابی حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان دس حضرات کو ”عشرہ مبشرہ“ کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ دس صحابہ کرام جنہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی خوش خبری دی ہے۔ یہ دس حضرات تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں۔ بعض دیگر مواقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض دیگر افراد کو بھی جنت کی بشارت دی ہے، لیکن ان حضرات کا مقام عشرہ مبشرہ کے برابر نہیں۔ ② حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے توضع کے طور پر اپنا نام نہیں لیا۔ جب پوچھا گیا تب بتانا پڑا۔

۱۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا
ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ
هَلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ظَالِمٍ، عَنْ
سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: أَشْهَدُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
أَنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: «أُنْتُبُ حِرَاءَ! فَمَا عَلَيْكَ
إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ صِدِّيقٌ أَوْ شَهِيدٌ». وَعَدَّهُمْ:
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَأَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ،
وَعُثْمَانُ، وَعَلِيٌّ، وَطَلْحَةُ، وَالزُّبَيْرُ،
وَسَعْدُ، وَابْنُ عَوْفٍ، وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ.

۱۳۳- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ”حراء (پہاڑ) ٹھہر جا، تجھ پر صرف نبی صدیق اور شہید ہیں۔“ راوی نے ان حضرات کو شمار کیا (جو پہاڑ پر تھے اور کہا): اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد، عبدالرحمن بن عوف اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ۔



☀️ **فوائد و مسائل:** ① اس حدیث میں مذکور صحابہ کی فضیلت واضح ہے کہ وہ بہت سے مواقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوتے تھے۔ ② یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمائی جب حراء پہاڑ پر زلزلہ آیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ”ٹھہر جا“ کہنے سے وہ ٹھہر گیا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے۔ ③ حراء ایک پہاڑ ہے جو مکہ شہر سے تقریباً تین میل کے فاصلے پر ہے، قبل از بعثت آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں جا کر عبادت کیا کرتے تھے۔

(۱۱/۹) نَضَلُّهُ أَبِي عُبَيْدَةَ نَبِيَّ الْفَرَسِ
[رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ]

(۱۱/۹) - حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی فضیلت

* پیدائش و وفات اور نام و نسب: نام و نسب یوں ہے: عامر بن عبد اللہ بن جراح بن ہلال بن ابیہ بن ضبہ

۱۳۴- [حسن] أخرجه أبو داود، السنة، باب في الخلفاء، ح: ۴۶۴۸ من حديث حسين به، وصححه الترمذي، ح: ۳۷۵۷، وابن حبان.

بن حارث بن فہر قریشی۔ آپ اپنی کنیت ابو عبیدہ اور والد کی بجائے دادا الجراح کے نام سے مشہور ہوئے۔ فہر آپ کا نسب نبی اکرم ﷺ سے مل جاتا ہے۔ آپ کا والد مسلمان نہیں ہوا اور جنگ بدر کے دن اپنے ہی بیٹے کے ہاتھوں قتل ہوا۔ حضرت ابو بکر صدیق کی دعوت پر ۲۹ برس کی عمر میں مسلمان ہوئے۔ اس طرح مسلمان ہونے والے خوش نصیبوں میں آپ کا نواں نمبر ہے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ دراز قد، دبلے پتلے، لمبو ترے چہرے، ابھرے سینے اور چھدری ڈاڑھی والے تھے۔ زرخار گوشت سے خالی تھے اور سامنے کے دو دانت غزوہٴ احد میں ٹوٹ گئے تھے۔ آپ نے ۱۸ ہجری میں طاعون عمواس میں وفات پائی۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۵۸ برس تھی۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ آپ کی اولاد میں صرف دو بیٹے یزید اور عمیر تھے اور والدہ کا نام ہند بنت جابر ہے۔

۱۳۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا

وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ. جَمِيعًا عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ ابْنِ زُفَرَ، عَنْ حَدِيثِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ، لِأَهْلِ نَجْرَانَ: «سَأَبِعْتُ مَعَكُمْ رَجُلًا أَمِينًا، حَقَّ أَمِينًا». قَالَ: فَتَشَرَّفَ لَهُ النَّاسُ، فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ.

۱۳۵- حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجران والوں سے کہا: ”میں تمہارے ساتھ ایک دیانت دار آدمی بھیجوں گا جو کما حقہ دیانت دار ہے۔“ لوگوں کو جستجو ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① نجران کا علاقہ مکہ اور یمن کے درمیان ہے اور یہ لوگ عیسائی مذہب کے پیروکار تھے۔ ۹ ہجری میں ان کا وفد مدینہ منورہ آیا اور نبی اکرم ﷺ سے بعض مسائل پر گفتگو کی آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے انکار کیا تو آیات مہملہ نازل ہوئیں۔ انہوں نے آپس میں کہا: اگر محمد رضی اللہ عنہ واقعی نبی ہیں تو ان سے مہملہ کر کے ہم تباہی سے نہیں بچ سکتے، چنانچہ انہوں نے جزیہ دینے کا وعدہ کر کے صلح کر لی۔ اور عرض کیا کہ ایک دیانت دار آدمی روانہ فرمائیں آپ نے صلح کا مال وصول کرنے کے لیے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور اسی موقع پر یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔ بعد میں یہ لوگ مسلمان ہو گئے۔ دیکھیے: (الرحیق المختوم، ص: ۲۶۰-۲۶۱) ② مالی ذمہ داریوں کے لیے دیانت دار آدمی کا تعین کرنا چاہیے۔ دوسری صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ دیانت داری اہم ترین شرط ہے جو اس قسم کے منصب کے لیے ضروری ہے۔

۱۳۵- أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب أبي عبدة بن الجراح رضي الله عنه، ح: ۳۷۴۵ وغيره، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي عبدة بن الجراح رضي الله عنه، ح: ۲۴۲۰ من حديث أبي إسحاق به.

۱۳۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: ۱۳۶- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، کے رسول ﷺ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے
عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زَفَرٍ، عَنْ عَنِ بارے میں فرمایا: ”یہ اس امت کا دیانت دار آدمی ہے۔“
عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَبِي عُبَيْدَةَ
ابْنِ الْجَرَّاحِ: «هَذَا أَمِينٌ هَذِهِ الْأُمَّةُ».

☀️ فائدہ: اسی وجہ سے انھیں ”امین الامت“ کہا جاتا ہے۔

(۱۱/۱۰) نَضَلُّ عِنْدَ اللَّهِ نَبِيَّ مُسْتَمِرٍّ
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ (۱۱/۱۰) - حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کے فضائل

* حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: نام و نسب: عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبيب بن شح بن فار بن مخزوم
الہدی۔ آپ کی کنیت ابو عبدالرحمن ہے۔ آپ کی والدہ کا نام ام عبد بنت عبدوڈ ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں
مسلمان ہوئے۔ آپ خود فرماتے تھے کہ میں مسلمان ہونے والوں میں چھٹا شخص تھا، اس وقت روئے زمین پر
ہمارے علاوہ کوئی مسلمان نہ تھا۔ آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ سے براہ راست قرآن مجید کی
۷۰ سورتیں سیکھیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ۳۲ ہجری میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور ان کی وصیت کے مطابق
انھیں رات کے وقت دفن کیا گیا۔ اس وقت ان کی عمر تقریباً ۶۳ برس تھی۔

* حضرت عبداللہ بن مسعود کے خوب صورت کلام کا ایک نمونہ: آپ فرماتے ہیں: جو شخص آخرت کا طالب
ہو اسے دنیا کا خسارہ برداشت کرنا ہوگا۔ اور جو شخص دنیا کا خواہش مند ہے اسے آخرت کا خسارہ ہوگا لہذا اے لوگو!
باقی رہنے والی زندگی کی خاطر فانی دنیا کا خسارہ برداشت کر لو۔

۱۳۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: ۱۳۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ
حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي كَرْتَا تَوَامِ عَبْدِ كَيْبَةَ (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ
عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْحَارِثِ، قَالَ: مقرر کرتا تھا۔
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْ كُنْتُ مُسْتَخْلِفًا أَحَدًا عَنْ غَيْرِ مَشُورَةٍ، لَا سَتَخَلَفْتُ ابْنَ أُمِّ عَبْدِ اللَّهِ».

۱۳۶- [صحیح] انظر الحديث السابق.

۱۳۷- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، المناقب، باب مناقب عبد الله بن مسعود رضي الله عنه، ح: ۳۸۰۸ من
حديث أبي إسحاق به، وقال: "غريب إنما نعرفه من حديث الحارث عن علي"، [انظر، ح: ۹۵].



☀️ فائدہ: بعض شارحین نے یہاں خلیفہ سے کسی خاص لشکر کی امارت یا کسی اور معاملے میں جانشین بنانا وغیرہ مراد لیا ہے لیکن یہاں تاویل وغیرہ کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ یہ روایت ہی ضعیف ہے۔

۱۳۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ
الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا
أَبُو بَكْرٍ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زُرِّ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ بَشَّرَاهُ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْرَأَ
الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا أَنْزَلَ، فَلْيَقْرَأْهُ عَلَى قِرَاءَةٍ
ابْنِ أُمِّ عَبْدِ».

۱۳۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے انھیں خوشخبری دی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص قرآن کو اس طرح تروتازہ پڑھنا چاہتا ہے جس طرح وہ نازل ہوا، اسے چاہیے کہ ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما) کی قراءت کے مطابق پڑھے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے انداز تلاوت کی تعریف ہے کہ انتہائی صحت حروف کے ساتھ تلاوت کرتے ہیں۔ تروتازہ قراءت سے مراد بغیر تغیر کے تلاوت کرنا ہے۔ ② جس طرح قرآن مجید کو سمجھنا اور عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح اس کی صحیح اور عمدہ انداز سے تلاوت کرنا بھی ضروری اور قابل تعریف ہے۔ اس سے علم تجویز اور قراءت کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ③ مسلمان بھائی کو ایسی بات بتا دینا اللہ کے ہاں محبوب ترین اعمال میں سے ہے جس سے اسے خوشی حاصل ہو جس طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کو خوشخبری دی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی تلاوت کو پسند فرمایا ہے اور اس کے مطابق پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔

۱۳۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ الْحَسَنِ
ابْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ بَزِيدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ:
قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذْنُكَ عَلَيَّ أَنْ
تَرْفَعَ الْحِجَابَ، وَأَنْ تَسْتَمَعَ سِوَادِي حَتَّى
أُنْهَاكَ».

۱۳۹- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”تمھارا اذن (گھر میں آنے کے لیے) یہی ہے کہ پردہ اٹھاؤ اور تم میری رازدارانہ گفتگو بھی سن سکتے ہو حتیٰ کہ میں منع کر دوں۔“

۱۳۸- [حسن] أخرجه أحمد: ۱/ ۴۵۴، ۴۵۵ من حديث عاصم به * أبو بكر بن عياش تابعه زائدة وغيره، وبإني
السند حسن.

۱۳۹- [صحيح] أخرجه مسلم، السلام، باب جواز جعل الإذن رفع حجاب، أو غيره من العلامات، ح: ۲۱۶۹ من حديث عبد الله بن إدريس وغيره به.

☀️ **فائدہ ①:** حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ اکثر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ کام کاج کے لیے اکثر حاضر ہونا پڑتا تھا، چنانچہ ان کے لیے استیذان کے حکم میں نرمی کر دی گئی۔ قرآن مجید میں غلاموں اور لونڈیوں کو بھی تین اوقات کے علاوہ باقی کسی بھی وقت آنے جانے کے لیے بار بار اجازت مانگنے سے معاف رکھا گیا ہے۔ (سورہ نور: ۵۸)

(۱۱/۱۱) فَضْلُ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
حضرت عباس بن عبدالمطلب ؑ (۱۱/۱۱) کے فضائل

* حضرت عباس بن عبدالمطلب ؑ نام و نسب: عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ اور کنیت ابوالفضل ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں۔ آپ کی والدہ تمیلہ بنت جناب بن کلاب وہ پہلی عربی خاتون ہیں جنہوں نے بیت اللہ شریف کو ریشی غلاف پہنایا۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت عباس بچپن میں گم ہو گئے تو آپ کی والدہ نے نذرمانی کہ اگر ان کا بچہ مل گیا تو وہ بیت اللہ شریف کو ریشی غلاف پہنائیں گی لہذا حضرت عباس کے ملنے پر انہوں نے بیت اللہ شریف کو غلاف پہنایا۔ حضرت عباس ؑ نبی اکرم ﷺ سے دو سال بڑے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں قریش کے سردار تھے اور بیت اللہ میں حاجیوں کو مزرم پلانے کی خدمت آپ کے سپرد تھی۔ آخری عمر میں بینائی ختم ہو گئی تھی۔ مدینہ منورہ میں حضرت عثمان ؓ کی شہادت سے دو سال قبل جمعہ کے روز ۱۲ رمضان کو فوت ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۸۸ برس تھی۔ آپ کی اولاد میں حضرت عبداللہ عابد اللہ اور قثم ؓ نہایت بلند مرتبہ شخصیات ہیں۔



۱۴۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ: حضرت عباس بن عبدالمطلب ؑ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: قریش کے کچھ لوگ باتیں کر رہے ہوتے، ہم ان سے ملتے (ان کی مجلس میں جا بیٹھتے) تو وہ بات چیت ختم کر دیتے۔ ہم نے یہ بات اللہ کے رسول ﷺ کو بتائی تو آپ نے فرمایا: ”لوگوں کو کیا ہوا کہ وہ باتیں کر رہے ہوتے ہیں پھر جب میرے گھر والوں میں سے کسی شخص کو دیکھتے ہیں تو بات چیت ختم کر دیتے ہیں۔ اللہ کی قسم! کسی آدمی کے دل میں ایمان داخل نہیں ہو سکتا

۱۴۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي سَبْرَةَ التَّحَعِّيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ الْقُرَظِيِّ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: كُنَّا نَلْقَى النَّعْرَ مِنْ قُرَيْشٍ، وَهُمْ يَتَحَدَّثُونَ، فَيَقْطَعُونَ حَدِيثَهُمْ، فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَحَدَّثُونَ، فَإِذَا رَأَوْا

۱۴۰ - [إسناده ضعيف] أخرجه الحاكم: ۷۵/۴ من حديث محمد بن طريف به * محمد بن كعب لم يسمع من العباس رضي الله عنه، قاله يعقوب بن شببة، وفيه علة أخرى.

الرَّجُلَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَطَعُوا حَدِيثَهُمْ، وَاللَّهُ، لَا يَدْخُلُ قَلْبَ رَجُلٍ الْإِيمَانُ حَتَّى يُحِبَّهُمْ لِلَّهِ وَلِقَرَابَتِهِمْ مِنِّي»۔
 حتی کہ وہ ان سے اللہ کے لیے اور ان سے میری قرابت کا لحاظ رکھتے ہوئے، محبت رکھے۔

۱۴۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الصَّحَّاحِ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نَفِيرٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ مَرَّةٍ الْحَضْرَمِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا، فَمَنْزِلِي وَمَنْزِلُ إِبْرَاهِيمَ فِي الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَجَاهَيْنِ، وَالْعَبَّاسُ بَيْنَنَا وَمُؤْمِنٌ بَيْنَ خَلِيلَيْنِ»۔
 حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیل بنایا ہے جس طرح ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا۔ قیامت کے دن جنت میں میرا مقام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام دونوں آسنے سانسے ہوں گے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم (ہم دونوں کے) اللہ کے دو خلیلوں کے درمیان ایک مومن ہوں گے۔“

☀️ فائدہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل میں یہاں منقول دونوں حدیثیں صحیح نہیں ہیں، تاہم وہ ایک جلیل القدر صحابی اور رسول اللہ ﷺ کے عم بزرگوار ہیں۔ یہ شرف و اعزاز بھی کچھ کم نہیں۔

(۱۱/۱۲) فَضْلُ الْعَمْرَةِ وَالْعَمْرَةِ ابْنَتِي عَلِيٍّ نَبِيٍّ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
 حضرت حسن اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے فضائل

* حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما: پیدائش اور نام و نسب: حسن بن علی بن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف قریشی ہاشمی۔ آپ کی کنیت ابو محمد ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے لاڈلے نواسے، فاطمہ الزہراء کے چچیتے بیٹے اور علی حیدر کے قائل فرخ سپوت ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے آپ کا نام حسن اور کنیت ابو محمد رکھی۔ ۳ ہجری میں ۱۵ رمضان المبارک کو پیدا ہوئے اور تقریباً ۳۶ برس کی عمر مبارک گزار کر ۴۹ ہجری میں فوت ہوئے۔ آپ کی موت کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے آپ کو زہر پلا دیا تھا جس سے تقریباً ۳۰ روز آپ کا خون پیشاب کے رستے خارج ہوتا رہا۔ بالآخر اسی مرض سے وفات پا گئے۔ حضرت سعید بن عباس رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور قبچ الغرقند (جنت البقیع) میں آپ کو دفن کیا گیا۔

۱۴۱- [استادہ موضوع] أخرجه ابن الجوزي في الموضوعات: ۲/ ۳۲ من حديث عبد الوهاب * وعبد الوهاب كذب أبو حاتم وغيره (تهذيب).

حضرت فضل بن دین بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ پریشان ہو گئے۔ اسی اثنا میں ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو تسلی دیتے ہوئے کہا: اے ابو محمد! یہ کیسی پریشانی ہے؟ آپ اس دنیا سے رخصت ہوتے ہی اپنے عزیز والدین حضرت علی و فاطمہ رضی اللہ عنہما کو جا لیں گے۔ اپنے نانائے اکرم رضی اللہ عنہ اور نانائے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کریں گے۔ اپنے چچاؤں حضرت حمزہ اور حضرت جعفر کے پاس جاؤ گے، اپنے ماموں قاسم، طیب اور ابراہیم کی زیارت کرو گے، اپنی خالائوں رقیہ، ام کلثوم اور زینب کا دیدار کرو گے۔ (لہذا یہ پریشانی نہیں ہونی چاہیے) یہ سن کر آپ کا غم جاتا رہا اور آپ کی طبیعت خوش ہو گئی۔

* حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما: پیدائش اور نام و نسب: حسین بن علی بن ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف قریشی ہاشمی۔ آپ رسول اکرم رضی اللہ عنہ کے چھپتے نواسے، فاطمہ الزہراء کے لاڈلے بیٹے، حسن رضی اللہ عنہ کے محبوب بھائی اور جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ ۳ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ نبی کریم رضی اللہ عنہ کے سینے سے لے کر باقی بدن میں مشابہ تھے جبکہ حضرت حسن آپ سے سر سے سینے تک مشابہ تھے۔ کوفیوں کی غدار کی وجہ سے آپ ۶۱ ہجری میں ماہ محرم میں جمعہ کے روز شہید کر دیے گئے۔

۱۴۲- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا سَفِيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَرِيدٍ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِلْحَسَنِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ، فَأُحِبُّهُ وَأُحِبُّ مَنْ يُحِبُّهُ» قَالَ: وَضَعَهُ إِلَى صَدْرِهِ.

۱۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: ”اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ۔ اور جو اس سے محبت کرے اس سے بھی محبت کر۔“ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ نے انھیں سینے سے لگا لیا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے کہ ان سے محبت اللہ کی محبت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ ② اپنے بچوں سے محبت کا اظہار کرنا معاشرہ میں بلند مقام رکھنے والوں کی شان کے منافی نہیں بلکہ اخلاقِ حسنہ میں شامل ہے۔

۱۴۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سَفِيَانَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي عَوْفٍ

۱۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جس نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما

۱۴۲- أخرجه البخاري، البيهقي، باب ما ذكر في الأسواق، ح: ۲۱۲۲، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل الحسن والحسين رضي الله عنهما، ح: ۲۴۲۱ من حديث سفیان به، مطولاً ومختصراً.

۱۴۳- [صحیح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۸۱۶۸ من حديث سفیان الثوري به، وصححه البوصيري، وله شواهد صحيحة عند الطبراني، والحاكم وغيرهما، وصحح بعضها الحاكم، والذهبي.

حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب

سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا۔“

أَبِي الْجَحَافِ، وَكَانَ مَرَضِيًّا، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ فَقَدْ أَحَبَّنِي، وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي».

🌞 **فوائد و مسائل:** ① حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے پیارے نواسے تھے۔ اور نبی ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے کہ ان کے پیاروں سے بھی پیار ہو۔ اسی وجہ سے دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت بھی ایمان کا جز ہے۔ اور ان کے بارے میں دل میں نامناسب جذبات رکھنا ایمان کے منافی ہے۔ ② اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت صرف زبانی دعوے والی چیز نہیں بلکہ ان کے اسوہ پر عمل کرنا اصل محبت ہے۔ ③ کسی بھی صحابی سے سرزد ہونے والی اجتہادی غلطیوں کو بنیاد بنا کر ان کے خلاف باتیں کرنا یا ان کی معمولی لغزشوں کو بڑے جرائم باور کرانے کی کوشش کرنا درست نہیں۔ جس طرح بعض لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر عائد کیے گئے غلط الزامات کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کرنے والے مفسدین کا موقف درست ثابت کرنا چاہا ہے۔ اس کے برعکس بعض دوسرے لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو ہدف تنقید بنایا ہے۔ خوارج نے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں کو کافر قرار دیا یہ سب غلط ہیں۔ صحابہ کرام کا اختلاف اجتہادی اختلاف تھا جس میں غلطی پر بھی ثواب ہے۔ اس موضوع پر ابن العربی رضی اللہ عنہ کی کتاب ”العواصم من القواصم“ کا مطالعہ مفید ہے۔ اردو میں ”خلافت و ملکیت کی تاریخی و شرعی حیثیت“ (مصنف حافظ صلاح الدین یوسف رضی اللہ عنہ) کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

۱۴۴- حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھانے کی دعوت دی گئی تھی۔ وہ لوگ نبی ﷺ کے ساتھ وہاں جانے کے لیے روانہ ہوئے دیکھا تو گلی میں حسین رضی اللہ عنہ کھیل رہے تھے۔ نبی ﷺ نے دوسروں سے آگے بڑھ کر (حسین رضی اللہ عنہ) کو پکڑنے کے لیے ہاتھ پھیلا دیے۔ وہ ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ نبی ﷺ انھیں ہنساتے رہے۔ آخر انھیں پکڑ لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا اور

۱۴۴- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَثْمَانَ بْنِ حُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ أَنَّ يَعْلَى بْنَ مَرَّةٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّهُمْ خَلَوْا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى طَعَامٍ دُعُوا لَهُ: فَإِذَا حُسَيْنٌ يَلْعَبُ فِي السَّكَّةِ، قَالَ: فَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ أَمَامَ الْقَوْمِ، وَبَسَطَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ الْغَلَامُ يَمُرُّ هُنَا وَهُنَا، وَيَضَاحِكُهُ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى

۱۴۴- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، مناقب حلمه ووضعه ﷺ الحسن والحسين بين يديه، ح: ۳۷۷۵ من حديث ابن خثيم به، وقال: "حديث حسن"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۲۲۴۰، والحاكم: ۱۷۷/۳، والذهبي، وقال البوصيري: "لهذا إسناد حسن، رجاله ثقات"، وله طرق أخرى.

أَخَذَهُ، فَجَعَلَ إِحْدَى يَدَيْهِ تَحْتَ ذَقْنِهِ، وَالأُخْرَى فِي فَأْسِ رَأْسِهِ فَفَبَلَّهٗ، وَقَالَ: «حُسَيْنٌ مِنِّي، وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الأَسْبَاطِ».

دوسرا ہاتھ ان کے سر کے پچھلے حصے پر رکھا اور انھیں چوم لیا۔ پھر فرمایا: ”حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں جو حسین سے محبت کرے اللہ اس سے محبت کرے اور حسین اسباط میں سے ایک سبط ہیں۔“

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ سُفْيَانَ مِثْلَهُ.

امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ہمیں علی بن محمد نے وکیع سے انہوں نے سفیان سے سابقہ روایت کی مثل بیان کیا۔

☀️ نو آمد مسائل: ① اگر کوئی کھانے کی دعوت دے تو قبول کرنا مسنون ہے۔ ② چھوٹے بچے گلی میں کھلیں تو جائز ہے۔ ③ اظہار محبت کے لیے بچے کو تقاضا منانا چہرے کو بوسہ دینا سنت رسول ﷺ ہے۔ ④ ”سبط“ کے معنی نواسہ ہیں مگر اس کا اطلاق قبیلے پر بھی ہوتا ہے۔ اس سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت ظاہر کرنا مقصود ہے کہ وہ اکیلے ہی ایک قبیلے کی سی شان کے حامل ہیں۔ جیسا کہ ارشاد الہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اکیلے ہی ایک امت کی سی شان رکھتے ہیں۔ (انجیل: ۱۲۰)

۱۴۵- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الخَلَّالُ، وَعَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَسَّانَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ، عَنِ السُّدِّيِّ، عَنْ صَبِيحٍ، مَوْلَى أُمِّ سَلْمَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ: «أَنَا سَلْمٌ لِمَنْ سَأَلْتُمْ، وَحَرْبٌ لِمَنْ حَارَبْتُمْ».

۱۳۵- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرات علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”جس سے تم صلح کرو میری بھی اس سے صلح ہے اور جس سے تم جنگ کرو اس سے میری بھی جنگ ہے۔“

☀️ فائدہ: اس قسم کی روایات سے ان صحابہ و تابعین کی مذمت پر استدلال کیا جاتا ہے، جن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کا مبدین طور پر یا واقعتاً اختلاف ہوا، حالانکہ اول تو یہ روایت ہی ضعیف ہے۔ ثانیاً اگر غور کیا جائے تو اس سے ان لوگوں کی مذمت نکلتی ہے جنہوں نے علی رضی اللہ عنہ یا حسین رضی اللہ عنہ سے محبت اور ان کی اطاعت و نصرت کا دعویٰ کیا اور پھر ان سے غداری کر کے انھیں شہید کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ایک خارجی کے ہاتھ سے ہوئی اور خوارج شروع میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پارٹی میں شامل تھے بعد میں مخالف ہوئے۔ اسی طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ بلانے والے اور بعد میں انھیں شہید کرنے والے بھی وہی تھے جو ان سے محبت کا دعویٰ رکھتے تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ

۱۴۵- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، المناقب، باب ماجاء في فضل فاطمة [بنت محمد ﷺ] رضي الله عنها، ح: ۳۸۷۰ من حديث أسباط به، وقال: "غريب" * وصبيح مولى أم سلمة ليس بمعروف، ولم يوثقه غير ابن حبان.



حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی۔ اس روایت کی روشنی میں معاویہ رضی اللہ عنہ مخالفین میں سے خارج ہو گئے لہذا ان پر طعن کرنے کا کوئی جواز نہیں رہا۔

(۱۱/۱۳) - حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

فَضْلُ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ

کے فضائل

* حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ: نام و نسب: عمار بن یاسر بن عامر بن مالک بن کنانہ بن قیس بن حصین العنسی۔ آپ کی کنیت ابوالیقظان ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام سمیہ ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں اپنے والد اور والدہ کے ساتھ اسلام لائے اور کفار کی اذیتیں برداشت کیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہوئے اور شامی لشکر کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ ۳۷ ہجری میں ۹۳ برس کی عمر میں شہید ہوئے۔

۱۴۶ - حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،
وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ:
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ
هَانِيءِ بْنِ هَانِيءٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ
قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ، فَاسْتَأْذَنَ
عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِذْنُوا
لَهُ، مَرَحَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيَّبِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① حضرت عمار ان کے والد یاسر اور والدہ سمیہ رضی اللہ عنہ ان عظیم صحابہ کرام میں شامل ہیں جنہوں نے ابتدائی دور میں اسلام قبول کیا اور کفار کے ہاتھوں بہت سی تکلیفیں برداشت کیں، اس لیے نبی ﷺ کی نظر میں ان کا مقام بہت بلند تھا۔ ② پاک کیے ہوئے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اخلاص نصیب فرمایا ہے اور ایسی عادات و خصائل سے پاک فرمادیا ہے جو ایک کامل ایمان والے مومن کی شان کے لائق نہیں۔ ③ دوستوں کو مرحبا اور خوش آمدید کہنا بھی اخلاق حسنہ میں شامل ہے۔

۱۴۷ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

۱۳۷ - حضرت ہانی بن ہانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۱۴۶ - [حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب مناقب عمار بن ياسر . . . الخ، ح: ۳۷۹۸ من حديث سفیان الثوري به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، ورواه شعبة عن أبي إسحاق به عند أحمد وغيره.

۱۴۷ - [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة في المصنف: ۱۲/ ۱۲۰، ۱۲۱، وصححه ابن حبان * أبو إسحاق وتلميذه عننا، تقدم، ح: ۴۶، وله شواهد ضعيفة عند النسائي، والحاكم وغيرهما، والله أعلم.

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب
حضرت عمار رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انھوں
نے فرمایا: پاک کیے ہوئے پاک باز کو خوش آمدید! میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا:
”عمار رضی اللہ عنہ سر تا پا ایمان سے معمور ہے۔“

الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَثَامُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنِ
الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ هَانِيَةَ بِنِ
هَانِيَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَمَّارٌ عَلَى عَلِيٍّ، فَقَالَ:
مَرَّ جَبًا بِالطَّيِّبِ الْمُطَيِّبِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ يَقُولُ: «مُلِيَّاءَ عَمَّارٍ إِيمَانًا إِلَى
مُشَاشِيهِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اس میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے خالص مومن ہونے کی شہادت ہے۔ ② جس شخص کے بارے
میں فخر و تکبر میں جتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اس کے سامنے اس کی تعریف کی جاسکتی ہے۔ ③ یہ روایت بعض محققین کے
نزدیک صحیح ہے۔

۱۴۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: ”عمار رضی اللہ عنہ پر جب بھی دو کام پیش کیے
گئے تو انھوں نے زیادہ صحیح کام کا انتخاب کیا۔“

۱۴۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ
ابْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
جَمِيعًا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ
سِيَاهٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عَطَاءِ
ابْنِ يَسَّارٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَمَّارٌ، مَا عَرَضَ عَلَيْهِ
أَمْرَانِ إِلَّا اخْتَارَ الْأَرْشَدَ مِنْهُمَا».

🌞 فوائد و مسائل: ① دو کام پیش کیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی ایسا موقع پیش آئے جب دو میں سے
ایک کام کا انتخاب کرنا پڑے تو عمار رضی اللہ عنہ کا انتخاب صحیح ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق ہے جو نبی اکرم ﷺ کے
اتباع کا نتیجہ ہے، تاہم اس بنا پر انہیں معصوم عن الخطا قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ یہ صرف نبی کی شان ہوتی ہے۔ ②
اس سے اور اس قسم کی دوسری احادیث سے یہ دلیل لی گئی ہے کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے اختلاف کے
موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موقف زیادہ درست تھا کیونکہ جنگ کے دوران میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی



۱۴۸- [ضعيف] أخرجه الترمذي، المناقب، باب مناقب عمار بن ياسر... الخ، ح: ۳۷۹۹ من حديث عبيد الله
ابن موسى به، وقال: "حسن غريب" * حبيب نعنن، وله شاهد ضعيف عند أحمد، وصححه الحاكم، والذهبي،
وفيه تدليس وانقطاع.

کتاب السنۃ --- حضرت سلمان ابو ذر اور مقداد رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب
حمایت کی تھی۔ (۵) اس روایت کی صحت کی تصریح بھی بعض محققین نے کی ہے۔

(۱۱/۱۴) نَضَلُّ سُلَمَانَ وَأُجَيْبِ ذَرَّ وَالْمَقْدَادِ
حضرت سلمان ابو ذر اور مقداد رضی اللہ عنہم کے فضائل

* حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: نام و نسب: آپ سے آپ کے نسب کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: میں سلمان بن الاسلام ہوں۔ اسلام سے پہلے آپ کا نسب یوں ہے: مایہ بن بوذخشان بن مورسلان بن بھبھوذان بن فیروز بن سہرک۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ تھی جبکہ آپ سلمان الخیر کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ اصفہان کے ایک مجوی گھرانے میں پیدا ہوئے پھر عیسائیت کی تعلیم و تربیت میں ایک عرصہ گزارا بلاآخر اسلام کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔ آپ کے اسلام لانے کا رقت انگیز واقعہ سیرت ابن ہشام صفۃ الصوفہ اور اسد الغابہ میں پڑھا جا سکتا ہے۔ اور ان کی اپنی بھی ایک روایت مسند احمد میں ہے جس میں خود انھوں نے اپنی سرگزشت بیان کی ہے مسند احمد کے محققین نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔ (الموسوعة الحدیثیة: ۱۳۹/۱۳۰) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے۔ مؤرخین کا ایک گروہ ان کی عمر ڈھائی سو سال سے ساڑھے تین سو سال تک بتلاتا ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو یہ ان کے حق میں خارق عادت (کرامت) بات ہوگی۔ لیکن حافظ ذہبی کہتے ہیں کہ پہلے میں بھی اسی بات کا قائل تھا، لیکن پھر میں نے اس سے رجوع کر لیا، میرے خیال میں ان کی عمر ۸۰ سال سے متجاوز نہیں۔ (الإصابة: ۱۱۹/۱۳) (بتحقیق جدید) حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا نصیحت آموز خط جو الدین النصبیہ کی خوب صورت تعبیر بھی ہے۔ نبی ﷺ نے حضرت سلمان کو حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا تھا۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ شام کے علاقے میں چلے گئے جبکہ حضرت سلمان نے عراق کو اپنا مسکن بنایا۔ حضرت ابو ذر نے وہاں سے یہ خط لکھا: ”السلام علیکم! بھائی سلمان! آپ کے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے کثیر اولاد اور مال سے نوازا ہے۔ اور میں ارض مقدس میں رہ رہا ہوں۔ حضرت سلمان نے درج ذیل خوب صورت جواب لکھا: ”علیکم السلام! بھائی ابو ذر! آپ نے اپنے کثیر مال اور اولاد کی خبر دی ہے خوب یاد رکھیں کہ خیر وافر مال اور کثیر اولاد میں نہیں بلکہ خیر تو یہ ہے کہ آپ کی بردباری اور تحمل بڑھے اور آپ کا علم آپ کے لیے مفید ہو۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ارض مقدس کو مسکن بنائے ہوئے ہیں تو یقین جانیں کہ زمین کسی کے لیے کچھ عمل نہیں کرتی، لہذا نیک اعمال کو پورے اخلاص سے ادا کریں اور اپنے آپ کو اس دنیا سے جانے والا مسافر سمجھیں۔

* حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ: نام و نسب: جناب بن جنادہ بن سفیان بن عبید بن حرام بن غفار الغفاری آپ کی کنیت ابو ذر ہے اور اسی سے آپ مشہور ہیں۔ آپ جب مکہ مکرمہ میں اسلام لائے تو مسلمانوں میں آپ کا چوتھا یا پانچواں نمبر تھا۔ ۳۲ ہجری میں آپ ربذہ مقام پر فوت ہوئے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ زہد و تقویٰ میں بہت بلند مقام پر فائز تھے۔ سرکاری ہدایا اور مناصب سے دور بھاگتے تھے۔ دنیا سے

بے زاری اور آخرت کا شوق آپ کا نصب العین رہا۔

* حضرت مقداد بن عمروؓ نام و نسب: مقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود الہمرانی۔ زمانہ جاہلیت میں آپ اسود بن عبد یغوث الزہری کے حلیف بنے۔ اسود نے آپ کو منہ بولا بیٹا بنا لیا۔ اسی وجہ سے آپ کو مقداد بن اسود بھی کہا جاتا ہے۔ اسی نام سے آپ مشہور ہو گئے۔ مکہ مکرمہ میں سب سے پہلے اسلام کا اعلان کرنے والوں میں آپ بھی شامل تھے۔ جنگ بدر میں مسلمانوں میں سے صرف آپ ہی کے پاس گھوڑا تھا۔ اس طرح جہاد فی سبیل اللہ میں پہلا مسلمان گھوڑ سوار ہونے کا اعزاز بھی آپ کو ملا۔ حضرت عثمانؓ کے عہد حکومت میں آپ ستر برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت عثمانؓ نے پڑھائی۔

۱۴۹- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى،
وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ،
عَنْ أَبِي رَيْبَعَةَ الْإِيَادِيِّ، عَنِ ابْنِ بَرِيْدَةَ،
عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ
أَمَرَنِي بِحُبِّ أَرْبَعَةٍ، وَأَخْبَرَنِي: أَنَّهُ
يُحِبُّهُمْ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ هُمْ؟ قَالَ:
«عَلِيِّ مِنْهُمْ» يَقُولُ ذَلِكَ ثَلَاثًا: «وَأَبُو ذَرٍّ،
وَسَلْمَانَ، وَالْمُقَدَّادُ».

۱۴۹- حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے
رسول ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے چار حضرات
سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ وہ بھی
ان سے محبت رکھتا ہے۔“ عرض کیا گیا: اے اللہ کے
رسول! وہ کون کون ہیں؟ فرمایا ”ان میں سے ایک علیؓ
ہیں۔“ یہ بات آپ ﷺ نے تین بار فرمائی۔ پھر فرمایا:
”اور ابوذرؓ سلمانؓ اور مقدادؓ“۔

۱۵۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ
الْدَّارِمِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ:
حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ
أَبِي النَّجُودِ، عَنْ زُرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كَانَ أَوَّلَ مَنْ أَظْهَرَ
إِسْلَامَهُ سَبْعَةٌ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَأَبُو بَكْرٍ،

۱۵۰- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت
ہے انھوں نے فرمایا: سب سے پہلے اسلام کا اظہار
کرنے والے سات حضرات ہیں۔ رسول اللہ ﷺ،
ابوبکرؓ، عمارؓ ان کی والدہ سمیہؓ صحیبؓ بلالؓ اور مقداد
ؓ۔ رسول اللہ کو تو اللہ نے آپ ﷺ کے چچا ابوطالب
کے ذریعے سے (مشرکین کی اذیتوں سے) محفوظ رکھا،

۱۴۹- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذی، المناقب، باب تسميته ﷺ أربعة أمر بحبهم وأن الله يحبهم، ح: ۳۷۱۸،
عن إسماعيل به، وقال: "حسن غريب لا نعرفه إلا من حديث شريك"، وهو مذكور في المدلسين (للمحافظ ابن
حجر/ المرتبة الثانية) لعله كان بدلس بعد اختلاطه، وأما شيخه فهو حسن الحديث، وثقه الجمهور.

۱۵۰- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۱/ ۴۰۴ عن يحيى به، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۷۰۸۳،
والحاكم: ۳/ ۲۸۴، والذهبي.

حضرت سلمان ابو ذر اور مقداد رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب
ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی اللہ نے ان کی قوم کے ذریعے سے محفوظ
رکھا باقی جو حضرات تھے انھیں مشرکوں نے پکڑ لیا، انھیں
لوہے کی زریں پہنا کر دھوپ میں ڈال دیا، چنانچہ ان
میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس نے (جان بچانے کے
لیے زبان سے) مشرکین کے مطلب کی بات نہ کہہ دی
ہو سوائے بلال رضی اللہ عنہ کے۔ انھوں نے اللہ کی راہ میں اپنی
جان کی پروا نہ کی اور ان کی قوم کی نظر میں بھی ان کی کوئی
قدر نہ تھی (اس لیے کوئی ان کی حمایت میں نہیں بولتا تھا)
کافروں نے انھیں پکڑ کر بچوں کے حوالے کر دیا وہ انھیں
مکہ کی گھاٹیوں میں لیے (گھسیٹنے) پھرتے تھے اور حضرت
بلال رضی اللہ عنہ کہتے تھے: اُحد احد (اللہ ایک ہے ایک ہے۔)

وَعَمَّارٌ، وَأُمُّهُ سُمَيَّةٌ، وَصُهَيْبٌ، وَبِلَالٌ،
وَالْمِقْدَادُ. فَأَمَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَمَتَعَهُ اللَّهُ
بِعَمِّهِ أَبِي طَالِبٍ، وَأَمَّا أَبُو بَكْرٍ فَمَتَعَهُ اللَّهُ
بِقَوْمِهِ، وَأَمَّا سَائِرُهُمْ، فَأَخَذَهُمُ
الْمُشْرِكُونَ وَالْبَسُوهُمْ أَذْرَاعَ الْحَدِيدِ
وَصَهَرُوا وَهُمْ فِي الشَّمْسِ، فَمَا مِنْهُمْ مِنْ أَحَدٍ
إِلَّا وَقَدْ وَاتَاهُمْ عَلَى مَا أَرَادُوا، إِلَّا بِلَالًا،
فَإِنَّهُ هَانَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ فِي اللَّهِ، وَهَانَ عَلَى
قَوْمِهِ، فَأَخَذُوهُ، فَأَعطَوْهُ الْوِلْدَانَ، فَجَعَلُوا
يَطْفُونَ بِهِ فِي شِعَابِ مَكَّةَ وَهُوَ يَقُولُ:
أَحَدٌ، أَحَدٌ.

🌞 فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی جسمانی تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں۔ لیکن مذکورہ بالا
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو تکلیفیں برداشت کیں وہ بہت شدید تھیں۔ ابوطالب کو اہل مکہ میں ایک معزز مقام حاصل تھا
لہذا بہت سے لوگ ابوطالب کا احترام کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کو تکلیف دینے سے اجتناب کرتے تھے۔ اسی
طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے قہقہے کا لحاظ کر کے چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ انھیں جسمانی طور پر
تکلیفیں بالکل نہیں پہنچیں البتہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ وغیرہ کو بے حد تکلیفیں پہنچانی گئیں۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مشرکین
کی موافقت میں زبان سے جو کچھ کہا اس سے ان کے مقام و مرتبہ میں کوئی فرق نہیں آیا کیونکہ ایسے موقع پر جب
مصائب برداشت سے باہر ہو جائیں، جان بچانے کے لیے کلمہ کفر کہنے کی اجازت خود قرآن نے دی ہے۔ (دیکھیے
سورہ نحل: ۱۰۶) ③ اس سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی استقامت و عظمت ظاہر ہوتی ہے کہ انھوں نے رخصت کے بجائے
عزیمت کا راستہ اختیار کیے رکھا، اور زبان سے کبھی ایک بار بھی ان کی مرضی کے مطابق کوئی لفظ نہیں بولا حالانکہ
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جو تکلیفیں دی گئی ہیں وہ اتنی شدید ہیں کہ ان کے تصور سے رو ٹکٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

۱۵۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
۱۵۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
وَكَيْعٌ، عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ،
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اللہ کی راہ میں تکلیفیں

۱۵۱- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، صفة القيامة، باب أحاديث عائشة وأنس وعلي وأبي هريرة... الخ،
ح: ۲۴۷۲ من حديث حماد بن سلمة، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، ح: ۲۵۲۸.

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقَدْ أُؤذِيَتْ فِي اللَّهِ وَمَا يُؤَذَى أَحَدٌ، وَلَقَدْ أُخِفَتْ فِي اللَّهِ وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ، وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ نَائِثَةٌ، وَمَا لِي وَبِلَيْلٍ لَطَعَامٍ يَأْكُلُهُ دُو كَيْدٍ، إِلَّا مَا وَارَى يَبْطُ بِلَالٍ».

آئیں جب کسی اور کو تکلیفیں نہیں دی جاتی تھیں۔ اور مجھے اللہ کی راہ میں خوف زدہ کیا گیا جب کسی اور کو ڈرایا دھمکایا نہیں جاتا تھا۔ بعض اوقات مجھ پر تیسری رات بھی اس حال میں آ جاتی تھی کہ میرے لیے اور بلال کے لیے کھانے کی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی جسے کوئی ذی روح کھا سکتے مگر اتنی سی مقدار میں کہ جسے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی بغل چھپالے۔“

☀️ نوآند و مسائل: ① چونکہ توحید کی دعوت لے کر کھڑے ہونے والے حضرت نبی اکرم ﷺ ہی تھے اس لیے مشرکین کے ظلم و جور کا اولین نشانہ بھی آپ ﷺ ہی کی ذات اقدس تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پہلے خود رسول اللہ ﷺ نے ان کے مظالم برداشت کیے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق کی طرف دعوت دینے والے کو صبر و استقامت کا مظاہرہ دوسروں سے زیادہ کرنا چاہیے تاکہ وہ دوسروں کے لیے اسوہ بن سکے۔ ② حضرت بلال رضی اللہ عنہ ان جاں نثار صحابہ کرام میں سے ہیں جنہوں نے اولین دور میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ مصائب برداشت کیے ہیں۔ اس سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔



(۱۱/۱۵) فَصَائِلُ بِلَالِ
(۱۱/۱۵) - حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے فضائل

* حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ: نام و نسب: بلال بن رباح الحبشي آپ کی کنیت ابو عبد اللہ کریم یا ابو عبد اللہ ہے۔ آپ کی والدہ کا نام حمامہ ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن اور خزانچی تھے۔ مکہ کے بنو نجح کے غلام تھے۔ ابتدائے اسلام میں مسلمان ہو گئے اور مشرکین کے ظلم و ستم برداشت کیے۔ ابو جہل اور امیہ بن خلف نے طرح طرح کے ظلم آپ پر ڈھائے۔ انہیں شدید گرمی میں ریت پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا یا آوارہ لڑکوں کے حوالے کر دیے جاتے اور وہ آپ کو جانوروں کی طرح گلیوں میں گھسیٹتے پھرتے۔ حضرت ابو بکر صدیق سے منظر دیکھنا نہ جاتا، لہذا بنو نجح کو منہ مانگی قیمت دے کر اللہ کی رضا کے لیے آزاد کر دیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ۶۰ سال سے زائد عمر گزار کر اس دار فانی سے ۴۰ ہجری میں شام کے علاقے میں فوت ہوئے۔ (اسد الغابہ: ۲۱۵ - ۲۱۸)

۱۵۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
۱۵۲ - حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہی
أَبُو أَسَامَةَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ، عَنْ سَالِمٍ
شاعر نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت

۱۵۲ - [إسناده ضعيف] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائده: ۲/ ۹۰ من حديث أبي أسامة به (راجع أطراف المسند: ۳/ ۳۶۵) * عمر بن حمزة صدوق ولكنه لا يحتج به في غير صحيح مسلم.

أَنَّ شَاعِرًا مَدَحَ بِلَالَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، فَقَالَ: بلال طيب، کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہہ دیا: عبد اللہؓ کے بیٹے بلال ہر بلال سے اچھے ہیں۔ حضرت عبد اللہؓ بن عمرؓ نے کہا: تو جھوٹ کہتا ہے، نہیں بلکہ اللہ کے رسولؐ کے بلال (ؓ) ہر بلال سے اچھے ہیں۔

(۱۱/۱۶) فضائل خبابؓ

(۱۱/۱۶) - حضرت خبابؓ کے فضائل

* حضرت خباب بن الارتؓ: نام و نسب خباب بن الارت بن جندلہ بن سعد بن خزیمہ التمیمی۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ یا ابو احمد یا ابو یحییٰ ہے۔ زمانہ جاہلیت میں کسی قبیلے کی لوٹ مار کی وجہ سے غلام بن گئے اور مکہ مکرمہ میں فروخت کر دیے گئے۔ ام انمار بنت سباع الخزاعیہ نے آپ کو خرید لیا۔ ابتدائے اسلام میں مسلمان ہونے اور با آواز بلند اسلام کا اظہار کرنے والوں میں آپ کا چھٹا نمبر ہے۔ کفار نے انھیں تپتے ہوئے پتھروں سے اذیتیں دیں جس سے آپ کی کمر کا گوشت جل بھن گیا، لیکن ان سب باتوں کے باوجود بھی آپ کے پائے استقیال میں لغزش نہیں آئی۔ حضرت خبابؓ تلواریں ڈھالنے کا کام کرتے تھے۔ رسول اکرمؐ آپ کی تالیف قلب کے لیے آپ کے پاس تشریف لاتے۔ اس کی خبر آپ کی مالکہ کو ہوئی تو اس نے تپتا ہوا ہوا آپ کے سر پر رکھ کر اذیت دینا شروع کر دی۔ حضرت خباب نے نبی اکرمؐ سے شکایت کی تو آپ نے دعا فرمائی: ”الہی! خباب کی مدد فرما۔“ ام انمار مالکہ کے سر میں ایسی بیماری لگ گئی کہ وہ کتوں کی طرح چیختے اور بھونکنے لگی۔ اسے اس کا علاج یہ بتایا گیا کہ سر میں گرم سلاخ سے داغ لگواؤ، لہذا اس کے حکم سے حضرت خبابؓ اس کے سر پر سلاخ گرم کر کے لگاتے تو اسے چند لمحوں کے لیے سکون ملتا پھر وہی کیفیت ہو جاتی۔ اسے کہتے ہیں: ”جیسی کرنی ویسی بھرنی۔“ ۳۷ ہجری میں آپ طویل بیماری کے بعد فوت ہو گئے۔ حضرت علیؓ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور کوفہ میں دفن ہونے والے پہلے آپ ہیں۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۴۳ برس تھی۔ (اسد الغابۃ: ۱۳۷/۲ - ۱۵۰)

۱۵۳ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي لَيْلَى الْكِنْدِيِّ قَالَ: جَاءَ خَبَابٌ إِلَى عُمَرَ، فَقَالَ: أَدْنُ، فَمَا أَحَدٌ أَحَقُّ بِهَذَا الْمَجْلِسِ مِنْكَ، ۱۵۳ - حضرت ابویلیٰ کندیؓ سے روایت ہے کہ حضرت خبابؓ حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو انھوں نے فرمایا: قریب آ کر بیٹھو، اس جگہ بیٹھنے کا حق آپ سے زیادہ کسی کو نہیں، سوائے عمارؓ کے۔ پھر حضرت خبابؓ حضرت عمرؓ کو شکرین کی اذیتوں

۱۵۳ - [إسناده ضعيف] وصححه البوصيري * أبو إسحاق عن عن وشيخه حسن الحديث، وللحديث شواهد ضعيفة عند ابن سعد ۱/۳ و ۱۶۵ وغيره.

إِلَّا عَمَّارًا، فَجَعَلَ خَبَّابٌ يُرِيهِ آثَارًا بَظْهَرِهِ كَسَبِعَةٍ فِي كَرَمٍ يَرْجُو أَنْ يَلِيَهُ نَشَانَاتٌ دَكَهَانَةَ لَگَةً۔
مِمَّا عَدَّ بَهُ الْمُشْرِكُونَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت بعض ائمہ کے نزدیک صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام آپس میں ایک دوسرے سے محبت اور ہمدردی کرنے والے تھے۔ ② حضرت عمرؓ نے حضرت خبابؓ کو اپنے قریب بٹھایا اس سے ان کی عزت افزائی بھی مقصود تھی اور اظہار محبت بھی۔ ③ حضرت عمرؓ کی نظر میں حضرت عمارؓ حضرت خبابؓ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے اللہ کی راہ میں تکلیفیں برداشت کی تھیں بہت زیادہ قابل قدر اور قابل احترام تھے۔ ④ جو لوگ دین کے لیے محنت کریں اور تکلیفیں برداشت کریں مسلمان حکومتوں یا جماعتوں کے قائدین کو چاہیے کہ ان کو کا محترم مقام اور عزت و شرف سے نوازیں۔ ⑤ حضرت خبابؓ کا حضرت عمرؓ کو زخموں کے نشانات دکھانا ریا کاری میں شامل نہیں کیونکہ حضرت عمرؓ ان تمام شدائد کے معنی گواہ تھے جو سابق الاسلام صحابہ کرام کو مشرکین کے ہاتھوں برداشت کرنے پڑے تھے بلکہ (بطور تحدیثِ نعمت) مقصد اللہ کے احسانات کو یاد کرنا تھا کہ اس نے ان ایام میں استقامت بخشی اور بعد میں اسلام کو غلبہ عطا فرمایا اور ان مصائب سے نجات بخشی۔



۱۵۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى : حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت میں امت پر سب سے زیادہ رحم کرنے والے ابوبکرؓ ہیں اور اللہ کے دین میں سب سے سخت عمرؓ ہیں سب سے زیادہ سچی حیوا والے عثمانؓ ہیں زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والے علیؓ ہیں اللہ کی کتاب کے زیادہ عالم ابی بن کعبؓ ہیں حلال و حرام کا زیادہ علم رکھنے والے معاذ بن جبلؓ ہیں اور علم میراث کے زیادہ ماہر زید بن ثابتؓ ہیں۔ سنو! ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کے امین (دیانت دار فرد) ابوعبیدہ بن جراحؓ ہیں۔"

۱۵۴ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدٍ : حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّادِ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ : «أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ، وَأَشْدُّهُمْ فِي دِينِ اللَّهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءُ عُمَانَ، وَأَقْضَاهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَأَقْرَبُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ ابْنُ كَعْبٍ، وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا، وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ».

۱۵۴ - [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل وزيد بن ثابت... الخ، ح: ۳۷۹۱ من حديث عبدالوهاب به، وقال: "حسن صحيح"، و صححه ابن حبان، والحاكم أبو قلابة لا يعرف له تدليس، قاله أبو حاتم، وللحديث طرق أخرى.

۱۵۵- دوسری سند سے اسی حدیث میں یہ الفاظ ہیں ”فرائض (وارثوں کے حصوں) کا زیادہ علم رکھنے والے زید بن ثابت ہیں۔“

۱۵۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ مِثْلَهُ [عِنْدَ ابْنِ قَدَامَةَ، غَيْرَ أَنَّهُ يَقُولُ فِي حَقِّ زَيْدٍ: «وَأَعْلَمُهُمْ بِالْفَرَائِضِ»].

🌞 نوآندو مسائل: ① اس حدیث میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی امتیازی خوبیاں بیان کی گئی ہیں ہر صحابی جس صفت میں دوسروں سے ممتاز ہے اس کا ذکر کیا گیا ہے تاہم تمام صحابہ کرام میں ہر قسم کی خوبیاں موجود تھیں۔ ② قائد کو اپنے ساتھیوں کی خوبیوں کا علم ہونا چاہیے تاکہ ہر شخص کو وہ فرائض سونپے جائیں جنہیں وہ ادا کرنے کی اہلیت زیادہ رکھتا ہو۔ ③ مختلف علماء الگ الگ شعبوں میں مہارت رکھتے ہیں ہر علم کے لیے اس کے ماہر عالم کی طرف رجوع کرنا چاہیے ان سب کی اہمیت معاشرے میں ان کی ضرورت اور ان کی قدر و منزلت برابر ہے۔

(۱۱/۱۷) نَضَّلَ أَبِي ذَرٍّ - حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی فضیلت (۱۱/۱۷)

۱۵۶- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ”ابوذر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر بات میں سچا آدمی نہ زمین نے اٹھایا نہ آسمان نے اس پر سہا یہ کیا۔“

۱۵۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُمَانَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ الدَّلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا أَقَلَّتِ الْعُبْرَاءُ وَلَا أَظَلَّتِ الْحَضْرَاءُ مِنْ رَجُلٍ أَصْدَقَ لَهْجَةً مِنْ أَبِي ذَرٍّ».

🌞 نوآندو مسائل: ① حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ روئے زمین پر آسمان کے نیچے ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ راست گفتار کوئی نہیں۔ یہ ان کے ہر حال میں سچ بولنے کی تعریف ہے۔ ② اس سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں راست گفتاری کے علاوہ اور بہت سی خوبیاں بھی تھیں جن

۱۵۵- [صحیح] انظر الحديث السابق.

۱۵۶- [حسن] أخرجه الترمذي، المناقب، باب مناقب أبي ذر الغفاري رضي الله عنه، ح: ۳۸۰۱ من حديث ابن نمره، وقال: "حسن" * ابن عمير ضعيف مدلس، وله شاهد حسن عند الترمذي، ح: ۳۸۰۲، وحسنه، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي.

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

میں وہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے افضل تھے۔ اہل سنت کا اتفاق ہے کہ انبیاء کے کرام رضی اللہ عنہم کے بعد سب سے افضل شخص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں؛ پھر باقی خلفائے راشدین؛ پھر عشرہ مبشرہ میں سے باقی حضرات اور ان کے بعد مختلف اعتبارات سے صحابہ کرام کی افضلیت ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(۱۱/۱۸) فَضْلُ سَعْدِ بْنِ مَعَاذٍ
— حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ — (۱۱/۱۸)

کے فضائل

* حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ: نام و نسب: سعد بن معاذ بن نعمان بن امرئ القیس بن زید بن عبداللہ الصقلانی۔ آپ کی کنیت ابو عمر اور والدہ کا نام کبشہ بنت رافع ہے۔ آپ مدینہ منورہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ داعی اسلام حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے اسلام لانے کے بعد قبیلہ والوں کو مخاطب کر کے فرمایا: تم سب خواتین و حضرات سے بات کرنا میرے لیے حرام ہے حتیٰ کہ تم مسلمان ہو جاؤ؛ لہذا وہ سب مسلمان ہو گئے اس طرح اسلام کے لیے آپ بڑے باہرکت ثابت ہوئے۔ جنگ خندق میں ایک تیر آپ کو لگا جس سے خون بہنا نہیں ہوتا تھا؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا خمیہ مسجد نبوی میں لگوا دیا تاکہ تیار داری میں سہولت رہے پھر وہ زخم بند ہو گیا۔ تیر لگنے کے بعد حضرت سعد نے یہ دعا مانگی: الہی اگر قریش کے ساتھ جنگ باقی رہے تو مجھے زندہ رکھ کیونکہ جس قوم نے تیرے نبی کو تکالیف دیں اسے جھٹلایا اور مکہ سے ہجرت پر مجبور کیا مجھے اس سے جنگ کرنا بے حد پسند ہے اور اگر ان کے ساتھ جنگ ختم ہو گئی ہے تو میرے اس زخم کو شہادت کا باعث بنا اور بنو قریظہ کے یہودیوں کے بارے میں میری آنکھیں ٹھنڈی کیے بغیر مجھے موت نہ دینا۔ پھر جب بنو قریظہ کا خاتمہ ہو گیا تو آپ کا زخم دوبارہ پھوٹ پڑا اور اسی سے آپ شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی آپ کو دفن کر کے لوٹے تو آپ کے آنسو آپ کی ڈاڑھی مبارک پر گر رہے تھے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی وفات ۵ ہجری میں ماہ شوال میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر ۳۷ برس تھی۔



۱۵۷- حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: أَهْدَيْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ سَرَقَةً مِنْ حَرِيرٍ، فَجَعَلَ الْقَوْمُ يَتَدَاوُلُونَهَا بَيْنَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَتَعْجَبُونَ مِنْ هَذَا؟» فَقَالُوا لَهُ: نَعَمْ. يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَقَالَ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ!

۱۵۷- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک ریشمی کپڑا بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔ حاضرین اسے ہاتھ میں لے لے کر دیکھنے لگے (کہ کتنا عمدہ ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو؟“ انھوں نے کہا: جی ہاں! اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت میں سعد بن

۱۵۷- أخرجه البخاري، الأيمان والنذور، باب كيف كانت يمين النبي ﷺ، ح: ۶۶۴۰ من حديث أبي الأحوص به.

-- کتاب السنۃ -- حضرت جریر بن عبد اللہ بجلي رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب
لَمَنَادِبِلْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مُعَاذِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَمَا رُوِيَ فِي رِوَايَاتٍ مِنْ هَذَا.

🌞 فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ صرف جنتی ہیں بلکہ ان کو جنت کی اعلیٰ نعمتیں میسر ہوں گی۔ ② جنت کی نعمتوں میں ہر قسم کے کپڑے ہیں حتیٰ کہ رومال بھی ہیں۔ ③ دنیا کی قیمتی سے قیمتی چیز بھی جنت کی معمولی سی چیز کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ ④ ہدیہ قبول کرنا چاہیے اگرچہ شرک ہی کا ہو۔ واضح رہے کہ یہ ہدیہ ”قبا“ تھی جسے والی دومۃ الجہول کے بھائی نے نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ ⑤ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصاری صحابی ہیں۔ قبیلہ اوس کے سردار تھے۔ جنگ بدر میں شرکت کا شرف حاصل ہوا، غزوہ خندق میں انھیں تیر لگا، اس سے شہادت پائی۔

۱۵۸ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سَفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِهْتَرَّ عَرْشُ الرَّحْمَنِ عَزَّ وَجَلَّ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ».

۱۵۸ - حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر رحمان کا عرش بھی جھوم اٹھا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① مومن کی روح جب آسمان پر جاتی ہے تو جہاں جہاں سے گزرتی ہے سب فرشتے خوش ہوتے ہیں۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر جب ان کی روح مبارک آسمانوں پر گئی تو عرش الہی کو بھی اس کی آمد پر خوشی ہوئی اور اس میں خوشی کے اظہار کے طور پر حرکت پیدا ہوئی۔ ② اللہ کی مخلوق جو انسان کی نظر میں بے جان اور سمجھ بوجھ سے خالی ہے، حقیقت میں ایسے نہیں بلکہ بے جان مخلوق میں بھی شعور اور احساس ہے لیکن وہ انسان کے حواس سے بالاتر ہے۔ ③ بعض علماء نے عرش کی خوشی سے مقرب فرشتوں کی خوشی مراد لی ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۱/۱۹) فَضَّلَ صَبْرَهُ نَبِيَّ عَيْنِهِ اللَّهُ النَّبِيُّ
(۱۱/۱۹) - حضرت جریر بن عبد اللہ بجلي رضی اللہ عنہ کے فضائل

* حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ: نام و نسب: جریر بن عبد اللہ بن جابر بن مالک بن نصر بجلي۔ آپ کی کنیت ابو عمرو یا ابو عبد اللہ اور والدہ کا نام بحیلمۃ بنت صعب ہے اسی نسبت سے آپ البجلي کہلاتے ہیں۔ حضرت جریر بن عبد اللہ ۱۰ ہجری میں رمضان المبارک میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے۔ ۵۱ یا ۵۳ ہجری

۱۵۸ - أخرجه البخاري، مناقب الأنصار، باب مناقب سعد بن معاذ رضي الله عنه، ح: ۳۸۰۳، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل سعد بن معاذ رضي الله عنه، ح: ۲۴۶۶ من حديث الأعمش به.

میں آپ نے وفات پائی۔

۱۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ :

۱۵۹- حضرت جریر بن عبد اللہ بجليؓ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: جب سے میں نے اسلام قبول کیا، اللہ کے رسول ﷺ نے کبھی حاضر خدمت ہونے سے منع نہیں فرمایا اور جب بھی مجھے دیکھا، میرے رو برو مسکرائے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا، تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا: ”اے اللہ! اسے ثابت قدمی نصیب فرما اور اسے ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنا دے۔“

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَجَلِيِّ قَالَ: مَا حَجَبَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلَا رَأَيْتُهُ إِلَّا تَبَسَّمَ فِيَّ وَجْهِي، وَلَقَدْ شَكَّوْتُ إِلَيْهِ أَنِّي لَا أَتَيْتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَضَمَّرَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي، فَقَالَ: «اللَّهُمَّ تَبَّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًا».

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت جریرؓ دراز قد، خوبصورت اور خوش شکل تھے۔ حضرت عمرؓ انھیں اس امت کا

یوسف کہا کرتے تھے۔ ② ”حاضر ہونے سے منع نہیں فرمایا۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ اپنے گھر میں تشریف فرما ہوتے تھے یا کسی خاص مجلس میں رونق افروز ہوتے تھے، اگر میں حاضری کی اجازت چاہتا تو مجھے ضرور اجازت مل جاتی تھی۔ کبھی حاضری سے منع نہیں کیا گیا، یعنی حضرت جریرؓ کو نبی ﷺ کا خصوصی قرب حاصل تھا۔ ③ ملاقات کے وقت مسکراتا خوشی کا مظہر ہے، جو محبت کی علامت ہے، کیونکہ جس سے محبت ہوتی ہے اس کی ملاقات سے خوشی ہوتی ہے، اس سے نبی کریم ﷺ کی خوش خلقی اور خندہ پیشانی کی عادت مبارک بھی معلوم ہوتی ہے۔ ④ گھوڑے سواری ایک فن ہے جس کا حصول ایک مجاہد کے لیے بہت ضروری ہے، حضرت جریرؓ کو یہ شکایت تھی کہ گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتے تھے، گرنے کا خطرہ محسوس کرتے تھے، اس لیے انھوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ بات بتائی۔ کسی بزرگ ہستی کو اپنی کسی کمزوری سے آگاہ کرنا درست ہے تاکہ کوئی مناسب مشورہ حاصل ہو یا دعا مانگیل جائے۔ ⑤ جب کسی بزرگ سے دعا کی درخواست کی جائے تو اسے چاہیے کہ دعا کر دے، انکار نہ کرے۔

(۱۱/۲۰) فَضْلُ أَهْلِ بَيْتِهِ - جنگ بدر میں شریک ہونے والے

صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل

۱۶۰- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ

۱۵۹- أخرجه البخاري، الجهاد والسير، باب من لا يثبت على الخيل، ح: ۳۰۳۵، وح: ۶۰۸۹ عن ابن نمير، ومسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل جرير بن عبد الله رضي الله عنه، ح: ۲۴۷۵ من حديث قيس به. ۱۶۰- [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/ ۴۶۵ عن وكيع به * سفیان عنن، وله طريق آخر محفوظ عند البخاري في ۴۴

-- کتاب السنہ --

وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَبَّادَةَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ: جَاءَ جَبْرِيلُ، أَوْ مَلَكٌ، إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَا تَعْدُونَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا فِيكُمْ؟ قَالُوا: خِيَارَنَا، قَالَ: كَذَلِكَ هُمْ عِنْدَنَا، خِيَارُ الْمَلَائِكَةِ .

جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کے فضائل و مناقب انہوں نے فرمایا: حضرت جبریل علیہ السلام آیا فرمایا: ایک فرشتہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: تم میں سے جو لوگ جنگ بدر میں شریک ہوئے، تم لوگ انہیں کیا مقام دیتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم انہیں اپنے میں افضل شمار کرتے ہیں۔ فرشتے نے کہا: اسی طرح ہماری نظر میں وہ (فرشتے جو جنگ بدر میں شریک ہوئے دوسرے) فرشتوں میں افضل ہیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ظاہر الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے نے انسانی صورت میں ظاہر ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بات چیت کی۔ سابقہ امتوں میں بھی فرشتوں کے بعض انسانوں کے سامنے ظاہر ہو کر ان کے ساتھ بات چیت کرنے کے واقعات ہوئے ہیں جس طرح حضرت مریم علیہا السلام اور فرشتے کی بات چیت ہوئی تھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ فرشتے نے نبی اکرم ﷺ کے واسطے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بات کی ہو جس طرح حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام پہنچایا تھا۔ ② اس حدیث سے بدر میں شریک ہونے والے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ بدری صحابہ کی تعداد مشہور روایت کے مطابق تین سو تیرہ ہے جبکہ دوسرے اقوال کے مطابق ان کی تعداد تین سو چودہ یا تین سو سترہ ہے۔ (دیکھیے: فتح الباری ۷/۳۶۲ حدیث: ۳۹۵۶) ③ فرشتوں کا نزول جنگ بدر کے علاوہ دوسرے موقعوں پر بھی ہوا لیکن جو فرشتے اس موقع پر حاضر تھے وہ دوسروں سے افضل ہیں۔ ④ جہاد کی بہت فضیلت ہے کہ اس سے انسان تو کیا فرشتوں کو بھی شرف حاصل ہو جاتا ہے۔

١٦١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ، جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَسْبُوا أَصْحَابِي،

١٦١- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”میرے ساتھیوں کو برا بھلا مت کہو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی اگر احد پہاڑ کے برابر سونا بھی (اللہ کی راہ میں) خرچ کر دے تو ان کے ایک مدد بلکہ آدھے مدد تک نہیں پہنچ سکتا۔“

◀ صحیحہ (فتح): ۷/۳۹۵، ح: ۳۹۹۲.

١٦١- أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب، ح: ٣٦٧٣، ومسلم، فضائل الصحابة، باب تحريم سب الصحابة رضي الله عنهم، ح: ٢٥٤٠ من حديث الأعمش به، في الأصل وصحيح مسلم: "عن أبي هريرة رضي الله عنه"، والصابغ "عن أبي سعيد" كما في صحيح البخاري وغيره.

فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ
مِثْلَ أَحَدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مَدًّا أَحَدٍ [هِمْ] وَلَا
نَصِيفَهُ» .

☀️ فوائد و مسائل : امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ تحفۃ الاشراف میں لکھتے ہیں کہ سنن ابن ماجہ کے جن نسخوں میں یہ حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کاتبوں کی غلطی ہے کیونکہ صحاح ستہ میں یہ حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بہر حال اس غلطی سے حدیث کی صحت پر اثر نہیں پڑتا کیونکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔
① اس حدیث میں اہل بدر کی تخصیص نہیں شاید مصنف اس باب میں اس حدیث کو اس لیے لائے ہیں کہ اس عموم میں بدری صحابہ کرام بھی داخل ہیں۔ ② اس حدیث میں خطاب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد آنے والے مسلمانوں سے ہے۔ بعد کے مسلمانوں کا ایک بڑا عمل بھی وہ مقام نہیں رکھتا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بظاہر ایک معمولی عمل رکھتا ہے۔
③ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اعمال کا مقام اس قدر بلند ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے اس وقت یہ قربانیاں دی تھیں جب اسلام کی بنیاد رکھی جا رہی تھی اور ان چند نفوس قدسہ کے سوا پوری دنیا میں اسلام کی مدد کرنے والا کوئی نہ تھا علاوہ ازیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف ایسا عظیم شرف ہے جس کا متبادل بڑے سے بڑا نیک عمل نہیں ہو سکتا۔ بڑے سے بڑا تابعی ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کا مقام حاصل نہیں کر سکتا۔ مد ماہنے کا ایک پیانا ہے جو صاع کے چوتھے حصے کے برابر ہوتا ہے اور صاع کی صحیح مقدار دو کلو اور سو گرام ہے تاہم غلے کی جس کے اختلاف کی وجہ سے یہ مقدار ڈھائی کلو تک ہو سکتی ہے۔



۱۶۲ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو
ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ. قَالَ:
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ نُسَيْرِ بْنِ ذُعْلُوقٍ، قَالَ:
كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ: لَا تَسْبُوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ
ﷺ. فَلَمَقَامٌ أَحَدِهِمْ سَاعَةً، خَيْرٌ مِنْ عَمَلٍ
أَحَدِكُمْ عَمْرَهُ.

۱۶۲- حضرت نسیر بن ذعلوق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو برا نہ کہو ایک صحابی کا (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں) گھڑی بھر ٹھہرنا تم میں سے کسی کی زندگی بھر کے عملوں سے بہتر ہے۔

(۱۱/۲۱) - انصار کی فضیلت

فَضْلُ الْأَنْصَارِ

* انصار: لفظ "انصار" ناصر کی جمع ہے جس کے معنی "مددگار" کے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ سے

۱۶۲- [سنادہ ضعیف] أخرجه أحمد في كتابه "فضائل الصحابة": ۱۵۰ عن وكيع به * سفیان الثوري مذکور في المدلسين وإن كان تدليسہ قليلاً (طبقات المدلسين/ المرتبة الثانية)، ولم أجد تصريح سماعه، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، رجاله ثقات".

ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ منورہ میں دو بڑے قبیلے آباد تھے: اوس جس کے سردار کا نام سعد بن معاذ تھا اور خزرج جس کے رئیس سعد بن عبادہ تھے۔ اوس اور خزرج دو بھائی تھے۔ ان کی والدہ کا نام قبیلہ تھا۔ عرب کے مشہور قبیلہ ازد کی تمام شاخیں جن میں قبیلہ اوس اور خزرج بھی شامل ہیں عارضہ بن عمرو پر جا کر مل جاتی ہیں۔ اوس اور خزرج نے مسلمان ہو کر نبی ﷺ کی مدد اور تعاون کا معاہدہ کیا تو آپ نے ان دو قبیلوں کو عزت و شرف عطا کرتے ہوئے ”انصار“ کا نام عطا فرمایا۔ (صحیح البخاری مناقب الانصار حدیث: ۳۷۷۶)

۱۶۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَعَمْرُو
ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ شُعْبَةَ،
عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَحَبَّ الْأَنْصَارَ
أَحَبَّهُ اللَّهُ. وَمَنْ أَبْغَضَ الْأَنْصَارَ أَبْغَضَهُ اللَّهُ».
قَالَ شُعْبَةُ: قُلْتُ لِعَدِيِّ: أَسَمِعْتَهُ مِنَ الْبَرَاءِ بْنِ
عَازِبٍ؟ قَالَ: إِيَّايَ حَدَّثَ.

۱۶۳- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جو انصار سے محبت کرے
گا اللہ اس سے محبت کرے گا“ اور جو انصار سے بغض
رکھے گا اللہ اس سے بغض رکھے گا۔“ شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا:
میں نے عدی سے پوچھا کہ کیا تم نے یہ حدیث حضرت
براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے (خود سنی ہے؟ تو انھوں نے کہا
مجھے انھوں نے ہی یہ حدیث بیان کی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① انصار نے رسول اللہ ﷺ کی اس وقت مدد کی تھی جب آپ ﷺ اور مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر انتہائی سخت حالات تھے حتیٰ کہ ان کے لیے اپنے وطن میں ٹھہرنا ممکن نہیں رہ گیا تھا۔ اس کے بعد انصار نے مالی طور پر بھی مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ہر ممکن تعاون کیا پھر کفار سے جنگوں میں مہاجرین کے شانہ بشانہ جانی اور مالی قربانیاں پیش کیں اس لیے انصار سے محبت دراصل اسلام اور پیغمبر اسلام سے محبت کا مظہر ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت ایسے پاک باز لوگوں ہی کے لیے ہے۔ اور اسلام کے ان جاں نثاروں سے نفرت دراصل اسلام اور پیغمبر اسلام سے نفرت کا مظہر ہے جس کا کسی مسلمان سے تصور نہیں کیا جاسکتا لہذا انصار سے نفرت کسی منافق ہی کے دل میں ہو سکتی ہے۔ ② کسی سے محبت کرنا اور کسی سے بغض رکھنا اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے جو اس روایت سے ثابت ہو رہی ہے۔

۱۶۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَاسِرٍ، عَنْ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ عَبْدِ الْمُطَّهِمِ بْنِ
عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْأَنْصَارُ شِعَارٌ»

۱۶۴- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انصار بدن سے متصل لباس
(کی طرح) ہیں اور دوسرے لوگ چادر (کی طرح)
ہیں۔ اگر لوگ ایک وادی یا گھاٹی اختیار کریں اور انصار

۱۶۳- أخرجه البخاري، ح: ۳۷۸۳، ومسلم، ح: ۷۵ من حديث شعبة به.

۱۶۴- [صحیح] * عبدالمطہم ضعيف (تقريب)، ولحديثه شواهد كثيرة عند البخاري ومسلم وغيرهما.

وَالنَّاسُ دِيَارٌ، وَلَوْ أَنَّ النَّاسَ اسْتَقْبَلُوا وَاوِيَاً
 أَوْ شِعْبًا، وَاسْتَقْبَلَتِ الْأَنْصَارُ وَاوِيَاً،
 فِي سَلَكِ وَاوِيَةِ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ لَا الْهَجْرَةُ
 لَكُنْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ» .

☀️ فوائد و مسائل: ① اس کی سند میں ایک راوی عبدالہیمن ہے جو ضعیف ہے لیکن یہ حدیث دوسری صحیح سندوں سے صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مروی ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار، باب قول النبی ﷺ:

لولا الهجرة لكنت امرأ من الأنصار، حديث: ۳۷۷۹، و صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب إعطاء المؤلفه قلوبهم على الإسلام و تصبر من قوى إيمانه، حديث: ۱۰۵۹) اس لیے یہ حدیث صحیح ہے۔ ② یہ ارشاد مبارک رسول اللہ ﷺ نے غزوہ حنین کے بعد فرمایا تھا۔ غنیمتوں کی تقسیم میں رسول اللہ ﷺ نے نئے مسلمان ہونے والے افراد کو زیادہ حصہ دیا تاکہ ان کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہو جائے اور ایمان پختہ ہو جائے اس پر بعض انصار کو یہ احساس ہوا کہ انھیں بھی برابر حصہ ملنا چاہیے تھا جبکہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں بالکل نہیں دیا تھا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے واضح فرمایا کہ انصار کی جاں نثاری اور بہادری کا انکار نہیں، لیکن چونکہ وہ آپ ﷺ کے زیادہ مقرب اور ایمان میں زیادہ مضبوط ہیں اس لیے ان کے ایمان پر اعتماد کر کے ان کے بجائے دوسرے افراد کو دیا گیا جنھیں تالیف قلب کی ضرورت تھی۔ ③ اس ارشاد مبارک سے انصار کا بلند مقام واضح ہوتا ہے اور یہ کہ نبی کریم ﷺ کی نظر میں بھی انصار کو بہت اہمیت حاصل تھی۔ ④ اس حدیث میں انصار کو 'شعار' اور دوسرے مسلمانوں کو 'دثار' فرمایا گیا ہے۔ شعار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو پسینے والے کے جسم سے مس ہوتا ہے اور دثار وہ لباس ہوتا ہے جو شعار کے اوپر پہنا جاتا ہے۔ اس تشبیہ سے مقصود اس بات کا اظہار تھا کہ انصار رسول اللہ ﷺ کے خصوصی قرب کے شرف سے مشرف ہیں۔ ⑤ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ہجرت ایک عظیم عمل ہے اسی طرح مہاجرین کی مدد اور نصرت بھی ایک عظیم عمل ہے۔ ⑥ مہاجرین کے بعد انصار سب سے افضل ہیں۔

۱۶۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۱۶۵ - حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ : حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
 ابْنُ عَمْرٍو بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ :
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «رَجِمَ اللَّهُ الْأَنْصَارَ،
 وَأَبْنَاءَ الْأَنْصَارِ، وَأَبْنَاءَ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ» .

۱۶۵ - [إسناده ضعيف] * كثير العوفي ضعيف، أفرط من نسبة إلى الكذب (تقريب)، ولم يثبت تكذيبه عن الشافعي ولا عن أبي داود لجهالة حال الآجری، وحديث مسلم، ح: ۲۵۰۶ يغني عن حديثه.

🌟 **فائدہ:** اس حدیث کی سند ضعیف ہے البتہ دوسری روایات میں صحیح سند سے یہ الفاظ مروی ہیں: ”اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور انصار کی اولاد کی اور انصار کی اولاد کی اولاد کی۔“ (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل الأنصار، حدیث: ۲۵۰۶) یعنی یہ روایت [رَجِمَ اللَّهُ الْأَنْصَارَ] کی بجائے [اللَّهُم اغفر للانصار] کے الفاظ کے ساتھ صحیح ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (۱۱/۲۲)۔

فَضْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ (۱۱/۲۲)

کے فضائل

* حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما: نام و نسب: عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف قریشی ہاشمی۔ آپ نبی اکرم ﷺ کے چچا زاد جبکہ حضرت خالد بن ولید کے خالد زاد بھائی ہیں۔ بے پناہ علم کی وجہ سے بحر یعنی علم کا سمندر اور حبر الامة کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ شعب ابوطالب میں مسلمانوں کے ایام اسیری میں پیدا ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے لعاب مبارک سے انھیں گھٹی دی۔ آپ کی والدہ کا نام لبا بہ بنت حارث ہے۔ آپ کے وسیع علم کی ایک جھلک حضرت عبید اللہ بن عبداللہ کے اس فرمان میں دیکھی جاسکتی ہے فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر فقہ، شعر، حدیث، رسول، خلفائے راشدین کے فیصلوں، لغت عربی، تفسیر القرآن، حساب، فرائض اور اجتہاد میں کوئی عالم نہیں دیکھا۔ آپ ایک دن فقہ کا درس دیتے ’توفیق کے علاوہ کوئی چیز بیان نہ کرتے۔ تفسیر، غزوات، شعر، فقہ اور عربوں کے حالات کے لیے الگ الگ دن مقرر فرماتے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما طائف میں ۶۸ ہجری کو ۷۱ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

۱۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، ۱۶۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے؛
رَأَوْ بَكْرَ بْنَ خَلَادٍ الْبَاهِلِيَّ، قَالَ: حَدَّثَنَا انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے سینے سے لگایا
عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ الْحَدَّاءِ، عَنْ اور فرمایا: ”اے اللہ! اسے حکمت سکھا دے اور کتاب
عِكْرِمَةَ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَمَّنِي (قرآن مجید) کا مطلب سکھا دے۔“
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِلَيْهِ، وَقَالَ: «اللَّهُمَّ عَلِّمُهُ
لِحِكْمَةِ وَتَأْوِيلِ الْكِتَابِ».

🌟 **فوائد و مسائل:** ① اس حدیث میں حکمت یعنی دانائی سے مراد حدیث کا علم ہے، قرآن مجید میں یہ لفظ اس مفہوم میں وارد ہے۔ ارشاد ہے: ﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (البقرة: ۱۲۹) (حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ اے اللہ! ان میں رسول مبعوث فرما جو) ”انھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے۔“ ② اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی یہ

۱۶۶- أخرجه البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب ذكر ابن عباس رضي الله عنهما، ح: ۳۷۵۶ من حديث

خالد به.



دعا قبول فرمائی اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو علم تفسیر میں وہ بلند مقام ملا کہ انھیں امیر المفسرین کہا گیا۔ ”تفسیر ابن عباس“ قرآن کی مشہور تفسیر ہے جو بازار سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ ⑤ چھوٹے بچوں کو خصوصاً جو بزرگوں کی خدمت کریں دعا دینی چاہیے۔ ⑥ بچوں کو اظہار شفقت کے لیے سینے سے لگانا جائز ہے۔ بشرطیکہ لوگوں کے دلوں میں غلط فہم کے شکوک و شبہات پیدا ہونے کا خدشہ نہ ہو۔ ⑦ علم نافع کے حصول کی دعا ایک بہترین دعا ہے کیونکہ اس سے دنیا میں بھی عزت ملتی ہے اور آخرت میں بھی بلند درجات حاصل ہوتے ہیں۔

(المعجم ۱۲) - باب: فی ذکر الخوارج (التحفۃ ۱۲)

باب: ۱۲- خوارج کا بیان

* خوارج: خوارج سے مراد ہر وہ شخص ہے جو مسلمانوں کے متفقہ حکمران کے خلاف بغاوت کرے خواہ وہ بغاوت خلفائے راشدین کے خلاف ہو یا ان کے بعد کے حکمرانوں کے خلاف۔ خوارج کے اکابر میں اشعث بن قیس کندی، مسعر بن قنبر، حبیبی اور یزید بن حصین طائی شامل ہیں۔ خوارج کے کئی نام ہیں مثلاً: (۱) حکمیہ: انھیں حکمیہ اس لیے کہتے ہیں کہ انھوں نے حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے منصفوں اور ان کے فیصلے کو رد کیا تھا اور کہا تھا: حکم اللہ ہی کا ہے۔ (ب) حروریہ: یہ حروریہ بھی کہلاتے ہیں کیونکہ یہ مقام حروراء میں ٹھہرے تھے۔ (ج) شراۃ: انھیں شراۃ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کا گمان ہے کہ انھوں نے اپنی جائیں اللہ کی رضا کے لیے فروخت کر دی ہیں۔ (د) مارقہ: دین سے نکل جانے کی وجہ سے انھیں مارقہ کہا جاتا ہے۔

* خوارج کے عقائد: خوارج کے چند اہم عقائد جو اہل سنت والجماعت کے عقائد سے متضاد ہیں یہ ہیں مثلاً: (۱) حکمرانوں کے خلاف اسلحہ اٹھانا، انھیں قتل کرنا اور ان کے مال لوٹنا، ان کے نزدیک جائز ہے۔ (ب) اپنے مخالفین کو کافر کہتے ہیں۔ (ج) حضرت عثمان و حضرت علی رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ کو طعن و تشنیع کرتے ہیں اور ان پر کفر کا حکم لگاتے ہیں۔ (د) عذاب قبر، حوض کوثر اور شفاعت پر ایمان نہیں رکھتے۔ (ه) ان کا گمان ہے کہ جس شخص نے ایک بار جموٹ بولا یا کوئی چھوٹا بڑا گناہ کیا اور بغیر توبہ کیے فوت ہو گیا تو وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ (و) اپنے امام کے سوا کسی کے پیچھے نماز ادا نہیں کرتے اور اوقات نماز میں تاخیر کو جائز سمجھتے ہیں۔ (ز) اجنبی عورت سے بغیر ولی کے نکاح کو درست مانتے ہیں نیز متعہ ان کے ہاں حلال ہے۔ (ح) چاند دیکھے بغیر روزہ رکھنا اور چاند دیکھے بغیر عید منانا درست ہے۔

خوارج کے اہم فرقوں میں ’آزارقہ‘ نجدات، ثعالیہ اور اباضیہ ہیں۔ موجودہ دور میں صرف اباضیہ فرقہ مملکت عمان، جنوب لیبیا اور مغرب میں موجود ہے۔ مصر، یمن، اردن اور پاکستان کی بعض جماعتوں میں ان کے عقائد اور اثرات پائے جاتے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الملل والنحل) امام محمد بن عبدالکریم الشہرستانی رحمۃ اللہ علیہ۔ غنیۃ الطالبین، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ الموسوعۃ المیسرۃ فی الادیان والمذہب والأحزاب المعاصرہ، دکتور مانع بن حماد

۱۶۷- حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے خوارج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ان میں ایک آدمی ہے جس کا ہاتھ ادھورا ہے یا فرمایا: ناقص ہے یا فرمایا: جھوٹا سا ہے۔ اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم فخر کرنے لگو گے تو میں تمہیں بتا دیتا کہ انہیں قتل کرنے والوں کے لیے اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کیا کچھ (ثواب و انعامات کا) وعدہ کیا ہے۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عرض کیا: کیا آپ نے یہ باتیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے (براہ راست) سنی ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین بار فرمایا: رب کعب کی قسم! ہاں۔

۱۶۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيَّةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: وَذَكَرَ الْخَوَارِجَ، فَقَالَ: فِيهِمْ رَجُلٌ مُخَدِّجُ الْيَدِ، أَوْ مُؤَدُّ الْيَدِ، أَوْ مَثْدُونُ الْيَدِ، وَلَوْلَا أَنْ تَبَطَّرُوا لَحَدَّثْتُكُمْ بِمَا وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ يَقْتُلُونَهُمْ، عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: إِي، وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

☀️ نوادہ و مسائل: ① رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کے بارے میں تفصیل سے بیان فرمایا اور وہ واقعات اسی طرح پیش آئے جس طرح آپ نے بیان فرمائے تھے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی ایک دلیل ہے۔ ② اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی فضیلت ہے جنھوں نے خوارج سے جنگ کی۔ ③ تاکید کے طور پر قسم کھانا جائز ہے۔

۱۶۸- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آخری زمانے میں کچھ لوگ ظاہر ہوں گے، کم عمر (نوجوان)، کم عقل (بظاہر) بڑی اچھی باتیں کریں گے قرآن پڑھیں گے، لیکن وہ ان کے گلوں سے آگے نہیں بڑھے گا۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے، جس طرح تیر (نشانہ بننے والے) شکار سے گزر جاتا ہے۔ جو شخص انہیں ملے اسے چاہیے کہ انہیں قتل کرے جو کوئی انہیں قتل کرے گا، اسے اللہ سے ان کے قتل کرنے کا ثواب ملے گا۔“

۱۶۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَّارَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبَّاسٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زُرَّارَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ النَّاسِ، يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيهِمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرِّمِيَّةِ، فَمَنْ لَقِيَهُمْ فَلْيَقْتُلْهُمْ، فَإِنَّ

۱۶۷- أخرجه مسلم، الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ح: ۱۰۶۶ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

۱۶۸- [صحيح] أخرجه الترمذي، الفتن، باب ماجاء في صفة المارقة، ح: ۲۱۸۸ من حديث أبي بكر بن عباس به، وقال: "حسن صحيح"، ولحديثه شواهد كثيرة عند البخاري ومسلم وغيرهما.

فَقَتَلَهُمْ أَجْرٌ عِنْدَ اللَّهِ لِمَنْ قَتَلَهُمْ» .

سُورَةُ مَائِدَةِ آيَاتُ ۱۰۱ "آخری زمانے" کا مطلب بعض علماء نے خلافت راشدہ کا آخری زمانہ مراد لیا ہے کیونکہ یہ خارجی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ظاہر ہوئے تھے، ممکن ہے قیامت کے قریب بھی ایسے لوگ سامنے آئیں جو انہی گمراہیوں کا شکار ہوں جن میں خارجی جتلا تھے۔ واللہ اعلم۔ ① بدعت، خواہ عقیدہ میں ہو یا عمل میں، کم عقلی کی دلیل ہے۔ گویا بدعت کو وہی شخص ایجاد یا اختیار کرتا ہے جو دین کی سمجھ نہیں رکھتا یا دین کو ناقص سمجھتا ہے۔ ② گمراہ فرقے اپنی گمراہی کی تائید میں ایسی چیزیں پیش کرتے ہیں جن سے کم علم آدمی دھوکا کھا جاتا ہے اور ان باتوں کو پختہ دلائل سمجھ بیٹھتا ہے، لیکن اگر ان کے مزعومہ دلائل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں پرکھا جائے تو ان کی غلطی واضح ہو جاتی ہے۔ ③ قرآن کے گلے سے آگے نہ گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ زبان سے قرآن پڑھیں گے، لیکن اس کا اثر ان کے دلوں پر نہ ہوگا یا ان کے دل قرآن کی صحیح سمجھ سے محروم ہوں گے۔ ④ بدعتی اپنے خود ساختہ اقوال و افعال ہی کو اسلام سمجھتا ہے، اس لیے وہ اصلی اسلام سے محروم ہو جاتا ہے۔ جس طرح وہ تیرہ شوکار کیے جانے والے جانور میں سے آ پار گزر جائے کہنے کو تو اس کا تعلق بھی اس جانور سے قائم ہوا ہے، لیکن حقیقت میں وہ تعلق کالعدم ہے۔ اسی طرح خوارج یا دوسرے اہل بدعت کا تعلق بظاہر تو اسلام سے قائم ہوتا ہے کیونکہ وہ شہادتین کا اقرار کرتے ہیں اور مسلمانوں والے اعمال کرتے ہیں، لیکن بدعت کی وجہ سے ان کی نیکیاں غیر مقبول اور کالعدم ہو جاتی ہیں، اس طرح اسلام سے ان کا تعلق قائم نہیں رہ پاتا۔ ⑤ اہل بدعت کو پہلے سمجھانا چاہیے اور ان کی غلطیاں واضح کرنی چاہئیں، پھر بھی اگر وہ باز نہ آئیں اور عام مسلمانوں کے لیے گمراہی کا باعث بننے لگیں تو اسلامی حکومت کو ان سے باغیوں کا سا سلوک روا رکھ کے بزور قوت ان کے فتنہ کا خاتمہ کرنا چاہیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی پہلے خوارج کو سمجھانے کے لیے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجا تھا جس کے نتیجے میں ان میں سے بہت سے افراد کی سمجھ میں بات آ گئی اور انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت قبول کر لی۔ جو بغاوت پر مصر ہے ان سے جنگ کی گئی۔ (البدایۃ والنہایۃ: ۲/۲۹۲) ⑥ فتنے کا خاتمہ کرنے کے لیے اسلامی حکومت سے تعاون نیک کام ہے، جس پر ثواب ملے گا۔



۱۶۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا، کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے حروریہ کے بارے میں کوئی ارشاد سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے آپ ﷺ کو ایسی جماعت کا ذکر کرتے سنا ہے جو بہت عبادت

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ : أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ : قُلْتُ لِأَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ : هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُ فِي الْحَرُورِيَّةِ شَيْئًا؟ فَقَالَ : سَمِعْتُهُ يَذْكُرُ

۱۶۹ - [صحیح] أخرجه أحمد: ۳/۳۳، ۳۴ عن يزيد به، وإسناده حسن، وأصله متفق عليه (البخاري، ح: ۵۰۵۸، ومسلم، ح: ۱۰۶۴).

فَوَمَا يَتَعَبَدُونَ «يَحْفَرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ وَصَوْمَهُ مَعَ صَوْمِهِمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، أَخَذَ سَهْمُهُ فَنَظَرَ فِي نَصْلِهِ فَلَمْ يَرَ شَيْئاً، فَنَظَرَ فِي رِصَافِهِ فَلَمْ يَرَ شَيْئاً، فَنَظَرَ فِي قِدْحِهِ فَلَمْ يَرَ شَيْئاً. فَنَظَرَ فِي الْقُدْذِ فَمَارَى هَلْ بَرَى شَيْئاً أَمْ لَا».

کریں گے (حتیٰ کہ) ”تم ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے مقابلے میں اپنے روزوں کو معمولی سمجھو گے۔ (لیکن) وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے آر پار ہو جاتا ہے۔ تیر انداز تیر کو پکڑ کر اس کا پھل دیکھتا ہے (اسے) شکار ہونے والے جانور کا) کچھ بھی (پھل سے لگا ہوا) نظر نہیں آتا پھٹے کو دیکھتا ہے تو کچھ نظر نہیں آتا تیر کی لکڑی کو دیکھتا ہے تو کچھ نظر نہیں آتا پھر تیر کے پروں کو دیکھتا ہے تو شک ہوتا ہے کہ (جانور کے خون وغیرہ کا) کچھ (اثر) نظر آ رہا ہے یا نہیں؟“

🌞 فوائد و مسائل: ① خوارج نماز روزہ وغیرہ نیک اعمال میں بہت محنت کرتے تھے حتیٰ کہ صحابہ بھی دیکھیں تو تعجب کریں۔ لیکن عقیدے کی خرابی کے ساتھ نیک عمل میں جتنی بھی محنت کی جائے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ ② اس حدیث میں تیر کے مختلف حصوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ نصل (پھل) تیر کے اس حصے کو کہتے ہیں جو لوہے کا بنا ہوتا ہے اور تیز دھار ہونے کی وجہ سے زخمی کرتا ہے۔ رصاف وہ ٹھٹھے جو تیر میں وہاں ہوتے ہیں جہاں لوہے کا پھل لکڑی سے ملتا ہے۔ قدح: تیر کی وہ لمبی لکڑی جس کے سرے پر نصل لگایا جاتا ہے۔ قذذ: اُن پروں کو کہتے ہیں جو تیر کے پچھلے حصے میں ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تیر کے کسی حصے میں شکار شدہ جانور کا خون یا گوشت کا ٹکڑا تک نہیں لگا بلکہ تیر اسے لگ کر اتنی تیزی سے پار ہو گیا کہ بالکل صاف نکل گیا۔ اسی طرح یہ لوگ اسلام میں داخل ہوئے اور سیدھے باہر نکل گئے۔ اسلام کی دینی اور اخلاقی تعلیمات کا کچھ اثر قبول نہیں کیا۔ ③ اگرچہ خوارج کی گمراہی واضح ہے اور صحیح اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں اسی لیے محدثین کا ایک گروہ ان کے کافر ہونے کا قائل ہے، تاہم علماء کی اکثریت نے اس کے باوجود انھیں مرتد یا غیر مسلم قرار نہیں دیا بلکہ گمراہ اور باغی ہی فرمایا ہے۔

۱۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۷۰- حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے بعد میری امت میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے، وہ ان کے گلوں سے آگے نہیں بڑھے گا، وہ دین سے اس طرح نکل

۱۷۰- أخرجه مسلم، الزكاة، باب الخوارج شر الخلق والخلق، ح: ۱۰۶۷ من حديث سليمان به.

جائیں گے جس طرح تیر نشانہ بننے والے جانور میں سے گزر جاتا ہے پھر وہ (دین میں) واپس نہیں آئیں گے۔ وہ تمام مخلوقات میں سے بدترین افراد ہوں گے۔“ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے شاگرد عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حکم بن عمرو غفاری رضی اللہ عنہ کے بھائی رافع بن عمرو رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کا ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا: میں نے بھی یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

اللہ ﷻ: «إِنَّ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي، أَوْ سَبَكُونُ بَعْدِي مِنْ أُمَّتِي، قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ حُلُوقَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرِّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُودُونَ فِيهِ، هُمْ شِرَارُ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ». قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الصَّامِتِ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَافِعِ بْنِ عَمْرٍو، أَخِي الْحَكَمِ بْنِ عَمْرٍو الْغِفَارِيِّ فَقَالَ: وَأَنَا أَيْضًا قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷻ.

☀️ فائدہ و مسائل: ① قرآن کے طلق (گلے) سے آگے نہ گزرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے دلوں پر قرآن کا اثر نہیں ہوگا یا ان کے دل قرآن مجید کو سمجھنے سے عاری ہوں گے۔ ② اہل بدعت جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ ③ اس حدیث سے دلیل لی گئی ہے کہ بدعتی فرقوں کے لوگ امت میں شامل ہیں، یعنی دنیوی معاملات میں ان سے مسلمانوں والا سلوک کیا جائے گا البتہ وہ گمراہ اور فاسق ہیں۔ واللہ اعلم۔



۱۷۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے کچھ لوگ قرآن پڑھیں گے۔ (اس کے باوجود) وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانہ بننے والے جانور میں سے تیرا رپا رہ جاتا ہے۔“

۱۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيَقْرَأَنَّ الْقُرْآنَ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرِّمِيَّةِ».

☀️ فائدہ: امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو خوارج کے باب میں ذکر کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک اس حدیث میں مذکور افراد سے مراد خوارج ہیں، تاہم حدیث کے الفاظ عام ہیں لہذا اس وعید میں بعد کے زمانوں والے وہ لوگ بھی شامل ہو سکتے ہیں جو بظاہر مسلمان کہلاتے اور قرآن و حدیث پڑھتے ہیں، لیکن ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ غیر اسلامی رسم و رواج اور خلاف اسلام اعمال کو عین اسلام ثابت کیا جائے اور اس مقصد کے لیے وہ کبھی تو قرآن و حدیث کی نصوص میں معنوی تحریف کرتے ہیں، کبھی صحیح احادیث کا انکار کرتے ہیں، کبھی کہتے

۱۷۱- [صحیح] أخرجه أحمد: ۵۶/۱ من حديث سماك به، وسلسلة سماك عن عكرمة ضعيفة، انظر سير أعلام النبلاء: ۲۴۸/۵ وغيره، وللحديث شواهد، ومعنى الحديث صحيح، انظر الحديث الآتي.

ہیں کہ موجودہ حالات اور ترقی کے اس دور میں اسلام کے فلاں فلاں احکام قابل عمل نہیں رہے۔ اس طرح اسلام کے نام سے اسلام کے خلاف کام کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

۱۷۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ : حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 أَنبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ،
 عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ بِالْجِعْرَانَةِ وَهُوَ يَقْسِمُ التَّبَرَّ وَالْعَنَائِمَ،
 وَهُوَ فِي حَجْرٍ بِلَالٍ، فَقَالَ رَجُلٌ: إِعْدِلْ يَا
 مُحَمَّدًا! فَإِنَّكَ لَمْ تَعْدِلْ. فَقَالَ: «وَيْلَكَ!
 وَمَنْ يَعْدِلُ بَعْدِي إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟» فَقَالَ
 عُمَرُ: دَعْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ! حَتَّى أَضْرِبَ
 عُنُقَ هَذَا الْمُنَافِقِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
 «إِنَّ هَذَا فِي أَصْحَابٍ، أَوْ أَصْحَابٍ لَهُ،
 يَمْرُقُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجَاوِزُ تَرَافِيهِمْ، يَمْرُقُونَ
 مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرِّمِيَّةِ.»

۱۷۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جعرانہ مقام پر مالِ غنیمت اور سونا تقسیم کر رہے تھے جو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جھولی میں تھا۔ ایک آدمی نے کہا: اے محمد! ﷺ انصاف کیجئے آپ نے انصاف نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”فسوس ہے تجھ پر! اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو پھر میرے بعد اور کون انصاف کرے گا؟“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”یہ شخص بھی اپنے ان ساتھیوں میں شامل ہے جو قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے گلے سے آگے نہیں گزرے گا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شانہ بننے والے جانور میں سے پار ہو جاتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① جس شخص نے یہ گستاخی کی اس کا نام ذُو الْخُوْبُصْرَةِ تھا۔ اور یہ واقعہ غزوہ حنین کے بعد پیش آیا۔ جب نبی کریم ﷺ نے جعروانہ کے مقام پر غزوہ حنین سے حاصل ہونے والا مالِ غنیمت مجاہدین میں تقسیم فرمایا۔ ② نبی اکرم ﷺ کے کسی عمل یا فرمان پر اعتراض کرنا یا اسے غلط قرار دینا یا آپ ﷺ کے کسی حکم کو ناقابل عمل قرار دینا منافقوں کا شیوہ ہے، مومن سے ایسی حرکت کا صدور ممکن نہیں۔ ③ اس واقعہ میں نبی اکرم ﷺ کے علم و عفو اور صبر و برداشت کی ایک اعلیٰ مثال ہے کہ ایسی گستاخی کے باوجود آپ ﷺ نے اسے سزا نہیں دی۔ ④ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب اس شخص کو منافق قرار دے کر قتل کرنے کی اجازت طلب کی تو نبی اکرم ﷺ نے ان کی تردید نہیں فرمائی۔ گویا اس شخص کے منافق ہونے کی تصدیق فرمائی، تاہم حکمت کی بنا پر اسے سزائے موت دینے سے احتراز فرمایا۔ ⑤ اس شخص کی حرکت میں ارشاد نبوی کی حجت کا انکار پایا جاتا ہے، بعد میں خوارج نے بھی بہت سی احادیث کا انکار کیا کیونکہ ان کے خیال میں وہ قرآن کے اس مزعومہ مفہوم کے خلاف تھیں جو ان کے خیال میں قرآن کا صحیح مطلب تھا۔ لیکن اہل سنت کی نظر میں قرآن مجید کی آیات کا وہی مطلب درست ہوتا ہے جس کی تائید صحیح احادیث سے ہو۔

۱۷۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۷۳ - حضرت ابن ابی اوفیؓ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرُقِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ،
عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: «الْخَوَارِجُ كِلَابٌ النَّارِ».

۱۷۴ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ حَمَزَةَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ
نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ:
«يَنْسَأُ نَشْءٌ يَفْرَعُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ
تَرَاقِيهِمْ، كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ» قَالَ ابْنُ
عُمَرَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «كُلَّمَا
خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ». أَكْثَرَ مِنْ عِشْرِينَ مَرَّةً.
«حَتَّى يَخْرُجَ فِي عِرَاضِهِمُ الدَّجَالُ».

۱۷۴ - حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے
اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "ایک جماعت پیدا ہوگی
جو قرآن پڑھیں گے وہ ان کے حلق سے آگے نہیں
گزرے گا جب بھی (ان میں سے) کوئی گروہ ظاہر ہوگا
کاٹ دیا جائے گا۔" حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا:
میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات: "جب کوئی گروہ
ظاہر ہوگا کاٹ دیا جائے گا۔" بیس سے زیادہ دفعہ سنی
ہے۔ اور فرمایا: "حتیٰ کہ ان میں سے دجال ظاہر ہوگا۔"



☀️ فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خوارج کے غلط خیالات سے تھوڑے لوگ متاثر ہوں گے
اکثر مسلمان ان کے معاملہ میں حق پر قائم رہیں گے۔ اور وہ ان گمراہوں سے جنگ کر کے ان کا قلع قمع کرتے رہیں
گے۔ ② یہ گمراہی امت میں بعد کے زمانوں میں بھی ظاہر ہوتی رہے گی، تاہم ان کا مقابلہ کرنے والے اہل حق اپنا
فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔ ③ معلوم ہوتا ہے کہ دجال بھی اسی انداز سے باطل کو حق ثابت کرنے کی کوشش کرے
گا اور لوگوں کو گمراہ کرے گا۔ اس کو اور اس کے گروہ کو حضرت علیؓ کاٹ دیں گے۔

۱۷۵ - حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ حَلْفٍ أَبُو بَشِيرٍ: ۱۷۵ - حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنِ مَعْمَرٍ، عَنِ قَتَادَةَ،
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«الْخَوَارِجُ كِلَابٌ النَّارِ»

۱۷۵ - حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے
اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "آ خر زمانے میں یا فرمایا:
اس امت میں کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو قرآن پڑھیں

۱۷۳ - [حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۳۵۵ عن إسحاق به، وله شاهد حسن، انظر، ح: ۱۷۶.

۱۷۴ - [إسناده حسن] وصححه البوصيري، وله شواهد عند أحمد والحاكم وغيرهما.

۱۷۵ - [إسناده ضعيف] أخرجه ابوداود، السنة، باب في قتال الخوارج، ح: ۴۷۶۶ من حديث عبدالرزاق به،
بأنفاظ مختلفة، وصححه الحاكم، والذهبي * فتادة مشهور بالتدليس (طبقات المدلسين / المرتبة الثالثة)، وعنمن،
وحدیث البخاری: ۷۵۶۲ یغنی عنه.

«يَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، أَوْ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيهِمْ، أَوْ حُلُوقِهِمْ، سِيَمَاهُمْ التَّحْلِيْقُ، إِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ، أَوْ إِذَا لَقَيْتُمُوهُمْ، فَاقْتُلُوهُمْ».

گے اور وہ ان کے حلقوں سے آگے نہیں گزرے گا ان کی علامت سر منڈانا ہے جب تم انہیں دیکھو یا فرمایا: جب تم ان سے ملو تو انہیں قتل کرو۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس روایت کی تحقیق کی بابت ہمارے فاضل محقق لکھتے ہیں کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے البتہ صحیح بخاری کی حدیث (۷۵۶۲) اس سے کفایت کرتی ہے، علاوہ ازیں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے لہذا معلوم ہوا یہ روایت سنداً ضعیف ہونے کے باوجود قابل حجت ہے۔ ② سر کا منڈانا خاریجوں کی علامت ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ جو بھی سر منڈائے وہ خارجی ہے بلکہ صرف یہ مطلب ہے کہ ان میں یہ عادت پائی جائے گی ورنہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ سر منڈاتے تھے جبکہ خارجی ان کے سخت دشمن تھے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے سکھوں کی علامات بیان کرتے ہوئے ان کی ایک علامت ڈانگی رکھنا بیان کی جائے تو لوگ ہر پوری ڈانگی رکھنے والے کو سکھ کہنا شروع کر دیں۔ ظاہر بات ہے ایسا کہنا یا سمجھنا سوائے جہالت کے کچھ نہیں۔ اسی طرح بعض اہل بدعت الہدیث کو سنت کے مطابق لمبی نماز پڑھنے، ذوق و شوق سے تلاوت کرنے اور فحشی بال رکھنے کی بجائے سر کے بال منڈانے پر انہیں خوارج باور کراتے ہیں جو حقائق کے بھی یکسر خلاف ہے جہالت کا مظاہرہ بھی ہے اور سنت پر اور صحیح اسلام پر عمل کرنے کی اہمیت و فضیلت سے انکار بھی۔ آعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهَا۔ ③ ”انہیں قتل کر دو“ اس کا مطلب ہے ان سے جنگ کرو تا کہ ان کا فتنہ ختم ہو جائے۔

۱۷۶- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ أَبِي غَالِبٍ ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ يَقُولُ : «سَرُّ قَتْلِي قُتِلُوا تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ ، وَخَيْرُ قَتِيلٍ مَنْ قَتَلُوا ، كِلَابُ أَهْلِ النَّارِ . قَدْ كَانَ هُوَ لِأَيِّ مُسْلِمِينَ فَصَّارُوا كُفَّارًا» ، قُلْتُ : يَا أَبَا أُمَامَةَ ! هَذَا شَيْءٌ تَقُولُهُ؟ قَالَ : بَلْ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .

۱۷۶- حضرت ابو غالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ لوگ (خارجی) آسمان کے نیچے قتل ہونے والے بدترین افراد ہیں اور جنہیں یہ لوگ قتل کر دیں وہ بہترین مقتول (شہید) ہیں۔ یہ جہنمیوں کے کتے ہیں یہ مسلمان تھے پھر کافر ہو گئے۔ میں نے کہا: ابو امامہ! کیا یہ آپ کی (اپنی) رائے ہے؟ انہوں نے کہا: بلکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی ہے۔

۱۷۶- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، التفسير، باب ومن سورة آل عمران، ح: ۳۰۰۰ من حديث حماد بن سلمة وغيره عن أبي غالب به، وقال: "حديث حسن".

☀️ فوائد و مسائل: ① اس میں خارجیوں کی شدید مذمت ہے اور ان کے کافر اور دوزخی ہونے کی صراحت ہے۔
 ② اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے عقائد کفریہ ہیں جن کی وجہ سے انھیں اسلام سے نکل کر کفر اختیار کر لینے والے قرار دیا گیا ہے۔ ③ خارجیوں سے جنگ کرنے والے مسلمانوں کو بلند مقام اور فضیلت حاصل ہے۔ ④ اس سے حضرت علیؑ کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ انھوں نے خارجیوں سے جنگ کی اور ایک خارجی کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

(المعجم ۱۳) - بَابُ: فِيمَا أَنْكَرَتِ

الْجَهْمِيَّةُ (التحفة ۱۳)

باب: ۱۳- فرقہ جمہیہ نے جس چیز کا

انکار کیا

۱۷۷- حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا: ”تم عنقریب اپنے رب کو دیکھو گے جس طرح اس چاند کو دیکھتے ہو تمہیں اس کے دیدار میں مشقت نہیں ہوگی لہذا اگر تم سے ہو سکے کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے والی نمازوں کے بارے میں مغلوب نہ ہو جاؤ تو ضرور ایسا کرو۔“ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾ ”سورج طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح کریں۔“

۱۷۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، وَوَكَيْعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا خَالِي يَعْلَى، وَوَكَيْعٌ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَظَرَّ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، قَالَ: «إِنَّكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرُونَ هَذَا الْقَمَرَ، لَا تَصَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ، فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَا تُغْلَبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا فَافْعَلُوا». ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ﴾. [ق:

[۳۹

☀️ فوائد و مسائل: ① فرقہ جمہیہ، جم بن صفوان کی طرف منسوب ہے اس بدعتی فرقے کا اہل سنت سے کئی مسائل میں اختلاف ہے، مثلاً: یہ لوگ بندے کو مجبور محض قرار دیتے ہیں اسی لیے انھیں جریر بھی کہتے ہیں اور اللہ کی صفات کا انکار کرتے ہیں۔ وہ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ صفات الہی تسلیم کرنے سے اللہ تعالیٰ کو مخلوق کے مشابہ ماننا پڑتا ہے جو

۱۷۷- أخرجه البخاري، التوحيد، باب قول الله تعالى: "وجوه يومئذ ناضرة... الخ"، ح: ۷۴۳۴، ۷۴۳۵، وغيره، ومسلم، المساجد، باب فضل صلاتي الصبح والعصر والمحافظة عليهما، ح: ۶۳۳ من حديث إسماعيل بن

اللہ کی شان کے لائق نہیں، حالانکہ اہل سنت اللہ کی صفات کو مخلوقات کی صفات کے مشابہ قرار نہیں دیتے بلکہ کہتے ہیں کہ جس طرح اس کی ذات بندوں کی ذات سے مشابہ نہیں، اسی طرح اس کی صفات، بندوں کی صفات سے مشابہ نہیں، جس طرح اس کی ذات کو موجود ماننے سے تشبیہ لازم نہیں آتی، اسی طرح اس کی صفات کو تسلیم کرنے سے اس کی بندوں سے تشبیہ لازم نہیں آتی بلکہ بندوں کی صفات بندوں کی حالت سے مناسبت رکھتی ہیں اور اللہ کی صفات ویسی ہیں جیسی اس کی شان کے لائق ہیں اور یہ تشبیہ نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (شوری: ۱۱) یعنی اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ خوب سننے والا دیکھنے والا ہے۔ ⑤ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کا دیدار ممکن ہے، قیامت کو اور جنت میں مومنوں کو اللہ کا دیدار ہوگا۔ دنیا میں اس لیے ممکن نہیں کہ موجودہ جسم اور موجودہ قوتوں کے ساتھ بندہ اللہ کے دیدار کی تاب نہیں لاسکتا بلکہ اس دنیا کی کوئی قوت اس کی زیارت کی تحمل نہیں ہو سکتی اسی لیے جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موٹی علیہ بے ہوش ہو گئے (دیکھیے: سورۃ الاعراف: ۱۲۳) لیکن عالم آخرت میں اللہ تعالیٰ بندوں کو طاقت عطا فرمائے گا کہ وہ اللہ کی تجلی کو برداشت کر سکیں۔ ⑥ اس حدیث کا مقصد اللہ تعالیٰ کو چاند سے محض تشبیہ دینا نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جس طرح دنیا میں لاکھوں افراد بیک وقت چاند کو دیکھ سکتے ہیں اور انھیں اس میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی، اسی طرح جنت میں بے شمار مومن بیک وقت دیدار الہی کا شرف حاصل کر سکیں گے اور انھیں اس میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ ⑦ نماز باقاعدگی سے ادا کرنا، بالخصوص نماز فجر اور عصر قضا نہ ہونے دینا بہت بڑا نیک عمل ہے، جس کا بدلہ زیارت باری تعالیٰ ہے۔ ⑧ اس کا مطلب یہ نہیں کہ باقی تین نمازوں کی کوئی اہمیت نہیں، بلکہ جو شخص فجر اور عصر باقاعدگی سے ادا کرتا ہے، وہ دوسری نمازیں بدرجہ اولیٰ باقاعدگی سے ادا کرتا ہے، کیونکہ فجر کی نماز کے وقت نیند اور سستی کا غلبہ ہوتا ہے اور عصر کے وقت کاروبار وغیرہ کے روزمرہ کاموں میں انتہائی مصروفیت ہوتی ہے اس لیے انھیں بروقت اور باجماعت ادا کرنا دوسری نمازوں کی نسبت مشکل ہے۔ جو شخص یہ مشکل کام کر لیتا ہے، وہ دوسری نمازیں بھی آسانی سے ادا کر سکتا ہے اور اس طرح جنت میں داخل ہونے اور اللہ کی زیارت سے مشرف ہونے کی امید رکھ سکتا ہے۔ ⑨ چاند کے ساتھ تشبیہ دینے میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے علو (اوپر ہونے) کا بھی اثبات ہے۔

۱۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيسَى الرَّمْلِيُّ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

۱۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تمہیں چودھویں رات کو چاند دیکھنے میں مشقت ہوتی ہے؟“ صحابہ نے کہا: جی

۱۷۸- [صحیح] * الأعمش كان يذلس (طبقات المدلسين/ المرتبة الثانية، والتلخيص الحبير: ۱/۱، ح: ۱۱۸۱) وعنن، ولحديثه شواهد كثيرة، انظر الحديث السابق والآتي، ومسنده الإمام أحمد: ۲/۳۸۹، وأخرجه مسلم، ح: ۲۹۶۸ من حديث أبي صالح به، نحو المعنى.

نہیں۔ فرمایا: ”اسی طرح قیامت کے دن تمہیں اپنے رب کی زیارت میں کوئی مشکل نہیں ہوگی۔“

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَضَامُونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ؟» قَالُوا: لَا. قَالَ: «فَكَذَلِكَ لَا تَضَامُونَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

☀️ فائدہ: حدیث میں لفظ ”تَضَامُونَ“ وارد ہے۔ اس کا مفہوم بھیڑ اور ازدحام کی وجہ سے مشقت اور تکلیف کا پیش آنا ہے۔ جب بہت سے لوگ ایک چیز کو دیکھنے کی کوشش کر رہے ہوں تو جو لوگ اس کے قریب ہوتے ہیں وہ آسانی سے دیکھ لیتے ہیں جب کہ پیچھے والے لوگ آسانی سے نہیں دیکھ سکتے۔ یہ صورت اس وقت پیش آتی ہے جب وہ چیز چھوٹی ہو اور انسانوں کے ہجوم میں چھپ جائے۔ چاند بڑا اور بلند ہونے کی وجہ سے بھیڑ میں چھپ نہیں سکتا اس لیے دیکھنے والوں کی تعداد جتنی بھی ہو آسانی سے دیکھ سکتے ہیں۔ مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی زیارت میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی جس طرح پورا چاند دیکھنے میں دشواری پیش نہیں آتی۔

۱۷۹- حضرت ابو سعید (خدری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمہیں دو پہر کے وقت سورج کو دیکھنے میں کوئی دشواری پیش آتی ہے جبکہ (آسمان پر) بادل بھی نہ ہو؟“ ہم نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: ”کیا تمہیں چودھویں رات کو چاند دیکھنے میں دشواری ہوتی ہے جب کہ بادل بھی نہ ہو؟“ صحابہ نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: ”تمہیں اللہ کی زیارت میں اتنی ہی دشواری ہوگی جتنی سورج اور چاند دیکھنے میں ہوتی ہے۔“

۱۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ أَبِي صَالِحِ السَّمَّانِ، عَنِ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنْزَى رَبَّنَا؟ قَالَ: «تَضَامُونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ فِي الظَّهِيرَةِ فِي غَيْرِ سَحَابٍ؟» قُلْنَا: لَا. قَالَ: «فَتَضَارُونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فِي غَيْرِ سَحَابٍ؟» قَالُوا: لَا. قَالَ: «إِنَّكُمْ لَا تَضَارُونَ فِي رُؤْيِهِ إِلَّا كَمَا تَضَارُونَ فِي رُؤْيِهِمَا».

۱۸۰- حضرت ابو زین جباری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا قیامت

۱۸۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا حَمَادُ بْنُ

۱۷۹- [صحیح] أخرجه أحمد: ۱۶/۳ من حديث الأعمش به، وانظر الحديثين السابقين.

۱۸۰- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، السنة، باب في الرؤية، ح: ۴۷۳۱ من حديث يعلى به، وصححه الحاكم، والذهبي.

کو ہم اللہ کی زیارت کریں گے؟ اور اس کی مخلوق میں اس کی کیا نشانی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ابوزین! کیا تم میں سے ہر شخص چاند کو اس طرح نہیں دیکھتا گویا وہ اکیلا ہی اسے دیکھ رہا ہے؟“ میں نے عرض کیا: جی ہاں (ایسے ہی ہوتا ہے۔) فرمایا: ”اللہ زیادہ عظمت والا ہے اور یہ (چاند) مخلوقات میں اس کی نشانی ہے۔“

سَلَمَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ وَكَيْعِ بْنِ حُدْسٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنْزَى اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ وَمَا آتَهُ ذَلِكَ فِي خَلْقِهِ؟ قَالَ: «يَا أَبَا رَزِينِ! أَلَيْسَ كُلُّكُمْ يَرَى الْقَمَرَ مُخْلِياً بِهِ؟» قَالَ، قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: «فَاللَّهِ أَعْظَمُ، وَذَلِكَ آيَةٌ فِي خَلْقِهِ».

🌟 فائدہ: ”گویا اکیلا ہی دیکھ رہا ہے“ اس کا مطلب یہ ہے کہ دیکھنے والوں کی کثرت کے باوجود کسی کو اسے دیکھنے میں کوئی مشقت یا دشواری پیش نہیں آتی۔

۱۸۱- حضرت ابوزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارا رب بندوں کی مایوسی پر ہنستا ہے حالانکہ اس کی طرف سے حالات کی تبدیلی قریب ہوتی ہے۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا رب تعالیٰ ہنستا ہے؟ فرمایا: ”ہاں۔“ میں نے کہا: ہم ایسے رب کی خیر سے کبھی محروم نہیں ہوں گے جو ہنستا ہے۔

۱۸۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنَّ أَبَانَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ وَكَيْعِ بْنِ حُدْسٍ، عَنْ عَمِّهِ أَبِي رَزِينٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَحَّحَ رَبُّنَا مِنْ قُنُوطِ عِبَادِهِ وَفَرَّبَ غَيْرِهِ» قَالَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَوْ يَضْحَكُ الرَّبُّ؟ قَالَ: «نَعَمْ» قُلْتُ: لَنْ نَعْدَمَ مِنْ رَبِّ يَضْحَكُ خَيْرًا.

۱۸۲- حضرت ابوزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے ہمارا رب کہاں تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ بادل میں تھا“ اس (بادل) کے نیچے بھی ہوا نہ

۱۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنَّ أَبَانَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ وَكَيْعِ بْنِ حُدْسٍ، عَنْ عَمِّهِ

۱۸۱- [مسنادہ حسن] أخرجه أحمد: ۱۱/۱۲ من حديث حماد به * وكيع حسن الحديث، جهله ابن القطان وغيره، ووقفه ابن حبان، والترمذي، والحاكم وغيرهم.

۱۸۲- [مسنادہ حسن] أخرجه الترمذي، التفسير، باب ومن سورة هود، ح: ۳۱۰۹ من حديث يزيد به، وقال: "هذا حديث حسن".

أَبِي رَزِينٍ قَالَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَيْنَ كَانَ رَبُّنَا قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ خَلْقَهُ؟ قَالَ: «كَانَ فِي عَمَاءٍ، مَا تَحْتَهُ هَوَاءٌ، وَمَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ، وَمَا تَمَّ خَلْقٌ، عَرَّشُهُ عَلَى الْمَاءِ».

☀️ **فوائد ومسائل:** ﴿٥﴾ [مَا تَحْتَهُ هَوَاءٌ وَمَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ] کا ترجمہ بعض علماء نے یوں کیا ہے ”جس کے نیچے بھی ہوا تھی اور اوپر بھی“۔ اس صورت میں ”ما“ موصولہ ہوگا۔ لیکن محمد فواد عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن ابن ماجہ کے حاشیے میں لکھا ہے کہ ”ما“ نافیہ ہے موصولہ نہیں۔ ہم نے ترجمہ اسی قول کے مطابق کیا گیا ہے۔ ﴿٥﴾ كَانَ فِي عَمَاءٍ (اللہ تعالیٰ عماء میں تھا) اس کے ایک معنی تو بادل ہیں۔ ایک معنی یہ کہے گئے ہیں کہ اس سے مراد ایسی چیز ہے جو انسانی فہم سے ماوراء ہو، یعنی اس سوال کا جواب عقل سے ماوراء ہے۔ بہر حال ان توضیحات و تاویلات کی ضرورت تب پیش آتی ہے جب حدیث قابل استدلال ہو جیسا کہ ہمارے محقق نے اس حدیث کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔ لیکن اس حدیث کے ضعیف ہونے کی وجہ سے جیسا کہ شیخ الباقی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اس میں تاویل کی ضرورت نہیں۔



١٨٣ - حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرَزِ الْمَازِنِيِّ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ إِذْ عَرَّضَ لَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ! كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَذْكُرُ فِي النَّجْوَى؟ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «يُدْنَى الْمُؤْمِنُ مِنْ رَبِّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَضَعَ عَلَيْهِ كَنَفَهُ، ثُمَّ يَقْرَأُ بِذُنُوبِهِ، فَيَقُولُ: هَلْ تَعْرِفُ؟ فَيَقُولُ: يَا رَبِّ! أَعْرِفُ، حَتَّى إِذَا بَلَغَ مِنْهُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَبْلُغَ

١٨٣ - حضرت صفوان بن محرز مازنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے ہم بھی ان کے ساتھ تھے اچانک ایک آدمی سامنے آ گیا اس نے کہا: اے ابن عمر! آپ نے رسول اللہ ﷺ کو سرگوشی کے بارے میں کیا فرماتے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ”قیامت کے دن بندے کو رب کے قریب کیا جائے گا“ حتی کہ اللہ تعالیٰ اس پر پردہ ڈال دے گا اور اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا۔ فرمائے گا: کیا تو (فلاں گناہ کو) جانتا ہے؟ بندہ کہے گا: یارب! پہچانتا ہوں

١٨٣ - أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله: "ويقول الأشهاد هؤلاء الذين كذبوا"، ح: ٤٦٨٥ كما في تحفة الأشراف: ٤٣٧/٥ من حديث سعيد بن أبي عروبة به، ومسلم، التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى على المؤمنين... الخ، ح: ٢٧٦٨ من طريق آخر عن قتادة به.

(میں نے یہ گناہ کیا ہے۔) حتیٰ کہ جب اقرار سے اس کی وہ حالت ہو جائے گی جو اللہ چاہے گا (جب بندے کو یقین ہو جائے گا کہ اب ضرور سخت سزا ملے گی) اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں نے دنیا میں تیرے ان گناہوں پر پردہ ڈال دیا تھا اور آج انھیں تیرے لیے معاف کرتا ہوں پھر اسے نیکیوں والی کتاب دائیں ہاتھ میں دے دی جائے گی۔ اور کافر یا منافق کو سب حاضرین (اہل محشر) کے سامنے پکار کر کہا جائے گا: ﴿هُؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلٰی رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الظّٰلِمِیْنَ﴾ ”یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا۔ سنو! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔“

قَالَ: اِنِّیْ سَتَرْتُهَا عَلَیْكَ فِی الدُّنْیَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْیَوْمَ، قَالَ: ﴿ثُمَّ یُعْطٰی صَحِیْفَةً حَسَنَاتِهِ، اَوْ كِتَابَهُ، بِیَمِیْنِهِ، قَالَ: «وَاَمَّا الْكٰفِرُ اَوْ الْمُنٰفِقُ فِیْنَآدٰی عَلٰی رُؤُوسِ الْاَشْهَادِ».

خالد (بن حارث) نے فرمایا: [علیٰ رؤوس الأشہاد] ”سب حاضرین کے سامنے۔“ یہ لفظ منقطع سند سے مروی ہے باقی پوری حدیث کی سند متصل ہے۔

قَالَ خَالِدٌ: فِی «الْاَشْهَادِ» شَیْءٌ مِّنْ اِنْقِطَاعِ. ﴿هُؤُلَاءِ الَّذِیْنَ كَذَبُوا عَلٰی رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الظّٰلِمِیْنَ﴾. [ہود: ۱۸]

🌞 نوادہ مسائل: ① اس حدیث سے اللہ تعالیٰ کی صفت ”کلام“ کا ثبوت ملتا ہے۔ اہل سنت کا اس مسئلہ میں یہ موقف ہے کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے جس سے چاہتا ہے جو چاہتا ہے کلام فرماتا ہے اور مخاطب اس کلام کو سنتا ہے اور یہ امر حرف و اصوات کے بغیر ممکن نہیں جیسا کہ آگے وضاحت آ رہی ہے۔ جن آیات و احادیث میں اللہ کے کلام کرنے کا ذکر آیا ہے علمائے حق ان کی تاویل نہیں کرتے بلکہ اسے حقیقت پر محمول کرتے ہیں البتہ اللہ کی صفت کلام کو مخلوق کے کلام سے تشبیہ نہیں دیتے۔ ② اللہ کا کلام اس انداز سے بھی ہو سکتا ہے کہ صرف ایک فرد سے جیسے اس حدیث میں ہے اسی لیے اسے ”سرگوشی“ فرمایا گیا ہے یا جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے ﴿وَقَرَّبْنَاهُ نَجِیًّا﴾ (مریم: ۵۶) ”ہم نے اسے سرگوشی کے لیے اپنا قرب بخشا۔“ اور اس انداز سے بھی ہو سکتا ہے کہ زیادہ افراد سنیں جیسے جنت میں اللہ تعالیٰ تمام مومنین سے فرمائے گا کہ میں آئندہ کبھی تم سے ناراض نہیں ہوں گا۔ ③ اس میں اللہ کی عظیم رحمت کا تذکرہ ہے جس کی وجہ سے مومن اللہ سے مغفرت کی امید رکھتے ہیں نیز مجرموں کی رسوائی بھی مذکور ہے جس کی وجہ سے مومن اللہ سے ڈرتے ہیں کیونکہ ایمان میں امید اور خوف دونوں شامل ہیں۔



۱۸۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”اہل جنت اپنی نعمتوں (سے لطف اندوز ہونے) میں (مشغول) ہوں گے اچانک ایک نور نمایاں ہوگا۔ وہ سر اٹھائیں گے تو دیکھیں گے کہ رب ان کے اوپر جلوہ افروز ہوگا۔ وہ فرمائے گا: اے جنت والو! تم پر سلامتی ہے۔ اس آیت مبارکہ میں یہی مذکور ہے: ﴿سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ رَحِيمٍ﴾ (یس: ۵۸) ”مہربان رب کی طرف سے سلام کہا جائے گا۔“ اللہ تعالیٰ ان کی طرف دیکھے گا اور وہ اس کا دیدار کریں گے جب تک وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کرتے رہیں گے جنت کی کسی نعمت کی طرف توجہ نہیں دیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ پردے میں ہو جائے گا اور ان کے گھروں میں اس کی طرف سے نور اور برکت رہ جائے گی۔“

۱۸۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي السَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الْعَبَّادَانِيُّ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ الرَّقَاشِيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بَيْنَا أَهْلُ الْجَنَّةِ فِي نَعِيمِهِمْ إِذْ سَطَعَ لَهُمْ نُورٌ، فَرَفَعُوا رُؤُوسَهُمْ، فَإِذَا الرَّبُّ قَدْ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِهِمْ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ، يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! قَالَ وَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ: ﴿سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبِّ رَحِيمٍ﴾ [يس: ۵۸] قَالَ: فَيَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، وَلَا يَلْتَمِثُونَ إِلَى شَيْءٍ مِّنَ النَّعِيمِ مَا دَامُوا يَنْظُرُونَ إِلَيْهِ حَتَّى يَحْتَجِبَ عَنْهُمْ وَيَبْقَى نُورُهُ وَبَرَكَتُهُ عَلَيْهِمْ فِي دِيَارِهِمْ».

۱۸۵- حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر شخص سے اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا جب کہ بندے اور رب کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ بندہ اپنی دائیں طرف نظر کرے گا تو وہی اعمال نظر آئیں گے جو اس نے آگے بھیجے پھر بائیں طرف نظر کرے گا تو وہی اعمال نظر آئیں گے جو اس نے آگے بھیجے پھر سامنے نظر اٹھائے گا تو سامنے (جہنم کی) آگ نظر آئے گی لہذا جو شخص

۱۸۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيَكَلُمُهُ رَبُّهُ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ، فَيَنْظُرُ مِنْ عَنْ أَيْمَنِ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهُ، ثُمَّ يَنْظُرُ مِنْ [عَنِ] أَيْسَرٍ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا شَيْئًا قَدَّمَهُ، ثُمَّ يَنْظُرُ أَمَامَهُ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ، فَمَنْ

۱۸۴- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري * الفضل الرقاشي ضعيف جدًا، جرحه أحمد وغيره (تهذيب).

۱۸۵- أخرجه البخاري، الرقاق، باب من نوقش الحساب عذب، ح: ۶۵۳۹، ۷۴۴۳، ومسلم، الزكوة، باب الحث على الصدقة ولو... الخ، ح: ۱۰۱۶ من حديث الأعمش به.

فرقہ جمہیہ کی تردید کا بیان
اِسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ
تَمْرَةٍ، فَلْيَفْعَلْ». کرے اگرچہ آدمی کھجور کے ذریعے سے ہی ہو سکے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① اس حدیث شریف میں اللہ تعالیٰ کی صفت ”کلام“ کا ثبوت ہے۔ ② بندے کو اپنے اعمال کا خود ہی حساب دینا پڑے گا اس لیے کسی بزرگ کی سفارش وغیرہ پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ ③ جہنم سے بچاؤ کے لیے نیک اعمال ضروری ہیں۔ ④ صدقہ بھی اللہ کے عذاب سے محفوظ رکھنے والا نیک عمل ہے۔ ⑤ اگر بڑا نیک عمل کرنے کی طاقت نہ ہو تو چھوٹا عمل کر لینا چاہیے، کچھ نہ کرنے سے چھوٹی نیکی بھی بہتر ہے۔ ⑥ کسی نیکی کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے، خلوص کے ساتھ کی گئی چھوٹی سی نیکی بھی اللہ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

۱۸۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا
أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ، عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ:
حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسِ الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «جَنَّتَانِ مِنْ فَضَّةٍ،
أَيَّتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَجَنَّتَانِ مِنْ ذَهَبٍ،
أَيَّتُهُمَا وَمَا فِيهِمَا، وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ أَنْ
يَنْظُرُوا إِلَى رَبِّهِمْ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَّا رِذَاءَ
الْكِبْرِيَاءِ عَلَى وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ».

۱۸۶ - حضرت عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو جنتیں چاندی کی ہیں ان کے برتن اور ان میں موجود سب چیزیں چاندی کی ہیں۔ اور دو جنتیں سونے کی ہیں ان کے برتن اور ان میں موجود سب کچھ سونے کا ہے اور لوگوں کو اللہ کی زیارت سے کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ سوائے اس کے کہ اللہ کے چہرہ اقدس پر کبریائی کی چادر ہوگی۔ جنت عدن میں (یہ زیارت ہوگی۔“)

☀️ فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں دیدار الہی کا اثبات ہے۔ ② اہل جنت جب جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ کی زیارت ہو سکے گی۔ صرف اللہ تعالیٰ کی کبریائی کی چادر دیدار سے مانع ہوگی۔ جب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و فضل کا اظہار کرے گا تو وہ مانع دور اور دیدار کا شرف حاصل ہو جائے گا۔ ③ ”اللہ تعالیٰ کے چہرہ اقدس پر کبریائی کی چادر ہوگی۔“ اس امر کو یوں ہی تسلیم کرنا ہوگا تاویل کی ضرورت نہیں ورنہ انکار لازم آئے گا۔ ④ جنت کی نعمتیں بے شمار اور بے مثال ہیں۔ قرآن و حدیث میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ صرف اس حد تک ہے جس قدر انسان سمجھ سکیں۔ جنت کی چاندی اور سونا بھی دنیا کی چاندی اور سونے کی طرح نہیں بلکہ اس قدر عمدہ اور اعلیٰ ہے کہ اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ ⑤ ان جنتوں کی چیزیں سونے چاندی کی ہوں گی مثلاً: برتن، پتنگ، تخت اور درخت وغیرہ۔ واللہ اعلم۔

۱۸۶ - أخرجه البخاري، التفسیر، باب قوله: "ومن دونهما جنتان"، ح: ۴۸۷۸، ۴۸۸۰، ۷۴۴۴، ومسلم، الايمان، باب إثبات رؤية المؤمنين... الخ، ح: ۱۸۰ من حديث أبي عبد الصمد به.

۱۸۷- حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿اللَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ﴾ ”جنھوں نے نیکی کی ان کے لیے بہترین (جزا) ہے اور مزید (انعام بھی۔“ اور فرمایا: ”جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور جنہی جہنم میں پہنچ جائیں گے تو ایک آواز دینے والا آواز دے گا: اے جنت والو! اللہ نے تم سے ایک وعدہ کر رکھا ہے اب وہ اسے پورا کرنا چاہتا ہے وہ کہیں گے: وہ کیا ہے؟ (کیا ابھی اور نعمت بھی باقی ہے؟) کیا اللہ تعالیٰ نے ہماری نیکیوں کے وزن بھاری نہیں کر دیے؟ اور ہمارے چہرے سفید نہیں کر دیے؟ ہمیں جنت میں داخل نہیں۔ کر دیا اور جہنم سے نجات نہیں دے دی؟ (اب اس سے بڑھ کر کون سی نعمت ہو سکتی ہے جو ملنے والی ہے؟) آپ نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ پر وہ ہمارے گا تو لوگ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔ اللہ کی قسم! اللہ نے انھیں کوئی نعمت عطا نہیں کی ہوگی جو اپنی زیارت سے زیادہ پیاری اور اس سے زیادہ آنکھیں ٹھنڈی کرنے والی ہو۔“

۱۸۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ: تَلَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا لِحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ﴾ [يونس: ۲۶] وَقَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ، نَادَى مُنَادٌ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! إِنَّ لَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ مَوْعِدًا يُرِيدُ أَنْ يُنْجِزَ كُمُوهُ، فَيَقُولُونَ: وَمَا هُوَ؟ أَلَمْ يُنْقَلِ اللَّهُ مَوَازِينَنَا، وَيُبَيِّضَ وُجُوهَنَا، وَيُدْخِلَنَا الْجَنَّةَ وَيُخْرِجَنَا مِنَ النَّارِ؟ قَالَ فَيُكْشِفُ الْحِجَابَ فَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، فَوَاللَّهِ، مَا أَعْطَاهُمُ اللَّهُ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ - يَعْنِي: إِلَيْهِ - وَلَا أَقْرَبَ لِأَعْيُنِهِمْ».



☀️ فوائد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کا دیدار سب سے عظیم اور سب سے خوش کن نعمت ہے جو اہل جنت کو حاصل ہوگی اور یہ ان کے لیے سب سے محبوب نعمت ہوگی۔ ② جنت میں داخل ہونا بھی ایک نعمت ہے جو دیدار الہی کے حصول کا ذریعہ ہے اس لیے بعض صوفیاء کا یہ کہنا درست نہیں کہ نیکی کرتے ہوئے جنت کی طمع یا جہنم کا خوف نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ صرف اللہ کی ذات مطلوب ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے نیک مومنوں کی یہ صفت بیان کی ہے کہ وہ یوں دعا کرتے ہیں: ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (البقرہ: ۲۰۱) ”اے ہمارے مالک! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی نصیب فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالے۔“

۱۸۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں

نے فرمایا: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام آوازوں کو سنتا ہے، حکمران کرنے والی خاتون نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں کمرے کے ایک کونے میں تھی۔ وہ (نبی ﷺ سے) اپنے خاوند کی شکایت کر رہی تھی اور مجھے اس کی بات سنائی نہیں دے رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُحَادِّثُكَ فِي زَوْجِهَا﴾ ”اللہ تعالیٰ نے اس (عورت) کی بات سن لی جو آپ سے اپنے خاوند کے بارے میں حکمران کر رہی تھی۔“

۱۸۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ تَمِيمِ ابْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ، لَقَدْ جَاءَتِ الْمُجَادِلَةُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَأَنَا فِي نَاحِيَةِ النَّيْتِ، تَشْكُو زَوْجَهَا، وَمَا أَسْمَعُ مَا تَقُولُ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُحَادِّثُكَ فِي زَوْجِهَا﴾. [المجادلة: ۱]

🌞 نوائد و مسائل: ① اس حدیث کو اس باب میں بیان کرنے کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے یعنی سننے والا ہے اور سننا اس کی صفت ہے، لیکن اللہ کی صفات بندوں کی صفات کی طرح نہیں۔ بلکہ اس سے بلکہ آواز اس کے علم سے باہر نہیں کیونکہ اس کی دیگر صفات کی طرح سننے کی صفت بھی لامحدود ہے۔ ② اس حدیث اور آیت میں جس خاتون کا ذکر کیا گیا ہے اس کا نام خولہ رضی اللہ عنہا ہے جو مالک بن نبلہ کی بیٹی تھیں، ان کے خاوند حضرت اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے ان سے ظہار کر لیا، اس وقت تک ظہار کے کالعدم ہونے کا حکم نازل نہیں ہوا تھا، اس لیے نبی ﷺ نے فرمایا: ”تو اپنے خاوند پر حرام ہو گئی ہے۔“ اس نے اپنے حالات عرض کیے کہ جدائی کی صورت میں بہت سی مشکلات پیدا ہوں گی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی، تب اللہ تعالیٰ نے سورۃ مجادلہ میں اس کا حل نازل فرمادیا۔ (سنن ابی داؤد، الطلاق، باب فی الظہار، حدیث: ۲۲۱۳) ③ ظہار کا مطلب ہے بیوی کو ماں سے تشبیہ دے کر خود پر حرام کر لینا، مثلاً: کوئی شخص اپنی بیوی سے کہتا ہے: ”تو میرے لیے اس طرح ہے جیسے میری ماں۔“ اسلام سے قبل اس صورت میں مرد اور عورت کا تعلق ہمیشہ کے لیے منقطع ہو جاتا تھا اور بیوی کو واقعی ماں کے برابر سمجھ لیا جاتا تھا۔ سورۃ مجادلہ میں واضح کیا گیا ہے کہ بیوی کو ماں کہنے سے وہ ماں نہیں بن جاتی، لیکن اس طرح کہنا گناہ کی بات ہے۔ یہ گناہ اس صورت میں معاف ہو سکتا ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے، یہ ممکن نہ ہو تو مسلسل دو ماہ روزے رکھے جائیں، اگر درمیان میں نانہ ہو جائے تو نئے سرے سے نئی شروع کی جائے۔ یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے، جب تک یہ کفارہ ادا نہ کر لیا جائے، میاں بیوی کو صنفی تعلقات قائم کرنے کی اجازت نہیں۔ ④ بعض لوگ کسی اجنبی عورت کو ماں، بہن یا بیٹی کہہ

۱۸۸- [صحیح] أخرجه النسائي: ۱۶۸/۶، ح ۳۴۶۰ من حديث الأعمش به، وعلقه البخاري في التوحيد، باب قول الله تعالى: 'وكان الله سميعاً بصيراً' قبل، ح ۷۳۸۶، وانظر، ح ۲۰۶۳.

دیتے ہیں یا کوئی عورت کسی مرد کو اپنا بھائی یا بیٹا قرار دے لیتی ہے، حالانکہ اس سے کوئی حقیقی محرم والا رشتہ نہیں ہوتا، پھر اس منہ بولے رشتے کی بنا پر آپس میں پردہ ختم کر دیا جاتا۔ یہ سب غلط اور شرعاً گناہ ہے جس سے اجتناب کرنا اور توہر کرنا ضروری ہے۔ ⑤ نبی ﷺ حکم الہی کے پابند تھے اپنی مرضی سے حلال و حرام نہیں فرما سکتے تھے۔ جب وحی نازل ہوئی تو حکم بیان فرمادیا۔

۱۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا عَجَلَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: کرنے سے پہلے اپنے ہاتھ سے اپنی ذات کے بارے میں یہ تحریر فرمادیا ہے: میری رحمت میرے غضب سے نَفْسِهِ بِيَدِهِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ: رَحْمَتِي بَرْهْ غِي." سَبَقَتْ غَضْبِي."

☀️ فائدہ: اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی صفت اور صفت غضب کا ثبوت ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاتھ مبارک کا ذکر ہے۔ ان تمام پر بلا تشبیہ ایمان لانا ضروری ہے۔ اور ہاتھ کا مطلب قدرت لینا بھی درست نہیں کیونکہ اس طرح دو صفات کو ایک صفت کے معنی میں لینے سے دوسری صفت کا انکار ہوتا ہے۔ اللہ کے دو ہاتھوں کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے۔ ارشاد ہے: ﴿قَالَ يَا بَلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتَ بِيَدَيَّ﴾ (ص: ۷۵) "فرمایا: اے ابلیس! تجھے اسے سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا۔"

۱۹۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْجَزَامِيُّ وَيَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ بْنِ عَرَبِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيرٍ الْأَنْصَارِيُّ الْجَزَامِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ بْنَ خِرَاشٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: لَمَّا قُتِلَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: جب جنگ احد میں (میرے والد) عبد اللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہما شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "اے جابر! کیا میں تجھے نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے والد سے کیا فرمایا؟" دوسری سند سے اس حدیث میں یہ لفظ ہیں



۱۸۹- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب إن رحمتي تغلب غضبي، ح: ۳۵۴۳ من حديث ابن عجلان به، وقال: "حسن صحيح غريب" * ابن عجلان صرح بالسماع عند أحمد: ۴۳۳/۲، وانظر، ح: ۴۲۹۵.

۱۹۰- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ح: ۳۰۱۰ عن يحيى بن حبيب به، وقال: "حسن غريب"، وصححه ابن حبان، والحاكم، وانظر، ح: ۲۸۰۰، وله شواهد عند أحمد وغيره.

کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے جابر! کیا بات ہے؟ میں تجھے شکستہ دل دیکھ رہا ہوں؟“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے والد شہید ہو گئے اور بچے اور قرض چھوڑ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تجھے خوشخبری نہ دوں کہ اللہ نے تیرے والد سے کس انداز سے ملاقات کی؟“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ضرور فرمائیے، فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جس سے بھی کلام کیا ہے پردے کے پیچھے سے کیا ہے، لیکن تیرے والد سے بغیر حجاب کے کلام فرمایا۔ اور فرمایا: میرے بندے! مجھ سے کسی تمنا کا اظہار کر، میں تجھے عطا فرماؤں گا۔ عبد اللہ ﷺ نے کہا: یارب! مجھے زندہ کر دے، میں دوبارہ تیری راہ میں قتل ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرا یہ فیصلہ پہلے سے ہو چکا ہے کہ انھیں دنیا میں واپس نہیں بھیجا جائے گا۔ انھوں نے کہا: یارب! پھر میرے پسماندگان کو پیغام پہنچا دے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی:

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا ۗ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ ”جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیے گئے انھیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس انھیں رزق دیا جاتا ہے۔“

ابن [حرام]، يَوْمَ أُحُدٍ، لَقِيتِي رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «يَا جَابِرُ! أَلَا أُخْبِرُكَ مَا قَالَ اللَّهُ لِأَبِيكَ؟» وَقَالَ يَخِينِي فِي حَدِيثِهِ، فَقَالَ: «يَا جَابِرُ! مَا لِي أَرَاكَ مُنْكَسِرًا؟» قَالَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! اسْتَشْهَدَ أَبِي وَتَرَكَ عِيَالًا وَدِينًا، قَالَ: «أَفَلَا أُبَشِّرُكَ بِمَا لَقِيتِي اللَّهُ بِهِ أَبَاكَ؟» قَالَ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «مَا كَلَّمَ اللَّهُ أَحَدًا قَطُّ إِلَّا مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ، وَكَلَّمَ أَبَاكَ كِفَاحًا، فَقَالَ: يَا عَبْدِي! تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ. قَالَ: يَا رَبِّ! تُحِبِّبْنِي فَأَقْتُلْ فِيكَ ثَانِيَةً. فَقَالَ الرَّبُّ سُبْحَانَهُ: إِنَّهُ سَبَقَ مِنِّي أَنَّهُمْ إِلَيْهَا لَا يَرْجِعُونَ، قَالَ: يَا رَبِّ! فَأَبْلُغْ مَنْ وَرَائِي قَالَ: فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْواتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾. [آل عمران: 169]

فوائد ومسائل: ① نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کرام کی غمی خوشی میں شریک ہوتے تھے۔ اس طرح ہر قائد اور سربراہ کو اپنے ساتھیوں اور ماتحتوں کی خوشی غمی کا خیال رکھنا چاہیے اور ان کے ساتھ اپنا بیت کا سلوک کرنا چاہیے۔ ② فوت ہونے والے کے پس ماندگان کو ایسے انداز سے تسلی بخشی دینی چاہیے جس سے ان کے غم میں تخفیف ہو۔ ایسا انداز اختیار کرنے اور ایسی بات کہنے سے پرہیز کرنا چاہیے جس سے اس کے غم میں اضافہ ہو اور اسے تکلیف ہو۔ ③ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی صفت کلام کا ثبوت ہے۔ ④ فوت ہونے کے بعد انسان عالم آخرت میں داخل ہو جاتا ہے اس لیے وہاں اسے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے اور اس کے دیدار کا شرف حاصل ہو سکتا ہے۔ ⑤ اس حدیث سے شہداء کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ ⑥ حضرت عبد اللہ بن حرام ﷺ کا مقام عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے خود ان کی

خواہش دریافت کی۔ ⑥ شہادت کا ثواب اتنا زیادہ ہے کہ شہید دوبارہ اس کے حصول کے لیے دنیا میں آنے کی خواہش رکھتا ہے۔ شہید کے علاوہ کوئی اور جنتی دوبارہ دنیا میں آنے کی خواہش نہیں رکھتا۔ ⑦ فوت ہونے والوں کا دنیا سے رابطہ منقطع ہو جاتا ہے اور وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتے اور اس سے عقیدہ ”تاج ارواح“ کا بھی رد ہوتا ہے۔ ⑧ شہداء کی زندگی بھی دوسرے لوگوں کی طرح برزخی زندگی ہے، دنیوی نہیں۔ اس زندگی میں وہ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے کہ شہداء کی روہیں سبز پرندوں کی صورت میں جنت میں کھاتی ہیں اور اس کی نعمتوں سے متمتع ہوتی ہیں۔ (صحیح مسلم، الإمامۃ، باب بیان أن ارواح الشهداء فی الجنة، حدیث: ۱۸۸۷)

۱۹۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۱۹۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ دو آدمیوں (کے معاملے) سے ہنستا ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کرتا ہے اور وہ دونوں جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ (وہ اس طرح ہوتا ہے کہ) ایک شخص اللہ کی راہ میں جنگ کرتا ہے اور شہید ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ قاتل (کو توبہ کی توفیق دیتا ہے اور اس) کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ وہ اسلام قبول کر کے اللہ کی راہ میں جنگ کرتا ہے اور شہید ہو جاتا ہے (اس طرح قاتل اور مقتول دونوں شہید ہو کر جنت حاصل کر لیتے ہیں۔“)



☀️ فوائد و مسائل: ① اس سے اللہ کی صفت ضحک (ہنسنا) کا ثبوت ملتا ہے لیکن اللہ کی صفات پر ایمان رکھنے کے باوجود انھیں مخلوق کی صفات سے تشبیہ دینا جائز نہیں۔ ② اللہ کا ہنسنا اس کی رضامندی اور خوشنودی کا اظہار ہے اور رضا (خوشنودی) بھی اللہ کی ایک صفت ہے۔ ③ انسانوں کے انجام کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے بڑے سے بڑے مجرم کے بارے میں یہ امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت سے نواز دے اس لیے جب تک کسی شخص کی موت کفر پر نہیں ہوتی اس کے بارے میں یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اسے ہدایت نصیب نہیں ہوگی لہذا اسے تبلیغ کرتے رہنا چاہیے۔ ④ اسلام قبول کرنے کی وجہ سے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس لیے دوسرے آدمی کو ایک مومن کے قتل کے باوجود جہنم کی سزا نہیں ملی۔

۱۹۱- أخرجه مسلم، الإمامۃ، باب بیان الرجلین یقتل أحدهما الآخر یدخلان الجنة، ح: ۱۸۹۰ عن ابن أبي شيبه وغيره به.

۱۹۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو ہاتھ میں لے لے گا اور آسمان کو دائیں ہاتھ سے لپیٹ دے گا“ پھر فرمائے گا: میں بادشاہ ہوں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟“

۱۹۲- حَدَّثَنَا حَزْمَةُ بْنُ يَحْيَى وَيُونُسُ ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَقْبِضُ اللَّهُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ. أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اس سے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا ثبوت ملتا ہے، تاہم اللہ کی ان صفات کے بارے میں اپنے ذہن سے کوئی تصور تراش لینا درست نہیں، جتنی بات بتائی گئی اس پر ایمان لانا اور اللہ کی صفات کو مخلوق سے تشبیہ نہ دینا ضروری ہے۔ ② موجودہ آسمان قیامت کے دن ختم ہو جائیں گے۔ قرآن مجید میں اس کے لیے لپیٹنے کا لفظ بھی آیا ہے: ﴿وَالسَّمَوَاتِ مَطْوِيَّاتٍ بِيَمِينِهِ﴾ (الزمر: ۶۷) ”اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔“ اور پھٹ جانے کا بھی ذکر ہے: ﴿وَإِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ﴾ (الانشقاق: ۱) ”جب آسمان پھٹ جائے گا۔“ ③ دنیا کا اقتدار اور بادشاہی ایک امتحان اور آزمائش ہے اصل بادشاہی اللہ ہی کی ہے۔ ارشاد ہے: ﴿قُلِ اللَّهُ مَالِكُ الْمُلْكِ تُوْتِي الْمُلْكَ مَن تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّن تَشَاءُ﴾ (آل عمران: ۲۶) ”کہہ دیجئے اللہ! اے بادشاہی کے مالک! تو جسے چاہتا ہے بادشاہی دے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہی چھین لیتا ہے۔“ قیامت کو یہ حقیقت بالکل واضح ہو کر سامنے آ جائے گی۔

۱۹۳- حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں بطحاء مقام پر ایک جماعت میں تھا۔ مجلس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ ایک بدلی گزری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا: ”تم لوگ اسے کیا کہتے ہو؟“ انھوں نے کہا:

۱۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي نُورٍ الْأَهْمَدَانِيُّ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمِيرَةَ، عَنِ الْأَخْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: كُنْتُ

۱۹۲- أخرجه البخاري، الرقاق، باب يقبض الله الأرض يوم القيامة، ح: ۷۳۸۲، ۶۵۱۹، ومسلم، صفات المنافقين، باب صفة القيامة والجنة والنار، ح: ۲۷۸۷ من حديث يونس بن يزيد به.
۱۹۳- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، السنة، باب في الجهمية، ح: ۴۷۲۳ عن محمد بن الصباح به، والترمذي، ح: ۳۳۲۰، وقال: * حسن غريب * * سماك اختلط وابن عميرة لا يعرف له سماع من الأحنف.



سحاب۔ فرمایا: ”اور بادل بھی (کہتے ہو۔“ انھوں نے کہا: اور بادل بھی۔ فرمایا: ”اور ابر بھی۔“ انھوں نے کہا: اور ابر بھی۔ فرمایا: ”تمہارے خیال میں تم سے آسمان کا فاصلہ کس قدر ہے؟“ انھوں نے کہا: ہمیں تو معلوم نہیں۔ فرمایا: ”تم سے اس کا فاصلہ اکہتر یا بہتر یا تہتر سال کا ہے۔ اس سے اوپر آسمان (کی موٹائی) بھی اسی قدر ہے۔“ حتیٰ کہ آپ ﷺ نے سات آسمان (اس انداز سے) شمار فرمائے۔ پھر فرمایا: ”پھر ساتویں آسمان کے اوپر ایک سمندر ہے اس کے اوپر کے حصے اور نیچے کے حصے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے۔ اس سے اوپر آٹھ مینڈھے ہیں (عرش اٹھانے والے فرشتے، جن کی صورت مینڈھوں کی سی ہے۔) ان کے کھروں اور گھٹنوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے۔ پھر ان کی پشتوں پر عرش الہی ہے اس کے اوپر کے حصے اور نیچے کے حصے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک ہے۔ پھر اللہ اس سے بھی اوپر ہے وہ نہ تو کتوں والا اور بلند یوں والا ہے۔“

بِالْبَطْحَاءِ فِي عِصَابَةٍ، وَفِيهِمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ. فَمَرَّتْ بِهِ سَحَابَةٌ، فَظَنَرَ إِلَيْهَا، فَقَالَ: «مَا تُسْمَوْنَ هَذِهِ؟» قَالُوا: السَّحَابُ. قَالَ: «وَالْمُزْنُ» قَالُوا: وَالْمُزْنُ. قَالَ: «وَالْعَنَانُ» قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قَالُوا: وَالْعَنَانُ. قَالَ: «كَمْ تَرَوْنَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّمَاءِ؟» قَالُوا: لَا نَدْرِي. قَالَ: «فَإِنَّ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهَا إِمَّا وَاحِدًا أَوْ اثْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَسَبْعِينَ سَنَةً، وَالسَّمَاءُ فَوْقَهَا [كَذَلِكَ] حَتَّى عَدَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ ثُمَّ فَوْقَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، بَحْرٌ. بَيْنَ أَغْلَاهُ وَأَسْفَلِهِ كَمَا بَيْنَ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ، ثُمَّ فَوْقَ ذَلِكَ ثَمَانِيَةٌ أَوْ عَالٍ، بَيْنَ أَظْلَافِيهِنَّ وَرُكُوبِهِنَّ كَمَا بَيْنَ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ، ثُمَّ عَلَى ظُهُورِهِنَّ الْعَرْشُ، بَيْنَ أَغْلَاهُ وَأَسْفَلِهِ كَمَا بَيْنَ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ، ثُمَّ اللَّهُ فَوْقَ ذَلِكَ، تَبَارَكَ وَتَعَالَى.»



۱۹۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کسی کام کا فیصلہ فرماتا ہے تو فرشتے فرمان الہی سن کر اپنے پر ہلا کر خشوع کا اظہار کرتے ہیں۔ (وہ آواز اتنی پرہیزگاری سے ہوتی ہے) گویا وہ ہموار پتھر پر زنجیر (کے ٹکرانے کی آواز)

۱۹۴- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ دِينَارٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِذَا قَضَى اللَّهُ أَمْرًا فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتْ الْمَلَائِكَةُ أَجْنِحَتَهَا خُضْعَانًا

۱۹۴- أخرجه البخاري، التفسير، سورة سبأ، باب "حتى إذا فزع عن قلوبهم... الخ"، ح: ۴۸۰۰، ۷۴۸۱

من حديث سفیان به.

فرقہ جمہیری کی تردید کا بیان

ہے۔ حتیٰ کہ جب ان کے دلوں سے خوف کا اثر ختم ہوتا ہے تو (ایک دوسرے سے) کہتے ہیں: تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں: سچ فرمایا، اور وہ بلند یوں والا کبریائی والا ہے۔ پھر چوری چھپے سننے والے اسے سننے کی کوشش کرتے ہیں جو ایک دوسرے کے اوپر ہوتے ہیں۔ تو (ان میں سے کوئی) ایک لفظ سن لیتا ہے اور اپنے سے نیچے والے کو بتاتا ہے۔ کبھی تو اسے شہاب ثاقب آ لیتا ہے، قبل اس سے کہ وہ اپنے سے نیچے والے کو بتائے جسے وہ جادو گریا کا بہن کی زبان پر جاری کرے۔ اور کبھی اس تک نہیں پہنچتا حتیٰ کہ وہ اپنے سے نیچے والے کو بتا دیتا ہے۔ وہ اس کے ساتھ (اپنے پاس سے) سو جھوٹ ملا دیتا ہے۔ ان میں سے سچی بات وہی ثابت ہوتی ہے جو آسمان سے سنی گئی تھی۔“

لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سُلْسِلَةٌ عَلَى صَفْوَانٍ، فَإِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿سبأ: ۲۳﴾ قَالَ، فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرَفُو السَّمْعِ بَعْضُهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ، فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ، فَيُلْقِيهَا إِلَى مَنْ تَحْتَهُ، فَرُبَّمَا أَدْرَكَهُ الشَّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا إِلَى الَّذِي تَحْتَهُ، فَيُلْقِيهَا عَلَى لِسَانِ الْكَاهِنِ أَوْ السَّاجِرِ، فَرُبَّمَا لَمْ يَدْرِكْ حَتَّى يُلْقِيَهَا، فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ، فَتَصْدُقُ تِلْكَ الْكَلِمَةُ الَّتِي سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ. .

🌞 نوآئد و مسائل: ① اللہ تعالیٰ کا کلام آواز و الفاظ سے ہوتا ہے جسے فرشتے سنتے ہیں۔ ② فرشتے اللہ کی عظمت و کبریائی کا شعور رکھتے ہیں اس لیے وہ اللہ کا کلام سن کر فروتنی کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکام سن کر زیادہ لرزاں و ترساں رہنا چاہیے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے زیادہ مرتبہ و مقام عطا کیا ہے۔ ③ اوپر والے جن نیچے والے جنوں کو وہ بات بتاتے ہیں جو انھوں نے اپنے اوپر موجود فرشتوں سے سنی ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کلام پر سے نازل ہوتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کا علو اور اوپر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہونے کا تصور درست نہیں البتہ اپنے علم کے اعتبار سے وہ ہر جگہ ہے، یعنی ہر چیز سے وہ باخبر ہے۔ ④ جنوں کو بھگانے کے لیے شعلے مارے جاتے ہیں یہ شعلے جنوں کو تباہ بھی کر سکتے ہیں۔ ⑤ کاہنوں اور نجومیوں کا تعلق شیاطین سے ہوتا ہے اس لیے علم نجوم، جوتش وغیرہ سب شیطانی علوم ہیں۔ مسلمانوں کو ان پر یقین نہیں رکھنا چاہیے بلکہ ایسی چیزوں کے مطالعہ سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ⑥ کاہنوں اور نجومیوں کی باتیں اکثر غلط اور جھوٹ ہوتی ہیں، کبھی کوئی بات صحیح نکل آتی ہے اور وہ بھی وہ بات ہوتی ہے جو کسی شیطان نے کسی فرشتے سے سن کر نجومی کو بتا دی ہوتی ہے اس لیے ان پر اعتماد کرنا درست نہیں بلکہ سخت گناہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو کسی نجومی (یا رمال) کے پاس گیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں پوچھا اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں ہوتی۔“

(صحیح مسلم، السلام، باب تحریم الکھانۃ و اتیان الکھان، حدیث: ۲۲۳۰)

۱۹۵- حضرت ابو موسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر (خطبہ دیا) اس میں (پانچ باتیں ارشاد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ سوتا نہیں، نہ سونا اس کی شان کے لائق ہے، وہ میزان کو جھکا تا اور بلند کرتا ہے اس کی طرف دن کے عملوں سے پہلے رات کے عمل اور رات کے عملوں سے پہلے دن کے عمل بلند کیے جاتے ہیں اس کا پردہ نور ہے اگر وہ اسے ہٹا دے تو اس کے چہرہ مبارک کے جلوے سے اس کی وہ تمام مخلوق جل جائے جس تک اس کی نظر پہنچتی ہے۔“

۱۹۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ، فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ لَا يَنَامُ، وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ، يَخْفِضُ الْفِطْرَ وَيَرْفَعُهُ، وَيَرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ، حِجَابُهُ النُّورُ، لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبْحَاتُ وَجْهِهِ مَا أَنْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ.»

 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اللہ عزوجل کی بعض صفات بیان فرمائی ہیں ان پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ ② عقیدے کے مسائل بہت اہم ہیں لہذا انھیں وضاحت سے بیان کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی اہمیت کے پیش نظر خطبے میں انھیں بیان فرمایا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ سنیں اور سمجھ سکیں۔ ③ نیند اور آرام مخلوقات کی ضرورت ہے تاکہ کام کرنے سے جو تھکاوٹ اور کمزوری پیدا ہوتی ہے اس کا مداوا ہو جائے اللہ تعالیٰ حی و قیوم ہے جو تمام مخلوقات کو قائم رکھنے والا ہے اس لیے نہ تو اللہ تعالیٰ کو تھکاوٹ لاحق ہوتی ہے نہ آرام اور نیند کی ضرورت پیش آتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ﴾ (ق: ۳۸) ”یقیناً ہم نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو (صرف) چھ دن میں پیدا کیا اور ہمیں مکان نے چھوا تک نہیں۔“ اس طرح قرآن مجید نے بائبل کی غلطی کی اصلاح کردی بائبل میں عہد قدیم کی کتاب خروج باب: ۲۰ فقرہ: ۱۱ کے الفاظ یہ ہیں: ”کیونکہ خداوند نے چھ دن میں آسمان اور زمین اور سمندر اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب بنایا اور ساتویں دن آرام کیا۔ اس لیے خداوند نے سبت کے دن کو برکت دی اور اسے مقدس ٹھہرایا۔“ ④ میزان (ترازو) کو جھکانے اور بلند کرنے کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اپنی حکمت کے مطابق کسی کو روزی کم دیتا ہے کسی کو زیادہ۔ ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اعمال اس کی طرف بلند ہوتے ہیں اور رزق اس کے پاس سے نازل ہوتا ہے جس طرح تولتے وقت ترازو کے پلے اوپر نیچے ہوتے ہیں۔ ⑤ اعمال اللہ ہی کے سامنے پیش ہوتے ہیں کسی اور کے سامنے نہیں لہذا عمل کرتے وقت اس کی رضا

۱۹۵- أخرجه مسلم، الإيمان، باب في قوله عليه السلام 'إن الله لا ينام... الخ'، ح: ۱۷۹ من حديث أبي معاوية به.

پیش نظر رہنی چاہیے۔ ① اعمال کی یہ پیشی مختلف اعتبارات سے الگ الگ مدت کے بعد ہوتی ہے، جیسے اس حدیث میں ہے کہ جو پیش گھنٹے میں دوبار عمل پیش ہوتے ہیں، دوسری حدیث میں ہے کہ سو مواری اور جمعرات کو بندوں کے اعمال اللہ کے حضور پیش کیے جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم، البر الوصلۃ والآداب، باب النهی عن الشحناء والنہاجر، حدیث: ۲۵۶۵) واللہ اعلم۔ ② بندہ اس فانی جسم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی زیارت نہیں کر سکتا۔ نور کا پردہ اس کے اور مخلوق کے درمیان حائل ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا، کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ نور ہے، میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں؟“ ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ”میں نے ایک نور دیکھا ہے۔“ (صحیح مسلم، الإیمان، باب فی قولہ ﷺ: نُورٌ آتٰنِیْ اَرَاهُ، وَ فِی قَوْلِهِ: رَأَيْتُ نُورًا، حدیث: ۱۷۸) یعنی صرف نور کا پردہ دیکھا ہے، ذات اقدس کی زیارت نہیں ہوئی، البتہ جنت میں مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوگی جیسے گزشتہ احادیث میں بیان ہوا۔ ③ اس فانی کائنات کی کوئی چیز اللہ کی تجلی برداشت نہیں کر سکتی۔ جب اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر تجلی فرمائی تو پہاڑ بھی اسے برداشت نہ کر سکا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿فَلَمَّا تَحَلَّىٰ رُبُّهُ لِّلْحَبْلِ جَعَلَهُ ذُكَا﴾ (الأعراف: ۱۳۳) ”جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس (تجلی) نے اس کے پرچنے اڑا دیے۔“

۱۹۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَرَّةَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ اللَّهَ لَا يَنَامُ، وَلَا يَبْغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ يَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ، حِجَابُهُ النُّورُ، لَوْ كَشَفَهَا لَأَحْرَقَتْ سُبْحَاتُ وَجْهِهِ كُلَّ شَيْءٍ أَدْرَكَهُ بَصَرُهُ» ثُمَّ قَرَأَ أَبُو عُبَيْدَةَ: «أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ» ”با برکت ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور پاک برکت دیا گیا ہے وہ جو اس کے آس پاس ہے اور پاک ہے اللہ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔“ [النمل: ۸]

۱۹۶ - حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ سوتا نہیں، سونا سنا کی شان کے لائق ہے۔ وہ میزان کو جھکا تا اور بلند کرتا ہے۔ اس کا پردہ نور ہے اگر وہ اسے ہٹا دے تو اس کے چہرہ مبارک کا جلوہ ہر اس چیز کو جلا دے جس پر اس کی نظر پڑے۔“ اس کے بعد (حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما کے شاگرد) حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿أَنْ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ”با برکت ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور پاک برکت دیا گیا ہے وہ جو اس کے آس پاس ہے اور پاک ہے اللہ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔“

فوائد و مسائل: ① یہ دنیا کی آگ نہ تھی بلکہ اللہ کا نور تھا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے ”حجابہ النور“ کہ اس کا پردہ ”نور“ یا ”آگ“ ہے۔ ② ”اور جو اس کے آس پاس ہے۔“ یعنی حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ اور فرشتے۔ (تفسیر

۱۹۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ : أَنبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
 إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الزُّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ،
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «يَمِينُ
 اللَّهِ مَلَأَى، لَا يَعْضُهَا شَيْءٌ، سَحَاءُ اللَّيْلِ
 وَالنَّهَارِ، وَيَبْدِيهِ الْأُخْرَى الْمِيزَانَ، يَرْفَعُ
 الْقِسْطَ وَيَخْفِضُ، قَالَ: أَرَأَيْتَ مَا أَنْفَقَ
 مُنْذُ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ؟ فَإِنَّهُ لَمْ
 يَنْقُصْ مِمَّا فِي يَدَيْهِ شَيْئاً.»

۱۹۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ بھر پور ہے، کوئی شے اس (کے خزانوں) کو کم نہیں کرتی، وہ رات دن فراوان عطا فرماتا ہے۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں میزان ہے وہ ترازو کو اونچا کرتا ہے اور جھکا تا ہے۔ غور کرو جب سے اللہ نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا ہے (جب سے اب تک) کس قدر (بے حساب) خرچ کر دیا ہوگا؟ اس کے باوجود جو کچھ اس کے ہاتھوں میں ہے اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔"

☀️ فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں اللہ کے لیے "ہاتھ" اور "ہاتھوں" کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ بھی ان صفات میں سے ہے جن پر بلا تشبیہ اور بلا تاویل ایمان لانا چاہیے قرآن مجید میں اللہ کے لیے "دو ہاتھوں" کا ذکر متعدد مقامات پر ہے، مثلاً: (دیکھیے سورہ ص: ۷۵) ② اس حدیث میں اللہ کے ایک ہاتھ کو "دایاں" کہا گیا ہے عربی میں لفظ "یَمِین" ہے جس میں یمن یعنی برکت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے: [كَلِمَاتُ يَدَيْهِ يَمِينٌ] [صحیح مسلم، الإمارة باب فضيلة الأمير العادل، حدیث: ۱۸۲۷] "اللہ کے دونوں ہاتھ یَمِین ہیں" یعنی ایک کو یَمِین (دایاں) با برکت) کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ دوسرے ہاتھ میں برکت نہیں۔ اس کے دونوں ہاتھ ہی با برکت ہیں۔ ③ ترازو کو اونچا کرنے اور جھکانے کا مطلب ہے کسی کو کوئی نعمت زیادہ دینا اور کسی کو (حکمت کی بنا پر) کم دینا یا کبھی زیادہ دینا اور کبھی کم دینا یا کبھی کسی کو کوئی نعمت زیادہ دینا اور دوسرے کو کوئی اور نعمت زیادہ دینا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خِزْيَانُهُ، وَمَا نُنزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ﴾ (الحجر: ۲۱) "ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے موجود ہیں (لیکن) ہم اسے ایک مقرر اندازے کے مطابق نازل کرتے ہیں۔" ④ اللہ کے خزانے قسم ہوتا تو درکنار ان میں کمی بھی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اسے کسی بھی چیز کے حصول کے لیے کسی کا محتاج نہیں ہونا پڑتا نہ کوئی محنت کرنا پڑتی ہے۔ بلکہ اس کا ارادہ ہی ہر مخلوق کو ہر قسم کی نعمتیں عطا فرمانے کے لیے کافی ہے۔ ارشاد ہے: ﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾ (یس: ۸۲) "وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اتنا فرمادینا کافی ہے کہ ہو جاوے وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔" ⑤ جب اللہ کے خزانے بے شمار ہیں، بھر پور ہیں، ان میں کمی بھی نہیں ہوتی، تو انسان کو چاہیے کہ



۱۹۷- [صحیح] أخرجه الترمذي، تفسير القرآن، باب ومن سورة المائدة، ح: ۳۰۴۵ من حديث يزيد به، وقال: "حسن صحيح" * ابن إسحاق عن، وللحديث طرق عند البخاري ومسلم وغيرهما.

اپنی ہر حاجت اسی کے سامنے پیش کرے اور سب کچھ اسی سے مانگے۔ کیونکہ جن وانس کے سوا ہر مخلوق اسی سے سوال کرتی ہے اور وہ سب کو دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ (الرحمن: ۲۹) ”سب آسمان و زمین والے اسی سے مانگتے ہیں ہر روز وہ ایک شان میں ہے۔“

۱۹۸ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ ابْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، يَقُولُ: «يَأْخُذُ الْجَبَّارُ سَمَوَاتِهِ وَأَرْضِيهِ بِيَدِهِ - وَقَبْضَ بِيَدِهِ فَجَعَلَ يَقْبِضُهَا وَيَبْسِطُهَا - ثُمَّ يَقُولُ: أَنَا الْجَبَّارُ! أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟» قَالَ، وَتَمَثَّلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ يَسَارِهِ، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ أَسْفَلِ شَيْءٍ مِنْهُ، حَتَّى إِنِّي أَقُولُ: أَسَاقِطُ هُوَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟

۱۹۸ - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب کہ آپ منبر پر تشریف فرماتے تھے آپ فرما رہے تھے: ”جبار اپنے آسمانوں کو اور اپنی زمین کو اپنے ہاتھ میں لے لے گا۔“ یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی مٹھی بند کی پھر اسے کھولنے اور بند کرنے لگے۔ (فرمایا:) ”پھر فرمائے گا: جبار تو میں ہوں (دنیا کے نام نہاد) جبار (آج) کہاں ہیں؟ متکبر کہاں ہیں؟“ آپ ﷺ نے یہ الفاظ اس قدر جوش سے ارشاد فرمائے کہ (دائیں بائیں جھکنے لگے یہاں تک کہ میں نے منبر کی طرف نظر کی تو وہ نیچے تک اتنا بل رہا تھا کہ میں (دل میں) کہہ رہا تھا کہ میں وہ (منبر) رسول اللہ ﷺ کو گرا تو نہ دے گا؟

فوائد ومسائل: ① اس حدیث سے بھی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا ثبوت ملتا ہے۔ ہاتھ سے مراد ”قدرت“ لینا باطل ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی مٹھی بند کر کے بات کو واضح فرما دیا ہے پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ذرہ بھر تعجب نہ ہوا ورنہ خلاف عقل بات سمجھ کر ضرور سوال کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کو سن و عن تسلیم کرتے تھے۔ کما یلیق بحلالہ۔ ② اس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کا پتہ چلتا ہے کہ اتنی عظیم اور وسیع مخلوق اللہ تعالیٰ کے لیے ایک معمولی ذرے کی طرح ہے۔ ③ وعظ میں مناسب موقع پر جوش یا غضب کا اظہار جائز ہے۔ ④ تکبر (برائی کا اظہار) بہت بری خصلت ہے جو انسان جیسی ضعیف اور حقیر مخلوق کے لائق نہیں، البتہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور شان ہی اس لائق ہے کہ وہ تکبر یعنی برائی اور عظمت کے اظہار کی صفت سے متصف ہو۔

۱۹۹ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا

حضرت نواس بن سمعان کلانی رضی اللہ عنہ سے

۱۹۸ - أخرجه مسلم، صفات المنافقين، باب صفة القيامة والجنة والنار، ح: ۲۷۸۸ من حديث عبدالعزیز وغيره به. ۱۹۹ - [إسناده صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۷۷۳۸ من حديث عبدالرحمن بن يزيد بن جابر به، وقال ۴

روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”بہر دل رحمان کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے وہ چاہے اسے سیدھا (ہدایت پر قائم) رکھے چاہے تو میڑھا (اور گمراہ) کر دے۔“ اور اللہ کے رسول ﷺ فرمایا کرتے تھے: [يَا مُنْبِتِ الْقُلُوبِ ثَبَّتْ قُلُوبَنَا عَلَى دِينِكَ] ”اے دلوں کو ثابت رکھنے والے! ہمارے دلوں کو اپنے دین پر قائم رکھ۔“ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”میزان رحمان کے ہاتھ میں ہے وہ قیامت تک کچھ لوگوں کو بلند کرتا رہے گا اور کچھ لوگوں کو پست کرتا رہے گا۔“

صَدَقَهُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ بُسْرَ بْنَ عُبَيْدِ اللَّهِ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا إِدْرِيسَ الْحَوْلَانِيَّ يَقُولُ: حَدَّثَنِي النَّوَّاسُ ابْنُ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ قَلْبٍ إِلَّا بَيْنَ إِضْبَعَيْنِ مِنْ أَصَابِعِ الرَّحْمَنِ، إِنْ شَاءَ أَقَامَهُ وَإِنْ شَاءَ أَرَاغَهُ». وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «يَا مُنْبِتِ الْقُلُوبِ ثَبَّتْ قُلُوبَنَا عَلَى دِينِكَ» قَالَ: «وَالْمِيزَانَ بَيْنَ الرَّحْمَنِ يَرْفَعُ أَقْوَامًا وَيَخْفِضُ آخَرِينَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① مصنف اس حدیث کو اللہ تعالیٰ کی صفت ”اصالح“ (انگلیوں) کے اثبات کے لیے لائے ہیں اس قسم کی تمام حدیثوں میں سلف کا مسلک یہی ہے کہ ان پر بلا تشبیہ ایمان لانا چاہیے۔ ② ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے اس لیے اس سے ہدایت اور ثابت قدمی کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے ثابت قدمی کے لیے دعا کی اس کی وجہ یہ ہے کہ دین کے داعی کو قدم قدم پر جو مشکلات پیش آتی ہیں ان میں اسے اللہ کی نصرت و توفیق کی ہر لمحہ ضرورت رہتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں اپنے بھرا اور احتیاج کا اظہار ہے جو عبادت کی بنیادی اور مرکزی چیز ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ہر قسم کی عبادت کی ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ امت بھی اس سے سبق حاصل کرے اور نبی ﷺ کی اقتدا کرتے ہوئے ہر امتی اللہ سے استقامت کی دعا کرتا رہے۔ ④ عزت اور ذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے دنیا میں سر بلندی، قوت، شان اور ہدایت عطا فرماتا ہے اور جسے چاہتا ہے پستی، ضعف، ذلت اور گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور یہ بات اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کون سا فرد یا گروہ کس درجہ کی عزت یا ذلت کا مستحق ہے یہ بیان کسی اور کے ہاتھ میں نہیں۔ ⑤ بلندی اور پستی، عزت اور ذلت وغیرہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ سے انسان کے اپنے اعمال کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے، بعض اوقات یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے اور اس کے مطابق انسان اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات کا مستحق ہوتا ہے۔

۲۰۰ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ ۲۰۰ - حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

«البوصيري: لهذا إسناده صحيح».

۲۰۰ - [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۸۰ / ۳ من حديث مجالد به • مجالد تقدم حاله، ح: ۱۱، وتلميذه مجهول (تقریب)، ولبعض الحديث شاهد ضعيف عند البزار.

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تین افراد کو دیکھ کر ہنستا ہے (اور خوش ہوتا ہے) نمازیوں کی صف اور جو شخص رات کے اوقات میں نماز پڑھتا ہے اور جو شخص (فوج کے) دستے کے پیچھے (ساتھیوں کا دفاع کرتے ہوئے) جنگ کرتا ہے۔“

الْعَلَاءَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، عَنْ مُجَالِدٍ ، عَنْ أَبِي الْوَدَّاءِ ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِنَّ اللَّهَ لَيُبْصِحُكَ إِلَى ثَلَاثَةٍ : لِلصَّفِّ فِي الصَّلَاةِ ، وَلِلرَّجُلِ يُصَلِّي فِي جَوْفِ اللَّيْلِ ، وَلِلرَّجُلِ يُقَاتِلُ - أَرَاهُ قَالَ - خَلْفَ الْكَيْبَةِ» .

۲۰۱- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ حج کے ایام میں لوگوں سے ملاقاتیں کرتے تھے اور فرماتے تھے: ”کیا کوئی آدمی ہے جو مجھے اپنی قوم میں لے جائے؟ قریش تو مجھے اپنے رب کے کلام کی تبلیغ سے روکتے ہیں۔“

۲۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ : حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ عَثْمَانَ - يَعْنِي : ابْنَ الْمُغِيرَةَ الثَّقَفِيَّ - عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْزُضُ نَفْسَهُ عَلَى النَّاسِ فِي الْمَوْسِمِ ، فَيَقُولُ : «أَلَا رَجُلٌ يَحْمِلُنِي إِلَى قَوْمِهِ ، فَإِنْ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُونِي أَنْ أُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّي» .

🌞 فواکد و مسائل: ① لوگوں سے ملاقاتیں کرنے کا مطلب ہے کہ حج کے ایام میں عرب کے ہر علاقے سے لوگ آتے تھے اس لیے رسول اللہ ﷺ امید رکھتے تھے کہ شاید ان میں سے کوئی شخص یا قبیلہ ایسا ہو جو تبلیغ کے کام میں آپ ﷺ کی مدد کرے اور مخالفین کو مخالفت سے منع کرے تاکہ لوگ حق کو سمجھ کر قبول کر سکیں۔ ② نبوی معاملات میں اسباب کی حد تک کسی سے تعاون اور مدد مانگنا توحید کے منافی نہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى﴾ (المائدہ: ۲) ”نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔“ ③ اس سے اللہ کی صفت کلام کا ثبوت ملتا ہے اور یہ کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے جبرئیل کا یا کسی اور کا نہیں۔ اس سے معتزلہ کی تردید ہو جاتی ہے۔

۲۰۲- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۲۰۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا

۲۰۱- [استادہ صحیح] أخرجه أبو داود، السنة، باب في القرآن، ح: ۴۷۳۴، والترمذي، ح: ۲۹۲۵ من حديث إسرائيل به، وقال الترمذي: "حسن صحيح غريب" * سالم مذكور في المدلسين (المرتبة الثانية)، ولا يثبت لهذا عنه، والله أعلم.

۲۰۲- [حسن] أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره، وصححه ابن حبان (الإحسان)، ح: ۶۸۹، وحسنه البوصيري * الوزير محله الصدق، ولحديثه طرق أخرى، وله طريق موقوف في شعب الإيمان، وعلقه البخاري في صحيحه

الْوَزِيرُ بْنُ صَبِيحٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ حَلْبَسٍ،
عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، عَنِ
النَّبِيِّ ﷺ، فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي
شَأْنٍ﴾ [الرحمن: ٢٩] قَالَ: «مِنْ شَأْنِهِ أَنْ
يَغْفِرَ ذَنْبًا، وَيَفْرَجَ كَرْبًا، وَيَرْفَعَ قَوْمًا،
وَيَخْفِضَ آخَرِينَ».

اچھایا براطریقہ جاری کرنے والے شخص کا بیان
آیت مبارکہ ﴿كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ﴾ ”ہر روز وہ
ایک شان میں ہے۔“ کی وضاحت کرتے ہوئے نبی ﷺ
نے فرمایا: ”یہ بھی اس کی شان ہے کہ وہ گناہ معاف کرتا
ہے پریشانی دور کرتا ہے کسی قوم کو بلند یوں سے نوازتا
ہے اور کسی کو پست کر دیتا ہے۔“

🌞 نوآند و مسائل: ① اس حدیث سے اللہ کی صفات فعلیہ کا ثبوت ملتا ہے جن کا ظہور ہر وقت ہوتا رہتا ہے۔
② اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کر کے اس سے تعلق نہیں ہو گیا جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مخلوق کے تمام معاملات چند
خاص نیک بندوں کے ہاتھوں میں ہیں اللہ تعالیٰ نے انھیں مختار بنا دیا ہے کہ جو چاہیں کریں حقیقت یہ ہے کہ تمام
اختیارات اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں: ﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾ (الاعراف: ۵۳) ”پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے اور
حکم دینا (اور تمام اختیارات) بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔“ ③ گناہوں کی معافی بھی اسی کی شان ہے اس معاملے
میں اللہ اور بندے کے درمیان کوئی واسطہ حائل نہیں، بعض گمراہ لوگ یہاں بھی واسطوں کے قائل ہیں۔ عیسائیوں کے
خیال میں گناہوں کی معافی پادری یا پوپ کا کام ہے ہندوؤں کے خیال میں برہمن کے توسط کے بغیر معبود سے رابطہ
ممکن نہیں اور اسی کے ذریعے سے گناہ معاف ہو سکتے ہیں جبکہ قرآن کہتا ہے: ﴿وَمَنْ يَغْفِرِ الذُّنُوبَ إِلَّا
اللَّهُ﴾ (آل عمران: ۱۳۵) ”اللہ کے سوا کون گناہ معاف کر سکتا ہے؟“



(المعجم ۱۴) - بَابُ مَنْ سَنَّ سُنَّةَ حَسَنَةً
أَوْ سَيِّئَةً (التحفة ۱۴)

باب: ۱۴- اس شخص کا بیان جس نے اچھایا
براطریقہ جاری کیا

۲۰۳- حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اچھا طریقہ
جاری کیا اور اس پر عمل کیا گیا“ اسے اس کا ثواب ملے گا
اور ان لوگوں کے ثواب کے برابر (مزید ثواب) ملے گا
جو اس پر عمل کریں گے۔ ان (بعد والوں) کے ثواب میں

۲۰۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ
أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ
جَرِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَعَمِلَ بِهَا كَانَ لَهُ

﴿ ۷۹۸ / ۸ ﴾ قبل حدیث: ۴۸۷۸ .

۲۰۳- أخرجه مسلم، الزكاة، باب الحث على الصدقة... الخ، ح: ۱۰۱۷، العلم، باب من سن سنة حسنة... الخ، ح: ۱۵ عن محمد بن عبد الملك وغيره به.

اچھا یا برا طریقہ جاری کرنے والے شخص کا بیان

جُرْمًا، وَمِثْلُ أَجْرٍ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ كَوْنِي كَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ بِهَا، وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً يَكُونُ كَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ بِهَا كَانَ عَلَيْهِ وَزْرُهَا وَوَزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا. (بعد والوں) کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔“

فوائد ومسائل: ① سنت کے لغوی معنی طریقے کے ہیں، اچھا ہو یا برا۔ اس حدیث میں یہ لفظ اپنے لغوی معنی ہی

میں استعمال ہوا ہے۔ علم حدیث اور اصول حدیث میں سنت میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جو رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں خواہ وہ آپ ﷺ کا ارشاد (قولی حدیث) ہو یا آپ ﷺ کا عمل (فعلی حدیث) یا ایسی چیز جو رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کی گئی اور آپ ﷺ نے علم ہونے کے بعد اس سے منع نہیں فرمایا یا اس کی تردید نہیں فرمائی۔

(تقریری حدیث) فقہاء سنت سے مراد وہ اچھا کام لیتے ہیں جو فرض و واجب نہ ہو اسے مستحب بھی کہا جاتا ہے نیز سنت کا لفظ بدعت کے مقابلے میں بھی بولا جاتا ہے یعنی وہ عقیدہ و عمل جس کا وجوب، استحباب یا جواز شریعت سے

ثابت ہو اور بدعت سے مراد وہ عمل ہے جسے ثواب سمجھ کر کیا جائے، حالانکہ شریعت میں اس کی کوئی اصل نہ ہو۔ ② اچھا طریقہ جاری کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک اچھے کام کی ضرورت تھی اور کوئی اسے نہیں کر رہا تھا۔ یا کسی سنت پر عمل متروک ہو چکا تھا اس نے شروع کیا تو اسے دیکھ کر دوسروں نے اس پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ یا کسی مشروع کام کو

فروع دین کے لیے نیا طریقہ اختیار کیا۔ محض اپنی رائے سے کسی کام کو اچھا قرار دے کر ایجاد کرنا بدعت ہے جس پر ثواب کی بجائے گناہ ہوگا۔ ③ برا طریقہ جاری کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو برائی پہلے کسی معاشرے میں موجود نہیں تھی ایک آدمی نے وہ کام کیا اسے دیکھ کر دوسرے بھی وہ کام کرنے لگے۔ ارشاد نبوی ہے: ”جو جان بھی ظلم سے قتل کی جاتی ہے اس کے خون ناحق کا ایک حصہ آدم ﷺ کے پہلے سینے (قائیل) کے سر ہوتا ہے کیونکہ وہی وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل (ناحق) کا طریقہ جاری کیا۔“ (صحیح البخاری، الاعتصام، باب اثم من دعا الی ضلالة)

حدیث: ۷۲۱، وصحیح مسلم، القسامۃ، باب اثم من سنّ القتل، حدیث: ۱۶۷۷) ④ اس کی وضاحت اس پس منظر سے بھی ہوتی ہے، جس میں نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا: واقعہ یوں ہے کہ قبیلہ بنو مضر کے افراد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کی ظاہری حالت قابل رحم تھی انھیں مناسب لباس بھی دستیاب نہ تھا۔ اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صدقہ دینے کی ترغیب دی سب سے پہلے ایک انصاری صحابی درہم دو دینار سے

بھری ہوئی اتنی بھاری تھیلی لے کر حاضر ہوا کہ اس کے ہاتھ سے گری جا رہی تھی۔ اس کے بعد تو اتنی کثرت سے صدقات آئے کہ ایک طرف کھانے پینے کی چیزوں کا ڈھیر لگ گیا دوسری طرف کپڑوں کا ڈھیر لگ گیا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے مذکورہ بالا ارشاد فرمایا۔ (صحیح مسلم، الزکاة، باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمرۃ أو کلمۃ طیبۃ..... الخ، حدیث: ۱۰۱۶) ⑤ دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والوں کو احتیاط سے کام لینا چاہیے تاکہ وہ ضعیف

اجھایا برا طریقہ جاری کرنے والے شخص کا بیان

اور موضوع احادیث کو دیکھ کر کسی ایسے کام کی دعوت دینا شروع نہ کر دیں صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے ورنہ نہ صرف محنت ضائع ہو جائے گی بلکہ وہ بہت بڑے گناہ کا بوجھ اٹھالیں گے۔ ① جب کسی کو گناہ کی طرف دعوت دی جاتی ہے تو شیطان عموماً یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ یہ گناہ کر لینے میں ہمارا کوئی نقصان نہیں، گناہ تو اس کو ہوگا جس نے ہمیں گناہ کی طرف بلا یا ہے یہ بہت بڑی غلطی ہے۔ غلط کام کا ارتکاب کرنے والا اس کی ذمہ داری سے بچ نہیں سکتا، البتہ اسے گناہ کی طرف بلانے والے کا گناہ زیادہ شدید ہے اس لیے وہ بھی اس مجرم کے جرم میں برابر کا شریک سمجھا جائے گا اور سزا کا مستحق ہوگا۔ ② اس حدیث میں نیکی کی تبلیغ کرنے والوں کے لیے بہت بڑی خوش خبری ہے۔ ایک آدمی کی محنت سے جتنے آدمی کسی نیکی کو اختیار کریں گے ان کے ثواب کے برابر اس کے نامہ اعمال میں ثواب خود بخود درج ہوتا چلا جائے گا۔ ③ ثواب اور گناہ کا دعوت دینے والے کے حساب میں جمع ہونا خود بخود ہوتا ہے اس میں عمل کرنے والے کے قصد یا نیت کو کوئی دخل نہیں لہذا اس حدیث سے ایصالِ ثواب کے مروجہ تصور پر استدلال درست نہیں، ورنہ ایصالِ ثواب کی طرح ایصالِ گناہ کا تصور بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔

۲۰۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حاضرین کو) اس کی مدد کی ترغیب دلائی۔ (حاضرین میں سے) ایک آدمی نے کہا: میرے پاس اتنا مال ہے (میں اسے بطور صدقہ دیتا ہوں) چنانچہ مجلس میں سے ہر شخص نے اسے (حسب استطاعت) کم یا زیادہ صدقہ دیا، کوئی بھی صدقہ دیے بغیر نہ رہا۔ تب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اچھا طریقہ جاری کیا پھر اس (طریقہ) پر عمل کیا گیا، اسے اس کا پورا ثواب ملے گا اور ان لوگوں (کے برابر عمل) کا ثواب بھی، جنہوں نے اس کی پیروی کی اور ان کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس نے برا طریقہ (گناہ کا کام) شروع کیا، پھر اس (طریقہ) پر عمل کیا گیا، اسے اس کا پورا گناہ ہوگا اور ان لوگوں (کے برابر عمل) کا گناہ بھی، جنہوں نے اس کی

۲۰۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَبْرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَحَثَّ عَلَيْهِ، فَقَالَ رَجُلٌ: عِنْدِي كَذَا وَكَذَا قَالَ، فَمَا بَقِيَ فِي الْمَجْلِسِ رَجُلٌ إِلَّا تَصَدَّقَ عَلَيْهِ بِمَا قَلَّ أَوْ كَثُرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ اسْتَنْ خَيْرًا فَاسْتَنْ بِهِ، كَانَ لَهُ أَجْرُهُ كَامِلًا، وَمَنْ أُجُورَ مِنْ اسْتَنْ بِهِ وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ اسْتَنْ سُنَّةً سَيِّئَةً، فَاسْتَنْ بِهِ، فَعَلَّيْهِ وَرُزُّهُ كَامِلًا، وَمَنْ أَوْزَارَ الَّذِي اسْتَنْ بِهِ، وَلَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا».

۲۰۴- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/ ۲۵۰ عن عبد الصمد به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح" وسقط عن أبيه "من الأصل، وزدته من تحفة الأشراف وغيره."

اچھایا براطریقہ جاری کرنے والے شخص کا بیان
پیروی کی اہلہ ان کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔“

۲۰۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بلائے والا کسی گمراہی کی
طرف بلائے پھر اس کی پیروی کی جائے تو اسے ان
لوگوں کے گناہ کے برابر (گناہ) ہوگا جنہوں نے اس کی
پیروی کی اور ان کے اپنے گناہ میں بھی کمی نہیں ہوگی۔
اور جس بلائے والے نے ہدایت کی طرف بلایا پھر اس کی
پیروی کی گئی تو اسے بھی پیروی کرنے والوں کے برابر
ثواب ملے گا اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی۔“

۲۰۵- حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ حَمَّادٍ
الْمُصْرِيُّ: أُنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ
يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ سَيَّانٍ،
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ
قَالَ: «أَيُّمَا ذَا عَدَا إِلَى ضَلَالَةٍ فَاتَّبِعْ،
فَإِنَّ لَهُ مِثْلَ أَوْزَارٍ مِّنْ اتَّبَعَهُ وَلَا يَنْقُصُ مِنْ
أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا، وَأَيُّمَا ذَا عَدَا إِلَى هُدًى
فَاتَّبِعْ، فَإِنَّ لَهُ مِثْلَ أَجُورٍ مِّنْ اتَّبَعَهُ، وَلَا
يَنْقُصُ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْئًا».

☀️ فائدہ: گمراہی سے شرک بدعت، فسق و فجور اور وہ تمام کام مراد ہیں جو شریعت میں منع اور حرام ہیں۔ جو کسی ایسے
کام کی طرف بلائے یا ترغیب دے یا تعاون کرے اسے اتنا گناہ ہوگا جتنا اس کی وجہ سے اس غلط کام کا ارتکاب
کرنے والے تمام لوگوں کو مجموعی طور پر ہوگا اور ہدایت سے مراد توحید اجتناب سنت و اجابت کی ادائیگی اور گناہ سے
اجتناب وغیرہ جیسے اعمال ہیں۔ ان کی دعوت دینے والے کو اتنا ثواب ہوگا جتنا اس سے متاثر ہو کر اس نیکی کا کام
کرنے والے تمام افراد کو مجموعی طور پر ہوگا۔

۲۰۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ہدایت کی طرف بلایا اسے
پیروی کرنے والوں کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا“
اس سے ان کے اجر و ثواب میں کمی نہیں آئے گی۔ اور
جس نے گمراہی کی طرف بلایا اسے پیروی کرنے والوں
کے گناہوں کے برابر گناہ ہوگا اس سے ان کے گناہوں
میں کمی نہیں آئے گی۔“

۲۰۶- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ
عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ
أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ،
عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَالَ: «مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ
مِثْلُ أُجُورٍ مِّنْ اتَّبَعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ
أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ،

۲۰۵- [استادہ حسن] وضعفہ البوصیری * الراوی عن انس رضی اللہ عنہ حسن الحدیث، راجع نیل المقصود،

ح: ۱۵۸۵.

۲۰۶- أخرجه مسلم، العلم، باب من سن سنة حسنة أو سيئة... الخ، ح: ۲۶۷۴ من حديث العلاء به..

فَعَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ مَا أَنَا مِنَ الْإِثْمِ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا» .

۲۰۷- حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے اچھا طریقہ جاری کیا اس پر اس (کی وفات) کے بعد عمل ہوتا رہا“ اسے اس کا اپنا ثواب بھی ملے گا اور ان لوگوں کے برابر (مزید) ثواب بھی ملے گا البتہ ان کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ اور جس نے برا رواج نکالا پھر اس کے (مرنے کے) بعد اس پر عمل ہوتا رہا“ اسے اس کا اپنا گناہ بھی ہوگا اور ان لوگوں کے گناہ کے برابر (مزید) گناہ بھی ہوگا البتہ ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔“

۲۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ (إِسْمَاعِيلُ أَبُو إِسْرَائِيلَ)، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً [فَاعْمَلْ بِهَا بَعْدَهُ، كَانَ لَهُ أَجْرُهُ وَمِثْلُ أَجْرِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْرِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً، فَعْمَلْ بِهَا بَعْدَهُ، كَانَ عَلَيْهِ وَزْرُهُ وَمِثْلُ أَوْزَارِهِمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْئًا» .

۲۰۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو دعوت دینے والا کسی (اچھی یا بری) چیز کی طرف دعوت دیتا ہے وہ قیامت کے دن اس طرح کھڑا کیا جائے گا کہ وہ اپنی دعوت کے عمل سے جدا نہیں ہو سکے گا“ جس چیز کی طرف بھی اس نے دعوت دی ہو اگرچہ کسی آدمی نے ایک ہی آدمی کو دعوت دی ہو۔“

۲۰۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهْيَلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا مِنْ دَاعٍ يَدْعُو إِلَى شَيْءٍ إِلَّا وُفِّقَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِأَزْمًا لِدَعْوَتِهِ، مَا دَعَا إِلَيْهِ، وَإِنْ دَعَا رَجُلٌ رَجُلًا» .



(المعجم ۱۵) - بَابُ مَنْ أَحْيَا سُنَّةً قَدْ أُمِيتَتْ (التحفة ۱۵)

۲۰۹- حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت

۲۰۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۲۰۷- [صحیح] ولشواهد انظر الأحاديث السابقة من، ح: ۲۰۳، إلى، ح: ۲۰۶ .

۲۰۸- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم في السنة، ح: ۱۱۲ عن ابن أبي شيبة به، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف * ليث هو ابن أبي سليم ضعفه الجمهور" .

۲۰۹- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، العلم، باب ما جاء في الأخذ بالسنّة واجتناب البدعة، ح: ۲۶۷۷ من حديث كثير به، وقال: "حسن" * كثير تقدم حاله، ح: ۱۶۵ .

مردہ سنت زندہ کرنے والے شخص کے اجر کا بیان

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری کسی سنت کو زندہ کیا پھر اس پر لوگوں نے عمل کیا، اسے اس سنت پر عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا اور ان کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اور جس نے کوئی بدعت ایجاد کی، پھر اس پر عمل کیا گیا، اسے عمل کرنے والوں کے برابر گناہ ہوگا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔“

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَبَابِ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَوْفِ الْمُزَنِيِّ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي فَعَمِلَ بِهَا النَّاسُ، كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْوَرِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ ابْتَدَعَ بِدْعَةً فَعَمِلَ بِهَا، كَانَ عَلَيْهِ أَوْزَارٌ مِنْ عَمَلٍ بِهَا لَا يَنْقُصُ مِنْ أَوْزَارِ مَنْ عَمِلَ بِهَا شَيْئًا».

🌞 فوائد و مسائل: ① مردہ سنت سے مراد وہ ثابت شدہ شرعی عمل ہے جس کو لوگوں نے جہالت یا سستی کی وجہ سے ترک کر دیا ہو، خواہ وہ فرض و واجب ہو یا مستحب و مندوب۔ اور اسے زندہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اسے دوبارہ معاشرے میں رواج دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے ظاہر ہے کہ دعوت دینے والے کو خود بھی اس پر تخی سے عمل پیرا ہونا پڑے گا اور دوسروں کو بھی اس کی تبلیغ کرنی ہوگی۔ پھر جب لوگ اس پر توجہ کا اظہار کریں گے اور اس سے روکنے کی کوشش کریں گے تو استقامت کا مظاہرہ کرنا ہوگا اس لیے اللہ کے رسول ﷺ نے خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ ② اس روایت میں ان لوگوں کے لیے سخت و عید ہے جو بدعات کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور مسلمانوں میں اسے رائج کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اہل علم کو چاہیے کہ ایسے لوگوں کا سخت مقابلہ کریں کیونکہ بدعت سنت کی مخالف ہے جیسے جیسے بدعت رائج ہوتی ہے لوگوں کی توجہ سنت کی طرف سے ہٹتی چلی جاتی ہے، جس کے نتیجے میں ایک وقت وہ آتا ہے کہ سنت مردہ ہو جاتی ہے چنانچہ اسے زندہ کرنے کے لیے نئے سرے سے محنت کرنی پڑتی ہے، چنانچہ سنتوں کو قائم رکھنے کے لیے بدعتوں کی پر زور تردید کی ضرورت ہے۔ ③ بعض ائمہ نے شواہد کی بنیاد پر اس روایت کی صحیحی کی ہے۔

۲۱۰- حضرت عمرو بن عوف مزنی رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ”جس نے میری کسی ایسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد مردہ ہو گئی تھی، اسے ان لوگوں کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا جو اس پر عمل کریں گے، اس سے

۲۱۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ: حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ أَحْيَا سُنَّةً مِنْ سُنَّتِي قَدْ أُمِيتَتْ بَعْدِي، فَإِنَّ لَهُ مِنْ

-- کتاب السنہ -- قرآن کا علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے والے کی فضیلت کا بیان

الْأَجْرِ مِثْلَ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنَ النَّاسِ ، (چروٹی کرنے والے) لوگوں کے ثواب میں بالکل کمی
لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجُورِ النَّاسِ شَيْئاً ، وَمَنْ (چروٹی کرنے والے) نہیں آئے گی۔ اور جس نے کوئی بدعت ایجاد کی جو اللہ
ابْتَدَعَ بِدَعَاةٍ لَا يَرْضَاهَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ ، فَإِنَّ (اور اس کے رسول کو پسند نہیں اسے ان لوگوں کے گناہ
عَلَيْهِ مِثْلُ إِثْمِ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنَ النَّاسِ ، لَا کے برابر گناہ ہوگا جو اس پر عمل کریں گے۔ اس سے
يَنْقُصُ مِنْ آثَامِ النَّاسِ شَيْئاً)۔ (چروٹی کرنے والے) لوگوں کے گناہ میں بالکل کمی نہیں
آئے گی۔“

☀️ فائدہ: یہ حدیث ضعیف ہے، تاہم جہاں تک مردہ سنت کے زندہ کرنے پر اجرو ثواب کا اور اسی طرح بدعت کے
ایجاد کرنے پر سخت گناہ ملنے کا تعلق ہے وہ دوسری احادیث سے بھی ثابت ہے۔

(المعجم ۱۶) - بَابُ فَضْلِ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (التحفة ۱۶)
باب: ۱۶- قرآن کا علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے والے کی فضیلت

۲۱۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَسُفْيَانُ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سَعْدِ ابْنِ عَبِيدَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلْمِيِّ، عَنْ عُمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ - «أَفْضَلُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ».

۲۱۱- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔“ ایک روایت میں راوی سفیان کے یہ لفظ ہیں: ”تم میں سے افضل وہ ہے.....“

☀️ فوائد و مسائل: ① قرآن مجید اللہ کا کلام ہے لہذا اس کا علم حاصل کرنا بھی دوسرے علوم سے افضل ہے اور اس کی تعلیم دینا بھی دوسرے علوم پڑھانے سے افضل ہے۔ ② اللہ تعالیٰ کے ہاں بندوں کی افضلیت کا دار مدار اعمال پر ہے جب کہ دنیا میں عام طور پر مال و دولت، حسن و جمال یا عہدہ و منصب کو افضلیت کا معیار سمجھا جاتا ہے جو درست نہیں۔ ③ اس حدیث میں قرآن مجید کا علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے کی ترغیب ہے۔ ④ قرآن مجید کے علم میں قرآن مجید کے الفاظ کی تلاوت و تجوید سیکھنا اور سکھانا بھی شامل ہے اور اس کا ترجمہ و تفسیر بھی چونکہ حدیث نبوی بھی قرآن کی وضاحت ہے اس لیے حدیث کا علم حاصل کرنے والا اور اس کی تعلیم دینے والا بھی اس شرف میں

۲۱۱- أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب خيركم من تعلم القرآن وعلمه، ح: ۵۰۲۷، ۵۰۲۸ من حديث علقمة به.

-- کتاب السنہ ----- قرآن کا علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے والے کی فضیلت کا بیان
شریک ہے۔ ⑤ قرآن پر عمل نہ کرنے والا اس شرف میں شریک نہیں جیسے کہ دوسری احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

۲۱۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
وَيَكِيْعٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَانٌ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ
مَرْثَدٍ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ
عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ: «أَفْضَلُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ».

۲۱۲- حضرت عثمان غنیؓ سے روایت ہے رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے افضل وہ ہے جو قرآن کا علم
حاصل کرے اور اس کی تعلیم دے۔“

۲۱۳- حَدَّثَنَا أَزْهَرُ بْنُ مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا
الْحَارِثُ بْنُ نَهْهَانَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ
بُهْدَلَةَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ:
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَيْرًا زُكْمٌ مَنْ تَعَلَّمَ
الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ» قَالَ: وَأَخَذَ بِيَدِي فَأَقْعَدَنِي
مُعْتَدِي هَذَا، أَفْرِيءُ.

۲۱۳- عاصم بن بہدلہ نے حضرت مصعب بن سعد
سے اور انھوں نے اپنے والد حضرت سعد بن ابودقاص
ؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں
سے وہ لوگ بہتر ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھائیں۔“
عاصم نے کہا: مصعب بن سعد نے مجھے ہاتھ سے پکڑ کر
اس جگہ بٹھایا کہ میں قرآن پڑھاؤں۔

🌞 فواد و مسائل: ① سند میں مذکور عاصم رضی اللہ عنہ قراءت کے مشہور امام ہیں۔ ② جس شخص میں کسی اچھے کام کی
صلاحیت موجود ہو اسے اس کام کا مشورہ دینا چاہیے اور اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے تاکہ اس سے مسلمانوں کو
فائدہ پہنچے اور خود اسے بھی اس نیک کام کی وجہ سے ثواب اور فائدہ حاصل ہو۔

* عاصم بن ابونجود: آپ کو فہم میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے در خلافت میں پیدا ہوئے۔ حضرت علی بن عبدالرحمن
سلی اور زر بن حبیش سے قرآن کریم پڑھا، کبار تابعین سے تعلیم حاصل کی اور اپنے استاد محترم علی بن عبدالرحمن
کے بعد قرآن کریم کی تعلیم دینے کی ذمہ داری سنبھالی۔ اس عرصے میں آپ سے ابوبکر، حفص بن سلیمان اور مفضل
بن محمد جیسے عظیم قراءت قرآن کی قراءت کی تعلیم لی۔ آپ انتہائی خوش آواز قاری قرآن اور بہت زیادہ نماز ادا کرنے
والے عابد و زاہد تھے۔ اکثر اوقات گھر سے کسی کام کی غرض سے نکلے لیکن جب مسجد کے قریب پہنچتے تو یہ کہتے ہوئے
نفل ادا کرنے کے لیے مسجد میں داخل ہو جاتے: ”ضروریات پوری ہوتی رہیں گی پہلے نماز پڑھ لیں۔“ آپ کا شمار

۲۱۲۔ [صحیح] انظر الحديث السابق.

۲۱۲۔ [إسناده ضعيف جدًا] والحديث صحيح، أخرجه الدارمي: ۴۳۷/۲، فضائل القرآن باب ۲: ح ۳۳۳۹
من حديث الحارث بن، وقال البوصيري: "هَذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ لضعف الحارث بن نهان"، وهو متروك كما في
القریب، وح: ۲۱۱ وغيره بغني عن حديثه.

-- کتاب السنۃ -- قرآن کا علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے والے کی فضیلت کا بیان
قراءت سے کثیر و معروف قرائے کرام میں ہوتا ہے۔ آپ ۱۲۸ ہجری میں فوت ہوئے۔

۲۱۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْأَنْزَجَةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ، وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الثَّمَرَةِ، طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ، رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ، وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ، طَعْمُهَا مُرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا».

۲۱۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو مومن قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال ترنجبین کی سی ہے جس کا ذائقہ بھی اچھا ہے اور بو بھی خوش گوار ہے۔ اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال خشک کھجور کی سی ہے کہ اس کا ذائقہ اچھا ہے لیکن (اس میں) خوشبو نہیں۔ جو منافق قرآن پڑھتا ہے اس کی مثال نازبو کی سی ہے اس کی خوشبو تو اچھی ہے لیکن ذائقہ تلخ ہے۔ اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال ٹخے کی سی ہے۔ اس کا ذائقہ بھی تلخ ہے اور خوشبو بھی نہیں۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① قرآن کی تلاوت اور اس پر عمل دونوں خوبیاں ہیں اور دونوں مطلوب ہیں۔ تلاوت ظاہری خوبی ہے جسے خوشبو سے تشبیہ دی گئی ہے اور عمل باطنی خوبی ہے کیونکہ اس میں ایمان، اخلاص، اللہ سے محبت، خشیت الہی اور تقویٰ جیسے باطنی اعمال بھی شامل ہیں اس لیے اسے ذائقے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تلاوت کو خوشبو سے اس لیے تشبیہ دی گئی ہو کہ اسے ہر خاص و عام سن لیتا ہے جب کہ عمل کا اندازہ اسی کو ہوتا ہے جس کو واسطہ پڑے جس طرح ذائقے کا علم اسی کو ہوتا ہے جو پھل کو چکھے۔ ② الْأَنْزَجَةُ: (ترنجبین) لیوں کے خاندان سے تعلق رکھنے والا ایک پھل ہے۔ اس کا رنگ بھی خوش کن ہوتا ہے اور ذائقہ بھی عمدہ ہوتا ہے۔ ③ الرَّيْحَانَةُ: اصل میں ہر اس پودے کو کہتے ہیں جس سے خوشبو آئے عام طور پر یہ لفظ نازبو کے لیے مستعمل ہے لیکن دوسرے خوشبودار پودوں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ ④ منافق کا عقیدہ اور سیرت تلخ اور خراب ہوتی ہے مگر قراءت قرآن کی وجہ سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے اس لیے اس کی مثال ایسے پھول ہے جس کی خوشبودار سے بھی محسوس ہوتی ہے لیکن کھانے کے لائق ہرگز نہیں ہوتا۔

۲۱۴- أخرجه البخاري، فضائل القرآن، باب إثم من راعى بقراءة القرآن... الخ، ح: ۵۰۵۹ وغيره، ومسلم، صلوة المسافرين، باب فضيلة حافظ القرآن، ح: ۷۹۷ من حديث يحيى به.

قرآن کا علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے والے کی فضیلت کا بیان

۲۱۵- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ أَبُو بَشِيرٍ : ۲۱۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں میں سے کچھ افراد اللہ والے ہوتے ہیں۔“ صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ”قرآن والے وہی اللہ والے اور اس کے خاص بندے ہیں۔“

۲۱۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بُدَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ لِلَّهِ أَهْلِينَ مِنَ النَّاسِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ هُمْ؟ قَالَ: «هُمْ أَهْلُ الْقُرْآنِ، أَهْلُ اللَّهِ وَخَاصَّتُهُ».

🌟 فوائد و مسائل: ① ”قرآن والے“ یعنی قرآن پڑھنے والے یاد کرنے والے احادیث رسول ﷺ کے ذریعے سے اس کا فہم حاصل کرنے والے اس پر عمل کرنے والے اور اس کی تبلیغ کرنے والے یہ سب قرآن والوں میں شامل ہیں۔ ② قرآن کے ساتھ تعلق رکھنے والے اللہ کے خاص بندے اور اس کے مقرب ہیں لہذا قیامت اور جنت میں بھی ان پر خصوصی انعامات ہوں گے۔ اور یہ بہت بڑا شرف ہے کہ اللہ نے انہیں ”اپنے“ قرار دیا ہے۔

۲۱۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرِ بْنِ دِينَارِ الْحَمَاصِيِّ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ أَبِي عَمْرٍ، عَنْ كَثِيرِ ابْنِ زَادَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَحَفِظَهُ أَذْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ وَسَقَعَهُ فِي عَشْرَةِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، كُلُّهُمْ قَدْ اسْتَوْجَبَ النَّارَ».

۲۱۶- حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے قرآن پڑھا اور اسے حفظ کیا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کے گھر والوں میں سے دس ایسے افراد کے حق میں اس کی شفاعت قبول کرے گا جن پر (گناہوں کی وجہ سے) جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔“

۲۱۷- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ

۲۱۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

۲۱۵- [إسناده حسن] أخرجه النسائي في الكبرى في فضائل القرآن، ح: ۴۵۶، والحاكم: ۵۵۶/۱ من حديث ابن مهدي به، وصححه المنذري، والبوصيري.

۲۱۶- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل قارئ القرآن، ح: ۲۹۰۵ من حديث أبي عمر حفص بن سليمان القاري به، وقال: 'غريب'... وليس له إسناد صحيح * وحفص بن سليمان يضعف في الحديث "بل هو متروك الحديث، وشيخه مجهول.

۲۱۷- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، فضائل القرآن، باب ماجاء في سورة البقرة آية الكرسي، ح: ۲۸۷۶ من

قرآن کا علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے والے کی فضیلت کا بیان

ﷺ نے فرمایا: ”قرآن سیکھو پھر اسے پڑھو اور سو رہو۔ (رات کو نماز میں تلاوت کرو؛ لیکن ساری رات نماز نہ پڑھو بلکہ کچھ وقت آرام بھی کرو) کیونکہ قرآن اُسے سیکھنے والے اور اس کے ساتھ قیام کرنے والے کی مثال ایسے ہے جیسے چمڑے کی ایک تھیلی کستوری سے بھری ہوئی ہو اور اس کی خوشبو ہر جگہ مہکتی ہو۔ اور جس نے قرآن سیکھا پھر سو رہا حالانکہ قرآن اس کے سینے میں ہے اس کی مثال اس طرح ہے جیسے چمڑے کی تھیلی میں کستوری ہو اور اس کا منہ (رسی وغیرہ سے کس کر) باندھ دیا گیا ہو۔“

الأودِي: حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ ابْنِ جَعْفَرٍ، عَنِ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ مَوْلَى أَبِي أَحْمَدَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَافْرَأْهُ وَهُ وَارْقُدُوا، فَإِنَّ مَثَلَ الْقُرْآنِ وَمَنْ تَعَلَّمَهُ فَقَامَ بِهِ، كَمَثَلِ جِرَابٍ مَحْشُوٍّ مَسْكًا يَفُوحُ رِيحُهُ كُلَّ مَكَانٍ، وَمَثَلُ مَنْ تَعَلَّمَهُ فَرَقَدَ وَهُوَ فِي جَوْفِهِ، كَمَثَلِ جِرَابٍ أُوْكِي عَلَى مِسْكِ».

۲۱۸- حضرت ابو طفیل عامر بن وائلہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عسکان کے مقام پر حضرت نافع بن عبد الحارث رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ انھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مکہ کا گورنر مقرر فرمایا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ وادی مکہ کے باشندوں پر (ان کے معاملات کی دیکھ بھال کے لیے) اپنا نائب کسے مقرر کر کے آئے ہیں؟ انھوں نے کہا: میں نے ابن ابزی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابن ابزی کون صاحب ہیں؟ انھوں نے کہا: ہمارے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے ایک مولیٰ کو ان پر حاکم مقرر کر دیا؟ انھوں نے کہا: وہ کتاب اللہ کے عالم ہیں، علم میراث کے بھی عالم ہیں، اور فیصلہ کرنے کی

۲۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عُمَانَ الْعُمَانِي: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ وَائِلَةَ أَبِي الطَّفِيلِ عَنْ نَافِعِ بْنِ عَبْدِ الْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ بِعُسْفَانَ، وَكَانَ عُمَرُ اسْتَعْمَلَهُ عَلَى مَكَّةَ، فَقَالَ عُمَرُ: مَنْ اسْتَخْلَفْتَ عَلَى أَهْلِ الْوَادِي؟ قَالَ: اسْتَخْلَفْتُ عَلَيْهِمُ ابْنَ أَبْزَى. قَالَ: وَمَنْ ابْنُ أَبْزَى؟ قَالَ: رَجُلٌ مِنْ مَوَالِينَا. قَالَ عُمَرُ: فَاسْتَخْلَفْتَ عَلَيْهِمْ مَوْلَى؟ قَالَ: إِنَّهُ قَارِيءٌ كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى، عَالِمٌ بِالْقَرَائِصِ، قَاضٍ. قَالَ عُمَرُ: أَمَا إِنَّ نَبِيَكُمْ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ



◀ حديث أبي أسامة به، وقال: "حسن"، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

۲۱۸- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم بالقرآن ويعلمه... الخ، ح: ۸۱۷ من حديث إبراهيم به.

قرآن کا علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم دینے والے کی فضیلت کا بیان
 صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
 تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (واقعی سچ) فرمایا تھا: ”اللہ تعالیٰ
 اس کتاب (کے علم اور اس پر عمل) کی وجہ سے بہت سے
 لوگوں کو بلند مقام عطا فرمائے گا اور اس (سے اعراض)
 کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو پست (اور ذلیل) کر
 دے گا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس واقعہ کے راوی ابو طفیل عامر بن وائلہ ان صحابہ کرام میں سے ہیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
 حیات مبارکہ کے دوران میں بچپن کی عمر میں تھے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے
 سب سے آخر میں فوت ہوئے۔ آپ کی وفات ۱۱۰ ہجری میں ہوئی۔ حضرت نافع بن عبد الجارث رضی اللہ عنہ بھی صحابی
 ہیں۔ فتح مکہ کے موقع پر قبول اسلام کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت ابن ابزی رضی اللہ عنہ کا نام عبد الرحمن ہے قبیلہ بنو خزاعہ
 سے دلاء کا تعلق ہے یہ بھی صفار صحابہ میں سے ہیں۔ ② خلافت راشدہ کے دوران میں کسی بھی سرکاری منصب کے
 لیے اہلیت کا معیار صرف علم و عمل تھا نہ کہ قبیلہ و خاندان۔ ③ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آزاد کردہ غلام کو عہدہ دینے پر جو
 تعجب کا اظہار کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایسے افراد کو عہدے کا اہل نہیں سمجھتے تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ معلوم کرنا
 تھا کہ نافع رضی اللہ عنہ نے ابن ابزی رضی اللہ عنہ کو اس عہدے پر فائز کرتے ہوئے کس معیار کو پیش نظر رکھا ہے۔ جب معلوم ہوا کہ
 وہ واقعی اس عہدے کے اہل ہیں تو ان کے تقرر پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ ④ ارشاد نبوی میں صرف کتاب اللہ
 (قرآن مجید) کا ذکر ہے لیکن کتاب اللہ کا عالم وہی کہلا سکتا ہے جو حدیث کا علم بھی رکھتا ہو کیونکہ حدیث نبوی قرآن
 مجید کی تشریح اور عملی تفسیر ہے۔

۲۱۹- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
 الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ غَالِبٍ
 الْعَبَّادَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زِيَادِ الْبَحْرَانِيِّ،
 عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ،
 عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
 يَا أَبَا ذَرٍّ: لَأَنْ تَعْلَمَ وَفَتَعْلَمَ آيَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ،
 ۲۱۹- حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے
 کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا:
 ”ابو ذر! اگر تو صبح کو (علم سیکھنے کے لیے) نکلے اور اللہ کی
 کتاب کی ایک آیت سیکھ لے یہ تیرے لیے سو رکعت
 (نفل) نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور اگر تو صبح نکل کر علم
 کا ایک باب سیکھ لے خواہ اس پر عمل کر سکے یا نہ کر سکے یہ

۲۱۹- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبد البر في جامع بيان العلم وفضله: ۲۵/۱ من حديث عبد الله بن زياد به،
 وحسنه المنذري، وضعفه العراقي، والבוصيري وغيرهما * علي بن زيد تقدم حاله، ح: ۱۱۶، وتلميذه والعباداني
 مستوران.

-- کتاب السنہ --

علماء کی فضیلت اور حصول علم کی ترغیب کا بیان

خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ، وَلَا أَنْ تَعُدَّوْ فَتَعْلَمَ بِأَبَا مِنَ الْعِلْمِ، عُمَلٌ بِهِ أَوْ لَمْ يُعْمَلْ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ أَلْفَ رَكْعَةٍ».

(المعجم ۱۷) - بَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ
وَالْحَثِّ عَلَى طَلَبِ الْعِلْمِ (التحفة ۱۷)

باب: ۱۷- علماء کی فضیلت اور حصول علم کی ترغیب

۲۲۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔“

۲۲۰- حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ، أَبُو بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ».



☀️ فوائد و مسائل: ① عام طور پر ”فقہ“ سے نماز روزہ جیسے امور اور خرید و فروخت جیسے معاملات میں جائز ناجائز واجب و مستحب اور ان کی شروط ارکان و آداب وغیرہ مراد لیے جاتے ہیں عقائد و اخلاق وغیرہ کو الگ علوم تصور کیا جاتا ہے لیکن قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں جہاں فقہ و فقہ جیسے الفاظ آئے ہیں ان سے یہ اصطلاحی معنی مراد نہیں بلکہ وہاں مطلقاً دین کا علم و فہم مراد ہوتا ہے جس میں عبادات و معاملات کے ساتھ ساتھ اصلاح قلب تزکیہ نفس اخلاق حسنة اور عقائد صحیحہ وغیرہ سبھی مراد ہوتے ہیں۔ جس کو ان چیزوں کا علم حاصل ہو جائے وہ اللہ کے حقوق بھی ادا کر سکتا ہے اپنی ذات کے حقوق بھی اور احباب و اقارب کے علاوہ عام مسلمانوں اور اصحاب اقتدار کے حقوق بھی ادا کر سکتا ہے۔ اس طرح اس کی زندگی قرآن و سنت کے سانچے میں ڈھل کر دینی و دنیوی خیر و برکت کا ذریعہ بن جاتی ہے اور وہ دوسروں کے لیے بھی سہرا پر اجمت بن جاتا ہے اور یہی وہ خیر عظیم ہے جس سے بڑھ کر کوئی خیر نہیں ہے ② دین و دنیا کی یہ برکات وہی شخص حاصل کر سکتا ہے جو مذکورہ بالا امور کے بارے میں شرعی احکام سے واقف ہو لہذا اس سے علم دین سیکھنے کی اہمیت اور ضرورت واضح ہوتی ہے۔ ③ اس سے دین کے معلمین و مدرسین کا بلند مقام بھی واضح ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رحلت فرما جانے کے بعد یہ سب کچھ علماء ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب بھی ایک معلم کا تھا جیسے کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (البقرة: ۱۲۹) ”(وہ پیغمبر) انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے گا۔“ یہی حکمت و فہم دین ہے جسے اس حدیث میں فقہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

۲۲۰- [صحیح] أخرجه الطبراني في الصغير، ح: ۸۱۰ من حديث معمر به، ورواه أحمد: ۲۳۴/۲ عن عبدالأعلو به * الزهري عنن، وله شواهد كثيرة عند البخاري، ح: ۷۱، ومسلم، ح: ۱۰۳۷ وغيرهما.

علماء کی فضیلت اور حصول علم کی ترغیب کا بیان

۲۲۱- حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نیکی عادت ہے اور گناہ ایک جھگڑا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔“

۲۲۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مَرْوَانَ بْنَ جَنَاحٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنِ حَلْبَسٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ مَعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «الْخَيْرُ عَادَةٌ، وَالشَّرُّ لَجَاجَةٌ، وَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهُهُ فِي الدِّينِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ”نیکی عادت ہے“ اس کا مطلب یہ ہے کہ سیدھا راستہ انسان کی فطرت ہے۔ ایک فطرت سلیم کا مالک نیکی کے راستے پر چلنے میں کوئی دشواری محسوس نہیں کرتا البتہ غلط ماحول کی وجہ سے یا شیطان کے وسوسہ مکر کی وجہ سے بعض اوقات انسان برائی کی راہ پر چل پڑتا ہے اس کے باوجود اس کا ضمیر اسے چھوڑتا رہتا ہے۔ چنانچہ جب بھی انسان گناہ کی زندگی چھوڑ کر نیکی کی طرف آتا ہے اسے ایک روحانی خوشی اور دلی اطمینان کی وہ کیفیت نصیب ہوتی ہے جو گناہ کی بظاہر خوبصورت زندگی میں حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ اسلام کی تعلیمات اسی فطرت سلیم کے مطابق ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ﴾ (الروم: ۳۰) یعنی ”اللہ کا قانون و دین وہی ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا“ اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی نہیں یہی مضبوط دین ہے۔“ ② ”گناہ ایک جھگڑا ہے۔“ مطلب یہ ہے کہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا اپنے اندر ایک کشمکش محسوس کرتا ہے۔ نفس امارہ اسے گناہ کی طرف دعوت دیتا ہے اور توبہ سے روکتا ہے جب کہ ضمیر اسے گناہ سے باز رکھنے کی کوشش کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اگرچہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا بظاہر وہ کام کر رہا ہوتا ہے جو اس کا جی چاہتا ہے اس کے باوجود اسے خوشی حاصل نہیں ہوتی دنیا کی دولت اسے اطمینان قلب مہیا کرنے سے قاصر رہتی ہے سوائے اس کے کہ اس کا ضمیر بالکل مردہ ہو جائے اور اس کی فطرت مسخ ہو جائے۔

۲۲۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ جَنَاحٍ، أَبُو سَعِيدٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

۲۲۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”ایک فقیہ (دین کی صحیح سمجھ رکھنے والا عالم) شیطان کو ایک ہزار (جاہل)

۲۲۱- [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۳۸۵ / ۱۹، وصححه ابن حبان، ح: ۸۲ * الوليد صرح بالسماع المسلسل عند الطبراني.

۲۲۲- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، العلم، باب ماجاء في فضل الفقه على العبادة، ح: ۲۶۸۱ من حديث الوليد به، وقال: * غريب * روح بن جناح ضعفه الجمهور، واتهمه ابن حبان وغيره.



عبادت گزار افراد سے زیادہ ناگوار اور بھاری ہوتا ہے۔“

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «فَقِيهٌ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَيَّ الشَّيْطَانِ مِنَ أَلْفِ عَابِدٍ».

۲۲۳- حضرت کثیر بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۲۳- حَدَّثَنَا نَضْرُ بْنُ عَلِيٍّ

انہوں نے کہا: میں دمشق کی جامع مسجد میں حضرت ابودرداء

الْجَهْمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ

رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کے پاس ایک آدمی

عَاصِمِ بْنِ رَجَاءِ بْنِ حَيَّوَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ

آ گیا اس نے کہا: ابودرداء! میں مدینہ سے آیا ہوں.....

جَمِيلٍ، عَنْ كَثِيرِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: كُنْتُ

اللہ کے رسول ﷺ کے شہر سے..... کیونکہ مجھے معلوم ہوا

جَالِسًا عِنْدَ أَبِي الدَّرْدَاءِ فِي مَسْجِدِ

ہے کہ آپ ایک حدیث نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں

دِمَشْقَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا أَبَا الدَّرْدَاءِ

(اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کی زبانی وہ حدیث سنوں۔)

أَتَيْتُكَ مِنَ الْمَدِينَةِ، مَدِينَةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ تجارت کے سلسلے میں تو نہیں

لِحَدِيثِ بَلَعْنِي أَتَكَ تُحَدِّثُ بِهِ عَنِ النَّبِيِّ

آئے؟ اس نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: کسی اور کام سے بھی

ﷺ، قَالَ: فَمَا جَاءَ بِكَ تِجَارَةً؟ قَالَ:

نہیں آئے؟ اس نے کہا: جی نہیں۔ فرمایا: (اگر یہ بات

لَا. قَالَ: وَلَا جَاءَ بِكَ غَيْرُهُ؟ قَالَ: لَا.

ہے تو ایک خوش خبری سن لو: میں نے رسول اللہ ﷺ

قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ:

سنا آپ نے فرمایا: ”جو شخص علم کی تلاش میں کسی راہ

«مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ

پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کی راہ آسان فرما

اللَّهُ لَهُ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ

دیتا ہے اور فرشتے علم کے متلاشی سے خوش ہو کر اس کے

لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِّطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّ

لیے اپنے پر جھکا دیتے ہیں اور علم کے طلب گار کے لیے

طَالِبِ الْعِلْمِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ مِنْ فِي السَّمَاءِ

آسان اور زمین کی ہر مخلوق دعائے مغفرت کرتی ہے حتیٰ

وَالْأَرْضِ، حَتَّى الْجَحِيَّتَانِ فِي الْمَاءِ، وَإِنَّ

کہ پانی میں مچھلیاں بھی (اس کے لیے دعائیں کرتی

فَضَلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ

ہیں) اور عالم کو عبادت گزار پر ایسی فضیلت حاصل ہے

عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ، إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ

جیسی فضیلت چاند کو باقی تمام ستاروں پر حاصل ہے۔

الْأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُورَثُوا دِينَارًا وَلَا

علماء انبیاء کے کرام کے وارث ہیں، نبیوں نے وراثت

ذَرِهَمًا، إِنَّمَا وَرَثُوا الْعِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَهُ،



۲۲۳- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، العلم، باب في فضل العلم، ح: ۳۶۴۱ من حديث عبد الله بن داود، والترمذي، ح: ۲۶۸۲، وقال: "وليس إسناده عندي بمتصل"، وصححه ابن حبان * داود ضعيف وكذا شيخه، وللحديث شواهد كثيرة ضعيفة.

میں دینار اور درہم نہیں چھوڑے، انھوں نے تو علم کا ترکہ چھوڑا ہے؛ جس نے اسے حاصل کیا، اس نے (نیویں کی وراثت میں سے) وافر حصہ پالیا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت بعض دوسرے محققین کے نزدیک صحیح ہے۔ ② علماء کو مسجد میں علم سکھانے کے لیے بیٹھنا چاہیے یا ایسی جگہ علمی مجلس منعقد کرنی چاہیے جہاں کسی کو ان کے پاس آنے سے رکاوٹ نہ ہو اور ہر امیر و غریب ادنیٰ و اعلیٰ مستفید ہو سکے۔ ③ کسی بڑے عالم سے علم حاصل کرنے کے لیے ایک شہر سے دوسرے شہر جانا بہت اچھا کام ہے۔ ④ حصول علم کے لیے سفر کرنے والے سے اللہ کی ہر مخلوق خوش ہوتی اور اسے دعائیں دیتی ہے۔ ⑤ بالواسطہ سنی ہوئی حدیث کو بڑے عالم سے براہ راست سننے کی کوشش کرنا مستحب ہے اسے محدثین کی اصطلاح میں عالی سند کا حصول کہتے ہیں۔ ⑥ استاد کو چاہیے کہ طالب علم کو علم کی اہمیت اور فضیلت سے باخبر کرے تاکہ اسے خوشی ہو اور شوق میں اضافہ ہو اور اس طرح وہ بہتر استفادہ کر سکے۔ ⑦ عالم عبادت گزار سے افضل ہے کیونکہ عالم دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے جب کہ عابد صرف اپنے لیے کوشش کرتا ہے۔ اس کے علاوہ عبادت کے لیے بھی علم کی ضرورت ہے ورنہ بدعات میں جتلا ہونے کا اندیشہ ہے جس سے بجائے اللہ کی رضا حاصل ہونے کے اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے۔ ⑧ علماء کا یہ بہت بڑا شرف ہے کہ وہ نبیوں کے روحانی وارث ہیں۔ لیکن یہ بلند مقام ان پر اتنی ہی بڑی ذمہ داری بھی عائد کرتا ہے کہ وہ حق واضح کریں، حق کی طرف بلائیں، باطل سے منع کریں، اور اس راہ میں کسی خوف یا لالچ کو خاطر میں نہ لائیں؛ جس طرح انبیائے کرام نے اس علم کی تبلیغ میں جدوجہد، صبر، اخلاص اور اللہیت کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ ⑨ انبیائے کرام کا مالی ترکہ دوسرے لوگوں کی طرح وارثوں پر تقسیم نہیں ہوتا بلکہ وہ عام مسلمانوں پر صدقہ ہوتا ہے۔ ⑩ انبیاء کی میراث سے حصہ لینے کا دروازہ بند نہیں ہوا، ہر شخص اپنی محنت کے مطابق اس علمی میراث میں سے حصہ لے سکتا ہے کیونکہ یہ میراث نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ اس مقدس میراث میں سے زیادہ سے زیادہ حصہ حاصل کرے۔ ⑪ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ فرشتے طالب علم کے قدموں کے نیچے اپنے پر بچھادیتے ہیں۔ حدیث کے الفاظ سے یہ مفہوم نہیں نکلتا۔ ”وضع“ کا لفظ ”رفع“ کے مقابلے میں ہے اس کے لیے اس کے معنی پروں کا بھکانا بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ ”قدموں“ کا لفظ حدیث میں نہیں۔ فرشتوں کا پروں کو بھکانا محبت اور احترام کا اظہار ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۲۴- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ سُلَيْمَانَ : حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ شَيْخِطِيرٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَيْبِينَ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

۲۲۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”علم طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور علم کو ناناہلوں کے سامنے رکھنے والا ایسے

۲۲۴- [إسناده ضعيف جدًا] * حفص تقدم، ح: ۲۱۶، وله طرق كلها ضعيفة.

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ. وَوَضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ أَهْلِهِ كَمَقْلَدِ الْخَنَازِيرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ».

ہے جیسے خزیریوں کو جوہرات، موتیوں اور سونے کے ہار پہنانے والا۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① ”ہر مسلمان“ سے مراد مرد اور عورتیں سبھی ہیں کیونکہ شریعت کے احکام پر عمل کرنا مردوں اور عورتوں سبھی پر فرض ہے لہذا انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ کیا جائز ہے کیا ناجائز۔ نبی اکرم ﷺ نے مردوں اور عورتوں سب کو دین سکھایا اور اس کے مسائل بتائے۔ ② یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس کا پہلا حصہ (طلب علم کی فرضیت) معنا صحیح ہے یعنی احکام شریعت کا ضروری علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

۲۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ نَفَسَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ الدُّنْيَا، نَفَسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلَيَّ مُعْسِرٍ، يَسَّرَ اللَّهُ عَلَيَّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. وَاللَّهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أُخِيهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا، سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارِسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَعَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ، وَمَنْ أَبْطَأَ

۲۲۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے کسی مسلمان کی ایک دنیاوی پریشانی دور کی اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دور کرے گا“ اور جس نے مسلمان کا پردہ رکھا، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کا پردہ رکھے گا۔ اور جس نے کسی مشکل میں جھٹلا شخص پر آسانی کی اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس پر آسانی فرمائے گا“ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں مشغول رہتا ہے۔ اور جو شخص علم کی تلاش میں راستہ طے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے، اور جب بھی کچھ لوگ اللہ کے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور اسے باہم سیکھتے سکھاتے ہیں تو فرشتے ان کے گرد حلقہ کر لیتے ہیں ان پر سکینت نازل ہوتی ہے ان پر رحمت سایہ لگن ہو جاتی ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنے پاس



۲۲۵- أخرجه مسلم، الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ح: ۲۶۹۹ عن ابن أبي شيبه وغيره به.

بِهَ عَمَلِهِ لَمْ يُسْرِغْ بِهِ نَسْبُهُ۔
والے (مقرب فرشتوں) میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔ اور

جس کا عمل اسے پیچھے کر دے اس کا نسب اسے آگے نہیں
بڑھا سکتا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح کا عمل ہوتا ہے اسی طرح کا بدلہ ملتا ہے۔

② اعمال کی جزا و سزا صرف آخرت ہی میں نہیں بلکہ کچھ جزا و سزا دنیا میں بھی مل جاتی ہے۔ ③ اس میں مختلف نیک اعمال کی ترغیب ہے، مثلاً: پریشانی کے موقع پر مسلمان کی مدد کرنا، اس کے عیوب کی پردہ پوشی اور اس کے لیے آسانیاں مہیا کرنے کی کوشش کرنا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کے باہمی معاملات کی بنیاد محبت اور خیر خواہی پر ہونی چاہیے۔ ④ بھائی کی مدد صرف نیک کام میں کرنی چاہیے غلط کام میں مدد کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اسے اس غلط کام اور

گناہ سے روکا جائے۔ ⑤ مسلمان کی پردہ پوشی کا مطلب یہ ہے کہ اس کی کوئی خامی، کوتاہی، عیب یا غلطی جو عام لوگوں کو معلوم نہیں اس کی تشہیر نہ کی جائے بلکہ اسے تنہائی میں سمجھایا جائے تاکہ اس کی اصلاح ہو جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ

اس کے جرائم پر پردہ ڈال کر اس کے حق میں جھوٹی گواہی دی جائے۔ ⑥ حصول علم کی راہ میں پیش آنے والی مشکلات درجات کی بلندی کا باعث اور دخول جنت کا ذریعہ ہیں لہذا ان مشکلات سے گھبرا کر طلب علم سے پہلو تہی

نہیں کرنی چاہیے بلکہ ان پر صبر کرنا چاہیے۔ ⑦ علمی حلقہ جات اللہ کی خصوصی رحمت کے مورد ہیں لہذا درس قرآن و حدیث کی مجلس ہو یا مدارس دینیہ میں کسی علم کی کلاس اس میں حاضری کا اہتمام کرنا چاہیے اور غیر حاضری سے زیادہ

سے زیادہ اجتناب کرنا چاہیے۔ ⑧ طالب علم کا یہ شرف بہت عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ مقرب فرشتوں کے سامنے ان کا ذکر کرتا اور خوشنودی کا اظہار فرماتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حصول علم، تقرب الہی کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

⑨ اللہ کے ہاں مقام و مرتبے کا دار و مدار ایمان و عمل پر ہے، حسب و نسب اور قوم و قبیلہ پر نہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت بلال حبشی، مصعب رومی اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم جیسے صحابہ بلند مراتب پر فائز ہو گئے حالانکہ ان کا رسول اللہ ﷺ سے کوئی

نسبی یا خاندانی تعلق نہیں تھا۔ لیکن ابو جہل اور ابولہب جیسے افراد محروم رہ گئے حالانکہ وہ نسبی طور پر نبی ﷺ سے بہت قریب تھے۔

۲۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حضرت زربن حبیبش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

أَنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ أَبِي النَّجُودِ، عَنْ زُرِّ بْنِ حُبَيْشٍ قَالَ: أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالِ الْمُرَادِيِّ، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ؟ قُلْتُ: أَنْيَطُ الْعِلْمَ۔
انہوں نے بیان کیا کہ میں حضرت صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے کہا: کس کام سے آئے ہو؟ میں نے کہا: علم (حاصل کر کے لوگوں میں) پھیلانے کے لیے۔ انہوں نے کہا: میں نے اللہ

قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَا مِنْ خَارِجٍ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ إِلَّا وَضَعَتْ لَهُ الْمَلَائِكَةُ أُجْنِحَتَهَا، رِضًا بِمَا يَصْنَعُ».

کے رسول ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: ”جو شخص اپنے گھر سے علم کی تلاش میں نکلتا ہے اس کے عمل سے خوش ہو کر فرشتے اس کے لیے پر جھکتے ہیں۔“

٢٢٧- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا حَانِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ صَخْرٍ، عَنِ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ جَاءَ مَسْجِدِي هَذَا، لَمْ يَأْتِهِ إِلَّا لِيُخَيَّرَ يَتَعَلَّمُهُ أَوْ يُعَلِّمُهُ، فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَمَنْ جَاءَ لِغَيْرِ ذَلِكَ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الرَّجُلِ يَنْظُرُ إِلَى مَتَاعٍ غَيْرِهِ».

٢٢٤- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے: ”جو شخص میری اس مسجد میں آئے اور اس کا ارادہ صرف کوئی اچھی بات سیکھنا یا سکھانا ہو (کوئی دنیوی غرض نہ ہو) تو اس کا درجہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کا سا ہے۔ اور جو شخص کسی اور مقصد کے لیے (مسجد میں) آیا۔ وہ اس آدمی کی طرح ہے جس کی نظر کسی اور کے مال پر ہو۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① مسجد کی تعمیر کا مقصد جہاں اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت ہے، وہیں اس کا مقصد یہ بھی ہے کہ وہ دین کی نشر و اشاعت کا مرکز اور علم سیکھنے سکھانے کا ادارہ ہے۔ مسجد نبوی بھی علم کا ایک عظیم مرکز تھی، جس میں رسول اللہ ﷺ تعلیم کتاب و حکمت کا فریضہ بھی انجام دیتے تھے اور تربیت و تزکیہ نفس کا بھی اس لیے جب کوئی مسلمان مسجد میں آتا ہے تو اس کی نیت انہی بلند مقاصد کے حصول کی ہونی چاہیے، تبھی وہ مسجد کے بابرکت ماحول سے صحیح استفادہ کر سکے گا۔ ② مسجد میں غیر ضروری باتیں اور لڑائی جھگڑے مسجد کے ادب کے منافی ہیں، جن سے مسجد کا تقدس متاثر ہوتا ہے چنانچہ ایسی حرکتیں کرنے والا نہ صرف مسجد کی برکات سے محروم رہتا ہے بلکہ گناہ گار بھی شمار ہوتا ہے۔ ③ علوم دینیہ کا سلسلہ درس و تدریس بھی ایک قسم کا جہاد ہے کیونکہ قتال فی سبیل اللہ کا مقصد لوگوں کو کفر کی گمراہی سے نکال کر اسلام کے نور سے مستفید کرنا ہے۔ چنانچہ اگر علم و تعلیم کے مراکز موجود نہیں ہوں گے تو غیر مسلموں اور نو مسلموں کو اسلام کی تعلیم دینا مشکل ہو جائے گا اور جہاد کا اصل مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔ ④ جو شخص مسجد میں نہ عبادت و ذکر الہی کے لیے آیا، نہ علم سیکھنے سکھانے کے لیے اس نے کچھ بھی حاصل نہیں کیا، جس طرح کوئی شخص بازار میں جا کر نہ کچھ خریدتا ہے نہ بیچتا ہے اسے کوئی دنیوی منافع حاصل نہیں ہوتا بازار میں جو سامان پڑا ہے وہ اس کا نہیں، محض اسے دیکھ

٢٢٧- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ٤١٨/٢ من حديث حانم بن إسماعيل به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي، والبوصيري.

علماء کی فضیلت اور حصول علم کی ترغیب کا بیان

لینے سے اس کی کوئی ضرورت پوری نہیں ہوتی۔ وہ بازار سے کوئی بھی دنیوی فائدہ حاصل کیے بغیر لوٹ آتا ہے۔ اسی طرح مسجد میں بے مقصد جا کر بیٹھ رہنے والا آدمی دینی فوائد سے محروم رہتا ہے۔

۲۲۸- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس علم (علم دین) کو اس کے قبض ہونے سے پہلے پہلے حاصل کر لو۔ قبض (ہونے کا مطلب) یہ ہے کہ اسے اٹھالیا جائے گا۔“ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیانی انگلی اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی ملا کر (اشارہ کیا اور) فرمایا: ”عالم اور طالب علم ثواب میں شریک ہیں اور دوسرے لوگوں میں کوئی خیر نہیں۔“

۲۲۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ أَبِي عَاتِكَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أَمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْعِلْمِ قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ، وَقَبْضُهُ أَنْ يُرْفَعَ» وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ الْوُاسِطِي وَالْيَمِينِي الْإِبَاهِمَ هَكَذَا، ثُمَّ قَالَ: «الْعَالِمُ وَالْمُتَعَلِّمُ شَرِيكَانِ فِي الْأَجْرِ، وَلَا خَيْرَ فِي سَائِرِ النَّاسِ».

۲۲۹- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ایک حجرہ مبارک سے باہر نکلے اور مسجد میں تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ وہاں دو حلقے ہیں، ایک حلقے کے لوگ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے اور اللہ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ دوسرے حلقے کے لوگ علم سیکھے اور سکھانے میں مشغول تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سب لوگ نیکی میں مشغول ہیں یہ لوگ قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں اور اللہ سے دعائیں کر رہے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو انھیں (ان کی مطلوبہ چیزیں) دے دے گا اور اگر چاہے گا تو

۲۲۹- حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ هَلَالٍ الصَّوَّافُ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ الزُّبَيْرِ قَانَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ حُنَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو. قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ مِنْ بَعْضِ حُجْرِهِ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا هُوَ بِحَلْقَتَيْنِ: إِحْدَاهُمَا يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ وَيَدْعُونَ اللَّهَ، وَالْأُخْرَى يَتَعَلَّمُونَ وَيُعَلِّمُونَ. فَقَالَ النَّبِيُّ: «كُلُّ عَلَى خَيْرٍ، هُوَ لَاءَ يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ وَيَدْعُونَ اللَّهَ، فَإِنْ

۲۲۸- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني في الكبير: ۶۲/۸، ح: ۷۸۷۵ من حديث عثمان بن أبي العاتكة به * علي بن يزيد ضعيف جدًا، وكذا تلميذه.

۲۲۹- [ضعيف] وضعفه العراقي * داود متروك، وشيخه ضعفه الجمهور، وابن زياد تقدم، ح: ۵۴، وللحديث لون آخر عند الدارمي، وإسناده ضعيف لضعف الإفريقي وشيخه.

-- کتاب السنہ --

علم کی باتیں دوسروں تک پہنچانے والے کی فضیلت کا بیان نہیں دے گا۔ اور یہ لوگ علم سکھ رہے ہیں اور سکھا رہے ہیں اور مجھے بھی علم سکھانے والا بنا کر بھیجا گیا ہے۔“ چنانچہ آپ ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔

شَاءَ أَعْطَاهُمْ وَإِنْ شَاءَ مَنَعَهُمْ، وَهُؤُلَاءِ يَتَعَلَّمُونَ وَيَعْلَمُونَ، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا فَجَلَسَ مَعَهُمْ.

باب: ۱۸- علم کی باتیں دوسروں تک پہنچانے والے کی فضیلت

(المعجم ۱۸) - بَابُ مَنْ بَلَغَ عِلْمًا (التحفة ۱۸)

۲۳۰- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جس نے میرا کلام سنا، پھر اسے (دوسروں تک) پہنچا دیا۔ بعض لوگوں کے پاس فقہ کی بات ہوتی ہے اور وہ خود فقیہ نہیں ہوتے۔ بعض لوگ فقہ کی بات اپنے سے زیادہ فقیہ آدمی تک پہنچا دیتے ہیں۔“ علی بن محمد ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: ”مسلمان کا دل تین چیزوں میں خیانت نہیں کرتا، عمل کو خالصتاً اللہ کے لیے انجام دینا، مسلمانوں کے آمد کی خیر خواہی کرنا اور مسلمانوں کی جماعت میں شامل رہنا۔“

۲۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ: حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبَّادٍ، أَبِي هُبَيْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَصَّرَ اللَّهُ أُمَّرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي قَبْلَغَهَا. فَرُبَّ حَامِلٍ فِقْهٍ غَيْرُ فِقْهِهِ، وَرُبَّ حَامِلٍ فِقْهِهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ» زَادَ فِيهِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: «ثَلَاثٌ لَا يُغْلُ عَلَيَّهِنَّ قَلْبُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ: إِخْلَاصُ الْعَمَلِ لِلَّهِ، وَالنُّصْحُ لِأَيِّمَةِ الْمُسْلِمِينَ، وَالزُّرُومُ جَمَاعَتِهِمْ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں حدیث کا علم حاصل کرنے اور اس کی تبلیغ و تعلیم کے شرف کا بیان ہے کہ یہ کام انجام دینے والوں کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عادی ہے۔ ② حدیث میں «نَصَّرَ اللَّهُ» کا لفظ ہے۔ اس کا اصل مفہوم دل کی خوشی کے اثرات کا چہرے پر ظاہر ہونا ہے جس کی وجہ سے چہرہ روشن اور چمکتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ③ اس میں تعلیم حدیث کا ایک فائدہ بیان کیا گیا ہے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک آدمی کو حدیث یاد ہوتی ہے لیکن وہ استنباط اور اجتہاد نہیں کر سکتا۔ جب وہ حدیث دوسرے آدمی تک پہنچتی ہے تو وہ اس سے مختلف مسائل اخذ کر لیتا ہے۔ یا حدیث سنانے والے نے جو اس سے مسائل اخذ کیے ہیں ہو سکتا ہے سننے والا اس سے زیادہ مسائل اخذ کر لے۔ ④ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اجتہاد کا دروازہ بند نہیں ہوا، ممکن ہے بعد کے زمانے کا ایک آدمی اپنے سے پہلے

۲۳۰- [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۱۵۴/۵، ح: ۴۹۲۴ من حديث ابن نمير وغيره به، ليث تقدم، ح: ۲۰۸، ولحديثه شواهد قوية عند أبي داود، والحاكم وغيرهما.

علم کی باتیں دوسروں تک پہنچانے والے کی فضیلت کا بیان

زمانے والوں سے زیادہ اجتہاد رکھتا ہو یا آئندہ زمانے میں ایسے حالات پیش آئیں کہ نئے اجتہاد کی ضرورت ہو تب اس زمانے کے علماء ان احادیث کی روشنی میں شریعت کا منشا سمجھنے کی کوشش کریں جو ان تک پہنچی ہیں لہذا جس طرح پہلے زمانے کے لوگ حدیث پڑھنے پڑھانے کی ضرورت رکھتے تھے اسی طرح متاخر زمانہ والے بھی حدیث کی تعلیم و تعلم کے محتاج ہیں۔ ⑤ دل کے خیانت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ان تین معاملات میں کوتاہی نہیں کرتا اور ان تین کاموں سے جی نہیں چراتا۔ اس سے ان تین اعمال کی اہمیت اور فضیلت واضح ہوتی ہے۔ ⑥ مسلمانوں کے ائمہ سے مراد علماء اور حکام ہیں۔ علماء کی خیر خواہی ان کا احترام اور خدمت ہے اور ان کی غلطیوں سے درگزر کر کے ان کے صحیح اقوال پر عمل پیرا رہنا بھی اس میں شامل ہے ہاں پورے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں کسی غلطی پر مستحب کیا جاسکتا ہے۔ حکام کی خیر خواہی یہ ہے کہ ان کے جو احکام شریعت سے متصادم نہ ہوں ان کی تعمیل کی جائے اور جو احکامات شرعاً غلط ہوں ان کی غلطی ان پر واضح کی جائے نیز ان کی ہدایت اور اصلاح کے لیے دعا کی جائے ان سے بغاوت نہ کی جائے تاکہ ملک میں فتنہ و فساد برپا نہ ہو۔ ⑦ مسلمانوں کی جماعت میں شامل رہنے کا مطلب یہ ہے کہ تفرقہ پیدا نہ کیا جائے اور کوئی ایسا کام نہ کیا جائے جس سے مسلمانوں کے دشمنوں کو فائدہ اور مسلمانوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔

۲۳۱- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں مقام خیف پر کھڑے ہو کر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جس نے میرا کلام سنا پھر اسے (دوسروں تک) پہنچا دیا۔ بعض لوگوں کے پاس فقہ کی بات ہوتی ہے اور وہ فقیہ نہیں ہوتے۔ بعض لوگ فقہ کی بات اپنے سے زیادہ فقیہ آدمی تک پہنچا دیتے ہیں۔“

۲۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ السَّلَامِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْخَيْفِ مِنْ مَنَى. فَقَالَ: «نَصَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَبَلَّغَهَا، فَرُبَّ حَامِلٍ فِقْهٍ غَيْرِ فِقِيهِ، وَرُبَّ حَامِلٍ فِقْهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ».

محمد بن اسحاق کے دوسرے دو شاگردوں یعنی اور سعید بن جبیر نے یہ روایت ان (محمد بن اسحاق) سے بیان کی تو محمد بن اسحاق اور امام زہری کے درمیان واسطہ بیان نہیں کیا۔

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا خَالِي، يَعْلَى؛ ح. وَحَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ

۲۳۱- [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير ۱۲۷/۲، ح ۱۵۴۲ من حديث ابن نمير به * ابن إسحاق عنن، وشيخه عبد السلام بن أبي الجنوب ضعيف، وللحديث شواهد كثيرة عند أحمد وغيره.

ابنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ .

۲۳۲- حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جس نے ہماری کوئی بات سنی پھر اسے (دوسروں تک) پہنچایا بعض اوقات جسے حدیث پہنچائی جاتی ہے وہ (براہ راست) سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے۔“

۲۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَلَبَّغَهُ، قَرَبَ مُبْلِغٌ أَحْفَظُ مِنْ سَامِعٍ» .

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نام کے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث مروی ہیں۔ اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب صرف عبداللہ (صحابی) لکھا ہو تو مراد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی ہوں گے۔ ② اس حدیث میں بشارت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد بھی ہر دور میں حفاظ حدیث موجود رہیں گے اگرچہ ان کی تعداد کسی دور میں بہت زیادہ اور کسی دور میں کم ہوگی۔ ③ حفظ حدیث سے عموماً حدیث کو زبانی یاد رکھنا مراد لیا جاتا ہے لیکن تحریری طور پر حدیث کو محفوظ کر لینا بھی حفظ حدیث میں شامل ہے۔ ائمہ حدیث نے دونوں طرح حدیث کو محفوظ کیا ہے بلکہ صحابہ کرام میں سے متعدد حضرات حدیث تحریری طور پر محفوظ رکھتے تھے اور زبانی بھی یاد کرتے تھے اور روایت کرتے تھے۔ مثلاً: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ وغیرہ۔

۲۳۳- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن خطبہ دیا اور فرمایا: ”جو شخص حاضر ہے وہ غیر موجود تک (میری یہ باتیں) پہنچا دے۔ بعض اوقات جس شخص کو بات پہنچائی جاتی ہے وہ (براہ راست) سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والا ہوتا ہے۔“

۲۳۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، أَمْلَأَهُ عَلَيْنَا: حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، وَعَنْ رَجُلٍ آخَرَ هُوَ أَفْضَلُ فِي نَفْسِي مِنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، قَالَ: خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ النَّحْرِ،

۲۳۲- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، العلم، باب ماجاء في الحث على تبليغ السماع، ح: ۲۶۵۷ من حديث شعبة به، وقال: 'حسن صحيح'، وصححه ابن حبان.

۲۳۳- [إسناده صحيح جليل] وأصله متفق عليه باختلاف سير، البخاري، الحج، باب الخطبة أيام منى، ح: ۱۷۴۱، ومسلم، القسامة، باب تغليظ تحريم الدماء... الخ، ح: ۱۶۷۹.

علم کی باتیں دوسروں تک پہنچانے والے کی فضیلت کا بیان

فَقَالَ: «لِيُبَلِّغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَإِنَّهُ رَبُّ مُبَلِّغٍ يُبَلِّغُهُ، أَوْعَى لَهُ مِنْ سَامِعٍ».

۲۳۴- حضرت معاویہ قشیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۳۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سنو! جو شخص موجود ہے وہ غیر موجود تک پہنچا دے۔“

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أُنْبَأَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ، عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ مُعَاوِيَةَ الْقَشِيرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْأَلَا لِيُبَلِّغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ».

☀️ فائدہ: غیر موجود میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کسی دوسری جگہ پر موجود تھے نبی ﷺ کا یہ ارشاد نہیں سن رہے تھے اور وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اس زمانے میں موجود نہیں تھے بعد میں پیدا ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے انھیں نبی ﷺ کے ارشادات سنائے۔

۲۳۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۲۳۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِةَ: أُنْبَأَنَا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جو لوگ موجود ہیں وہ انھیں پہنچا دیں جو موجود نہیں۔“

عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيُّ: حَدَّثَنِي قُدَامَةُ بْنُ مُوسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُصَيْنِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ أَبِي عَلْقَمَةَ، مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ يَسَارٍ، مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لِيُبَلِّغَ شَاهِدُكُمْ غَائِبَكُمْ».

۲۳۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۲۳۴- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۵/۵ من حديث بهز به، وحسنه البوصيري.

۲۳۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطوع، باب من رخص فيهما... الخ، ح: ۱۲۷۸، والترمذي، ح: ۴۱۹ عن أحمد بن عبد الله من حديث قدامة به، وقال: 'غريب' * ابن الحصين مجهول (تقريب)، والحديث السابق يغني عنه.

۲۳۶- [حسن] أخرجه أحمد عن أبي المغيرة عن معان به، وهو ضعيف لين الحديث، وللحديث طريق حسن عند ابن عبد البر في كتاب العلم.



رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جس نے میرا کلام سنا“ اسے یاد رکھا پھر میری طرف سے (روایت کرتے ہوئے) اسے (دوسروں تک) پہنچا دیا۔ بعض لوگوں کے پاس فقہ (اور علم) کی بات ہوتی ہے اور وہ خود فقیہ نہیں ہوتے۔ بعض لوگ فقہ کی بات اپنے سے زیادہ فقیہ آدمی تک پہنچا دیتے ہیں۔

الدمشقي: حَدَّثَنَا مُبَشَّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْحَلَبِيُّ، عَنْ مُعَانَ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ بُوَيْحٍ الْمَكِّيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَصَرَ اللَّهُ عَبْدًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاها، ثُمَّ بَلَّغَهَا عَنِّي. فَرُبَّ حَامِلٍ فَفْهِ غَيْرُ فَقِيهِ، وَرُبَّ حَامِلٍ فَفْهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ».

باب: ۱۹۔ جو شخص نیکی کی چابیاں ہو

(المعجم ۱۹) - بَابُ مَنْ كَانَ مِفْتَاحًا لِلْخَيْرِ (التحفة ۱۹)

۲۳۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کچھ لوگ نیکی کی چابیاں اور برائی کے تالے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ برائی کی چابیاں اور نیکی کے تالے ہوتے ہیں۔ اس شخص کو مبارک ہو جس کے ہاتھ میں اللہ نے نیکی کی چابیاں دے دیں اور اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جس کے ہاتھ میں اللہ نے برائی کی چابیاں دے دیں۔“

۲۳۷ - حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ: أَنَّ أَبَانَ مُحَمَّدَ بْنَ أَبِي عَدِيٍّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا حَفْصُ ابْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلْخَيْرِ، مَعَالِيْقَ لِلشَّرِّ، وَإِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلشَّرِّ، مَعَالِيْقَ لِلْخَيْرِ، فَطُوبَى لِمَنْ جَعَلَ اللَّهُ مَفَاتِيحَ الْخَيْرِ عَلَى يَدَيْهِ، وَوَيْلٌ لِمَنْ جَعَلَ اللَّهُ مَفَاتِيحَ الشَّرِّ عَلَى يَدَيْهِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① کسی شخص کے چابی اور تالا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ہاتھ میں نیکی یا برائی کی چابیاں ہے جس سے وہ اس کے دروازے کو کھولا چلا جاتا ہے، چنانچہ جو شخص نیکی کی چابی والا ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو نیکی کی طرف لائے ایسا شخص برائی کا تالا ہوتا ہے، یعنی وہ گناہ کی راہیں بند کرتا اور لوگوں کو اس سے روکتا ہے۔ اس کے برعکس جو شخص شیطان کا ساتھی بن جائے وہ برائی کے دروازے کو کھولنے والا بن جاتا

۲۳۷۔ [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي عاصم على اختلاف في السند * محمد بن أبي حميد ضعيف، وللحديث طرق ضعيفة عند ابن أبي عاصم وغيره .



نیکی کی تعلیم دینے کے اجر و ثواب کا بیان

ہے جس سے بہت سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور جہنم کی راہ پر چلتے ہیں، ایسا شخص نیکی کے لیے تالا بن جاتا ہے یعنی نیکی کے دروازے بند کرتا اور لوگوں کو سیدھی راہ سے روکتا ہے۔ ⑤ نیکی کی طرف بلانا نیکی کے کام میں تعاون کرنا اور ایسے کام کرنا جس سے لوگ نیکی کی طرف راغب ہوں، بڑی سعادت کی بات ہے۔ خاص طور پر جب کہ اس شخص کے ہاتھ میں اقتدار و اختیار بھی ہو۔ اس کے برعکس برائی کی طرف بلانا گناہوں میں تعاون کرنا اور لوگوں کو گناہ کی طرف راغب کرنے کی کوشش کرنا شیطان کی اتباع اور بڑی شقاوت کی بات ہے ایسا شخص جہنم کی راہ پر چلتا اور چلتا ہے۔ جب اسے اقتدار و اختیار مل جائے تو وہ زیادہ خطرناک ہو جاتا ہے اور اہل ایمان کے لیے فتنہ بن جاتا ہے لہذا دائمی شقاوت اور تباہی یعنی جہنم کی سزا اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ اَعَاذَنا اللّٰهُ مِنْهَا۔

۲۳۸- حضرت سہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نیکی کے کچھ خزانے ہیں اور ان خزانوں کی چابیاں ہیں۔ مبارک ہے اس بندے کو جسے اللہ نے نیکی کی چابی اور برائی کا تالا بنا دیا اور تباہی ہے اس بندے کے لیے جسے اللہ نے برائی کی چابی اور نیکی کا تالا بنا دیا۔“

۲۳۸- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ، أَبُو جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ هَذَا الْخَيْرَ خَزَائِنٌ، وَلِئِنَّكَ الْخَزَائِنِ مَفَاتِيحُ فَطُوبَى لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللَّهُ مَفْتَا حاً لِلْخَيْرِ، مِغْلَاقاً لِلشَّرِّ، وَوَيْلٌ لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللَّهُ مِفْتَا حاً لِلشَّرِّ، مِغْلَاقاً لِلْخَيْرِ».

☀️ فائدہ: بعض محققین نے مذکورہ دونوں روایتوں کو حسن قرار دیا ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحۃ) حدیث:

۱۳۳۲/۱ و ۱۳۳۲/۲ (مجموعہ رقم: ۲۸۹۲۸۸)

باب: ۲۰- لوگوں کو نیکی کی تعلیم دینے والے کا ثواب

(المعجم ۲۰) - بَابُ ثَوَابِ مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرِ (التحفة ۲۰)

۲۳۹- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں

۲۳۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا

۲۳۸- [إسناده ضعيف] أخرجه الأصبهاني في الحلية: ۳۲۹/۸ من حديث هارون بن سعيد به، وقال: "غريب" ... الخ * عبدالرحمن بن زيد ضعيف كما في التقریب وغيره.

۲۳۹- [إسناده ضعيف] أخرجه الأجرى في "أخلاق العلماء" * عثمان بن عطاء الخراساني ضعيف، وكذا أبوه، وحض بن عمر مجهول (تقریب)، وله شواهد، منها الحديث السابق: (۲۲۳).

نیک کی تعلیم دینے کے اجر و ثواب کا بیان

حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ عُمَانَ بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّهُ لَيَسْتَعْفِرُ لِلْعَالِمِ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ، حَتَّى الْحَيَاتَانِ فِي الْبَحْرِ».

نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: ”عالم کے لیے ہر وہ چیز دعائے مغفرت کرتی ہے جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے حتیٰ کہ سمندر میں مچھلیاں بھی (اس کے حق میں دعائے مغفرت کرتی ہیں۔)“ الْحَيَاتَانِ فِي الْبَحْرِ“.

☀️ فوائد و مسائل: ① بعض محققین نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے: (التعليق الرغيب:

۱/۲۰۵۹) ② آسمان کی مخلوقات سے مراد رشتے ہیں اور زمینی مخلوقات میں تمام حیوانات، جمادات، حشرات، پرندے اور سمندری مخلوقات وغیرہ شامل ہیں۔ اور نیک آدمی کی برکات سے تمام مخلوقات مستفید ہوتی ہیں۔ ③ حیوانات و جمادات میں بھی شعور پایا جاتا ہے اگرچہ ہمیں اس کا احساس نہ ہو اس لیے وہ اپنے اپنے طریقے سے اللہ کی عبادت بھی کرتے ہیں انھیں اللہ کی محبت و خشیت بھی حاصل ہے۔ اسی وجہ سے وہ اللہ کے نیک بندوں سے محبت اور نافرمان گناہ گاروں سے نفرت رکھتے ہیں۔ ④ اس حدیث سے معلم اور مبلغ کا شرف اور اللہ کے ہاں ان کا بلند مقام ظاہر ہوتا ہے، یہ تعلیم و تبلیغ تقریر سے ہو یا تحریر سے یا تدریس کی صورت میں ہو بشرطیکہ وہ خود بھی اپنے علم کے مطابق عمل کریں۔



٢٤٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى المِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي بُرَيْدٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: «مَنْ عَلَّمَ عِلْمًا، فَلَهُ أَجْرٌ مَنْ عَمِلَ بِهِ. لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الْعَامِلِ».

٢٣٠- حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو (کسی کو) علم سکھاتا ہے اسے اس پر عمل کرنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے اور عمل کرنے والے کے ثواب میں کمی نہیں ہوتی۔“

☀️ فائدہ: اس کی وجہ یہ ہے کہ علم سکھانا بھی ایک طرح کی تبلیغ ہے اور نیک کی دعوت دینے والے کے لیے مذکورہ ثواب حدیث نمبر: ۲۰۵ اور ۲۰۶ میں بیان ہو چکا ہے۔

٢٤١- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي كَرِيمَةَ الْحَرَّانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحِيمِ: حَدَّثَنِي زَيْدُ

٢٣١- حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”انسان (مرنے کے بعد) اپنے پیچھے جو کچھ چھوڑ کر جاتا ہے ان میں سے بہترین چیزیں تین

٢٤٠- [إسناده حسن] انفرده به ابن ماجه .

٢٤١- [حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، وصححه ابن حبان، والمنذري .

نیک کی تعلیم دینے کے اجر و ثواب کا بیان

ہیں: نیک اولاد جو اس کے حق میں دعا کرے صدقہ جاریہ جس کا ثواب اسے پہنچتا رہے اور وہ علم جس پر اس کے بعد عمل ہوتا رہے۔“

ابْنُ أَبِي أَنَسَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَيْرُ مَا يُخْلَفُ الرَّجُلُ مِنْ بَعْدِهِ ثَلَاثٌ: وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ، وَصَدَقَةٌ تَجْرِي يَبْلُغُهُ أَجْرُهَا، وَعِلْمٌ يُعْمَلُ بِهِ مِنْ بَعْدِهِ» .

(امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد) ابوالحسن القطان نے اپنے استاذ ابو حاتم کی سند سے ابو قتادہ سے یہی روایت سماع کے صیغے سے بیان کی ہے۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: وَحَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ، [عَنْ] مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ سِنَانِ الرَّهَوِيِّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ سِنَانَ، يَعْنِي أَبَاهُ: حَدَّثَنِي زَيْدُ ابْنُ أَبِي أَنَسَةَ، عَنْ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ. فَذَكَرْ نَحْوَهُ .

☀️ **فوائد و مسائل:** ① انسان کی زندگی انتہائی مختصر اور محدود ہے۔ انسان کی کوشش ہونی چاہیے کہ اس مختصر مدت میں ایسے کام کر لے جو اسے موت کے بعد فائدہ دیں۔ ان میں سے وہ اعمال خاص اہمیت رکھتے ہیں جن کا ثواب مسلسل حاصل ہوتا رہے۔ ایسے اعمال کی وجہ سے وہ تھوڑے وقت میں بھی زیادہ کمائی کر سکتا ہے اس لیے انہیں بہترین ترکہ قرار دیا گیا ہے۔ ② انسان کو مرنے کے بعد ان اعمال کا ثواب ملتا رہتا ہے جن کا دوسروں کو فائدہ حاصل ہوتا رہے۔ اس حدیث میں بطور مثال تین چیزیں ذکر کی گئی ہیں۔ ③ اولاد اللہ کی عظیم نعمت ہے خواہ بیٹے ہوں یا بیٹیاں۔ اس نعمت پر شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کی اچھی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا جائے تاکہ وہ اچھے مسلمان اور معاشرے کے مفید رکن بن سکیں۔ نیک اولاد زندگی میں بھی آنکھوں کی خشک اور دنیوی معاملات میں دست و بازو بنتی ہے اور والدین کی وفات کے بعد بھی ان کے لیے درجات کی بلندی کا باعث بنتی ہے۔ جب اولاد والدین کے حق میں خلوص سے دعا کرے تو فوت شدہ والدین کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ ④ فوت شدہ بزرگوں کے لیے دعا کا کوئی مخصوص وقت یا مخصوص طریقہ نہیں۔ قل؛ دسواں چالیسواں برسی وغیرہ محض رسمیں ہیں جو ہندوؤں کی نقل میں مسلمانوں نے اختیار کر لی ہیں شرعی طور پر ان کا کوئی ثبوت نہیں لہذا ان پر ثواب کی امید بھی نہیں رکھی جاسکتی۔ اس کے علاوہ ایصالِ ثواب کے مروج طریقے بھی قرآن و سنت سے ثابت نہیں ہیں۔ ⑤ صدقہ جاریہ سے مراد ایسی چیز ہے جس کا فائدہ دیر تک حاصل ہوتا رہے مثلاً: جہاں لوگوں کو پانی کے حصول میں مشکل پیش آتی ہو وہاں پانی کا انتظام کرنا کسی بے کار آدمی کو کوئی بہتر سکھا دینا جس سے وہ حلال روزی کا تارہے وغیرہ۔ ⑥ کسی کو علم

نیکی کی تعلیم دینے کے اجر و ثواب کا بیان

سکھانا یا کوئی مفید علمی کام کرنا بھی ایک ایسا عمل ہے جس کا ثواب جاری رہتا ہے۔ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم کی تصنیفات اور دوسری علمی تالیفات بھی اس میں شامل ہیں جب تک ان سے استفادہ کیا جاتا رہے گا مصنفین کو ثواب پہنچتا رہے گا۔

۲۴۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مومن کو وفات کے بعد جو نیک عمل پہنچتے ہیں ان میں یہ بھی ہیں: جس علم کی تعلیم دی اور اسے پھیلا یا نیک اولاد جو پیچھے چھوڑی قرآن مجید کا نسخہ جو کسی کو وراثت میں ملا مسجد جو اس نے تعمیر کی مسافر خانہ جو اس نے قائم کیا نہر جو اس نے جاری کی یا صدقہ جو اس نے اپنی زندگی میں صحت کی حالت میں نکالا ان سب کا ثواب اس کی موت کے بعد اسے ملتا رہتا ہے۔“

۲۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهَبِ بْنِ عَطِيَّةَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا مَرْزُوقُ بْنُ أَبِي الْهَدَنِيِّ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْرَبِيُّ: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَحَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ، عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ، وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ، وَمُصْحَفًا وَرَثَهُ، أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ، أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ، يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ».



☀️ فوائد و مسائل: ① بعض محققین نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے، تفصیل کے لیے دیکھیے: (التعلیق الرغیب: ۵۸۵۷/۱ و ارواء الغلیل: ۴۹/۶) ② اس حدیث میں بطور مثال چند اعمال کا ذکر کیا گیا ہے جو کسی کی وفات کے بعد بھی گناہوں کی معافی اور درجات کی بلندی کا باعث بنتے رہتے ہیں گویا اس کا عمل اب بھی جاری ہے۔ ③ حدیث میں مذکور تمام اعمال ایسے ہیں جو فوت ہونے والے نے اپنی زندگی میں خود کیے تھے بعد میں کسی کی طرف سے قرآن پڑھنا یا نماز ادا کرنا اس میں شامل نہیں۔ ④ صدقہ وہی افضل ہے جو انسان اپنی زندگی میں صحت کی حالت میں دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ کی راہ میں کیے جانے والے دوسرے اخراجات کا حال ہے۔ جب کوئی شخص شدید بیمار ہو جائے اور محسوس ہو کہ اب آخری وقت قریب ہے اس وقت صدقہ خیرات کرنا یا اس کی وصیت کرنا وہ مقام نہیں رکھتا۔ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: ”جو صدقہ تو اس وقت کرے جب تو تندرست ہو مال سے محبت رکھتا ہو فقیر سے ڈرتا ہو اور تو نگرمی کی امید رکھتا ہو۔ اور اتنی دیر نہ کر کہ جان حلق میں آ پہنچے پھر تو کہے فلاں کو اتا اور فلاں کو اتا دے دیتا۔ اب تو وہ مال انہی کا ہو چکا۔“ (صحیح البخاری، الزکاة، باب: فضل صدقۃ الشحیح الصحیح، حدیث: ۱۴۱۹)

۲۴۲- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي في شعب الإيمان، وصححه ابن خزيمة، وحسنه المنذري * الوليد لم يصرح بالسماع المسلسل، وشيخه ضعفه الجمهور.

۲۴۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان آدمی کسی چیز کا علم حاصل کرے پھر اپنے مسلمان بھائی کو اس کی تعلیم دے۔“

۲۴۳- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبِ الْمَدَنِيِّ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَنْ يَتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْمًا، ثُمَّ يُعَلِّمَهُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ».

باب: ۲۱- جس نے ساتھیوں کا پیچھے چلنا پسند نہ کیا

(المعجم ۲۱) - بَابُ مَنْ كَرِهَ أَنْ يُوطَأَ عَقِبَاهُ (التحفة ۲۱)

۲۴۴- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی اس حال میں نہیں دیکھا گیا کہ آپ ٹیک لگا کر کھانا کھا رہے ہوں نہ اس حال میں دیکھا گیا کہ دو آدمی آپ کے پیچھے پیچھے چل رہے ہوں۔

۲۴۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ مُتَكِنًا قَطُّ، وَلَا يَطَأُ عَقِبَيْهِ رَجُلَانِ.

(امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد) ابوالحسن القطان نے اپنی عالی سند سے یہی حدیث حماد بن سلمہ کے دوسرے دو شاگردوں سے بھی بیان کی ہے۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: وَحَدَّثَنَا حَازِمُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَجَّاجِ السَّامِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: وَحَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَصْرِ بْنِ الْهَمْدَانِيِّ، صَاحِبُ الْقَفِينِ، حَدَّثَنَا مُوسَى ابْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ.

۲۴۳- [سناده ضعيف] أخرجه الكمال عن يعقوب به * الحسن عنن، تقدم، ح: ۱۷، وضعفه البوصيري.

۲۴۴- [صحیح] أخرجه أبو داود، الأظمة، باب في الأكل متكئا، ح: ۳۷۷۱ عن موسى بن إسماعيل به * شعيب هو ابن محمد بن عبدالله بن عمرو، وقوله "عن أبيه" أي عن جده عبدالله بن عمرو كما في تحفة الأشراف: ۳۰۲/۶، ح: ۸۶۵۶، ونحوه في المستدرک: ۲۷۹/۴.



☀️ **فوائد ومسائل:** ① [مَنْ كُنَّا] کا مطلب یہ ہے کہ کھانا کھاتے ہوئے کسی چیز سے ٹیک لگا کر بیٹھا جائے، بعض علماء نے اس کا مطلب ایک ہاتھ زمین پر ٹکا کر بیٹھنا یا چار زاو بیٹھنا بیان کیا ہے۔ چونکہ ٹیک لگا کر یا زمین پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنا متکبروں کا طریقہ ہے اور چار زاو بیٹھ کر وہ آدمی کھاتا ہے جو زیادہ کھانے کا عادی اور پیٹو ہوا اس لیے نبی ﷺ نے اس سے پرہیز فرمایا۔ ② ایک آدمی آگے چل رہا ہو اور دوسرے لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلیں اس سے آگے والے کا تکبر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خود کو دوسروں سے افضل سمجھتا ہے اور نہیں چاہتا کہ دوسرے افراد اس کے برابر چلیں، علاوہ ازیں اس میں پیچھے چلنے والوں کی تحقیر ہے اور وہ بھی گویا اپنے آپ کو اس سے کم تر سمجھتے ہیں۔ ③ اس چیز کو احترام قرار نہیں دیا جاسکتا جس چیز کو اللہ کے رسول ﷺ نے ناپسند کیا ہو۔ ④ بعض لوگوں میں یہ رواج ہے کہ جب پیر یا بزرگ چار پائی پر بیٹھا ہو تو وہ اس کے پاس چار پائی پر نہیں بیٹھتے بلکہ زمین پر بیٹھتے ہیں۔ یہ بھی بہت غلط رواج ہے کیونکہ اس میں پیچھے پیچھے چلنے سے بھی زیادہ حقارت پائی جاتی ہے۔

۲۴۵- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن نبی ﷺ شدید گرمی میں بیچ الغرقہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ دوسرے حضرات آپ ﷺ کے پیچھے چلے آ رہے تھے۔ آپ نے ان کے جوتوں کی آواز سنی تو ناگواری محسوس ہوئی، لہذا آپ ﷺ بیٹھ گئے حتیٰ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو آگے نکل جانے دیا تاکہ آپ کے دل میں فخر کی کوئی کیفیت پیدا نہ ہو جائے۔

۲۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا مَعَانُ بْنُ رِفَاعَةَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي أَمَامَةَ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ، فِي يَوْمٍ شَدِيدِ الْحَرِّ نَحْوَ بَيْعِ الْعَرَقِدِ، وَكَانَ النَّاسُ يَمْسُونَ خَلْفَهُ، فَلَمَّا سَمِعَ صَوْتَ النَّعَالِ وَقَرَ ذَلِكَ فِي نَفْسِهِ، فَعَجَسَ حَتَّى قَدَّمَهُمْ أَمَامَهُ، لِئَلَّا يَقَعَ فِي نَفْسِهِ شَيْءٌ مِنَ الْكِبَرِ.

۲۴۶- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب نبی ﷺ چلتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ سے آگے چلتے تھے اور آپ کے پیچھے فرشتوں کے لیے جگہ چھوڑ دیتے تھے۔

۲۴۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ نُبَيْحِ الْعَنْزَرِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا مَسَى، مَسَى

۲۴۵- [إسناده ضعيف] وضعفه البوصيري، وانظر، ح: ۲۲۸، ۲۴۵ لضعف معان وعلي بن يزيد.

۲۴۶- [حسن] أخرجه أحمد: ۳/۳۰۲ عن وكيع به، وصححه البوصيري * الثوري عن عمن، وحدث أبي عوانة عن الأسود شاهد له عند أحمد: ۳/۳۹۷، ۳۹۸، ح: ۱۵۳۵۵، وحدث شعبه (المستدرک) ۴/ ۲۸۱) يخالفه، والله أعلم.

-- کتاب السنۃ -- طالبان علم کے حق میں وصیت کا بیان

أَصْحَابُهُ أَمَامَهُ، وَتَرَكُوا ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ.

☀️ فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کچھ لوگ بزرگ شخصیت کے آگے چلیں اور کچھ پیچھے چلیں تو یہ درست ہے، ممنوع صرف اس وقت ہے جب سب لوگ پیچھے چلیں۔ ② بزرگ شخصیت کے آگے چلنا ادب کے منافی نہیں۔

(المعجم ۲۲) - بَابُ الْوَصَاةِ بِطَلَبَةِ الْعِلْمِ (التحفة ۲۲)

باب: ۲۲- طالبان علم کے حق میں وصیت

۲۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ رَاشِدِ الْعِضْرِيِّ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «سَيَأْتِيكُمْ أَقْوَامٌ يَطْلُبُونَ الْعِلْمَ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ فَقُولُوا لَهُمْ: مَرْحَبًا مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، وَاقْنُوهُمْ».

۲۴۷- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے پاس لوگ علم کی تلاش میں آئیں گے۔ جب تم انہیں دیکھو تو کہو: مرحبا خوش آمدید جن کے حق میں اللہ کے رسول ﷺ نے وصیت کی۔ اور انہیں وہ چیز دو جو ذخیرہ کیے جانے کے قابل ہے۔“

قُلْتُ لِلْحَكَمِ: مَا «اقْنُوهُمْ؟» قَالَ: عَلِمُوهُمْ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے استاذ محمد بن حارث فرماتے ہیں: میں نے اپنے استاد حکم بن عبدہ سے پوچھا: قابل ذخیرہ چیز دینے کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس کا مطلب ہے کہ انہیں علم سکھاؤ۔

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ روایت بعض محققین کے نزدیک حسن ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحۃ، حدیث: ۲۸۰) اس سے معلوم ہوا کہ حدیث نبوی وہ علم ہے جو انتہائی توجہ اور شوق سے حاصل کیے جانے کے لائق ہے۔ صحابہ کرام نے نبی اکرم ﷺ سے یہ علم حاصل کیا اور آپ ﷺ نے انہیں خوش خبری دی کہ ان سے بھی یہ علم حاصل کرنے کے لیے دور دراز سے لوگ آئیں گے۔ چنانچہ ہر دور میں مسلمان اس مبارک علم کے لیے ایک شہر سے دوسرے شہر بلکہ ایک ملک سے دوسرے ملک سفر کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ ② مبارک باد کے لائق ہیں وہ طالبان علم نبویہ جنہیں خوش آمدید کہنے کی وصیت خود نبی اکرم ﷺ نے کی ہے، دوسرے علوم و فنون کو یہ شرف حاصل

۲۴۷- [إسناده ضعيف جداً] أخرجه الترمذي، العلم، باب ما جاء في الاستيلاء بمن يطلب العلم، ح: ۲۶۵۰ من حديث أبي هارون به، وذكر كلاماً * وأبو هارون متروك، وكذبه حماد بن زيد وابن معين وغيرهما.

نہیں اگرچہ ان کا سیکھنا بھی مسلمان معاشرے کی ضرورت ہے۔ ⑤ علمائے دین کو چاہیے کہ طلبہ کی شفقت و محبت کا اظہار کریں اور انھیں دینی علوم کے شرف اور مقام و مرتبہ سے آگاہ کریں تاکہ طلبہ توجہ اور محنت سے یہ علم حاصل کریں اور اس کے راستے میں آنے والی مشکلات کو صبر و حوصلہ سے برداشت کریں۔ ⑥ اَقْتُوْهُم (انھیں قابل ذخیرہ چیز دو) کا لفظ قُنِيَّةً سے ماخوذ ہے اور قنِيَّةً اس چیز کو کہتے ہیں جسے جمع کیا جائے اور سنبھال کر رکھا جائے۔ علم بھی ایسی چیز ہے جسے زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے اور پھر اسے یاد رکھا جانا چاہیے۔ لکھ کر ذہرائی اور مذاکرہ کے ذریعے سے اسے ذہن نشین کرنا اور سمجھنا چاہیے تاکہ وہ محفوظ رہے اور فراموش ہو کر ضائع نہ ہو جائے۔

۲۴۸- اسماعیل (بن مسلم) سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم حضرت حسن (بصری) رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے ان کے ہاں گئے (ہم لوگوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ) کمرہ ہم لوگوں سے بھر گیا، حسن (بصری) رضی اللہ عنہ نے اپنے پاؤں سمیٹ لیے اور فرمایا: (ایک بار) ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے ان کے ہاں گئے حتیٰ کہ کمرہ بھر گیا تو انھوں نے بھی پاؤں سمیٹ لیے تھے اور فرمایا تھا: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حتیٰ کہ کمرہ بھر گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلو کے بل لیٹے ہوئے تھے۔ ہمیں دیکھ کر قدم مبارک سمیٹ لیے۔ پھر فرمایا: ”میرے بعد تمہارے پاس بہت سے لوگ علم کی طلب میں آئیں گے، تم انھیں خوش آمدید کہنا، انھیں دعائیں دینا اور انھیں تعلیم دینا۔“

حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہمیں تو ایسے لوگ ملے جنھوں نے ہمیں نہ مرحبا کہا، نہ دعائیں دیں اور تعلیم بھی اس طرح دی کہ ہم ان کے پاس جاتے تھے اور وہ ہم سے بے رخی کا اظہار کرتے تھے۔

۲۴۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ بْنُ زُرَّارَةَ: حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ هِلَالٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى الْحَسَنِ نَعُوذُهُ حَتَّى مَلَأْنَا النَّبِيَّتَ، فَقَبَضَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ نَعُوذُهُ حَتَّى مَلَأْنَا النَّبِيَّتَ، فَقَبَضَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: دَخَلْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى مَلَأْنَا النَّبِيَّتَ، وَهُوَ مُضْطَجِعٌ لِحَبْنِهِ، فَلَمَّا رَأَانَا قَبَضَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّهُ سَيَأْتِيكُمْ أَقْوَامٌ مِنْ بَعْدِي يَطْلُبُونَ الْعِلْمَ، فَرَحَّبُوا بِهِمْ، وَحَيَّوْهُمْ وَعَلَّمُوهُمْ».

قَالَ: فَأَذْرَكُنَا، وَاللَّهِ، أَقْوَامًا، مَا رَحَّبُوا بِنَا وَلَا حَيَّوْنَا وَلَا عَلَّمُونَا، إِلَّا بَعْدَ أَنْ كُنَّا نَذْهَبُ إِلَيْهِمْ فَيَجْفُونَا.

علم سے فائدہ اٹھانے اور اس پر عمل کرنے کا بیان

☀️ فائدہ: حسن بصری رضی اللہ عنہ تابعی ہیں ان کے اساتذہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور کبار تابعین ہیں۔ ان حضرات کے متعلق یہ تصور کرنا دشوار ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ نامناسب رویہ اختیار کرتے تھے۔

۲۴۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَنْقَرِيُّ: أُنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي هَارُونَ الْعَبْدِيِّ قَالَ: كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَنَا: «إِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ، وَإِنَّهُمْ سَيَأْتُونَكُمْ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ يَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ، فَإِذَا جَاءُوكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا».

۲۳۹- ابوبارون عبدی سے روایت ہے اس نے فرمایا: ہم لوگ جب حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہ فرماتے: تمہیں خوش آمدید جن کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے وصیت کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا تھا: ”لوگ (دین میں) تمہارے تابع ہیں وہ دنیا کے (دور دراز) علاقوں سے تمہارے پاس دین کی سمجھ حاصل کرنے کے لیے آئیں گے۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان سے بھلائی کرنا۔“

باب: ۲۳- علم سے فائدہ اٹھانا اور اس پر عمل کرنا

(المعجم ۲۳) - بَابُ الْإِنْتِفَاعِ بِالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ بِهِ (التحفة ۲۳)

۲۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ مِنْ دُعَاءِ النَّبِيِّ ﷺ: «اللَّهُمَّ! إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَتَّسِعُ».

۲۵۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی ایک دعا یہ بھی تھی: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَتَّسِعُ»

”اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس علم سے جو فائدہ نہ دے، اس دعا سے جو قبول نہ ہو اس دل سے جو تیرے سامنے عاجزی نہ کرے اور اس نفس سے جو سیر نہ ہو۔“

۲۴۹- [ضعیف جلدًا] انظر، ح: ۲۴۷.

۲۵۰- [صحیح] أخرجه النسائي: ۸/ ۲۸۴، ح: ۵۵۳۸ من حديث أبي خالد به، وله شاهد حسن عند أبي داود، ح: ۱۵۴۸، والنسائي، ح: ۵۵۳۹، وصححه الحاكم، والذهبي.

علم سے فائدہ اٹھانے اور اس پر عمل کرنے کا بیان

☀️ **فوائد و مسائل:** ① دعا بھی ایک عبادت ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ مختلف موقعوں پر مختلف دعائیں کرتے تھے۔ اس میں امت کے لیے تعلیم بھی ہے کہ اس طرح دعا کیا کرو۔ ② قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بہت سی دعائیں مذکور ہیں، انسان موقع محل کی مناسبت سے ان میں سے کوئی بھی دعا منتخب کر سکتا ہے۔ ویسے تو اپنے الفاظ میں اور اپنی زبان میں بھی دعا کرنا درست ہے لیکن زبان رسالت سے جو دعائیں ادا ہوئی ہیں ان کی ہی برکت دوسری دعاؤں میں نہیں ہو سکتی۔ اس کے علاوہ ان الفاظ میں دعا مانگنے سے نبی اکرم ﷺ کی اقتدا و اتباع کا جو شرف حاصل ہوتا ہے وہ دوسرے الفاظ سے نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ الفاظ بظاہر کتنے ہی خوبصورت اور عمدہ ہوں۔ ③ علم نافع، جس کی دعا اس حدیث میں کی گئی ہے اس سے مراد وہ علم ہے جس پر عمل بھی ہو کیونکہ عمل صالح ہی سے دنیا و آخرت میں فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ ④ وہ دعا جو سنی نہ جائے، یعنی قبول نہ ہو۔ اس سے پناہ کا مطلب یہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ میری تمام دعائیں قبول فرمائے اور مجھے پورے آداب کے ساتھ ایسی دعا کرنے کی توفیق بخشے جو اللہ کے ہاں شرف قبولیت حاصل کر سکے۔ ⑤ "سیر نہ ہونے والے نفس" سے مراد دنیا کی دولت، شہرت، منصب وغیرہ کا حریص نفس ہے۔ زیادہ سے زیادہ علم نافع کی طلب اور موجود علم سے سیر نہ ہونا ایک اچھی خصلت ہے اس لیے حکم دیا گیا ہے: ﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا﴾ (طلہ: ۱۱۳) "(اے نبی!) آپ کہیے: اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔" ⑥ اس میں علم نافع کی فضیلت ہے کیونکہ اس کے لیے خود رسول اللہ ﷺ نے بھی دعا کی ہے۔



۲۵۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ فرمایا کرتے تھے: [اللَّهُمَّ اَنْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي، وَعَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي، وَزِدْنِي عِلْمًا. وَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ] "اے اللہ! تو مجھے جو علم نصیب فرمائے اس سے مجھے فائدہ پہنچا اور مجھے وہ علم دے جو مجھے فائدہ دے اور میرے علم میں اضافہ فرما۔ اور ہر حال میں اللہ کی تعریف ہے۔"

☀️ **فوائد و مسائل:** ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اس حدیث کے بعض حصے کے شواہد متدرک حاکم میں ہیں لیکن ان کی صحت و ضعف کی طرف اشارہ نہیں کیا جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت میں مذکور لفظ [والحمد لله على كل حال] کے علاوہ باقی روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے

۲۵۱- [سناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الدعوات، باب "سبق المفردون... الخ"، ح: ۳۵۹۹ من حديث ابن نمير به، وذكر كلاماً * موسى بن عبيدة ضعيف، وشيخه مجهول (تقريب)، ولبعض الحديث شواهد عند الحاكم: ۵۱۰/۱.

علم سے فائدہ اٹھانے اور اس پر عمل کرنے کا بیان
 لیے دیکھیے: (المشكاة: التحقيق الثانی للالبانی، حدیث: ۳۴۹۳) ۱۵ اس میں علم نافع کے حصول کی درخواست
 کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی ہے کہ جو علم پہلے حاصل ہو چکا ہے اللہ سے بھی نفع بخش بنا دے۔

۲۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ
 حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ [وَسُرِّيْحُ] ابْنُ رَسُوْلِهِ ﷺ نے فرمایا: ”جو علم اللہ کی رضا کے لیے
 التُّعْمَانِ. قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حاصل کیا جاتا ہے، جس نے اسے دنیا کا مال و متاع
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَرٍ، أَبِي طَوَّالَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغَىٰ بِهِ وَجْهُ اللَّهِ، لَا يَتَعَلَّمُهُ إِلَّا لِيُصِيبَ بِهِ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا، لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» يَعْنِي: رِيحَهَا.

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: أَنْبَأَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.
 (امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد) ابوالحسن القطان نے
 اپنی عالی سند سے یہی حدیث فتح بن سلیمان کے شاگرد
 سعید بن منصور سے بھی بیان کی ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① جس طرح دوسرے نیک اعمال کے لیے اخلاص نیت شرط ہے اسی طرح حصول علم کے لیے
 بھی خلوص ضروری ہے۔ ② علم حاصل کرتے وقت یہ نیت نہیں ہونی چاہیے کہ اس سے دنیوی فوائد حاصل ہوں گے۔
 صاحب اخلاص کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی ذلیل نہیں فرماتا اور اپنے فضل سے اس کی دنیاوی ضروریات پوری ہونے کے
 اسباب مہیا فرمادیتا ہے اس لیے یہ سوچ کر دینی علم سے محروم نہیں رہنا چاہیے کہ عالم دین کو دنیا نہیں ملتی۔ ③ جنت کی
 خوشبو نہ آنے کا مطلب یہ ہے کہ جنت سے بہت دور ہو گا حتیٰ کہ جنت کا نظرا آتا تو درکنار اس کی خوشبو بھی نہیں پہنچے گی۔
 دنیا میں ایسا ہوتا ہے کہ جہاں نظر نہیں پہنچتی وہاں خوشبو پہنچ جاتی ہے۔ جنت سے اس قدر دوری کا مطلب یہ ہے کہ وہ
 جہنم میں جائے گا۔ اَعَاذَنَا اللَّهُ مِنْهَا۔ ④ دنیا کمانے کے لیے دینی علم سیکھنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ ایسا شخص دنیا
 کے لالچ میں غلط مسائل بیان کرتا ہے تاکہ لوگ اس سے خوش ہو کر اس کی خدمت کرتے رہیں۔ اس طرح وہ ہدایت
 کے بجائے گمراہی پھیلانے والا بن جاتا ہے۔ ⑤ دنیوی علوم اس غرض سے حاصل کرنا کہ ان کے ذریعے سے رزق

۲۵۲- [سنادہ حسن] أخرجه أبوداود، العلم، باب في طلب العلم لغير الله، ح: ۳۶۶۴ عن ابن أبي شيبة به
 مختصراً، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي.

علم سے فائدہ اٹھانے اور اس پر عمل کرنے کا بیان

حلال کہا جائے اس وعید میں شامل نہیں۔

۲۵۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص اس لیے علم حاصل کرتا ہے کہ بے علم (عوام) سے بحث کرے یا علماء کے مقابلے میں فخر کا اظہار کرے یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے وہ جہنم میں جائے گا۔“

۲۵۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا أَبُو كَرِبِ الْأَزْدِيُّ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُمَارِيَ بِهِ الشُّفَهَاءَ، أَوْ لِيُبَاهِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ، أَوْ لِيَصْرِفَ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ، فَهُوَ فِي النَّارِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① جو شخص بغیر اخلاص کے علم حاصل کرتا ہے اس کا مقصد عام طور پر یہی باتیں ہوتی ہیں جو حدیث میں مذکور ہوئیں۔ ایسا شخص نیت کی خرابی کے جرم میں جہنم کی سزا کا مستحق ہوگا۔ ② بے عمل علماء عام طور پر نئے نئے مسئلے نکالتے رہتے ہیں تاکہ عوام انہیں عالم سمجھیں۔ خصوصاً ایسے اجتہادی مسائل جن میں سلف کے درمیان اختلاف رہا ہے یا ایک عمل دو طریقوں سے جائز ہے اور ان میں سے ایک طریقہ رائج ہو گیا ہے ان میں نئے سرے سے اختلاف پیدا کرنا مستحسن نہیں البتہ اگر کوئی مسنون عمل معاشرہ میں متروک ہو گیا ہے یا کوئی بدعت رائج ہو گئی ہے تو اس سنت کا احیاء اور بدعت کی تردید ضروری ہے۔ ③ اگر کسی مقام پر اختلافی مسئلہ بیان کرنے کی ضرورت ہو تو اسے اس انداز سے بیان کرنا چاہیے جس سے دوسرا موقف رکھنے والے علماء کی تحقیر اور توہین نہ ہو۔ اور اگر کسی عالم سے بحث مباحثہ کی نوبت آجائے تو مخاطب کا پورا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے ادب کے دائرے میں بات چیت ہونی چاہیے گالی گلوچ علماء کی شان کے لائق نہیں بلکہ ایسی حرکتیں عدم خلوص کی علامت ہیں۔ ④ بعض لوگوں کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ عوام میں ان کا نام زیادہ مشہور ہو اور ان کے نام کے ساتھ لمبے چوڑے القاب لکھے اور بولے جائیں یا کسی مذہبی اور سیاسی تنظیم میں ان کو اونچا عہدہ اور منصب ملے اس مقصد کے لیے وہ اپنی تشہیر اور دوسرے علماء کی تحقیر کے لیے طرح طرح کے ہتھکنڈے اختیار کرتے ہیں۔ یہ سب کام خلوص سے محرومی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ علماء کو چاہیے کہ اپنی ذات کا کڑا احتساب کرتے رہیں تاکہ شیطان کے داؤ سے محفوظ رہ سکیں۔ اس سلسلہ میں ”تلیس ایلین“ (مصنف علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ) امام ابن القیم کی ”الداء والدواء“ اور اس قسم کی دوسری کتابوں کا مطالعہ مفید ہے۔ ⑤ بعض محققین نے شواہد کی بنا پر اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (المشكاة للابن ابی حدیث: ۲۲۲۲۵) علاوہ ازیں ہمارے فاضل محقق نے بھی تحقیق میں اس کے شواہد کا تذکرہ کیا ہے لیکن ان کی صحت و ضعف کی طرف اشارہ نہیں کیا۔ بہر حال روایت شواہد کی وجہ سے قابل حجت ہے۔ واللہ اعلم۔

علم سے قائدہ اٹھانے اور اس پر عمل کرنے کا بیان

۲۵۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”علم اس لیے حاصل نہ کرو کہ علماء کے مقابلہ میں فخر کا اظہار کرو نہ اس لیے کہ کم عقل لوگوں سے بحث کرو نہ اس لیے کہ مجلس میں ممتاز مقام حاصل کرو۔ جس نے ایسا کیا تو (اس کے لیے) آگ ہے آگ ہے۔“

۲۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْزِيمَ: أَنَّ أَبَانَ يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ، قَالَ: «لَا تَعْلَمُوا الْعِلْمَ لِنَبَاهُوا بِهِ الْعُلَمَاءَ، وَلَا لِتَمَارُوا بِهِ الشُّفَهَاءَ، وَلَا تَحْزِرُوا بِهِ الْمَجَالِسَ. فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ، فَالْتَأَرُ النَّارُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① بعض محققین نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحيح الترغيب للالبناني؛ حديث: (۱۰۲) نیز ہمارے محقق نے بھی اس کے دیگر شواہد کا تذکرہ کیا ہے لیکن ان کی صحت و ضعف کی طرف اشارہ نہیں کیا؛ بہر حال یہ روایت شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ ② [فَالْتَأَرُ النَّارُ] کا جملہ دو طرح پڑھا گیا ہے۔ اگر پیش سے [فَالْتَأَرُ النَّارُ] پڑھا جائے تو وہ ترجمہ ہوگا جو بیان ہوا۔ اگر زبر سے فالنار النار پڑھا جائے تو مطلب یہ ہوگا ”یہ آگ کا مستحق ہے۔“ یا ”اسے چاہیے کہ آگ سے ڈرے۔“

۲۵۵- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے کچھ لوگ دین کا علم حاصل کریں گے اور قرآن پڑھیں گے۔ (پھر) وہ کہیں گے: ہم حکمرانوں کے پاس جاتے ہیں ان کی دنیا سے کچھ حاصل کر لیں گے اور اپنا دین بچا کر الگ ہو جائیں گے۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ جس طرح قناد (ایک قسم کا کانٹوں والا درخت) سے صرف کانٹے ہی حاصل ہو سکتے ہیں (پھل نہیں) اس طرح ان کے پاس جا کر کچھ حاصل نہیں ہوگا سوائے.....“

۲۵۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنَّ أَبَانَ الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْكِنْدِيِّ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «إِنَّ أَنَسًا مِنْ أُمَّتِي سَيَتَفَقَّهُونَ فِي الدِّينِ، وَيَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، وَيَقُولُونَ: نَأْتِي الْأَمْرَاءَ فَنُصِيبُ مِنْ دُنْيَاهُمْ وَنَعْتَرِ لَهُمْ بِدِينِنَا، وَلَا يَكُونُ ذَلِكَ كَمَا لَا يُجْتَنَى مِنَ الْقَتَادِ إِلَّا الشُّوكُ، كَذَلِكَ لَا يُجْتَنَى مِنْ قُرْبِهِمْ إِلَّا».

۲۵۴- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عبدالم في العلم، وصححه ابن حبان، ح: ۹۰، والحاكم: ۸۶/۱، والذهبي • ابن جريج وشيخه عننا، وله شواهد.

۲۵۵- [إسناده ضعيف] • الوليد بن مسلم "ثقة لكنه كثير التذليل والنسوية" (تقريب) وعنن.

-- کتاب السنۃ

علم سے فائدہ اٹھانے اور اس پر عمل کرنے کا بیان

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے رحمۃ اللہ علیہ کے استاد محمد بن صباح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یعنی سوائے گناہوں کے۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: كَأَنَّهُ يَعْنِي: الْخَطَايَا.

۲۵۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جُبُّ الْحُزْنِ سے اللہ کی پناہ مانگو۔“ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جُبُّ الْحُزْنِ (غم کا کنواں) کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جہنم کی ایک وادی ہے جس سے باقی جہنم بھی روزانہ چار سو دفعہ پناہ مانگتی ہے۔“ انھوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس میں کون داخل ہوگا؟ فرمایا: ”یہ وادی ان قاریوں کے لیے تیار کی گئی ہے جو اپنے اعمال میں ریا کاری کرتے ہیں اور اللہ کے ہاں سب سے قابل نفرت قراء وہ ہیں جو حکمرانوں سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔“

۲۵۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَمُحَمَّدُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيُّ: حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ سَنَيْفٍ، عَنْ أَبِي مُعَاذِ الْبَصْرِيِّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ سَنَيْفٍ، عَنْ أَبِي مُعَاذٍ، عَنِ ابْنِ سَيْرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ جُبِّ الْحُزْنِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا جُبُّ الْحُزْنِ؟ قَالَ: «وَادٍ فِي جَهَنَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُ جَهَنَّمُ كُلَّ يَوْمٍ أَرْبَعِمِائَةَ مَرَّةٍ» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَنْ يَدْخُلُهَا؟ قَالَ: «أَعَدَّ لِلْقُرَاءِ الْمُرَائِينَ بِأَعْمَالِهِمْ، وَإِنَّ مِنْ أْبْعَصِ الْقُرَاءِ إِلَى اللَّهِ الَّذِينَ يَزُورُونَ الْأَمْرَاءَ».

مخاری نے فرمایا: یعنی ظالم حکمرانوں سے ملتے ہیں۔ ابو الحسن الطھان رحمۃ اللہ علیہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کی تصریح اور وہ ثقہ تھے کی سند سے سابقہ روایت کی مثل حدیث بیان کی۔

قَالَ الْمُحَارِبِيُّ: الْجَوْرَةَ. قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا حَازِمُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ نُمَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ النَّصْرِيِّ، وَكَانَ ثِقَّةً، ثُمَّ ذَكَرَ الْحَدِيثَ نَحْوَهُ بِإِسْنَادِهِ.

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری سند سے حدیث کے راوی ابن سیرین کے بارے میں راوی کا تردید بھی

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَضْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا

۲۵۶- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الزهد، باب، ح: ۲۳۸۳ من حديث المحاربي به، وقال: "حسن غريب" * عمار ضعيف الحديث وكان عابداً، وشيخه مجهول (تقريب).



علم سے فائدہ اٹھانے اور اس پر عمل کرنے کا بیان
بیان کیا کہ وہ محمد بن سیرین سے یا انس بن سیرین۔

عَمَّارُ بْنُ سَيْفٍ، عَنْ أَبِي مُعَاذٍ، قَالَ مَالِكُ
ابْنُ إِسْمَاعِيلَ: قَالَ عَمَّارٌ: لَا أَذْرِي مُحَمَّدًا
أَوْ أَنَسَ بْنَ سَيْرِينَ.

۲۵۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ انھوں نے فرمایا: اگر علماء علم کی حفاظت کرتے اور
اسے اہل لوگوں کے سامنے پیش کرتے تو (اس کی برکت
سے) اپنے زمانے والوں کے سردار بن جاتے۔ لیکن
انھوں نے علم دنیا داروں کی خدمت میں پیش کر دیا تاکہ
اس کے ذریعے سے ان کی دنیا میں سے کچھ حاصل
کر لیں چنانچہ وہ ان (کی نگاہوں) میں بے قدر ہو گئے۔
میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے:
”جس شخص نے اپنے تمام تفکرات کو ایک ہی فکر یعنی فکر
آخرت میں ڈھال لیا اللہ اسے دنیا کے تفکرات سے بچا
لیتا ہے، اور جسے مختلف معاملات دنیاوی کی فکر رہتی ہے
(اور وہ ان میں مشغول ہو کر آخرت کو فراموش کر دیتا
ہے) اللہ کو اس کی کوئی پروا نہیں ہوتی کہ کس وادی میں
جا کر تباہ ہوتا ہے۔“

۲۵۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ،
وَالْحُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَا: حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ النَّضْرِيِّ، عَنْ
تَهَشَلٍ، عَنِ الصَّحَّاحِ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ
يَزِيدَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: لَوْ أَنَّ
أَهْلَ الْعِلْمِ صَانُوا الْعِلْمَ وَوَضَعُوهُ عِنْدَ أَهْلِهِ
لَسَادُوا بِهِ أَهْلَ زَمَانِهِمْ، وَلَكِنَّهُمْ بَدَّلُوهُ
لِأَهْلِ الدُّنْيَا لِيَتَّالُوا بِهِ مِنْ دُنْيَاهُمْ، فَهَانُوا
عَلَيْهِمْ، سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: «مَنْ
جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا وَاجِدًا، هَمَّ آخِرَتِهِ،
كَفَاهُ اللَّهُ هَمَّ دُنْيَاهُ، وَمَنْ تَشَعَّبَتْ بِهِ الْهُمُومُ
فِي أَحْوَالِ الدُّنْيَا، لَمْ يُبَالِ اللَّهُ فِي أَيِّ
أَوْدِيَّتِهَا هَلَكَ».

(امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد) أبو الحسن القطان نے
یہ روایت اپنی عالی سند سے ابن نمیر کے دوسرے دو
شاگردوں ابو بکر بن ابی شیبہ اور محمد بن عبداللہ بن نمیر سے
بھی سابقہ روایت کی طرح بیان کی۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا حَازِمُ بْنُ يَحْيَى:
حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ
اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ
مُعَاوِيَةَ النَّضْرِيِّ، وَكَانَ نِقَّةً، ثُمَّ ذَكَرَ
الْحَدِيثَ بِتَحْوِهِ بِإِسْنَادِهِ.

🌞 **فوائد ومسائل:** ① اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو دنیا کے معاملات میں بھی آخرت کے فائدہ اور

۲۵۷- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن أبي شيبة، وضعفه البوصيري * تهشل بن سعيد متروك، وكذبه إسحاق بن
راهويه، وانظر، ح: ۴۱۰۶.

علم سے فائدہ اٹھانے اور اس پر عمل کرنے کا بیان

نقصان کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ مومن آخرت کے فائدہ کے لیے دنیا کا نقصان برداشت کر لیتا ہے اس لیے اس کو اس قربانی پر غم اور افسوس نہیں ہوتا بلکہ خوشی ہوتی ہے اس طرح وہ دنیا کے تفکرات سے گویا محفوظ ہو جاتا ہے۔ ① آخرت کو فراموش کرنے کا برائی نتیجہ دنیا میں بھی ملتا ہے اور وہ یہ کہ انسان ہمیشہ فکرو غم میں مبتلا رہتا ہے اس سے جو چیز چھین جاتی ہے اس پر سخت غمگین ہوتا ہے جبکہ مومن کو کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے کیونکہ اسے آخرت میں بہتر جزا ملنے کی امید ہوتی ہے۔ ② بعض محققین نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔

۲۵۸- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَحْزَمَ،
[وَأَبُو بَدْرٍ]، عَبَادُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا
مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادِ الْهَنْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ
الْمُبَارَكِ الْهَنْدَانِيُّ، عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ،
عَنْ خَالِدِ بْنِ دُرَيْكٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ
ﷺ قَالَ: «مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُغَيِّرَ اللَّهَ، أَوْ
أَرَادَ بِهِ غَيْرَ اللَّهِ، فَلْيَتَّبِعُوا مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

۲۵۸- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے غیر اللہ کے لیے علم طلب
کیا یا اس سے اللہ کے سوا کسی اور کا ارادہ کیا“ اسے
چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔“



۲۵۹- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَاصِمٍ
الْعَبْدَانِيُّ: حَدَّثَنَا بَشِيرُ بْنُ مَيْمُونٍ قَالَ:
سَمِعْتُ أَشْعَثَ بْنَ سَوَّارٍ، عَنِ ابْنِ سَبْرِينَ،
عَنْ حُدَيْفَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَقُولُ: «لَا تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ لِيَتَّبِعُوا بِهِ
الْعُلَمَاءَ، أَوْ لِيَتَّمَارُوا بِهِ السَّفَهَاءَ، أَوْ
لِيَتَضَرَّفُوا وَجْوهَ النَّاسِ إِلَيْكُمْ، فَمَنْ فَعَلَ
ذَلِكَ، فَهُوَ فِي النَّارِ».

۲۵۹- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں
نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا
ہے: ”علم کو اس غرض سے حاصل نہ کرو کہ علماء کے
مقابلے میں فخر کا اظہار کرو یا کم عقل لوگوں سے بحث کرو یا
لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرو۔ جس نے یہ کام کیا“
وہ جہنمی ہے۔“

۲۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ:

۲۶۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

۲۵۸- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، العلم، باب فيمن يطلب بعلمه الدنيا، ح: ۲۶۵۵ من حديث محمد بن عباد به، وقال: "حسن غريب" * خالد بن دريك لم يدرك ابن عمر رضي الله عنهما.

۲۵۹- [ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف" * بشير بن ميمون متروك منهم، وأشعث بن سوار ضعيف (تقريب)، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق، ح: ۲۵۴.

۲۶۰- [ضعيف] قال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لا نفاقهم على ضعف عبد الله بن سعيد"، وهو متروك كافي ۴

علم چھپانے والے کے گناہ کا بیان

ﷺ نے فرمایا: ”جس نے علم اس لیے حاصل کیا کہ اس کی وجہ سے علماء کے مقابلے میں فخر کرے یا کم عقل لوگوں سے بحث کرے یا لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرے گا۔“

أَبْنَانًا وَهَبُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْأَسَدِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِيُبَاهِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ، وَيُجَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ، وَيَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَذْخَلَهُ اللَّهُ جَهَنَّمَ».

باب: ۲۳- علم کی بات پوچھے جانے پر علم چھپانے والے (کے گناہ) کا بیان

(المعجم ۲۴) - بَابٌ مِنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكْتَمَهُ (التحفة ۲۴)

۲۶۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص کو علم (کا کوئی مسئلہ) یاد ہو پھر اس نے چھپا لیا وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اسے آگ کی لگام پڑی ہوگی۔“

۲۶۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ زَادَانَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ رَجُلٍ يَحْفَظُ عِلْمًا فَيَكْتُمُهُ، إِلَّا أَتِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلْجَمًا بِلِجَامٍ مِنَ النَّارِ».

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد) ابوالحسن القطان نے یہ روایت اپنی عالی سند سے عمارہ بن زاذان کے دوسرے شاگرد ابوالولید کی سند سے بھی اسی طرح بیان کی۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ، أَبِي الْقَطَّانُ: وَحَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ ابْنُ زَادَانَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

🌞 نوائے مسائل: ① امام خطابی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سے وہ علم مراد ہے جس کا سائل کو علم ہونا انتہائی ضروری ہے؛ مثلاً: نماز کا طریقہ وغیرہ۔ نقلی علوم کے بارے میں یہ وعید لازم نہیں آتی، مثلاً: نحو صرف یا منطق و فلسفہ کا علم۔ ② بعض اوقات ایک مسئلہ مسائل کی ذہنی سطح سے بلند ہوتا ہے جسے سمجھنا اس کے لیے دشوار ہوتا ہے؛ مثلاً: ایک عام آدمی جو صرف یہ سمجھ سکتا ہے کہ حدیث صحیح ہوتی ہے یا ضعیف۔ وہ اگر ضعف کے اسباب یا کسی راوی کے بارے میں علمائے جرح و

التقريب، وله شواهد منها، ح: ۲۵۴، ۲۵۹.

۲۶۱- [حسن] أخرجه أبو داود، العلم، باب كراهية منع العلم، ح: ۳۶۵۸، والتزمي، ح: ۲۶۴۹ من حديث علي بن الحكم به، وقال: "حسن"، وصححه ابن حبان، ح: ۹۵، وله شواهد عند ابن حبان، ح: ۹۶، والحاكم: ۱۰۲/۱ وغيرهما.



تعدیل کے اقوال کے بارے میں سوال کرے تو اسے مناسب طریقے سے ٹالا جاسکتا ہے جیسے نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ چاند کے گھٹنے بڑھنے کی کیا وجہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں وجہ بیان کرنے کی بجائے اس کی حکمت اور فائدہ بیان فرمادیا۔ ارشاد ہے: ﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَهْلِ قُلْ هِيَ مَوَاقِئُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ﴾ (البقرہ: ۱۸۹) ”لوگ آپ سے چاند کے متعلق سوال کرتے ہیں فرمادیجیے وہ لوگوں کے لیے وقت (کے اندازے) کا ذریعہ ہے خصوصاً حج کے لیے۔“ اسی طرح جب روح کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا گیا: ﴿قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي﴾ (بنی اسرائیل: ۸۵) فرمادیجیے روح میرے رب کے حکم سے ہے۔“ یعنی اللہ کے حکم سے ایک چیز پیدا ہوگئی ہے جس کی حقیقت تم نہیں سمجھ سکتے۔ ③ جس شخص کے بارے میں یہ خدشہ ہو کہ وہ علم کا ناجائز استعمال کرے گا اسے بھی جواب دینے سے گریز کیا جاسکتا ہے۔ حجاج بن یوسف نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے سب سے سخت سزا کیا دی ہے؟ انھوں نے عنینین کا واقعہ بیان فرمادیا جس میں ہے کہ قبیلہ عینہ کے کچھ لوگ مدینہ منورہ آئے انھیں مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہ آئی تو وہ بیمار ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے علاج کے لیے اونٹوں کا دودھ اور ان کا پیشاب تجویز فرمایا۔ آپ نے انھیں صدقے کے اونٹوں کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ اپنا علاج کر سکیں۔ یہ لوگ جب صحت یاب ہو گئے تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹ لوٹ لیے اور آپ کے چرواہے کو بڑی بے دردی سے قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی گرفتاری کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک لشکر بھیجا جو انھیں گرفتار کر کے لے آیا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیے اور ان کی آنکھوں میں لوبہ کی گرم سلانیاں پھیر دیں اور انھیں دھوپ میں پیاسے ڈال دیا حتیٰ کہ تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ انھوں نے آپ کے چرواہے کو اسی طرح قتل کیا تھا لہذا انھیں ان کے عمل کے مطابق سزا دی گئی۔ (صحیح البخاری، الوضوء، باب أبل الإبل والدواب الخ، حدیث: ۲۳۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: کاش وہ یہ حدیث بیان نہ کرتے کیونکہ حجاج بن یوسف اسی حدیث سے دلیل لے کر لوگوں کو سخت اذیتیں دیتا تھا۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر، سورہ مائدہ: ۳۳) ④ جب کسی کا امتحان لینے کی غرض سے سوال کیا جائے تاکہ اس کی علمی استعداد کا صحیح اندازہ ہو سکے تو جس سے سوال کیا گیا ہے اس کی معلومات کے مطابق جواب دینے کا موقع دینا چاہیے دوسرے آدمی کا اس کی مدد کرنا درست نہیں کیونکہ اس سے امتحان کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات اس کی وجہ سے ایک لائق آدمی کی حق تلفی ہو جاتی ہے اور نااہل آدمی کو وہ مقام مل جاتا ہے جس کا وہ مستحق نہیں۔ امتحان میں ناجائز ذرائع استعمال کر کے کامیاب ہونا اس وعید کے تحت بھی آتا ہے: [الْمُتَشَبِعُ بِمَالِهِمْ يُعْطُ، كَلَّاسِ نَوْبِي زُورًا] (صحیح مسلم، اللباس، باب النهي عن التزوير في اللباس وغيره، والتشيع بمالهم يعط، حدیث: ۲۱۲۹) ”جس شخص کو ایک چیز حاصل نہیں اور وہ تکلفاً خود کو اس سے بہرہ ور ظاہر کرتا ہے اس نے گویا جھوٹ کے دو کپڑے پہن رکھے ہیں۔“

علم چھپانے والے کے گناہ کا بیان

۲۶۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی! اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان نہ کرتا، یعنی اگر یہ آیتیں نہ ہوتیں: ﴿وَإِنَّ الدِّينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَسْتُرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَاطَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَا أَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ﴾ ”بے شک جو لوگ اللہ کی اتاری ہوئی کتاب چھپاتے ہیں اور اسے تھوڑی سی قیمت پر بیچتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھر رہے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے کلام نہیں کرے گا، نہ انھیں پاک کرے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو اور بخشش کے بدلے عذاب کو خرید لیا ہے۔ یہ لوگ آگ کا عذاب کس قدر برداشت کرنے والے ہیں۔“

۲۶۲- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ هُرْمَزٍ الْأَعْرَجِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: وَاللَّهِ! لَوْلَا آيَتَانِ فِي كِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى مَا حَدَّثْتُ عَنْهُ - يَعْنِي: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ - شَيْئًا أَبَدًا. لَوْلَا قَوْلُ اللَّهِ: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَتَيْنِ. [البقرة: ۱۷۴، ۱۷۵]

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہجری میں اسلام لائے۔ اس طرح انھیں تقریباً چار سال تک خدمت نبوی میں رہ کر علم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ آپ کی وفات ۵۸ یا ۵۹ ہجری میں ہوئی۔ اس طرح آپ کو اس دور میں علم کی نشر و اشاعت کا موقع ملا جب بہت سے کبار صحابہ وفات پا چکے تھے یا انھیں مختلف انتظامی عہدوں پر فائز ہونے کی وجہ سے تعلیم و تبلیغ کا اتنا موقع نہیں ملتا تھا۔ ان حالات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث نبوی کی تعلیم و تدریس کو اپنا مشن بنا لیا۔ اس پر بعض لوگوں نے ایسی باتیں کیں کہ آپ اتنی زیادہ حدیثیں بیان کر رہے ہیں جبکہ بعض دوسرے صحابہ جن کو زیادہ عرصہ صحبت نبوی کا شرف حاصل ہے، وہ اتنی حدیثیں بیان نہیں کرتے۔ اس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے

۲۶۲- أخرجه البخاري، الحرث والمزارعة، باب ماجاء في الغرس، ح: ۲۳۵۰ من حديث ابن سعد، ومن غيره، وسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي هريرة الدوسي رضي الله عنه، ح: ۲۴۹۲ بغير هذا اللفظ، من حديث الزهري به.

وضاحت فرمائی کہ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے ہاں علم چھپانے کے جرم کا مرتکب قرار نہ دیا جاؤں۔ ① کتب احادیث میں جتنی حدیثیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں اتنی کسی اور صحابی سے مروی نہیں۔ اس کے مندرجہ بالا اسباب کے علاوہ کچھ اور اسباب بھی ہیں مثلاً (۱) مہاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تجارت وغیرہ کو وقت دیتے تھے تاکہ حلال روزی کما کر اپنے اہل و عیال کا حق ادا کریں۔ اسی طرح اکثر انصاری صحابہ زراعت پیشہ تھے اور انھیں بھی اس میں کافی وقت صرف کرنا پڑتا تھا جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں سے تھے جو فکر معاش کی طرف توجہ نہ دیتے ہوئے تحصیل علم میں مشغول رہتے تھے۔ اسی وجہ سے اکثر بھوک بھی برداشت کرتے تھے۔ (ب) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل نہیں کرتے تھے بلکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں ہوتے یا کسی اور مصروفیت میں ہوتے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث اور مسائل معلوم کرتے رہتے تھے۔ (ج) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ خصوصی شرف حاصل ہے کہ آپ کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حفظ علم کی خصوصی دعا کی تھی۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، العلم، باب حفظ العلم، حدیث: ۱۱۸، و صحیح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی ہریرۃ الدوسی رضی اللہ عنہ، حدیث: ۲۳۹۴) ② روایت میں ذکر کردہ آیات مبارکہ سے کستان علم کی شاعت اور اس کی شدید سزا معلوم ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بوقت ضرورت علم چھپانا کبیرہ گناہ ہے۔



۲۶۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب امت کے پچھلے لوگ پہلوں پر لعنت کرنے لگیں، اس وقت جس نے کوئی حدیث چھپائی، اس نے اللہ کی نازل کردہ چیز کو چھپالیا۔“

۲۶۳- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي السَّرِيِّ الْعَسْقَلَانِيُّ: حَدَّثَنَا خَلْفُ بْنُ تَمِيمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُتَكَدِّرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا لَعَنَ آخِرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَوْلَهَا، فَمَنْ كَتَمَ حَدِيثًا فَقَدْ كَتَمَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ».

۲۶۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

۲۶۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِيِّ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ

۲۶۳- [موضوع] أخرجه ابن عدي وغيره من طرق عن خلف به * عبدالله بن السري لم يدرك محمد بن المنكدر، بل سمع هذا الحديث من سعيد بن زكريا المدائني عن عنبسة بن عبد الرحمن متروك، رماه أبو حاتم بالوضع عن محمد بن زاذان (وهو متروك) عن ابن المنكدر به كما في المعجم الأوسط للطبراني، ح: ۴۳۲.

۲۶۴- [حسن] قال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، فيه يوسف بن إبراهيم، قال ابن حبان: روى عن أنس ما ليس من حديثه، لا تحل الرواية عنه"، وانظر، ح: ۲۶۶.

علم چھپانے والے کے گناہ کا بیان

سَلِيم: حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ سَتَلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ، أُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ».

آپ نے فرمایا: ”جس سے علم کی کوئی بات دریافت کی گئی، پھر اس نے اسے چھپایا، اسے قیامت کے دن آگ کی لگام دی جائے گی۔“

🌟 فوائد و مسائل: ① چھپانے کا مطلب ہے کہ اسے صحیح مسئلہ معلوم تھا، پھر بھی اس نے کسی معقول عذر کے بغیر اسے ظاہر نہ کیا۔ ② لِجَامِ عربی زبان میں لگام کے اس حصے کو کہتے ہیں جو گھوڑے وغیرہ کے منہ میں ہوتا ہے اور لوہے کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ لگام کا جو حصہ سوار کے ہاتھ میں ہوتا ہے اسے زمام کہتے ہیں۔ ③ اس سے علم چھپانے کی سخت سزا ثابت ہوتی ہے۔

۲۶۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَبَانَ بْنِ وَاقِدِ الثَّقَفِيِّ، أَبُو إِسْحَاقَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَابٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ كَتَمَ عِلْمًا مِمَّا يَنْفَعُ اللَّهُ بِهِ فِي أَمْرِ النَّاسِ، أُمِرَ الدِّينَ، أُلْجِمَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنَ النَّارِ».

۲۶۵- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے علم کی کوئی ایسی بات چھپائی جس سے اللہ لوگوں کو دین کے معاملے میں فائدہ پہنچاتا ہے اسے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آگ کی لگام ڈالے گا۔“

۲۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَفْصِ بْنِ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: حَدَّثَنَا أَبُو إِبْرَاهِيمَ، إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْكُرَيْبِيُّ، عَنْ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ

۲۶۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جس سے علم کا کوئی ایسا مسئلہ پوچھا گیا جو اسے معلوم تھا، پھر بھی اس نے اسے چھپایا، اسے قیامت کے دن آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔“

۲۶۵- [إسناده ضعيف جداً] قال البوصيري: "لهذا إسناده ضعيف، فيه محمد بن داب، كذبه أبو زرعة وغيره، ونسب إلى وضع الحديث".

۲۶۶- [حسن] * الكرابيسي لين الحديث، ولحديثه شاهد عند أبي داود، ح: ۳۶۵۸، وانظر، ح: ۲۶۱.

-- کتاب السنہ _____ علم چھپانے والے کے گناہ کا بیان

اللہ ﷻ: «مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ يَعْلَمُهُ فَكْتَمَهُ
أَلْجِمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ» .

☀ فائدہ: جو مسئلہ معلوم نہ ہو اسے اپنی رائے سے بنا کر بیان کرنا بھی بڑا گناہ ہے۔ ہاں تلاش کے باوجود قرآن یا حدیث میں سے نہ ملے تب اجتہاد کرنا جائز ہوتا ہے۔



طہارت کی اہمیت و فضیلت

* طہارت کے لغوی معنی: لغت میں 'میل سے صاف ہونے' نجاست سے پاک ہونے اور ہر عیب دار قول و فعل سے بری ہونے کا نام "طہارت" ہے۔

* اصطلاحی تعریف: شریعت میں حدیث اصغر (بے وضو ہونے) کے بعد وضو کرنے اور حدیث اکبر (جنبی ہونے) کے بعد غسل کرنے کو "طہارت" کہتے ہیں۔

* طہارت کی ضرورت و اہمیت: اسلام طہارت و نفاذت کا دین ہے۔ اس میں پیروکاروں کو نجاست اور گندگی سے دور رہنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو جسم لباس رہنے سہنے کی جگہ کھانے پینے غرضیکہ تمام امور حیات میں طہارت و صفائی کا پابند بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی اور امت کے رہنما و مرشد کو صفائی و ستھرائی کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے: ﴿وَيُنَابِلَكَ فَطَهِّرْهُ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ (المدثر: ۷۳/۵۳) "(اے نبی!) اپنے کپڑے صاف رکھیے اور گندگی سے دور رہیے۔"

اسلام کا پہلا درس طہارت ہی ہے۔ اسلام کے بنیادی اور اہم رکن نماز کے لیے رسول اکرم ﷺ نے

طہارت کی شرط لگائی ہے۔ اگر پہلے سے با وضو ہو تو دوبارہ وضو کرنے کی ترغیب دلائی، صفائی کے اہتمام میں مسواک کی فضیلت و اہمیت واضح فرمائی، پانی موجود نہ ہو تو تہیم مشروع فرما کر سہولت مہیا کر دی تاکہ مسلمان ہر حالت میں صفائی و ستھرائی کو اپنی زندگی کا لازمہ بنائیں۔ اس طرح اسلام کا سارا نظام صفائی و ستھرائی پر منحصر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خود اپنی ذات کا شاندار اسوہ پیش کیا ہے، آپ ہر نماز سے پہلے، گھر داخل ہوتے ہوئے اور صبح بیدار ہونے کے بعد کثرت سے مسواک کرتے۔ لباس و جسم کی صفائی کا اہتمام فرماتے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو ترغیب بھی دلاتے، مثلاً: ایک صحابی میلے کچیلے اور بوسیدہ کپڑے پہنے خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا: ”کیا تمہارے پاس مال نہیں ہے؟“ وہ کہنے لگا: کیوں نہیں، اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی نعمت عطا کی ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پھر تمہارے رہن سہن میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار بھی ہونا چاہیے۔“ (مجمع الزوائد: ۱۳۲/۵، وسلسلة الأحادیث الصحيحة: ۳۱۱/۳)

اسلام کے اس روشن اور پاک صاف نظام کے مقابلے میں یہودیت، عیسائیت، ہندومت، بدھ مت یا سکھ مت کو دیکھیں تو ان کی ساری زندگی غلاظت و گندگی میں غرق نظر آتی ہے۔ غسل و صفائی سے نا آشنا یہ اقوام پلیدی و نجاست کی پیداوار میں دن رات اضافے کا باعث بن رہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو اسلامی نظام طہارت سے تعجب ہوتا ہے جیسا کہ ایک یہودی نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بطور طنز کہا: سنا ہے آپ کا رسول آپ کو رفع حاجت کے طریقے بھی سکھاتا ہے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بغیر کوئی خفت اور شرمندگی محسوس کیے کمال خود اعتمادی اور فخر و سرشاری سے جواب دیا: ہاں ہمارا نبی ہمیں ہر بات کی تعلیم دیتا ہے حتیٰ کہ رفع حاجت کے آداب بھی سکھاتا ہے۔ اس پر یہود و نصاریٰ اپنا سامنہ لے کر رہ گئے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الطہارة، باب الاستطابة، حدیث: ۲۶۲)

اسی تعلیم و تربیت کے سائے میں پرورش پانے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف و توصیف خود رب العالمین نے بیان کی ہے۔ ارشاد ہے: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَهَرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ﴾ (التوبة: ۱۰۸/۹) ”اس (مسجد قباء) میں ایسے لوگ (نماز پڑھتے) ہیں جو طہارت کو بہت پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ طہارت کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“ یہ آیت کریمہ اہل قباء کی شان میں نازل ہوئی جو قضاے حاجت کے بعد پانی سے استنجا کرتے تھے اور جنابت کے بعد غسل کرتے تھے۔ اسلام کے اسی نظام

۱- أبواب الطهارة وسننها طہارت کی اہمیت و فضیلت

طہارت کی شان و اہمیت بیان کرتے ہوئے رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں: [الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ] (صحیح مسلم، الطہارۃ، باب فضل الوضوء، حدیث: ۲۲۳) ”طہارت نصف ایمان ہے۔“ اسلام کے نظام طہارت نے انسان کے اشرف المخلوقات ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے جبکہ غیر مسلم اقوام کے نظام ہائے حیات کو دیکھ کر انسانیت شرمندہ ہو جاتی ہے۔ حیوانات اور ان کی زندگی میں کچھ فرق محسوس نہیں ہوتا، اس لیے ہم بجا طور پر کہہ سکتے ہیں کہ اسلام میں وہ نظام ہے جو پوری انسانیت کا رہنما اور قائد ہو سکتا ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۱) أَبْوَابُ الطَّهَارَةِ وَسُنَنِهَا (التحفة ۲)

طہارت کے مسائل اور اس کی سنتیں

(المعجم ۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي مَقْدَارِ الْمَاءِ لِلْوُضُوءِ وَالغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ (التحفة ۱)

باب: ۱- وضو اور غسل جنابت کے لیے پانی کی مقدار کا بیان

۲۶۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ، عَنْ سَفِينَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ، وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ.

۲۶۷- حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک مد (پانی) سے وضو اور ایک صاع (پانی) سے غسل کر لیا کرتے تھے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① "صاع" پیمائش کا ایک پیمانہ ہے جس کی مقدار ۵ رطل اور تہائی، یعنی ۱۲ ۱/۲ رطل ہے۔ کلوگرام کے حساب سے اس کی مقدار دو کلو سو گرام اور بعض کے نزدیک ڈھائی کلو ہے۔ [مد] صاع کے چوتھائی (۱/۴ صاع) کو کہتے ہیں اس کی مقدار پانچ سو پچیس گرام ہے۔ مانعات کے لیے صاع تقریباً دو لیٹر سے کچھ زیادہ اور مد اس سے چوتھائی سمجھا جا سکتا ہے۔ ② غسل اور وضو کے لیے یہ مقدار ذکر کرنے کا یہ مقصد نہیں کہ اس سے کم یا زیادہ پانی استعمال کرنا جائز نہیں۔ مقصد محض ایک اندازہ بیان کرنا ہے تاکہ بلاوجہ بہت زیادہ پانی ضائع نہ کیا جائے بلکہ تھوڑے پانی کو اس طریقے سے استعمال کیا جائے کہ پوری طرح صفائی حاصل ہو جائے، البتہ صدقہ فطر وغیرہ میں "صاع" سے کم مقدار میں غلہ ادا کرنا درست نہیں۔

۲۶۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۲۶۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں

۲۶۷- أخرجه مسلم، الحیض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة . . . الخ، ح: ۳۲۶ عن ابن أبي شيبه به.

۲۶۸- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب ما يجزئ من الماء في الوضوء، ح: ۹۲ من حديث همام به.

۱- أبواب الطهارة وسننها

وضو اور غسل جنابت کے لیے پانی کی مقدار کا بیان

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک مُد (پانی) سے وضو اور ایک صاع (پانی) سے غسل فرماتے تھے۔

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَفِيَّةِ بِنْتِ شَيْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ، وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ.

۲۶۹- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مُد (پانی) سے وضو اور ایک صاع (پانی) سے غسل فرماتے تھے۔

۲۶۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ بَدْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ، وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ.

۲۷۰- حضرت عقیل بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وضو کے لیے ایک مُد (پانی) اور غسل کے لیے ایک صاع (پانی) کافی ہے۔“ ایک آدمی نے کہا: ہمارے لیے تو کافی نہیں ہوتا۔ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کو تو کافی ہوتا تھا جو تجھ سے افضل تھے اور ان کے بال بھی تجھ سے زیادہ تھے یعنی نبی ﷺ۔

۲۷۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُؤَمَّلِ بْنِ الصَّبَّاحِ، وَعَبَادُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَا: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ يَحْيَى بْنِ زَبَانَ: حَدَّثَنَا جَبَّانُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ يَزِيدِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يُجْزَىءُ مِنَ الْوُضُوءِ مُدٌّ، وَمِنَ الْعُغْسِلِ صَاعٌ» فَقَالَ رَجُلٌ: لَا يُجْزِئُنَا، فَقَالَ: قَدْ كَانَ يُجْزَىءُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ، وَأَكْثَرُ شَعْرًا: يَعْنِي: النَّبِيَّ ﷺ.

☀️ فائدہ: حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ پانی استعمال کرنے کا مقصد اگر طہارت اور صفائی ہے تو رسول اللہ ﷺ صفا ہی پسند تھے۔ اگر احتیاط مطلوب ہے تو نبی اکرم ﷺ زیادہ متقی تھے۔ اگر یہ خیال ہے کہ بال زیادہ ہیں تو رسول اللہ ﷺ کے بال بھی تجھ سے کم نہ تھے لہذا سائل کا زیادہ پانی استعمال کرنا محض شک اور دوسری وجہ سے ہو سکتا ہے یا اسراف کی وجہ سے اور اس سے بچنا ضروری ہے۔

۲۶۹- [صحیح] الربیع بن بدر متروک (تقریب)، ولہ شواہد کثیرہ جدًّا، منها الحدیث السابق: ۲۶۷.

۲۷۰- [صحیح] قال البوصیری: "هذا إسناد ضعيف لضعف جبان ويزيد"، ولكن له شواهد عند البخاري وغيره.

(المعجم ۲) - بَابُ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ

باب ۲- اللہ تعالیٰ بغیر پاکیزگی کے نماز

بِغَيْرِ طَهْوَرٍ (التحفة ۲)

قبول نہیں فرماتا

۲۷۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۲۷۱- حضرت أسامہ بن عمیر ہدی رضی اللہ عنہما سے روایت

يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ؛ ح:

ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ پاکیزگی

وَحَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ، أَبُو بَشِيرٍ، حَتَّى

کے بغیر نماز قبول نہیں فرماتا اور خیانت کے مال میں سے

الْمُقَرَّبِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالُوا:

(دیا ہوا) صدقہ قبول نہیں فرماتا۔“

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ

ابن أسامة، عَنْ أَبِيهِ أسامة بن عمير

الهدلي، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا

يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ إِلَّا بِطَهْوَرٍ، وَلَا يَقْبَلُ

صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ».

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا

امام ابن ماجہ نے ایک تیسری سند یعنی ابوبکر بن ابی

عبيد الله بن سَعِيدٍ، وَشَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ، عَنْ

شيبہ کی سند سے مذکورہ حدیث کی مثل بیان کیا۔

شُعْبَةَ نَحْوَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ”پاکیزگی“ سے مراد وضو اور غسل ہے۔ نماز کے لیے شرط ہے کہ نمازی حدث اصغر حدث

اکبر اور ظاہری نجاست سے پاک ہو۔ ظاہری نجاست دھونے سے حدث اصغر وضو سے اور حدث اکبر غسل سے دور

ہوتا ہے۔ ”حدث“ سے مراد انسان کا ایسی حالت میں ہونا ہے جس سے وضو یا غسل کرنا ضروری ہو، جیسے با وضو شخص

کی ہوا خارج ہو جائے یا وہ قضائے حاجت کر لے تو اس کا وضو برقرار نہیں رہتا۔ یہ حالت حدث اصغر کہلاتی ہے۔ اور

اگر وہ بیوی سے ہم بستر ہوا ہے یا ویسے ہی اسے احتلام ہو گیا ہے تو یہ حالت حدث اکبر کہلاتی ہے۔ ایسی حالت میں

غسل ضروری ہے۔ مزید تفصیل آئندہ ابواب میں اپنے مقام پر آئے گی۔ ② قبول نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس

پر ثواب نہیں ملتا اور اگر وہ فرض نماز ہے تو انسان کے ذمہ اس کی ادائیگی باقی رہتی ہے۔ ③ ”خیانت کے مال“ کے

لیے حدیث میں لفظ ”غلول“ استعمال ہوا ہے اس سے مراد مال غنیمت میں کی ہوئی خیانت ہے، یعنی جہاد میں

کافروں سے حاصل ہونے والے مال غنیمت کے مجاہدین میں باقاعدہ تقسیم ہونے سے پہلے اگر کوئی مجاہد اس میں سے

۱- ابواب الطهارة وسننها پاکیزگی کی اہمیت و فضیلت

کوئی چیز اپنے قبضے میں رکھتا ہے تو یہ مسلمانوں کے اجتماعی مال میں خیانت ہے جو بہت بڑا گناہ ہے۔ اس طریقے سے حاصل ہونے والا مال حرام کمائی میں شامل ہے لہذا اس کو اگر نیکی کے کسی کام میں خرچ کیا جائے تو وہ اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں یعنی جس طرح مال کو خرچ کرتے وقت حلال و حرام مصرف کا خیال رکھنا ضروری ہے اسی طرح مال کے حصول میں بھی حلال و حرام میں تمیز کرنا ضروری ہے۔

۲۷۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ : حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ سِمَاكٍ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى : حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ ، عَنْ مُضَعَبِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةً إِلَّا بِطُهُورٍ ، وَلَا صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ . »

۲۷۲- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ پاکیزگی کے بغیر نماز قبول نہیں فرماتا اور خیانت کے مال میں سے صدقہ قبول نہیں فرماتا۔“



۲۷۳- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ : حَدَّثَنَا أَبُو زُهَيْرٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ، عَنْ بَرِيدِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ ، عَنْ سِنَانِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : « لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةً بغيرِ طُهورٍ ، وَلَا صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ . »

۲۷۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ”اللہ تعالیٰ پاکیزگی کے بغیر نماز قبول نہیں فرماتا اور خیانت کے مال میں سے صدقہ قبول نہیں فرماتا۔“

۲۷۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَقِيلٍ : حَدَّثَنَا الْخَلِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا : حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ ، عَنِ الْحَسَنِ ، عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةً بغيرِ طُهورٍ ، وَلَا صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ . »

۲۷۴- حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ پاکیزگی کے بغیر نماز قبول نہیں فرماتا اور خیانت کے مال میں سے صدقہ قبول نہیں فرماتا۔“

۲۷۲- أخرجه مسلم، الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلاة، ح: ۲۲۴ من حديث سماك به .
 ۲۷۳- [صحيح] والسند ضعفه البوصيري، والحديث السابق شاهد له .
 ۲۷۴- [صحيح] قال البوصيري: " هذا إسناد ضعيف لضعف الخليل بن زكريا ، انظر ، ح: ۲۷۲ . "

۱- ابواب الطهارة وسننها

پاکیزگی کی اہمیت و فضیلت

باب: ۳- پاکیزگی نماز کی کنجی ہے

(المعجم ۳) - بَابُ: مِفْتَاحِ الصَّلَاةِ

الطُّهُورُ (التحفة ۳)

۲۷۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز کی کنجی پاکیزگی ہے اور نماز کی تحریم (اس میں پابندیاں لگانے والی چیز) تکبیر ہے اور نماز کی تحلیل (اس میں پابندیاں ختم کرنے والی چیز) سلام ہے۔“

۲۷۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدٍ ابْنِ عَقِيلٍ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنْظَلِيِّ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ».

☀️ فوائد و مسائل: ① جس طرح کنجی کے بغیر تالا نہیں کھلتا، اسی طرح حدیث اصغر اور حدیث اکبر سے پاک ہوئے بغیر نماز میں داخل ہونا ممکن نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ طہارت نماز کے لیے شرط ہے۔ ② تکبیر، یعنی اللہ اکبر کہنے سے نماز کے منافی تمام امور ممنوع ہو جاتے ہیں اس لیے نماز میں داخل ہوتے وقت کبھی جانے والی پہلی تکبیر کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے نماز میں اس کی وہی حیثیت ہے جو حج میں ”احرام“ باندھنے کی ہے جس سے حاجی پر کچھ پابندیاں لگ جاتی ہیں۔ ③ تکبیر تحریمہ سے لگنے والی پابندیاں اس وقت اٹھتی ہیں جب نمازی سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوتا ہے، اس لیے اسے ”تحلیل“ کہا گیا ہے، یعنی جو چیزیں نماز میں حرام اور ممنوع تھیں اب وہ حلال اور جائز ہو گئیں۔ ④ نماز میں داخل ہونے کا طریقہ تکبیر ہی ہے اس کے علاوہ کسی دوسرے کلمے سے یا کسی دوسری زبان میں اللہ کا نام لے کر انسان نماز میں داخل نہیں ہو سکتا۔ بعض علماء کا یہ موقف درست نہیں کہ اللہ کا نام کسی طرح سے بھی لے لیا جائے نماز شروع ہو جاتی ہے خواہ ”اللہ اعظم“ کہا جائے یا ”اللہ اکبر“ وغیرہ۔ ⑤ بعض علماء کی رائے ہے کہ نمازی نماز کے باقی اعمال پورے کرنے کے بعد سلام کی بجائے کوئی ایسا عمل کر لے جو نماز کے منافی ہو تو نماز مکمل ہو جاتی ہے جبکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے سلام۔ اس کے متعلق احادیث (حدیث: ۹۱۳ تا ۹۱۷) آگے آئیں گی۔

۲۷۶- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۷۶- حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا

عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، طَرِيفٍ نَبِيِّ ﷺ نے فرمایا: ”نماز کی کنجی پاکیزگی ہے اور نماز کی

۲۷۵- [حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب فرض الوضوء، ح: ۶۱ من حديث وكيع به، وحسنه البغوي، والنووي.

۲۷۶- [حسن] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في تحريم الصلاة وتحليلها، ح: ۲۳۸، من حديث أبي سفیان به، وحسنه، وانظر الحديث السابق فإنه شاهد له.



۱- أبواب الطهارة وسننها

السَّعْدِيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ السَّعْدِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، قَالَ: «مِفْتَاحُ الصَّلَاةِ الطُّهُورُ، وَتَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ، وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ».

حفاظت وضو کی اہمیت و فضیلت

تحریم (اس میں پابندیاں لگانے والی چیز) تکبیر ہے اور نماز کی تحلیل (اس میں پابندیاں ختم کرنے والی چیز) سلام ہے۔“

(المعجم ۴) - بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلَى الْوُضُوءِ (التحفة ۴)

باب ۴- وضو کی حفاظت کرنا

۲۷۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ ثُوبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اسْتَقِيمُوا وَلَكِنْ تُحْضُوا. وَاعْلَمُوا أَنَّ خَيْرَ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ، وَلَا يُحَافِظُ عَلَى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ».

۲۷۷- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”سیدھی راہ پر قائم رہو اور تم (کا محقق) قائم نہیں رہ سکو گے اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمہارا بہترین عمل نماز ہے اور وضو کی حفاظت مومن ہی کرتا ہے۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① ”سیدھی راہ پر قائم رہو“ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین اسلام پر قائم رہو، جیسے حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اپنی اولاد کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا تھا: ﴿فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (البقرة: ۱۳۲/۲) ”تمہیں جب بھی موت آئے، اسلام پر آئے۔“ دوسرا مطلب یہ ہے کہ افراط و تفریط سے بچ کر راہ اعتدال پر قائم رہو۔ نہ ذکر و عبادت سے بے پروائی کرو نہ خود پر اتنا بوجھ ڈال لو کہ اس پر کاربند رہنا دشوار ہو جائے۔ ② ﴿لَنْ نُحْضُوا﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص اس انداز سے نیکی کی راہ پر قائم نہیں رہ سکتا کہ اس سے کوئی غلطی اور کوتاہی سرزد نہ ہو نہ یہ ممکن ہے کہ ذکر و شکر اور عبادت کا حق ادا کر سکے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف اشارہ ہے: ﴿عَلِمَ أَنْ لَنْ نُحْضُوهُ﴾ (العزل: ۲۰/۴۳) ”مے معلوم ہے کہ تم پوری طرح نہا نہ سکو گے۔“ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: «لَا أُحْصِي نِثَاءَ عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَنْتَ عَلَى نَفْسِكَ» (صحیح مسلم، الصلاة) باب ما يقال في الركوع والسجود؟، حدیث: ۳۸۶) ”(اے اللہ!) میں تیری پوری پوری تعریف نہیں کر سکتا تو

۲۷۷- [حسن] * سالم لم يسمع من ثوبان رضي الله عنه، وللحديث شاهدان حسنان عند أحمد: ۵/ ۲۸۰، ۲۸۲ وغيره، وصححه ابن عبدالبر وغيره.

ایسے ہی ہے جیسے تو نے اپنی ثا فرمائی۔" ⑤ وضو کا قائم رہنا یا ٹوٹ جانا ایسی چیز ہے جس کا علم دوسروں کو عام طور پر نہیں ہوتا اور اس معاملے کو آسانی سے پوشیدہ رکھا جا سکتا ہے۔ اس کا اہتمام محض اسی یقین کی بنا پر ہو سکتا ہے کہ دوسرے جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ وضو کی حفاظت کا مطلب اولاً سردیوں اور گرمیوں میں پوری طرح اعضاء کو دھونا ہے۔ ثانیاً وضو کرتے وقت اعضاء کو توجہ سے دھونا کہ کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔ اور ثالثاً زیادہ سے زیادہ اوقات میں با وضو رہنا بھی ہو سکتا ہے اور یہ کام ایمان کی قوت کے بغیر انجام نہیں دیا جا سکتا۔ ⑥ ایمان ایک قلبی کیفیت ہے جس کا اظہار اعمال سے ہوتا ہے۔ اعمال میں اہم ترین عمل نماز ہے۔ فرضی نماز تو اتنا اہم عمل ہے کہ اسے کفر اور ایمان کے درمیان امتیاز کے لیے ایک علامت قرار دیا گیا ہے۔ متقین کی سب سے اہم صفت اور اخروی فلاح و کامیابی کے لیے اولین شرط نماز کو قرار دیا گیا ہے۔ (دیکھیے سورۃ البقرہ: ۲۱۳-۲۱۴) نقل نماز کی اپنی ایک اہمیت ہے۔ حضرت ربیعہ بن کعب السلمی رضی اللہ عنہ نے جب نبی اکرم ﷺ سے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ وہ جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت چاہتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے اس مقام کے حصول کا طریقہ بتایا اور فرمایا: [فَاعْتَبِيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكُنُوْرَةِ السُّجُوْدِ] (صحیح مسلم' الصلاة' باب فضل السجود والحث علیہ' حدیث: ۴۸۹) "سجدوں کی کثرت کے ذریعے سے اپنے نفس کے خلاف میری مدد کرو۔"



۲۷۸- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «اسْتَقِيمُوا وَلَكِنْ تَخْصُوا. وَاعْلَمُوا أَنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةَ، وَلَا يُحَافِظُ عَلٰى الْوُضُوءِ إِلَّا مُؤْمِنٌ».

۲۷۸- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سیدھی راہ پر قائم رہو اور تم (کما حقہ) قائم نہیں رہ سکو گے اور تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمہارا افضل عمل نماز ہے اور وضو کی حفاظت مومن ہی کرتا ہے۔"

۲۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ أَبِي سَيْدٍ، عَنْ أَبِي حَفْصِ الدَّمَشْقِيِّ، عَنْ أَبِي أَمَامَةَ، يَرْفَعُ الْحَدِيثَ قَالَ: «اسْتَقِيمُوا، وَنِعْمًا إِنْ اسْتَقَمْتُمْ،

۲۷۹- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سیدھی راہ پر قائم رہو اور کتنا اچھا ہو اگر تم قائم رہ سکو اور تمہارا بہترین عمل نماز ہے اور وضو کی حفاظت مومن ہی کرتا ہے۔"

۲۷۸- [حسن] ضعفه البوصيري، وانظر الحديث السابق وتخرجه.

۲۷۹- [إسناده ضعيف] * إسحاق بن أسيد فيه ضعف، وشيخه مجهول.

۱- أبواب الطهارة وسننها
وَخَيْرٌ أَعْمَالِكُمُ الصَّلَاةُ، وَلَا يُحَافِظُ عَلَى
الْوُضُوءِ إِلَّا الْمُؤْمِنُ».

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سداضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: ارواء الغلیل ۱۳۲/۲)

(المعجم ۵) - بَابُ الْوُضُوءِ شَطْرُ
الْإِيمَانِ (التحفة ۵)

۲۸۰- حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پورا (اچھی طرح) وضو کرنا نصف ایمان ہے اور الحمد للہ سے (اعمال کا) ترازو بھر جاتا ہے اور تسبیح و تکبیر سے آسان اور زمین پر ہوجاتے ہیں نماز نور ہے، زکاۃ دلیل ہے، صبر روشنی ہے، قرآن تیرے حق میں یا تیرے خلاف ایک حجت ہے ہر شخص صبح کو اپنے آپ کو فروخت کرتا ہے، خود کو آزاد کر لیتا ہے یا تباہ کر لیتا ہے۔“

۲۸۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
الدمشقيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ
شَابُورٍ: أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَامٍ، عَنْ
أَخِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَلَامٍ، عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ غَنَمٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ
الْأشعريِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِسْبَاغُ
الْوُضُوءِ شَطْرُ الْإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ
الْمِيزَانَ، وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ مِلءُ
السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ،
وَالزَّكَاةُ بُرْهَانٌ، وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ
حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَعُدُّو،
فَبَايَعُ نَفْسَهُ فَمُعْتَقُهَا، أَوْ مُوْبِقُهَا».

☀️ نوادہ و مسائل: ① [إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ] سے مراد وضو کرتے وقت اعضاء کو اس طرح دھونا ہے کہ کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔ اس مقصد کے لیے توجہ اور احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ خصوصاً جب پانی کم ہو یا سردی کی وجہ سے ٹھنڈا پانی استعمال کرنا دشوار ہو یا انسان جلدی میں ہو تو اعضاءے وضو پوری طرح نہیں دھوئے جاتے۔ ایسے مواقع پر وضو پوری طرح سنوار کر کرنا یقیناً ایمان کی علامت ہے۔ ② صحیح مسلم میں یہ حدیث ان الفاظ سے مروی ہے: [الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ] [صحیح مسلم، الطهارة، باب فضل الوضوء، حدیث: ۲۲۳] ”پاکیزگی نصف ایمان ہے۔“

۲۸۰- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ۵/۵، ح: ۲۴۳۷ من حديث محمد بن شعيب به (وأخوه زيد)، وأخرجه مسلم، ح: ۲۲۳ عن زيد أبي سلام عن أبي مالك الأشعري به.

اس میں وضو اور غسل کے علاوہ ظاہری نجاست سے جسم اور لباس کو پاک رکھنا بھی شامل ہے۔ ⑤ ”ترازو“ سے مراد اعمال کا وزن کرنے والی ترازو کا نیکیوں کا پلڑا ہے۔ [الْحَمْدُ لِلَّهِ] میں اللہ کی تعریف بھی ہے کہ وہ ان تمام صفات حمیدہ سے متصف ہے جو اس کی شان کے لائق ہیں بلکہ مخلوقات میں بھی جو قابل تعریف صفات پائی جاتی ہیں وہ اسی کی دی ہوئی اور اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں اس لحاظ سے بھی اور ان صفات کی وجہ سے بھی وہی قابل تعریف قرار پاتا ہے۔ چونکہ یہ کلمہ [الْحَمْدُ لِلَّهِ] اللہ تعالیٰ کی بے شمار صفات کا اظہار ہے اس لیے اس کا مقام اس قدر بلند ہے کہ اگر پورے شعور و احساس کے ساتھ یہ لفظ ادا کیا جائے تو اکیلا ہی نیکیوں کا پلڑا پر کرنے کے لیے کافی ہے۔ علاوہ ازیں [الْحَمْدُ لِلَّهِ] اللہ کے لیے شکر کا اظہار بھی ہے جس میں یہ قرار بھی شامل ہے کہ ہر نعمت اللہ ہی سے ملی ہے اور یہ اس کا احسان اور فضل ہے، ورنہ مخلوق ذاتی طور پر کسی نعمت کا استحقاق نہیں رکھتی حتیٰ کہ ہمارا وجود اور تخلیق بھی سراسر احسان اور فضل ہی ہے، لہذا مخلوق کو کفر و تکبر کے بجائے شکر و امتنان ہی زیبا ہے، اس لیے [الْحَمْدُ لِلَّهِ] کا لفظ اتنی عظمت کا حامل ہے کہ نیکیوں کے پلڑے کو پر کر دیتا ہے۔ ⑥ [سُبْحَانَ اللَّهِ] کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام اوصاف و افعال سے پاک ہے جو اس کی شان کے لائق نہیں۔ اس طرح یہ لفظ تمام سلبی صفات کا جامع ہے جس طرح [الْحَمْدُ لِلَّهِ] تمام ایجابی اور اثباتی صفات کا جامع ہے۔ ان دونوں کے اجتماع سے اللہ تعالیٰ کی ہمہ پہلو صفات کا اقرار ہو جاتا ہے۔ چنانچہ [سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ] اتنا عظیم الشان ذکر ہے کہ آسمان سے زمین تک سب کو محیط ہے کیونکہ تمام کائنات میں اللہ کی ان صفات مقدسہ ہی کی کار فرمائی اور انہی کا ظہور ہے۔ ⑦ نماز کو نور قرار دیا گیا ہے کیونکہ یہ گناہوں سے باز رکھتی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (العنکبوت: ۲۵/۲۹) ”یقیناً نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے۔“ جس طرح روشنی کی وجہ سے انسان اپنے فائدے اور نقصان کی چیزوں کو معلوم کر لیتا ہے اسی طرح نماز کی وجہ سے دل میں نیکیوں سے محبت اور گناہوں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ ⑧ زکاة و دلیل ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس شخص کے ایمان کا دعویٰ سچ ہے۔ اللہ کی راہ میں خلوص کے ساتھ مال خرچ کرنا بھی ممکن ہے اگر دل میں یہ یقین اور ایمان موجود ہو کہ آخرت میں اس کی جزا ملے گی۔ اسی طرح نقلی صدقات بھی قیامت کے دن نجات کا باعث بنیں گے۔ ⑨ صبر سے مراد اللہ کی اطاعت اور نیکی پر استقامت بھی ہے اور گناہ کی طرف دعوت دینے والے اسباب اور خواہشات کا مقابلہ کرتے ہوئے تقویٰ اختیار کرنا بھی اس کے علاوہ دنیا میں پیش آنے والے حادثات و مصائب کے موقع پر جزع فزع سے پرہیز کرنا اور گناہ کی طرف راغب نہ ہونا بھی صبر میں شامل ہے۔ یہ وصف ایک روشنی کی طرح زندگی کے سفر میں ہر قدم پر رہنمائی کرتا ہے۔ بعض علماء نے صبر کی وضاحت روزہ سے کی ہے کیونکہ روزہ بھی گناہ کے جذبات کو مغلوب کر کے دل کو روشن کر دیتا ہے۔ ⑩ قرآن مجید اس لیے نازل کیا گیا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے، چنانچہ جو شخص اس کی تلاوت کرتا اور اس پر عمل کرتا ہے قرآن مجید قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گا۔ جو شخص اس کی پروا نہیں کرے گا اور عمل نہیں کرے گا قرآن مجید اس کے خلاف گواہی دے گا۔ قرآن مجید کی بعض سورتوں کے، مثلاً: سورہ بقرہ اور آل



عمران کے بارے میں بھی وارد ہے کہ وہ پڑھنے والے کے حق میں گواہی دیں گی اور شفاعت کریں گی۔ دیکھیے: (صحیح مسلم؛ صلاة المسافرين؛ باب فضل قراءة القرآن و سورة البقرة؛ حدیث: ۸۰۴) ① انسان کی نجات کا دار و مدار اس کے عملوں پر ہے۔ اس کو حدیث میں ایک مثال کے ذریعے سے واضح کیا گیا ہے۔ ہر شخص کے سامنے صبح کے وقت دونوں راستے کھلے ہوتے ہیں نیکی کا بھی اور برائی کا بھی۔ اور یہ انسان کے اپنے اختیار میں ہے کہ وہ خود کو اس دن کے لیے اللہ کے ہاتھ فروخت کرتا ہے یا شیطان کے ہاتھ۔ جس نے اللہ کی اطاعت اختیار کر لی اور اس کی پسند کے نیک اعمال کیے، اس نے نجات حاصل کر لی اور جس نے اپنی لگام شیطان کے ہاتھ میں دے دی اور اس کی پسند کے کام کرتا رہا، اس نے خود کو تباہ کر لیا۔

باب ۶- طہارت کا ثواب

(المعجم ۶) - [بَابُ] ثَوَابِ الطُّهُورِ

(التحفة ۶)

۲۸۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص جب وضو کرتا ہے اور اچھی طرح (خوب سنوار کر) وضو کرتا ہے، پھر مسجد میں آتا ہے، اسے نماز کے علاوہ کوئی اور مقصد گھر سے نہیں نکالتا (ایسا شخص) جو قدم بھی اٹھاتا ہے، اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور ایک گناہ معاف کرتا ہے۔ (اسے مسلسل یہ ثواب ملتا رہتا ہے) حتیٰ کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے۔“

۲۸۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مَعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ أَحَدَكُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ التَّوَضُّؤِ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَؤُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ، لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ عَرًّا وَجَلَّ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ، حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ».

☀️ فوائد و مسائل: ① وضو کرتے ہوئے اچھی طرح سنوار کر وضو کرنے کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ ② بعض اوقات انسان مسجد میں آتا ہے تو اس کا مقصد کسی آدمی سے ملاقات کرنا یا کوئی اور ضرورت پوری کرنا ہوتا ہے مگر ساتھ نماز بھی پڑھ لیتا ہے۔ اس صورت میں نماز کے ثواب میں کمی نہیں آتی لیکن جب صرف نماز کے لیے گھر سے نکلے کوئی اور مقصد نہ ہو تو ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ ③ نماز اتنا عظیم عمل ہے کہ اس کے لیے مسجد میں آنے کا اس قدر ثواب ہے تو خود نماز اگر پورے آداب و شروط کا خیال رکھتے ہوئے پڑھی جائے تو کتنی رحمتیں اور برکتیں حاصل ہوں گی، اور یہ نماز کس قدر بلندی درجات کا باعث ہوگی! ④ اللہ کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ اس نے بظاہر معمولی نظر آنے والے اعمال کے لیے بہت زیادہ اجر و ثواب مقرر کر رکھا ہے، پھر بھی اگر انسان جہنم سے چھٹکارا پا کر جنت حاصل نہ کر سکے تو یہ حقیقتاً

۲۸۱- [صحیح] وهو متفق عليه في حديث أطول منه، وسيأتي طرفه، ح: ۷۷۴.



۱- أبواب الطهارة وسننها

طہارت کے ثواب کا بیان

انسان کی بہت بڑی کوتاہی ہے۔ ⑤ مسجد کی بجائے اپنے گھر، دفتر اور دکان وغیرہ سے وضو کر کے مسجد میں آنے کا ثواب زیادہ ہے۔

۲۸۲- حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: ۲۸۲- حضرت عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ
 حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الصَّنَائِحِيِّ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ فِيهِ وَأَنْفِهِ، فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ وَجْهِهِ، حَتَّى يَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَشْفَارِ عَيْنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ يَدَيْهِ، فَإِذَا مَسَحَ بِرَأْسِهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ رَأْسِهِ، حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ أذُنَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ رِجْلَيْهِ حَتَّى تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ أَظْفَارِ رِجْلَيْهِ، وَكَانَتْ صَلَاتُهُ، وَمَشْيُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ نَافِلَةً.»
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص وضو کرتا ہے اور (وضو کرتے ہوئے) کلی کرتا اور ناک میں پانی ڈالتا ہے تو اس کے منہ اور ناک سے گناہ نکل جاتے ہیں پھر جب چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ اس کی آنکھوں کے پوٹوں سے بھی نکل جاتے ہیں۔ پھر جب اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے گناہ نکل جاتے ہیں پھر جب سر مسح کرتا ہے تو اس کے سر سے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ کانوں میں سے بھی نکل جاتے ہیں۔ پھر جب اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں سے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ پاؤں کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔ پھر اس کی نماز اور اس کا مسجد کی طرف چل کر جانا مزید (درجات میں بلندی کا باعث) ہوتا ہے۔“



🌞 فوائد و مسائل: ① جسم سے گناہوں کے نکل جانے کا مطلب گناہوں کی معافی ہے۔ ② وضو سے معاف ہونے والے گناہ صغیرہ گناہ ہیں۔ کبیرہ گناہ صرف توبہ سے معاف ہوتے ہیں یا پھر اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے معاف کر دے۔ اس کے علاوہ اگر گناہوں کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو معافی کے لیے ان حقوق کی ادائیگی ضروری ہے یا صاحب حقوق معاف کر دے۔ ③ پوٹوں اور ناخنوں سے گناہوں کے نکل جانے کا مطلب تمام گناہوں کی معافی ہے۔ گناہوں کو ظاہری میل پکیل سے تشبیہ دی گئی ہے جس کے بعض حصوں سے میل پکیل دور کرنے کے لیے زیادہ توجہ کی ضرورت ہوتی ہے جب یہ بھی صاف ہو گئے تو باقی جسم یقیناً صاف ستھرا ہو چکا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وضو سے تمام صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں کوئی باقی نہیں رہتا۔ واللہ اعلم

۲۸۲- [صحیح] أخرجه النسائي: ۱/ ۷۴، ۷۵، ح: ۱۰۳ من حديث زيد به.

۱- ابواب الطهارة وسننها

طہارت کے ثواب کا بیان

۲۸۳- حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب بندہ وضو کرتا ہے اور اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے گناہ گر جاتے ہیں۔ پھر جب اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے گناہ گر جاتے ہیں۔ پھر جب اپنے بازو دھوتا ہے اور اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے بازوؤں اور سر سے گناہ گر جاتے ہیں۔ پھر جب اپنے پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پاؤں سے گناہ گر جاتے ہیں۔“

۲۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْقٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ الْبَيْلَمَانِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْسَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ، خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ يَدَيْهِ، فَإِذَا غَسَلَ وَجْهَهُ خَرَّتْ خَطَايَاهُ مِنْ وَجْهِهِ، فَإِذَا غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ خَرَّتْ خَطَايَاهُ مِنْ ذِرَاعَيْهِ وَرَأْسِهِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَّتْ خَطَايَاهُ مِنْ رِجْلَيْهِ».

فوائد و مسائل: ① ”گر جانے“ سے مراد گناہوں کی معافی ہے۔ جس طرح پانی کے ساتھ ظاہری میل کچیل دور ہو جاتا ہے، اسی طرح وضو کے ساتھ باطنی میل کچیل (گناہوں) سے صفائی ہو جاتی ہے۔ ② ہاتھوں کے گناہوں سے مراد وہ غلطیاں اور کوتاہیاں ہیں جن کا تعلق ہاتھوں سے ہے۔ اسی طرح چہرے کے گناہوں سے مراد نامناسب الفاظ کی ادائیگی یا ایسی بات سننا جس کا سننا درست نہیں یا ایسی چیز کی طرف دیکھنا جسے دیکھنا جائز نہیں اور اس طرح کے دیگر اعمال ہیں۔ اگر وہ معمولی کوتاہی ہے تو صغیرہ گناہ ہے جو وضو سے معاف ہو جائے گا۔ اگر جان بوجھ کر اہتمام سے کیا ہو عمل ہے تو کبیرہ گناہ ہے جس کے لیے توبہ کی ضرورت ہے۔

۲۸۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا (پوچھا) گیا: آپ نے اپنی امت کے جن افراد کو نہیں دیکھا، انہیں (قیامت کے دن) کس طرح پہچانیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ وضو کے نشانات سے پہچانیں، چٹکیرے ہوں گے۔“

۲۸۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى النَّيْسَابُورِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زُرِّ بْنِ حُبَيْشٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ تَعْرِفُ مَنْ

۲۸۴- [حسن] أخرجه أحمد: ۴/ ۱۱۴ عن محمد بن جعفر غندر به مطولاً * يزيد مجهول، وشيخه ضعيف (تقریب)، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق: ۲۸۲. ۲۸۴- [سناده حسن] أخرجه الطيالسي في مسنده، ح: ۱۵۲ عن هشام بن عبد الملك به، وصححه ابن حبان، ح: ۱۶۶، وحسنه البوصيري.



لَمْ تَرَ مِنْ أُمَّتِكَ؟ قَالَ: «عُرٌّ مُحَجَّلُونَ، بُلُقٌ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ».

قال أبو الحسن الفطّان: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: امام ابن ماجہ کے شاگرد ابو حسن فطّان نے ابو حاتم حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، فَذَكَرَ مِثْلَهُ. کے واسطے سے بھی مذکورہ روایت کی مثل بیان کیا۔

☀️ نو آمد مسائل: ① [عُرٌّ] اَعْرُكُ جَمْعُ هُوَ جَسَدٌ مَرَادُهُ جَانُورٌ (گھوڑا وغیرہ) ہوتا ہے جس کی پیشانی سفید ہو اور [مُحَجَّلٌ] وہ جانور ہوتا ہے جس کی ٹانگیں سفید ہوں۔ [بُلُقٌ] اَبْلَقُ کی جمع ہے، یعنی وہ گھوڑا جو کچھ سیاہ اور کچھ سفید ہو۔ اس قسم کا گھوڑا سیاہ گھوڑوں میں ممتاز ہوتا ہے اور دور سے پہچانا جاتا ہے۔ ② اس سے امت محمدیہ کا شرف ظاہر ہوتا ہے کیونکہ وضو کے اثر سے اعضائے وضو کا نورانی ہونا اس امت کا خاص امتیاز ہے۔ ③ اعضاء کا نورانی ہونا وضو کا اثر فرمایا گیا ہے۔ گویا بے نماز مسلمان اس امتیازی شرف سے محروم ہوں گے اور وہ غیر مسلموں سے ممتاز نہیں ہو سکیں گے۔ اس سے بڑھ کر بد نصیبی کیا ہو سکتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ امتی ہونے کا دعویٰ رکھنے والے کسی شخص کو پہچاننے ہی سے انکار کر دیں؟



۲۸۵- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت حمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مقام ”مقاعد“ پر بیٹھے دیکھا (وہاں) انھوں نے پانی منگوا کر وضو کیا پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی مقام پر بیٹھے دیکھا تھا آپ نے بھی اسی طرح کا وضو کیا تھا جس طرح میں نے یہ وضو کیا ہے پھر فرمایا تھا: ”جو شخص میرے اس وضو جیسا وضو کرے گا اس کے تمام گزشتہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔“ اور (اس کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ”اور مغرو نہ ہو جانا۔“ (یا ”تم وضو نہ کھانا۔“)

۲۸۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنِي شَقِيقُ ابْنِ سَلَمَةَ: حَدَّثَنِي حُمْرَانُ مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: رَأَيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَاعِدًا فِي الْمَقَاعِدِ، فَدَعَا بِوُضُوءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي مَقْعَدِي هَذَا تَوَضَّأَ مِثْلَ وَضُوءِي هَذَا، ثُمَّ قَالَ: «مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ وَضُوءِي هَذَا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَلَا تَعْتَرُوا».

امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ نے ہشام بن عمار کے واسطے سے حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ

۲۸۵- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱/۶۶ من طريق الأوزاعي به بالطريق الأول، والثاني أيضا صحيح، وللحديث طرق كثيرة عن حمران به.

۱- ابواب الطهارة وسننها مسواک سے متعلق احکام و مسائل

ابن حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنِي عَيْسَى بْنُ طَلْحَةَ: حَدَّثَنِي حُمْرَانُ، عَنْ عُمَانَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① [مَقَاعِد] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس یا مسجد کے پاس ایک جگہ تھی جہاں لوگ فارغ اوقات میں مل بیٹھے تھے۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی اکرم ﷺ کے اقوال و افعال کو یاد رکھتے تھے ان کے مطابق عمل کرتے اور دوسروں کو اسی طرح کر کے دکھاتے تھے تاکہ اچھی طرح سمجھ میں آجائیں۔ ③ تعلیم کا ایک مؤثر طریقہ یہ بھی ہے کہ استاد خود کام کر کے دکھائے تاکہ شاگرد اسے دیکھ کر اس کے مطابق کرنے کی کوشش کریں۔ خصوصاً وضو نماز، عمرہ وغیرہ جیسے عملی مسائل میں یہ طریقہ بہت مفید ہے۔ ④ ”مغرور نہ ہونا“ یا ”دھوکا نہ کھانا“ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص ایک عمل کا اتنا زیادہ ثواب دیکھ کر نیکی کے دوسرے اعمال میں کوتاہی نہ کرے۔ یا یہ سوچ کر گناہوں کی جرأت نہ کرے کہ کوئی بات نہیں وضو سے معاف ہوئی جائیں گے۔ یہ بے خونی خود ایک گناہ اور دھوکا ہے۔ یا کوئی شخص یہ سوچ کر غرور نہ کرے کہ میرے سب گناہ معاف ہو چکے ہیں اور میں بالکل پاک باز اور پاک دامن ہوں۔

(المعجم ۷) - بَابُ السَّوَاكِ (التحفة ۷) باب: ے- مسواک کا بیان

۲۸۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَأَبِي، عَنْ الْأَعْمَشِيِّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ وَحُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ يَتَّوَسَّطُ فَاهُ بِالسَّوَاكِ.

۲۸۶- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز تہجد کے لیے بیدار ہوتے تھے تو مسواک کے ساتھ اپنا منہ صاف کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اسلام میں طہارت اور پاکیزگی کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے، اس لیے عبادت کے موقع پر ظاہری صفائی کو بھی اہمیت دی گئی ہے۔ وضو کے ساتھ ساتھ ظاہری صفائی کا ایک ذریعہ مسواک بھی ہے جس کے

۲۸۶- أخرجه البخاري، الجمعة، باب السواك يوم الجمعة، ح: ۸۸۹، ومسلم، الطهارة، باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره، ح: ۲۵۵ من حديث سفیان به، وله طرق عندهما، ورواه مسلم عن ابن نمير به.

بارے میں رسول اللہ ﷺ نے بہت تاکید فرمائی ہے۔ ① منہ اور زبان اللہ کے ذکر کا ذریعہ ہیں لہذا اللہ کا نام لینے کے لیے ان کی صفائی کا اہتمام ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نماز کے لیے وضو کو شرط قرار دیا گیا ہے جس میں منہ کی صفائی کرنے والی دو چیزیں شامل ہیں، یعنی کلی اور مسواک۔ ② نیند کی وجہ سے منہ میں ایک بو پیدا ہو جاتی ہے جس کے ازالے کے لیے بیدار ہونے پر منہ کی صفائی اور مسواک کی ضرورت ہے، خواہ یہ بیداری نفل نماز (تہجد) کے لیے ہو یا فرض نماز (حجر) کے لیے۔

۲۸۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اپنی امت کو مشقت میں ڈال دوں گا تو میں انھیں ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔“

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْلَا أَنْ أَسْأَقُ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ».



🌞 فوائد و مسائل: ① مشقت میں ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے یہ خطرہ محسوس کیا کہ اس حکم پر عمل کرنا امت کے لیے دشوار ہوگا کیونکہ ایسے مواقع پیش آ سکتے ہیں جب مسواک موجود نہ ہو یا آسانی سے دستیاب نہ ہو تو لوگوں کے لیے مشکل بن جائے گی۔ ② حکم دینے کا مطلب ہے ضروری قرار دے دینا کیونکہ استنباطی حکم تو اب بھی موجود ہے لیکن واجب نہیں کہ اس کے بغیر وضو ہی نہ ہو۔ ③ رسول اللہ ﷺ امت کے حق میں انتہائی شفیق تھے، اس لیے آپ نے حسب امکان مشکل احکام نہیں دیے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے بھی یہی دعائیں کرتے رہے کہ مشکل احکام میں نرمی کی جائے جیسا کہ معراج کی رات اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بار بار درخواست فرما کر پچاس نمازوں کے حکم میں تخفیف کروائی۔ ④ شریعت محمدیہ کی یہ خوبی ہے کہ اس میں آسانیاں بہم پہنچائی گئی ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی: [إِنِّي أُرْسَلْتُ بِحَنِيفِيهِ سَمْحًا] (مسند احمد: ۱۱۶/۶) ”بلاشبہ مجھے آسان صلفی دین دے کر بھیجا گیا ہے۔“ تاہم آسانی کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی حکم ایسا نہیں جو نفس پر شاق ہو۔ کیونکہ نفس امارہ تو ہر نیکی سے بدکتا اور ہر گناہ کی طرف بھاگتا ہے۔ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ شریعت کے جس حکم پر عمل نہیں کرنا چاہتے اس کے بارے میں کہہ دیتے ہیں کہ مجبوری ہے اور دین میں تنگی نہیں۔ یہ طرز عمل درست نہیں کیونکہ یہ شریعت کی بیوردی نہیں، اپنے نفس کی بیوردی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَفْتَوْهُمُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَ تَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا جِزْيُ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ﴾ (البقرة: ۸۵/۴)

”کیا تم کچھ کتاب پر ایمان لاتے ہو اور کچھ کا انکار کر دیتے ہو؟ تم میں سے جو کوئی ایسا کام کرے اس کا بدلہ دنیا کی زندگی میں رسوائی ہے اور آخرت میں اٹھیں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیا جائے گا۔“ ⑤ ”ہر نماز کے وقت“ ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ اگر وضو سے پہلے مسواک نہیں کی گئی لیکن نماز شروع کرتے وقت مسواک کر لی ہے تو پھر بھی درست ہے۔ ⑥ اس روایت سے ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا استحباب معلوم ہوتا ہے۔

۲۸۸- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكَيْعٍ: حَدَّثَنَا عَثَامُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ حَبِيبِ ابْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِاللَّيْلِ رَكَعَتَيْنِ رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ يَنْصَرِفُ لِيَسْتَاكُ.

۲۸۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رات کو دو رکعت نماز پڑھتے رہتے تھے پھر (ہر دو رکعت سے) فارغ ہو کر مسواک کرتے تھے۔



🌞 فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیہ مسند امام احمد: ۳/۲۲۳، حدیث: ۱۸۸۲، وصحیح الترغیب للالبانی، حدیث: ۲۰۸، وصحیح ابی داؤد للالبانی، حدیث: ۵۲) لہذا مذکورہ حدیث دیگر شواہد کی بنا پر قابل حجت ہے۔ ② نماز تہجد میں رسول اللہ ﷺ کا اکثر عمل یہی تھا کہ دو رکعت پر سلام پھیرتے تھے۔ اور وتر سمیت گیارہ رکعت ادا کرتے تھے۔ (صحیح البخاری، الوتر، باب ماجاء فی الوتر، حدیث: ۹۹۲ والنہجد، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ، حدیث: ۱۱۳۷) ③ پہلے بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز تہجد کے لیے تیاری کے وقت بھی مسواک کرتے تھے۔ (دیکھیے حدیث: ۲۸۶) یہاں ذکر ہے کہ تہجد کی ہر دو رکعتوں سے فارغ ہو کر بھی مسواک کرتے تھے۔ اگر یہ روایت صحیح ہے (جیسا کہ بعض حضرات نے اس کی تصحیح کی ہے) تو ممکن ہے کہ کبھی کبھار اس طرح کرتے ہوں۔ واللہ اعلم۔

۲۸۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ

۲۸۹- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسواک کیا کرو کیونکہ مسواک منہ صاف

۲۸۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۱۸/۱ عن عثام به، والنسائي في الكبرى، وصححه الحاكم: ۱/۱۴۵، والذهبي * سليمان الأعمش عن عمن، تقدم، ح: ۱۷۸، وسيأتي، ح: ۱۳۲۱.

۲۸۹- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۸/۲۶۲، ح: ۷۸۷۶ من حديث عثمان بن أبي العاتكة به، وانظر، ح: ۲۲۸.

۱- أبواب الطهارة وسننها

مسواک سے متعلق احکام و مسائل

کرنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے والی ہے۔ جبریل علیہ السلام جب بھی میرے پاس آئے مسواک کی تاکید ضرور کی حتیٰ کہ مجھے خوف محسوس ہوا کہ مجھ پر اور میری امت پر وہ (مسواک) فرض کر دی جائے گی۔ اور اگر مجھے امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں اسے ان پر فرض کر دیتا۔ میں تو اس قدر مسواک کرتا ہوں کہ مجھے خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ منہ کا اگلا حصہ چھیل ڈالوں گا۔“

أَبِي الْعَائِكَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «تَسَوَّكُوا، فَإِنَّ السَّوَاكَ مِطْهَرَةٌ لِلْفَمِ، مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ، مَا جَاءَنِي جِبْرِيلُ إِلَّا أَوْصَانِي بِالسَّوَاكِ، حَتَّى لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ يُفْرَضَ عَلَيَّ وَعَلَى أُمَّتِي، وَلَوْلَا أَنِّي أَخَافُ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَفَرَضْتُهُ لَهُمْ، وَإِنِّي لَأَسْتَاكُ حَتَّى لَقَدْ خَشِيتُ أَنْ أُخْفِيَ مَقَادِمَ فَمِي».

۲۹۰- حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: مجھے یہ بتائیے کہ رسول اللہ ﷺ جب (باہر سے) آپ کے پاس آتے تو سب سے پہلے کیا کرتے تھے؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ جب گھر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسواک کرتے تھے۔

۲۹۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيحُ بْنُ هَانِيَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَ: قُلْتُ: أَخْبِرْنِي، بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَبْدَأُ إِذَا دَخَلَ عَلَيْكَ؟ قَالَتْ: كَانَ إِذَا دَخَلَ يَبْدَأُ بِالسَّوَاكِ.



🌞 نواد و مسائل ① اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نماز کے اوقات کے علاوہ بھی مسواک کا اہتمام فرماتے تھے۔ ② بعض فقہاء نے کچھ ایسی شرطیں لگائی ہیں جو کسی دلیل سے ثابت نہیں، مثلاً: مسواک کا ایک بالشت ہونا یا پانی کے بغیر مسواک نہ کرنا وغیرہ۔

۲۹۱- حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: تمہارے منہ قرآن کے راستے ہیں لہذا انہیں مسواک کے ذریعے سے پاک صاف رکھا کرو۔

۲۹۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا بَحْرُ بْنُ كِنَيْزٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ سَاحٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ:

۲۹۰- أخرجه مسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ۲۵۳ من حديث المقدم، به.
 ۲۹۱- [إسناده ضعيف] أخرجه الأصبهاني في الحلية: ۲۹۶/۴ من حديث مسلم بن إبراهيم به مرفوعاً، وضعفه البوصيري * بحر ضعيف (تقريب)، وفيه علة أخرى، وله شاهد ضعيف، انظر التلخيص الحبير: ۷۰/۱، ح: ۶۹.

إِنَّ أَفْوَاهَكُمْ طُرُقُ الْقُرْآنِ، فَطَيَّبُوهَا
بِالسَّوَالِكِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ حدیث موقوف ہے یعنی صحابی کا قول ہے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نہیں، تاہم مسواک کی فضیلت و اہمیت مرفوع احادیث سے ثابت ہے ② ”تمہارے منہ قرآن کے راستے ہیں“ کا مطلب ایک دوسری روایت کی زد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب انسان قرآن پڑھتا ہے تو فرشتے اس کے پیچھے آ کر کھڑا ہوجاتا ہے اور قرآن سنتا ہے حتیٰ کہ قرآن سنتے سنتے اس کے اتنا قریب ہوجاتا ہے کہ فرشتہ اپنا منہ پڑھنے والے کے منہ پر رکھ دیتا ہے پھر پڑھنے والا جو آیت بھی پڑھتا ہے تو وہ فرشتے کے اندر چلی جاتی ہے، اسی لیے فرمایا کہ قرآن پڑھتے وقت منہ کو صاف رکھو۔ (الصحيحه، حدیث: ۱۴۱۳) اسی روایت کی بنیاد پر شیخ البانی نے اس کی تصحیح بھی کی ہے۔ بہر حال قرآن مجید کے احترام کا تقاضا یہ ہے کہ منہ کو پاک صاف رکھا جائے۔ ③ منہ کو پاک صاف رکھنے کا تقاضا یہ بھی ہے کہ بدبودار اشیاء سے پرہیز کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ پیاز وغیرہ سے پرہیز فرماتے تھے حالانکہ وہ حرام نہیں، اس لیے منشیات سے بدرجہ اولیٰ پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ وہ حرام بھی ہیں اور بدبودار بھی۔ سگریٹ اور تمباکو وغیرہ بھی سخت بدبودار اشیاء ہیں اور ان میں کوئی فائدہ بھی نہیں جب کہ نقصانات بے شمار ہیں، اس لیے ان کا استعمال ”بے جمال ضائع کرنے“ کے تحت آتا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَبْذُرُوهُ تَبْذِيرًا ۝ إِنَّ الْمُبْذِرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا﴾ (بنی اسرائیل: ۲۷-۲۶) ”اور بے جا خرچ نہ کر۔ بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکر ہے۔“ اسی طرح گالی گلوچ، خش کلامی، جھوٹ، فریب اور اس طرح کے دوسرے اعمال سے بھی منہ کو پاک رکھنا ضروری ہے۔

باب ۸-۱ امور فطرت کا بیان

(المعجم ۸) - بَابُ الْفِطْرَةِ (التحفة ۸)

۲۹۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

۲۹۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

ﷺ نے فرمایا: ”فطرت پانچ چیزیں ہیں یا فرمایا: پانچ

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،

چیزیں فطرت میں سے ہیں: خنتہ (زیر ناف بالوں کی

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

صفائی کے لیے) لوہے کی چیز استعمال کرنا، ناخن تراشنا،

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْفِطْرَةُ خَمْسٌ،

بظلوں کے بال اکھاڑنا اور مونچھیں کاٹنا۔“

أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِثَانُ،

وَالْإِسْتِحْدَادُ، وَتَقْلِيمُ الْأَطْفَارِ، وَتَنْفُ

۲۹۲- أخرجه البخاري، اللباس، باب قص الشارب، ح: ۵۸۸۹، ومسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة،

ح: ۲۵۷، من حديث سفیان بن عیینة به، وهو في جزءه: (۱۱).

☀️ **فوائد و مسائل:** ① ”فطرت“ اس سے مراد دین فطرت کے وہ امور ہیں جو تمام انبیاء کے کرام کی سنت ہیں اور تمام انبیاء کی شریعتوں میں ان پر عمل ہوتا رہا ہے۔ اس سے ان اعمال کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ ان پانچوں کا تعلق انسان کی ظاہری صفائی سے ہے اور جب شریعت ان کا حکم دے تو حکم کی تعمیل سے باطنی طہارت میں بھی اضافہ ہوگا۔

② ”ختہ“ اس سے مراد ہے مرد کے عضو خاص سے ابتدائی حصہ پر موجود پردے کو کاٹ دینا حتیٰ کہ خستہ (عضو کا ابتدائی حصہ) ظاہر ہو جائے۔ طبی نقطہ نظر سے بھی یہ عمل بہت مفید ہے کیونکہ اس پردے کے اندر میل کچیل جمع ہونے سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور اس کی صفائی پر عام طور پر توجیہ نہیں دی جاتی۔ اس کے علاوہ اس کے اندر پیشاب کے قطرات رہ جاتے ہیں جن کی وجہ سے جسم اور کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں۔ بائیل میں بھی خستہ کو ایک دائمی شرعی حکم قرار دیا گیا ہے جو کبھی منسوخ نہیں ہوگا۔ (دیکھیے: کتاب پیدائش باب: ۱۷، فقرات: ۱۳ تا ۱۴) اسی لیے یہودی خستہ کرتے ہیں۔ عہد جدید کے بیان کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی خستہ کیا گیا تھا۔ (دیکھیے: انجیل لوقا باب: ۳، فقرہ: ۲۱) ③ ”استحاذ“ (لوہا استعمال کرنا) اس سے مراد اعضائے مخصوصہ کے ارد گرد آگے ہوئے بالوں کو دور کرنا ہے، خواہ لوہے کی بنی ہوئی کسی چیز (استرے وغیرہ) سے ہو یا اس مقصد کے لیے تیار شدہ پاؤڈر یا کریم وغیرہ سے ہو۔

④ بخلوں کے بال اکھاڑنا ہی منسون ہے۔ اکھاڑنے کے بعد دوبارہ صفائی کی ضرورت کافی دیر کے بعد ہوتی ہے البتہ مونڈنے سے بھی صفائی کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ ⑤ ناخن بڑھ جائیں تو ان میں میل کچیل جمع ہو جاتا ہے، اس لیے صفائی کا تقاضا بھی ہے کہ انھیں کاٹ دیا جائے۔ فیشن کے طور پر ناخن بڑھا لینا خلاف فطرت بھی ہے اور ان کے ٹوٹنے کا خطرہ بھی رہتا ہے جس سے نقصان اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، نیز ناخن کاٹنے سے انسان اور حیوان میں قدرتی فرق برقرار رہتا ہے۔ ⑥ مونچھیں بڑھانا نجی غیر مسلموں کا رواج تھا۔ ان کو دیکھ کر عربوں نے بھی یہ طریقہ اختیار کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انھیں کاٹنے اور خوب پست کرنے کا حکم دیا۔ یہ پانچوں امور نفاذ و طہارت سے تعلق رکھتے ہیں اور نفاذ و طہارت تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں مطلوب اور مستحسن رہی ہے۔ میلا کچیل یا ناپاک رہنا غیر مسلموں، مثلاً: ہندو جو گیوں یا عیسائی راہبوں کا طریقہ ہے اور ان کی خود ساختہ پابندیاں ہیں جن کا کسی آسمانی شریعت سے کوئی تعلق نہیں۔ ⑦ صفائی اور طہارت کے ان تمام افعال میں دائیں جانب سے شروع کرنا منسون ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”نبی اکرم ﷺ جو تاپہننے میں، کنگھی کرنے میں، پاکیزگی حاصل کرنے میں (وضو اور غسل میں) اور ہر کام میں دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔“ (صحیح البخاری، الوضوء، باب التیمن فی الوضوء والغسل، حدیث: ۱۶۸، و صحیح مسلم، الطہارۃ، باب التیمن فی الطہور وغیرہ حدیث: ۲۶۸)



۲۹۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۲۹۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دس چیزیں فطرت سے ہیں: موٹھیں، کانٹا، ڈاڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، (دوران وضو) ناک میں پانی ڈالنا، ناخن تراشنا، انگلیوں کے جوڑ ہونا، بغلوں کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بال مونڈنا اور پانی استعمال کرنا، یعنی استنجائ کرنا۔“

عَنْ [ابن] الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللَّحْيَةِ، وَالسَّوَاكِ، وَالِاسْتِنْشَاقُ بِالْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبُرَاجِمِ، وَتَنْفُ الْإِطِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَأَنْتِقَاصُ الْمَاءِ» يَعْني: الْإِسْتِنْجَاءُ.

قَالَ زَكَرِيَّا: قَالَ مُصْعَبٌ: وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ. إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمُضَةَ.

(حدیث کے ایک راوی) حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے (حدیث روایت کرتے ہوئے) فرمایا: میں دسویں چیز بھول گیا ہوں، شاید کھلی کرنا ہو۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ڈاڑھی بڑھانے کا مطلب یہ ہے کہ اسے کاٹنا نہ جائے جس طرح موٹھوں کے بال کاٹ دیے جاتے ہیں۔ ڈاڑھی منڈانا حرام ہے اور منڈانے والا فاسق ہے کیونکہ وہ ان احادیث کی مخالفت کرتا ہے جن میں ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: [خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ، وَوَقِّرُوا اللَّحْيَ وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ] (صحیح البخاری، اللباس، باب تقليم الأظفار، حدیث: ۵۸۹۴، و صحیح مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، حدیث: ۲۵۹) ”مشرکوں کی مخالفت کر دو ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور موٹھوں کو کتر او۔“ اور حضرت ابو ہریرہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: [جُزُوا الشَّوَارِبَ وَأَرْحُوا اللَّحْيَ، وَخَالِفُوا الْمُحُسَّاسَ] (صحیح مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، حدیث: ۲۶۰) ”موٹھوں کو کتر او ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور بچوسیوں کی مخالفت کرو۔“ ڈاڑھی منڈانے پر اصرار کرنا کبیرہ گناہ ہے، جو شخص منڈانے سے نصیحت کرنا اور ڈاڑھی منڈانے سے منع کرنا واجب ہے اگر ایسا کوئی شخص قیادت یا کسی دینی مرکز میں ہو تو اسے اور بھی زیادہ تاکید کے ساتھ سمجھانا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں احادیث میں موٹھوں کی کانٹ تراش کے لیے دو لفظ استعمال ہوئے ہیں ایک ہے ”انحاء“ جس کے معنی خوب اچھی

۲۹۴- أخرجه مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح: ۲۶۱ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

۱- أبواب الطهارة وسننها

۱- امور فطرت کا بیان

طرح موٹے ناہیں اور دوسرا ہے ”قص“ جس کے معنی قچی وغیرہ سے کاٹنے کے ہیں لہذا اس مسئلہ میں شرعاً دونوں طرح اختیار ہے لہذا ہماری رائے میں یہ کہنا جائز نہیں کہ مونچھوں کو خوب اچھی طرح موٹے نا مثلہ یا بدعت ہے کیونکہ ایسا کہنا مذکورہ نص کے خلاف ہے اور رسول اللہ ﷺ کی سنت صحیحہ کی موجودگی میں کسی کے قول کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔
 ① انگلیوں کے جوڑوں میں میل پکیل جمع ہو جاتا ہے اس لیے وضو اور غسل کے موقع پر ان مقامات کو زیادہ توجہ سے صاف کرنا چاہیے اسی طرح جسم کے وہ حصے جہاں میل پکیل جمع ہونے کا زیادہ امکان ہوتا ہے غسل کے دوران میں ان کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیے ویسے بھی اگر ان مقامات کی طرف توجہ نہ دی جائے تو بعض اوقات وہاں پانی نہیں پہنچ پاتا اور غسل نہیں ہوتا۔

۲۹۴- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَىٰ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مِنَ الْفِطْرَةِ الْمُمَضَّمَةُ وَالْإِسْتِشْقَاقُ وَالسَّوَاكُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَتَنْفُ الْإِبْطِ وَالْإِسْتِحْدَادُ وَغَسْلُ الْبُرَاجِمِ وَالْإِنْتِصَاحُ وَالْإِحْتِنَانُ».

۲۹۴- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ چیزیں فطرت سے ہیں: کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا، مونچھیں کاٹنا، ناخن کاٹنا، بظلوں کے بال اکھاڑنا، (زیر ناف صفائی کے لیے) لوہے کی چیز استعمال کرنا، انگلیوں کے جوڑے دھونا، چھینے مارنا اور تختہ کرنا۔“



حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَمْرٍ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، مِثْلَهُ.

امام ابن ماجہ نے یہ روایت حماد بن سلمہ کے دوسرے شاگرد عفان بن مسلم بن مسلم کی سند سے بھی اسی طرح بیان کی ہے۔

☀️ فائدہ: ”چھینے مارنا“ یعنی وضو کے بعد ازار پر پانی کے چھینے ڈالنا۔ اس کی حکمت بظاہر عدم طہارت کے دوسے کا ازالہ ہے۔ واللہ اعلم۔ یہ روایت صحیح روایات کے ہم معنی ہے اس لیے بعض محققین نے اسے حسن یا صحیح الغیرہ قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية: ۲۸۸/۳۰)

۲۹۵- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هَلَالٍ

۲۹۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۲۹۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، ح: ۵۴ من حديث حماد بن سلمة به * علي بن زيد تقدم، ح: ۱۱۶، وشيخه مجهول.
 ۲۹۵- أخرجه مسلم، الطهارة، باب خصال الفطرة، ح: ۲۵۸ من حديث جعفر به.

۱- أبواب الطهارة وسننها بیت الخلاء میں داخل ہونے سے متعلق احکام و مسائل

الصَّوْافِ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: وَقَّتْ لَنَا فِي قِصِّ الشَّارِبِ، وَحَلْوِ الْعَانَةِ، وَتَنْفِ الْإِبِطِ وَتَقْلِيمِ الْأَطْفَارِ أَنْ لَا تَنْزُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً.

کہ انھوں نے فرمایا: موچھیں کاٹنے، زیر ناف بال موٹرنے، بگلوں کے بال اکھاڑنے اور ناخن کاٹنے کے لیے ہمارے لیے یہ حد مقرر کی گئی ہے کہ انھیں چالیس راتوں سے زیادہ نہ چھوڑیں۔“

فائدہ: جب بھی ضرورت محسوس ہو یہ اعمال انجام دے لینے چاہئیں لیکن اگر درجہ بھی ہو جائے تو چالیس دن سے زیادہ تاخیر نہیں ہونی چاہیے ورنہ گناہ گار ہوگا۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ چالیس دنوں سے پہلے صفائی ہی نہ کی جائے۔

(المعجم ۹) - بَابُ مَا يَقُولُ الرَّجُلُ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ (التحفة ۹)

باب: ۹- بیت الخلاء میں جاتے وقت آدی کیا کہے؟

۲۹۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ ابْنِ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ هَذِهِ الْحُسُوشَ مُخْتَصِرَةٌ، فَإِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ» [التهذيب ۱۰/۲۹۶]

۲۹۶- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ بیت الخلاء (شیطانوں کے) حاضر ہونے کی جگہ ہیں۔ چنانچہ جب تم میں سے کوئی (بیت الخلاء میں) داخل ہو تو اسے یوں کہنا چاہیے: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں ناپاک جنوں اور ناپاک چٹیوں سے۔“

حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ الْعَتَكِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: [حَدَّثَنَا سَعِيدُ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، ح: وَحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا عَبْدُهُ. قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے یہی روایت اپنے دوسرے دو اساتذہ جمیل بن حسن عسکلی اور ہارون بن اسحاق کی سندوں سے بھی یہ روایت اسی طرح رسول اللہ ﷺ سے بیان کی ہے۔

۲۹۶- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا دخل الخلاء، ح: 7 من حديث شعبة بن قيس، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

۱- أبواب الطهارة وسننها بیت الخلاء میں داخل ہونے سے متعلق احکام و مسائل

عَوَفُ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ، فَذَكَرَ الْحَدِيثَ .

☀️ فوائد و مسائل: ① ناپاک مذکورہ نمونہ جنوں سے مراد شیطان جنات ہیں جو محض شرارت کے طور پر انسانوں کو تنگ کر کے خوش ہوتے ہیں۔ ② شیاطین اپنی ناپاک فطرت کی وجہ سے ناپاک مقامات ہی کو پسند کرتے ہیں اس لیے بیت الخلاء میں ان کا آنا جانا ہوتا ہے۔ ③ شیطان اس جگہ اس لیے بھی آتے ہیں کہ ہر انسان طبعی طور پر وہاں جانے پر مجبور ہوتا ہے۔ اور وہاں وہ اللہ کا ذکر بھی نہیں کر سکتا اس لیے وہاں شیطان انسان کے دل میں ہر قسم کے غلط سلسلہ خیالات اور وسوسے آسانی سے ڈال سکتا ہے۔ ④ شیطان کے اس شر سے بچنے کے لیے مذکورہ بالا دعا ایک آسان طریقہ ہے۔ اس کی برکت سے وہ ہمیں نہ جسمانی نقصان پہنچا سکتا ہے نہ گندے خیال کے ذریعے سے پریشان کر سکتا ہے۔ ⑤ مذکورہ بالا دعائیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے پڑھنی چاہیے جیسے صحیح بخاری کی ایک روایت میں صراحت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الوضوء، باب ما یقول عند الخلاء، حدیث: ۱۳۲) کیونکہ اس مقام پر زبان سے اللہ کا ذکر کرنا ادب کے منافی ہے۔ اگر کسی میدان وغیرہ میں قضائے حاجت کے لیے جائے تو کپڑے کھولنے سے پہلے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔



۲۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ: ۲۹۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بنی آدم (انسانوں) کے پردے کے اعضاء اور جنوں کی نظروں کے درمیان یہ چیز پردہ بن جاتی ہے کہ جب کوئی بیت الخلاء میں داخل ہو تو یسّم اللہ کہے۔“

أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «سِتْرٌ مَا بَيْنَ الْجَنِّ وَعَوْرَاتِ بَنِي آدَمَ، إِذَا دَخَلَ الْكَيْفَ، أَنْ يَقُولَ: بِسْمِ اللَّهِ.»

☀️ فوائد و مسائل: ① اس روایت کی صحت و ضعف میں اختلاف ہے۔ ہمارے فاضل محقق شیخ علی زینی اور سنن ابن ماجہ کے ایک دوسرے معروف محقق ڈاکٹر بشار عواد کے نزدیک یہ ضعیف اور احمد شاہ مصری اور شیخ البانی رضی اللہ عنہما کے نزدیک صحیح ہے۔ (سنن ابن ماجہ، تحقیق الدكتور بشار عواد) ② مذکورہ بالا دعا کے ساتھ ”بسم اللہ“ بھی کہنا چاہیے یا پہلے ”بسم اللہ“ کہہ کر پھر دعا پڑھے۔ ③ جن ہماری نظروں سے اوچھل ہیں۔ ان کے شر سے بچاؤ کے لیے ہم وہ طریقے

۲۹۷- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الجمعة، باب ما ذكر من التسمية عند دخول الخلاء، ح: ۶۰۶ عن محمد ابن حميد به، وقال: "غريب... وإسناده ليس بذاك القوي" * أبو إسحاق نعمان، تقدم، ح: ۴۶، وللحديث شواهد، كلها ضعيفة.

۱- ابواب الطهارة وسننها بیت الخلاء میں داخل ہونے سے متعلق احکام و مسائل

اختیار نہیں کر سکتے جو بڑے انسانوں کے شر سے بچاؤ کے لیے اختیار کرتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کی شرارتوں سے بچاؤ کے لیے یہ روحانی ذرائع دیے ہیں۔ ان سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ کہنے سے جن انسان کے اعصاب مستورہ کو نہیں دیکھ سکتے۔ جس طرح انسانوں کی نظروں سے بچنے کے لیے بیت الخلاء میں داخل ہونے کی ضرورت ہوتی ہے، اسی طرح جنوں کی نظروں سے بچنے کے لیے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ کہنا بھی ضروری ہے۔

۲۹۸- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا
إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عُثَيْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ
صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ:
أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ.

۲۹۸- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو کہتے تھے: [أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَائِثِ] ”میں ناپاک جنوں اور ناپاک جنوں سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔“

۲۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:
حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ
أَبُوْبَ، عَنْ عُثَيْبِ اللَّهِ بْنِ زَخْرٍ، عَنْ عَلِيِّ
ابْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أَمَامَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَعْجِزُ أَحَدُكُمْ،
إِذَا دَخَلَ مِرْقَهُ أَنْ يَقُولَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ
بِكَ مِنَ الرَّجْسِ النَّجِسِ، الْخَبِيثِ
الْمُخْبِتِ، الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ».

۲۹۹- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کسی کو اس بات سے عاجز نہیں ہونا چاہیے کہ جائے ضرورت میں داخل ہوتے وقت یوں کہہ لے: [اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الرَّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِيثِ الْمُخْبِتِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ] ”اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں گندے پلیدے ناپاک گندے کام کھانے والے مردود شیطان سے۔“

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: وَحَدَّثَنَا أَبُو حَازِمٍ:
حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ، وَلَمْ
يَقُلْ فِي حَدِيثِهِ: مِنَ الرَّجْسِ النَّجِسِ،
إِنَّمَا قَالَ: مِنَ الْخَبِيثِ الْمُخْبِتِ،
الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

ابوحاتم نے ابن ابی مریم سے اسی طرح روایت بیان کی لیکن اس نے اپنی روایت میں [مِنَ الرَّجْسِ النَّجِسِ] کے الفاظ بیان نہیں کیے بلکہ صرف [مِنَ الْخَبِيثِ الْمُخْبِتِ] کے الفاظ بیان کیے ہیں۔

۲۹۸- أخرجه مسلم، الحيف، باب ما يقول إذا أراد دخول الخلاء، ح: ۳۷۵، من حديث إسماعيل وغيره به.

۲۹۹- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ۸/ ۲۴۹، ح: ۷۸۴۹ من حديث سعيد بن أبي مریم به، وضعفه

البرصري، وانظر، ح: ۲۲۸ لحال علي بن يزيد.

۱- أبواب الطهارة وسننها بیت الخلاء سے باہر آنے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۰) - بَابُ مَا يَقُولُ إِذَا خَرَجَ
مِنَ الْخَلَاءِ (التحفة ۱۰)

باب: ۱۰- بیت الخلاء سے باہر آ کر
کیا پڑھے؟

۳۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا
إِسْرَائِيلُ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي بَرْزَةَ:
سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ
فَسَمِعْتُهَا تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، إِذَا
خَرَجَ مِنَ الْغَائِطِ، قَالَ: «غُفْرَانَكَ».

۳۰۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں
نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر
آتے تھے تو فرماتے تھے: «غُفْرَانَكَ» اے اللہ! میں
تیری بخشش کا طلب گار ہوں۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: وَأُخْبِرْنَا
أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَسَانَ النَّهْدِيُّ:
حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، نَحْوَهُ.

ابو عسان النہدی نے بھی اسرائیل سے اسی (بخش
بن ابی کبیر) کی مثل روایت بیان کی۔

☀️ نوادہ مسائل: ① تقاضے حاجت سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کی حکمت یہ ذکر کی گئی ہے کہ انسان
اتنے عرصے تک زبان سے ذکر کرنے سے محروم رہتا ہے۔ اس فطری کوتاہی کو ادباً اپنی طرف منسوب کر کے مغفرت کی
دعا کی گئی ہے۔ یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ نجاست کا جسم سے نکل جانا بھی اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے جس پر شکر واجب
ہے۔ ہم اس کی مکاحقہ ادا کی نہیں کر سکتے، اس لیے معافی کا طلب گار ہیں۔ ② یہ دعائیت الخلاء سے باہر آ کر
پڑھنی چاہیے۔ اگر میدان وغیرہ میں ہو تو فارغ ہو کر کپڑے درست کرنے کے بعد پڑھنی چاہیے۔

۳۰۱- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ
إِسْمَاعِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنِ الْحَسَنِ وَقَتَادَةَ،
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ،
إِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ: «الْحَمْدُ لِلَّهِ
الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي».

۳۰۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر
تشریف لاتے تو فرماتے: «الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ
عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي» اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ
سے نجاست (یا تکلیف دہ چیز) کو دور کر دیا اور مجھے
عافیت بخشی۔

۳۰۰- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا خرج من الخلاء، ح: ۳۰ من حديث
إسرائيل به، وحسنه الترمذي، ح: ۷، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.
۳۰۱- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: 'هذا إسناده ضعيف' * إسماعيل بن مسلم المكي ضعيف الحديث

۱- أبواب الطهارة وسننها ————— بیت الخلاء میں اللہ کے ذکر کرنے اور انگوٹھی لے جانے سے متعلق احکام و مسائل
 (المعجم ۱۱) - **بَابُ ذِكْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ** باب ۱۱- بیت الخلاء میں اللہ کا ذکر کرنا
عَلَى الْخَلَاءِ وَالْخَاتَمِ فِي الْخَلَاءِ اور انگوٹھی لے کر جانا
 (التحفة ۱۱)

۳۰۲- حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا نَبْحَيْسِيُّ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْبُهَمِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَذْكُرُ اللَّهَ عَلَى كُلِّ أَحْيَانِهِ.

۳۰۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ اپنے تمام اوقات میں اللہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

🌞 **فوائد و مسائل:** ① "تمام اوقات" سے مراد یہ ہے کہ خواہ با وضو ہوں یا نہ ہوں، اللہ کا ذکر فرماتے تھے۔ یعنی زبانی ذکر کے لیے طہارت کا وہ اہتمام ضروری نہیں جو نماز وغیرہ کے لیے ضروری ہے۔ "تمام اوقات" کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح نماز کے لیے بعض اوقات کمرہ ہیں، اللہ کے ذکر کے لیے اس طرح کوئی وقت کمرہ نہیں۔ ② بعض علماء نے اس سے استدلال کیا ہے کہ تلاوت قرآن مجید کے لیے جس طرح حدیث اصغر سے پاک ہونا، یعنی با وضو ہونا ضروری نہیں۔ اسی طرح حدیث اکبر یعنی جنابت سے پاک ہونا بھی شرط نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید بھی ذکر ہے۔ لیکن اولاً تو "اللہ کے ذکر" کا متبادر مفہوم "سُبْحَانَ اللَّهِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ" وغیرہ جیسے اذکار ہیں جن کے زبان سے ادا کرنے کو "تلاوت قرآن نہیں" سمجھا جاتا۔ ثانیاً حالت جنابت میں تلاوت ممنوع ہونے کی متعدد احادیث مروی ہیں۔ جو اگرچہ الگ الگ ضعیف ہیں، لیکن علماء کے ایک گروہ کے نزدیک باہم مل کر وہ قابل استدلال ہو جاتی ہیں کیونکہ ان کا ضعف شدید نہیں اس لیے ان کے نزدیک احتیاط اس میں ہے کہ جنابت کی حالت میں تلاوت سے حتی الامکان اجتناب کیا جائے، الایہ کہ کوئی ناگزیر صورت پیش آ جائے۔ لیکن علماء کا ایک دوسرا گروہ جس میں امام بخاری، امام ابن تیمیہ اور امام ابن حزم رضی اللہ عنہم جیسے حضرات بھی شامل ہیں، کہتا ہے کہ ممانعت کی تمام احادیث ضعیف ہیں، اس لیے جیسی اور حائضہ بھی قرآن مجید کی تلاوت کر سکتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۳۰۳- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

۳۰۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

﴿تقريب﴾، وفيه علل أخرى، وله شاهد ضعيف عند ابن السني، ح: ۲۲ وغيره.

۳۰۲- أخرجه مسلم، الحيض، باب ذكر الله تعالى في حال الجنابة وغيرها، ح: ۳۷۳ من طريق ابن أبي زائدة به، وعلقه البخاري، كتاب الأذان، باب هل يتبع المؤذن فاه... الخ، قبل، ح: ۶۳۴.

۳۰۳- [إسناده ضعيف] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الخاتم يكون فيه ذكر الله تعالى يدخل به الخلاء، ح: ۱۹ عن نصر به، وقال: 'هَذَا حَدِيثٌ مُنْكَرٌ'، وصححه الترمذي، ح: ۱۷۴۶، وضعفه النسائي (تحفة الأشراف ۱/ ۳۸۵) * ابن جريج مشهور بالتدليس، ولم أجد تصريح سماعه.

۱- ابواب الطهارة وسننها _____ غسل خانے میں پیشاب کرنے سے متعلق احکام و مسائل

الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنْفِيُّ: كَرِهِيَ النَّبِيُّ ﷺ جِبَّ بَيْتِ الْخَلَاءِ فِي دَاخِلِ هَوْتِ تَوَاكُفِي حَدَّثَنَا هَمَامُ بْنُ يَحْيَى، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ وَضَعَ خَاتَمَهُ.

☀️ فائدہ: یہ روایت ضعیف بلکہ منکر ہے۔ صحیح روایت اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی تھی لیکن پھر آپ نے وہ اتار دی۔ دیکھیے: (سنن ابوداؤد، الطهارة، باب الخاتم یكون فيه ذکر اللہ یدخل به الخلاء، حدیث: ۱۹) بنا بریں بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت نبی ﷺ واقعی انگوٹھی اتار دیتے تھے یا نہیں؟ اس کی بابت کوئی صحیح صریح روایت نہیں، تاہم ادب و احترام کا تقاضا ہے کہ ایسی انگوٹھی یا کتاب وغیرہ جس میں اللہ کا نام ہو بیت الخلاء میں لے جانا مناسب نہیں۔

باب: ۱۲- غسل خانے میں پیشاب کرنے کی کراہت کا بیان (المعجم ۱۲) - بَابُ كَرَاهِيَةِ الْبَوْلِ فِي الْمَغْتَسَلِ (التحفة ۱۲)

۳۰۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ أَشْعَثِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَعْقِلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي مُسْتَحْمِهِ، فَإِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ».

۳۰۳- حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص اپنے غسل خانے میں ہرگز پیشاب نہ کرے کیونکہ زیادہ تر وسوسے اسی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔“

قال أبو عبد الله ابن ماجه: [قال أبو الحسن: سمعت محمد بن يزيد يقول: سمعت علي بن محمد الطنافسي يقول: إنما هذا في الحفيرة. فأما اليوم، [فلا، فمغتسلاتهم الجص والصاروج والقيز، فإذا بال فأرسل عليه الماء، لا بأس به.]

جناب علی بن محمد طنافسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حکم ایسے (کچے) غسل خانوں کے بارے میں ہے جن کا پانی گڑھے میں جمع ہوتا ہے۔ آج کل یہ حکم نہیں۔ چونکہ اب لوگ غسل خانوں کی تعمیر میں چونا، قلعی اور تارکول استعمال کرتے ہیں (اس لیے پختہ فرش پر پانی نہیں ٹھہرتا اور ایسی دیواروں میں بھی جذب نہیں ہوتا) لہذا جب آدو

۳۰۴- [سننہ ضعیف] أخرجه أبوداؤد، الطهارة، باب في البول في المستحم، ح: ۲۷ من حدیث عبدالرزاق به واستغفره الترمذی، ح: ۲۱، وصححه الحاكم، والذهبي * الحسن عنن، تقدم، ح: ۷۱، وحديث أبي داود ح: ۲۷، یعنی عنہ.

کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے متعلق احکام ومسائل

پیشاب کر کے اس جگہ پانی بہا دے تو کوئی حرج نہیں۔

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید کہا ہے کہ اس روایت سے سنن ابوداؤد کی حدیث نمبر ۲۷۳۷ کفایت کرتی ہے جو صحیح الاسناد ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، بہر حال احتیاط اور احترام سنت کا تقاضا یہی ہے کہ غسل خانے میں پیشاب کرنے سے اجتناب ہی کیا جائے۔

(المعجم ۱۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبَوْلِ باب: ۱۳- کھڑے ہو کر پیشاب کرنا

قَائِمًا (التحفة ۱۳)

۳۰۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا شَرِيكٌ وَ هُشَيْمٌ وَ وَكِيعٌ ، عَنْ
الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ حَدِيفَةَ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ قَبَالَ
عَلَيْهَا قَائِمًا .

۳۰۵- حضرت حدیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ کچھ لوگوں کے کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ پہنچے اور وہاں

کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

☀️ فوائد ومسائل: ① پیشاب کرنے کے لیے بہتر طریقہ یہ ہے کہ بیٹھ کر اس حاجت سے فراغت حاصل کی جائے۔ نبی اکرم ﷺ کی اکثر عادت مبارکہ بیٹھ کر پیشاب کرنے کی تھی۔ ② اس مقام پر نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا ممکن ہے اس کا سبب امت کو یہ بتانا ہو کہ یہ بھی جائز ہے تاکہ اگر کسی کو کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو وہ حرج محسوس نہ کرے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے کوئی ایسی ضرورت محسوس کی ہو، مثلاً: بیٹھ کر پیشاب کرنے کی صورت میں جسم یا کپڑوں پر چھینٹے پڑنے کا اندیشہ محسوس ہوا ہو یا کسی عذر کی وجہ سے بیٹھنے میں مشقت محسوس ہوئی ہو۔ واللہ اعلم۔ تاہم یہ احتیاط ضروری ہے کہ پیشاب کے چھینٹے کپڑے یا جسم پر نہ پڑیں۔ ③ کچھ لوگوں کی کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ کا مطلب یہ ہے کہ اس محلے کے لوگ اپنا کوڑا کرکٹ وہاں پھینکا کرتے تھے۔ ④ نبی ﷺ نے پیشاب کے لیے وہ جگہ اس لیے پسند فرمائی کہ وہاں دیواری کی اوٹ موجود تھی اس لیے پردے کا اہتمام بہتر طور پر ممکن تھا۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الطہارۃ، باب المسح علی الخفین، حدیث: ۲۷۳)

۳۰۶- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ :
حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ
حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ
حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ
حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ
حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ

۳۰۶- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ ﷺ کسی قوم کی کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ

۳۰۵- أخرجه البخاري، الوضوء، باب البول قائمًا وقاعدًا، ح: ۲۲۴، وغيره، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ۲۷۳ من حديث الأعمش به.

۳۰۶- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴/۲۴۶ من طريق آخر عن عاصم بن بهدلة وغيره به.

۱- أبواب الطهارة وسننها

بیٹھ کر پیشاب کرنے سے متعلق احکام و مسائل

عاصم، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ، فَبَالَ قَائِمًا .

قَالَ شُعْبَةُ: قَالَ عَاصِمٌ يَوْمَئِذٍ، وَهَذَا الْأَعْمَشُ يَرْوِيهِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُدَيْفَةَ، وَمَا حَفِظَهُ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ مَنْصُورًا فَحَدَّثَنِيهِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُدَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَتَى سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا .

امام شعبہ کے استاد عاصم بیان کرتے ہیں کہ اعمش اس حدیث کو ابو وائل کے واسطے سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان سے بھول ہو گئی ہے (کہ اصل میں یہ حدیث مغیرہ بن شعبہ کی ہے اعمش نے غلطی سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا نام لے دیا ہے۔) امام شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے منصور سے پوچھا تو انھوں نے مجھے ابو وائل کے واسطے سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کسی قوم کی کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ پہنچے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا۔

🌞 توضیح: سند کا اختلاف امام ابن ماجہ نے خود واضح کر دیا ہے جس سے واضح ہے کہ اس اختلاف کا حدیث کی صحت پر اثر نہیں پڑتا۔ چونکہ حضرت حذیفہ اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہما دونوں صحابی ہیں، اس لیے ان دونوں میں سے جس نے بھی رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہو حدیث صحیح ہوگی، ضعیف نہیں ہوگی۔ بنا بریں سند احادیث صحیح ہے۔

(المعجم ۱۴) - بَابٌ فِي الْبَوْلِ قَاعِدًا (التحفة ۱۴)

باب: ۱۴- بیٹھ کر پیشاب کرنا

۳۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ، وَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ قَالُوا: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الْمُقَدَّمِ ابْنِ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ، عَنِ أَبِيهِ، عَنِ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَالَ قَائِمًا فَلَا تُصَدِّقْهُ، أَنَا رَأَيْتُهُ يُبُولُ قَاعِدًا .

۳۰۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جو شخص تمہیں یہ بات بتائے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا، اس کی تصدیق نہ کرنا۔ میں نے آپ ﷺ کو (ہمیشہ) بیٹھ کر پیشاب کرتے دیکھا ہے۔

۳۰۷- [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في النهي عن البول قائمًا، ح: ۱۲ من حديث شريك به، وتابعه إسرائيل وغيره (السنن الكبرى للبيهقي: ۱/۱۰۱، ۱۰۲).



۱- أبواب الطهارة وسننها

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ لینی ان کی اپنی معلومات کے مطابق ہے کیونکہ گھر میں نبی ﷺ ہمیشہ بیت الخلاء ہی میں بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔ گزشتہ حدیث میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے گھر سے باہر کا واقعہ بیان کیا ہے جس کا ام المومنین رضی اللہ عنہا کو علم نہیں ہوا اس لیے دونوں اپنی اپنی جگہ صحیح ہیں۔

۳۰۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ [بْنِ أَبِي أُمِيَّةَ]، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ: وَأَنَا أَبُولُ قَائِمًا، فَقَالَ: «يَا عُمَرُ لَا تَبُلْ قَائِمًا» فَمَا بُلْتُ قَائِمًا، بَعْدُ.

۳۰۸- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے دیکھا تو فرمایا: ”عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو۔“ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا۔

۳۰۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ الْفَضْلِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَبُولَ قَائِمًا.

۳۰۹- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَزِيدَ، أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيِّ يَقُولُ: قَالَ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ - فِي حَدِيثِ عَائِشَةَ: أَنَا رَأَيْتُهُ يَبُولُ قَاعِدًا - قَالَ: الرَّجُلُ أَعْلَمُ بِهَذَا مِنْهَا.

امام ابن ماجہ نے اپنے استاد احمد بن عبد الرحمن مخزومی کے واسطے سے حدیث عائشہ کے بارے میں حضرت سفیان ثوری سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: اس مسئلہ میں مردوں کو زیادہ معلومات ہو سکتی ہیں۔ یعنی امام سفیان ثوری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان: ”میں نے آپ ﷺ کو (ہمیشہ) بیٹھ کر پیشاب کرتے دیکھا ہے۔“ پر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث (حدیث: ۳۰۵) کو ترجیح دی ہے۔

۳۰۸- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي: ۱/۱۰۲ من طريق عبدالرزاق به، وقال البوصيري: * لهذا إسناده ضعيف، عبدالكريم متفق على تضعيفه *.

۳۰۹- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي في الكامل: ۵/۲۰۱۳ من حديث أبي عامر العقدي به، وضعفه البوصيري * عدي بن الفضل متروك (تقريب).

۱- أبواب الطهارة وسننها _____ دائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو چھونے اور اس سے استنجا کرنے کی ممانعت کا بیان

قَالَ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ: وَكَانَ مِنْ شَأْنِ الْعَرَبِ الْبَوْلُ قَائِمًا، أَلَّا تَرَاهُ، فِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَسَنَةَ يَقُولُ: قَعَدَ بَبُولٍ كَمَا تَبُولُ الْمَرْأَةُ.

احمد بن عبدالرحمن مخزومی نے فرمایا: عربوں میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا رواج تھا، اس لیے عبدالرحمن بن حسنہ کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں: (یہودیوں نے کہا) یہ تو بیٹھ کر پیشاب کرتے ہیں، جس طرح عورتیں پیشاب کیا کرتی ہیں۔

☀️ فائدہ: روایت: ۳۰۸۹۳۰۸ دونوں سندا ضعیف ہیں اس لیے قابل حجت نہیں اور ان سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی، تاہم نبی ﷺ کا عام معمول بیٹھ کر ہی پیشاب کرنے کا تھا اس لیے ہر مسلمان کا معمول بھی یہی ہونا چاہیے۔ اصل اور اہم مسئلہ پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا ہے اس میں کوتاہی کی گنجائش نہیں کیونکہ اس پر سخت وعید احادیث میں آئی ہے۔

(المعجم ۱۵) - بَابُ كَرَاهَةِ مَسِّ الذَّكْرِ بِالْيَمِينِ وَالِاسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِينِ (التحفة ۱۵)

باب: ۱۵- دائیں ہاتھ سے عضو خاص کو چھونا اور دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا ممنوع ہے

۳۱۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبِ بْنِ أَبِي الْعَشْرِينَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ: أَخْبَرَنِي أَبِي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمَسُّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ، وَلَا يَسْتَنْجِحِ بِيَمِينِهِ».

۳۱۰- حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”جب کوئی شخص پیشاب کرے تو اسے چاہیے کہ عضو خاص کو دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔“

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِثْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ بِإِسْنَادِهِ، نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ نے امام اوزاعی رضی اللہ عنہما کے دوسرے شاگرد ولید بن مسلم کی سند سے بھی یہ حدیث اسی طرح بیان کی۔

☀️ فوائد و مسائل: ① اسلامی تہذیب کی یہ خوبی ہے کہ اس میں طہارت و نظافت کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ اس ضمن میں استنجا کے آداب کی تعلیم بھی دی گئی ہے۔ اس حدیث میں یہ ادب بیان ہوا ہے کہ اعضا مخصوصہ کو چھونے

۳۱۰- أخرجه البخاري، الرضوء، باب لا يمسك ذكره بيمينه إذا بال، ح: ۱۵۴ من حديث الأوزاعي به، وغيره، ومسلم، الطهارة، باب النهي عن الاستنجاء باليمين، ح: ۲۶۷ من حديث يحيى به.



۱- أبواب الطهارة وسننها استنجا کے لیے پتھر کے استعمال نیز لید اور ہڈی سے ممانعت کا بیان

کی ضرورت پیش آئے تو دایاں ہاتھ استعمال نہ کیا جائے۔ اسی طرح استنجا کرتے وقت بھی دایاں ہاتھ نجاست سے دور ہونا چاہیے۔ ① دائیں اور بائیں ہاتھ میں امتیاز بھی اسلامی تہذیب کے آداب میں سے ہے۔ دایاں ہاتھ ان کاموں کے لیے ہے جو شرعاً عرفاً یا طبعاً پسندیدہ ہوں اور بائیں ہاتھ ان کاموں کے لیے ہے جو عرفاً یا طبعاً نا پسندیدہ ہوں۔ استنجا کرنا انسانی ضرورت ہے ورنہ طبیعت مقام نجاست کو چھونا پسند نہیں کرتی، یہی وجہ ہے کہ اس کے لیے بائیں ہاتھ مقرر کیا گیا ہے۔ پسندیدہ معاملات میں نبی ﷺ دایاں ہاتھ استعمال کرتے اور دائیں جانب کو ترجیح دیتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں مثلاً: وضو کرنے، کنگھی کرنے اور جوتے پہننے میں دائیں طرف سے شروع کرنے کو پسند کرتے تھے۔ (صحیح البخاری، الوضوء، باب التیمین فی الوضوء والغسل، حدیث: ۶۶۸؛ صحیح مسلم، الطہارۃ، باب التیمین فی الطہور وغیرہ، حدیث: ۲۶۸)

۳۱۱- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے نہ کبھی گانا گایا نہ جھوٹ بولا اور نہ عضو خاص کو دائیں ہاتھ سے چھوا جب سے میں نے اس (ہاتھ) سے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔

۳۱۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ صُهَيْبَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَمَّانَ يَقُولُ: مَا تَعْنَيْتُ وَلَا تَمَنَيْتُ وَلَا مَسَسْتُ ذَكَرِي بِيَمِينِي مُنْذُ بَايَعْتُ بِهَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ.

۳۱۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص جب استنجا کرے تو دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کرے اسے اپنے بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا چاہیے۔“

۳۱۲- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْمُغْبِرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءِ الْمَكِّيُّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ، عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا اسْتَطَابَ أَحَدُكُمْ، فَلَا يَسْطُطِبْ بِيَمِينِهِ. لَيْسَتْ نَجَسٌ بِشِمَالِهِ».

باب ۱۶:- استنجا کے لیے پتھر کا استعمال نیز لید اور ہڈی سے ممانعت

(المعجم ۱۶) - بَابُ الاسْتِنْجَاءِ بِالْحِجَارَةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الرُّوْثِ وَالرَّمَّةِ (التحفة ۱۶)

۳۱۱- [إسناده ضعيف جداً] * الصلت بن دينار متروك الحديث، كما قال أحمد وغيره (تہذیب التہذیب).

۳۱۲- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة، ح: ۸ من حديث محمد بن عجلان به مطولاً، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.



۱- أبواب الطهارة وسننها

۳۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: ۳۱۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تمہارے لیے اس طرح ہوں جس طرح اولاد کے لیے باپ ہوتا ہے۔ (اس لیے) میں تمہیں (بظاہر معمولی سمجھے جانے والے امور کی بھی) تعلیم دیتا ہوں۔ جب تم قضائے حاجت کے لیے جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرو اور اس کی طرف پیٹھ بھی نہ کرو۔“ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ڈھیلے استعمال کرنے کا حکم دیا، لید اور ہڈی استعمال کرنے سے منع فرمایا، اور دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لَوْلِيهِ أَعْلَمُكُمْ، إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوهَا». وَأَمَرَ بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، وَنَهَى عَنِ الرَّوْثِ وَالرَّمَّةِ، وَنَهَى أَنْ يَسْتَطِيبَ الرَّجُلُ بِيَمِينِهِ.

فوائد ومسائل: ① شریعت کے تمام احکام اہم ہیں، اس لیے جس طرح فرائض کا اہتمام کیا جاتا ہے آداب پر بھی عمل پیرا ہونا چاہیے۔ ② امام کو چاہیے کہ اپنے مقتدیوں کو ہر قسم کے مسائل سے آگاہ کرے، البتہ موقع محل اور مناسب انداز کا خیال رکھنا چاہیے۔ ③ پیٹھ یا پاخانہ کے وقت کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے یا پیٹھ کر کے بیٹھنا جائز نہیں۔ علمائے کرام نے اس حکم کو میدان اور کھلی جگہ کے لیے قرار دیا ہے کیونکہ بیت الخلاء کے اندر کعبہ کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھنا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الوضوء، باب التبرز فی البيوت، حدیث: ۱۳۸، و صحیح مسلم، الطهارة، باب الاستنابة، حدیث: ۳۶۶) ④ تین ڈھیلے استعمال کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ صفائی اچھی طرح ہو جائے۔ اگر پانی کی صفائی کی جائے تو ڈھیلے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں۔ لید اور ہڈی سے استنجا منع ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو جنوں کے لیے خوراک بنایا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”لید اور ہڈیوں کے ساتھ استنجانہ کرو کیونکہ یہ جنوں میں سے تمہارے (مسلمان) بھائیوں کی خوراک ہے۔“ (جامع الترمذی، الطهارة، باب ماجاء فی کراهیة ما يستنجی بہ، حدیث: ۱۸) دوسری وجہ یہ ہے کہ لید، گوبر، خون، ناپاک ہے، لہذا اس سے طہارت حاصل نہیں ہو سکتی جیسے کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔

۳۱۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ ۳۱۴- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے اور فرمایا: ”مجھے تین پتھر لا دو۔“ میں دو پتھر اور

النَّهْلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنْ زُهَيْرٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ - قَالَ: لَيْسَ

۳۱۳- [حسن] انظر الحديث السابق. ۳۱۴- أخرجه البخاري، الوضوء، باب لا يستنجى بروث، ح: ۱۵۶ من حديث زهير به.

۱- أبواب الطهارة وسننها استنجائے لیے پتھر کے استعمال نیز لید اور ہڈی سے ممانعت کا بیان
 أبو عبيدة ذكره، ولكن عبد الرحمن بن
 الأسود، - عن الأسود عن عبد الله بن
 مسعود، أن رسول الله ﷺ أتى الحلاء،
 فقال: «الثنيني بثلاثة أحجار» فأثنته
 بحجرين وروثه فأخذ الحجرين وألقى
 الروث، وقال: «هي رجس».

☀️ فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ اگر تین ڈھیلے نہ ملیں تو دو ڈھیلوں پر بھی اکتفا کیا جاسکتا ہے، تاہم افضل
 یہی ہے کہ تین ڈھیلوں سے صفائی کی جائے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ تیسرا ڈھیلا آپ نے خود ڈھونڈ لیا ہو۔ ② ساتھی یا
 شاگرد سے چھوٹی موٹی خدمت لینا درست ہے۔ خصوصاً جب کہ وہ اس میں کراہت محسوس نہ کرتا ہو۔

۳۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ : حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 أَنبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ؛ وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ
 ابْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ ، جَمِيعًا عَنْ
 هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِي خُزَيْمَةَ ، عَنْ
 عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ
 قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «فِي الْإِسْتِنْجَاءِ
 ثَلَاثَةٌ أَحْجَارٍ لَيْسَ فِيهَا رَجِيعٌ» .

☀️ فائدہ: [رَجِيعٌ] کا لفظ گوبر لید اور انسانی فضلہ سب کے لیے بولا جاتا ہے۔ یہاں اس کا ترجمہ گوبر اور لید اس
 لیے کیا گیا ہے کہ دوسری احادیث میں [رُوثٌ] کا لفظ ہے جو گدھے گھوڑے وغیرہ کی لید کے لیے بولا جاتا ہے۔
 جب لید اور گوبر سے استنجاء منع ہے تو انسانی فضلہ کا استعمال بدرجہ اولیٰ منع ہوگا۔ اس سے ما قبل کی روایت سے بھی جو
 صحیح ہے گوبر اور لید کے عدم استعمال کا اثبات ہوتا ہے اس لیے معنی یہ روایت بھی صحیح ہے۔

۳۱۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا
 وَكَيْعٌ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ
 ۳۱۶- حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض
 مشرکین ان کا مذاق اڑانے لگے ایک مشرک نے کہا:

۳۱۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الاستنجاء بالأحجار، ح: ۴۱ من حديث هشام بن عمرو
 ابن خزيمة لم يوثقه غير ابن حبان.
 ۳۱۶- أخرجه مسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ۲۶۲ من حديث وكيع وغيره.

۱- أبواب الطهارة وسننها

استنجا کے لیے پتھر کے استعمال نیز لید اور ہڈی سے ممانعت کا بیان

ابن بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا
 سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، وَالْأَعْمَشِ، عَنْ
 إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ
 سَلْمَانَ، قَالَ: قَالَ لَهُ بَعْضُ الْمُشْرِكِينَ،
 وَهُمْ يَسْتَهْزِئُونَ بِهِ: إِنِّي أَرَى صَاحِبَكُمْ
 يُعَلِّمُكُمْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الْخِرَاءَةَ، قَالَ:
 أَجَلٌ. أَمَرْنَا أَنْ لَا نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ، وَلَا
 نَسْتَجِي بِأَيْمَانِنَا، وَلَا نَكْتَفِي بِدُونِ ثَلَاثَةٍ
 أَحْجَارٍ، لَيْسَ فِيهَا رَجِيعٌ وَلَا عَطْمٌ.

میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا ساتھی (محمد ﷺ) تمہیں سب
 کچھ سکھاتا ہے حتیٰ کہ پاخانہ کرنا بھی (سکھاتا ہے)۔
 حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! آپ نے ہمیں حکم دیا
 ہے کہ ہم (قضاے حاجت کے لیے) قبلہ کی طرف منہ نہ
 کریں اور دائیں ہاتھ سے استنجانہ کریں اور تین پتھروں
 سے کم استعمال نہ کریں ان میں لید یا ہڈی شامل نہ ہو۔



🌞 فوائد و مسائل: اسلام دین فطرت ہے، اس لیے اس نے انسان کی زندگی کے کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا حتیٰ کہ وہ
 مسائل بھی جنہیں زیر بحث لانا عام طور پر پسند نہیں کیا جاتا ان میں بھی ہدایت کی ضروری تفصیل موجود ہے۔ علاوہ ازیں
 اسلامی تعلیمات میں نہ یہودیت کی سی ناروا سختی ہے نہ نصرانیت کی سی بے لگام اباحت، بلکہ ایک حسین اعتدال موجود
 ہے۔ ① غیر مسلم اقوام کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے کہ وہ اسلام کی خوبیوں کو بھی خامیاں بنا کر پیش کرتے ہیں۔ بعض
 مسلمان جو ذہنی طور پر ان سے مرعوب ہوتے ہیں وہ اس کے جواب میں معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور تاویل
 یا انکار کے ذریعے سے اسلام کو ان کے غیر اسلامی تصورات کے مطابق ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ صحیح طریقہ یہ
 ہے کہ اسلام کے احکام کی خوبیاں اور غیر اسلامی افکار کی خامیاں واضح کی جائیں کیونکہ اسلام ہی راہ ہدایت ہے اور
 کافروں کا گمراہ ہونا کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے بھی معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے کے بجائے
 انہیں مسکت جواب دیا یعنی ہمیں تو اللہ کے نبی ﷺ نے بیت الخلاء کے آداب سکھائے ہیں اور یہ کوئی شرم کی بات
 نہیں۔ شرم کی بات تو یہ ہے کہ تم جیسے لوگوں کو قضاے حاجت کی بھی تمیز نہیں۔ ② حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے قضاے
 حاجت کے جو چار آداب ذکر کیے ہیں ان سے اسلامی تہذیب کی دوسری تہذیبوں پر برتری واضح ہے۔ اپنے اپنے
 قبلہ کا احترام ہر مذہب کے ہاں مسلم ہے لیکن اس احترام کے لیے جس طرح کی ہدایات اسلام نے دی ہیں دوسرے
 مذاہب میں موجود نہیں۔ عبادت کے موقع پر جس طرف منہ کیا جاتا ہے قضاے حاجت کے وقت اس طرف منہ
 کرنے سے اجتناب اس احترام کا ایک واضح مظہر ہے۔ یہود و نصاریٰ میں ان کے قبلہ کے لیے اس قسم کے احترام
 کی کوئی مثال موجود نہیں۔ دائیں اور بائیں ہاتھ کو الگ الگ کاموں کے لیے مخصوص کرنا بھی اسلامی تہذیب کی ایک
 نمایاں خوبی ہے۔ دایاں ہاتھ کھانے پینے کے لیے مخصوص ہے اور بائیں ہاتھ صفائی سے متعلقہ امور کے لیے۔
 غیر مسلموں میں اس طرح کا کوئی امتیاز نہیں۔ خاص طور پر نصاریٰ میں تو قضاے حاجت کے بعد جسم کی صفائی کی بھی

وہ اہمیت نہیں جو فطرتِ سلیم کا تقاضا ہے۔ اس کے بعد ہاتھ دھوئے بغیر کھانا کھا لینا تہذیب سے کس قدر دور ہے، یہ محتاج وضاحت نہیں۔ تین ڈھیلے استعمال کرنے کا حکم بھی صفائی کی اہمیت واضح کرتا ہے، یعنی قضائے حاجت کے بعد جسم کی اس قدر صفائی ہو جانی چاہیے کہ نجاست لگے رہنے کا احتمال نہ رہے۔ اسی طرح لید، گوبر اور ہڈی سے استنجاء کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ مسلمان جنوں اور ان کے جانوروں کی خوراک ہے، نیز غذائی اشیاء کو استنجاء کے لیے استعمال کرنا ایک قابل نفرت فعل ہے جسے کوئی صاحب عقل پسند نہیں کر سکتا۔ نبی اکرم ﷺ نے مسلمان جنوں سے فرمایا تھا: ”تمہارے لیے ہر وہ ہڈی ہے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو وہ تمہارے ہاتھ میں آئے گی تو بہت زیادہ گوشت والی ہو جائے گی اور ہر شیئی تمہارے جانوروں کے لیے چارہ ہوگی۔“ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”تم ان دونوں چیزوں سے استنجاء نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے بھائیوں کا طعام ہے۔“ (صحیح مسلم، الصلاة، باب الحجر بالفقارة في الصبح والفقارة على الجن، حدیث: ۴۵۰)

المعجم (۱۷) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ اسْتِيقْبَالِ الْقِبْلَةِ بِالْفَائِطِ وَالْبَوْلِ (التحفة ۱۷)

باب: ۱۷- پیشاب پاخانے کے وقت قبلہ رو ہونے کی ممانعت کا بیان



۳۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ الْمَصْرِيِّ: أَنَّ بَنَاتِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءِ الزُّبَيْدِيِّ، يَقُولُ: أَنَا أَوَّلُ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ» وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ حَدَّثَ النَّاسَ بِذَلِكَ.

۳۱۷- حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: سب سے پہلے میں نے ہی رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”تم میں سے کوئی قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب نہ کرے۔“ اور سب سے پہلے میں نے ہی لوگوں کو یہ حدیث سنائی۔

۳۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ، أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ: أَنَّ بَنَاتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ،

۳۱۸- حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے قضائے حاجت کے لیے جانے والے کو قبلہ کی طرف منہ کرنے سے منع

۳۱۷- [سننہ صحیح] أخرجه أحمد: ۱۹۱/۴ من حدیث الليث به، وصححه ابن حبان، والحاكم، والبوصري وغيرهم.

۳۱۸- أخرجه البخاري، الوضوء، باب لا تستقبل القبلة بيول ولا غائط... الخ، ح: ۱۴۴، وح: ۳۹۴، ومسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ۲۶۴ من حدیث الزهري به.

۱- أبواب الطهارة وسننها

پیشاب پاخانے کے وقت قبلہ رو ہونے کی ممانعت کا بیان

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الَّذِي يَذْهَبُ إِلَى الْغَائِطِ الْقِبْلَةَ، وَقَالَ: «شَرُّهُمَا أَوْ غَرُّهُمَا».

☀️ فوائد و مسائل: ① مدینہ منورہ سے بیت اللہ شریف جنوب کی طرف ہے، اس لیے جو شخص جنوب کی طرف منہ کرنے لے گا منہ قبلہ کی طرف ہوگا اور جو شخص شمال کی طرف منہ کرے اس کی پشت قبلہ کی طرف ہوگی، جب کہ مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرنے سے قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ نہیں ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے لحاظ سے مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا۔ جو مقامات کعبہ شریف سے مشرق یا مغرب میں واقع ہیں ان کے لیے شمال یا جنوب کی طرف منہ کرنا درست ہوگا۔ اور مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرنا ممنوع ہوگا کیونکہ اصل وجہ کعبہ کی طرف منہ یا پشت ہونا ہے نہ کہ کسی خاص سمت کو اہمیت دینا۔ ② اگلے باب کی احادیث سے واضح ہے کہ یہ پابندی کھلے مقام کے لیے ہے بیت الخلاء اگر اس رخ بنے ہوئے ہوں تو ان میں بیٹھنا جائز ہے، تاہم بیت الخلاء بناتے وقت اگر یہ خیال رکھا جائے کہ وہ قبلہ رخ نہ ہوں تو بہتر ہے۔

۳۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: رَوَيْتَ هُوَ جُونِي عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ مَرَّ بِمَقَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي مَدِينَةِ الْمَدِينَةِ فَلْيَسَلِّمْ عَلَيْهِمْ، فَإِنَّهُمْ يَسَلِّمُونَ عَلَيْهِمْ».

۳۱۹- حضرت معقل بن ابومعقل اسدی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جو نبی ﷺ کے صحابی ہیں انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے پاخانہ پیشاب کرتے وقت دونوں قبلوں (کعبہ اور بیت المقدس) کی طرف منہ کرنے سے ہمیں منع فرمایا۔

۳۲۰- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهْيَعَةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ

۳۲۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں گواہی دی کہ آپ ﷺ نے پیشاب یا پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف

۳۱۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب كراهية استقبال القبلة عند قضاء الحاجة، ح: ۱۰ من حديث عمرو به * أبو زيد مجهول كما في التقريب وغيره. ۳۲۰- [صحیح] * ابن لهيعة وشيخه عننا، فالسند ضعيف، وانظر، ح: ۳۱۸، والذي قبله.

۱- أبواب الطهارة وسننها پیشاب پاخانے کے وقت قبلہ رو ہونے کی رخصت کا بیان

جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ
الْخُدْرِيُّ أَنَّهُ شَهِدَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ
نَهَى أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِغَائِطٍ وَبَوْلٍ

☀ فائدہ: گواہی دینے کا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے پیشاب یا پاخانے کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے سے منع فرمایا۔ اس انداز کا مقصد محض تاکید ہے اور یہ اشارہ بھی ہے کہ انھوں نے یہ حدیث براہ راست آپ ﷺ سے سنی ہے کسی اور صحابی کے واسطے سے نہیں اس لیے وہ اس قدر یقین سے بیان کرتے ہیں جس طرح گواہی صرف چشم دید یعنی معالے پر ہو سکتی ہے۔

۳۲۱- قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ، عُمَيْرُ بْنُ مِرْدَاسٍ
الدَّؤَبِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ،
أَبُو يَحْيَى الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ، عَنْ
أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ
الْخُدْرِيَّ يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَانِي أَنْ
أَشْرَبَ قَائِمًا، وَأَنْ أَبُولَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ.

☀ فائدہ: اس حدیث میں کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع کیا گیا ہے۔ بعض علماء اس نبی کو تیز یہ پر محمول کرتے ہیں یعنی کھڑے ہو کر پانی پینا جائز تو ہے لیکن بہتر نہیں کیونکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر بھی پانی پیا ہے۔ بعض دیگر علماء اسے جائز نہیں سمجھتے کیونکہ صحیح مسلم میں یہ ارشاد نبوی ہے: [لَا يَشْرَبُ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا، فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِ] (صحیح مسلم 'الأشربة' باب في الشرب قائما' حدیث: ۲۰۲۶) "تم میں سے کوئی شخص کھڑے ہو کر (پانی وغیرہ) نہ پیے اور جو محمول کر پنی لے، اسے چاہیے کہ تے کر دے۔" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جواز کو مجبور کی حالت پر محمول کرنا چاہیے یعنی اگر بیٹھنے کے لیے مناسب جگہ نہ ہو تو کھڑے ہو کر پانی پی لے ورنہ پرہیز کرے۔ واللہ اعلم

(المعجم ۱۸) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
فِي الْكَيْتِفِ، وَإِيَّاحِيهِ دُونَ الصَّحَارِي
باب: ۱۸- قبلہ کی طرف منہ کرنا بیت الخلاء
میں جائز ہے، صحرا میں نہیں
(التحفة ۱۸)

۳۲۱- [صحیح] انظر الحديث السابق، هذا الحديث من زوائد القطان.

۱- أبواب الطهارة وسننها

۳۲۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنَّ أَبَانَ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ أَنَّ مُحَمَّدَ ابْنَ يَحْيَى بْنَ حَبَّانَ، أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمَّهُ وَاسِعَ ابْنَ حَبَّانَ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: يَقُولُ أَنَسٌ: إِذَا قَعَدْتَ لِلْعَائِطِ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ، وَلَقَدْ ظَهَرْتُ، ذَاتَ يَوْمٍ مِنَ الْأَيَّامِ، عَلَى ظَهْرِ بَيْتِنَا، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَاعِدًا عَلَى لَبْسَتَيْنِ، مُسْتَقْبِلِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ، هَذَا حَدِيثُ يَزِيدَ بْنِ هَارُونَ.

پیشاب پانانے کے وقت قبلہ رو ہونے کی رخصت کا بیان

۳۲۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: کچھ لوگ کہتے ہیں جب تم قضاے حاجت کے لیے بیٹھو تو تمہارا چہرہ قبلہ کی طرف نہیں ہونا چاہیے۔ میں ایک دن اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیت المقدس کی طرف منہ کیے ہوئے دو کچی اینٹوں پر بیٹھے دیکھا۔ یہ روایت یزید بن ہارون کی ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ گرام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی رہائش گاہ تھا جو راوی حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ہمیشہ تھیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الوضوء، باب التبرز فی البيوت، حدیث: ۱۳۸)۔ ابن کا گھر ہونے کی وجہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے اپنا گھر کہہ دیا۔ ② حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے کا یہ مطلب نہیں کہ انھوں نے نبی ﷺ کو بے پردہ دیکھا۔ بات یہ ہے کہ بیت الخلاء کی دیوار چھوٹی ہونے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کا سر مبارک نظر آیا جس سے معلوم ہوا کہ آپ کی پشت کعبہ شریف کی طرف اور چہرہ مبارک بیت المقدس کی طرف ہے۔ کچی اینٹوں کا آپ کو پہلے سے علم تھا کہ یہاں بیٹھنے کے لیے کچی اینٹیں رکھی ہوئی ہیں۔ (دیکھیے: فتح الباری: ۳۲۵/۱)

۳۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا

۳۲۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۳۲۲- أخرجه البخاري، الوضوء، باب التبرز في البيوت، ح: ۱۴۹ من حديث يزيد بن هارون وغيره، ومسلم، الطهارة، باب الاستطابة، ح: ۲۶۶ من حديث يحيى بن سعيد به.
۳۲۳- [ضعيف] وضعفه البوصيري * عيسى بن أبي عيسى الخياط متروك كما في التقريب وغيره، وله شاهد ضعيف عند أحمد: ۹۹/۲.

۱- أبواب الطهارة وسننها

پیشاب پانے کے وقت قبلہ رو ہونے کی رخصت کا بیان

عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَيْسَى الْخِطَّاطِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي كَيْفِهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ.

عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَيْسَى الْخِطَّاطِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي كَيْفِهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ.

قَالَ عَيْسَى: فَقُلْتُ ذَلِكَ لِلشَّعْبِيِّ، فَقَالَ: صَدَقَ ابْنُ عُمَرَ وَصَدَقَ أَبُو هُرَيْرَةَ، أَمَّا قَوْلُ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ: فِي الصَّخْرَاءِ لَا يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَذْبِرُهَا، وَأَمَّا قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ، فَإِنَّ الْكَيْفَ لَيْسَ فِيهِ قِبْلَةٌ، اسْتَقْبَلَ فِيهِ حَيْثُ شِئَتْ.

قَالَ عَيْسَى: فَقُلْتُ ذَلِكَ لِلشَّعْبِيِّ، فَقَالَ: صَدَقَ ابْنُ عُمَرَ وَصَدَقَ أَبُو هُرَيْرَةَ، أَمَّا قَوْلُ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ: فِي الصَّخْرَاءِ لَا يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَذْبِرُهَا، وَأَمَّا قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ، فَإِنَّ الْكَيْفَ لَيْسَ فِيهِ قِبْلَةٌ، اسْتَقْبَلَ فِيهِ حَيْثُ شِئَتْ.

(حدیث کی سند میں ایک راوی) ”عیسیٰ خیاط“ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام شعیبی سے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی صحیح کہا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مطلب ہے کہ صحرا (اور کھلے میدان) میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے نہ بیٹھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بیت الخلاء کے اندر قبلہ کا خیال رکھنا ضروری نہیں، وہاں تم جہر چاہو منہ کر سکتے ہو۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: وَحَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: وَحَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

فوائد ومسائل: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ روایت اس سند سے تو ضعیف ہے تاہم دوسرے طرق سے اس کا حسن ہونا ثابت ہے۔ عیسیٰ خیاط (اور انہیں حناط بھی کہتے ہیں۔ دیکھیے: تقریب التہذیب: ۵۳۵۲) نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے غالباً اس سے مراد صحیح مسلم کی وہ حدیث ہے جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا: ”جب کوئی شخص قضاے حاجت کے لیے بیٹھے تو قبلے کی طرف منہ بھی نہ کرے اور پیٹھ بھی نہ کرے۔“ (صحیح مسلم الطہارۃ، باب الاستطابۃ، حدیث: ۲۶۵) اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث یہی ہے جو زیر مطالعہ ہے جس میں چار دیواری کے اندر اس کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے وضاحت کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی غرض سے چھت پر چڑھے تو ان کی نظر اچانک نبی ﷺ پر پڑ گئی، جان بوجھ کر انہوں نے نہیں دیکھا، تاہم اس اچانک نظر سے یہ شرعی حکم معلوم ہو گیا کہ چار دیواری کے اندر ایسا کرنا جائز ہے۔ (الموسوعة الحديثية: ۲۱۶/۸) علامہ وحید الزمان نے فرمایا ہے کہ نبی ﷺ سے قبلے کی طرف منہ کرنے اور پیٹھ کرنے کی احادیث بھی مروی ہیں اور ان سے ممانعت کی احادیث بھی موجود ہیں۔ ان میں تطبیق دو طرح ہو سکتی ہے۔



۱- أبواب الطهارة وسننها

پیشاب پاخانے کے وقت قبلہ رو ہونے کی رخصت کا بیان

ایک تو یہ کہ نبی تحریمی ہے لیکن ممانعت صرف صحرا اور کھلی جگہ میں ہے، عمارت میں جائز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ نبی کو تنزیہی قرار دیا جائے تو اجتناب افضل ہوگا اور نبی ﷺ کے نعل سے جواز ثابت ہوگا۔ (ترجمہ سنن ابن ماجہ از علامہ وحید الزمان.....: تصرف)

۳۲۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں ذکر ہوا کہ کچھ لوگ بیت الخلاء میں قبلہ کی طرف منہ کرنا مکروہ سمجھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرا خیال ہے کہ وہ عملی طور پر بھی اجتناب کرتے ہوں گے۔ میری جائے ضرورت کا رخ قبلہ کی طرف کر دو۔“

۳۲۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ذُكِرَ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَوْمٌ يَكْرَهُونَ أَنْ يَسْتَقْبِلُوا بِرُؤُوسِهِمُ الْقِبْلَةَ. فَقَالَ: «أَرَاهُمْ قَدْ فَعَلُوهَا، اسْتَقْبِلُوا بِمَقْعَدَتِي الْقِبْلَةَ.»

ابو الحسن القطان نے کہا: یحییٰ بن عبدک نے عبدالعزیز بن مغیرہ سے انھوں نے خالد حداء سے انھوں نے خالد بن ابی الصلت سے سابقہ روایت کی مثل بیان کیا۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ عَبْدِكَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ، مِثْلَهُ.

۳۲۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں پیشاب کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے سے منع فرمایا تھا۔ پھر میں نے آپ ﷺ کو وفات سے ایک سال پہلے اس طرف منہ کرتے دیکھا۔

۳۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ بِرِئُولٍ، فَرَأَيْتُهُ، قَبْلَ أَنْ يُقْبَضَ بِعَامٍ، يَسْتَقْبِلُهَا.

۳۲۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۳۷/۶ عن وكيع به * خالد وثقه ابن حبان وحده، وجهله أحمد وغيره، وضعفه عبدالحق، وفيه علل أخری.

۳۲۵- [حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الرخصة في ذلك، ح: ۱۳ عن محمد بن بشار به، وحسنه الترمذي، ح: ۹، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم.



۱- أبواب الطهارة وسننها پیشاب کے بعد اس کے قطرات سے بچاؤ حاصل کرنے کا بیان

☀️ فائدہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اس فرمان سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ممانعت کو منسوخ سمجھتے ہیں لیکن اگر نبی کو کھلی جگہ کیلئے خاص قرار دیا جائے یا اجتناب کو افضل اور منہ کرنے کو جائز سمجھ لیا جائے تو اسے منسوخ قرار دینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم۔

(المعجم ۱۹) - **بَابُ الْإِسْتِئْرَاءِ بَعْدَ الْبَوْلِ** (التحفة ۱۹)
باب: ۱۹- پیشاب کے بعد اس کے قطرات سے بچاؤ حاصل کرنا

۳۲۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَيْسَى بْنِ يَزَادَ الْيَمَانِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتِرْ ذِكْرَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ».

۳۲۶- حضرت عیسیٰ بن یزاد یرمانی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص پیشاب کرے تو عضو کو تین بار سونت لے (زور سے دبا کر کھینچے تاکہ اس کے اندر جو قطرات ہیں وہ نکل جائیں۔“

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ نَعِيمٍ مِنْ عِيسَى بْنِ يَزَادَ الْيَمَانِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتِرْ ذِكْرَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ».

ابو الحسن بن سلمہ نے کہا کہ علی بن عبدالعزیز نے ابو نعیم سے زمعہ کے واسطے سے اسی (محمد بن یحییٰ) کی مثل روایت بیان کی۔

(المعجم ۲۰) - **بَابُ مَنْ بَالَ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً** (التحفة ۲۰)
باب: ۲۰- جس نے پیشاب کے بعد پانی استعمال نہ کیا

۳۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَحْيَى التَّوَّامِ، عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أُمِّهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: انْطَلَقَ النَّبِيُّ ﷺ يَبُولُ،

۳۲۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ پیشاب کے لیے (باہر) تشریف لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پانی لے کر آپ کے پیچھے چلے تو آپ نے فرمایا: ”عمر یہ کیا ہے؟“ انھوں نے کہا: پانی۔

۳۲۶- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/۳۴۷ عن وكيع به، وقال البوصيري: "إسناده ضعيف ... وزمعة ضعيف"، وانظر، ح: ۵۰۱ * وعيسى بن يزيد مجهول الحال.

۳۲۷- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الاستبراء، ح: ۴۲ من حديث عبد الله بن يحيى التوام به، وهو ضعيف كما في التقريب.

۱- أبواب الطهارة وسننها

فَاتَّبَعَهُ عُمَرُ بِمَاءٍ، فَقَالَ: «مَا هَذَا؟ يَا عُمَرُ!» قَالَ: مَاءٌ. قَالَ: «مَا أُبْرِئُ كُلَّمَا بُلْتُ أَنْ أَتَوَضَّأَ، وَلَوْ فَعَلْتُ لَكَانَتْ سُئَةً.»
(المعجم ۲۱) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْخَلَاءِ
عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ (التحفة ۲۱)

قضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

آپ نے فرمایا: ”مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ جب بھی پیشاب کروں تو وضو بھی کروں۔ اگر میں ایسا کروں گا تو یہ (لازمی) سنت بن جائے گی۔“

باب: ۲۱- راستے پر قضائے حاجت کی ممانعت کا بیان

۳۲۸- ابوسعید خدری سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ وہ احادیث بیان کیا کرتے تھے جو دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں سنی ہوتی تھیں اور جو حدیثیں دوسروں نے سنی ہوتی تھیں معاذ رضی اللہ عنہ انھیں بیان نہیں کرتے تھے۔ ان کی بیان کردہ کوئی حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوئی تو انھوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمان نہیں سنا۔ ممکن ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ (کے یہ حدیث بیان کرنے) کی وجہ سے تم لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہو جاؤ۔ یہ بات حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تک بھی پہنچ گئی۔ (ایک موقع پر) ان کی آپس میں ملاقات ہوئی تو معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عبداللہ بن عمرو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے جھوٹ بولنا منافقت ہے۔ جو شخص ایسی بات کرے گا خود گناہ گار ہوگا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ”لعنت کا سبب بننے والے تین کاموں سے اجتناب کرو یعنی گھٹا پڑسائے میں اور راستے کے درمیان قضائے حاجت کرنے سے (پرہیز کرو۔“)

۳۲۸- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخَمِيرِيَّ حَدَّثَهُ قَالَ: كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يَتَحَدَّثُ بِمَا لَمْ يَسْمَعْ أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَسْكُتُ عَمَّا سَمِعُوا، فَبَلَغَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو مَا يَتَحَدَّثُ بِهِ، فَقَالَ: وَاللَّهِ! مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ هَذَا. وَأَوْشَكَ مُعَاذٌ أَنْ يَقْتُلَكُمْ فِي الْخَلَاءِ، فَبَلَغَ ذَلِكَ مُعَاذًا، فَلَقِيَهُ، فَقَالَ مُعَاذٌ: يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو! إِنَّ التَّكْذِيبَ بِحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِفَاقٌ، وَإِنَّمَا إِنَّمُ عَلَى مَنْ قَالَهُ، لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَ: الْبُرَازَ فِي الْمَوَارِدِ، وَالظَّلَّ، وَقَارِعَةَ الطَّرِيقِ».



☀️ فوائد و مسائل: ① یہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سن۶۰ ضعیف ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

۳۲۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب المواضع التي نهى عن البول فيها، ح: ۲۶ من حديث نافع ابن يزيد به، قال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، فيه أبو سعيد... روايته عن معاذ مرسله".

۱- ابواب الطهارة وسننها - - - - - قضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

سے یہ حدیث مروی ہے لیکن اس میں دو مقامات سے ممانعت کا ذکر ہے، گھاٹ کا ذکر نہیں۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الطهارة: باب النهی عن التخلی فی الطرق والظلال، حدیث: ۳۶۹) علاوہ ازیں شیخ الہمامی رحمہ اللہ نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ اس حدیث سے یہ استدلال صحیح ہے کہ گھاٹ سمیت ایسی تمام جگہوں پر بول و براز کرنا صحیح نہیں جس سے دوسروں کو تکلیف ہو۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے: الإرواء، حدیث: ۶۲) ⑤ ”گھاٹ“ سے مراد دریا یا تالاب وغیرہ کا کنارہ ہے جہاں سے پانی لینے کے لیے یا دوسرے مقاصد کے لیے عام لوگوں کی آمد و رفت ہو۔ ⑥ ”سائے“ سے مراد وہ سایہ ہے جہاں گرمی اور دھوپ سے بچنے کے لیے لوگ ٹھہرتے ہوں۔ یہاں پاخانہ کرنے سے عام لوگوں کو تکلیف ہو گی اور وہ اس سائے سے فائدہ حاصل نہیں کر سکیں گے۔ اگر کوئی درخت ایسی جگہ اگا ہوا ہو جہاں عام لوگوں کو آنے جانے کی ضرورت نہیں پڑتی تو اس کے سائے میں قضائے حاجت کی گنجائش ہے جیسے کہ حدیث: ۳۳۸، ۳۳۹ میں ذکر ہوگا۔ ⑦ ”راستے کے درمیان“ مراد یہ ہے کہ عین راستے میں قضائے حاجت نہ کی جائے۔ جس سے آنے جانے والوں کو تکلیف ہو۔ ہاں راستے سے ایک طرف ہٹ کر جہاں سے لوگ نہیں گزرتے، فراغت حاصل کی جاسکتی ہے۔

۳۲۹- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”راستے کے درمیان (رات کو آرام کرنے اور سونے کے لیے) نہ ٹھہرو اور وہاں نماز نہ پڑھو کیونکہ یہ سانپوں اور درندوں کا ٹھکانا ہے اور وہاں قضائے حاجت نہ کرو کیونکہ یہ لعنت کا باعث ہے۔“

۳۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ: قَالَ سَالِمٌ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ: حَدَّثَنَا جَابِرُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَأْكُمُ وَالتَّعْرِيسَ عَلَى جَوَادِ الطَّرِيقِ، وَالصَّلَاةَ عَلَيْهَا، فَإِنَّهَا مَأْوَى الْحَيَاتِ وَالسَّبَاعِ، وَقَضَاءَ الْحَاجَةِ عَلَيْهَا، فَإِنَّهَا [مِنَ] الْمَلَاعِنِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① رات کو جب راستے پر انسانوں کی آمد و رفت رک جاتی ہے تو موذی جانور اور حشرات اپنے ٹھکانوں سے نکل آتے ہیں اور ان راستوں سے گزرتے ہیں، اس لیے اگر کوئی مسافر لیٹ کر سو رہا ہو تو ممکن ہے کوئی سانپ بچھو وغیرہ اسے نقصان پہنچائے۔ ② اس حدیث سے بھی راستے میں قضائے حاجت کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ ③ بعض محققین نے [وَالصَّلَاةَ عَلَيْهَا] کے الفاظ کے علاوہ اسے حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحیحة، حدیث: ۲۳۳)

۳۲۹- [ضعیف] قال الإمام أحمد في عمرو بن سلمة: "روى عن زهير أحاديث بواطيل* (تهذيب)، وللحديث طرق ضعيفة عند أحمد: ۳/۳۰۵، ۳۸۱ وغيره.

۱- أبواب الطهارة وسننها

تقضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

۳۳۰- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے راستے میں نماز پڑھنے سے یا قضاے حاجت کرنے سے یا پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۳۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ، عَنْ قُرَّةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يُصَلَّى عَلَى قَارِعَةِ الطَّرِيقِ، أَوْ يُضْرَبَ الْخَلَاءَ عَلَيْهَا، أَوْ يُبَالَ فِيهَا.

باب ۲۲- میدان میں قضاے حاجت کے لیے (لوگوں سے دور جانا)

(المعجم ۲۲) - بَابُ التَّبَاعُدِ لِلْبِرَازِ فِي الْفَضَاءِ (التحفة ۲۲)

۳۳۱- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب قضاے حاجت کے لیے جاتے تو دور تشریف لے جاتے تھے۔

۳۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيَّةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ، أَبْعَدَ.

☀️ فائدہ: پردے کے اعضاء کو دوسروں کی نظروں سے چھپانا ہر حال میں فرض ہے۔ پیشاب وغیرہ کی حاجت کے وقت انسان کو اپنا جسم کھولنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس مقصد کے لیے بیت الخلاء میں جانا چاہیے تاکہ دوسروں سے پردہ قائم رہے۔ اگر میدان میں یہ ضرورت پیش آئے تو دوسروں سے اس قدر دور چلے جانا چاہیے کہ کسی کی نظر نہ پڑے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ کسی چیز کی اوٹ میں فراغت حاصل کر لی جائے مثلاً: کسی دیوار یا درخت کے پیچھے چلا جائے بشرطیکہ وہاں ممانعت کی کوئی دوسری وجہ نہ ہو یعنی وہ درخت عام لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ کے طور پر استعمال نہ ہوتا ہو۔

۳۳۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ آپ

۳۳۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا [عُمَرُو] بْنُ عَبِيدٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ

۳۳۰- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في المعجم الكبير ۱/۲: ۲۸۱، ح: ۱۳۱۲۰ من حديث عمرو بن خالد الحرائي به * ابن لهيعة يدلس عن الضعفاء (انظر طبقات المدلسين / المرتبة الخامسة)، والسند وضعفه البوصيري.

۳۳۱- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب التخلي عند قضاء الحاجة، ح: ۱، وصححه الترمذي، وابن خزيمة، والحاكم، والذهبي.

۳۳۲- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لضعف عمر بن العثنى والأشجعي وهو مستور كما في التقريب، وقال أبو زرعة: "عطاء لم يسمع من أنس"، وللحديث شواهد كثيرة.



۱- أبواب الطهارة وسننها قضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

الْمُنْتَى، عَنْ عَطَاءِ الْخُرَّاسَانِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَتَنَحَّى لِحَاجَتِهِ، ثُمَّ جَاءَ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَتَوَضَّأَ.

قضائے حاجت کے لیے دو تشریف لے گئے پھر واپس آ کر وضو کے لیے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا۔

☀️ فائدہ: یہ روایت اگرچہ سداضعیف ہے لیکن وضو ٹوٹ جانے کے بعد وضو کر لینے اور ہر وقت با وضو رہنے کے احتیاج میں کوئی شک نہیں۔

۳۳۳- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنِ ابْنِ خُنَيْمٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ يَعْلَى ابْنِ مَرْةٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ، إِذَا ذَهَبَ إِلَى الْعَائِطِ، أَبْعَدَ.

۳۳۳- حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ جب قضائے حاجت کے لیے جاتے تو دو تشریف لے جاتے تھے۔

۳۳۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ، - قَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: وَاسْمُهُ عُمَيْرُ بْنُ يَزِيدَ - عَنْ عُمَارَةَ بْنِ حُزَيْمَةَ وَالْحَارِثِ بْنِ فُضَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي قُرَادٍ قَالَ: حَجَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَذَهَبَ لِحَاجَتِهِ فَأَبْعَدَ.

۳۳۴- حضرت عبدالرحمن بن ابوقراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے ہمراہ حج کیا۔ (راستے میں) آپ قضائے حاجت کے لیے گئے تو (لوگوں سے) دو تشریف لے گئے۔

۳۳۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى: أَنبَأَنَا

۳۳۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں

۳۳۳- [حسن] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف يونس بن خباب"، والحديث السابق، ح: ۳۳۱ شاهد له.

۳۳۴- [إسناده حسن] أخرجه النسائي: ۱/ ۱۸، ۱۷، ح: ۱۶ من حديث يحيى بن سعيد به، وحسنه الحافظ في الإصابة (۲/ ۱۹) ۴: ۵۱۸۵.

۳۳۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب التخلي عند قضاء الحاجة، ح: ۲ من حديث إسماعيل به، وهو ضعيف كما في التقريب وغيره، ولبعض الحديث شواهد عند أبي داود، ح: ۱ وغيره.

۱- أبواب الطهارة وسننها

قضاے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

روانہ ہوئے۔ (سفر کے دوران میں) رسول اللہ ﷺ اس وقت تک قضاے حاجت نہیں کرتے تھے جب تک کہ نظروں سے اوجھل نہ ہو جاتے اور کسی کو نظر نہ آتے۔

إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَأْتِي الْبِرَازَ حَتَّى يَتَغَيَّبَ، فَلَا يُرَى.

۳۳۶- حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب قضاے حاجت کے لیے جاتے تو دوڑ چلے جاتے۔

۳۳۶- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ كَثِيرٍ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ الْمُزَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ أَبْعَدَ.

باب: ۲۳- پیشاب اور پاخانہ کے لیے مناسب جگہ تلاش کرنا

(المعجم ۲۳) - بَابُ الْإِزْتِيَادِ لِلْغَائِطِ وَالْبَوْلِ (التحفة ۲۳)

۳۳۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جوڑھیے استعمال کرے وہ طاق تعداد میں استعمال کرے۔ جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا۔ جس نے نہ کیا تو کوئی حرج نہیں۔ جس نے (دانتوں میں) خلال استعمال کیا تو (کھانے کے جوڑے وغیرہ نکلیں انھیں) پھینک دے اور جو کچھ زبان کے ذریعے سے (دانتوں کے درمیان سے) نکل آئے اسے نکل لے۔ جس نے اس طرح کیا تو اچھا کیا۔ جس نے نہ کیا تو کوئی حرج نہیں۔ جو شخص قضاے حاجت کے لیے جائے اسے چاہیے کہ پردہ

۳۳۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ حُصَيْنِ الْحَمِيرِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخَدِيرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ اسْتَجَمَرَ فَلْيُزِرْ، مَنْ فَعَلَ [ذَلِكَ] فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا، فَلَا حَرَجَ، وَمَنْ تَحَلَّلَ فَلْيَلْفِظْ، وَمَنْ لَأَكَ فَلْيَتَلَعْ، مَنْ فَعَلَ ذَاكَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا، فَلَا حَرَجَ، وَمَنْ أَتَى الْخَلَاءَ فَلْيَسْتِرْ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ إِلَّا كَيْبًا مِنْ

۳۳۶- [حسن] انظر، ح: ۱۶۵ لضعف كثير العوفي، وتلميذه مستور، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق: ۳۳۱، ۳۳۴، وهو بها حسن.

۳۳۷- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الاستنار في الخلاء، ح: ۳۵، وصححه ابن حبان * حصين مجهول كما في التقریب.

قضاے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

کرے۔ اگر ریت کی ذہری کے سوا کوئی اوٹ نہ ملے تو (مزید ریت جمع کر کے) اس میں اضافہ کر لے (تاکہ مناسب حد تک پردے کے قابل ہو جائے) کیونکہ شیطان انسان کی دبر سے چھیر چھاڑ کرتا ہے۔ جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا۔ جس نے نہ کیا تو کوئی حرج نہیں۔“

رَمَلٍ فَلْيَمْدُدْهُ عَلَيْهِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ ابْنِ آدَمَ. مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ وَمَنْ لَا، فَلَا حَرَجَ.

۳۳۸- اسی حدیث کی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: ”جو سرد لگائے تو طاق تعداد میں لگائے۔ جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا۔ جس نے نہ کیا تو کوئی حرج نہیں۔ اور جو شخص زبان کے ذریعے سے (دانٹوں کے درمیان سے) کچھ نکالے تو اسے چاہیے کہ نگل لے۔“

۳۳۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ بِإِسْنَادِهِ نَحْوَهُ، وَزَادَ فِيهِ: «وَمَنْ اِكْتَحَلَ فَلْيُؤَيِّزْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لَا، فَلَا حَرَجَ، وَمَنْ لَأَكَ فَلْيَتَلَعَّ».

۳۳۹- حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد (مرہ بن وہب ثقفی) سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: میں ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ نے قضاے حاجت کا ارادہ کیا تو مجھ سے فرمایا: ”کھجور کے ان دو چھوٹے پودوں کے پاس جا کر انھیں کہو: اللہ کے رسول تمہیں حکم دیتے ہیں کہ آپس میں مل جاؤ۔“ چنانچہ وہ مل گئے۔ آپ ﷺ نے ان کے ذریعے سے پردہ فرما کر حاجت پوری کی پھر مجھ سے فرمایا: ”ان کے پاس جا کر کہو: تم میں سے ہر پودا اپنی اپنی جگہ واپس چلا جائے۔“ میں نے انھیں کہا تو وہ اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے۔

۳۳۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمُنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَأَرَادَ أَنْ يَقْضِيَ حَاجَتَهُ، فَقَالَ لِي: «إِثْتِ تِلْكَ الْأَشْءَاتَيْنِ» قَالَ وَكَيْعٌ: - يَعْنِي: النَّخْلَ الصَّغَارَ. «فَقُلْ لَهُمَا: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُكُمَا أَنْ تَجْتَمِعَا». فَاجْتَمَعَتَا، فَاسْتَرَّ بِهِمَا، فَقَضَى حَاجَتَهُ، ثُمَّ قَالَ لِي: «إِثْتِهُمَا»، فَقُلْ لَهُمَا: لَتَرْجِعَ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا إِلَى مَكَانِهَا» فَقُلْتُ لَهُمَا فَرَجَعَتَا.

۳۳۸- [ضعیف] انظر الحديث السابق، وسيأتي، ح: ۳۴۹۸.

۳۳۹- [حسن] أخرجه أحمد: ۱۷۰/۴ عن وكيع به * الأعمش عن، وتقدم، ح: ۱۷۸، والمنهال لم يسمع من يعلى، وفيه علة أخرى، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ۳۰۱۰ وغيره.

۱- أبواب الطهارة وسننها قضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

☀️ **فوائد و مسائل:** ① یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ کے لیے اللہ تعالیٰ نے درختوں کو ان کی جگہ سے نخل کر دیا اور پھر انہیں دوبارہ ان کی جگہ واپس پہنچا دیا، مزید یہ کہ درختوں کو اللہ کے رسول ﷺ نے براہ راست حکم نہیں دیا بلکہ صحابی نے ان تک پیغام پہنچایا اور انھوں نے تعمیل کی۔ یہ صحابی کی کرامت ہے۔ ② اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے موقع پر پردے کا کس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ کھجور کا ایک پودا پردے کے لیے کافی نہیں سمجھاتے کہ اللہ کے حکم سے دوسرا پودا اس کے ساتھ مل کر زیادہ پردہ ہو گیا۔

۳۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو الثُّعْمَانِ: حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ، عَنِ الْحَسَنِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ: كَانَ أَحَبَّ مَا اسْتَرَّ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ لِحَاجَتِهِ هَدْفٌ أَوْ حَائِشٌ نَخْلٍ.

۳۳۰- حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے موقع پر کسی ٹیلے یا کھجوروں کے جھنڈ کی آڑ لینا زیادہ پسند فرماتے تھے۔

☀️ **فائدہ:** درخت کی آڑ میں قضائے حاجت کرنا درست ہے جب کہ وہ درخت پھل والا نہ ہو۔ کھجور کا پھل ایک خاص موسم میں اتارا جاتا ہے، اس لیے دوسرے موسموں میں اس سے پھل حاصل کرنے کے لیے اس کے پاس جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ سائے کے لیے بھی کھجور کے باغ سے تو فائدہ حاصل کیا جاتا ہے۔ الگ لگے ہوئے درختوں کو اس مقصد کے لیے اہمیت نہیں دی جاتی، البتہ چھوٹے قد کے درخت جو پھل گننے کی عمر کو نہیں پہنچے ہوتے اچھا پردہ فراہم کرتے ہیں۔

۳۴۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَقِيلٍ بْنِ خُوَيْلِدٍ: حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ ذَكْوَانَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: عَدَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الشَّعْبِ قَبَالَ، حَتَّى إِنِّي أَوِي لَهُ مِنْ فَكٍّ وَرَكِيهِ حِينَ بَالَ.

۳۳۱- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ راستے سے ہٹ کر گھائی کی طرف چلے گئے اور (وہاں جا کر) پیشاب کیا۔ جب آپ نے پیشاب کیا تو میں آپ کے قریب (منہ دوسری طرف کر کے کھڑا) تھا تاکہ آپ کی پشت ظاہر نہ ہو۔

۳۴۰- [صحیح] أخرجه مسلم، الحیض، باب التستر عند البول، ح: ۳۴۲ من حدیث مہدی بہ .

۳۴۱- [استادہ ضعیف] وضعفه البوصیری * محمد بن ذکوان ضعیف (تقریب) .

باب: ۲۳- قضائے حاجت کے وقت ایک دوسرے کے قریب بیٹھنا اور باتیں کرنا منع ہے

۳۳۲- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قضائے حاجت کرتے وقت دو آدمی باتیں نہ کریں کہ ہر ایک کی نظر اپنے ساتھی کے پردے کے اعضاء پر پڑ رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ اس (غلط کام) سے سخت ناراض ہوتا ہے۔“

(المعجم ۲۴) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاجْتِمَاعِ عَلَى الْخَلَاءِ وَالْحَدِيثِ عِنْدَهُ (التحفة ۲۴)

۳۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءٍ: أَنَّ أَبَانَ عِكْرِمَةَ بْنَ عَمَّارٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ عِيَاضٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخَدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ عَلَى غَائِطِهِمَا، يَنْظُرُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَى عَوْرَةِ صَاحِبِهِ، فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَمُقْتُ عَلَى ذَلِكَ».

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْوَرَّاقُ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ هِلَالٍ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: وَهُوَ الصَّوَابُ.

محمد بن یحییٰ (مذکورہ روایت جب) عکرمہ بن عمار کے (دوسرے) شاگرد سلم بن ابراہیم الوراق سے بیان کرتے ہیں تو راوی کا نام (ہلال بن عیاض کی بجائے) عیاض بن ہلال بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہی درست اور صحیح ہے۔

محمد بن حمید (مذکورہ روایت جب) عکرمہ بن عمار کے (تیسرے) شاگرد سفیان ثوری سے بیان کرتے ہیں تو راوی کا نام (ہلال بن عیاض اور عیاض بن ہلال کی بجائے) عیاض بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ ابْنِ عَمَّارٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، نَحْوَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① حدیث کی اس سند میں ضعف ہے البتہ یہی حدیث دوسری صحیح سندوں کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ دیکھیے: (صحیح الجامع الصغیر؛ حدیث: ۶۰۱۳) ② جب

۳۴۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب كراهية الكلام عند الخلاء، ح: ۱۵، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي * عكرمة مضطرب الحديث عن يحيى بن أبي كثير .

۱- ابواب الطهارة وسننها

تقضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

انسان تقضائے حاجت کے وقت اپنے ستر کو کھولے ہوئے ہو تو اسے بات چیت کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ یہ شرم و حیا کے سنائی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ ⑤ باتیں کرنا اس لیے بھی منع ہے کہ باتیں کرتے وقت انہیں ایک دوسرے کے قریب بیٹھنا پڑے گا جس کی وجہ سے پردے کا اہتمام نہیں ہو سکے گا اور ایک دوسرے کے پوشیدہ اعضاء پر نظر پڑے گی اور کسی کے پردے کے اعضاء کو دیکھنا اور اپنے پوشیدہ اعضاء کسی کو دکھانا گناہ ہے۔

(المعجم ۲۵) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ
 فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ (التحفة ۲۵)
 باب: ۲۵- ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے

۳۴۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنَّ
 اللِّثَّ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ
 جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ نَهَى عَنْ أَنْ
 يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ.
 ۳۴۳- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① ٹھہرے ہوئے پانی سے مراد تالاب وغیرہ کا وہ پانی ہے جو جاری نہیں۔ ایسے پانی میں اگر لوگ پیشاب کرتے رہیں گے تو وہ انتہائی گندا ہو جائے گا اور قابل استعمال نہیں رہے گا۔ ② اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر پانی بہ رہا ہو جیسے ندی نہر یا دریا کا پانی ہوتا ہے تو اس میں پیشاب کرنا منع نہیں، تاہم اجتناب بہتر ہے کیونکہ یہ صفائی اور نظافت کے خلاف ہے۔



۳۴۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ ابْنِ
 عَبَّجَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ :
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «لَا يُبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي
 الْمَاءِ الرَّائِدِ» .
 ۳۴۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔“

۳۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى :
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ : حَدَّثَنَا يَحْيَى
 ۳۴۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔“

۳۴۳- أخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن البول في الماء الراكد، ح: ۲۸۱ عن محمد بن رمح وغيره به.

۳۴۴- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب البول في الماء الراكد، ح: ۷۰ من حديث ابن عجلان به.

۳۴۵- [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف" ابن أبي فروة اسمه إسحاق، متفق على تركه.

میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔“

ابْنُ حَمْرَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ النَّافِعِ».

باب: ۲۶- پیشاب سے انتہائی احتیاط کی تاکید

(المعجم ۲۶) - بَابُ التَّشْدِيدِ فِي الْبَوْلِ (التحفة ۲۶)

۳۳۶- حضرت عبدالرحمن بن حنبلہ سے روایت

۳۴۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (گھر سے) باہر ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں ایک ڈھال تھی۔ (آپ ﷺ کو پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی تو اسے (زمین پر) رکھا اور اس کی طرف رخ کر کے بیٹھ کر پیشاب کیا۔ کسی نے کہا: ان صاحب کو دیکھو اس طرح پیشاب کرتے ہیں جس طرح عورت کیا کرتی ہے۔ نبی ﷺ نے اس کی بات سن لی۔ چنانچہ فرمایا: ”تجھ پر افسوس! کیا تجھے معلوم نہیں کہ بنی اسرائیل کے اس آدمی کے ساتھ کیا ہوا؟ ان لوگوں کو جب (کپڑے وغیرہ کو) پیشاب لگ جاتا تو قینچیوں سے کاٹ دیا کرتے تھے (کیونکہ ان کی شریعت میں یہی حکم تھا) اس نے انھیں اس سے منع کر دیا تو اسے قبر میں عذاب دیا گیا۔“

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَسَنَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَفِي يَدِهِ الدَّرَقَةُ، فَوَضَعَهَا ثُمَّ جَلَسَ فَبَالَ إِلَيْهَا، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: انظُرُوا إِلَيْهِ، يَبُولُ كَمَا يَبُولُ الْمَرْأَةُ، فَسَمِعَهُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: «وَيْحَاكَ! أَمَا عَلِمْتَ مَا أَصَابَ صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ كَانُوا إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَوْلُ فَرَضَوْهُ بِالْمَقَارِيضِ، فَهَاهُمْ [عَنْ ذَلِكَ]، فَعَذَّبَ فِي قَبْرِهِ».

امام ابن ماجہ نے اعمش کے دوسرے شاگرد عبد اللہ بن موسیٰ سے اسی (ابو معاویہ) کی مثل روایت بیان کی۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى: أَنَّ ابْنَ الْأَعْمَشِ فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

فوائد و مسائل: ① کھلی جگہ پیشاب کرتے ہوئے پردے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ یہ پردہ درخت دیوار وغیرہ سے بھی ہو سکتا ہے اور اپنے پاس موجود کسی چیز سے بھی کیا جا سکتا ہے جیسے آپ ﷺ نے ڈھال کو پردے کے طور پر

۳۴۶- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الاستبراء من البول، ح: ۲۲ وغیره * فيه الأعمش، ولم أجد تصريح سماعه، وتقدم، ح: ۱۷۸.

۱- أبواب الطهارة وسننها

استعمال فرمایا۔ ① بے پردگی اور بے حیائی غیر مسلموں کی عادت ہے۔ وہ مسلمانوں کی شرم و حیا اور عفت پر طعنہ زنی کرتے ہیں تاکہ مسلمان بھی ان کی سی عادات و اطوار اختیار کر لیں۔ لیکن سچے مسلمان کو ان کے طعنوں کی پروا نہیں کرنی چاہیے بلکہ ان پر واضح کرنا چاہیے کہ تمہارا رسم و رواج اور تمہارے طریقے غلط اور قابل ترک ہیں۔ ② یہود و نصاریٰ میں بھی اصل شرعی حکم شرم و حیا پر وہ اور طہارت و پاکیزگی کے اہتمام کا ہے۔ موجودہ تہذیب کے مظاہر خود ان کی شریعت اور ان کے انبیائے کرام ﷺ کی سیرت کے خلاف ہیں۔ ③ گناہ کی طرف دعوت دینا یا نیکی اور اچھائی سے منع کرنا بہت بڑا جرم ہے جس کی سزا قیامت سے پہلے قبر میں بھی مل سکتی ہے۔ ④ اس سے عذاب قبر کا ثبوت ملتا ہے۔ ⑤ [إِذَا أَصَابَهُمُ الْمَوْلُوتُ فَرَضُوا بِالْمَقَارِبِ] ”جب ان لوگوں کو پیشاب لگ جاتا تو قہنجیوں سے کاٹ دیا کرتے تھے۔“ اس میں ابہام ہے کہ کس چیز کو کاٹتے تھے؟ ابوداؤد کی ایک روایت میں [جلد] چڑے کے الفاظ ہیں اور ابوداؤد ہی کی ایک دوسری روایت میں [جسد] جسم کا ذکر ہے۔ جسد کے لفظ کو شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے منکر کہا ہے اور جلد سے مراد چڑے کا لباس لیا ہے جو پہنا جاتا ہے۔ اس طرح کاٹی جانے والی چیز جسم کا حصہ نہیں بلکہ لباس (کپڑا یا چمڑا) ہوتا تھا جسے پیشاب لگ جاتا تھا۔ صحیح بخاری کی روایت سے بھی اسی باب کی تائید ہوتی ہے۔ اس روایت کے الفاظ ہیں: [إِذَا أَصَابَ نَوْبَ أَحَدِهِمْ فَرَضَهُ] (صحیح البخاری، حدیث: ۳۲۶) ”جب ان میں سے کسی کے کپڑے کو پیشاب لگ جاتا تو وہ اسے کاٹ دیتا تھا۔“

۳۴۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ دو نئی قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”ان دونوں (آدمیوں) کو عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا۔ ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چنچل خوری کا عادی تھا۔“

۳۴۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبْدُ بْنُ عَمَّاشٍ، عَنْ مَجَاهِدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِقَبْرَيْنِ جَدِيدَيْنِ، فَقَالَ: «إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ. وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيهِ كَبِيرٌ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَنْزِهُ مِنْ بَوْلِهِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمُشِي بِالنَّوْمِيَةِ.»

فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کو قبر کے اندر کے حالات سے آگاہ کر دیا گیا۔ اس کی حیثیت ایک معجزے کی ہے اور معجزہ نبی کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔ ممکن ہے وحی کے ذریعے اطلاع دی گئی ہو۔ ② اس واقعہ سے قبر میں عذاب کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ ③ پیشاب سے بچنے کا مطلب یہ ہے کہ جسم اور لباس کو پیشاب کے چھینٹوں سے بچایا جائے اور پیشاب سے فارغ ہو کر مٹی یا پانی سے استنجا کیا جائے۔ ④ یہاں پیشاب سے مراد انسان کا پیشاب ہے کیونکہ اس

۳۴۷- أخرجه البخاري، الجناز، باب الجريدة على القبر، ح: ۱۳۶۱ من حديث أبي معاوية، ومسلم، الطهارة، باب الدليل على نجاسة البول... الخ، ح: ۲۹۲ من حديث الأعمش به.

حدیث میں ”اپنے پیشاب سے“ کے الفاظ ہیں۔ جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کے پیشاب سے بھی پچنا ضروری ہے، البتہ گائے، بھینس وغیرہ جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کے پیشاب کے بارے میں شریعت نے نرمی کی ہے تاہم صفائی کے نقطہ نظر سے ان کے پیشاب سے بھی اجتناب کرنا بہتر ہے۔ ④ ”کسی بڑی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا“ کا مطلب یہ ہے کہ پیشاب سے پچنا مشکل کام نہ تھا۔ اگر ذرا سی توجہ اور احتیاط سے کام لیتا تو پیشاب کے چھینٹوں سے خود کو بچا سکتا تھا۔ ⑤ چغلی [نَمِيْمَةٌ] کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کی کبھی ہوئی بات دوسرے کو بتائی جائے تاکہ دونوں میں بھگڑا ہو جائے یا ان کی باہمی محبت ختم ہو جائے۔ یہ بات سچ بھی ہو تو اس طرح لگائی بھجائی کے طور پر ایک دوسرے کو جانتا ناختم گناہ ہے۔ اور اگر جھوٹ ہو تو گناہ کی شاعت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کسی کے عیوب اس کی غیر موجودگی میں ذکر کرنا بھی چغلی (غیبت) اور بڑا گناہ ہے، تاہم بعض اوقات کسی کی غیر موجودگی میں اس کے عیب کا ذکر جائز بھی ہوتا ہے۔ علماء نے جائز غیبت میں چھ امور ذکر کیے ہیں: ① مظلوم کا حاکم یا کسی ایسے شخص کے پاس ظالم کی شکایت کرنا جو اسے سزا دے سکے یا ظلم سے منع کر سکے۔ ② کسی کو برائی سے روکنے کے لیے دوسرے سے مدد حاصل کرنا مقصود ہو جب کہ یہ امید ہو کہ یہ شخص اسے برائی سے روک سکتا ہے۔ ③ مسئلہ پوچھتے وقت صورت حال کی وضاحت کے لیے۔ ④ مسلمانوں کی خیر خواہی کرتے ہوئے کسی کے شر سے بچانا مقصود ہو تو اس کا عیب بیان کرنا ضروری ہے مثلاً: حدیث کی سند کے راوی کا ضعف بیان کرنا یا جب کسی سے رشہ نانا کرنے کا روبرو میں شراکت کرنے یا اس کے پاس امانت رکھنے کے بارے میں مشورہ کیا جائے تو مشورہ دینے والے کو چاہیے کہ اگر ایسا شخص اس قابل نہیں تو مشورہ لینے والے کو حقیقت حال سے آگاہ کر دے۔ ⑤ جو شخص سرعام گناہ یا بدعت کا ارتکاب کرتا ہو اس کے اس عیب کو اس کی غیر موجودگی میں بیان کرنا جائز ہے تاکہ سب لوگ مل جل کر اسے اس سے منع کر سکیں۔ ⑥ کوئی شخص کسی جسمانی نقص یا عیب کی وجہ سے خاص نام سے معروف ہو جائے تو اس شخص کا ذکر اس نام سے کیا جاسکتا ہے، جیسے لنگڑا یا ٹنڈا وغیرہ، بشرطیکہ اس سے توہین و تنقیص مقصود نہ ہو۔ (ریاض الصالحین، باب بیان مایباح من الغیبة)

۳۴۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 حَدَّثَنَا عَفَّانُ : حَدَّثَنَا أَبُو عَوَّانَةَ، عَنِ
 الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَكْثَرُ عَذَابِ
 الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ».

۳۴۸- [حسن] أخرجه أحمد ۲/ ۳۸۸ عن عفان به، وهو في مصنف ابن أبي شيبة ۱/ ۱۲۲، وصححه الحاكم،
 والذهبي، والבוصري * الأعمش عن عمن، وتقدم، ح: ۱۷۸، وله شاهد حسن عند النسائي، ح: ۱۳۴۴.

۱- أبواب الطهارة وسننها

تقاضے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

۳۴۹- حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: ”ان دو شخصوں کو عذاب ہو رہا ہے۔ اور عذاب بھی کسی بڑے کام کی وجہ سے نہیں ہو رہا۔ ایک کو تو پیشاب کی وجہ سے عذاب ہو رہا ہے اور دوسرے کو غیبت کی سزا مل رہی ہے۔“

۳۴۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ: حَدَّثَنِي بَحْرُ بْنُ مَرَّارٍ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِقَبْرَيْنِ، فَقَالَ: «إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَيُعَذَّبُ فِي الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَيُعَذَّبُ فِي الْغَيْبَةِ».

☀️ فائدہ: ان گناہوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ بڑے نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ صغیرہ گناہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان سے بچنا کوئی بہت دشوار اور زیادہ محنت طلب کام نہیں تھا بلکہ معمولی سی احتیاط کے ساتھ ان دونوں جرائم سے پرہیز ممکن تھا۔

باب: ۲۷- پیشاب کرنے والے کو سلام کہنا

(المعجم ۲۷) - بَابُ الرَّجُلِ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبُولُ (التحفة ۲۷)

۳۵۰- حضرت مہاجر بن قنفذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ وضو کر رہے تھے۔ میں نے سلام کہا تو آپ نے جواب نہ دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”میں نے سلام کا جواب صرف اس وجہ سے نہیں دیا تھا کہ میں بے وضو تھا۔“

۳۵۰- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّلْحِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ الدَّارِمِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ الْحَسَنِ، عَنْ حُضَيْنِ بْنِ الْمُنْذِرِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ وَعَلَةَ، أَبِي سَاسَانَ الرَّقَاشِيِّ، عَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ قَنْفَذِ بْنِ [عُمَيْرِ] ابْنِ جُدْعَانَ؛ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ

۳۴۹- [صحیح] أخرجه أحمد: ۳۹/۵ عن وكيع به * بحر سمع لهذا الحديث من عبد الرحمن بن أبي بكره عن أبيه، مسند أحمد: ۳۶، ۳۵/۵، وهو منهم بالاختلاط ولم يتبين تحديده قبل اختلاطه، فالسند ضعيف، وللحديث شواهد كثيرة، منها الحديث السابق: ۳۴۷.

۳۵۰- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الرجل يرد السلام وهو يبول، ح: ۱۷ * الحسن عنن، وتقدم، ح: ۱۷.

۱- ابواب الطهارة وسننها

تقاضے حاجت سے متعلق احکام ومسائل

[السَّلَامَ]، فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْ وُضُوئِهِ، قَالَ «إِنَّهُ لَمْ يَمْتَنِعِي مِنْ أَنْ أُرَدَّ عَلَيْكَ، إِلَّا أَنِّي كُنْتُ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ».

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے سعید بن ابی عروبہ کے دوسرے شاگرد الانصاری سے بھی یہ روایت اسی طرح بیان کی ہے۔

🌟 فوائد ومسائل: ① مذکورہ روایت سداً ضعیف ہے تاہم یہی روایت ایک دوسرے طریق سے صحیح مسلم میں ہے اس میں صرف یہاں تک بیان ہے کہ نبی ﷺ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ دیکھیے: (صحیح مسلم) الحیض، باب التیمم، حدیث: (۳۷۰) لہذا یہ بات تو صحیح ثابت ہوئی کہ پیشاب پاخانہ کرتے ہوئے سلام کا جواب نہ دیا جائے لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ سلام کا جواب یا اللہ کا ذکر وضو کے بغیر جائز نہیں۔ ② اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تقاضے حاجت کے لیے بیٹھے ہوئے شخص کو سلام نہ کیا جائے۔ ③ لیکن اگر کوئی شخص سلام کرے تو فوری طور پر اس کا جواب نہ دیا جائے البتہ مستحب ہے کہ فراغت کے بعد وضو یا تیمم کر کے سلام کا جواب دے دیا جائے جیسا کہ اگلی حدیث کے فوائد میں نبی ﷺ کے عمل کا حوالہ آ رہا ہے، اس لیے اس کے استحباب میں کوئی شک نہیں۔

۳۵۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَسْلَمَةُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ؛ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ، فَلَمَّا فَرَّغَ، ضَرَبَ بِكَفِّهِ الْأَرْضَ فَتَيَّمَمَ، ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

۳۵۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پیشاب کر رہے تھے کہ ایک آدمی پاس سے گزرا اس نے آپ ﷺ پر سلام کیا۔ نبی ﷺ نے جواب نہ دیا۔ جب آپ فارغ ہوئے تو زمین پر دونوں ہاتھ مار کر تیمم کیا پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

🌟 فوائد ومسائل: ① اس حدیث کی یہ سند ضعیف ہے، البتہ اس قسم کا واقعہ دوسری صحیح سند سے بھی مروی ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو جہیم بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ”نبی اکرم ﷺ بزم جمل کی طرف سے تشریف لارہے تھے کہ ایک آدمی آپ کو ملا۔ اس نے سلام کہا تو نبی ﷺ نے جواب دینے سے پہلے دیوار پر ہاتھ مار کر چہرے اور ہاتھوں پر پھیرے (تیمم کیا) پھر سلام کا جواب دیا۔ (صحیح البخاری) التیمم، باب التیمم فی

۳۵۱- [إسناده ضعيف جدا] وضعفه البوصيري * وفيه مسلمة بن علي، وهو متروك كما في التقريب وغيره.

۱- ابواب الطهارة وسننها _____ تقضائے حاجت سے متعلق احکام و مسائل

الحاضر اذا لم يجد الماء وخاف فوت الصلاة، حديث: (۳۳۷) ① کسی عذر اور مشغولیت کی وجہ سے سلام کا جواب مؤخر کرنا جائز ہے۔ ② امام بخاری رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ تیمم کے لیے سفر شرط نہیں۔ سورہ مائدہ کی آیت ۶ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تیمم سفر ہی کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آیت میں ان حالات کا ذکر ہے جن میں عام طور پر تیمم کی ضرورت پیش آ سکتی ہے یہ مطلب نہیں کہ ان حالات کے علاوہ تیمم جائز نہیں۔

۳۵۲- حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ هَاشِمِ بْنِ الْبَرِيدِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ؛ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «إِذَا رَأَيْتَنِي عَلَى مِثْلِ هَذِهِ الْحَالَةِ فَلَا تُسَلِّمْ عَلَيَّ، فَإِنَّكَ إِنِ فَعَلْتَ ذَلِكَ، لَمْ أَرَدْ عَلَيَّ».

۳۵۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پیشاب کر رہے تھے کہ ایک آدمی پاس سے گزرا تو اس نے سلام کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”جب تم مجھے اس حالت میں دیکھو تو سلام نہ کہا کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو میں تمہیں جواب نہیں دوں گا۔“



فائدہ: تقضائے حاجت یا پیشاب میں مشغولیت کے موقع پر سلام کا جواب دینا درست نہیں، اس لیے بہتر ہے کہ ایسی صورت حال میں سلام نہ کہا جائے۔ واللہ اعلم.

۳۵۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، وَالْحُسَيْنُ بْنُ أَبِي السَّرَى الْعَسْقَلَانِيُّ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، عَنْ شَفِيَّانَ، عَنِ الضَّحَّاكِ ابْنِ عُثْمَانَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَبُولُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ.

۳۵۳- حضرت عبد اللہ بن عمر رحمہ اللہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پیشاب کر رہے تھے کہ ایک آدمی پاس سے گزرا۔ اس نے سلام کہا تو آپ نے جواب نہ دیا۔

۳۵۲- [حسن] أخرجه ابن عدي: ۲۵۷۴/۷ من حديث الحكم بن موسى ثنا عيسى بن يونس به، وقال البوصيري: "هذا إسناد حسن لأن سويداً لم ينفرد به".
 ۳۵۳- أخرجه مسلم، الحوض، باب التيمم، ح: ۳۷۰ من حديث شفيان به.

باب: ۲۸- پانی سے استنجا کرنا

(المعجم ۲۸) - بَابُ الْإِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ

(التحفة ۲۸)

۳۵۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بیت الخلاء سے تشریف لائے ہوں اور پانی استعمال نہ کیا ہو۔

۳۵۴- حَدَّثَنَا هَذَا بِنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ غَائِطٍ قَطُّ إِلَّا مَسَّ مَاءً.

☀️ نوادہ ومسائل ① اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر میں معمول پانی سے استنجا کرنے کا تھا کیونکہ اس سے زیادہ اور بہتر صفائی حاصل ہوتی ہے۔ ② گھر سے باہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً ڈھیلوں سے استنجا کرتے تھے۔ لیکن بعض اوقات باہر بھی پانی لے جاتے تھے۔ ③ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک صحیح ہے۔

۳۵۵- حضرت ابویوب انصاری، حضرت جابر بن عبد اللہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَّهَرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهِّرِينَ﴾ "اس مسجد میں ایسے آدمی (نماز پڑھتے) ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ بھی پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے انصار کی جماعت! اللہ تعالیٰ نے تمہاری صفائی پسندی کی تعریف کی ہے۔ تمہاری صفائی کیسی ہوتی ہے؟" انھوں نے عرض کیا: ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہیں جنابت سے غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہی بات ہے۔ اس کو اختیار کیے رکھنا۔"

۳۵۵- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ: حَدَّثَنَا عَثْبَةُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ: حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ، أَبُو سُفْيَانَ، [قَالَ:] حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ، وَجَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ: ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَّهَرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهِّرِينَ﴾، [التوبة: ۱۰۸] قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَنْتَى عَلَيْكُمْ فِي الطُّهُورِ، فَمَا طُهُورُكُمْ؟» قَالُوا: نَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاةِ وَنَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَنَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ. قَالَ: «فَهُوَ ذَاكَ فَعَلَيْكُمْوه».

☀️ نوادہ ومسائل ① وضو اور غسل جنابت تو تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ صرف پانی سے استنجا ایسی چیز ہے جس پر

۳۵۴- [سناده ضعيف] * إبراهيم النخعي كان بدلس (طبقات المدلسين / المرتبة الثانية) وعنن.

۳۵۵- [سناده حسن] أخرجه البيهقي: ۱/ ۱۰۵ من حديث عتبة به، وصححه الحاكم: ۱/ ۱۵۵، والذهبي * عتبة حسن الحديث.

۱- ابواب الطهارة وسننها

استنجائے متعلق احکام و مسائل

بعض لوگوں کا عمل نہ کرنا ممکن ہے جس کی وجہ سے عمل کرنے والے قابل تعریف ہوں۔ بہر حال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مٹی پر اکتفا کرنے کے بجائے پانی استعمال کرنا افضل ہے۔ ① آیت مبارکہ میں جس مسجد کا ذکر ہے اس سے بعض علماء نے مسجد نبوی اور بعض نے مسجد قباء مراد لی ہے، تاہم دونوں مساجد کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے اور دونوں مساجد میں نماز پڑھنے والے طہارت اور نظافت کا اہتمام کرنے والے تھے۔

۳۵۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ (استنجا کرتے وقت) پشت تین بار دھوتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم نے اس عمل کو اختیار کیا تو اسے علاج بھی پایا اور پاکیزگی کا باعث بھی۔

۳۵۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ زَيْدِ الْعَمِّيِّ، عَنْ أَبِي الصَّدِّيقِ النَّاجِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَغْسِلُ مَقْعَدَهُ ثَلَاثًا، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَعَلْنَاهُ فَوَجَدْنَاهُ دَوَاءً وَطُهْرًا.

ابو الحسن بن سلمہ قطان نے اپنی سند سے بھی مذکورہ روایت کی طرح بیان کیا ہے۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ، وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْوَأَسْطِيُّ. قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ. حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، نَحْوَهُ.

۳۵۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آیت مبارکہ ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَهَّرُوا﴾ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ ﴿” اس مسجد میں ایسے آدمی (نماز پڑھتے) ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ بھی پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔“ قباء والوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ فرمایا: وہ پانی سے استنجا کرتے تھے تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔“

۳۵۷- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَرَلْتُ فِي أَهْلِ قُبَاءِ ﴿فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَّطَهَّرُوا﴾ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ ﴿ [التوبة: ۱۰۸] قَالَ: كَانُوا يَسْتَنْجُونَ بِالْمَاءِ فَتَرَلْتُ فِيهِمْ هَذِهِ الْآيَةَ».

۳۵۶- [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: 'هذا إسناد فيه زيد العمي وهو ضعيف... * وجابر وهو ضعيف، رافضي كما في التفریب، وقال ابن رجب ' جابر الجعفي ضعفه الأکثرون '.

۳۵۷- [حسن] أخرجه ابوداود، الطهارة، باب في الاستنجاء بالماء، ح: ۴۴، والترمذي وقال: ' غريب ' * يونس ضعيف، وشيخه مجهول الحال، والحديث السابق، ح: ۳۵۵ شاهد له.

۱- ابواب الطهارة وسننها

فائدہ: صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو نبی ﷺ نے مسجد نبوی کو اس آیت کا مصداق قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الحج، باب بیان ان المسجد الذي اسس على التقوى هو مسجد النبي ﷺ بالمدينة، حدیث: ۱۳۹۸) تاہم مسجد قباء کی بنیاد بھی خود رسول اللہ ﷺ نے رکھی ہے اس لیے اسے بھی تقویٰ کی بنیاد پر تعمیر شدہ [لَمَسْجِدِ أُبَيِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ] پاک لوگوں کی مسجد قرار دیا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۲۹) - بَابُ مَنْ دَلَّكَ يَدَهُ
بِالْأَرْضِ بَعْدَ الْاسْتِنْجَاءِ (التحفة ۲۹)

باب: ۲۹- جس نے استنجا کے بعد ہاتھ زمین پر رگڑے

۳۵۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ شَرِيكٍ، [عَنْ] إِبْرَاهِيمَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى حَاجَتَهُ، ثُمَّ اسْتَنْجَى مِنْ تَوْرٍ، ثُمَّ دَلَّكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ.

۳۵۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے قضائے حاجت کی، پھر بیتل کے برتن سے (پانی لے کر) استنجا کیا، پھر ہاتھ زمین پر رگڑ کر صاف کیا۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سَلِيمَانَ الْوَاسِطِيُّ، عَنْ شَرِيكٍ، نَحْوَهُ.

ابو الحسن بن سلمہ قطان نے یہ حدیث شریک کے دوسرے شاگرد سعید بن سلیمان الواسطی کی سند سے اسی کی مثل بیان کی۔

فائدہ: مٹی پر ہاتھ مل کر دھونے سے صفائی زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ آج کل اس مقصد کے لیے صابن وغیرہ کا استعمال بھی درست ہے، تاہم یہ واجب نہیں۔ صرف پانی سے ہاتھ دھولینا بھی کافی ہے۔

۳۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ: حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ نَبِيَّ

۳۵۹- حضرت جریر بن عبد اللہ بجلي رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ درختوں کے ایک جھنڈ میں داخل ہوئے اور قضائے حاجت کی۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے پانی

۳۵۸- [سناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الرجل يبدل يده بالأرض إذا استنجى، ح: ۴۵، وصححه ابن حبان.

۳۵۹- [حسن] أخرجه النسائي: ۴۵/۱، الطهارة، باب ذلك اليد بالأرض بعد الاستنجاء، ح: ۵۱ من حديث أبان، وصححه ابن خزيمة: ۴۷/۱، وح: ۸۹ * إبراهيم صدوق لكنه لم يسمع من أبيه، وللحديث شواهد كثيرة.

۱- أبواب الطهارة وسننها
 الله ﷺ دَخَلَ الْغَيْصَةَ فَقَضَى حَاجَتَهُ، فَأَتَاهُ
 جَرِيرٌ بِإِدَاوَةٍ مِنْ مَاءٍ فَاسْتَنْجَى مِنْهَا،
 وَمَسَحَ يَدَهُ بِالتُّرَابِ.
 برتنوں سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۳۰) - بَابُ تَغْطِيَةِ الْإِنَاءِ
 (التحفة ۳۰)

۳۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا
 يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي
 سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ:
 أَمَرَ [نَا] النَّبِيُّ ﷺ أَنْ نُوكِيَ أَسْقِيَتَنَا وَنُعْطِي
 آيَتَنَا.
 ۳۶۰- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں
 نے فرمایا: نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے
 مشکیزوں کا منہ باندھ دیا کریں اور برتنوں کو ڈھانک دیا
 کریں۔

فوائد و مسائل: ① اسلام نے اپنی تعلیمات میں حفظانِ صحت کے اصولوں کو بھی مد نظر رکھا ہے۔ اس کی ایک
 مثال یہ حدیث مبارک ہے جس میں کھانے پینے کی چیزوں کو نقصان دہ اشیاء سے محفوظ رکھنے کے لیے ڈھانک کر
 رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ② پانی میں مضر صحت اشیاء گرد و غبار وغیرہ بہت جلد مل جاتی ہیں۔ جب پانی کی مقدار کم ہو
 جیسے کہ گھر کے برتنوں میں ہوتی ہے تو تھوڑی سی آلودگی بھی پانی کو ناقابل استعمال بنا سکتی ہے۔ پانی کے مشکیزے
 کا منہ باندھ کر رکھنے میں یہ حکمت ہے کہ اس طرح پانی آلودگی سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اس کے خراب ہونے
 کا اندیشہ نہیں رہتا۔ ③ برتن خواہ پانی کے ہوں یا کھانے کے ان پر ڈھکن وغیرہ ضرور رکھنا چاہیے تاکہ ان میں
 گرد و غبار یا کیڑے کوڑے داخل نہ ہو سکیں کیونکہ بعض حشرات خطرناک بھی ہو سکتے ہیں۔ خاص طور پر رات کے
 وقت چھوٹے موٹے حشرات اپنے بلبوں سے باہر نکلنے ہیں وہ کھانے پینے کی چیزوں میں داخل ہو سکتے ہیں، اس لیے
 رات کو برتن ڈھانکنے کا خاص طور پر حکم دیا گیا ہے۔ دیکھیے: (صحيح البخاري، الأشربة، باب تغطية الإناء)

حدیث: ۵۶۲۳

۳۶۱- حَدَّثَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ وَ
 يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَرْمِيُّ بْنُ
 عُمَارَةَ بْنِ أَبِي حَفْصَةَ: حَدَّثَنَا حَرِيشُ بْنُ
 ۳۶۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان
 کرتی ہیں کہ میں رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے
 لیے تین ڈھانکے ہوئے برتن تیار رکھتی تھی۔ ایک برتن

۳۶۰- أخرجه مسلم، من حديث الليث بن سعد عن أبي الزبير به مطولاً، انظر، ح: ۳۷۱۰، ۳۷۱۱ من هذا الكتاب.
 ۳۶۱- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، حريش بن خريت متفق على ضعفه"، وانظر،
 ح: ۳۴۱۲.

برتنوں سے متعلق احکام و مسائل

۱- أبواب الطهارة وسننها

آپ کے وضو کے لیے ایک آپ کے مسواک کے لیے اور ایک آپ کے پینے کے لیے۔

[الْخُرَيْبِ]: أَنْبَأَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَصْنَعُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثَةَ آيَةٍ مِنَ اللَّيْلِ مُحَمَّرَةً: إِيَّاءَ لِطَهْوَرِهِ، وَإِيَّاءَ لِسِوَاكِهِ، وَإِيَّاءَ لِشَرَابِهِ.

۳۶۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی پاکیزگی (وضو وغیرہ) اور اپنا صدقہ جو کسی کو دینا ہوتا تھا کسی کے سپرد نہیں کرتے تھے بلکہ یہ کام خود کرتے تھے۔

۳۶۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرٍ، عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا مُطَهَّرُ بْنُ الْهَيْثَمِ: حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ أَبِي جَمْرَةَ الضَّبْعِيُّ، عَنْ أَبِيهِ أَبِي جَمْرَةَ الضَّبْعِيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَكِلُ طَهْوَرَهُ إِلَى أَحَدٍ وَلَا صَدَقَتَهُ الَّتِي يَتَصَدَّقُ بِهَا، يَكُونُ هُوَ الَّذِي يَتَوَلَّاهَا بِنَفْسِهِ.

باب: ۳۱- برتن میں کتا منڈال دے تو اسے دھونا چاہیے

(المعجم ۳۱) - بَابُ غَسْلِ الْإِنَاءِ مِنْ وُلُوعِ الْكَلْبِ (التحفة ۳۱)

۳۶۳- جناب ابو رزین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھوں نے پیشانی پر ہاتھ مارا اور کہا: اے عراق والو! تمہارا یہ خیال ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بول رہا ہوں؟ (اس کا نتیجہ یہ ہوگا) کہ تمہیں فائدہ حاصل ہو جائے اور مجھے گناہ ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”جب تم میں سے

۳۶۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي رَزِينٍ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَضْرِبُ جَبْهَتَهُ بِيَدِهِ وَيَقُولُ: يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ! أَنْتُمْ تَزْعُمُونَ أَنِّي أَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: لِيَكُونَ لَكُمْ الْمَهْنَأُ وَعَلَيَّ الْإِنْمُ، أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي

۳۶۲- [إسناده ضعيف] قال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، علقمة بن أبي جمرة مجهول، ومطهر بن الهيثم ضعيف".

۳۶۳- [إسناده ضعيف] * أبو معاوية موصوف بالتدليس (طبقات المدلسين / المرتبة الثانية)، والأعمش تقدم، ح: ۱۷۸، وتعتنا، وأخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، ح: ۲۷۹ من طريق آخر عن الأعمش به مختصراً، المرفوع فقط، وروايات المدلسين في الصحيحين محمولة على السماع.

۱- أبواب الطهارة وسننها

برتنوں سے متعلق احکام و مسائل

إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ، فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ». کسی کے برتن میں کتا منہ ڈال دے تو اسے چاہیے کہ

اس (برتن) کو سات بار دھوئے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کتے کا منہ اور اس کا لعاب ناپاک ہے جس سے پانی بھی ناپاک ہو

جاتا ہے اور برتن بھی، اس لیے حکم ہے کہ جس پانی میں کتا منہ ڈالے اسے گرا دیا جائے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم؛

الطهارة؛ باب حکم ولوغ الكلب؛ حدیث: ۲۷۹) ② جس برتن میں کتا منہ ڈالے اسے سات بار دھونا ضروری

ہے۔ ③ اس کے علاوہ اس برتن کو ایک مرتبہ مٹی سے مانجھنا بھی ضروری ہے۔ جیسے کہ صحیح مسلم کے مذکورہ بالا باب میں

مذکور احادیث میں صراحت ہے۔ مٹی کا استعمال شروع میں بھی ہو سکتا ہے اور آخر میں بھی کیونکہ ایک روایت میں ہے:

[أَوْ لَا هُنَّ بِالتَّرَابِ] ”پہلی بار مٹی سے مل کر دھوؤ۔“ اور ایک روایت میں ہے: [عَفْرُوهُ التَّامِنَةَ بِالتَّرَابِ] ”اس

کو آٹھویں بار مٹی سے مل کر دھوؤ۔“ سات بار پانی سے دھونے کے ساتھ جب ایک بار مٹی استعمال کی جائے گی تو مٹی

کا استعمال گویا آٹھویں بار دھونا ہے۔ ④ کتے کے لعاب میں پاؤ لاپن کے جراثیم ہوتے ہیں جو ایک دو بار دھونے

سے ختم نہیں ہوتے۔ اس کے علاوہ مٹی میں جراثیم کش خاصیت پائی جاتی ہے، اس لیے شریعت نے کتے کے جوٹھے

کے بارے میں خاص طور پر یہ حکم دیا ہے دوسرے جانوروں کے بارے میں نہیں دیا۔ ⑤ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا

پیشانی پر ہاتھ مارنا فوس اور تجم کے لیے ہے کہ تم لوگوں کو میری بات پر یقین کیوں نہیں آتا؟ معلوم ہوتا ہے کہ اہل

عراق میں شروع سے قابل احترام ہستیوں کا احترام کم تھا، اس لیے وہ مدینہ سے مقرر ہو کر جانے والے گورنروں پر بھی

بے جا تنقید کرتے رہتے تھے اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کو دار الحکومت بنایا تو انھیں بھی پریشان کرتے رہے۔

عراق ہی سے خوارج کا فتنہ شروع ہوا اور یہیں معتزلہ فرقہ پیدا ہوا۔ ⑥ یہ روایت ہمارے محقق کے نزدیک سنداً

ضعیف ہے جبکہ دیگر بہت سے محققین کے نزدیک صحیح ہے۔

۳۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا

رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ

أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي

إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ».

۳۶۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا

عبدالله بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت

۳۶۴- أخرجه البخاري، الوضوء، باب إذا شرب الكلب في إناء أحدكم فليغسله سبعا، ح: ۱۷۲، ومسلم،

الطهارة، باب حکم ولوغ الكلب، ح: ۲۷۹ من حدیث مالک به.

۳۶۵- أخرجه مسلم، الطهارة، باب حکم ولوغ الكلب، ح: ۲۸۰ من حدیث شعبه به.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب برتن میں کتابی لے تو اسے سات بار دھو اور آٹھویں مرتبہ میٹی کے ساتھ صاف کرو۔“

حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُعَمَّلِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا وَلَّغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَأَغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ، وَعَقِّرُوهُ الثَّمَانَةَ بِالْتَّرَابِ».

۳۶۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کے برتن میں کتابی لے تو اسے چاہے کہ اس (برتن) کو سات بار دھوئے۔“

۳۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ: أَنَّ أَبَانَ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا وَلَّغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءٍ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ».

باب ۳۲- بلی کے جوٹھے پانی سے وضو کا بیان

(المعجم ۳۲) - بَابُ الْوُضُوءِ بِسُورِ الْهَرَّةِ وَالرُّحْصَةِ فِي ذَلِكَ (التحفة ۳۲)

۳۶۷- حضرت کبیر بنت کعب رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے کی بیوی تھیں ان سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ کے لیے برتن میں پانی ڈال کر رکھا تا کہ وہ وضو کر لیں۔ (اتنے میں) ایک بلی آکر (اس سے پانی) پینے لگی۔ حضرت ابوقادہ رضی اللہ عنہ نے برتن جھکا دیا (تا کہ وہ آسانی سے پانی پی لے) (حضرت کبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا) میں ان کی طرف (تعجب سے) دیکھنے لگی تو انھوں نے فرمایا: میری بھتیجی!

۳۶۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْجُبَابِ: أَنَّ أَبَانَ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ: أَخْبَرَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ حُمَيْدَةَ بِنْتِ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ، عَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ كَعْبٍ، وَكَانَتْ تَحْتُ بَعْضِ بَعْضٍ وَوَلَدَ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّهَا صَبَّتْ لِأَبِي قَتَادَةَ مَاءً يَتَوَضَّأُ بِهِ، فَجَاءَتْ هَرَّةٌ تَشْرَبُ، فَأَضَعِي لَهَا الْإِنَاءَ، فَجَعَلَتْ أَنْظُرُ

۳۶۶- [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير ۱۲/۳۶۵، ح: ۱۳۳۵۷ من حديث سعيد بن أبي مرثمة به * عبدالله العمري عن نافع قوي، قواه أحمد وابن معين، وانظر، ح: ۱۲۹۹ - تنبيه: قال الحافظ المزني في الأطراف: "وقع في بعض النسخ عن عبيدالله وهو وهم".

۳۶۷- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب سؤر الهرة، ح: ۷۵ من حديث مالك به، وصححه الترمذي، ح: ۹۲، وابن خزيمة، وابن حبان، والبخاري، والدارقطني، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

۱- أبواب الطهارة وسننها _____ عورت کے مستعمل پانی سے متعلق احکام و مسائل
إِيَّهِ، فَقَالَ: يَا ابْنَةَ أَحْيَى أَتَعَجِبِينَ؟ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّهَا لَيْسَتْ بِنَجَسٍ، هِيَ مِنَ الطَّوَّافِينَ أَوْ الطَّوَّافَاتِ».
کیا تمہیں تعجب ہو رہا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ناپاک نہیں۔ یہ تو (ہر وقت گھروں میں) آتی جاتی رہتی ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① بزرگوں کی خدمت اور چھوٹوں پر شفقت اور ان کی تربیت ضروری ہے۔ ② بے زبان جانوروں پر رحم کرنا چاہیے۔ ③ بلی کا جوٹھانا پاک نہیں۔ ④ اسلام سہولت اور آسانی والا دین ہے۔ چونکہ بلیوں کو گھروں میں آنے سے روکنا ممکن نہیں اس لیے ان کے بارے میں حکم نرم کر دیا گیا ہے۔

۳۶۸- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ حَارِثَةَ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَنْوَضًا أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، قَدْ أَصَابَتْ مِنْهُ الْهَرَّةُ قَبْلَ ذَلِكَ.
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے وضو کر لیا کرتے تھے جب کہ اس میں سے پہلے بلی نے پانی پیا ہوتا تھا۔

۳۶۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ، - يَعْني: أَبَا بَكْرٍ الْحَتَفِيِّ: - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزَّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْهَرَّةُ لَا تَقْطَعُ الصَّلَاةَ، لِأَنَّهَا مِنْ مَتَاعِ الْبَيْتِ».
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلی (کے نمازی کے آگے سے گزرنے) سے نماز نہیں ٹوٹی کیونکہ وہ گھر کی اشیاء میں سے ہے۔“

(المعجم ۳۳) - بَابُ الرَّخْصَةِ بِفَضْلِ وَضُوءِ الْمَرْأَةِ (التحفة ۳۳)
باب: ۳۳- عورت کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے استعمال کی رخصت

۳۶۸- [إسناده ضعيف] قال البوصيري: * هذا إسناد ضعيف لضعف حارثة بن أبي الرجال *، وانظر، ح: ۵۶.
۳۶۹- [إسناده حسن] أخرجه ابن عدي: ۱۵۸۶/۴ من حديث محمد بن بشار بن دار به، وصححه الحاكم: ۲۵۴/۱، ۲۵۵، والذهبي، وابن خزيمة * عبدالرحمن بن أبي الزناد حسن الحديث كما حققته في "نور العينين في إنبات رفع البدن".
رفع البدن

۱- أبواب الطهارة وسننها

عورت کے مستعمل پانی سے متعلق احکام و مسائل

۳۷۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 ۳۷۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے ایک ٹب میں (پانی لے کر) غسل کیا۔ اس کے بعد نبی ﷺ غسل یا وضو کرنے کے لیے تشریف لائے تو انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں جیسی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”پانی ناپاک نہیں ہوتا۔“
 حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اغْتَسَلَ بَعْضُ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ فِي جَفْنَيْهِ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ لِيَغْتَسِلَ أَوْ يَتَوَضَّأَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي كُنْتُ جُنْبًا، قَالَ: «الْمَاءُ لَا يُجْنِبُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق کے نزدیک یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم صحیح مسلم کی حدیث میں یہی بات بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے غسل سے بچے ہوئے پانی سے غسل فرمایا کرتے تھے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الحيض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الحنابة..... حدیث: ۳۲۳) غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ ② اس سے معلوم ہوا کہ جیسی کا مستعمل بقیہ پانی پاک اور قابل استعمال رہتا ہے۔

۳۷۱- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ اغْتَسَلَتْ مِنْ جَنَابَيْهِ، فَتَوَضَّأَ وَاغْتَسَلَ النَّبِيُّ ﷺ مِنْ فَضْلِ وَضُوئِهَا.

۳۷۱- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی زوجہ محترمہ نے غسل جنابت کیا۔ ان کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے نبی ﷺ نے وضو اور غسل فرمایا۔

۳۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ،

۳۷۲- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے غسل جنابت سے بچے ہوئے پانی سے غسل فرمایا۔

۳۷۰- [سناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الماء لا يجنب، ح: ۶۸ من حديث أبي الأحوص به، وصححه الترمذي، ح: ۶۵، ولكن سلسلة سماك عن عكرمة ضعيفة كما تقدم، ح: ۱۷۱، ولبعض الحديث شواهد عند مسلم، ح: ۳۲۳ وغيره.

۳۷۱- [ضعيف] انظر الحديث السابق.

۳۷۲- [سناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۳۳۰/۶ عن أبي داود الطيالسي به، وانظر، ح: ۳۷۰ لعلته.

۱- ابواب الطهارة وسنها عورت کے مستعمل پانی سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ سِمَاكِ، عَنْ عِكْرَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،
عَنْ مَيْمُونَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ
تَوَضَّأَ بِفَضْلِ غُسْلِهَا مِنَ الْجَنَابَةِ.

☀️ توضیح: مذکورہ بالا روایات میں ام المومنین رضی اللہ عنہا کا نام ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ وہ حضرت ميمونہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

(المعجم ۳۴) - بَابُ النَّهْيِ عَنْ ذَلِكَ
(التحفة ۳۴)

باب ۳۴- اس (پانی سے وضو اور غسل)
کی ممانعت

۳۷۳- حضرت حکم بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے عورت کے وضو سے بچنے ہوئے پانی
سے آدمی کو وضو کرنے سے منع فرمایا۔

۳۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا
أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمِ
الْأَحْوَلِ، عَنْ أَبِي حَاجِبٍ، عَنِ الْحَكَمِ
ابْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ
يَتَوَضَّأَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ وَضْءِ الْمَرْأَةِ.

۳۷۴- حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ
عورت کے وضو سے بچنے ہوئے پانی سے آدمی غسل
کرنے یا مرد کے بچنے ہوئے پانی سے عورت غسل کرے۔
بلکہ (یہ حکم دیا کہ) دونوں اکٹھا شروع کر دیں۔

۳۷۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى:
حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ
ابْنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلِ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَرَجَسٍ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ أَنْ يَغْتَسِلَ الرَّجُلُ بِفَضْلِ وَضْءِ
الْمَرْأَةِ، وَالْمَرْأَةُ بِفَضْلِ الرَّجُلِ، وَلَكِنْ
يَسْرَعَانِ جَمِيعًا.

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ابْنُ مَاجَهَ: الصَّحِيحُ هُوَ

۳۷۳- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب النهي عن ذلك، ح: ۸۲ عن ابن بشار به، وحسنه الترمذي، ح: ۶۴، وصححه ابن حبان.

۳۷۴- [إسناده صحيح] أخرجه الدارقطني: ۱/ ۱۱۶، ۱۱۸ من حديث أبي حاتم الرازي به، وقفه شعبة عن عاصم به، وقال الدارقطني: 'وهذا موقوف صحيح وهو أولى بالصواب'.

۱- ابواب الطهارة وسننها
الأوّل، والثاني وهم .
میاں بیوی کے ایک ہی برتن سے پانی لے کر غسل کرنے کا بیان
صحیح پہلی بات ہے۔ دوسری وہم ہے۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنِ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا
أَبُو حَاتِمٍ، وَأَبُو عُثْمَانَ الْمُحَارِبِيُّ قَالَا:
حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، نَحْوَهُ.
ابوالحسن بن سلمہ نے کہا، ہمیں ابو حاتم اور ابو عثمان
محرابی نے بیان کیا، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں معلیٰ بن
اسد نے سابق روایت کی طرح بیان کیا۔

فوائد ومسائل: ① امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: صحیح اوّل ہے اور ثانی وہم ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے
کہ پہلی روایت صحیح ہے اور دوسری میں راوی سے غلطی ہوئی ہے۔ اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جو مسئلہ پہلے باب میں
ذکر ہوا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے غسل کر سکتے ہیں، وہ صحیح ہے۔ اور دوسرے باب والا
مسئلہ، یعنی اس کا معنی ہونا راجح نہیں۔ ② بعض علماء نے اس نبی کی بابت لکھا ہے کہ یہ نبی یا تو رخصت سے پہلے کی ہے
یا احتیاط پر محمول ہے۔ اور صحیح تر وہی ہے جو پچھلے باب میں مذکور ہوا کہ عورت اور مرد ایک دوسرے کے استعمال شدہ اور
بچے ہوئے پانی سے وضو کر سکتے ہیں۔

۳۷۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا
عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ،
عَنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ
ﷺ وَأَهْلُهُ يَغْتَسِلُونَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَلَا
يَغْتَسِلُ أَحَدُهُمَا بِفَضْلِ صَاحِبِهِ.
۳۷۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے
فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی زوجہ ایک ہی برتن سے (پانی
لے لے کر) غسل کر لیا کرتے تھے لیکن ایک دوسرے
کے بچے ہوئے پانی سے غسل نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ میاں بیوی اکٹھے بھی غسل کر سکتے ہیں اور ایک دوسرے کے
بچے ہوئے پانی سے بھی غسل کر سکتے ہیں۔

(المعجم ۳۵) - بَابُ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ
يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ (التحفة ۳۵)
باب: ۳۵- میاں بیوی ایک برتن سے پانی
لے کر غسل کر سکتے ہیں

۳۷۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا
الْلَيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ ابْنِ شَهَابٍ؛ ح:
۳۷۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان
کرتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے

۳۷۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۷۷ من حديث إسرائيل به، وانظر: ح: ۹۵ لعلته.

۳۷۶- أخرجه مسلم، الحیض، باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة... الخ، ح: ۳۱۹ عن ابن رمح،
وابن أبي شيبة وغيرهما به.

۱- أبواب الطهارة وسننها میاں بیوی کے ایک ہی برتن سے پانی لے کر غسل کرنے کا بیان

وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

☀️ فائدہ: ایک برتن سے غسل کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک بڑے برتن میں پانی رکھا ہوا ہو اور میاں بیوی دونوں اسی میں سے پانی لے لے کر نہالیں یہ جائز ہے۔

۳۷۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

۳۷۷- ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کر لیا کرتے تھے۔

۳۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ، عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أُمِّ هَانِيءٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اغْتَسَلَ وَمَيْمُونَةَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، فِي قَصْعَةٍ فِيهَا أَكْثَرُ الْعَجِينِ.

۳۷۸- حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا نے ایک ٹب (میں پانی لے کر اس سے غسل کیا جب کہ اس برتن) میں (گوندھے ہوئے) آنے کا اثر تھا۔

☀️ نوادہ و مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید اس کی بابت لکھتے ہیں کہ سنن النسائی کی روایت اس سے کفایت کرتی ہے جبکہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے مذکورہ روایت ہی کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الإرواء: ۶۳/۱) 'الہذا معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت قابل حجت ہے۔ ② آٹا لگا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ برتن میں آٹا گوندھا گیا تھا بعد میں برتن صاف کرتے وقت کچھ تھوڑا بہت ادھر ادھر لگا ہوا رہ گیا۔ اسی برتن میں پانی ڈال لیا

۳۷۷- أخرجه مسلم، بالحیض، باب القدر المستحب من الماء... الخ، ح: ۳۲۲، وابن أبي شيبة وغيره به.
 ۳۷۸- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي: ۱۳۱/۱، الطهارة، باب ذكر الاغتسال في القصة التي يعجن فيها، ح: ۲۴۱ من حديث إبراهيم بن نافع * عبدالله بن أبي نجيح أكثر عن مجاهد، وكان يدلس عنه، وصفه بذلك النسائي (طبقات المدلسين/ المرتبة الثالثة)، وحديث النسائي: ۴۱۵ يعني عنه.

گیا۔ چونکہ آٹا پاک چیز ہے اور اگر اس میں سے معمولی مقدار میں پانی میں مل بھی گیا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

۳۷۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْأَسَدِيُّ : حَدَّثَنَا
شَرِيكٌ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ ،
عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ وَأَزْوَاجُهُ يَغْتَسِلُونَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ .

🌞 فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جس ام المومنین کے گھر میں رسول اللہ ﷺ غسل فرماتے ان کے ساتھ ہی ایک برتن میں غسل کر لیتے تھے۔ یہ مطلب نہیں کہ ایک سے زیادہ ازواج مطہرات ٹھانڈا ایک وقت اکٹھی غسل کرتی ہوں کیونکہ عورت کو دوسری عورت سے وہ اعضاء چھپانا ضروری ہیں جو خاوند سے چھپانا ضروری نہیں۔

۳۸۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَلِيَّةَ ، عَنْ هِشَامِ
الدِّسْتَوَائِيِّ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ أَبِي
سَلَمَةَ ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ
أَنَّهَا كَانَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلَانِ مِنْ إِنَاءٍ
وَاحِدٍ .

(المعجم ۳۶) - بَابُ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ
يَتَوَضَّأَانِ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ (التحفة ۳۶)

۳۸۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا
مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ : حَدَّثَنِي نَافِعٌ ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ
قَالَ : كَانَ الرَّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَتَوَضَّأُونَ عَلَيَّ

۳۸۱- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مرد اور
عورتیں ایک ہی برتن میں سے وضو کر لیا کرتے تھے۔

۳۷۹- [حسن] أخرجه ابن أبي شيبة: ۳۶/۱، وانظر، ح: ۱۴۹، لعلته، وللحديث شواهد، انظر الحديث السابق: ۳۷۸.

۳۸۰- أخرجه البخاري، الصوم، باب القبلة للصائم، ح: ۱۹۲۹، ومسلم، الحيض، باب القدر المستحب من الماء... الخ، ح: ۳۲۴، من حديث هشام الدستوائي به، وللحديث طرق.

۳۸۱- أخرجه البخاري، الوضوء، باب وضوء الرجل مع امرأته وفضل وضوء المرأة، ح: ۱۹۳، من حديث مالك به.

۱- ابواب الطهارة وسننها وضوء متعلق احکام ومسائل
عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ .

☀️ فوائد ومسائل: ① گزشتہ باب میں بیان ہوا کہ میاں بیوی ایک ہی برتن میں سے پانی لے کر اکٹھے غسل کر سکتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اکٹھے وضو بھی کر سکتے ہیں۔ اس باب کی احادیث سے صراحت کے ساتھ ثابت ہو گیا کہ یہ درست ہے۔ ② مردوں اور عورتوں کے اکٹھے وضو کرنے سے مراد خاندان بیوی کا اکٹھے وضو کرنا بھی ہو سکتا ہے اور محرم مردوں عورتوں کا مل کر وضو کرنا بھی مراد ہو سکتا ہے کیونکہ وضو کے اعضاء محرم کے سامنے ظاہر کیے جاسکتے ہیں۔ محرم سے مراد وہ رشتہ دار ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے، مثلاً: ماں بیٹا، بہن بھائی اور باپ بیٹی وغیرہ۔ عورت کو ان رشتہ داروں سے پردہ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ وہ افراد جن سے نکاح وقتی طور پر حرام ہے، محرم نہیں ہیں، مثلاً: سالی اور بہنوئی کا رشتہ محرم کا نہیں ہے کیونکہ سالی سے نکاح صرف اس وقت تک حرام ہے جب تک اس کی بہن (بیوی) نکاح میں ہے۔ اگر بیوی فوت ہو جائے یا اسے طلاق ہو جائے تو اس کی بہن (سالی) سے نکاح جائز ہے۔

۳۸۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ اِبْرَاهِيمَ
الدَّمَشَقِيُّ : حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ عِيَّاضٍ : حَدَّثَنَا
اَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ سَالِمِ أَبِي النُّعْمَانِ ، -
وَهُوَ ابْنُ سَرِجٍ - عَنْ اُمِّ صُبَيْةَ النُّجَيْبِيَّةِ
قَالَتْ : رَبِّمَا اَخْتَلَفْتُ يَدِي وَيَدَ رَسُولِ اللَّهِ
ﷺ فِي الْوُضُوءِ مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ .

۳۸۲- حضرت ام صبیہ جہنیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک ہی برتن میں سے وضو کرتے ہوئے بعض اوقات میرا ہاتھ اور رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ یکے بعد دیگرے (برتن میں) پڑتا۔



☀️ توضیح: ممکن ہے یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہو یا شاید ان کا نبی ﷺ سے کوئی ایسا رشتہ ہو جس کی وجہ سے پردہ واجب نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

۳۸۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى : حَدَّثَنَا
امام ابو عبد اللہ ابن ماجہ نے فرمایا: میں نے محمد (بن یحییٰ ذہلی) سے سنا، وہ کہتے تھے، ام صبیہ، خولہ بنت قیس ہے۔ یہ بات میں نے ابو زرہ سے ذکر کی تو انھوں نے کہا، محمد نے سچ کہا۔

توضیح: ممکن ہے یہ واقعہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے کا ہو یا شاید ان کا نبی ﷺ سے کوئی ایسا رشتہ ہو جس کی وجہ سے پردہ واجب نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

۳۸۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ اور

۳۸۲- [إسناده حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الوضوء بفضل المرأة، ح: ۷۸ من حديث أسامة به .
۳۸۳- [صحيح] إسناده ضعيف لعنة حبيب، وأما المتن فصحيح، وله طرق كثيرة * حبيب يكثر التديس (طبقات المدلسين/ المرتبة الثالثة).

۱- ابواب الطهارة وسننها _____ وضوء متعلق احکام ومسائل

دَاوُدُ بْنُ شَيْبٍ : حَدَّثَنَا حَبِيبُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ ،
عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرَمٍ ، عَنْ عِكْرَمَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ ،
عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُمَا كَانَا يَتَوَضَّآنِ جَمِيعًا
لِلصَّلَاةِ .

(المعجم ۳۷) - بَابُ الْوُضُوءِ بِالنَّبِيذِ
(التحفة ۳۷)

باب: ۳۷- نبیذ سے وضو کرنا

۳۸۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ،
وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ، قَالَا : حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ ، عَنْ
أَبِيهِ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى : حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ أَبِي فَرَاةَ
الْعَبْسِيِّ ، عَنْ أَبِي زَيْدٍ ، مَوْلَى عَمْرِو بْنِ
حُرَيْثٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَهُ ، لَيْلَةَ الْجَنِّ «عِنْدَكَ
طَهُورٌ؟» قَالَ : لَا . إِلَّا شَيْءٌ مِنْ نَبِيذٍ فِي
إِدَاوَةٍ . قَالَ : «تَمْرَةٌ طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ»
فَتَوَضَّأَ . هَذَا حَدِيثٌ وَكَيْعٍ .

۳۸۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنوں سے ملاقات والی رات ان سے فرمایا: ”کیا تمہارے پاس وضو کا پانی ہے؟“ میں نے عرض کیا: جی نہیں بس چمڑے کے برتن میں تھوڑی سی نبیذ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پاک کھجوریں ہیں اور پاک کرنے والا پانی ہے۔“ پھر نبی ﷺ نے (اسی پانی سے) وضو کر لیا۔ یہ روایت وکیع کی ہے۔



🌞 نوآند ومسائل: ① ”نبیذ“ عرب کا خاص مشروب ہے جو وہ خشک کھجور یا مٹھی پانی میں بھگوئے رکھنے سے تیار کرتے تھے جیسے ہمارے ہاں اٹلی اور آلو بخارے سے شربت تیار کرتے ہیں۔ ② بعض علماء نے اس حدیث کی وجہ سے اس شربت (نبیذ) سے وضو کرنا جائز قرار دیا ہے لیکن یہ روایت چونکہ ضعیف ہے اس لیے اس سے استدلال صحیح نہیں۔ امام ترمذی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی راجح یہی ہے کہ اگر کسی کے پاس پانی نہ ہو اور شربت (نبیذ) موجود ہو تو وہ شربت سے وضو نہ کرے بلکہ تیمم کرے۔ امام طحاوی حنفی رضی اللہ عنہ نے بھی اس حدیث کی تمام سندوں کو ضعیف قرار دے کر یہ فیصلہ دیا ہے کہ نبیذ سے کسی حال میں وضو جائز نہیں۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: (شرح معانی الآثار: ۱/ ۵۸۷)

۳۸۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الوضوء بالنبيذ، ح: ۸۴ من حديث أبي فرارة به، وقال الترمذي، ح: ۸۸، أبو يزيد رجل مجهول عند أهل الحديث، والحديث ضعفه ابن حبان، والطحاوي وغيرهما بل قال السيد جمال: "أجمع المحدثون على أن هذا الحديث ضعيف".

۱- أبواب الطهارة وسننها وضوء متعلق احکام ومسائل

وجامع الترمذی تحقیق احمد محمد شاکر، حدیث: (۸۸) ⑤ ”جنوں والی رات“ سے مراد یہ واقعہ ہے کہ ایک رات کچھ مسلمان جن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ آپ جنوں کے اجتماع میں وعظ و نصیحت ارشاد فرمائیں اور ہمیں دینی مسائل سے آگاہ کریں، چنانچہ نبی ﷺ ان کے ساتھ تشریف لے گئے اور جنوں کو وعظ و نصیحت فرمائی۔ یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے۔

۳۸۵- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ
الذَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانَ بْنَ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
ابْنُ لَهَيْعَةَ: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ الْحَجَّاجِ، عَنْ
حَنْسِ الصَّنَعَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِابْنِ مَسْعُودٍ، لَيْلَةَ
الْحِجْرِ: «مَعَكَ مَاءٌ؟» قَالَ: لَا. إِلَّا نَبِيذًا
فِي سَطِيحَةٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَمْرَةٌ
طَيِّبَةٌ وَمَاءٌ طَهُورٌ، صَبَّ عَلَيَّ» قَالَ:
فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ، فَتَوَضَّأَ بِهِ.

۳۸۵- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنوں والی رات اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”کیا تمہارے پاس پانی ہے؟“ انھوں نے کہا: نہیں۔ لیکن مٹکیزے میں نیز موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پاک کھجوریں ہیں اور پاک کرنے والا پانی ہے، مجھ پر ڈالو۔“ میں نے (نبیذ کو) نبی ﷺ (کے ہاتھوں) پر انڈیا اور آپ ﷺ نے اس کے ساتھ وضو کیا۔



باب: ۳۸- مسند کے پانی سے وضو کرنا (المعجم ۳۸) - بَابُ الْوُضُوءِ بِمَاءِ الْبَحْرِ (التحفة ۳۸)

۳۸۶- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا
مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ سَلِيمٍ،
عَنْ سَعِيدِ بْنِ سَلَمَةَ، هُوَ مِنْ آلِ ابْنِ
الْأَزْرَقِيِّ أَنَّ الْمُعْبِرَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ، وَهُوَ مِنْ
بَنِي عَبْدِ الدَّارِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ

۳۸۶- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: ”اے اللہ کے رسول! ہم مسند رکاز سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ تھوڑا سا پانی لے لیتے ہیں۔ اگر ہم اس سے وضو کر لیں تو پیاسہ رہ جائیں گے (پینے

۳۸۵- [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني: ۷۶/۱ عن ابن لهيعة به، وقال: تفرد به ابن لهيعة، وهو ضعيف الحديث، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة" يعني أنه حدث به بعد اختلاطه، والحديث ضعفه البزار أيضًا.

۳۸۶- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الوضوء بماء البحر، ح: ۸۳ من حديث مالك به، وصححه الترمذي، ح: ۶۹، والبخاري، وابن خزيمة، وابن حبان وغيرهم.

کے لیے پانی نہیں رہے گا) تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کر لیا کریں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا پانی پاک کرنے والا اور اس کا مراء ہوا جانور حلال ہے۔“

يَقُولُ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نَرَكِبُ الْبَحْرَ، وَنَحْمِلُ مَعَنَا الْقَلِيلَ مِنَ الْمَاءِ، فَإِنْ تَوَضَّأْنَا بِهِ عَطَشْنَا، أَفَتَوَضَّأُ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «هُوَ الطَّهُورُ مَاؤُهُ، وَالْحِلُّ مَيْتَتُهُ».

🌞 **فوائد و مسائل:** ① سوال کرنے والے صحابی کا نام طبرانی کی روایت میں ”عبداللہ“ مذکور ہے اور مسند احمد کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعلق قبیلہ بنو مدج سے تھا۔ دیکھیے: (سبل السلام شرح بلوغ المرام: ۱۰/۱) ② سمندر کے پانی کا ذائقہ عام پانی سے مختلف ہوتا ہے۔ غالباً اسی وجہ سے صحابی کے ذہن میں اشکال پیدا ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ سمندر کا پانی پاک بھی ہے اور پاک کرنے والا بھی، اس لیے اس کو وضو وغیرہ کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ ③ سمندر کے مرے ہوئے جانور سے مراد وہ جانور ہے جو پانی میں رہنے والا ہے۔ وہ جس طرح زندہ پکڑا جائے تو حلال ہوتا ہے اسی طرح اگر سمندر میں مر جائے یا سمندر سے باہر آ کر مر جائے تو بھی حلال ہے۔ اسے خشکی کے جانور کی طرح ذبح کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَإِذَا حُلِّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ﴾ (المائدہ: ۹۶/۵) ”تمہارے لیے سمندر کا شکار اور اس کا کھانا حلال قرار دیا گیا ہے۔“ البتہ خشکی میں رہنے والا جانور اگر پانی میں ڈوب کر مر جائے تو وہ حرام ہے کیونکہ وہ ”مردہ سمندری جانور“ نہیں بلکہ ”خشکی کا مردہ جانور“ ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الذبائح والصيد، باب الصيد إذا غاب عنه يومين أو ثلاثة؛ حدیث: ۵۲۸۴) ④ صحابی نے صرف سمندر کے پانی کے بارے میں پوچھا تھا نبی ﷺ نے پانی کے ساتھ ساتھ سمندر کے جانور کے بارے میں بھی بتا دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر عالم محسوس کرے کہ سائل کو کوئی دوسرا مسئلہ بتانے کی بھی ضرورت ہے جو اس نے نہیں پوچھا تو اس کے پوچھے ہوئے مسئلے کے ساتھ دوسرا مسئلہ بھی بتا دینا چاہیے۔ ⑤ بعض جانور پانی میں بھی زندہ رہ سکتے ہیں اور خشکی میں بھی۔ کیا انھیں پانی کے جانوروں میں شمار کرنا چاہیے یا خشکی کے جانوروں میں؟ حدیث میں ان میں سے صرف مینڈک کا ذکر آتا ہے۔ اس کے بارے میں سنن ابن ماجہ میں ایک حدیث مروی ہے جس میں مینڈک کو قتل کرنے کی ممانعت ہے۔ اس حدیث کے بارے میں محمد نواد عبدالہادی نے کہا ہے: [في الزوائد: في إسناده إبراهيم بن الفضل المخزومي، وهو ضعيف] ”زوائد میں لکھا ہے کہ اس کی سند میں ابراہیم بن فضل مخزومی ہے اور وہ ضعیف ہے۔“ لیکن علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”صحیح سنن ابن ماجہ“ میں ذکر کیا ہے۔ ایک اور حدیث امام ابن حجر رحمہ اللہ نے بلوغ المرام میں ذکر کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طیبہ کو دوام میں ڈالنے کے لیے مینڈک مارنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ حافظ ابن

حجر بن زید نے فرمایا: ”اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ امام ابوداؤد اور امام نسائی نے بھی اسے روایت کیا ہے۔“ دیکھیے: (بلوغ المرام، کتاب الأطعمة، حدیث: ۱۱۳) اس حدیث کی روشنی میں ایسے جانوروں سے پرہیز ہی صحیح معلوم ہوتا ہے جو پانی اور خشکی دونوں جگہ پر زندہ رہ سکتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۳۸۷- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حضرت ابن فراس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنْ بَكْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ مَخْشِيٍّ، عَنِ ابْنِ الْفِرَاسِيِّ قَالَ: كُنْتُ أَصِيدُ وَكَانَتْ لِي قِرْبَةٌ أَجْعَلُ فِيهَا مَاءً، وَإِنِّي تَوَضَّأْتُ بِمَاءِ الْبَحْرِ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «هُوَ الطَّهْوَرُ مَأْوُهُ، الْحِلُّ مَيْتَتُهُ».

۳۸۷- حضرت ابن فراس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں شکار کیا کرتا تھا اور میرے پاس ایک مشک تھی میں اس میں پانی ڈال لیا کرتا تھا۔ میں نے سمندر کے پانی سے وضو کیا پھر رسول اللہ ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مرنے والا ہوا جانور حلال ہے۔“

۳۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، هُوَ ابْنُ مِقْسَمٍ، عَنْ جَابِرِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سئِلَ عَنْ مَاءِ الْبَحْرِ، فَقَالَ: «هُوَ الطَّهْوَرُ مَأْوُهُ. الْحِلُّ مَيْتَتُهُ».

۳۸۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے سمندر کے پانی کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مرنے والا جانور حلال ہے۔“

قال أبو الحسن بن سلمة: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الْهَسَنَجَانِيُّ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، هُوَ ابْنُ مِقْسَمٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: أَنَّ

(امام ابن ماجہ کے شاگرد) ابو الحسن بن سلمہ نے امام احمد بن حنبل کے دوسرے شاگرد علی بن الحسن ہسجنانی سے مذکورہ بالا روایت کی مانند بیان کیا۔

۳۸۷- [سناده ضعيف] * مسلم بن مخشي مستور، لم يوثقه غير ابن حبان، وأما ابن الفراسي فلم أجد من وثقه، والحديث السابق، ح: ۳۸۶ یعنی عنہ.

۳۸۸- [سناده حسن] أخرجه أحمد ۳/ ۳۷۳، ولهذا من زيادات ابن القطان.



باب: ۳۹- وضو میں دوسرے آدمی سے مدد لینا اور اس کا پانی ڈالنا

(المعجم ۳۹) - بَابُ الرَّجُلِ يَسْتَعِينُ عَلَى وَضُوئِهِ فَيَضُبُّ عَلَيْهِ (التحفة ۳۹)

۳۸۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ کسی کام سے تشریف لے گئے۔ جب آپ واپس آئے تو میں پانی کا برتن لے کر حاضر ہوا۔ میں نے پانی ڈالا تو نبی ﷺ نے دونوں ہاتھ دھوئے پھر چہرہ مبارک دھویا پھر اپنے بازو دھونے کا ارادہ کیا تو جب کی آستینیں تنگ معلوم ہوئیں، چنانچہ آپ نے جب کے نیچے سے بازو نکال لیے اور انھیں دھویا اور موزوں پر مسح کیا پھر ہمیں نماز پڑھائی۔

۳۸۹- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صَبِيحٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، فَلَمَّا رَجَعَ تَلَفَّتُهُ بِالْإِدَاوَةِ، فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ، ثُمَّ ذَهَبَ يَغْسِلُ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَتِ الْجُبَّةُ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ، فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ عَلَى حَفْيِهِ، ثُمَّ صَلَّى بِنَا.

فوائد و مسائل: ① مقام و مرتبہ یا عمر کے لحاظ سے بڑوں کی خدمت کرنا اور ان کی ضرورت کی چیزوں کو بروقت تیار رکھنا مستحسن ہے۔ ② چھوٹوں سے خدمت لینا جائز ہے اگرچہ وہ خدمت ایسے کام میں ہو جو عبادت سے تعلق رکھتا ہو۔ ③ اس حدیث میں وضو کی پوری تفصیل نہیں، بعض اہم امور کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نبی ﷺ نے معروف طریقے سے پورا وضو کیا۔ ④ اس سے موزوں پر مسح کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ⑤ بہر حال وضو کرنا ضروری ہے چاہے اس میں مشقت ہی ہو جیسے رسول اللہ ﷺ نے مکمل وضو کرنے کے لیے بازو دھوئے حالانکہ جب اتارنے میں دشواری تھی۔

۳۹۰- حضرت رُجَاحِ بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں وضو کا برتن لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا: ”پانی ڈالو۔“

۳۹۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ جَمِيلٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ

۳۸۹- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في الجبة الشامية، ح: ۳۶۳، ۳۸۸، ۲۹۱۸، ۵۷۹۸، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ۲۷۴ من حديث الأعمش به، مطولاً ومختصراً، بالفاظ متقاربة.
۳۹۰- [إسناده ضعيف] * ابن عقييل ضعيف، والحديث حسن دون قوله «أخذ ماءً جديداً»، انظر سنن أبي داود برقم: ۱۲۶، طبعه دار السلام.

۱- أبواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام ومسائل

میں نے پانی ڈالا تو آپ نے اپنا چہرہ مبارک اور دونوں بازو دھوئے۔ پھر نیا پانی لیا اور اس کے ساتھ سر کے اگلے اور پچھلے حصے کا مسح کیا اور اپنے پاؤں کو تین تین بار دھویا۔

الرُّبْعِ بِنْتِ مُعَوِذٍ قَالَتْ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمِيْضَاءٍ، فَقَالَ: «اسْكُبِي». فَسَكَبْتُ، فَغَسَلْتُ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ، وَأَخَذَ مَاءً جَدِيدًا، فَمَسَحَ بِهِ رَأْسَهُ، مُقَدِّمَةً وَمُؤَخَّرَةً، وَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا.

☀️ نوامدو مسائل: ① حضرت ربیع صغار صحابیات میں سے ہیں، یعنی رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں کم سن تھیں۔ انصار کے قبیلہ بنو نجار سے تعلق تھا۔ ان کے والد حضرت معوذ ابن عفرہؓ جنگ بدر میں شریک تھے۔ ② ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سندا ضعیف قرار دیا ہے لیکن دیگر شواہد کی بنا پر حدیث میں مذکور جملہ [أَخَذَ مَاءً جَدِيدًا] کے سوا باقی روایت قابل حجت ہے۔ علاوہ ازیں شیخ البانیؒ نے بھی اس روایت کی بابت یہی حکم لگایا ہے۔ دیکھیے: (صحیح ابوداؤد حدیث: ۱۳۲۱۷) ③ پورے سر کا مسح کرنا مسنون ہے جیسا کہ صحیح روایات میں بیان ہوا ہے۔ اس میں ”سر کے اگلے اور پچھلے حصے“ کے مسح کرنے کا بیان ہے، اس سے مراد پورے سر کا مسح ہی ہے۔



۳۹۱- حضرت صفوان بن عسالؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے سفرا اور حضر میں نبی ﷺ کو وضو کرانے کے لیے (آپ کے ہاتھوں اور پاؤں پر) پانی ڈالا۔

۳۹۱- حَدَّثَنَا بَشْرُ بْنُ آدَمَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنِ الْحَبَابِ: حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ عُقْبَةَ: حَدَّثَنِي حُدَيْقَةُ بْنُ أَبِي حُدَيْقَةَ الْأَزْدِيُّ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَالٍ قَالَ: صَبَبْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ الْمَاءَ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ، فِي الْوُضُوءِ.

۳۹۲- رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی حضرت رقیہؓ کی کوئٹی حدیث میں حضرت ام عیاشؓ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کو وضو کرایا کرتی تھی۔ میں کھڑی ہوتی تھی اور آپ بیٹھے ہوتے تھے۔

۳۹۲- حَدَّثَنَا كُرْدُوسُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْوَأَسِطِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ رُوْحٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، رُوْحُ بْنُ عَبْسَةَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عِيَّاشٍ، مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، عَنْ أَبِيهِ عَبْسَةَ بْنِ سَعِيدِ، عَنْ جَدِّتِهِ، أُمِّ أَبِيهِ،

۳۹۱- [إسناده ضعيف] * الوليد بن عقبة مجهول (تقريب)، وشيخه مستور.
 ۳۹۲- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الطبراني في الكبير: ۹۱/۲۵، ح: ۲۳۴ من حديث كردوس به، وقال البوصيري: "هذا إسناده مجهول وعبدالكريم مختلف فيه"، وهو ضعيف كما في التقريب، وشيخه مجهول... الخ، فالسند مظلم.

۱- أبواب الطهارة وسننها - وضو سے متعلق احکام و مسائل

أُم عِيَّاشٍ ، وَكَانَتْ أُمَةً لِرُقَيْبَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ : كُنْتُ أَوْصِيءُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ ، أَنَا قَائِمَةٌ وَهُوَ قَاعِدٌ .

(المعجم ۴۰) - بَابُ الرَّجُلِ يَسْتَيْقِظُ مِنْ مَنَامِهِ هَلْ يَدْخُلُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ أَنْ يَغْسِلَهَا (التحفة ۴۰)

باب: ۳۰- کیا آدمی نیند سے بیدار ہو کر بغیر دھوئے، ہاتھ پانی کے برتن میں ڈال سکتا ہے؟

۳۹۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص رات کو سو کر جاگے تو برتن میں اپنا ہاتھ نہ ڈالے جب تک اس پر دو تین بار پانی نہ ڈال لے۔ (ہاتھ دھو کر پانی میں ڈالے) کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا ہے۔“

۳۹۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ : حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّهُمَا حَدَّثَا : أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِذَا اسْتَيْقِظَ أَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يَدْخُلُ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يُفْرَغَ عَلَيْهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا : فَإِنْ أَحَدَكُمْ لَا يَدْرِي فِيمَ بَاتَتْ يَدُهُ» .

فوائد و مسائل: ① رات اور دن کا حکم ایک ہی ہے۔ حدیث میں رات کا لفظ اس لیے بولا گیا ہے کہ انسان رات ہی کو زیادہ سوتا ہے۔ ② پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھو لینے کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ نیند میں انسان کو اپنے افعال و حرکات کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوتا، اس لیے ممکن ہے کہ ہاتھ ناک وغیرہ یا پردے کے اعضاء کو یا زمین پر سونے کی صورت میں مٹی وغیرہ میں لگ جائے لہذا صفائی اور طہارت کا تقاضا ہے کہ نیند سے جاگ کر ہاتھ دھو لیے جائیں۔ ③ دو تین دفعہ دھونے کا حکم اس لیے ہے کہ ہاتھ اچھی طرح صاف ہو جائے اور کسی قسم کا شک باقی نہ رہے، اس لیے اگر ایک بار دھونے سے صفائی کا یقین ہو جائے تو کافی ہے۔ ④ بعض علماء نے ”برتن“ کے لفظ سے استدلال کیا ہے کہ یہ حکم ہر قسم کے برتن کے لیے ہے البتہ نہر اور حوض و تالاب اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حوض اور تالاب کا پانی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس میں قلیل نجاست مل جانے سے وہ ناپاک نہیں ہوتا اور مذکورہ بالا صورت میں تو یہ نجاست بھی یقینی نہیں بلکہ نجاست کا محض احتمال ہے۔

۳۹۳- [صحیح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء إذا استيقظ أحدكم من منامه... الخ، ح: ۲۴ من حديث الوليد به، وقال: "هذا حديث حسن صحيح"، وأصله عند مسلم، ح: ۲۷۸ وغيره.

۱- أبواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

۳۹۴- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو تو برتن میں ہاتھ نہ ڈالے حتیٰ کہ ہاتھ دھو لے۔“

۳۹۴- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي ابْنُ لَهْمَعَةَ، وَجَابِرُ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَوْمِهِ فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتَّى يَغْسِلَهَا».

۳۹۵- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی نیند سے بیدار ہو کر وضو کرنا چاہے تو وضو کے پانی میں ہاتھ نہ ڈالے جب تک اسے دھونے لے کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ اس نے کس چیز پر ہاتھ رکھا ہے۔“

۳۹۵- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ تُوَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْبَكَّائِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنَ النَّوْمِ فَأَرَادَ أَنْ يَتَوَضَّأَ، فَلَا يُدْخِلْ يَدَهُ فِي وَضُوئِهِ حَتَّى يَغْسِلَهَا، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ، وَلَا عَلَى مَا وَضَعَهَا».

ابو اسحاق نے کہا صحیح سند جابر بن ابی ہریرہ سے۔

[قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: الصَّحِيحُ جَابِرٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ].

☀️ فائدہ: اس حدیث میں تین بار دھونے کی صراحت ہے۔ حدیث ۳۹۳ میں ”دو یا تین بار“ دھونے کا ذکر ہے اس لیے علماء کہتے ہیں کہ تین بار دھونا بہتر ہے واجب نہیں۔

۳۹۶- حضرت حارث سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پانی منگوا یا پھر پانی میں ہاتھ ڈالنے سے

۳۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ،

۳۹۴- [صحيح] إسناده فيه نظر، أخرجه الدارقطني: ٤٩/١، ح: ١٢٦، وصححه البوصيري على شرط مسلم، والحدیث السابق شاهد له.

۳۹۵- [حسن] أخرجه الدارقطني: ٤٨/١، ح: ١٢٥ من حديث زياد بن عبد الله البكائي به، وقال: إسناده حسن، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، رجاله ثقات" * أبو الزبير المكي مشهور بالتدليس (طبقات المدلسين / المرتبة الثالثة) وعنن، وللحدیث شواهد.

۳۹۶- [حسن] وله شواهد عند البيهقي: ٤٧/١ وغيره، وانظر، ح: ٩٥ لعلته، وفيه علل أخرى، فالسند ضعيف، وحسن بالشواهد.

۱- ابواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

پہلے ہاتھ دھوئے پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

عَنِ الْحَارِثِ، قَالَ: دَعَا عَلِيٌّ بِمَاءٍ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَهُمَا الْإِنَاءَ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَنَعَ.

باب: ۴۱- وضو کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا

(المعجم ۴۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّسْمِيَةِ فِي الْوُضُوءِ (التحفة ۴۱)

۳۹۷- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کا وضو نہیں جو وضو کرتے وقت اللہ کا نام نہیں لیتا۔“

۳۹۷- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ: حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ رُبَيْحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا وَضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرْ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث کی روشنی میں بعض علماء نے وضو کے شروع میں ”بِسْمِ اللَّهِ“ پڑھنے کو واجب قرار دیا ہے اور بعض علماء نے اسے سنت قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک ”وضو نہیں“ کا مطلب یہ ہے کہ ”کما حقہ کمل وضو نہیں“، لیکن یہ تاویل بلا دلیل ہے۔ ② اگر ”بِسْمِ اللَّهِ“ بھول گئی اور وضو کے دوران میں یاد آئی تو فوراً پڑھ لے تاہم وضو دوبارہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ بھول چوک معاف ہے۔

۳۹۸- حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۳۹۸- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنَّ أَبَانَا يَزِيدَ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کی نماز نہیں جس کا

۳۹۷- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۴۱/۳ عن أبي أحمد به، وحسنه البوصيري * ربيع وثقه ابن حبان، وابن عدي، ولحديثه شواهد كثيرة.

۳۹۸- [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في التسمية عند الوضوء، ح: ۲۶ عن الحسن بن علي الخلال * ابن عياض كذاب، ولحديثه طريق آخر عند الترمذي وغيره، وانظر الحديث السابق، فإنه يغني عن حديث ابن عياض وأمثاله.

۱- أبواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

وضو نہیں اور اس کا وضو نہیں جس نے اس میں اللہ کا نام نہ لیا ہو۔“

ابْنُ عِيَّاضٍ : حَدَّثَنَا أَبُو يُفَيْعَالٍ ، عَنْ رَبَاحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ بِنْتَ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ تَذَكُّرُ أَنَّهَا سَمِعَتْ أَبَاهَا سَعِيدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولُ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوءَ لَهُ ، وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ» .

۳۹۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں اور اس کا وضو نہیں جس نے (وضو کرتے وقت) اللہ کا نام نہ لیا ہو۔“

۳۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ ، قَالَا : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قُدَيْكٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ سَلَمَةَ اللَّيْثِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوءَ لَهُ ، وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ» .



۴۰۰- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کی نماز نہیں جس کا وضو نہیں اور اس کا وضو نہیں جس نے (وضو کرتے وقت) اللہ کا نام نہ لیا ہو اور اس کی نماز نہیں جو نبی ﷺ پر درود نہیں پڑھتا۔ اور جو انصار سے محبت نہیں رکھتا اس کی بھی نماز نہیں۔“

۴۰۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي قُدَيْكٍ ، عَنْ عَبْدِ الْمُطَهِّمِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعِيدِ السَّاعِدِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوءَ لَهُ ، وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ ، وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ . وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يُحِبَّ الْأَنْصَارَ» .

(امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد) ابوالحسن بن سلمہ

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنِ سَلَمَةَ : حَدَّثَنَا

۳۹۹- [حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في التسمية على الوضوء، ح: ۱۰۱ من حديث محمد بن موسى به وسنده ضعيف، وللحديث شواهد، تقدم، ح: ۳۹۷ وهو بها حسن.

۴۰۰- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لاتفاقهم على ضعف عبدالمطهيم".

۱- أبواب الطهارة وسننها
 أبو حاتم: حَدَّثَنَا عَبَّيْسُ بْنُ مَرْحُومِ الْعَطَّارُ: عَنْ عَبْدِ الْمُهَيْمِنِ بْنِ عَبَّاسٍ كَع دوسرے شاگرد عبید بن مرحوم عطار سے اسی طرح روایت بیان کی۔
 نَحْوَهُ.

☀ فائدہ: مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ اسی باب کی حدیث نمبر ۳۹۸ کو حسن قرار دیا ہے جس میں [لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا وُضُوءَ لَهُ، وَلَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ] کے الفاظ ہیں۔ اور مذکورہ روایت میں یہ اضافہ ہے [وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ وَلَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يُحِبِّ الْأَنْصَارَ] اس اضافے کے شواہد نہیں مل سکے جس کی بنا پر یہ قابل حجت نہیں ہے اس کے علاوہ باقی روایت قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ غالباً اسی وجہ سے شیخ الہانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آخری دو جملوں کے سوا باقی روایت کو حسن قرار دیا ہے۔
 دیکھیے: (صحیح ابن ماجہ، حدیث: ۳۲۶، والضعیفۃ، حدیث: ۴۷۰۶۲۶۷)

(المعجم ۴۲) - بَابُ التَّيْمَنِ فِي
 الْوُضُوءِ (التحفة ۴۲)
 باب ۴۲- وضو میں دائیں طرف سے
 شروع کرنا

۴۰۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو میں یہ بات پسند تھی کہ جب وضو کریں تو دائیں طرف سے شروع کریں اور جب کنگھی کریں تو دائیں طرف سے کنگھی کرنا شروع کریں اور جب جوتا پہنیں تو پہلے دایاں جوتا پہنیں۔

۴۰۱- حَدَّثَنَا هَذَا بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْنَاءِ؛ ح: وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الطَّنَافِيسِيِّ، عَنْ أَشْعَثِ بْنِ أَبِي الشَّعْنَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُحِبُّ التَّيْمَانَ فِي الطُّهُورِ إِذَا تَطَهَّرَ، وَفِي تَرْجُلِهِ إِذَا تَرَجَّلَ، وَفِي انْتِعَالِهِ إِذَا انْتَعَلَ.

☀ فوائد و مسائل: ① [طُهُورٍ] سے مراد ہر وہ عمل ہے جس کا تعلق پاکیزگی اور صفائی سے ہو۔ یہاں اس سے مراد وضو اور غسل ہے۔ ② ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں: [وَفِي شَأْنِهِ كُنْهٌ] ”اور اپنے ہر کام میں“، یعنی دوسرے کاموں میں بھی دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔ (صحیح البخاری، الوضوء، باب التیمن فی الوضوء والغسل، حدیث: ۲۶۸)

۴۰۱- أخرجه البخاري، الوضوء، باب التیمن فی الوضوء والغسل، ح: ۱۶۸، وغيره، ومسلم، الطهارة، باب التیمن فی الطهور، وغيره، ح: ۲۶۸ من حدیث أبي الأحوص عن أشعث به.

۱- أبواب الظهارة وسننها

۱- ذموسے متعلق احکام ومسائل

لیکن اس سے بعض چیزیں مستثنیٰ ہیں؛ مثلاً: استنجا کرنا، مسجد سے باہر نکلنا، جو تار تارنا، ناک صاف کرنا اور اس قسم کے دوسرے کام جن میں طبعی کراہت پائی جاتی ہے۔ ① جو کام صرف ایک ہاتھ سے کیے جاتے ہیں۔ ان میں [تَيْسُن] سے مراد دائیں ہاتھ سے کام کرنا ہوگا، مثلاً: مصافر کرنا، کوئی چیز لینا یا دینا، لکھنا وغیرہ۔ بعض علماء نے اس حدیث کی روشنی میں کہا ہے کہ گھڑی بھی دائیں ہاتھ میں پہننا بہتر ہے۔

۴۰۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ النَّفِيلِيُّ : حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَأَبْدُوا بِمِيَامِكُمْ».

۴۰۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم وضو کرو تو دائیں طرف سے شروع کرو۔“

۴۰۳- قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنِ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ وَأَبْنُ نَفِيلٍ وَعَبْرُهُمَا، قَالُوا: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

(امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد) ابو الحسن بن سلمہ نے زہیر کے دو شاگردوں یحییٰ بن صالح اور ابن نفیل سے اسی طرح روایت بیان کی۔



باب ۴۳- ایک ہی چلو سے کلی کرنا اور (المعجم ۴۳) - بَابُ الْمَضْمَةِ

ناک میں پانی ڈالنا وَالْإِسْتِنْسَاقِ مِنْ كَفِّ وَاحِدٍ (التحفة ۴۳)

۴۰۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَّارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ غُرْفَةٍ وَاحِدَةٍ.

۴۰۳- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ہی چلو سے کلی بھی کی اور ناک میں پانی بھی ڈالا۔

فوائد ومسائل: ① حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہاتھ میں پانی لے کر کچھ پانی سے کلی کر لی جائے اور باقی پانی ناک

۴۰۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، اللباس، باب في الانتعال، ح: ٤١٤١ * الأعمش عنن، وتقدم، ح: ١٧٨، ورواه شعبة عنه بلفظ "كان إذا لبس ثوباً بدأ بميامنه"، وهو الصحيح.

۴۰۳- أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الوجه باليمين من غرفة واحدة، ح: ١٤٠ من حديث زيد مطولاً.

۱- أبواب الطهارة وسننها وضو سے متعلق احکام و مسائل

میں ڈال کر ناک صاف کی جائے۔ ناک کے لیے الگ سے پانی نہ لیا جائے۔ تین بار یہی عمل دہرایا جائے۔ ① یہ بھی جائز ہے کہ پہلے تین بار کلی کر لی جائے پھر تین بار ناک میں پانی ڈالا جائے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بعض علماء نے اس طریقے کو بہتر قرار دیا ہے بعض نے دوسرے کو۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر دونوں کام ایک ہی چلو سے کر لے تو جائز ہے۔ لیکن ہمیں الگ الگ پانی لینا زیادہ پسند ہے۔ (جامع الترمذی، الطهارة، باب المضمضة والاستنشاق من كف واحد، حدیث: ۲۸) حدیث کی رو سے زیادہ بہتر یہی ہے کہ ایک ہی چلو سے کلی کی جائے اور ناک میں پانی ڈالا جائے کیونکہ ایک چلو سے کلی اور ناک صاف کرنے والی روایات سند کے لحاظ سے زیادہ قوی اور مستند ہیں۔

۴۰۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو ایک چلو سے تین بار کلی کی اور تین بار ناک میں پانی ڈالا۔

عَنْ خَالِدِ بْنِ عَقْلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ خَيْرٍ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَضَمَصَ ثَلَاثًا، وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا، مِنْ كَفِّ وَاحِدٍ.

۴۰۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور وضو کے لیے پانی طلب فرمایا: میں نے پانی حاضر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔

عَنْ أَبِي الْحُسَيْنِ الْمُكَلِّيِّ، عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَسَأَلَنَا وَضُوءًا، فَأَتَيْنَهُ بِمَاءٍ، فَمَضَمَصَ وَاسْتَنْشَقَ مِنْ كَفِّ وَاحِدٍ.

(المعجم ۴۴) - بَابُ الْمُبَالَغَةِ فِي الْإِسْتِنْشَاقِ وَالْإِسْتِثْنَارِ (التحفة ۴۴)

باب: ۴۰۴- ناک میں اچھی طرح پانی ڈالنا اور اسے خوب صاف کرنا

۴۰۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ : حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۴۰۴- [صحیح] أخرجه عبدالله بن أحمد في زوائد المسند: ۱/ ۱۲۳ عن ابن أبي شيبة به مطولاً * شريك تابعه غير واحد، وله شواهد كثيرة.

۴۰۵- أخرجه البخاري، الوضوء، باب من مضمض واستنشق من غرفة واحدة، ح: ۱۹۱، ومسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، ح: ۲۳۵ من حديث خالد بن عبدالله به مطولاً ومختصراً.

۴۰۶- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذی، الطهارة، باب ماجاء في المضمضة والاستنشاق، ح: ۲۷ من حدیث

۱- أبواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: جب تو وضو کرے تو ناک صاف کیا کر اور جب (تھوڑے حاجت کے بعد) ڈھیلے استعمال کرے تو طاق تعداد میں استعمال کر۔“

حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ مَنْصُورٍ؛ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتِزْ، وَإِذَا اسْتَجَمَرْتَ فَأَوْتِزْ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف ناک میں پانی ڈال لینا ہی کافی نہیں بلکہ ضرورت ہو تو ناک کو اچھی طرح صاف کرنا چاہیے۔ ② استنجا کے لیے تین ڈھیلے استعمال کرنا ضروری ہیں۔ اگر تین سے زیادہ ڈھیلے استعمال کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو کر سکتا ہے تاہم ان کی تعداد طاق ہونی چاہیے۔ واللہ اعلم۔

۴۰۷- حضرت لقیط بن صبرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے وضو کے بارے میں ارشاد فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وضو اچھی طرح پورا کر اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کر سوائے اس کے کہ تو روزے سے ہو۔“

۴۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ شَلِيمٍ الطَّائِفِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقَيْطِ بْنِ صَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْوُضُوءِ قَالَ: «أَسْبِغِ الْوُضُوءَ، وَبَالِغِ فِي الْإِسْتِنْشَاقِ، إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَائِمًا».



🌞 فوائد و مسائل: ① ”اسباغ وضو“ سے مراد یہ ہے کہ وضو اس طرح توجہ سے کیا جائے کہ دھوئے جانے والے اعضاء میں سے کسی عضو کا کوئی حصہ خشک نہ رہے۔ اس طرح تین تین بار اعضاء کو دھونا اور دل کر دھونا یہ بھی ”اسباغ“ (وضو پورا کرنے) میں شامل ہے۔ ② [اسْتِنْشَاقِ] کا مطلب یہ ہے کہ ناک میں پانی ڈال کر اسے اوپر تک پہنچانے کی کوشش کی جائے جس طرح سانس لینے وقت ہوا اندر کو کھینچی جاتی ہے۔ لیکن روزے کی حالت میں اس سے پرہیز کرنا چاہیے تاکہ پانی ناک کے راستے حلق میں نہ چلا جائے۔

۴۰۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

۴۰۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

«منصور به، وقال: حسن صحيح.

۴۰۷- [صحیح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الاستنثار، ح ۱۴۲ من حديث يحيى بن سليم به، و صححه الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

۴۰۸- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الاستنثار، ح ۱۴۱ من حديث وكيع به.

۱- أبواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو تین بار اچھی طرح ناک صاف کرو۔“

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ؛ ح : وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذُئْبٍ، عَنْ قَارِظِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ أَبِي غَطَفَانَ الْمُرِّيِّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « اسْتَنْثِرُوا مَرَّتَيْنِ بِالْعَيْنَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا » .

☀️ فائدہ: [اسْتَنْثَار] کا مطلب ہے کہ ناک سے پانی وغیرہ اس طرح نکالا جائے جس طرح سانس کے دوران میں ہوا ناک سے نکالی جاتی ہے۔

۳۰۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص وضو کرے اسے چاہیے کہ ناک جھائے اور جو (استنجا کے لیے) ڈھیلے استعمال کرے اسے چاہیے کہ طاق تعداد میں استعمال کرے۔“

۴۰۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، وَدَاوُدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَا : حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْحَوَّلَانِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « مَنْ تَوَضَّأَ فَلْيَسْتَنْثِرْ، وَمَنْ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ » .

باب: ۳۵- وضو کے اعضاء ایک ایک بار دھونا

(المعجم ۴۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مَرَّةً مَرَّةً (التحفة ۴۵)

۳۱۰- حضرت ثابت بن ابی صفیہ ثمالی سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نے ابو جعفر سے پوچھا: کیا آپ کو حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے مروی یہ حدیث پہنچی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک ایک بار (اعضاء دھو کر) وضو کیا؟ انھوں نے فرمایا: ہاں میں نے کہا: اور (یہ حدیث بھی کہ) دو دو بار اور تین تین بار (اعضاء دھو کر

۴۱۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَّارَةَ : حَدَّثَنَا شَرِيكُ [بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيِّ]، عَنْ ثَابِتِ بْنِ أَبِي صَفِيَةَ التَّمَالِيِّ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ، قُلْتُ لَهُ : حَدَّثْتَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً؟ قَالَ : نَعَمْ . قُلْتُ : وَمَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ

۴۰۹- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الاستنثار في الوضوء، ح: ۱۶۱، ومسلم، الطهارة، باب الإيتار في الاستنثار والاستجمار، ح: ۲۳۷ من حديث الزهري به .

۴۱۰- [صحیح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في الوضوء مرة مرة وثلاثاً، ح: ۴۵ من حديث شريك به * ثابت بن أبي صفية ضعيف رافضي (تقريب)، والحديث صحيح لكثرة الشواهد له .

۱- ابواب الطہارۃ و سننہا
وَنَلَاثًا ثَلَاثًا؟ قَالَ: نَعَمْ.
وضو سے متعلق احکام و مسائل
وضو کیا؟ انھوں نے فرمایا: ہاں۔

۴۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ
الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ،
عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ
يَسَّارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ
ﷺ تَوَضَّأَ غُرْفَةً غُرْفَةً.
۴۱۱- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ
آپ نے ایک ایک چلو لے کر وضو کیا۔

۴۱۲- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا
رَشْدِينَ بْنُ سَعْدٍ: أَنْبَأَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ
شَرْحِبِيلٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
عَمْرِو قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي غَرَوَةٍ
تَبَوُّكَ تَوَضَّأَ وَاحِدَةً وَاحِدَةً.
۴۱۲- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے
فرمایا: میں نے غرودہ تبوک کے دوران میں رسول اللہ
ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے ایک ایک بار (اعضاء دھو کر)
وضو کیا۔

☀️ فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سننا ضعیف قرار دیا ہے جبکہ شیخ البانی رضی اللہ عنہ نے حسن اور الموسوعہ
الحديثية کے محققین نے صحیح لغیرہ قرار دیا ہے نیز انھوں نے کہا ہے کہ اس مسئلہ کی بابت صحیح بخاری میں حضرت ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دفعہ وضو کیا تو وضو کے اعضاء کو ایک ایک مرتبہ دھویا۔ تفصیل کے لیے
دیکھیے: (الموسوعہ الحديثية مسند أحمد: ۱/۲۹۳ حدیث: ۱۵۱۱۳۹)

(المعجم ۴۶) - بَابُ الْوُضُوءِ ثَلَاثًا
ثَلَاثًا (التحفة ۴۶)
باب: ۴۶- وضو کے اعضاء تین تین
بار دھونا

۴۱۳- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ
الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ الدَّمَشْقِيُّ،
۴۱۳- حضرت شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عثمان اور حضرت علی

۴۱۱- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء مرة مرة، ح: ۱۵۷، وأبو داود، الطهارة، باب الوضوء مرة مرة، ح: ۱۳۸، وغيرهما من حديث سفيان الثوري به.
۴۱۲- [[إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/۲۳ من حديث رشدين به، وعلقه الترمذي، وقال البوصيري: "هو إسناده
ضعيف لضعف رشدين بن سعد"، وتابعه ابن لهيعة عند أحمد، وسنده ضعيف لأنه لم يعلم تحديث ابن لهيعة به قبل
اختلاطه.
۴۱۳- [[إسناده حسن] أخرجه البزار في البحر الزخار: ۲/۵۱، ح: ۳۹۴ من حديث عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان به.

۱- أبواب الطهارة وسننها

وضوء سے متعلق احکام و مسائل

ﷺ کو دیکھا کہ وہ تین تین بار (اعضاء دھو کر) وضو کرتے تھے اور فرماتے تھے: رسول اللہ ﷺ کا وضو اس طرح ہوا کرتا تھا۔

عَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عَبْدِ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: رَأَيْتُ عُمَانَ وَعَلِيًّا يَتَوَضَّأَنِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَيَقُولَانِ: هَكَذَا كَانَ وَضُوءُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد) ابو الحسن بن سلمہ نے کہا: ہمیں ابو حاتم نے ابو نعیم سے انھوں نے عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان سے اسی طرح حدیث بیان کی۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۴۱۴- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے تین تین بار اعضاء دھو کر وضو کیا اور اسے رسول اللہ ﷺ کا عمل قرار دیا۔

۴۱۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْطَلٍ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ: أَنَّهُ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَرَفَعَ ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

۴۱۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے تین تین بار اعضاء دھو کر وضو کیا۔

۴۱۵- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا خَالِدُ ابْنُ حَيَّانَ، عَنْ سَالِمِ أَبِي الْمُهَاجِرِ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ عَائِشَةَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا.

۴۱۶- حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے تین تین بار (اعضاء دھو کر) وضو کیا اور سر کا مسح

۴۱۶- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ فَائِدٍ، أَبِي الْوَرَقَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى

۴۱۴- [صحیح] أخرجه النسائي: ۱/ ۶۲، ۶۳، الطهارة، باب الوضوء ثلاثاً ثلاثاً، ح: ۸۱ من حديث الأوزاعي به * رواية مطلب عن ابن عمر مرسله، قاله أبو حاتم الرازي. والوضوء ثلاثاً، ثابت عن رسول الله ﷺ. انظر الحديث السابق وغيره.

۴۱۵- [إسناده حسن] أخرجه أبو يعلى في مسنده، ح: ۴۶۹۵، ومسند أحمد: ۲/ ۳۴۸ من طريق عطاء عن أبي هريرة.

۴۱۶- [صحیح] قال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف" * فائد بن عبد الرحمن قال في البخاري: منكر الحديث، وقال الحاكم: "روى عن ابن أبي أوفى أحاديث موضوعة"، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق.



۱- ابواب الطهارة وسننها وضو سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا اِيك بَارِكِيَا۔
ثَلَاثًا، وَمَسَحَ رَأْسَهُ مَرَّةً.

☀️ فائدہ: اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ تین تین بار اعضاء دھونے میں سر کا مسح شامل نہیں، وہ ایک ہی بار ہوگا۔

۴۱۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، عَنِ سُفْيَانَ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا.

۴۱۷- حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ تین تین بار (اعضائے وضو دھو کر) وضو کرتے تھے۔

۴۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِتِ مَعُوذِ بْنِ عَفْرَاءَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا.

۴۱۸- حضرت ربیع بنت معوذ ابن عفراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین تین بار (اعضائے وضو دھو کر) وضو کیا۔



(المعجم ۴۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مَرَّةً وَمَرَّتَيْنِ وَثَلَاثًا (التحفة ۴۷)

باب: ۴۷- وضو میں اعضاء کو ایک بار دو بار اور تین بار دھونا

۴۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنِي مَرْحُومُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ زَيْدِ الْعَمِّيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ

۴۱۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک بار وضو کیا اور فرمایا: ”یہ وہ وضو ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں فرماتا۔“ پھر دو دو بار وضو کیا تو فرمایا: ”یہ مقام و مرتبہ

۴۱۷- [صحیح] وضعفہ البوصیری، وانظر، ح: ۲۰۸ لعلته، وحدث: ۴۱۵ شاهد له.

۴۱۸- [حسن] * سفیان الثوری تابعه بشر بن المفضل عند أبي داود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح: ۱۲۶ مطولاً.

۴۱۹- [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه زيد العمي، وهو ضعيف، وابنه عبد الرحيم متروك بل كذاب، ومعاوية بن قره لم يلق ابن عمر، قاله ابن أبي حاتم في العلل، وصرح به الحاكم في المستدرک"، وللحديث طرق كلها ضعيفة.

۱- أبواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

رکھے والا وضو ہے۔“ اور تین تین بار وضو کیا تو فرمایا: ”یہ سب سے کامل وضو ہے۔ یہ میرا اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا وضو ہے۔ جو شخص اس طرح وضو کرے پھر فارغ ہو کر پڑھے: [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ] ”میں گواہی دیتا ہوں ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“ تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔ جس میں سے وہ چاہے داخل ہو جائے۔“

ابْنُ عَمْرٍو قَالَ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَاحِدَةً وَاحِدَةً. فَقَالَ: «هَذَا وَضُوءٌ مَنْ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَلَاةَ إِلَّا بِهِ» ثُمَّ تَوَضَّأَ ثِنْتَيْنِ ثِنْتَيْنِ، فَقَالَ: «هَذَا وَضُوءُ الْقَدْرِ مِنْ الْوُضُوءِ». وَتَوَضَّأَ ثَلَاثًا، وَقَالَ: «هَذَا أَسْبَغُ الْوُضُوءِ، وَهُوَ وَضُوءِي وَوُضُوءُ خَلِيلِ اللَّهِ إِبْرَاهِيمَ، وَمَنْ تَوَضَّأَ هَكَذَا ثُمَّ قَالَ عِنْدَ فَرَاغِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَتُحِلُّ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ».

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت سند اضعیف ہے، تاہم اس میں مذکور مسائل دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

② ایک ایک بار دو دو بار اور تین تین بار وضو کی احادیث بھی پہلے گزر چکی ہیں اور وضو کے بعد مذکورہ بالا دعا آگے حدیث: ۲۷۰ میں آ رہی ہے۔ یہ دعا صحیح مسلم میں بھی مروی ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم الطہارۃ) باب الذکر

المستحب عقب الوضوء، حدیث: (۲۳۳)

۳۲۰- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور ایک ایک بار وضو کیا، پھر فرمایا: ”یہ لازمی وضو ہے۔“ یا فرمایا: ”یہ ایسا وضو ہے کہ جس نے یہ وضو نہ کیا اللہ اس کی نماز قبول نہیں کرتا۔“ پھر دو دو بار وضو کیا اور فرمایا: ”جو شخص یہ وضو کرے گا اللہ اسے دگنا ثواب دے گا۔“ پھر تین تین بار وضو کیا اور فرمایا: ”یہ میرا اور مجھ سے پہلے رسولوں کا وضو ہے۔“

۴۲۰- حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُسَافِرٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ قَعْبٍ، أَبُو بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ عَرَادَةَ الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ الْحَوَارِيِّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ دَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً، فَقَالَ: «هَذَا وَطِيفَةُ الْوُضُوءِ» أَوْ قَالَ: «وُضُوءٌ مَنْ لَمْ يَتَوَضَّأْهُ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ لَهُ صَلَاةً» ثُمَّ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: «هَذَا وَضُوءٌ مَنْ

۴۲۰- [إسناده ضعيف] أخرجه الدارقطني ۱/ ۸۱ من حديث إسماعيل به، وقال البوصيري: «هذا إسناده ضعيف، زيد بن الحوارى هو العمى ضعيف، وكذلك الراوى عنه»، وانظر، ح: ۳۵۶.

۱- ابواب الطهارة وسننها - وضو سے متعلق احکام و مسائل

تَوَضَّأَهُ أَعْطَاهُ اللَّهُ كِفْلَيْنِ مِنَ الْأَجْرِ» ثُمَّ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، فَقَالَ: «هَذَا وَضُوءِي وَوَضُوءُ الْمُرْسَلِينَ [مِنْ] قَبْلِي».

(المعجم ۴۸) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْقَصْدِ فِي الْوُضُوءِ وَكَرَاهِيَةِ التَّعَدِّي فِيهِ**
(التحفة ۴۸)

باب: ۴۸- وضو میں میانہ روی اختیار کرنے کا اور زیادتی کے مکروہ ہونے کا بیان

۴۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ: حَدَّثَنَا خَارِجَةُ بْنُ مُصْعَبٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عُبَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَتِيٍّ بْنِ ضَمْرَةَ السَّعْدِيِّ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ لِلْوُضُوءِ شَيْطَانًا يُقَالُ لَهُ وَلَهَانٌ، فَاتَّقُوا وَسْوَاسَ الْمَاءِ».

۴۲۱- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وضو کا بھی ایک شیطان ہے جسے ”ولہان“ کہتے ہیں اس لیے پانی کے دوسے سے بچو۔“

۴۲۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا خَالِي يَعْلَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ الْوُضُوءِ، فَأَرَاهُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: هَذَا الْوُضُوءُ، فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا، فَقَدْ أَسَاءَ وَتَعَدَّى وَظَلَمَ».

۴۲۲- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عامر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے وضو کے بارے میں سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اسے تین تین بار (اعضاء دھو کر) وضو کر کے دکھایا پھر فرمایا: ”وضو یہ ہوتا ہے۔ جس نے اس پر اضافہ کیا اس نے برا کیا حد سے تجاوز کیا اور ظلم کیا۔“

🌞 **نوائد و مسائل:** ① تعلیم کا ایک مؤثر طریقہ یہ بھی ہے کہ کام کر کے دکھایا جائے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ عملی مسائل کی تفہیم میں اس طریقے سے فائدہ اٹھائیں۔ ② [ہذا الوضوء] ”یہ ہوتا ہے وضو“ اس کا مطلب یہ ہے کہ وضو کا صحیح طریقہ یہ ہے۔ ③ ”اضافہ کرنے“ سے یہ مراد ہے کہ تین بار سے زیادہ کسی عضو کو دھوئے۔ ④ ”اضافے“ کی ایک

۴۲۱- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في كراهية الإسراف في الوضوء بالماء، ح: ۵۷ عن ابن بشار به، وضعفه * خارجه بن مصعب متروك، ويدلس عن الكذابين، راجع التقريب وغيره.

۴۲۲- [حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الوضوء ثلاثًا ثلاثًا، ح: ۱۳۵، وغيره، وصححه ابن خزيمة وغيره.

صورت یہ بھی ہے کہ پانی کے استعمال میں فضول خرچی کرے لہذا اس سے بھی بچنا چاہیے۔

۴۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ،
إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْعَبَّاسِ: حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو، سَمِعَ كُرَيْبًا يَقُولُ:
سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: بَثٌّ عِنْدَ خَالَتِي
مَيْمُونَةَ، فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَتَوَضَّأَ مِنْ سَنَّةِ
وَضُوءِهَا، يُقَلِّلُهُ، فَقَمَّتْ فَصَنَعَتْ كَمَا صَنَعَ.

۴۲۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رات کو اپنی خالہ (ام المؤمنین) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہرا۔ (رات کو) نبی ﷺ اٹھے آپ نے ایک مشک سے وضو کیا اور وضو بھی مختصر کیا (کم پانی استعمال کیا) میں اٹھا اور میں نے بھی ویسے ہی کیا جیسے آپ ﷺ نے کیا تھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ ایک طویل حدیث کا کٹوا ہے جس میں اس کے بعد نبی ﷺ کی نماز تہجد کا ذکر ہے جس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی بطور مقتدی شریک تھے۔ ② نقلی عبادت میں بھی بچوں کو شریک کرنا چاہیے تاکہ انھیں اس کی عادت ہو جائے۔ ③ وضو میں ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کرنا درست نہیں ہے بلکہ تھوڑے پانی کے ساتھ ہلکا وضو کر لینا بھی کافی ہے۔ ④ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر کام میں نبی ﷺ کے طریقے پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے خواہ وہ کام واجب ہو یا مستحب۔

۴۲۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى
الْحَمِصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
الْفَضْلِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ
عُمَرَ قَالَ: رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا
يَتَوَضَّأُ فَقَالَ: «لَا تُسْرِفْ، لَا تُسْرِفْ».

۴۲۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو وضو کرتے دیکھا تو فرمایا: "فضول خرچی نہ کرو، فضول خرچی نہ کرو۔"

۴۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُحْيَى: حَدَّثَنَا
قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهْيَعَةَ، عَنْ [حَبِيبِ] بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ الْمَعَاظِرِيِّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ

۴۲۵- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ وضو کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ پاس سے گزرے تو فرمایا: "یہ کیا اسراف ہے؟" انھوں

۴۲۳- أخرجه البخاري، الوضوء، باب التخفيف في الوضوء، ح: ۱۳۸، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ۷۶۳، وح: ۱۸۶ من حديث ابن عيينة به.

۴۲۴- [إسناده موضوع] قال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، الفضل بن عطية ضعيف، وابنه كذاب، وبقية مدلس".

۴۲۵- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۲۱/۲ عن قتيبة به، وضعفه الحافظ في التلخيص، والبوصيري في الروائد، وانظر، ح: ۳۳۰.

۱- أبواب الطهارة وسننها وضوء متعلق احکام وسائل

الْحُبْلِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِسَعْدِ، وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ: «مَا هَذَا السَّرَفُ؟». فَقَالَ: أَفِي الْوُضُوءِ إِسْرَافٌ؟ قَالَ: «نَعَمْ، وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهْرٍ جَارٍ».

(المعجم ۴۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ (التحفة ۴۹)

۴۲۶- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى [بْنُ سَالِمٍ]، أَبُو جَهْضَمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنُ عَبَّاسٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِإِسْبَاغِ الْوُضُوءِ.

۴۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يَكْفُرُ اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَزِيدُ بِهِ فِي الْحَسَنَاتِ؟» قَالُوا: بَلَى. يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ».

۴۲۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خوب کامل وضو کرنے کا حکم دیا۔

۴۲۷- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”کیا میں تمہیں وہ اعمال نہ بتاؤں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ غلطیاں معاف فرمادیتا ہے اور نیکیوں میں اضافہ فرمادیتا ہے؟“ صحابہ نے عرض کیا: کیوں نہیں! اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس وقت کامل (سنوار کر) وضو کرنا جب (سردی وغیرہ کی وجہ سے) دل نہ چاہتا ہو اور مسجدوں کی طرف زیادہ قدم اٹھانا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔“

۴۲۶- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب قدر القراءة في صلاة الظهر والعصر، ح: ۸۰۸ من حديث موسى بن سالم به، وصححه الترمذي، ح: ۱۷۰۱.

۴۲۷- [حسن] أخرجه أحمد: ۳/۳ من حديث زهير به.

۱- أبواب الطهارة وسننها وضوء متعلق احکام ومسائل

🌞 فوائد ومسائل: ① نیک اعمال سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ وہ خلوص کے ساتھ اور سنت کے مطابق ادا کیے گئے ہوں۔ ② مسجدوں کی طرف زیادہ قدم اٹھانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر گھر مسجد سے دور ہو تب بھی مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کی جائے۔ اسی طرح بار بار مسجد میں جانا بھی زیادہ قدم اٹھانے میں شامل ہے، یعنی نماز کے بعد مسجد سے باہر گھر یا بازار میں حلال روزی کمانے میں یا دوسری جائز مصروفیات میں مشغول ہو جائے اور دوسری نماز کا وقت آنے پر پھر مسجد کی طرف چل پڑے۔ اس سے بھی نیکیوں میں اضافہ ہوتا اور گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ③ نماز کا انتظار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے کاروبار یا دوسرے کاموں میں مصروف ہو کر نماز کو فراموش نہ کر دے اور کوئی نماز بے وقت ادا کرنے نہ ترک کرے۔ بلکہ کام کاج کے دوران میں بھی اس کی توجہ نماز کی طرف ہوتا کہ جوں ہی نماز کا وقت آنے وہ مسجد کی طرف چل دے۔ ایک روایت میں اسے ”سرحدوں کی حفاظت“ کا نام دیا گیا ہے گویا یہ بھی ایک قسم کا جہاد ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الطهارة، باب فضل إسباغ الوضوء على المكاره، حدیث: ۳۵۱)

۴۲۸- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنُ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَمْرَةَ، عَنْ كَثِيرِ ابْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ رَبَاحٍ، عَنْ أَبِي رَبَاحٍ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «كَفَّارَاتُ الْخَطَايَا إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَإِعْمَالُ الْأَقْدَامِ إِلَى الْمَسَاجِدِ، [وَأَنْظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ]».

۳۲۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”غلطیوں کے کفارے یہ ہیں: اس وقت کامل وضو کرنا جب دل نہ چاہتا ہو اور مسجدوں کی طرف (چلنے کے لیے) پاؤں کام میں لانا اور نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔“

🌞 فائدہ: قدموں کے ذکر سے اشارہ ملتا ہے کہ پیدل چل کر مسجد میں آنا سواری پر آنے کی نسبت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۵۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْلِيلِ اللَّحْيَةِ (التحفة ۵۰)

۴۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ ۳۲۹- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈاڑھی

۴۲۸- [إسناده حسن] انفرد به ابن ماجه.

۴۲۹- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذی، الطهارة، باب ماجاء في تخليل اللحية، ح: ۳۰، ۲۹ من حديث سفیان به * عبد الكريم ضعيف (تقريب)، وسعيد بن أبي عروبة كثير التذليل، وانظر، ح: ۱۷۵، فالسند ضعيف، والحديث الآتي يغني عنه.

۱- أبواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

أَبِي أُمِيَّةَ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنَا شُفْيَانُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُحَلِّلُ لِحْيَتَهُ.

☀️ نوآمد مسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سندا ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ اگلی روایت

اس سے کفایت کرتی ہے علاوہ انیس شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الروض النضیر فی ترتیب و تخریج معجم الطبرانی الصغیر، رقم: ۴۷۵) بہر حال یہ روایت قابل حجت ہے۔ ② امام ابن اثیر نے اپنی کتاب ”النہایہ“ میں ”خلال“ کی وضاحت یوں فرمائی ہے: [التَّحْلِيلُ تَفْرِيقُ شَعْرِ اللَّحْيَةِ وَأَصَابِعِ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ فِي الْوُضُوءِ] [النہایہ فی غریب الحدیث والاکثر، ۳/۲۷۳-مادہ ”خلال“] خلال کرنے کا مطلب ہے وضو میں ڈاڑھی کے بالوں اور ہاتھوں پاؤں کی انگلیوں میں ہاتھ کی انگلیاں پھیرنا، اس کا مقصد یہ ہے کہ پانی اعضائے وضو سے زیادہ سے زیادہ حصوں تک پہنچ جائے۔ ③ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا: نبی ﷺ کبھی کبھی ڈاڑھی کا خلال کرتے تھے اور اس پر پابندی نہیں فرماتے تھے..... اسی طرح انگلیوں کے خلال میں بھی آپ ﷺ دوام نہیں فرماتے تھے۔ (زاد المعاد: ۱/۸۱ طبع مصر، فصل فی ہدیہ فی الوضوء) لیکن انھوں نے کبھی کبھی کرنے کی کوئی دلیل ذکر نہیں کی بلکہ بعض روایات میں حکم بھی ملتا ہے جس سے دوام کا پہلو راجح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم.



۴۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ ۳۳۰- حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ الْقَزْوِينِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ عَامِرِ بْنِ شَقِيبِ الْأَسَدِيِّ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ عُثْمَانَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَحَلَّلَ لِحْيَتَهُ.

☀️ فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ڈاڑھی کا خلال کرنا سنت ہے۔

۴۳۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ۳۳۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۴۳۰- [سنادہ حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في تحليل اللحية، ح: ۳۱ من حديث عبد الرزاق به، وقال: "هذا حديث حسن صحيح".

۴۳۱- [سنادہ ضعیف] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف يحيى بن كثير وشيخه".

۱- أبواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تھے تو ریش مبارک کا خلال کرتے اور (خالل کرنے کے لیے) اپنی انگلیاں کھولتے، دو بار ایسا کرتے۔

حَفْصُ بْنُ هِشَامٍ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ، أَبُو النَّضْرِ، صَاحِبُ الْبَصْرِيِّ، عَنْ زَيْدِ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ خَلَّلَ لِحْيَتَهُ وَفَرَّجَ أَصَابِعَهُ مَرَّتَيْنِ.

۴۳۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تھے تو رخساروں کے بالوں کو تھوڑا سا ملتے تھے۔ پھر ڈاڑھی میں نیچے کی طرف انگلیاں ڈال کر خلال کرتے تھے۔

۴۳۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ قَيْسٍ: حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ عَرَكَ عَارِضِيهِ بَعْضَ الْعَرِكِ، ثُمَّ شَبَكَ لِحْيَتَهُ بِأَصَابِعِهِ مِنْ تَحْتِهَا.



۴۳۳- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا تو ڈاڑھی مبارک کا خلال کیا۔

۴۳۳- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقِئِيِّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَبِيعَةَ الْكِلَابِيِّ: حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ السَّائِبِ الرَّقَاشِيِّ، عَنْ أَبِي سُوْرَةَ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَخَلَّلَ لِحْيَتَهُ.

باب: ۵۱- سر کے مسح کا بیان

(المعجم ۵۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْحِ الرَّأْسِ (التحفة ۵۱)

۴۳۴- حضرت عمرو بن یحییٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے (اپنے والد) عمرو بن یحییٰ کے

۴۳۴- حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، وَحَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَا: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ

۴۳۲- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده فيه عبدالواحد، وهو مختلف فيه"، وضعفه الجمهور.

۴۳۳- [صحيح] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لضعف أبي سورة، وواصل الرقاشي"، وللحديث شواهد كثيرة جداً.

۴۳۴- أخرجه البخاري، الوضوء، باب مسح الرأس كله، ح: ۱۸۵، ومسلم، الطهارة، باب آخر في صفة الوضوء، ح: ۲۳۵.

۱- أبواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

داود حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا آپ مجھے (عملی طور پر) دکھا سکتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح وضو کرتے تھے؟ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں (ابھی دکھا دیتا ہوں)۔ انھوں نے پانی طلب فرمایا: پھر اپنے ہاتھوں پر پانی ڈال کر دو بار ہاتھ دھوئے۔ پھر تین بار کئی کی اور ناک صاف کی، پھر تین بار چہرہ دھویا، پھر کہنپوں تک بازو دو بار دھوئے، پھر دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا (مسح کے دوران میں) ہاتھوں کو آگے بھی لائے اور پیچھے بھی لے گئے۔ (مسح کرنا) سر کے اگلے حصے سے شروع کیا، پھر گردی تک ہاتھوں کو لے گئے، پھر واپس اسی جگہ لے آئے جہاں سے شروع کیا تھا۔ اس کے بعد دونوں پاؤں دھوئے۔

ابْنُ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيُّ، قَالَ: أَنْبَأَنَا مَالِكُ ابْنُ أَنَسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ - وَهُوَ جَدُّ عَمْرٍو ابْنِ يَحْيَى: هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُرَبِّيَنِي كَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ زَيْدٍ: نَعَمْ. فَدَعَا بَوْضُوءَ، فَأَفْرَغَ عَلَى يَدَيْهِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ تَمَضَّمَصَ وَاسْتَنْشَرَ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ إِلَى الْخِرْفَقَيْنِ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ بِيَدَيْهِ فَأَقْبَلَ بِهِمَا وَأَذْبَرَ، بَدَأَ بِمُقَدِّمِ رَأْسِهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِمَا إِلَى قَفَاهُ، ثُمَّ رَدَّهُمَا حَتَّى رَجَعَ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي بَدَأَ مِنْهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ.

🌞 فوائد و مسائل: ① زبانی سنے ہوئے مسئلہ کو مزید بہتر طور پر سمجھنے کے لیے دوبارہ پوچھنے میں کوئی حرج نہیں۔ ② کوئی کام عملی طور پر کر کے دکھانا تعلیم کا ایک موثر اور مفید طریقہ ہے جس سے مسئلہ بہتر طور پر سمجھ میں آتا ہے اور زیادہ اچھی طرح یاد رہتا ہے۔ ③ وضو کے بعض اعضاء کو دو دو بار اور بعض کو تین تین بار دھونا جائز ہے، البتہ سر کا مسح ایک ہی بار کرنا چاہیے۔ ④ سر کے مسح میں کانوں کا مسح بھی شامل ہے جسے راوی نے اس روایت میں اختصار کے طور پر ترک کر دیا ہے جس طرح پاؤں دھونے کی تعداد ذکر نہیں کی۔ حدیث بیان کرنے کا اصل مقصد یہ وضاحت کرنا ہے کہ مسح پورے سر کا ہوتا ہے کچھ حصے کا نہیں۔ ⑤ ”ہاتھوں کو آگے لائے اور پیچھے لے گئے“ اس جملے میں مقصود یہ بیان کرنا ہے کہ یہ دونوں کام کیے۔ یہ مطلب نہیں کہ پہلے ہاتھوں کو پیچھے سے آگے لائے اور بعد میں آگے سے پیچھے لے گئے، اس لیے فوراً اس کی وضاحت فرمادی۔

۴۳۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا تو سر کا مسح ایک ہی بار کیا۔ عَن حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: رَأَيْتُ

۴۳۵- [صحیح] ولہ شواہد عند البخاری، الوضوء، باب مسح الرأس مرة، ح: ۱۹۲ وغیرہ.

۱- أبواب الطهارة وسننها وضو سے متعلق احکام و مسائل

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ رَأْسَهُ مَرَّةً.

☀️ فائدہ: یعنی جس طرح دوسرے اعضاء دو دو یا تین تین بار دھوئے، مسح دو یا تین بار نہیں کیا۔

۴۳۶- حَدَّثَنَا هَنَادُ بْنُ السَّرِيِّ: ۴۳۶- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

ﷺ نے سر کا مسح ایک بار کیا۔

عَنْ أَبِي حَيَّهٖ، عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَسَحَ رَأْسَهُ مَرَّةً.

۴۳۷- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے وضو کیا تو سر کا مسح ایک بار کیا۔

۴۳۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَارِثِ

الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ رَاشِدٍ الْبَصْرِيُّ، عَنْ يَزِيدِ، مَوْلَى سَلَمَةَ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ رَأْسَهُ مَرَّةً.

۴۳۸- حضرت ربیع بنت معوذ ابن عفراء رضی اللہ عنہا سے

روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو دو بار سر کا مسح کیا۔

۴۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،

وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرَّبِيعِ بِنْتِ مَعُوذِ ابْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَمَسَحَ رَأْسَهُ مَرَّتَيْنِ.

☀️ نوادہ و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہی روایت ابن عفراء رضی اللہ عنہا

سے سنن ابوداؤد میں بھی ہے اور وہاں ہمارے فاضل محقق نے حسن قرار دیا ہے علاوہ ازیں مذکورہ روایت کو شیخ البانی رضی اللہ عنہ نے بھی حسن قرار دیا ہے۔ بہر حال یہ روایت قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ ② اس روایت میں سر کے مسح کو دو بار کرنے کا ذکر ہے جو کہ بیان جواز کے لیے ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ راوی کی تعبیر ہے۔ راوی کا مطلب ہے ایک بار ہاتھ پیچھے سے آگے کو لائے اور دوسری بار آگے سے پیچھے کو لیکن پہلی بات زیادہ درست ہے۔

۴۳۶- [صحیح] انظر الحديث السابق.

۴۳۷- [صحیح] قال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف يحيى بن راشد..."، والحديث السابق شاهد له.

۴۳۸- [إسناده ضعيف والحديث حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح: ۱۲۶ من حديث ابن عقيل به مطولاً، ومعنى الحديث: أنه بدأ بمقدم (فهذه مرة)، ثم بمؤخر رأسه (وهذه مرة ثانية) * ابن عقيل، تقدم، ح: ۳۹۰ وللحديث شواهد.

۱- أبواب الطهارة وسننها

(المعجم ۵۲) - بَابُ مَا جَاءَ فِي مَسْحِ الْأُذُنَيْنِ (التحفة ۵۲)

۴۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَسَحَ أُذُنَيْهِ، ذَاخِلَهُمَا بِالسَّبَابَتَيْنِ، وَخَالَفَ إِبْهَامَيْهِ إِلَى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ، فَمَسَحَ ظَاهِرَهُمَا وَبَاطِنَهُمَا.

فوائد ومسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ مسح کے ساتھ کانوں کا مسح بھی کرتا ہے۔ ② کانوں کی اندرونی طرف سے وہ حصر مراد ہے جو چہرے سے متصل ہونے کی وجہ سے دیکھنے والے کو نظر آتا ہے۔ اور بیرونی طرف سے وہ حصر مراد ہے جو سر سے متصل ہونے کی وجہ سے سامنے سے دیکھنے پر نظر نہیں آتا۔

۴۴۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرَّبِيعِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ ظَاهِرَ أُذُنَيْهِ وَبَاطِنَهُمَا.

۴۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ مُعَوَّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ ﷺ فَأَدْخَلَ

۴۳۹- [صحیح] تقدم، ح: ۳۳۹

۴۴۰- [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۴/۲۶۹، ۲۷۰، ح: ۶۸۳ من حديث ابن أبي شيبه به، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي، ح: ۴۴۲.

۴۴۱- [حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح: ۱۳۱ من حديث وكيع به.



۱- أبواب الطهارة وسننها
إِضْبَعِي فِي جُحْرِي أذُنِي .
وضو سے متعلق احکام و مسائل

۴۴۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا
الْوَلِيدُ : حَدَّثَنَا حَرِيْزُ بْنُ عُثْمَانَ ، عَنْ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَيْسَرَةَ ، عَنِ الْمُقْدَامِ بْنِ
مَعْدِيكَرِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَمَسَحَ
بِرَأْسِهِ وَأَذُنِيهِ ، ظَاهِرُهُمَا وَبَاطِنُهُمَا .

۳۳۲- حضرت مقدم بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو سر کا مسح کیا اور کانوں کا بھی باہر اندر سے مسح کیا۔

باب ۵۳- کان سر کا حصہ ہیں

(المعجم ۵۳) - بَابُ الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ
(التحفة ۵۳)

۴۴۳- حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ : حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ ، عَنْ
شُعْبَةَ ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ
تَمِيمٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ : قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ » .

۳۳۳- حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کان سر میں شامل ہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح سر کا مسح کیا جاتا ہے کانوں کا بھی مسح کیا جائے۔ یہ چہرے کے ساتھ دھونے کے حکم میں شامل نہیں ہیں، اس لیے چہرہ دھوئے وقت کان نہ دھوئے جائیں۔ ② جو پانی سر کے مسح کے لیے لیا ہے اسی سے کانوں کا مسح کر لیا جائے یعنی کانوں کے مسح کے لیے نیا پانی ضروری نہیں۔

۴۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيَْادٍ : أُنْبَأَنَا
حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ سِنَانِ بْنِ رَبِيعَةَ ، عَنْ شَهْرِ
ابْنِ حَوْشَبٍ ، عَنْ أَبِي أَمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَالَ : « الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ » وَكَانَ يَمْسَحُ
رَأْسَهُ مَرَّةً ، وَكَانَ يَمْسَحُ الْمَأَقِنِينَ .

۳۳۴- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کان سر میں شامل ہیں۔“ اور آپ ﷺ ایک بار سر کا مسح کرتے تھے اور آنکھوں کے کونوں کا مسح کرتے تھے۔

۴۴۲- [حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح: ۱۲۲، ۱۲۳ من حديث الوليد بن مسلم به .
۴۴۳- [حسن] قال البوصيري: "هذا إسناد حسن إن كان سويد بن سعيد حفظه"، وله شواهد، انظر الحديث الآتي .
۴۴۴- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح: ۱۳۴ من حديث حماد بن زيد به *
شهر وتلميذه متكلمان فيهما ولكن حديثهما لا ينزل عن درجة الحسن، وله شواهد .

۴۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَصِينِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَلَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْجَزْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْأُذُنَانِ مِنَ الرَّأْسِ».

۴۴۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کان سر کا حصہ ہیں۔"

(المعجم ۵۴) - بَابُ تَخْلِيلِ الْأَصَابِعِ (التحفة ۵۴)

باب: ۵۴- انگلیوں کا خلال کرنا

۴۴۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحَمِصِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمِيرٍ، عَنِ ابْنِ لَهْيَعَةَ: حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْمَعَاوِرِيُّ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبَلِيِّ، عَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ سَدَّادٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ فَخَلَّلَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخَنَصِيرِهِ.

۴۴۶- حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے اپنے دونوں قدموں کی انگلیوں کا خلال فرمایا۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنِ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا خَلَادُ ابْنِ يَحْيَى الْحُلَوَانِيُّ: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهْيَعَةَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

(امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد) ابوالحسن القطان نے یہی روایت اپنی سند سے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح بیان کی ہے۔

☀️ فائدہ: ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے درمیان بعض اوقات پانی اچھی طرح نہ پہنچنے کی وجہ سے جگہ خشک رہ جاتی ہے اس لیے ان کا خلال کرنا چاہیے۔ ہاتھوں کی انگلیوں کے خلال کا ذکر اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔

۴۴۷- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ

۴۴۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

۴۴۵- [حسن] انظر الحديث السابق، وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف عمرو بن الحصين"، وهو متروك كما في التقريب.

۴۴۶- [صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب غسل الرجل، ح: ۱۴۸ من حديث ابن لهيعة به، وحسنه الترمذي، ح: ۴۰ * ابن لهيعة صرح بالسماع، وتابعه الليث بن سعد وغيره.

۴۴۷- [حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في تخليل الأصابع، ح: ۳۹ عن إبراهيم به، وقال: "هذا حديث حسن غريب"، وحسنه البخاري * موسى سمع من صالح قبل اختلاطه.

۱- أبواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تو نماز کے لیے اٹھے تو کامل وضو کر اور ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے درمیان پانی پہنچا۔“

الْجَوْهَرِيُّ: حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ ابْنِ جَعْفَرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي الزَّنَادِ، عَنْ مُوسَى ابْنِ عُقْبَةَ، عَنْ صَالِحِ، مَوْلَى التَّوَّامَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الوُضُوءَ وَاجْعَلِ الْمَاءَ بَيْنَ أَصَابِعِ رَجْلَيْكَ وَيَدَيْكَ».

۴۴۸- حضرت عاصم بن لقیط بن صبرہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کامل وضو کر اور انگلیوں میں خلال کر۔“

۴۴۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ الطَّائِفِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ لَقِيطِ بْنِ صَبْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَسْبِغِ الوُضُوءَ وَخَلِّ بَيْنَ الْأَصَابِعِ».

۴۴۹- حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تھے تو اپنی انگلیوں کو حرکت دیتے تھے (تاکہ اس کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے۔)

۴۴۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقَّاشِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا تَوَضَّأَ حَرَّكَ خَاتَمَهُ.

باب: ۵۵- ایڑیاں دھونا

(المعجم ۵۵) - بَابُ غَسْلِ الْعِرَاقِبِ (التحفة ۵۵)

۴۵۰- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو وضو کرتے دیکھا (آپ نے دیکھا کہ جو افراد وضو کر چکے تھے) ان کی ایڑیاں چمک رہی تھیں (جو پاؤں اچھی طرح

۴۵۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

۴۴۸- [صحیح] تقدم، ح: ۴۰۷.

۴۴۹- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف معمر وأبيه".

۴۵۰- أخرجه مسلم، الطهارة، باب وجوب غسل الرجلين بكاملهما، ح: ۲۴۱ عن ابن أبي شيبه وغيره به.

۱- أبواب الطهارة وسننها _____ وضوء سے متعلق احکام و مسائل

عَمَرُو قَال: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَوْمًا يَتَوَضَّؤُونَ، وَأَعْقَابُهُمْ تَلُوحٌ، فَقَالَ: «وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، أَسْبَغُوا الْوُضُوءَ».

نہ دھونے کی وجہ سے واضح طور پر خشک نظر آ رہی تھیں) آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایڑیوں کے لیے آگ کا عذاب ہے؛ وضو اچھی طرح مکمل کرو۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① اس سے ظاہر ہے کہ وضو میں پیروں کو دھونا چاہیے مسح کافی نہیں۔ مسح صرف اس وقت ہو سکتا

ہے جب با وضو حالت میں موزے یا جرابیں پہنی ہوں یا پاؤں پر کوئی زخم ہو اور پانی سے نقصان کا اندیشہ ہو۔ ② وضو کے اعضاء کے ایسے حصے جہاں پانی نہ پہنچنے کا امکان ہوتا ہے انھیں توجہ سے دھونا چاہیے تاکہ خشک نہ رہ جائیں۔ اسی طرح فرض غسل کے دوران میں جسم کے ان حصوں تک توجہ سے پانی پہنچانا چاہیے جن کے خشک رہ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ ③ کسی جماعت کے بعض افراد سے غلطی ہو جائے تو بہتر طریقہ یہ ہے کہ ان کا نام لینے کے بجائے عام تنبیہ یا نصیحت کر دی جائے البتہ بعض حالات میں انفرادی طور پر متنبہ کرنا زیادہ مناسب ہوتا ہے۔ ④ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ وضو میں پاؤں دھونا ضروری ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے جن صحابہ کو دیکھ کر یہ ڈانٹ پلائی تھی انھوں نے وضو کرتے ہوئے پاؤں پر مسح کیا تھا اور انھیں دھویا نہ تھا۔ (صحیح البخاری، الوضوء؛ باب غسل الرجلین ولا یمسح علی القدمین، حدیث: ۶۳۰، و صحیح مسلم، الطہارۃ؛ باب وجوب غسل الرجلین بکمالہما، حدیث: ۲۳۱) ⑤ ایک صاحب ایمان آدمی بھی اپنے کسی گناہ کی وجہ سے جہنم کے عذاب کا شکار ہو سکتا ہے لیکن اس کی سزا دائمی نہیں ہوگی، البتہ کافر و مشرک کا عذاب دائمی ہوگا۔ ⑥ ”ویل“ کا مطلب تباہی اور ہلاکت ہے۔

۴۵۱- [قَالَ الْقَطَّانُ:] حَدَّثَنَا

أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُؤْمِنِ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ».

۴۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءِ الْمَكِّيِّ، عَنْ ابْنِ

۴۵۱- [صحیح] أخرجه الدارقطني: ۹۴/۱، الطهارة، باب وجوب غسل القدمين والعقبين، ح: ۳۱۲ عن عروة به.

۴۵۲- [حسن] أخرجه أحمد: ۴۰/۶، ح: ۲۴۶۲۴ من حديث ابن عجلان به، وصرح بالسماع، وله شواهد عند

مسلم، ح: ۴۴۱ وغيره.

عَجَلَانَ؛ ح : وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
عَدَدْنَا يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ، وَأَبُو خَالِدِ
الْأَحْمَرُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجَلَانَ، عَنْ سَعِيدِ
ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ : رَأَتْ
عَائِشَةُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَتْ :
أَسْبِغِ الْوُضُوءَ . فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَقُولُ : «وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيبِ مِنَ النَّارِ» .

🌞 فائدہ: حدیث میں [عَرَاقِيب] کا لفظ ہے جو ”عُرُقُوب“ کی جمع ہے۔ اس سے مراد دونوں ٹخنوں کے درمیان کا
پچھے والا وہ حصہ ہے جو ایڑی سے اوپر ہوتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا ضروری ہیں اور
پچھے سے بھی اسی کے برابر پاؤں دھونے چاہئیں۔

۴۵۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ
ابْنِ أَبِي السَّوَّارِبِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ
الْمُخْتَارِ : حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ : «وَيْلٌ
لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ» .

۴۵۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایڑیوں کے لیے آگ کا
عذاب ہے۔“

۴۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
عَدَدْنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ،
عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي كَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَقُولُ : «وَيْلٌ لِلْعَرَاقِيبِ مِنَ النَّارِ» .

۴۵۴- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد
سنا: ”ایڑیوں (عراقیب) کے لیے آگ کا عذاب ہے۔“

۴۵۵- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ،

۴۵۵- حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت یزید بن

۴۵۳- أخرجه مسلم، الطهارة، باب وجوب غسل الرجلين بكمالها، ح: ۲۴۲ من حديث سهيل به .

۴۵۴- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۳۶۹ من حديث شعبة عن أبي إسحاق به، وقال البوصيري: "هَذَا إِسْنَادٌ رِجَالُهُ نَفَاتٌ" .

۴۵۵- [صحيح] وقال البوصيري: "هَذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ، مَا عَلِمْتُ فِي رِجَالِهِ ضَعْفًا" قلت: شيبه لم يوثقه غير ابن جبان، والوليد لم يصرح بالسماع المسلسل، وأصل الحديث صحيح متواتر .



۱- أبواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

ابوسفیان، حضرت شرحبیل بن حسنة اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما ان سب سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: ”وضو پورا کرو اور یوں کے لیے آگ کا عذاب ہے۔“

وَعَثْمَانَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ الدَّمَشَقِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَةُ بْنُ الْأَخْتَفِ، عَنْ أَبِي سَلَامٍ الْأَسْوَدِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ الْأَشْعَرِيِّ: حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْأَشْعَرِيُّ، عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ، وَيَزِيدِ ابْنِ أَبِي سُفْيَانَ، وَشُرْحِبِيلِ بْنِ حَسَنَةَ، وَعَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ كُلُّ هَؤُلَاءِ سَمِعُوا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «أَتَمُّوا الْوُضُوءَ، وَبَلِّ لِي الْعُقَابَ مِنَ النَّارِ».

باب: ۵۶- دونوں پاؤں دھونے کا بیان

(المعجم ۵۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ الْقَدَمَيْنِ (التحفة ۵۶)

۳۵۶- حضرت ابو جہرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا تو اپنے دونوں قدم ٹخنوں تک دھوئے پھر فرمایا: میں نے چاہا کہ تم لوگوں کو تمہارے نبی ﷺ کے وضو کا طریقہ (عملی طور پر) دکھا دوں۔

۴۵۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي حَيَّةَ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا تَوَضَّأَ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ: أَرَدْتُ أَنْ أَرِيكُمْ طَهُورَ نَبِيِّكُمْ ﷺ.

☀️ فائدہ: وضو میں پاؤں کا دھونا بہت سے صحابہ سے مروی ہے بلکہ جس جس صحابی نے بھی رسول اللہ ﷺ سے وضو کا طریقہ روایت کیا ہے ان سب نے پاؤں دھونے کا ذکر کیا ہے۔ چونکہ شیعہ حضرات اس کا انکار کرتے ہیں اس لیے مصنف رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پاؤں دھونا ثابت کیا ہے۔

۳۵۷- حضرت مقدم بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو اپنے پاؤں تین تین

۴۵۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عَثْمَانَ،

۴۵۶- [صحیح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب صفة وضوء النبي ﷺ، ح: ۱۱۶، وصححه الترمذي، وانظر، ح: ۴۶، لعلته.

۴۵۷- [صحیح] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۰/۲۷۷ من حديث الوليد به، وتابعه أبو المغيرة عند أبي داود، ح: ۱۲۱، وغيره، وحسنه الحافظ، والبوصيري.



عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنِ الْمُقَدَّمِ
ابْنِ مَعْدِيكَرِبَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ
فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا .

۴۵۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ الرَّبِيعِ
قَالَ: أَتَانِي ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَأَلَنِي عَنْ هَذَا
الْحَدِيثِ - تَعْنِي: حَدِيثَهَا الَّذِي ذَكَرْتُ -
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَغَسَلَ رِجْلَيْهِ،
فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ النَّاسَ أَبْوَأُ إِلَّا الْغَسْلَ،
وَلَا أَجِدُ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا الْمَسْحَ .
۳۵۸- حضرت ربیعؓ سے روایت ہے انھوں
نے فرمایا: حضرت عبداللہ بن عباسؓ میرے پاس
تشریف لائے اور مجھ سے اس حدیث کے متعلق
دریافت کیا، یعنی وہ حدیث جس میں انھوں نے ذکر کیا
کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تو پاؤں دھوئے (جب
حضرت ربیعؓ نے حدیث بیان کی تو) حضرت عبداللہ
بن عباسؓ نے فرمایا: لوگ پاؤں دھونے کا ذکر کرتے
ہیں مجھے تو قرآن مجید میں صرف مسح کا ذکر ملتا ہے۔

فائدہ: قرآن مجید میں ہے: ﴿فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ
وَأَرْجُلِكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾ (المائدة: ۶) اس میں متواتر روایت ﴿أَرْجُلِكُمْ﴾ (لام مفتوح) ہے جس کا عطف
﴿وُجُوهَكُمْ﴾ پر ہے۔ یعنی ”جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے منہ اور اپنے ہاتھ کہنوں تک دھو دو اور اپنے سروں کا مسح
کرو اور اپنے پیرختوں تک دھو دو۔“ لیکن ایک شاذ قراءت ﴿أَرْجُلِكُمْ﴾ (لام مکسور) ہے اس صورت میں اس کا
عطف ﴿بِرُءُوسِكُمْ﴾ پر ہوگا اور معنی ہوں گے اپنے سروں اور پیروں کا مسح کرو۔ حضرت ابن عباسؓ کی بات
اس شاذ قراءت پر مبنی ہو سکتی تھی۔ چونکہ یہ روایت ہی صحیح نہیں ہے، اسی لیے شیخ البانیؒ نے حضرت ابن عباسؓ
کے اس قول کو ”مکسر“ قرار دیا ہے۔ صحیح بات متواتر قراءت کے مطابق ہی اس آیت کا مفہوم ہے اور اس کی رُو سے
قرآن میں پیروں کے دھونے ہی کا ذکر ہے نہ کہ مسح کا۔

باب: ۵۷- اللہ کے حکم کے مطابق وضو کرنا

(المعجم ۵۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي

الْوُضُوءِ عَلَى مَا أَمَرَ اللَّهُ تَعَالَى

(التحفة ۵۷)

۳۵۹- حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے

۴۵۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا

۴۵۸- [إسناده ضعيف] وحسنه البوصيري، ولاثر ابن عباس طرق عنه (راجع تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۲۵ وغیرہ) ولعله
رجع إلى قول الجمهور لما قال: رجعت إلى الغسل (أيضًا، ص: ۲۴) * ابن عقيل ضعيف تقدم، ح: ۳۹۰ .
۴۵۹- أخرجه مسلم، الطهارة، باب فضل الوضوء والصلاة عقبه، ح: ۲۳۱ عن ابن بشار وغيره به .

۱- أبواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس طرح مکمل وضو کرتا ہے جس طرح اللہ نے حکم دیا ہے تو اس کی فرض نمازیں ان کے درمیانی اوقات کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔“

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَامِعِ ابْنِ شَدَّادٍ، أَبِي صَخْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ حُمْرَانَ يُحَدِّثُ أَبَا بُرْدَةَ فِي الْمَسْجِدِ أَنَّهُ سَمِعَ عَثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَتَمَّ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ، فَالصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَاتُ كَفَّارَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ».

☀️ فائدہ: اس قسم کی احادیث سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ نمازی جتنے بھی گناہ کرتا رہے کوئی حرج نہیں کیونکہ نماز کے آداب اور شروع و ختم میں کمی سے گناہوں کی معافی میں بھی کمی آ جاتی ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نماز کی توفیق ہی حاصل نہ رہے بلکہ بعض اوقات نماز اتنی ناقص ہوتی ہے کہ اس کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کو مزید ناراض کر لیتا ہے۔



۴۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں بیٹھے تھے تو آپ نے فرمایا: ”کسی کی نماز اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی جب تک وہ اپنا وضو اس طرح کامل طور پر نہ کرے جس طرح اسے اللہ نے حکم دیا ہے۔ (یعنی) اپنا چہرہ اور کہنوں تک بازو دھوئے، سر کا مسح کرے اور ٹخنوں تک پاؤں دھوئے۔“

۴۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمِّهِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّهَا لَا تَتِمُّ صَلَاةٌ لِأَحَدٍ حَتَّى يُسَبِّغَ الْوُضُوءَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى، يَغْسِلُ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ، وَيَمْسَحُ بِرَأْسِهِ وَرِجْلَيْهِ إِلَى الْكَعْبَيْنِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① وضو میں نقص سے نماز متاثر ہوتی ہے اور اس کا پورا ثواب نہیں ملتا۔ ② وضو کا کامل طریقہ وہ ہے جو گزشتہ احادیث میں تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔ ③ یہ حدیث سورہ مائدہ کی مذکورہ آیت کی تفسیر ہے جس سے واضح ہے کہ قرآن مجید میں بھی پیروں کے دھونے ہی کا حکم ہے نہ کہ مسح کرنے کا۔

۴۶۰- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود، ح: ۸۵۸ من حديث حجاج به، وصححه الحاكم، والذهبي.

(المعجم ۵۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّضْحِ

باب: ۵۸- وضو کے بعد چھینے مارنا

بَعْدَ الْوُضُوءِ (التحفة ۵۸)

۴۶۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

۳۶۱- حضرت حکم بن سفیان ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ

ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے وضو

أَبِي زَائِدَةَ قَالَ: قَالَ مَنْصُورٌ: حَدَّثَنَا

کیا پھر پانی کا ایک چلو لے کر اپنے ستر پر چھڑکا۔

مُجَاهِدٌ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ سَفْيَانَ الثَّقَفِيِّ أَنَّهُ

رَأَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ ثُمَّ أَخَذَ كِفًّا مِنْ

مَاءٍ فَنَضَحَ بِهِ فَرَجَهُ .

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ عمل وضو کا حصہ نہیں تاہم وضو کے بعد ایسا کرنا سنت ہے۔ ② جسم کے خاص حصے (شرم

گاہ) پر پانی چھڑکنے کا مطلب اس کپڑے پر پانی کے چھیننے ڈالنا ہے جس سے جسم کا وہ حصہ چھپا ہوا ہے۔ ③ علمائے

کرام نے اس کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ اس سے پیشاب کا قطرہ نکل جانے کے دوسو سے کا ازالہ ہو جاتا ہے۔

۴۶۲- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ

۳۶۲- حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

الْفُرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حضرت جبریل رضی اللہ عنہ نے

ابْنُ لَهَيْعَةَ، عَنْ عَقِيلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ

مجھے وضو کرنے کا طریقہ بتایا اور مجھے حکم دیا کہ میں وضو

عُرْوَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ

کے بعد آ جانے والے پیشاب (کے قطروں کے شہ سے

زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

بچنے) کے لیے کپڑے کے نیچے چھینے مار لیا کروں۔“

«عَلَّمَنِي جِبْرَائِيلُ الْوُضُوءَ، وَأَمَرَنِي أَنْ

أَنْضَحَ تَحْتَ تَوْبِي، لِمَا يَخْرُجُ مِنَ الْبَوْلِ بَعْدَ

الْوُضُوءِ» .

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے البتہ دوسری احادیث سے جبریل رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ کو وضو کی تعلیم دینا ثابت ہے۔ اور اسی طرح وضو کے بعد شرم گاہ والی جگہ پر چھینے مارنا بھی دیگر صحیح اور حسن درجے کی احادیث سے ثابت ہے۔

۴۶۱- [حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الانتضاح، ح: ۱۶۸ من حديث منصور به، وصححه الحاكم، والذهبي.

۴۶۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱۶۱/۴ من حديث ابن لهيعة به، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لضعف ابن لهيعة"، وانظر، ح: ۳۳۰.

۱- أبواب الطهارة وسننها

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنِ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ؛ [ح: وَ] حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ التَّيْسِيُّ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَيْعَةَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۴۶۳- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ سَلَمَةَ الْيَحْمَدِيُّ: حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ الْهَاشِمِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا تَوَضَّأْتَ فَانْتَضِحْ».

۴۶۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ، عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَانْضَحَ فَرَجَهُ.

(المعجم ۵۹) - بَابُ الْمُنْدِيلِ بَعْدَ الْوُضُوءِ وَبَعْدَ الْغُسْلِ (التحفة ۵۹)

۴۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ أَنَّ أَبَا مَرْثَةَ، مَوْلَى عَقِيلٍ: حَدَّثَهُ أَنَّ أُمَّ هَانِيَةَ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ حَدَّثَتْهُ: أَنَّهُ لَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ، قَامَ

وضو سے متعلق احکام و مسائل

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد ابو الحسن بن سلمہ نے ابن لہیعہ کے دوسرے دو شاگردوں ابو حاتم اور عبد اللہ بن یوسف التنیسی سے اسی طرح روایت بیان کی۔

۳۶۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تو وضو کرے تو (شرم گاہ والے حصے کے کپڑے پر) چھینٹے مار لیا کر۔“

۳۶۴- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو اپنے ستر پر پانی کے چھینٹے مارے۔

باب: ۵۹- وضو اور غسل کے بعد رومال استعمال کرنا

۳۶۵- حضرت ام ہانی بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ”جس سال مکہ فتح ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہانے کے پانی کی طرف گئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پردہ تان دیا (تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا) اس کے بعد آپ نے اپنا

۴۶۳- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في النضح بعد الوضوء، ح: ۵۰ من حديث سلم بن قتيبة به، وقال: "هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَسَمِعْتُ مُحَمَّدًا (البخاري) يَقُولُ: الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْهَاشِمِيُّ مَنكَرُ الْحَدِيثِ".

۴۶۴- [حسن] وقال البوصيري: "هَذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ لضعف قيس وشيخه"، وللحديث شواهد عند أبي داود، ح: ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸ وغيره.

۴۶۵- أخرجه البخاري، الغسل، باب التستر في الغسل عند الناس، ح: ۲۸۰ وغيره، ومسلم، الحيض، باب تستر المغتسل بثوب ونحوه، ح: ۳۳۶ من حديث أبي مرة به.



۱- ابواب الطهارة وسننها وضو سے متعلق احکام و مسائل

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى غُسْلِهِ . فَسَتَرَتْ عَلَيْهِ كِپڑا لے کر جسم پر لپیٹ لیا۔
فَاطِمَةُ، ثُمَّ أَخَذَ ثَوْبَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ .

☀️ فوائد و مسائل: ① پانی کی طرف جانے کا مفہوم یہ ہے کہ گھر میں ایک طرف برتن میں نہانے کے لیے پانی رکھا گیا اور آپ ﷺ نہانے کے لیے وہاں تشریف لے گئے۔ ② نہاتے وقت جسم پر چھوٹا کپڑا موجود ہوتا ہے بھی مزید پردہ کرنا یا غسل خانے میں کپڑا پہن کر نہانا افضل ہے، تاہم اگر پردے میں نہاتے وقت جسم پر کوئی کپڑا نہ ہوتا بھی جائز ہے۔ ③ نہانے کے بعد جب کپڑا جسم پر لپیٹا جائے تو وہ جسم پر موجود قطرات کو جذب کر لیتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کپڑے یا تولیے سے جسم خشک کرنا جائز ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

۴۶۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدِ بْنِ زُرَّارَةَ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُرْحَبِيلٍ ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ : أَتَانَا النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعْنَا لَهُ مَاءً فَأَغْتَسَلَ ، ثُمَّ أَتَيْنَاهُ بِمَلْحَفَةٍ وَرَسِيَّةٍ فَاسْتَمَلَ بِهَا ، فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَثَرِ الْوُرُسِ عَلَى عُنُقِهِ .

۴۶۶- حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ ہم نے آپ کے لیے پانی رکھا تو آپ نے غسل فرمایا۔ ہم نے آپ ﷺ کو ورس سے رنگی ہوئی ایک چادر پیش کی تو آپ نے وہ چادر اوڑھ لی۔ (مجھے وہ منظر اس طرح یاد ہے) گویا میں (اب بھی) آپ کے شکم مبارک کے شکن پر ورس کا نشان دیکھ رہا ہوں۔

۴۶۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ، قَالَا : حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ : حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ ، عَنْ كُرَيْبٍ : حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ ، عَنْ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ قَالَتْ : أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِثَوْبٍ ، حِينَ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ ، فَرَدَّهُ وَجَعَلَ يَنْفُضُ الْمَاءَ .

۴۶۷- حضرت ام المومنین ميمونه رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے غسل جنابت کیا تو میں نے آپ کی خدمت میں کپڑا (تولید وغیرہ) پیش کیا، آپ ﷺ نے اسے واپس کر دیا اور (جسم پر سے ہاتھ کے ساتھ) پانی جھانسنے لگے۔

۴۶۶- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۷، ۶/۶، عن وكيع به * محمد بن شريحيل مجهول (تقريب)، وانظر، ح: ۸۵۴، ۴۶۶، لعله أخری .

۴۶۷- أخرجه البخاري، الغسل، باب المضمضة والاستنشاق في الجنابة، ح: ۲۵۹، وغيره، ومسلم، الحيض، باب صفة غسل الجنابة، ح: ۳۳۷، ۳۱۷، من حديث الأعمش به مطولاً ومختصراً .

☀️ فائدہ: نبی ﷺ نے کپڑا اس لیے واپس کر دیا کہ اسے ضروری نہ سمجھ لیا جائے تاکہ اس سے امت کے لیے مشکل پیدا نہ ہو، پھر کسی موقع پر ایک آدمی کے لیے بدن پونچھنے کے لیے الگ کپڑا موجود نہ ہو تو وہ حرج محسوس کرے گا۔

۴۶۸- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ،
وَأَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ
مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ السَّمْطِ: حَدَّثَنَا
الْوُضَيْنُ بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ مَحْفُوظِ بْنِ عَلْقَمَةَ،
عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
تَوَضَّأَ، فَقَلَبَ جَبَّةَ صُوفٍ كَانَتْ عَلَيْهِ،
فَمَسَحَ بِهَا وَجْهَهُ.

۳۶۸- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا پھر اس کے بعد جسم مبارک پر پہنا ہوا اونی جبہ الٹ کر اس سے چہرہ مبارک صاف کر لیا۔

(المعجم ۶۰) - بَابُ مَا يُقَالُ بَعْدَ

الْوُضُوءِ (التحفة ۶۰)

۴۶۹- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ
الرَّحْمَنِ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، وَزَيْدُ
ابْنِ الْحُبَابِ. ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ
يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا
عَمْرُو بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ وَهَبٍ، أَبُو سُلَيْمَانَ
النَّخَعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي زَيْدُ الْعَمِّيِّ، عَنْ
أَنْسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ
تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ، ثَلَاثَ
مَرَّاتٍ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا
شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
فُتِّحَ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، مِنْ أَيَّهَا شَاءَ
دَخَلَ.»

۳۶۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو کیا پھر تین بار یوں کہا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ“ میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔“ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جاتے ہیں وہ جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔“

۴۶۸- [إسناده ضعيف] صححه البوصيري مع قوله: "وفي سماع محفوظ عن سلمان نظر" يعني أنه منقطع.

۴۶۹- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده فيه زيد العمي، وهو ضعيف"، وانظر، ح: ۳۵۶.

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ الْقَطَّانُ : حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيمُ بْنُ نَصْرِ : حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ بِنَحْوِهِ .
(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد) ابوالحسن بن سلمہ
القطان نے کہا کہ ابونعیم کے شاگرد ابراہیم بن نصر نے
سابقہ روایت کی مثل بیان کی۔

☀️ توضیح: یہ روایت زید العلی کی وجہ سے سداً ضعیف ہے لیکن ایک دفعہ دعا پڑھنے کی احادیث صحیح ہیں جیسے کہ اگلی
حدیث میں مذکور ہے نیز ایک دفعہ پڑھنے کی مذکورہ بالا فضیلت صحیح مسلم میں بھی مروی ہے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم)
الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، حدیث: (۲۳۳)

۴۷۰- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو بھی مسلمان وضو کرتا ہے
اور وضو بھی اچھا کرتا ہے، پھر کہتا ہے: [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ
کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی
دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول
ہیں۔“ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول
دیے جاتے ہیں وہ جس میں سے چاہے داخل ہو جائے۔“

۴۷۰- حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ عَمْرٍو
الدَّارِمِيُّ : حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ ، عَنْ
أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَطَاءِ الْبَجَلِيِّ ،
عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرِ الْجُهَنِيِّ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ
الْخَطَّابِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم : «مَا مِنْ
مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ . ثُمَّ يَقُولُ :
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ، إِلَّا فَتُحْتَّ لَهُ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ
الْجَنَّةِ ، يَدْخُلُ مِنْ أَيِّهَا شَاءَ .

☀️ فوائد ومسائل: ① صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ دعوان الفاظ میں بھی مروی ہے [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ] (صحیح مسلم، الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء،
حدیث: (۲۳۳) ② جنت کے دروازے کھول دیے جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے لیے نیکی کے دروازے کھل گئے
ہیں۔ جو نیکیاں وہ شخص وضو کے بغیر ادا نہیں کر سکتا تھا اب کر سکتا ہے، لہذا اب جو نیکی چاہے انجام دے لے۔ اور یہ
مطلب بھی ہے کہ وفات کے بعد اس کے لیے جنت کے سب دروازے کھل جائیں گے۔ اسے جنت میں داخل ہونے
میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ ③ داخل ہونے کے لیے تو ایک دروازہ بھی کافی ہوتا ہے لیکن زیادہ دروازوں کا کھلنا اس
کی عزت افزائی کے لیے ہے تاکہ اس کا مقام و مرتبہ واضح ہو اور اسے بہت زیادہ خوشی حاصل ہو۔ واللہ اعلم۔

(المعجم (۶۱) - بَابُ الْوُضُوءِ بِالضُّفْرِ

باب: ۶۱- پیتل کے برتن میں وضو کرنا

(التحفة (۶۱)

۴۷۰- أخرجه مسلم، الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، ح: ۲۳۴ من طريق آخر من حديث عقبة بن

۱- أبواب الطهارة وسننها۔ وضو سے متعلق احکام و مسائل

۴۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۴۷۱- حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،
 حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ انْصَحِي،
 ابْنِ الْمَاجِشُونِ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى،
 عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ، صَاحِبِ
 النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَخْرَجَنَا
 لَهُ مَاءً فِي تَوْرٍ مِنْ صُفْرِ، فَتَوَضَّأَ بِهِ.

☀️ فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ پیتل کے برتن بنانا اور کھانے پینے میں ان کا استعمال جائز ہے۔
 ② پیتل کی انگوٹھی یا کوئی اور زور پینے سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے پیتل کی انگوٹھی پہننے والے سے
 فرمایا: ”کیا وجہ ہے کہ مجھے تم سے بتوں کی بو آ رہی ہے؟“ (جامع الترمذی، اللباس، باب ماجاء فی خاتم
 الحديد، حدیث: ۱۷۸۵، و سنن ابی داؤد، الخاتم، باب ماجاء فی خاتم الحديد، حدیث: ۳۲۲۳، و سنن
 النسائی، الزینة، باب مقدار ما يجعل فی الخاتم من الفضة، حدیث: ۵۱۹۷) شیخ عبد القادر ارنؤوط نے اس
 حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ (حاشیة جامع الأصول: ۷۱۳/۳)

۴۷۲- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنِ ۴۷۲- حضرت ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا
 كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ
 الدَّرَّأَوْرِدِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَمَرَ، عَنْ
 إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ،
 عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهُ كَانَ
 لَهَا مِخْضَبٌ مِنْ صُفْرِ، قَالَتْ: كُنْتُ
 أُرْجِلُ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِيهِ.

☀️ فائدہ: معلوم ہوا کہ پیتل کے برتن میں پانی ڈال کر رکھا جاسکتا ہے لہذا اس سے وضو بھی جائز ہے۔

۴۷۱- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الغسل والوضوء في المخضب . . . الخ، ح: ۱۹۷، ومسلم، الطهارة،
 باب آخر في صفة الوضوء، ح: ۲۳۶.

۴۷۲- [حسن] أخرجه أحمد: ۶/۳۲۴ من طريق آخر عن عبيدالله به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح،
 ورجاله ثقات".

۱- ابواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

۴۷۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ ابْنِ عَمْرٍو بْنِ جَرِيرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّأَ فِي تَوْرٍ.

۴۷۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے تور (ایک قسم کے کھلے منہ کے برتن) میں پانی لے کر وضو کیا۔

(المعجم ۶۲) - بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ النَّوْمِ
(التحفة ۶۲)

باب: ۶۲- نیند کی وجہ سے وضو کرنا

۴۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَنَامُ حَتَّى يَنْفُخَ، ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي، وَلَا يَتَوَضَّأُ.

۴۷۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سو جاتے تھے حتیٰ کہ خراٹے لینے لگتے، پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے۔

قَالَ الطَّنَائِسِيُّ: قَالَ وَكَيْعٌ: - تَعْنِي: وَهُوَ سَاجِدٌ.

وکیع بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کو بعض اوقات سجدے میں نیند آ جاتی تھی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس حدیث سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا جبکہ آگے آنے والی حدیث (۴۷۷) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سو جانے والے کو دوبارہ وضو کرنے کا حکم دیا ہے، اس لیے اس مسئلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ زیادہ صحیح یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیٹھے بیٹھے سو جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور لیٹ کر سو جانے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ یک لگا کر سونا بھی لیٹ کر سونے کے حکم میں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ آپ ﷺ جس نیند کے بعد وضو نہیں کرتے تھے وہ بیٹھے بیٹھے ہوتی تھی یا لیٹ کر۔ اگر بیٹھے ہوئے سونا مراد ہو تو کوئی اشکال نہیں۔ اگر لیٹ کر ہو تو کہا جاسکتا ہے کہ یہ نبی ﷺ کا خاصہ ہے کیونکہ آپ ﷺ کے حواس نیند میں بھی قائم رہتے تھے۔ آپ کا ارشاد ہے: [تَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي] (صحیح البخاری، المناقب، باب كان النبي ﷺ

۴۷۳- [حسن] تقدم، ح: ۳۵۸.

۴۷۴- [حسن] أخرجه أحمد: ۱۳۵/۶ عن وكيع به * الأعمش عن عن، وتقدم، ح: ۱۷۸، ولحدیثه شواهد كثيرة، وهذا لا خلاف فيه بين العلماء.

تمام عینہ و لاینام قلبہ، حدیث: ۳۵۲۹) ”میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل نہیں سوتا۔“ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم کی شرح میں اسی عنوان سے باب باندھا ہے۔ ”بَابُ الدَّلِيلِ أَلَّا نَوْمَ الْحَالِسِ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ“ ”اس بات کی دلیل کہ بیٹھ کر سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔“ ① اس مسئلہ میں جو مختلف اقوال ہیں ان میں سے ایک کی طرف حضرت وکیع کے قول سے اشارہ ہوتا ہے۔ وکیع نے اس حدیث کو نماز کے اندر سوجانے پر محمول کیا ہے۔ اسی بنا پر بعض علماء کا خیال ہے کہ رکوع، سجدے یا قیام کی حالت میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا لیکن یہ قول بھی پہلے قول سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے کیونکہ نماز کی کسی ہیئت میں سونا، لیٹ کر سونا نہیں اور وضو لیٹ کر سونے سے ٹوٹتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۴۷۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَّارَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَامَ حَتَّى نَفَخَ. ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى.

۳۷۵- حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے حتیٰ کہ خراٹے لینے لگے، پھر اٹھ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھ لی۔

۴۷۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَّارَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنْ حُرَيْثِ بْنِ أَبِي مَطَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ، أَبِي هُبَيْرَةَ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ نَوْمُهُ ذَلِكَ وَهُوَ جَالِسٌ. [- يَعْني: النَّبِيُّ ﷺ -].

۳۷۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نیند بیٹھے بیٹھے تھی۔

۴۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْجَمِصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ، عَنِ الْوَضِيِّ بْنِ

۳۷۷- حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آنکھیں سرین کا بندھن

۴۷۵- [حسن] أخرجه أحمد: ۱/ ۴۲۶ من حديث يحيى به * حجاج بن أرطاة عنن، والحدیث السابق شاهد له، ولهما شواهد أخرى.

۴۷۶- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده فيه حرث بن أبي مطر، وهو ضعيف".

۴۷۷- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الوضوء من النوم، ح: ۲۰۳ من حديث بقیة به * ابن عاذن عن علي مرسل كما قال أبو زرعة وأبو حاتم، وله شاهد ضعيف، وله شواهد أخرى.

۱- ابواب الطهارة وسننها - وضو سے متعلق احکام و مسائل

عَطَاءٍ، عَنْ مَحْفُوظِ بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِدِ الْأَزْدِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «الْعَيْنُ وَكَأَنَّ السَّهْمَ، فَمَنْ نَامَ فَلْيَتَوَضَّأْ».

☀️ **فوائد و مسائل:** ① تھیلی میں اشرفیاں وغیرہ ڈال کر اس کا منہ جس دھاگے یا رسی وغیرہ سے باندھا جاتا ہے اسے ”وکاء“ کہتے تھے۔ جب تک وکاء نہ کھولا جائے تھیلی میں سے کوئی چیز نہیں نکل سکتی۔ گویا وہ تھیلی کے اندر کی چیزوں کا محافظ ہے۔ اسی طرح بیداری کی حالت میں انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وضو قائم ہے یا ہوا خارج ہونے کی وجہ سے ٹوٹ گیا ہے۔ جب آنکھیں نیند سے بند ہو جائیں تو جسم پر کنٹرول نہیں رہتا، گویا بندھن کھل جاتا ہے اور ہوا خارج ہو جانے کا احساس نہیں ہوتا، اس لیے نیند ہی کو وضو توڑنے والا قرار دیا گیا ہے۔ ② نیند عام حالات میں وضو ٹوٹنے کا باعث بنتی ہے اس لیے نیند سے وضو کا حکم دیا گیا۔ اسی طرح شریعت میں بعض دوسرے احکام میں بھی ایک چیز کا باعث بننے والی شے کو اسی چیز والا حکم دے دیا جاتا ہے تاکہ انسان شکوک و شبہات کا شکار نہ رہے، مثلاً: ایک مشروب زیادہ مقدار میں پینے سے نشہ ہوتا ہے تو اس کی کم مقدار کو بھی حرام قرار دیا گیا ہے تاکہ ایسا نہ ہو کہ انسان یہ تصور کرے کہ فلاں شراب کا ایک گلاس پینے سے نشہ نہیں ہوگا، پھر یہ سوچ کر ایک گلاس پی لے اور اسے نشہ ہو جائے، اس لیے ایک گلاس بھی حرام ہے اگرچہ نشہ نہ ہو۔ ③ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ”حسن“ کہا ہے۔

۴۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم تین دن تک اپنے موزے نہ اتاریں سوائے اس کے کہ جنابت کی وجہ سے (غسل کرنا پڑے۔ تب تو اتارنا ہی پڑیں گے) لیکن پیشاب یا پانخانے یا نیند کی وجہ سے (موزے اتارنے کی ضرورت نہیں۔)

☀️ **فوائد و مسائل:** ① اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح پیشاب یا پانخانے کے بعد وضو کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح نیند کے بعد بھی وضو کی ضرورت ہوتی ہے۔ ② وضو میں پاؤں دھونا ضروری ہیں لیکن اگر موزے پہنے ہوئے ہوں تو ان پر مسح کر لینا کافی ہے بشرطیکہ پہننے سے پہلے پورا وضو کیا ہو اور اس میں پاؤں بھی دھوئے ہوں۔ (صحیح)

۴۷۸- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب المسح على الخفين للمسافر والمقيم، ح: ۹۶، وغيره، والنسائي، ح: ۱۲۶، ۱۲۷، وغيرهما من حديث عاصم به، وقال الترمذي: "حسن صحيح".

۱- ابواب الطهارة وسننها وضو سے متعلق احکام و مسائل

مسلم، الطهارة، باب المسح علی الخفین، حدیث: (۲۴۲) ① تین دن کی یہ مدت مسافر کے لیے ہے۔ مقیم صرف ایک دن رات تک مسح کر سکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (موزوں پر مسح کے لیے) مسافر کے لیے تین دن رات کی مدت مقرر فرمائی ہے اور مقیم کے لیے ایک دن رات کی۔ (صحیح مسلم، الطهارة، باب التوقيت في المسح علی الخفین، حدیث: ۲۴۶)

(المعجم ۶۳) - بَابُ الْوُضُوءِ مِنْ مَسِّ الذَّكْرِ (التحفة ۶۳) باب: ۶۳- شرم گاہ کو چھونے سے وضو کرنا چاہیے

۴۷۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِّ، عَنْ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ فَلْيَتَوَضَّأْ».

۴۷۹- حضرت بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے تو اسے چاہیے کہ وضو کرے۔“



فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ پیشاب کے اعضاء کو ہاتھ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (اگر بغیر کپڑے کے ہاتھ لگے) ② بعض علماء نے اس حدیث پر یہ شبہ وارد کیا ہے کہ یہ ایسا مسئلہ ہے جس سے اکثر واسطہ پیش آتا ہے پھر اس کا تعلق مردوں سے ہے لیکن اس کو روایت کرنے والی صرف ایک خاتون ہیں۔ یہ شبہ اس لیے قابل استثناء نہیں کہ امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کر کے فرمایا ہے: [وفي الباب عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ، وَ أَبِي أَيُّوبَ، وَ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَ أَرْوَى ابْنَةُ أَنَسٍ، وَ عَائِشَةَ، وَ جَابِرَ، وَ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ، وَ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ اجمعين] یعنی یہ مسئلہ مذکورہ بالا آٹھ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔ جن میں پانچ مرد اور تین خواتین ہیں۔ ان میں سے بعض صحابہ کی احادیث اسی باب میں آرتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ مسئلہ صرف مردوں کے لیے نہیں بلکہ عورتوں کے لیے بھی یہی حکم ہے کہ اگر کوئی عورت اپنے پردہ کے خاص مقام کو ہاتھ لگاتی ہے تو اسے وضو دوبارہ کرنا چاہیے۔ ③ بعض علماء نے اس حدیث کی صحت پر یہ شبہ ذکر کیا ہے کہ بعض راویوں نے ”عروہ عن بسرہ“ ذکر کیا ہے اور بعض نے سند میں ”عروہ عن مروان عن بسرہ“ کہا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت عروہ نے یہ حدیث مروان رضی اللہ عنہ کے واسطے سے بھی سنی ہے اور براہ راست حضرت بسرہ رضی اللہ عنہا سے بھی سنی ہے۔ یہ واقعہ

۴۷۹- [إسناده حسن] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب الوضوء من مس الذكر، ح: ۸۳ من حديث هشام بن، وقال: "حسن صحيح"، وراجع سنن أبي داود، ح: ۱۸۱ بتعليق "نبيل المقصود".

۱- ابواب الطهارة وسننها وضوءے متعلق احکام ومسائل

امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں تفصیل سے روایت کیا ہے۔ حضرت مروان جب مدینہ کے گورنر تھے تو ایک دن ان کی مجلس میں وضو توڑنے والی چیزوں کے موضوع پر گفتگو شروع ہو گئی۔ مروان نے کہا: عضو خاص کو ہاتھ لگانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ حضرت عروہ نے فرمایا: نہیں ٹوٹتا۔ مروان نے کہا: مجھے حضرت بسرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنائی ہے لیکن عروہ کو اطمینان قلب حاصل نہ ہوا۔ مروان نے مجلس میں حاضر ایک آدمی سے کہا: جاؤ حضرت بسرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھ کر آؤ۔ اس نے واپس آ کر بتایا کہ واقعی حضرت بسرہ رضی اللہ عنہ اسی طرح فرماتی ہیں۔ (سنن النسائي، الطهارة، باب الوضوء من مس الذكر، حدیث: ۱۶۲۳) اس کے بعد عروہ نے حضرت بسرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے خود بھی براہ راست یہ حدیث سنی (مسندرك حاکم: ۱۳۶۱/۱۳۷۱) مزید تفصیل کے لیے جامع ترمذی میں اس حدیث پر شیخ احمد شاہرکی مفصل تحقیق ملاحظہ فرمائیے۔

۴۸۰- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کوئی شخص اپنے عضو خاص کو ہاتھ لگائے تو اس پر لازم ہے کہ وضو کرے۔“

۴۸۰- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْجَزَائِمِيُّ: حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ، جَمِيعًا، عَنِ ابْنِ أَبِي ذُنَبٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا مَسَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ، فَعَلَيْهِ الْوُضُوءُ».

۴۸۱- حضرت ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا: ”جو شخص اپنے عضو خاص کو ہاتھ لگائے اسے چاہیے کہ وضو کرے۔“

۴۸۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْمُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرٍ بْنُ ذَكْوَانَ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانَ بْنَ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ

۴۸۰- [حسن] * عقبہ مجهول (تقریب)، لم یوثقه غیر ابن حبان، والحديث السابق شاهد له.

۴۸۱- [حسن] أخرجه البيهقي: ۱/ ۱۳۰ من حديث الهيثم به، قاله البوصيري، والحديث حسنه أبو زرعة الرازي.



۱- أبواب الطهارة وسننها وضو سے متعلق احکام و مسائل

عَنْبَسَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ
قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ
مَسَّ فَرْجَهُ فَلَيْتَوْضَأُ».

۳۸۲- حضرت ابویوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ”جو شخص اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگائے تو اسے چاہیے کہ وضو کرے۔“

۴۸۲- حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ
أَبِي فَرُوهَ، عَنْ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
ابْنِ عَبْدِ الْقَارِيِّ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ:
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ مَسَّ
فَرْجَهُ فَلَيْتَوْضَأُ».

(المعجم ۶۴) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ

(التحفة ۶۴)

باب: ۶۴- مذکورہ صورت میں وضو نہ کرنے

کی اجازت

۳۸۳- حضرت قیس بن طلق حنفی اپنے والد (حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: میں نے سنا کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے عضو خاص کو ہاتھ لگانے کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس سے وضو لازم نہیں آتا وہ بھی تیرا ایک حصہ ہے۔“

۴۸۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ قَالَ:
سَمِعْتُ قَيْسَ بْنَ طَلْقِ الْحَنْفِيِّ، عَنْ أَبِيهِ
قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، سُئِلَ عَنْ
مَسِّ الذَّكَرِ، فَقَالَ: «لَيْسَ فِيهِ وَضُوءٌ،
إِنَّمَا هُوَ مِنْكَ».

☀️ نوادہ و مسائل: ① [هُوَ مِنْكَ] ”وہ تیرا ایک حصہ ہے“، یعنی جس طرح جسم کے کسی اور حصے کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اسی طرح پیشاب کے عضو کو ہاتھ لگانے سے بھی نہیں ٹوٹتا۔ ② حضرت طلق رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث صحیح ہے۔ لیکن یہ حکم منسوخ ہے۔ حضرت طلق رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی کے فوراً بعد مدینہ منورہ تشریف لائے تھے جب مسجد نبوی تعمیر ہو رہی تھی۔ امام ابن حزم رضی اللہ عنہ نے اس کو منسوخ قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے، پہلی بات یہ ہے کہ اس حدیث میں مذکور حکم

۴۸۲- [حسن] أخرجه الطبراني: ۱۴۰/۴، ح: ۳۹۲۸ من حديث عبدالسلام به إلا أنه قال: عبدالرحمن بن عبدالقاري، ولعله الراجح كما يظهر من تهذيب الكمال وغيره، وفيه علل، منها ابن أبي فروة متفق على تركه، انظر، ح: ۳۴۵ لحاله، فالسند ضعيف جداً، وللحديث شواهد، منها الحديث السابق، ح: ۴۷۹.

۴۸۳- [صحيح] أخرجه أحمد: ۲۳/۴، وأبو داود، ح: ۱۸۳ من حديث محمد بن جابر به، وهو ضعيف جداً، لكنه لم ينفرد به، بل تابعه الثقة عبدالله بن بدر عند أبي داود، ح: ۱۸۲ وغيره.



اس صورت حال کے مطابق ہے جس پر عضو خاص کو چھونے سے وضو کا حکم آنے سے پہلے لوگ عمل پیرا تھے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جب تک کسی چیز کے ناقص ہونے کا حکم نازل نہ ہو نبی ﷺ اس کی وجہ سے وضو کا حکم نہیں دے سکتے۔ جب یہ بات ہے تو پھر جب نبی ﷺ نے وضو کا حکم دے دیا تو پہلا حکم یقیناً منسوخ ہو گیا۔ اور یقینی ناسخ حکم کو چھوڑ کر یقینی منسوخ پر عمل کرنا جائز نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ نبی ﷺ کے اس فرمان سے کہ ”وہ تیرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے“ واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ یہ ارشاد وضو کا حکم آنے سے پہلے فرمایا گیا تھا کیونکہ اگر بعد کی بات ہوتی تو آپ ﷺ یہ الفاظ نہ فرماتے بلکہ بیان فرماتے کہ (وضو کرنے کا) وہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بارے میں اس وقت کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا، اس لیے عضو خاص کی حیثیت بھی دوسرے اعضاء کی سی تھی۔ (المحلی: ۲۳۹/۱) بعض علماء نے دونوں روایات کے درمیان اس طرح بھی تطبیق دی ہے کہ جس روایت میں وضو نہ ٹوٹنے کا ذکر ہے تو اس کا مطلب کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگنا ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اور جس روایت میں وضو ٹوٹنے کا ذکر ہے اس سے مراد بغیر کپڑے کے ہاتھ لگنا ہے اس صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا۔

۴۸۴- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عضو خاص کو چھونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”وہ تو تیرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔“

۴۸۴- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ دِينَارِ الْحَمِصِيِّ: حَدَّثَنَا مَرْوَانَ بْنَ مَعَاوِيَةَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: سئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ مَسِّ الذَّكَرِ، فَقَالَ: «إِنَّمَا هُوَ جُزْءٌ مِنْكَ».

باب: ۶۵- آگ پر پکی ہوئی چیز کھا کر وضو کرنا

(المعجم ۶۵) - بَابُ الْوُضُوءِ مِمَّا عَيَّرَتِ النَّارُ (التحفة ۶۵)

۴۸۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس چیز میں آگ تبدیل کر دے اس (کے کھانے کی وجہ) سے وضو کرو۔“ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا میں گرم پانی (پنی کر اس کی وجہ)

۴۸۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو ابْنِ عَاقِمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «تَوَضَّأُوا

۴۸۴- [إسناده ضعيف جداً] قال البوصيري: "هذا إسناده فيه جعفر بن الزبير، وقد اتفقوا على ترك حديثه واتهموه".
 ۴۸۵- [حسن] تقدم، ح: ۲۲، وأخرجه الترمذي، ح: ۷۹ من حديث سفیان به، وأخرج أحمد: ۱/ ۳۶۶ بإسناد صحيح عن ابن عباس هذه المناظرة، بأنه قال لأبي هريرة رضي الله عنه: "ما أبالي مما توضع، أشهد لرايت رسول الله ﷺ أكل كتف لحم ثم قام إلى الصلاة وما توضعاً" فالكل عنده حجة والكل معذور

۱- أبواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام ومسائل

مِمَّا غَيَّرَتِ النَّارُ». فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: «سے بھی وضو کرو؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَتَوْضًا مِنَ الْحَمِيمِ؟ فَقَالَ لَهُ: يَا ابْنَ أَخِي! بھتیجے! جب تم رسول اللہ کی کوئی حدیث سنو تو مثالیں نہ اِذَا سَمِعْتَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَدِيثًا، فَلَا تَضْرِبَ لَهُ الْأَمْثَالَ. بیان کیا کرو۔

☀️ فوائد ومسائل: ① ”جس چیز میں آگ تبدیلی پیدا کر دے“ اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جسے آگ پر پکا کر یا بھون کر تیار کیا گیا ہو۔ ② حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف تھا کہ یہ حکم وجوبی نہیں ہے کیونکہ انھوں نے خود رسول اللہ ﷺ کو گوشت کھا کر دوبارہ وضو کیے بغیر نماز پڑھتے دیکھا تھا، اس لیے انھوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی توجہ اس طرف مبذول کرانے کے لیے سوال کیا۔ لیکن حضرت ابو ہریرہ نے غالباً آپ ﷺ کا یہ عمل نہیں دیکھا اس لیے وہ اپنے موقف پر قائم رہے یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس اجازت کا علم تو ہو لیکن وہ چاہتے ہوں کہ لوگ افضلیت کو اختیار کریں۔ ③ جب حدیث میں کسی حکم کو عام رکھا گیا ہو تو اسے عام ہی سمجھنا چاہیے حتیٰ کہ دوسرے دلائل سے معلوم ہو جائے کہ فلاں صورت اس عموم میں شامل نہیں۔ ④ آئندہ باب کی احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حکم وجوبی نہیں یعنی آگ کی پکی ہوئی چیز کھائی کر وضو کرنا لازمی نہیں، بہتر اور افضل ہے۔



۴۸۶- حَدَّثَنَا حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس چیز کو آگ نے چھوا ہو اس کے کھانے پینے کی وجہ سے وضو کرو۔“
عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَوَضَّأُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

۴۸۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدِ الْأَزْرَقِ: حضرت یزید بن ابومالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ اپنے ہاتھ اپنے کانوں پر رکھ کر فرماتے تھے: (یہ کان) بہرے ہو جائیں اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہ سنا ہو: ”جس چیز کو آگ نے چھوا ہو اس کی وجہ سے وضو کرو۔“
حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ أَبِي مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَى أُذُنَيْهِ وَيَقُولُ: صُمَّتَا، إِنْ لَمْ أَكُنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «تَوَضَّأُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ».

۴۸۶- أخرجه مسلم، الطهارة، باب الوضوء مما مسّت النار، ح: ۳۵۳ من طريق آخر عن عروة به.
۴۸۷- [إسناده ضعيف جداً] * خالد بن يزيد كذب ابن معين فيما يرويه عن أبيه، والجمهور على ضعفه، وقال البوصيري: "ولم ينفرد به" أي بهذا الحديث.

۱- أبواب الطهارة وسننها
 (المعجم ۶۶) - بَابُ الرُّخْصَةِ فِي ذَلِكَ
 (التحفة ۶۶)

۴۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (بکری کے) شانے کا گوشت تناول فرمایا، پھر اپنے ہاتھ اس ٹاٹ سے صاف کر لیے جو آپ کے نیچے بچھا ہوا تھا، پھر آپ نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور نماز ادا کی۔

🌞 نوآند مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا باب والا حکم لازمی نہیں بلکہ افضل ہے، یا وضو کا حکم منسوخ ہے جیسے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ شیخ احمد شاکر نے بھی نسخ ہی کو ترجیح دی ہے۔ یا مذکورہ بالا باب میں وضو سے مراد ہاتھ نہ دھونا ہے جبکہ اس باب میں شرعی وضو مراد ہے جو لازمی نہیں۔ ② جس ٹاٹ اور دری سے آپ نے ہاتھ صاف کیے شاید وہ ٹاٹ اور دری ہی اس قسم کی ہوگی کہ اس سے ہاتھ صاف کیا جاسکتا تھا، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ گوشت وغیرہ کھانے کے بعد کلی کرنا اور پانی سے ہاتھ دھونا بھی ضروری نہیں بلکہ صرف کپڑے اور تولیے وغیرہ سے صاف کر لینا بھی درست ہے۔ اسی طرح نشوونما سے ہاتھ صاف کر لینا بھی کافی ہے۔

۴۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے روٹی گوشت کھایا اور وضو نہ کیا۔

مُحَمَّدِ بْنِ سَفْيَانَ [بْنُ عَيْشَةَ]، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، وَعَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَكَلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَبُو بَكْرٍ وَعَمْرُؤُا حُبْرًا وَلَحْمًا، وَلَمْ يَتَوَضَّؤْا.

۴۹۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

۴۸۸- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في ترك الوضوء مما مست النار، ح: ۱۸۹ من حديث أبي الأحوص به، وانظر، ح: ۱۷۱ لعلته.

۴۸۹- [صحيح] أخرجه أحمد: ۳/۳۰۷، ۳۸۱ عن سفیان به مختصراً، وله شواهد كثيرة.

۴۹۰- أخرجه البخاري، الوضوء، باب من لم يتوضأ من لحم الشاة والسويق، ح: ۲۰۸ وغيره، ومسلم، الحيض، باب نسخ الوضوء مما مست النار، ح: ۳۵۵ من حديث الزهري به.

۱- ابواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ: حَضَرْتُ عَشَاءَ الْوَلِيدِ أَوْ عَبْدِ الْمَلِكِ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قُمْتُ لِأَتَوَضَّأَ، فَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ أُمَيَّةَ: أَشْهَدُ عَلَى أَبِي أَنَّهُ شَهِدَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ أَكَلَ طَعَامًا مِمَّا عَيَّرَ النَّارُ، ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأَ. وَقَالَ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ: وَأَنَا أَشْهَدُ عَلَى أَبِي بِمِثْلِ ذَلِكَ.

فرمایا: میں (خلیفہ) ولید یا (خلیفہ) عبد الملک کے ساتھ رات کے کھانے پر موجود تھا۔ جب نماز کا وقت ہوا تو میں وضو کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔ تو حضرت جعفر بن عمرو بن امیہ نے فرمایا: میں اپنے والد (حضرت عمرو بن عبد اللہ) کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں گواہی دی کہ آپ نے آگ سے تیار شدہ کھانا تناول فرمایا اور پھر نیا وضو کیے بغیر نماز ادا فرمائی۔ (اس پر) حضرت علی بن عبد اللہ بن عباس نے فرمایا: میں بھی اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن عباس) کے بارے میں یہی گواہی دیتا ہوں۔

☀️ فائدہ: گواہی دینے کا مطلب یہ ہے کہ پختہ یقین کے ساتھ یہ بات کہہ رہا ہوں۔ اس کا مقصد اپنے بیان کی تاکید ہے۔



۴۹۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: أَتَيْتِ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِكَفِّفِ شَاوٍ، فَأَكَلَ مِنْهُ، وَصَلَّى وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً.

۳۹۱- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بکری کے کندھے کا گوشت پیش کیا گیا۔ آپ نے اس میں سے تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور پانی کو ہاتھ بھی نہ لگایا۔

۴۹۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَّارٍ: أَنَّ بَنَاتِ سُوَيْدِ بْنِ الثُّعْمَانَ الْأَنْصَارِيَّ أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ

۳۹۲- حضرت سوید بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف (جہاد کے لیے) روانہ ہوئے۔ جب وہ مقام صہباء پر پہنچے تو نبی ﷺ نے عصر کی نماز ادا کی پھر

۴۹۱- [إسناده صحيح] أخرجه النسائي: ۱/۱۰۷، ۱۰۸، الطهارة، باب ترك الوضوء معا غيرت النار، ح: ۱۸۲ من حديث جعفر به.
 ۴۹۲- أخرجه البخاري، الوضوء، باب من مضمض من السويق ولم يتوضأ، ح: ۲۰۹، وغيره من حديث يحيى به.

۱- أبواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

کھانا طلب فرمایا تو آپ کی خدمت میں صرف ستوپیش کیے گئے (اور کوئی چیز موجود نہیں تھی) سب نے کھایا پیا۔ پھر آپ ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور گلی کی پھر کھڑے ہو کر ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی۔

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ، حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالصَّهْبَاءِ صَلَّى الْعَصْرَ، ثُمَّ دَعَا بِأَطْعِمَةٍ، فَلَمْ يَأْتِ إِلَّا بِسَوِيْقٍ، فَأَكَلُوا وَشَرِبُوا، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ، فَمَضْمَضَ فَاؤَهُ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى بِنَا الْمَغْرِبِ.

☀️ **فائدہ:** ستوپہنجنے ہوئے جو پیش کر بنائے جاتے ہیں اس لیے اس سے بھی ثابت ہوا کہ آگ سے تیار کردہ چیز کھانی کروضو کرنا ضروری نہیں۔

۴۹۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کے شانے کا گوشت تناول فرمایا، پھر گلی کی ہاتھ دھوئے اور نماز ادا کی۔

۴۹۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ابْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ: حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَكَلَ كَيْفَ شَاةٍ، فَمَضْمَضَ وَعَسَلَ يَدَيْهِ وَصَلَّى.

باب: ۶۷- اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنا

(المعجم ۶۷) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ** (التحفة ۶۷)

۴۹۴- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے اونٹ کے گوشت سے وضو کا مسئلہ دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اس سے وضو کرو۔“

۴۹۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ، وَأَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْوُضُوءِ مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ؟ فَقَالَ: «تَوَضَّأُوا مِنْهَا».

۴۹۵- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۴۹۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۴۹۳- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۲/۳۸۹ من حديث سهيل به، وهو في جزء: (۱۰) رواية عبد العزيز بن المختار.

۴۹۴- [صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الوضوء من لحوم الإبل، ح: ۱۸۴، وصححه الترمذي، ح: ۸۱.

۴۹۵- أخرجه مسلم، الحيض، باب الوضوء من لحوم الإبل، ح: ۳۶۰ من حديث جعفر به.

۱- ابواب الطهارة وسنها
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا زَائِدَةٌ،
وَإِسْرَائِيلُ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ،
عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي نُورٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ
قَالَ: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَتَوَضَّأَ مِنْ
لُحُومِ الْإِبِلِ وَلَا نَتَوَضَّأَ مِنْ لُحُومِ الْعَتَمِ.

انہوں نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ
اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کریں اور بھیڑ بکری کا گوشت
کھا کر وضو نہ کریں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① گزشتہ باب میں گوشت کھا کر وضو نہ کرنے کا بیان تھا لیکن اس میں جو واقعات ہیں وہ سب
بکری کے گوشت سے متعلق ہیں جب کہ زیر مطالعہ باب کی احادیث میں اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کرنے کا حکم دیا
گیا ہے بلکہ دوسری حدیث میں تو صراحت سے اونٹ اور بکری کے مسئلہ میں فرق واضح کیا گیا ہے۔ ② بعض علماء
نے اس حکم کو منسوخ قرار دیا ہے کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا آخری عمل آگ کی پکی ہوئی چیز
کھا کر وضو نہ کرنا تھا۔ (سنن ابی داؤد، الطہارۃ، باب فی ترک الوضوء مما مست النار، حدیث: ۱۹۴)
وسنن النسائی، الطہارۃ، باب ترک الوضوء مما غیرت النار، حدیث: ۱۸۵) لیکن حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ
حدیث عام ہے اور زیر بحث حدیث خاص ہے، اس لیے دونوں میں تعارض نہیں۔ اونٹ کے گوشت میں براء بن
عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل ہوگا، یعنی اسے کھانے کے بعد وضو کیا جائے اور دوسرے جانوروں کے گوشت میں
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث پر کہ اسے کھانے کے بعد نیا وضو کیے بغیر بھی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔



۴۹۶- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ،
إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا عَبَّادُ
ابْنُ الْعَوَّامِ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ، مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ - وَكَانَ ثِقَةً، وَكَانَ
الْحَكَمُ يَأْخُذُ عَنْهُ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ
أَبِي لَيْلَى، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَوَضَّأُوا مِنْ أَلْبَانِ الْعَتَمِ
وَتَوَضَّأُوا مِنْ أَلْبَانِ الْإِبِلِ».

۳۹۶- حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بکریوں کا دودھ پی کر وضو نہ
کرو اور اونٹنیوں کا دودھ پی کر وضو کرو۔“

۴۹۶- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: 'لهذا إسناده ضعيف لضعف حجاج بن أرقطاة وتدليس، لاسيما وقد
خالف غيره'.

۱- أبواب الطهارة وسننها.

وضو سے متعلق احکام و مسائل

۴۹۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى :

۳۹۷- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا: ”اوتئوں کا گوشت کھا کر وضو کرو بکریوں کا گوشت کھا کر وضو نہ کرو اور اونٹنیوں کا دودھ پی کر وضو کرو بکریوں کا دودھ پی کر وضو نہ کرو اور بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیا کرو اونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھو۔“

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهِ : حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ عُمَرَ بْنِ هُبَيْرَةَ الْفَزَارِيِّ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ : سَمِعْتُ مُحَارِبَ بْنَ دِنَارٍ يَقُولُ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : «تَوَضَّأُوا مِنْ لُحُومِ الْإِبِلِ ، وَلَا تَتَوَضَّأُوا مِنْ لُحُومِ الْغَنَمِ ، وَتَوَضَّأُوا مِنْ أَلْبَانِ الْإِبِلِ ، وَلَا تَوَضَّأُوا مِنْ أَلْبَانِ الْغَنَمِ ، وَصَلُّوا فِي مَرَاكِ الْغَنَمِ ، وَلَا تَصَلُّوا فِي مَعَاظِنِ الْإِبِلِ» .

(المعجم ۶۸) - بَابُ الْمُضْمَضَةِ مِنْ

شُرْبِ اللَّبَنِ (التحفة ۶۸)

باب: ۲۸- دودھ پی کر کلی کرنا

۴۹۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ

۳۹۸- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”دودھ پی کر کلی کر لیا کرو کیونکہ اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔“

إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشَقِيُّ : حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ : حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ : «مَضْمُضُوا مِنَ اللَّبَنِ فَإِنَّ لَهُ دَسْمًا» .

🌞 نوآمد و مسائل: ① کلی کے حکم کی جو وجہ بیان کی گئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مقصد منہ کی صفائی ہے اور اس کا وضو کرنے یا ٹوٹنے سے تعلق نہیں۔ ② اسلام میں صفائی کی بہت اہمیت ہے اس لیے وضو میں بھی کلی اور مسواک کو شروع کیا گیا ہے۔ کھانے پینے کے بعد منہ میں چکناہٹ کا باقی رہنا حفظانِ صحت کے اصول کے منافی

۴۹۷- [سناده ضعيف] وقال البوصيري : "فيه بقية ، وهو مدلس وقد رواه بالنعنة ، وشيخه خالد مجهول الحال" .

۴۹۸- أخرجه البخاري ، الأثرية ، باب شرب اللبن ، وقول الله عزوجل "من بين فرث ودم" ، ح : ۵۶۰۹ من حديث الأوزاعي ، ومسلم ، الحيض ، باب نسخ الوضوء مما مست النار ، ح : ۳۵۸ من حديث الزهري به بغير هذا اللفظ .

۱- أبواب الطهارة وسننها - وضو سے متعلق احکام و مسائل

ہے اس لیے دودھ پی کر یا کوئی اور مرغن غذا کھا کر منہ کی صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

۴۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم دودھ پیتو تو کلی کر لیا کرو کیونکہ اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔“

۴۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا شَرَبْتُمُ اللَّبَنَ فَمَضْمُضُوا، فَإِنَّ لَهُ دَسْمًا».

۵۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُهَيْمِنِ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَضْمُضُوا مِنَ اللَّبَنِ، فَإِنَّ لَهُ دَسْمًا».

۵۰۰- حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دودھ پی کر کلی کر لیا کرو کیونکہ اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔“

۵۰۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ السَّوَّاقِ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: حَلَبَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ شَاءَ وَشَرِبَ مِنْ لَبَنِيهَا، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ فَاهُ، وَقَالَ: «إِنَّ لَهُ دَسْمًا».

۵۰۱- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری دودھ کر دودھ پیا پھر پانی منگوا کر کلی کی اور فرمایا: ”اس میں چکناہٹ ہوتی ہے۔“



(المعجم ۶۹) - بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْقَبْلَةِ (التحفة ۶۹)

۴۹۹- [إسناده حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۲۳/۳۱۰، ۳۱۱، ح: ۷۰۳ من حديث ابن أبي شيبة به، وهو في المصنف: ۵۷/۱، وحسنه الحافظ في الفتح.

۵۰۰- [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: ۶/۱۲۵، ح: ۵۷۲۱ من حديث أبي مصعب وغيره به، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، عبدالمهيمن قال فيه البخاري: منكر الحديث"، والحديث السابق شاهد له.

۵۰۱- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: في زمعة: وقد ضعفه الجمهور، وانظر، ح: ۳۲۶.

۱- أبواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

۵۰۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَبَلَ بَعْضَ نِسَائِهِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، قُلْتُ: مَنْ هِيَ إِلَّا أَنْتِ، فَصَحَّحْتُ.

۵۰۲- جناب عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک بیوی کا بوسہ لیا، پھر نماز کے لیے تشریف لے گئے اور وضو نہیں کیا۔ (عروہ کہتے ہیں) میں نے کہا: وہ ضرور آپ ہی ہوں گی تو آپ ہنس دیں۔

🌟 فوائد و مسائل: ① عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے۔ ② بیوی کا بوسہ لینے یا پیار کرنے سے وضو نہیں ٹوٹتا بشرطیکہ مذی کا خروج نہ ہو۔ ③ یہ حدیث وضاحت کرتی ہے کہ قرآن مجید میں عورتوں کو چھونے کے بعد پانی کے استعمال (وضو یا غسل) کا جو ذکر ہے اس سے مراد جماع ہے کہ اس کے بعد غسل فرض ہے۔ اگر پانی نہ ہو تو تیمم کر لیں۔ بعض علماء نے اس آیت سے یہ سمجھا ہے کہ خاص خواہش کے ساتھ بیوی کو محض چھو لینے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے اس لیے اس کے بعد پانی کی عدم موجودگی میں تیمم کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن پہلا موقف راجح ہے۔ ④ میاں بیوی کے خصوصی تعلقات سے متعلق مسائل بھی بیان کرنا ضروری ہیں کیونکہ ان کا تعلق بھی دین سے ہے تاہم ان کے بیان میں اشارہ کنایہ کا اسلوب زیادہ مناسب ہے۔ اتنی زیادہ صراحت درست نہیں جو حیا کے منافی ہو۔

۵۰۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ زَيْنَبِ السَّهْمِيَِّّةِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَقْبَلُ وَيُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ، وَرُبَّمَا فَعَلَهُ بِي.

۵۰۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ وضو کرتے، پھر بوسہ لیتے اور (دو بارہ) وضو کیے بغیر نماز پڑھ لیتے اور بعض اوقات آپ میرے ساتھ بھی یہ کرتے۔

(المعجم ۷۰) - بَابُ الْوُضُوءِ مِنَ الْمَذْيِ (التنحفة ۷۰)

باب: ۷۰- مذی خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

۵۰۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ زَيْنَبِ السَّهْمِيَِّّةِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَقْبَلُ وَيُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ، وَرُبَّمَا فَعَلَهُ بِي.

۵۰۴- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے

۵۰۲- [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب الوضوء من القبلة، ح: ۱۷۹، والترمذي، ح: ۸۶ من حديث وكيع به، وضعفه البخاري، وله شاهد عند البزار وإسناده حسن، انظر نصب الرأية: (۱/ ۷۴).

۵۰۳- [إسناده ضعيف] قال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف حججاج هو ابن أوطاة كان يدلس وقد رواه بالعتنة".

۵۰۴- [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في المني والمذي، ح: ۱۱۴ من حديث هشيم به،

۱- أبواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمَذْيِ فَقَالَ: «فِيهِ الْوُضُوءُ، وَفِي الْمَنِيِّ الْغُسْلُ».

فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے مذی کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”اس سے وضو ہے اور منی سے غسل ہے۔“

☀️ **فوائد و مسائل:** ① مذی سے مراد وہ بیس دار پانی ہے جو بیوی سے دل لگی کے دوران میں صنفی خواہش کی وجہ سے عضو خاص سے خارج ہوتا ہے۔ اس کے خروج سے شہوت ختم نہیں ہوتی۔ منی سے مراد وہ گاڑھا سفید پانی ہے جو صنفی عمل کی تکمیل پر خارج ہوتا ہے اور اس سے انسان کی تخلیق ہوتی ہے۔ ② مذی سے غسل فرض نہیں ہوتا، صرف وضو کر لینا کافی ہے۔ وضو کا یہ فائدہ ہے کہ اس سے ذہن ان خیالات سے دوسری طرف منتقل ہو جاتا ہے اور انتشار کی کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔ ③ یہ مسئلہ پوچھنے کی ضرورت تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیش آئی تھی لیکن آپ نے رسول اللہ ﷺ سے براہ راست نہیں پوچھا کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رشتہ ایسا تھا جس کی وجہ سے شرم و حیا یہ مسئلہ پوچھنے میں حاصل تھی، اس لیے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے واسطے سے دریافت کیا۔ (صحیح البخاری، العلم، باب من استحيا فامرغیره بالسؤال، حدیث: ۱۳۲) اس سے معلوم ہوا کہ بالواسطہ معلوم ہونے والی حدیث یا مسئلہ بھی اسی طرح قابل اعتماد اور واجب العمل ہے جس طرح براہ راست حاصل ہونے والا علم بشرطیکہ واسطہ ثقہ قابل اعتماد ہو۔

٥٠٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَمَرَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَّارٍ، عَنِ الْمَقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَنَّهُ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَذْنُو مِنْ أَمْرٍ آتَيْهِ فَلَا يَنْزِلُ؟ قَالَ: «إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ ذَلِكَ فَلْيَنْضِجْ فَرْجَهُ - يَعْنِي: لِيَعْسِلَهُ - وَيَتَوَضَّأُ».

٥٠٥- حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر مرد اپنی بیوی کے قریب جائے اور انزال نہ ہو (تو کیا حکم ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب کسی کو یہ صورت حال پیش آئے تو وہ اپنی شرم گاہ پر پانی ڈال لے، یعنی استنجا کر لے اور وضو کر لے۔“

☀️ **فائدہ:** ”قریب جانے“ سے مراد پیار وغیرہ کے مراحل ہیں، جماع مراد نہیں ہے کیونکہ جماع سے غسل فرض ہو

◀️ وقال: "حسن صحيح" * يزيد بن أبي زياد ضعيف كما في التفریب وغيره، وانظر، ح: ١٤٧١، ٢١١٦، ولحديثه شواهد صحيحة، انظر الحديث الآتي.

٥٠٥- [صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في المذي، ح: ٢٠٧ من حديث مالك به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، وله طريق آخر عند مسلم وغيره.

جاتا ہے اگرچہ انزال نہ بھی ہو۔ (صحیح البخاری، الغسل، باب اذا التقى الختانان، حدیث: ۲۹۱، وصحیح مسلم، الحيض، باب نسخ الماء من الماء ووجوب الغسل بالتقاء الختانين، حدیث: ۳۳۸)

۵۰۶- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ الْمُبَارَكِ، وَعَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ: كُنْتُ أَلْفَى مِنَ الْمَذْيِ شِدَّةً، فَأَكْثِرُ مِنْهُ الْإِغْتِسَالَ. فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «إِنَّمَا يُجْزِيكَ، مِنْ ذَلِكَ، الْوُضُوءُ» قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ يَمَّا يُصِيبُ نَوْبِي؟ قَالَ: «إِنَّمَا يَكْفِيكَ كَفٌّ مِنْ مَاءٍ تَنْضِجُ بِهِ مِنْ نَوْبِكَ حَيْثُ تَرَى أَنَّهُ أَصَابَ».

۵۰۶- حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: مجھے مذی کی وجہ سے بہت مشقت برداشت کرنی پڑتی تھی (کیونکہ) میں اس کی وجہ سے بہت کثرت سے (بار بار) غسل کرتا تھا۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: ”تجھے اس سے وضو کافی ہے۔“ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جو میرے کپڑے لوگ جائے اس کا کیا کروں؟ فرمایا: ”تجھے پانی کا ایک چلو کافی ہے۔ جہاں تیرا خیال ہے کہ وہ لگ گئی ہے وہاں (چلو بھر پانی) چھڑک دے۔“

۵۰۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشْرٍ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ مُضْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ، عَنْ أَبِي حَبِيبِ بْنِ يَعْلَى بْنِ مُثَنَّى، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ أَتَى أَبِي بَنْ كَعْبٍ وَمَعَهُ عُمَرُ، فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا، فَقَالَ: إِنِّي وَجَدْتُ مَذْيًا، فَفَعَسَلْتُ ذَكَرِي وَتَوَضَّأْتُ، فَقَالَ عُمَرُ: أَوْ يُجْزِيءُ ذَلِكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَسَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

۵۰۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ہاں گئے۔ وہ (گھر سے) باہر تشریف لائے۔ (بات چیت کے دوران میں حضرت ابی نے) فرمایا: مجھے مذی آگئی تھی تو میں نے عضو خاص کو دھو کر وضو کیا ہے (اس لیے باہر آنے میں دیر ہوئی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا یہ (وضو کر لینا) کافی ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا: کیا آپ نے یہ مسئلہ رسول اللہ ﷺ سے (خود) سنا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔

۵۰۶- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في المذي، ح: ۲۱۰ من حديث ابن إسحاق به، وصححه الترمذي، ح: ۱۱۵، وابن خزيمة، وابن حبان.

۵۰۷- [إسناده ضعيف] * أبو حبيب مجهول (تقريب)، وأصله في الصحيحين من حديث علي بن أبي طالب، والمقداد بن الأسود، قاله البوصيري.

۱- أبواب الطهارة وسننها
 توضح: یہ روایت اس سند کے ساتھ ضعیف ہے، تاہم صحیح احادیث کی روشنی میں یہ مسئلہ درست ہے کہ مذی سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

(المعجم ۷۱) - بَابُ وُضُوءِ النَّوْمِ
 (التحفة ۷۱)

۵۰۸- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رات کو اٹھ کر بیت الخلاء تشریف لے گئے اور ضروری حاجت سے فارغ ہوئے۔ پھر چہرہ مبارک اور دونوں ہاتھ دھوئے اور سو گئے۔

۵۰۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: سَمِعْتُ سُفْيَانَ يَقُولُ لِرِزَائِدَةَ بِنِ قَدَامَةَ: يَا أَبَا الصَّلْتِ! هَلْ سَمِعْتَ فِي هَذَا شَيْئًا؟ فَقَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كَهَيْلٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ، فَدَخَلَ الْخَلَاءَ، فَقَضَى حَاجَتَهُ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَكَفَيْهِ، ثُمَّ نَامَ.

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں ابو بکر بن خالد باہلی نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے سلمہ بن کہیل سے انہوں نے کبیر سے انہوں نے کریم سے انہوں نے ابن عباس کے واسطے سے نبی ﷺ سے اسی کی مثل روایت بیان کی۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: أَنْبَأَنَا سَلَمَةُ بْنُ كَهَيْلٍ: أَنْبَأَنَا بُكَيْرٌ، عَنْ كُرَيْبٍ، قَالَ: فَلَقِيْتُ كُرَيْبًا فَحَدَّثَنِي عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

فائدہ: سوتے وقت با وضو سونا باعث ثواب ہے۔ (صحیح البخاری) الوضوء باب فضل من بات علی الوضوء حدیث: ۲۳۷، 'صحیح مسلم' الذکر والدعاء' باب ما یقول عند النوم وأخذ المضجع' حدیث: ۲۷۱۰) لیکن با وضو سونا ضروری نہیں۔ ہاتھ منہ دھونا بھی کافی ہے بلکہ بے وضو سونے میں حرج نہیں اگرچہ نہانے کی حاجت ہو۔ جیسے کہ حدیث: ۵۸۳۳، ۵۸۱۱ میں ذکر ہوگا۔

(المعجم ۷۲) - بَابُ الْوُضُوءِ لِكُلِّ صَلَاةٍ. وَالصَّلَوَاتِ كُلِّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ
 (التحفة ۷۲)

۵۰۸- أخرجه البخاري، الدعوات، باب الدعاء إذا انتبه من الليل، ح: ۶۳۱۶، ومسلم، صلاة المسافرين، باب صلاة النبي ﷺ ودعائه بالليل، ح: ۷۶۳ من حديث سفیان الثوري به مطولاً.

۱- أبواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

۵۰۹- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، وَكُنَّا نَحْنُ نُصَلِّي الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ.

۵۰۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے لیے وضو کیا کرتے تھے جب کہ ہم لوگ تمام نمازیں ایک وضو سے پڑھ لیا کرتے تھے۔

🌟 فوائد و مسائل: ① ایک نماز کے لیے کیا ہوا وضو جب تک باقی ہو نیا وضو کے بغیر دوسری فرض اور نفل نمازیں ادا کی جاسکتی ہیں۔ ② پہلا وضو نئے بغیر بھی دوسری نماز کے لیے دوبارہ وضو کیا جاسکتا ہے اور یہ طریقہ یعنی وضو پر وضو کرنا افضل ہے، البتہ اگر پہلا وضو ٹوٹ جائے تو دوسری نماز کے لیے نیا وضو کرنا ضروری ہے۔ (صحیح البخاری، الوضوء، باب لا تقبل صلاة بغير طهور، حدیث: ۱۳۵، صحیح مسلم، الطهارة، باب وجوب الطهارة للصلاة، حدیث: ۲۲۳)

۵۱۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِنَارٍ، عَنْ سَلَمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ صَلَّى الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ.

۵۱۰- سلیمان بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد (حضرت بریدہ بن حبیب السلمی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ ہر نماز کے لیے (نیا) وضو کیا کرتے تھے۔ جس دن مکہ فتح ہوا اس دن آپ ﷺ نے سب نمازیں ایک ہی وضو سے ادا فرمائیں۔

🌟 فائدہ: نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ یہی تھی کہ آپ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرتے تھے لیکن فتح مکہ کے دن آپ نے تمام نمازیں ایک ہی وضو سے ادا فرمائیں۔ اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں: ① ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا صرف آپ کے لیے واجب ہوا اور امت کے لیے واجب نہ ہو۔ پھر یہ وجوب فتح مکہ کے دن ختم کر دیا گیا اور ہر نماز کے لیے نیا وضو کرنا افضل ہونا باقی رہ گیا۔ ② آپ کا یہ فعل مستحب تھا مگر آپ نے اس ڈر سے ترک کر دیا کہ کہیں امت پر فرض قرار نہ دے دیا جائے جیسا کہ آپ نے نماز تراویح کو باجماعت ادا کرنا چھوڑ دیا تھا۔ دیکھیے: (فتح الباری: ۴۱۲/۱)

۵۱۱- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ تَوْبَةَ: حَدَّثَنَا فَضْلُ بْنُ مَبْشَرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنْ رِوَايَتِهِ

۵۰۹- أخرجه البخاري، الوضوء، باب الوضوء من غير حدث، ح: ۲۱۴ من حديث عمرو به مختصراً.

۵۱۰- أخرجه مسلم، الطهارة، باب جواز الصلوات كلها بوضوء واحد، ح: ۲۷۷ من حديث سفیان الثوري به مختصراً.

۵۱۱- [إسناده ضعيف] قال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، الفضل بن مبشر ضعفه الجمهور" والحديث السابق،

۱- أبواب الطهارة وسننها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھتے دیکھا۔ (حضرت فضل رضی اللہ عنہ نے فرمایا) میں نے کہا: آپ نے یہ کیا کیا؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا تھا، چنانچہ میں بھی ویسے ہی کرتا ہوں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا۔

حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُبَشَّرٍ، قَالَ: رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يُصَلِّي الصَّلَاةَ بِوُضُوءٍ وَاحِدٍ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ فَقَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَصْنَعُ هَذَا، فَأَنَا أَصْنَعُ كَمَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ.

☀️ فوائد و مسائل: ① کسی عالم کو کوئی ایسا کام کرتے دیکھیں جو پہلے ہمیں معلوم نہ ہو تو عالم سے اس کے بارے میں پوچھ لیتا یا دلیل دریافت کرنا احترام کے منافی نہیں۔ ② عوام میں سے کوئی شخص اگر عالم کی کسی بات پر تنقید کرے تو عالم کو چاہیے کہ خفگی کا اظہار نہ کرے بلکہ مسئلے کی وضاحت کر دے۔ ③ یہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے لیکن معنادار ہے جس طرح کہ سابقہ روایت میں گزرا ہے۔

باب ۷۳- با وضو ہونے کے باوجود دوبارہ وضو کرنا

(المعجم ۷۳) - بَابُ الْوُضُوءِ عَلَى طَهَارَةٍ (التحفة ۷۳)

۵۱۲- حضرت ابو عطفیٰ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں مسجد میں حضرت عبد اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کی مجلس میں ان کے ارشادات سن رہا تھا۔ جب نماز کا وقت ہوا تو انہوں نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز پڑھی پھر اپنی جگہ پر آ بیٹھے پھر جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو آپ نے اٹھ کر وضو کیا نماز پڑھی اور پھر اپنی جگہ پر آ بیٹھے۔ پھر جب مغرب کی نماز کا وقت ہوا تو آپ نے اٹھ کر وضو کیا نماز پڑھی پھر اپنی جگہ تشریف لے آئے۔ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے (یہ ارشاد فرمائیے کہ) ہر نماز کے لیے وضو کرنا فرض ہے یا سنت؟ انہوں نے فرمایا: تم نے میرا یہ عمل

۵۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدِ الْمُقْرِيءِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي عَطِيْفٍ الْهَذَلِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو بْنِ الْخَطَّابِ، فِي مَجْلِسِهِ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى، ثُمَّ عَادَ إِلَى مَجْلِسِهِ. فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى، ثُمَّ عَادَ إِلَى مَجْلِسِهِ، فَلَمَّا حَضَرَتِ الْمَغْرِبُ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى، ثُمَّ عَادَ إِلَى مَجْلِسِهِ، فَقُلْتُ: أَصْلَحَكَ اللَّهُ، أَفَرِيضَةٌ أَمْ سُنَّةٌ، الْوُضُوءُ

ح: ۵۱۰ یعنی عنہ۔

۵۱۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الرجل يجدد الوضوء من غير حدث، ح: ۶۲، وضعفه الترمذي، ح: ۵۹، وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه عبد الرحمن بن زياد، وهو ضعيف ومع ضعفه كان بدلس".



محسوس کر لیا؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے فرمایا: نہیں (یہ فرض نہیں ہے) اگر میں صبح کی نماز کے لیے وضو کروں تو اس کے ساتھ سب نمازیں پڑھ سکتا ہوں جب تک وضو نہ ٹوٹے۔ بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد مبارک سنا ہے: ”جو شخص پاک (باوضو) ہونے کے باوجود وضو کرتا ہے اسے دس نیکیاں ملتی ہیں۔“ اور میں بھی نیکیوں کی رغبت رکھتا ہوں۔

عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ؟ قَالَ: أَوْ فَطِنْتَ إِلَيَّ، وَإِلَى هَذَا مِثِّي؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ. فَقَالَ: لَا. لَوْ تَوَضَّأْتَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ لَصَلَّيْتُ بِهِ الصَّلَوَاتِ كُلَّهَا، مَا لَمْ أُحْدِثْ، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ تَوَضَّأَ عَلَيَّ كُلَّ طَهْرٍ فَلَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ» وَإِنَّمَا رَغِبْتُ فِي الْحَسَنَاتِ.

باب: ۷۴- حدث کے بغیر وضو کرنا

ضروری نہیں

(المعجم ۷۴) - بَابُ لَا وُضُوءَ إِلَّا مِنْ

حَدِيثِ (التحفة ۷۴)

۵۱۳- حضرت عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ اپنے چچا حضرت عبداللہ بن یزید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اگر کوئی آدمی نماز میں کچھ محسوس کرے (اسے شک پڑے کہ ہوا خارج ہوئی ہے تو کیا کرے؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں (وضو کرنے نہ جائے)“ حتیٰ کہ بو محسوس کرے یا آواز سے۔“

۵۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ؛ وَعَبَادِ بْنِ تَمِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ قَالَ: سُكِّيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الرَّجُلُ يَجِدُ الشَّمْيَ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ: «لَا، حَتَّى يَجِدَ رِيحًا، أَوْ يَسْمَعَ صَوْتًا».

فوائد و مسائل: ① ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے خواہ آواز آئے یا نہ آئے۔ ② محض شک سے وضو نہیں ٹوٹتا جب تک وضو ٹوٹنے کا یقین نہ ہو جائے۔ ③ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہوا خارج ہونے کے علاوہ کسی اور چیز سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ پیشاب یا خاند وغیرہ سے وضو ٹوٹنا صحیح دلائل سے ثابت ہے۔ یہاں صرف یہ مسئلہ بتایا گیا ہے کہ وضو ٹوٹنے کا یقین یا ظن غالب ہونا چاہیے، محض وہم اور شک کی بنیاد پر وضو کے لیے نہیں جانا چاہیے۔

۵۱۴- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۵۱۴- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا عَنْ مَعْمَرِ بْنِ رَاشِدٍ، عَنِ

۵۱۳- أخرجه البخاري، الوضوء، باب لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن، ح: ۱۳۷، ومسلم، الحيض، باب الدليل على أن من يتقن الطهارة... الخ، ح: ۳۶۱ من حديث ابن عيينة به. ۵۱۴- [صحیح] * المحاربي متهم بالتدليس وعنعن، ولحديثه شواهد.



۱- أبواب الطهارة وسنها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز چھوڑ کر تہ جائے حتیٰ کہ آواز سے یا بوحسوس کرے۔“

الرُّهْرِيُّ: أَنْبَأَنَا سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: سِئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ التَّشْبُهَةِ فِي الصَّلَاةِ، فَقَالَ: «لَا يَنْصَرِفُ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا».

۵۱۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آواز یا بو کے بغیر وضو (دوبارہ کرنا ضروری) نہیں ہوتا۔“

۵۱۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالُوا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَهِيلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا وَضُوءَ إِلَّا مِنْ صَوْتٍ أَوْ رِيحٍ».

۵۱۶- حضرت محمد بن عمرو بن عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت سائب بن خیاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اپنا کپڑا سونگھ رہے تھے میں نے عرض کی: اس کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: ”وضو (واجب) نہیں ہے مگر آواز کی وجہ سے یا بو کی وجہ سے۔“

۵۱۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبَّاسٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ عَطَاءٍ قَالَ: رَأَيْتُ السَّائِبَ بْنَ [حَبَابٍ] يَشْمُ نَوْبَهُ، فَقُلْتُ: مِمَّ ذَلِكَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا وَضُوءَ إِلَّا مِنْ رِيحٍ أَوْ سَمَاعٍ».

باب: ۷۵- کس قدر پانی ناپاک نہیں ہوتا؟

(المعجم ۷۵) - بَابُ مِقْدَارِ الْمَاءِ الَّذِي لَا يَنْجَسُ (التحفة ۷۵)

۵۱۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۵۱۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ

۵۱۵- أخرجه مسلم، الحيز، باب الدليل على أن من تيقن الطهارة... الخ، ح: ۳۶۲ من حديث سهل به، وصححه الترمذي، ح: ۷۴ من حديث وكيع.

۵۱۶- [إسناده ضعيف] قال البوصيري: 'عبدالعزیز ضعيف'، وله شاهد ضعيف عند أحمد: ۴۲۶/۳، ح: ۱۵۵۹۱.

۵۱۷- [صحیح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب ما ينجس الماء، ح: ۶۴ من حديث ابن إسحاق به، وصححه ابن خزيمة: ۴۹/۱، ح: ۹۲.

۱- ابواب الطهارة وسنها

وضو سے متعلق احکام و مسائل

انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سے صحرائیں موجود پانی (کے قدرتی تالابوں) کے بارے میں پوچھا گیا جن سے چوپائے اور رندے پانی پیتے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب پانی کی مقدار دو منکوں کے برابر ہو جائے تو کوئی چیز اسے ناپاک نہیں کرتی۔“

الْبَاهِلِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ ابْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سِئَلَ عَنِ الْمَاءِ يَكُونُ بِالْفَلَاةِ مِنَ الْأَرْضِ، وَمَا يُتَوْبَهُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالسَّبَاعِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا بَلَغَ الْمَاءُ فَلْتَيْنِ لَمْ يَنْجُسْهُ شَيْءٌ».

امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے محمد بن اسحاق کے دوسرے شاگرد عبد اللہ بن مبارک کے واسطے سے اسی طرح کی روایت بیان کی۔

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، نَحْوَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ﴿قَوْلُهُ﴾ بڑے منکے کو کہتے ہیں۔ عرب میں مقام ہجر کے بنے ہوئے منکے معروف تھے۔ یہ منکا اتنا بڑا ہوتا تھا کہ اس میں ڈھائی منکیں پانی آتا تھا، اس لیے دو منکوں کی مقدار پانچ منک پانی کے برابر ہے۔ علمائے کرام نے دو منکے پانی کی مقدار پانچ سورطل بیان کی ہے۔ ایک رطل آدھ ہے، یعنی چالیس تولے کے برابر ہے۔ اس طرح پانچ منک پانی کی مقدار تقریباً دو سو چالیس کیلوگرام یا بعض حضرات کے نزدیک دو سو ستائیس کیلوگرام بنتی ہے۔ یعنی اگر کسی تالاب میں اندازاً اس قدر پانی موجود ہو تو اس میں سے پانی لے کر وضو وغیرہ کر لینا چاہیے ﴿قَوْلُهُ﴾ کا مطلب پہاڑ کی چوٹی کیا ہے۔ ان کے خیال میں اس سے پانی کی کوئی خاص مقدار مراد نہیں بلکہ بہت زیادہ پانی مراد ہے گویا وہ اتنا زیادہ ہے کہ پہاڑ کی چوٹی ڈوب جائے۔ یہ مطلب اس لیے درست نہیں کہ سوال ان تالابوں کے بارے میں ہے جو میدان میں بارش وغیرہ کے پانی سے بن جاتے ہیں۔ ان کے بارے میں یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ ان کی مقدار کو پہاڑوں سے تشبیہ دی جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر حدیث کا مقصد یہی ہوتا تو نبی ﷺ مطلقاً منع فرمادیتے کہ ان چشموں اور تالابوں سے وضو نہ کیا کرے کیونکہ ان کے ناپاک ہونے کا احتمال ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اگر مراد محض کثرت ہوتی تو یہ کہا جاتا کہ پہاڑ جتنا پانی۔ دو کا عدد واضح کرتا ہے کہ اس سے خاص مقدار مراد ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ پہاڑ سے تشبیہ بلندی میں دی جاسکتی ہے، گہرائی کے لیے پہاڑ سے تشبیہ دینا قرین قیاس نہیں۔ ﴿بعض روایات میں اس حدیث کے یہ لفظ ہیں: [لَمْ يَحْمِلِ الْحَبَشَ] ”وہ ناپاکی کا حامل نہیں ہوتا۔“ (جامع الترمذی، الطهارة، باب: ۵۰، حدیث: ۶۷) بعض حضرات نے اس کی یہ تشریح

۱- أبواب الطهارة وسننها

حوضوں سے متعلق احکام و مسائل

کی ہے کہ اس مقدار میں پانی نجاست کا قتل نہیں ہوتا یعنی ناپاک ہو جاتا ہے۔ زیر بحث حدیث کے الفاظ سے اس تاویل کی غلطی ظاہر ہوتی ہے اور اصل معنی متعین ہو جاتا ہے۔ وہ یہ کہ اتنا پانی کثیر (زیادہ) پانی کے حکم میں ہوتا ہے لہذا تھوڑی نجاست سے اس کے پاک صاف ہونے کی صفت ختم نہیں ہو جاتی۔

۵۱۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ الْمُنْدِرِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَلْتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، لَمْ يَنْجَسْهُ شَيْءٌ». قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، وَأَبُو سَلَمَةَ، وَابْنُ عَائِشَةَ الْقُرَشِيَّيْنِ قَالُوا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، فَذَكَرَ نَحْوَهُ.

۵۱۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب پانی دو یا تین مکے ہو تو اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔“

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد) ابوحسن بن سلمہ قطان نے یہی روایت اپنی عالی سند سے، یعنی بواسطہ ابوحاتم و ابو ولید وغیرہ، حماد سے امام ابن ماجہ کے واسطے کے بغیر بیان کی ہے۔



☀️ فائدہ: دوسری روایات سے واضح ہے کہ اصل تحدید دو مکے ہی ہے۔ اگر پانی اس سے کم ہو تو اس میں کوئی ناپاک چیز گرنے پر وہ ناپاک ہو جائے گا خواہ اس کا رنگ بو، اور ذائقہ کچھ بھی تبدیل نہ ہو۔ لیکن اس سے زیادہ پانی صرف اسی صورت میں ناپاک سمجھا جائے گا جب نجاست کی وجہ سے اس کا رنگ بویا ذائقہ تبدیل ہو جائے۔

(المعجم ۷۶) - بَابُ الْحِيَاضِ (التحفة ۷۶)

۵۱۹- حَدَّثَنَا أَبُو مُضْعَبٍ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سئِلَ عَنِ الْحِيَاضِ النَّجِيِّ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، تَرْدُهَا السَّبَاغُ وَالْجَلَابُ وَالْمُحْمَرُّ، وَعَنِ الطَّهَارَةِ مِنْهَا؟

۵۱۹- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے مکہ اور مدینہ کے درمیان (راستے میں) واقع ان حوضوں کے متعلق دریافت کیا گیا جن سے درندے، کتے اور گدھے پانی پی جاتے ہیں، کیا ان (کے پانی) سے پاکیزگی حاصل کی جاسکتی ہے (وضو اور غسل وغیرہ کیا جاسکتا ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو کچھ

۵۱۸- [صحیح] انظر الحديث السابق.

۵۱۹- [سناده ضعيف جدًا] قال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف"، وانظر، ح: ۲۳۸.

انہوں نے اپنے پیٹوں میں ڈال لیا وہ ان کا ہے اور جو (پانی) بچ گیا وہ ہمارے لیے پاک کرنے والا ہے۔“

فَقَالَ: «لَهَا مَا حَمَلَتْ فِي بَطُونِهَا، وَلَنَا مَا غَبَرَ، طَهُورٌ».

۵۲۰- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ہم لوگ (سفر کے دوران میں) ایک تالاب پر پہنچے دیکھا تو اس میں ایک گدھے کی لاش پڑی تھی۔ ہم نے اس سے (پانی لینے سے) اجتناب کیا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔“ چنانچہ ہم نے پانی پیا (جانوروں کو) پلایا اور (مشکیزوں وغیرہ میں) ساتھ لے لیا۔

۵۲۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَيَانَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ طَرِيفِ بْنِ شَهَابٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا نَضْرَةَ، يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: انْتَهَيْنَا إِلَى غَدِيرٍ، فَإِذَا فِيهِ جِيفَةٌ حِمَارٍ، قَالَ: فَكَفَفْنَا عَنْهُ، حَتَّى انْتَهَى إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: «إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ» فَاسْتَقَيْنَا وَأَرْوَيْنَا وَحَمَلْنَا.

۵۲۱- حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی سوائے اس کے جو اس کی بو ڈالتے یا رنگ پر غالب آجائے۔“

۵۲۱- حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ، وَالْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدَّمَشْقِيَّانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا رَشْدِيُّ: أَنَّ بَنِي مَعَاوِيَةَ بْنَ صَالِحٍ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الْمَاءَ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ، إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَى رِيحِهِ وَطَعْمِهِ وَكَلْوَنِهِ».

🌞 **فائدہ:** یہ روایت بعض ائمہ کے نزدیک اگرچہ ضعیف ہے تاہم اس بات پر اجماع ہے کہ جب نجاست کی وجہ سے کوئی وصف بدل جائے تو پانی پاک کرنے والا نہیں رہتا۔

باب: ۷۷- شیر خوار پچے کے پیشاب کا حکم

(المعجم ۷۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي بَوْلِ

الصَّبِيِّ الَّذِي لَمْ يَطْعَمْ (التحفة ۷۷)

۵۲۰- [إسناده ضعيف جداً] قال البوصيري: 'لهذا إسناده فيه طريف بن شهاب، وقد أجمعوا على ضعفه'.

۵۲۱- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: 'لهذا إسناده فيه رشدين، وهو ضعيف، واختلف عليه مع ضعفه'، ويغني عنه الإجماع، انظر الإجماع لابن المنذر، ص: ۳۳ نص: ۱۲، ۱۱، وغيره.

۱- أبواب الطهارة وسننها

شیر خوار بیچ کے پیشاب کا حکم

۵۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت لہابہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اپنا کپڑا مجھے دیجیے اور خود کوئی اور کپڑا پہن لیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لڑکے کے پیشاب سے تو چھیننے مارے جاتے ہیں اور لڑکی کے پیشاب کی وجہ سے (کپڑا) دھویا جاتا ہے۔“

۵۲۲- حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ قَابُوسَ بْنِ أَبِي الْمُخَارِقِ، عَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ: بَالَ الْمُحْسِنُ بْنُ عَلِيٍّ فِي حِجْرِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعْطِنِي ثَوْبَكَ وَالسِّنُّ ثَوْبًا غَيْرُهُ، فَقَالَ: «إِنَّمَا يُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّكَرِ، وَيُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْأُنْثَى».

☀️ فوائد و مسائل: ① اگر شیر خوار بچہ (جس کا دودھ نہ چھڑایا گیا ہو) کپڑے پر پیشاب کر دے تو کپڑا دھونا ضروری نہیں اور اگر بچی پیشاب کر دے تو کپڑا دھونا چاہیے۔ ② بیچے کے پیشاب کی وجہ سے دھونے کی بجائے چھیننے مارنے کا حکم اس لیے دیا گیا کہ بچی کا پیشاب کپڑے پر ایک جگہ لگتا ہے اسے دھونا آسان ہے جبکہ بیچے کا پیشاب بکھر کر کپڑے کے زیادہ حصے پر یاز دہ کپڑوں پر پڑتا ہے اس لیے اسے دھونے میں مشقت ہے اور چونکہ شیر خوار بیچے کو یہ شعور نہیں ہوتا کہ گود میں پیشاب کرنا ہے یا نہیں اس لیے یہ صورت حال اکثر پیش آ جاتی ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے بندوں پر یہ آسانی فرمادی کہ بیچے کے پیشاب کی وجہ سے کپڑے کو دھونے کا حکم نہیں دیا جس طرح مشقت کی وجہ سے بلی کے جھوٹے کو پاک کر دیا گیا ہے کیونکہ اس سے بچاؤ بہت دشوار ہے، البتہ جب بچہ کھانا کھانے کی عمر کو پہنچتا ہے تو اسے اس قدر شعور حاصل ہو چکا ہوتا ہے کہ وہ پیشاب کی حاجت ہونے پر بتا سکتا ہے لہذا اس وقت اس کے پیشاب سے اجتناب آسانی سے ممکن ہوتا ہے۔

۵۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ کی خدمت میں ایک (شیر خوار) بچہ لایا گیا۔ اس نے آپ ﷺ (کے کپڑوں) پر پیشاب کر دیا۔ آپ نے وہاں پانی چھڑک دیا اور کپڑا دھویا نہیں۔

۵۲۳- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَتَيْتِ النَّبِيَّ ﷺ بِبَصِيْبٍ، فَبَالَ عَلَيْهِ، فَأَتْبَعَهُ الْمَاءَ، وَلَمْ يَغْسِلْهُ.

۵۲۲- [صحیح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب بول الصبي يصب الثوب، ح: ۳۷۵ من حديث أبي الأحوص به، وصححه ابن خزيمة، والحاكم، والذهبي.

۵۲۳- أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله، ح: ۲۸۶ من حديث هشام به.



۱- ابواب الطهارة وسننها

۵۲۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ أُمِّ قَيْسِ بِنْتِ مَحْضَنِ قَالَتْ: دَخَلْتُ بِابْنِ لِي عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ، فَقَالَ عَلَيْهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ، فَرَشَّ عَلَيْهِ.

شیر خوار پینچ کے پیشاب کا حکم
۵۲۳- حضرت ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنا ایک (شیر خوار) بچہ لے کر حاضر ہوئی جو (ابھی) کھانا نہیں کھاتا تھا۔ اس نے آپ ﷺ (کے کپڑوں) پر پیشاب کر دیا تو آپ ﷺ نے پانی منگوا یا اور اس پر چھڑک دیا۔

۵۲۵- حَدَّثَنَا حَوْثَرَةُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَا: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ: أَنَّ أَبَا أَبِي، عَنِ قَتَادَةَ، عَنِ أَبِي حَرْبِ بْنِ أَبِي الْأَسْوَدِ الدَّبَلِيِّ، عَنِ أَبِيهِ، عَنِ عَلِيِّ أَنْ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ، فِي بَوْلِ الرَّضِيعِ: «يُنْضَحُ بَوْلُ الْغَلَامِ، وَيُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِيَةِ».

۵۲۵- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے شیر خوار کے پیشاب کے بارے میں فرمایا: ”لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے اور لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے۔“

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلْمَةَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ مُوسَى بْنِ مَعْقِلٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْمِصْرِيُّ قَالَ: سَأَلْتُ الشَّافِعِيَّ عَنِ حَدِيثِ النَّبِيِّ ﷺ: «يُرْسُ مِنْ بَوْلِ الْغَلَامِ، وَيُغْسَلُ مِنْ بَوْلِ الْجَارِيَةِ» وَالْمَاءُ إِنْ جَمِيعًا وَاجِدٌ، قَالَ: لِأَنَّ بَوْلَ الْغَلَامِ مِنَ الْمَاءِ وَالطَّيْنِ، وَبَوْلَ الْجَارِيَةِ مِنَ اللَّحْمِ وَالْدَّمِ، ثُمَّ قَالَ

ابوالحسن بن سلمہ نے کہا، ہمیں احمد بن موسیٰ نے ان کو ابوالیمان مصری نے بیان کیا کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث نبوی کے متعلق سوال کیا (جس میں یہ حکم ہے کہ) ”لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جائے اور لڑکی کے پیشاب سے کپڑا دھویا جائے۔“ (میں نے پوچھا اس فرق کی کیا وجہ ہے جبکہ) دونوں پیشاب ایک ہی چیز ہیں؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے

۵۲۴- أخرجه البخاري، الروضه، باب بول الصبيان، ح: ۲۲۳، ومسلم، الطهارة، باب حكم بول الطفل الرضيع وكيفية غسله، ح: ۲۸۷ من حديث الزهري به.

۵۲۵- [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب بول الصبي يصيب الثوب، ح: ۳۷۸ من حديث معاذ به، وسنده ضعيف لنعنة قتادة، وحسنه الترمذي، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي، وللحديث شواهد كثيرة جدًا.

۱- أبواب الطهارة وسننها

شیر خوار بیچ کے پیشاب کا حکم

کہ لڑکے کا پیشاب پانی اور مٹی سے ہے اور لڑکی کا پیشاب گوشت اور خون سے ہے۔ پھر کہا سمجھ گئے؟ میں نے کہا: جی نہیں (میں نہیں سمجھا) فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو (انہیں مٹی اور پانی سے پیدا کیا اور) حوا علیہا السلام ان کی چھوٹی پسلی سے پیدا ہوئی۔ گویا لڑکے کا پیشاب پانی اور مٹی سے وجود میں آیا ہے (جس سے آدم علیہ السلام بنے تھے) اور لڑکی کا پیشاب گوشت اور خون سے (جس سے حوا علیہا السلام کی تخلیق ہوئی) اب سمجھ گئے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ انھوں نے فرمایا: اللہ تجھے اس (علم و فہم) سے فائدہ دے۔

لي: فَهَيْمَتْ؟ أَوْ قَالَ: لَقِنْتُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا. قَالَ: إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمَّا خَلَقَ آدَمَ خُلِقَتْ حَوَاءٌ مِنْ ضِلْعِهِ الْقَصِيرِ، فَصَارَ بَوْلُ الْغُلَامِ مِنَ الْمَاءِ وَالطَّيْنِ، وَصَارَ بَوْلُ الْبَجَارِيَةِ مِنَ اللَّحْمِ وَالْدَّمِ، قَالَ، قَالَ لِي: فَهَيْمَتْ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ لِي: نَفَعَكَ اللَّهُ بِهِ.



۵۲۶- حضرت ابو سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نبی ﷺ کا خادم ہوا کرتا تھا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں حضرت حسن یا حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو لایا گیا (وہ اس وقت دودھ پیتے بیچے تھے) انھوں نے نبی ﷺ کے سینہ مبارک پر پیشاب کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دھونا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانی چھڑک دو کیونکہ لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب سے پانی چھڑکا جاتا ہے۔“

۵۲۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُجَاهِدٌ ابْنُ مُوسَى وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالُوا: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا مُجَلُّ بْنُ خَلِيفَةَ: أَخْبَرَنَا أَبُو السَّمْحِ قَالَ: كُنْتُ خَادِمَ النَّبِيِّ ﷺ فَجِيءَ بِالْحَمْسَنِ أَوْ الْحُسَيْنِ، فَبَالَ عَلَى صَدْرِهِ، فَأَرَادُوا أَنْ يَغْسِلُوهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «رُسْتُهُ، فَإِنَّهُ يُغْسَلُ بَوْلُ الْبَجَارِيَةِ، وَيُرْسُ مِنْ بَوْلِ الْغُلَامِ».

۵۲۷- حضرت عمرو بن شعیب ام کرز سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لڑکے کے

۵۲۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَنْفِيُّ: حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ،

۵۲۶- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، أيضًا، ح: ۳۷۶ عن عباس وغيره به، وصححه ابن خزيمة، والحاكم، والذهبي.

۵۲۷- [صحيح] أخرجه أحمد: ۶/ ۴۲۲، ۴۴۰، ۴۶۴ من حديث أبي بكر الحنفي به، قال البوصيري: "هذا إسناده منقطع، وعمرو بن شعيب لم يسمع من أم كرز" والحديث السابق شاهد له.

۱- أبواب الطهارة وسننها

ناپاک زمین سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أُمِّ كُرْزٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «بَوْلُ الْغُلَامِ يُنْضَحُ، وَبَوْلُ الْجَارِيَةِ يُغَسَّلُ».

پیشاب پر پانی چھڑکا جاتا ہے اور لڑکی کا پیشاب دھویا جاتا ہے۔“

🌞 فائدہ: مذکورہ تمام روایات سے واضح ہے کہ شیر خوارگی کے ایام میں لڑکی کے پیشاب سے کپڑے کو دھویا جائے گا اور لڑکے کے پیشاب پر چھینے مار لینے کافی ہوں گے۔

باب: ۷۸ - (المعجم ۷۸) - بَابُ الْأَرْضِ يُصَيَّبُهَا
تو اسے کس طرح دھویا جائے؟

۵۲۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: أَنْبَأَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ أَعْرَابِيٍّ بَالَ فِي الْمَسْجِدِ، فَوَثَبَ إِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تُزْرِمُوهُ»، ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ، فَصَبَّ عَلَيْهِ.

۵۲۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ایک بدو نے مسجد میں پیشاب کر دیا۔ کچھ لوگ (اسے روکنے کے لیے) اس کی طرف بھاگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا پیشاب بند نہ کرو۔“ پھر پانی کا ایک ڈول منگوا لیا اور اس پر بہا دیا۔

۵۲۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ الْمَسْجِدَ، وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ جَالِسٌ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِي وَلِمُحَمَّدٍ، وَلَا تَغْفِرْ لِأَحَدٍ مَعَنَا، فَصَحَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ: «لَقَدْ احْتَظَرْتَ وَاسِعًا» ثُمَّ وَلَّى، حَتَّى إِذَا كَانَ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَسَجَّ بَيُّوْلًا، فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ،

۵۲۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ (مسجد میں) تشریف فرما تھے کہ ایک بدو مسجد میں آیا۔ اس نے کہا: اے اللہ! مجھے اور محمد ﷺ کو بخش دے اور ہمارے ساتھ کسی اور کی بخشش نہ کرنا۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا: ”تو نے ایک وسیع چیز (رحمت الہی) کو محدود کر دیا۔“ پھر وہ (اعرابی) واپس پلٹا۔ ابھی مسجد ہی کے ایک حصے میں تھا کہ (کھڑا ہو کر) پاؤں ایک دوسرے سے دور کر کے پیشاب کرنے لگا۔ اسی اعرابی صحابی (رضی اللہ عنہ) نے دین کی

۵۲۸- أخرجه البخاري، الأدب، باب الرفق في الأمر كله، ح: ۶۰۲۵، ومسلم، الطهارة، باب وجوب غسل البول وغيره من النجاسات... الخ، ح: ۲۸۴ من حديث حماد بن زيد.

۵۲۹- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۵۰۳/۲ من حديث محمد بن عمرو به، وأصله عند البخاري، الأدب، باب رحمة الناس والبهائم، ح: ۶۰۱۰.

۱- أبواب الطهارة وسننها

ناپاک زمین سے متعلق احکام و مسائل

بَعْدَ أَنْ فَهَهُ فَقَامَ إِلَيَّ، بِأَبِي وَأُمِّي، فَلَمْ يُؤْنَبْ وَلَمْ يَسْبَبْ، فَقَالَ: «إِنَّ هَذَا الْمَسْجِدَ لَا يُبَالُ فِيهِ، وَإِنَّمَا بُنِيَ لِذِكْرِ اللَّهِ وَاللَّصَلَةِ». ثُمَّ أَمَرَ بِسَجْلِ مِنْ مَاءٍ، فَأَفْرِغْ عَلَى بَوْلِهِ.

سمجھ آ جانے کے بعد (اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں! آپ اٹھ کر میرے پاس آئے مجھے نہ ڈانٹا نہ برا بھلا کہا! بس یہ فرمایا: ”یہ مسجد ایسی جگہ ہے کہ اس میں پیشاب نہیں کیا جاتا یہ تو اللہ کے ذکر اور نماز کے لیے تعمیر کی گئی ہے۔“ پھر آپ نے پانی کا ڈول طلب فرمایا جو پیشاب پر بہا دیا گیا۔

🌞 نوادہ و مسائل: ① دین سے ناواقف آدمی کی بڑی غلطی بھی برداشت کرنی چاہیے۔ اسے اچھے طریقے سے بتایا جائے کہ یہ کام درست نہیں۔ ② اس سے رسول اللہ ﷺ کی شفقت، بردباری اور حکمت واضح ہوتی ہے کہ آپ نے خود بھی نہیں ڈانٹا، جھڑکا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی منع فرمادیا۔ ③ نبی ﷺ نے اعرابی کو مسجد میں پیشاب کرنے دیا کیونکہ وہ شروع کر چکا تھا۔ اگر اس دوران میں روکا جاتا تو اچانک پیشاب رکنے کی وجہ سے کوئی مرض پیدا ہو سکتا تھا۔ یا وہ خوف زدہ ہو کر بھاگتا تو پیشاب کے قطروں سے مسجد دور تک ناپاک ہو جاتی اور خود اس کا جسم اور لباس بھی آلودہ ہوتا۔ فوراً نہ روکنے کی وجہ سے زمین کا صرف وہی ٹکڑا ناپاک ہو جاوے چکا تھا۔ اور اس کا جسم اور کپڑے بھی ناپاک نہ ہوئے۔ ④ اعرابی نے دعا میں جو غلطی کی تھی نبی ﷺ نے اس کی طرف توجہ مبذول فرمادی، حالانکہ اس غلطی کی وجہ اس کی آپ ﷺ سے محبت و عقیدت تھی۔ ⑤ مسجد کو نجاست اور کوڑے کرکٹ سے محفوظ رکھنا چاہیے۔ ⑥ نماز کے علاوہ بھی مسجد میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرنا چاہیے۔ عین وقت پر مسجد میں آنا اور سلام پھیرتے ہی نکل بھاگنا اچھی عادت نہیں۔ ⑦ کبھی زمین کو پیشاب کی نجاست سے پاک کرنے کے لیے پانی کا ایک ڈول بہا دینا کافی ہے۔ پانی کے ساتھ پیشاب کے باقی ماندہ اثرات بھی زمین میں جذب ہو جائیں گے تو زمین پاک ہو جائے گی زمین کھودنے کی ضرورت نہیں۔ پختہ فرش کو بھی پانی کا ڈول بہا کر پاک کیا جاسکتا ہے۔ جب پانی وہاں سے آگے گزر جائے تو فرش پاک ہو جائے گا۔



۵۳۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْهَدَلِيِّ، قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: وَهُوَ عِنْدَنَا ابْنُ أَبِي حُمَيْدٍ؛ أَنْبَأَنَا أَبُو الْمَلِيحِ الْهَدَلِيُّ، عَنْ وَائِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ: جَاءَ

انہوں نے بیان کیا کہ ایک اعرابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے کہا: اے اللہ! مجھ پر اور محمد ﷺ پر رحمت فرما اور ہم پر نازل ہونے والی اپنی رحمت میں کسی اور کو شریک نہ کرنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”افسوس! تو نے

۵۳۰- [حسن] وقال السندي نقلًا عن البوصيري: "إسناد حديث وائلة بن الأسقع ضعيف لاتفاقهم على ضعف عبيدالله الهذلي..."، وهو متروك الحديث كما في التقريب وغيره، والحديث السابق شاهد له

۱- ابواب الطهارة وسننها
 ناپاک زمین سے متعلق احکام و مسائل
 لا محمد و لا محمد و لا محمد و لا محمد دیکر دیا۔“ صحابہ کہتے ہیں: وہ اعرابی نائلیں
 کھول کر پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا:
 رک رک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسے چھوڑ دو۔“
 پھر پانی کا ایک ڈول منگوا کر اس جگہ بہا دیا۔

أَعْرَابِيٍّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ!
 اِرْحَمْنِي وَمُحَمَّدًا، وَلَا تُشْرِكْ فِي رَحْمَتِكَ
 إِنِّي أَنَا أَحَدًا، فَقَالَ: «لَقَدْ حَظَرْتَ وَإِسْعَاءَ،
 وَيُنْحَكَ! أَوْ وَيْلَكَ!» قَالَ، فَسَجَّ يَبُولُ،
 فَقَالَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ: مَهْ، فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ «دَعُوهُ» ثُمَّ دَعَا بِسَجَلٍ مِنْ
 مَاءٍ فَصَبَّ عَلَيْهِ.

باب ۷۹- زمین کا ایک حصہ دوسرے حصے
 کو پاک کر دیتا ہے

(المعجم ۷۹) - بَابُ الْأَرْضِ يُطَهَّرُ
 بَعْضُهَا بِبَعْضٍ (التحفة ۷۹)

۵۳۱- حضرت ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف کی
 ایک لونڈی سے روایت ہے انھوں نے نبی ﷺ کی زوجہ
 مطہرہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مسئلہ پوچھا اور کہا: میں
 عورت ہوں (قیص کا) دامن لبا رکھتی ہوں (جو چلتے
 وقت زمین سے چھوتا ہے) میرا گزر گندی جگہ سے بھی
 ہوتا ہے (تو کیا میں دامن دھویا کروں؟) ام المؤمنین رضی اللہ
 عنہا نے کہا ”اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”اسے بعد والی
 (پاک) زمین پاک کر دیتی ہے۔“

۵۳۱ - حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا
 مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَارَةَ
 ابْنِ عَمْرٍو بْنِ حَزْمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ
 ابْنِ الْحَارِثِ التَّمِيمِيِّ، عَنْ أُمِّ وَلَدٍ لِإِبْرَاهِيمَ
 ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهَا سَأَلَتْ
 أُمَّ سَلَمَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِنِّي
 امْرَأَةٌ أُطِيلُ ذَيْلِي، فَأَمْسِي فِي الْمَكَانِ
 الْقَدِيرِ، فَقَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
 «يُطَهَّرُهُ مَا بَعْدَهُ».

☀ فائدہ: گندی جگہ سے گزرتے وقت اگر کپڑا سے چھو جاتا ہے یا جوتے سے لگتے ہیں تو اس کی وجہ سے دوسرے
 میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے اگر کوئی نجاست کپڑے یا جوتے کو لگی ہوئی نظر نہیں آ رہی تو سمجھنا چاہیے کہ وہ صاف زمین پر
 چلنے کی وجہ سے خود بخود پاک ہو گیا ہے۔ ہاں اگر کوئی چیز اسے لگی ہے تو پھر یقیناً وہ نجس ہے اسے دھونا ضروری ہے۔

۵۳۲- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا
 ۵۳۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی

۵۳۱- [حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الأذى يصبب الذليل، ح: ۳۸۳ من حديث مالك به * أم ولد
 لإبراهيم اسمها حميدة، وثقها ابن الجارود: (۱۴۲)، والعقبلي بقوله "هذا إسناد صالح جيد" (الضعفاء: ۲/ ۲۵۷).

۵۳۲- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه ابن أبي حبيبة، واسمه إبراهيم بن إسماعيل، متفق على" ❖

۱- أبواب الطهارة وسننها

إِنْرَاهِيمَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الشُّكْرِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي حَبِيبَةَ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ أَبِي سُوَيْبَانَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّا نُرِيدُ الْمَسْجِدَ فَتَطَأُ الطَّرِيقَ النَّجَسَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْأَرْضُ يُطَهَّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا».

جنسی سے مصافحے سے متعلق احکام و مسائل نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم مسجد کی طرف آتے ہیں تو راستے میں ناپاک جگہ پر بھی پاؤں پڑتا ہے (ہم کیا کریں؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "زمین کا ایک قطعہ دوسرے قطعے (سے حاصل ہونے والی نجاست سے جوتے یا قدم) کو پاک کر دیتا ہے۔"

۵۳۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ امْرَأَةٍ مِنْ [بَنِي] عَبْدِ الْأَسْهَلِ، قَالَتْ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَقُلْتُ: إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَ الْمَسْجِدِ طَرِيقًا قَدْرَةً، قَالَ: «قَبْعُدْهَا طَرِيقٌ أَنْظَفُ مِنْهَا؟» قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: «فَهَذِهِ بِهَذِهِ».

۵۳۳- قبیلہ بنو عبد الأشہل کی ایک خاتون (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے مسئلہ پوچھا، میں نے کہا: میرے (گھر) اور مسجد کے درمیان راستہ گندا (اور کوڑے کرکٹ والا) ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کے بعد صاف راستہ بھی ہے؟" میں نے کہا: جی ہاں! فرمایا: "اس سے اس کی تلافی ہو جائے گی۔"

☀️ فوائد و مسائل: ① ناپاک زمین پر چلنے سے اگر پاؤں کو کوئی محسوس نجاست نہ لگی ہو تو اس کے بعد صاف زمین پر چلنے سے پاؤں پاک ہو جاتے ہیں۔ دھونا ضروری نہیں۔ اس کی تائید زمین پر گھسنے والے کپڑے کے مسئلہ سے بھی ہوتی ہے (دیکھیے اس باب کی پہلی حدیث) ② اسلام میں خواہ مخواہ کی سخت پابندیاں نہیں۔ یہ دین اسلام کی خوبی ہے کہ وہ آسائوں کا دین ہے۔ ③ صفائی اور طہارت کا مناسب اہتمام کرنا چاہیے لیکن اس حد تک غلو نہیں کرنا چاہیے کہ انسان و موسوں کا شکار ہو کر رہ جائے۔

(المعجم ۸۰) - **بَابُ مُصَافَحَةِ الْجُنْبِ**
(التحفة ۸۰)

۵۳۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۵۳۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

«ضعفه، والراوي (عنه) مجهول (الحال)».

۵۳۳- [صحیح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الأذى يصيب الذليل، ح: ۳۸۴ من حديث زهير عن عبد الله بن عيسى به.

۵۳۴- أخرجه البخاري، الغسل، باب عرق الجنب وإن المسلم لا ينجس، ح: ۲۸۳، ۲۸۵، ومسلم، الحيض، باب الدليل على أن المسلم لا ينجس، ح: ۳۷۱ عن ابن أبي شيبة وغيره من حديث حميد الطويل به.

جنبی سے مصالحتی سے متعلق احکام و مسائل

مدینہ کی گلیوں میں سے کسی گلی میں ان کی ملاقات نبی ﷺ سے ہوئی اور وہ اس وقت جنبی تھے۔ وہ خاموشی سے چلے گئے۔ نبی ﷺ نے ان کی عدم موجودگی کو محسوس فرمایا۔ جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ابو ہریرہ تم کہاں (چلے گئے) تھے؟“ انھوں نے کہا: اللہ کے رسول! جب آپ مجھ سے ملے تو میں جنبی تھا۔ مجھے اچھا نہ لگا کہ نہائے بغیر آپ کے پاس بیٹھوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن ناپاک نہیں ہوتا۔“

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَلِيَّةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ لَقِيَ النَّبِيَّ ﷺ فِي طَرِيقٍ مِنْ طَرِيقِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ جُنُبٌ، فَاسْتَلَّ، فَفَقَدَهُ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَمَّا جَاءَ، قَالَ: «أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟» قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَقَيْتَنِي وَأَنَا جُنُبٌ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَجَالِسَكَ حَتَّى أَغْتَسِلَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمُؤْمِنُ لَا يَنْجَسُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① ”جنابت“ ایک حکمی نجاست ہے، حسی نہیں، یعنی اس حالت میں انسان پر شرعی طور پر کچھ پابندیاں لگ جاتی ہیں وہ اس طرح ناپاک نہیں ہو جاتا جس طرح ظاہری نجاست لگ جانے سے جسم یا لباس کا وہ حصہ ناپاک ہو جاتا ہے جہاں نجاست لگی ہو۔ ② مومن کا بدن پاک ہوتا ہے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ اس لیے جنبی سے مصافحہ کرنا اس کے پاس بیٹھنا اس کا کھانا پینا سب جائز ہے۔ لیکن جنبی کے لیے کھانے پینے کے لیے وضو کر لینا مناسب ہے بلکہ اسی حالت میں سونا چاہے تب بھی وضو کر لینا افضل ہے تاکہ مکمل طہارت نہیں تو جزوی طہارت ہی حاصل ہو جائے۔ (صحیح البخاری، الغسل، باب نوم الجنب، حدیث: ۳۸۷) ③ بزرگوں کا احترام کرنا چاہیے۔ ④ بزرگوں اور استادوں کو چاہیے کہ اپنے چھوٹوں اور شاگردوں کا خیال رکھیں، ان کے حالات سے ضروری حد تک باخبر رہیں تاکہ حسب ضرورت ان کی مدد اور رہنمائی کر سکیں۔

۵۳۵- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ سے میری ملاقات ہوئی جب کہ میں حالت جنابت میں تھا تو میں آپ ﷺ سے الگ ہو گیا اور غسل کیا، پھر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمھیں کیا ہوا تھا کہ مجھ سے الگ ہو گئے؟“ میں نے کہا: میں جنبی تھا، اللہ کے رسول نے فرمایا: ”یقیناً مسلمان ناپاک نہیں ہوتا۔“

۵۳۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ: أَنْبَأَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، جَمِيعًا، عَنْ وَسْعَرٍ، عَنْ وَاصِلِ الْأَحْدَبِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ، فَلَقَيْتَنِي وَأَنَا جُنُبٌ، فَحَدَّثْتُ عَنْهُ، فَاعْتَسَلْتُ ثُمَّ جِئْتُ، فَقَالَ: «مَا لَكَ؟» قُلْتُ: كُنْتُ جُنُبًا، قَالَ

۵۳۵- أخرجه مسلم، الحیض، باب الدلیل علی أن المسلم لا ینجس، ح: ۳۷۲ من حدیث وکیع بہ.

۱- أبواب الطهارة وسننها

رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ».

(المعجم ۸۱) - بَابُ الْمَنِيِّ يُصِيبُ

النُّؤْبِ (التحفة ۸۱)

۵۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَّارٍ عَنِ النَّؤْبِ يُصِيبُهُ الْمَنِيُّ، أَنْغَسِلُهُ أَوْ نَعْسِلُ النَّؤْبِ كُلَّهُ؟ قَالَ سُلَيْمَانُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصِيبُ نُّؤْبَهُ، فَتَنْغَسِلُهُ مِنْ نُّؤْبِهِ، ثُمَّ يَخْرُجُ فِي نُّؤْبِهِ إِلَى الصَّلَاةِ، وَأَنَا أَرَى أَثَرَ النَّعْسَلِ فِيهِ.

نجاست لگے ہوئے کپڑے سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۸۱- اگر کپڑے کو منی لگ جائے تو

۵۳۶- جناب عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ اگر کپڑے کو منی لگ جائے تو کیا ہم صرف اسی حصے کو دھولیں یا پورا کپڑا دھویں؟ حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ کے کپڑے کو بھی وہ چیز لگ جاتی تھی تو ہم کپڑے کو دھو کر اسے اتار دیتے تھے پھر وہی کپڑا پہن کر نماز پڑھے تشریف لے جاتے اور مجھے کپڑے میں دھونے کا نشان نظر آ رہا ہوتا تھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر کپڑے کے ایک حصے پر نجاست لگ جائے تو پورا کپڑا دھونا ضروری نہیں، صرف اتنا حصہ دھولینا کافی ہے جس سے نجاست دور ہو جائے۔ ② مادہ منویہ اگر گیلیا ہو تو کپڑے کو دھونا چاہیے۔ خشک ہو تو کھرج ڈالنا کافی ہے پھر کپڑے کو رگڑ کر جھاڑ دے۔ ③ یہ دھونا یا کھرچنا نظافت و صفائی کے لیے ہے۔

(المعجم ۸۲) - بَابُ: فِي فَرْكِ الْمَنِيِّ

مِنَ النَّؤْبِ (التحفة ۸۲)

۵۳۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: رَبَّمَا فَرَكَتُهُ

۵۳۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: بعض اوقات میں اس چیز کو رسول اللہ ﷺ کے کپڑے پر سے خود اپنے ہاتھ سے کھرچتی تھی۔

۵۳۶- أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل المنى وفركه وغسل ما يصيب من المرأة، ح: ۲۲۹-۲۳۲، ومسلم، الطهارة، باب حكم المنى، ح: ۲۸۹ من حديث عمرو بن ميمون به.
۵۳۷- أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم المنى، ح: ۲۸۸ من حديث الأعمش به باختلاف يسير.

۱- **أبواب الطهارة وسننها** ————— نجاست لگے ہوئے کپڑے سے متعلق احکام و مسائل
بنِ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَبْدِي .

🌞 **فائدہ:** اس سے معلوم ہوا کہ مٹی کو ناخن وغیرہ کے ساتھ کپڑے سے اتار دینا کافی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں اس کے بعض اجزا کپڑے میں رہ جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود کپڑا پاک صاف ہی قرار دیا جائے گا، دھونا ضروری نہیں۔

۵۳۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ
عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ
لَأَعْمَشٍ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ هَمَّامِ بْنِ
لُحَارِثٍ قَالَ: نَزَلَ بِعَائِشَةَ صَنِيفٌ، فَأَمَرَتْ
هُ بِمَلْحَفَةٍ لَهَا صَفْرَاءٌ، فَأَخْتَلَمَ فِيهَا،
نَاسْتَحْيِي أَنْ يُرْسَلَ بِهَا، وَفِيهَا أَنْزَلَ الْإِحْتِلَامَ،
نَعَمَسَهَا فِي الْمَاءِ، ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا، فَقَالَتْ
عَائِشَةُ: لِمَ أَفْسَدْتَ عَلَيْنَا ثَوْبَنَا؟ إِنَّمَا كَانَ
بُخْفِيهِ أَنْ يَفْرُكَهُ بِأَصْبَعِهِ، رَبَّمَا فَرَكْتُهُ مِنْ
ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِأَصْبَعِي .

۵۳۸- حضرت ہمام بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک مہمان آ گیا۔ انھوں نے (رات کو سونے کے لیے) اسے ایک زرد لحاف دلوادیا۔ اسے احتلام ہو گیا۔ (صبح کے وقت) اسے اس بات سے شرم محسوس ہوئی کہ وہ کپڑا اس حال میں (ام المومنین کے پاس) بھیجے کہ اس میں احتلام کا نشان ہو۔ اس نے لحاف پانی میں ڈبو کر (گیلا کر کے) بھیج دیا (تاکہ سارا لحاف گیلا ہونے کی وجہ سے وہ نشان نظر نہ آئے۔ صرف متاثرہ حصہ دھونے پر اکتفا نہ کیا۔) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اس نے ہمارا کپڑا کیوں خراب کر دیا؟ (اب یہ اتنا موٹا کپڑا کب خشک ہوگا؟) اگر وہ اسے انگلی سے کھرچ ڈالتا تو کافی ہوتا۔ میں بھی بعض اوقات رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے یہ چیز اپنی انگلی سے کھرچ دیا کرتی تھی۔

۵۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنِ مُغِيرَةَ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ،
عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي
أَجِدُهُ فِي ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَخْتَلَمْتُ عَنْهُ .

۵۳۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: بعض اوقات مجھے رسول اللہ ﷺ کے کپڑے پر وہ چیز نظر آتی تو میں اسے کھرچ کر اتار دیتی تھی۔

۵۳۸- [صحیح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في المنى يصيب الثوب، ح: ۱۱۶ من حديث أبي معاوية، وقال: "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ"، وانظر الحديث السابق فإنه شاهد له .
۵۳۹- أخرجه مسلم، الطهارة، باب حكم المنى، ح: ۲۸۸ عن ابن أبي شيبة به مختصراً .

۱- ابواب الطهارة وسننها از دواہی عمل والے لباس سے متعلق احکام و مسائل

☀️ **فائدہ:** یہ حکم اس صورت میں ہے جب مادہ منویہ اس قدر گاڑھا ہو کہ خشک ہو کر رگڑنے سے اتر جائے۔ اگر رقیق ہو تو وہ کپڑے میں سرایت کر جاتا ہے اور نشان ڈال دیتا ہے۔ تب وہ رگڑنے سے صاف نہیں ہوتا۔ اس صورت میں مناسب ہے کہ کپڑے کا وہ حصہ دھویا جائے تاکہ صفائی حاصل ہو جائے۔

(المعجم ۸۳) - **بَابُ الصَّلَاةِ فِي الثُّوبِ** باب: ۸۳- ہم بستری کے وقت جو کپڑا پہنا ہوا ہو اسی کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے
الَّذِي يُجَامِعُ فِيهِ (التحفة ۸۳)

۵۴۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ بَنَاتَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ مَعَاوِيَةَ بْنِ حَدِيَجٍ، عَنْ مَعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ أَنَّهُ سَأَلَ أُخْتَهُ أُمَّ حَبِيبَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي فِي الثُّوبِ الَّذِي يُجَامِعُ فِيهِ؟ قَالَتْ: نَعَمْ، إِذَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ أَدَى.

۵۴۰- حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی بہن سے یعنی نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: کیا رسول اللہ ﷺ اس کپڑے میں نماز پڑھ لیتے تھے جس میں صحبت کی ہوتی؟ انھوں نے کہا: ہاں! اگر اس میں ناپاک کا اثر نہ ہوتا۔

☀️ **فوائد و مسائل:** ① اس سے معلوم ہوا کہ از دواہی عمل کے لیے الگ لباس رکھنا ضروری نہیں۔ ② جنابت کی وجہ سے وہ لباس ناپاک نہیں ہو جاتا جو صفائی عمل کے دوران میں جسم پر ہو۔ ہاں اگر کپڑے پر کچھ لگ جائے تو وہاں سے کپڑا دھو کر نماز پڑھ لے، ورنہ دھونے کی بھی ضرورت نہیں۔

۵۴۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْرَقِيُّ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ يَحْيَى الْحُسَيْنِيُّ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ مَاءً، فَصَلَّى بِنَا فِي ثُوبٍ وَاحِدٍ، مَتَوَشِّحًا بِهِ، فَدَخَلْنَا بَيْنَ طَرَفَيْهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ

۵۴۱- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ (گھر سے) باہر تشریف لائے اور آپ کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ آپ نے ایک ہی کپڑا زیب تن کر کے ہمیں نماز پڑھائی جب کہ آپ نے اس کے دونوں کنارے مخالف سمتوں میں ڈال رکھے تھے۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!

۵۴۰- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الصلاة في الثوب الذي يصب أهله فيه، ح: ۳۶۶ من حديث الليث به، وله طرق كثيرة عند ابن خزيمة، وابن حبان وغيرهما، وانظر، ح: ۶۳۸.

۵۴۱- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه الحسن بن يحيى، اتفق الجمهور على ضعفه".

۱- أبواب الطهارة و سننها
عَمْرُ بْنُ الْحَطَّابِ : يَا رَسُولَ اللَّهِ! تَصَلِّي بِنَا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ؟ قَالَ : «نَعَمْ . أَصَلِّي فِيهِ ، وَفِيهِ» أَي قَدْ جَامَعْتُ فِيهِ .

موزوں سے متعلق احکام و مسائل

آپ ہمیں ایک کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھادیتے ہیں؟ فرمایا: ”ہاں میں اس کو پہن کر نماز پڑھ لیتا ہوں اگرچہ اسے پہن کر مباشرت بھی کی ہو۔“

نوائد و مسائل: ① اگر کپڑا بڑا ہو اور اسے اوڑھ کر جسم کے اکثر حصے چھپ جائیں تو نماز کے لیے کافی ہے، یعنی یہ ضروری نہیں کہ نماز پڑھتے وقت دو یا تین کپڑے پہنے ہوئے ہوں۔ ② امام ہو یا مقتدی سر ڈھانپ کر نماز ادا کرنا ضروری نہیں۔ گو مستقل طور پر ننگے سر رہنا مستحسن طریقہ نہیں۔ ③ یہ حکم مرد کے لیے ہے۔ عورت کے لیے ضروری ہے کہ اس کے سر پر اوڑھنی بھی ہو یعنی اگر عورت لمبی قمیص پہن لے جس سے اس کے پاؤں چھپ جائیں اور سر پر کپڑا لے لے تو صرف دو کپڑوں میں اس کی نماز درست ہو جائے گی۔ ④ ہمارے فاضل محقق نے اسے سنذاً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ یہ روایت معنا اور متنا صحیح ہے جیسا کہ گزشتہ روایت میں ہے۔ غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحت قرار دیا ہے۔

۵۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى :
حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ الزَّمَّيُّ ؛ ح :
وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَانَ بْنِ حَكِيمٍ :
حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الرَّقِّيُّ قَالَ :
حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ
ابْنِ عُمَيْرٍ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمْرَةَ قَالَ : سَأَلَ
رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ : يُصَلِّي فِي الثَّوْبِ الَّذِي
يَأْتِي فِيهِ أَهْلُهُ؟ قَالَ : «نَعَمْ . إِلَّا أَنْ يَرَى
فِيهِ شَيْئًا ، فَيَغْسِلَهُ» .

۵۴۲- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی ﷺ سے سوال کیا: کسی نے بیوی کے پاس جاتے وقت جو کپڑا پہن رکھا ہو کیا وہی پہن کر نماز پڑھ سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں“ اگر اس میں کوئی چیز نظر آئے (جو دھونے کے لائق ہو) تو اسے دھو لے۔“

باب: ۸۴- موزوں پر مسح کرنا

(المعجم ۸۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ (التحفة ۸۴)

۵۴۳- حضرت ہمام بن حارث سے روایت ہے حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا

۵۴۲- [صحیح] أخرجه أحمد: ۸۹/۵ من حديث عبدا لله به، وقال البوصيري: "هذا إسناد صحيح، رجاله ثقات"، وصححه ابن حبان، ح: ۲۳۶، وأعله أحمد، وأبو حاتم بعله غير قاذحة.

۵۴۳- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في الخفاف، ح: ۳۸۷، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ۲۷۲ من حديث الأعمش به

۱- ابواب الطہارۃ وسننہا

موزوں سے متعلق احکام و مسائل

انہوں نے کہا: حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا۔ اس کے بعد وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔ انھیں کہا گیا: آپ بھی یہ کام کرتے ہیں؟ فرمایا: مجھے کیا رکاوٹ ہے؟ (میں کیوں نہ کروں؟) جب کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔

وَكَيْعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: بَالَ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ فَقِيلَ لَهُ: أَنْتَ فَعَلْتَ هَذَا؟ قَالَ: وَمَا يَمْنَعُنِي؟ وَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ.

ابراہیم نے کہا: لوگوں کو حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث بہت پسند آئی کیونکہ وہ سورہ مائدہ کے نازل ہونے کے بعد اسلام لائے تھے۔

قَالَ إِبْرَاهِيمُ: كَانَ يُعْجِبُهُمْ حَدِيثُ جَرِيرٍ، لِأَنَّ إِسْلَامَهُ كَانَ بَعْدَ نَزُولِ الْمَائِدَةِ.

☀️ فوائد و مسائل: ① یہاں سورہ مائدہ کی طرف جو اشارہ کیا گیا ہے اس سے مراد سورہ مائدہ کی آیت نمبر ۶ ہے جس میں وضو کا طریقہ بیان کرتے ہوئے پاؤں دھونے کا حکم دیا گیا ہے۔ ② اگر حضرت جریر رضی اللہ عنہ سورہ مائدہ کے نازل ہونے سے پہلے مسلمان ہوئے ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موزوں پر مسح کرنا بیان فرماتے تو یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ مسح کا حکم مذکورہ بالا آیت سے منسوخ ہو گیا۔ لیکن حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا تو ثابت ہوا کہ یہ حکم منسوخ نہیں ہوا۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ ۱۰۰ھ میں اسلام لائے تھے۔ ③ موزوں پر مسح کرنے کی روایات ۸۰ صحابہ سے مروی ہیں جن میں حضرت عشرہ مبشرہ بھی شامل ہیں۔ ④ موزوں پر مسح کو منسوخ قرار دینے والی روایات اور قصے ناقابل اعتبار اور ناقابل احتجاج ہیں۔ دیکھیے: (حاشیہ وحیدالرحمان خان حدیث: ۵۴۳)



۵۴۴- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

۵۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نَمِيرٍ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ؛ ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ الْوَلِيدُ بْنُ شُجَاعِ بْنِ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا أَبِي، وَأَبْنُ عَيْشَةَ، وَأَبْنُ أَبِي زَائِدَةَ، جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حَدِيثِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَيْهِ.

۱- ابواب الطهارة وسننها

موزوں سے متعلق احکام و مسائل

۵۴۵- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ ایک برتن میں پانی لے کر آپ کے ساتھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے قضائے حاجت سے فارغ ہو کر وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

۵۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ بَنَّا اللَّيْثُ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ الْمُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ، فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيرَةُ بِإِدَاوَةٍ فِيهَا مَاءٌ، حَتَّى فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ، فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَيْنِ.

🌟 فوائد و مسائل: ① یہ غزوہ تبوک کا واقعہ ہے جیسا کہ موطأ: (۱/۱۱۱ حدیث: ۷۵) میں اس کی وضاحت ہے۔
② رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے اتنی دور جاتے تھے کہ کوئی نہ دیکھے: (سنن ابن ماجہ حدیث: ۳۲۶۳۳۱)
جب کوئی صحابی پانی لے کر ساتھ جاتا تھا تو وہ بھی ایک مقام پر رک جاتا تھا اس کے بعد آپ ﷺ اکیلے پانی لے کر کسی آڑ میں یا ساتھی سے کافی دور تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ایسے ہی ہوا جیسے کہ سنن ابن ماجہ حدیث: ۳۸۹ سے معلوم ہوتا ہے۔

۵۴۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا تو فرمایا: کیا آپ لوگ اس طرح کرتے ہیں (مسح کر لیتے ہیں پاؤں نہیں دھوتے؟) اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس دونوں کی باہم ملاقات ہو گئی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرے بھتیجے (ابن عمر رضی اللہ عنہما) کو موزوں پر مسح کا مسئلہ بتا دیجیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے اور موزوں پر مسح کر لیا کرتے تھے اس میں

۵۴۶- حَدَّثَنَا عُمَرَانُ بْنُ مُوسَى اللَّيْثِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ رَأَى سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَيْنِ، فَقَالَ: إِنَّكُمْ لَتَفْعَلُونَ ذَلِكَ؟ فَاجْتَمَعَا عِنْدَ عُمَرَ، فَقَالَ سَعْدُ لِعُمَرَ: أَفَتِ ابْنُ أَخِي فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ. فَقَالَ عُمَرُ: كُنَّا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نَمْسَحُ عَلَى

۵۴۵- أخرجه البخاري، الوضوء، باب إذا أدخل رجله وهما طاهرتان، ح: ۲۰۶، ومسلم، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ۲۷۴ من حديث الليث به، ورواه مسلم عن محمد بن ربح وغيره به.

۵۴۶- [صحيح] أخرجه البزار في البحر الزخار: ۱/ ۲۴۸، ح: ۱۳۸ عن عمران بن موسى به، وصححه ابن خزيمة: ۱/ ۹۳، ح: ۱۸۴ * سعيد تابعه معمر عند أحمد: ۱/ ۳۵ وغيره، وللحديث شواهد كثيرة

خَفَانَا، لَا نَرَى بِذَلِكَ بَأْسًا، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَإِنْ جَاءَ مِنَ الْعَائِطِ؟ قَالَ: نَعَمْ. اگرچہ کوئی قضاے حاجت سے فارغ ہو کر آیا ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں (تب بھی مسح کر لیتے تھے۔)

☀️ فوائد و مسائل: ① ایک عالم شخص بھی بعض اوقات کسی مسئلہ سے ناواقف ہو سکتا ہے اس سے اس کی شان میں فرق نہیں آتا، اس لیے علمائے کرام کہا کرتے ہیں: [مَنْ حَفِظَ حُجَّةَ عَلِيٍّ مَنْ لَمْ يَحْفَظْ] ”جیسے ایک مسئلہ یا حدیث یاد ہے وہ حجت ہے اس شخص پر جسے یاد نہیں۔“ ② اختلاف کے موقع پر اپنے سے بڑے عالم سے مسئلہ معلوم کر لینا چاہیے۔ ③ عالم کو چاہیے کہ مسئلہ دلیل کے ساتھ بیان کر دے تاکہ سائل کو اطمینان ہو جائے جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دلیل دی کہ یہ عمل ہم نے نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں آپ کے سامنے کیا ہے اور آپ نے منع نہیں فرمایا لہذا یہ جائز اور درست ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کوئی کام کیا جائے اور آپ منع نہ کریں تو اس سے جواز ثابت ہوتا ہے۔ ایسی حدیث کو ”تقریری حدیث“ کہتے ہیں۔ نبی ﷺ کے علاوہ کسی اور کی خاموشی دلیل نہیں بن سکتی کیونکہ ممکن ہے وہ شخص اس کے جوازیہ کراہت کا قائل ہو یا خاموشی کی وجہ کوئی اور ہو۔

٥٤٧- حَدَّثَنَا أَبُو مُضَعَبٍ الْمَدَنِيُّ: حضرت سہل ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر مسح کیا اور ہمیں بھی موزوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُهَيْبِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ سَهْلٍ السَّاعِدِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَيْنِ، وَأَمَرَنَا بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ.

٥٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الطَّنَائِيسِيِّ: انہوں نے فرمایا: میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کچھ پانی ہے؟“ پھر آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔ پھر لشکر سے آئے اور انھیں نماز پڑھائی۔

حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ الْمُثَنَّى، عَنْ عَطَاءِ الْخُرَّاسَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَقَالَ:

٥٤٧- [إسناده ضعيف] أخرجه الطبراني في الكبير: ٦/١٢٥، ح: ٥٧٢٣ من حديث أبي مصعب به، وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، عبدالمهيمن ضعفه الجمهور".

٥٤٨- [إسناده ضعيف] قال في الزوائد: "هذا إسناده ضعيف منقطع، قال أبو زرعة: عطاء الخراساني لم يسمع من أنس، وقال العقيلي: عمر بن المثنى حديثه غير محفوظ".



موزوں سے متعلق احکام و مسائل

۱- ابواب الطهارة و سننها

«هَلْ مِنْ مَاءٍ؟» فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، ثُمَّ لَحَقَ بِالْجَيْشِ، فَأَمَّهُمْ.

۵۴۹- حضرت ابن بريدة اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نجاشی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دوسادہ سیاہ موزے تحفہ کے طور پر ارسال کیے۔ آپ نے انہیں پہنا پھر وضو کیا اور ان پر مسح کیا۔

۵۴۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا ذَلْهَمُ بْنُ صَالِحِ الْكِنْدِيِّ، عَنْ حُجْبِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْكِنْدِيِّ، عَنْ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدَى لِلنَّبِيِّ ﷺ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَادَجَيْنِ، فَلَبَسَهُمَا، ثُمَّ [تَوَضَّأَ] وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

☀️ فائدہ: سابقہ تین روایات سناضعیف ہیں جبکہ مسئلہ یعنی موزوں پر مسح کرنا صحیح ہے اور صحیحین کی روایات سے ثابت ہے۔

(المعجم ۸۵) - بَابُ: فِي مَسْحِ أَعْلَى الْخُفِّ وَأَسْفَلِهِ (التحفة ۸۵)

باب: ۸۵- موزوں پر اوپر نیچے (دونوں طرف) مسح کرنا

۵۵۰- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزے کے اوپر بھی مسح کیا اور نیچے بھی۔

۵۵۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيَوَةَ، عَنْ وَرَّادٍ، كَاتِبِ الْمُعْبِرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ، عَنْ الْمُعْبِرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَسَحَ أَعْلَى الْخُفِّ وَأَسْفَلَهُ.

☀️ فائدہ: یہ روایت ضعیف ہے اس لیے اس سے مسئلہ الباب کا اثبات نہیں ہوتا بلکہ مسئلہ یہی ہے کہ مسح صرف موزوں کے اوپر والے حصے پر ہوگا۔

۵۵۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى ۵۵۱- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں

۵۴۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب المسح على الخفين، ح: ۱۵۵ وغيره * ذلهم ضعيف.
۵۵۰- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب كيف المسح، ح: ۱۶۵ من حديث الوليد به، والترمذي، ح: ۹۷، وفيه علة الانقطاع، وتدليس الوليد بن مسلم.
۵۵۱- [إسناده ضعيف] * بقية مدلس وعنن، وشيخه ضعيف أو مجهول، راجع التقريب وغيره، وانظر، ح: ۷۱۲.

۱- ابواب الطهارة وسننها

موزوں سے متعلق احکام و مسائل

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو وضو کر رہا تھا اور (پاؤں دھونے کے بجائے پاؤں میں پینے ہوئے) موزے دھورہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے (اسے متوجہ کرنے کے لیے) ہاتھ سے اسے ہلکا سا) دھکیلا اور فرمایا: ”مجھے مسح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔“ اور (اس کی وضاحت کرتے ہوئے) اپنے ہاتھوں کو (پاؤں کی) انگلیوں سے شروع کر کے پینڈلی کے شروع تک لے گئے اور انگلیوں سے (گوپا) خط پھینچے۔

الْحَمِصِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةٌ، عَنْ حَرِيرِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي مُنْذِرٌ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُكْدِرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِرَجُلٍ يَتَوَضَّأُ وَيَغْسِلُ خُفَيْهِ، فَقَالَ بِيَدِهِ، كَأَنَّهُ دَفَعَهُ: «إِنَّمَا أُمِرْتُ بِالْمَسْحِ». وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِيَدِهِ هَكَذَا: مِنْ أَطْرَافِ الْأَصَابِعِ إِلَى أَصْلِ السَّاقِ، وَخَطَّطَ بِالْأَصَابِعِ.

باب: ۸۶- مقیم اور مسافر کے لیے موزوں پر مسح کی مدت

(المعجم ۸۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ لِلْمَقِيمِ وَالْمُسَافِرِ (التحفة ۸۶)

۵۵۲- حضرت شرح بن ہانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے موزوں پر مسح کا مسئلہ پوچھا تو انھوں نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ کیونکہ انھیں یہ مسئلہ مجھ سے زیادہ معلوم ہے۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے مسح کے بارے میں دریافت کیا۔ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں مسح کا حکم دیا کرتے تھے۔ مقیم کے لیے ایک دن رات اور مسافر کے لیے تین دن۔

۵۵۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مَخْيِرَةَ، عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيٍّ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَيْنِ، فَقَالَتْ: ائْتِ عَلِيًّا فَسَلْهُ، فَإِنَّهُ أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنِّي، فَأَتَيْتُ عَلِيًّا فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْمَسْحِ فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نَمْسَحَ، لِلْمَقِيمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَلِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

🌞 نوادہ و مسائل: ۱) اس سے معلوم ہوا کہ موزوں پر مسح کی مدت مقرر ہے اور یہ مدت مسافر کے لیے مقیم سے زیادہ ہے۔ ۲) اگر مسافر موزے نہ اتارے تو تین دن رات اور مقیم ایک دن رات تک وضو میں پاؤں دھونے کے بجائے صرف مسح پر اکتفا کر سکتا ہے۔ موزے اتارنے کی صورت میں پاؤں دھونا ضروری ہیں۔ ۳) مسح کی ابتدا حدث کے بعد پہلے مسح سے شام کی جائے گی۔ ۴) سال کو اپنے بڑے عالم کے پاس جانے کو کہنا 'علم چھپانے میں شامل نہیں بلکہ

۵۵۲- أخرجه مسلم، الطهارة، باب التوقيت في المسح على الخفين، ح: ۲۷۶ من حديث الحكم به.



۱- أبواب الطهارة وستنها

حقیقت کا اظہار اور دوسرے کے علم و فضل کا اعتراف ہے جس سے تواضع کا اظہار ہوتا ہے۔

۵۵۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا شَفِيَانُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثًا، وَلَوْ مَضَى السَّائِلُ عَلَيَّ مَسْأَلَتِهِ لَجَعَلَهَا حَمْسًا.

۵۵۳- حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لیے تین دن کی مدت مقرر فرمائی ہے۔ لیکن اگر سائل مزید مدت کے لیے اجازت مانگتا تو آپ ﷺ پانچ دن کی بھی اجازت دے دیتے۔

۵۵۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ كَهَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيَّ، يُحَدِّثُ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «ثَلَاثَةٌ أَيَّامٌ أَحْسِبُهُ قَالَ: «وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمَسَافِرِ فِي الْمَسْحِ عَلَيَّ الْخُفَيْنِ».

۵۵۴- حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسافر کے لیے موزوں طرح کی مدت تین دن ہے۔" غالباً یہ بھی فرمایا: "اور تین رات۔"

۵۵۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي خَنْعَمٍ الْيَمَامِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ﷺ مَا الطُّهُورُ عَلَيَّ

۵۵۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے صحابہ کرام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! موزے پہن کر وضو کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "مسافر کے لیے تین دن رات اور تین رات کے لیے ایک دن رات (مسح کرنا درست ہے۔)"

۵۵۳- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب التوقيت في المسح، ح: ۱۵۷ من حديث إبراهيم التيمي، به، وصححه الترمذي، ح: ۹۵، وابن معين، وابن حبان.

۵۵۴- [إسناده صحيح] انظر الحديث السابق.

۵۵۵- [إسناده ضعيف] * عمر بن عبد الله ضعيف كما في التقريب وغيره، والحديث الآتي يعني عنه.

۱- ابواب الطهارة وسننها

موزوں سے متعلق احکام و مسائل

الْخَفَيْنِ؟ قَالَ: «لِلْمَسَافِرِ ثَلَاثَةٌ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ، وَلِلْمُقِيمِ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ».

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت سداضعیف ہے لیکن معاصح سے یعنی مسلد درست ہے جیسا کہ آئندہ آنے والی حدیث میں مذکور ہے غالباً اسی وجہ سے شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

۵۵۶- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسافر کو اجازت دی کہ جب وہ وضو کر کے موزے پہنے پھر نیا وضو کرے تو تین دن رات تک مسح کرے اور مقیم کے لیے ایک دن رات (مسح کرنے کی اجازت دی)۔

۵۵۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَيَشْرُبُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُهَاجِرُ أَبُو مَخْلَدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ رَخَّصَ لِلْمَسَافِرِ، إِذَا تَوَضَّأَ وَلَيْسَ خُفَّيْهِ ثُمَّ أَحَدَثَ وَضُوءًا، أَنْ يُمَسَّحَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ، وَلِلْمُقِيمِ، يَوْمًا وَلَيْلَةً.

باب: ۸۷- غیر معینہ مدت کے لیے مسح کرنا

(المعجم ۸۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ بِغَيْرِ تَوْقِيتٍ (التحفة ۸۷)

۵۵۷- حضرت ابی بن عمارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور یہ وہ صحابی ہیں جن کے گھر میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے (قبلہ تبدیل ہونے کا حکم نازل ہونے سے پہلے اسلام لائے تھے)۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: کیا میں موزوں پر مسح کر لیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں۔“ انھوں نے کہا: ایک دن؟ (پھر) کہا: دو دن؟ (پھر) کہا: تین دن؟ حتیٰ کہ سات دن تک جا چنچے۔ نبی

۵۵۷ - حَدَّثَنَا حَزْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيَّانِ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَنَّ أَبَانَ يَحْيَى بْنَ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ رَزِينٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ قَطَنِ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيْبٍ، عَنْ أَبِي بِنِ عَمَارَةَ، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَدْ صَلَّى فِي بَيْتِهِ الْقِبْلَتَيْنِ كِلَيْتَيْهِمَا، أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَمْسَحْ

۵۵۶- [إسناده حسن] أخرجه أبو يعلى (كما في تهذيب الكمال: ۵۸۲/۲۸ ترجمة مهاجر) عن محمد بن بشار بنادر، به، وزاد: "وكان أبو بكر لا يمسح على الخفين" * المهاجر حسن الحديث على الراجح، وباقي السند صحيح.

۵۵۷- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب التوقيت في المسح، ح: ۱۵۸ من حديث يحيى بن أيوب، به، وقال ابن معين أحد رواه: "إسناده مظلم"، وقال النووي: "هو حديث ضعيف باتفاق أهل الحديث".



۱- ابواب الطهارة وسنها

موزوں سے متعلق احکام و مسائل

عَلَى الْخَفَيْنِ؟ قَالَ: «نَعَمْ». قَالَ: يَوْمًا؟
قَالَ: «وَيَوْمَيْنِ» قَالَ: وَثَلَاثًا؟ حَتَّى بَلَغَ
سَبْعًا. قَالَ لَهُ: «وَمَا بَدَأَكَ».

☀️ فائدہ: یہ روایت تو سنداُ ضعیف ہے تاہم اگلے ایک اثر صحابہ میں یہ وقت ضرورت تین دن سے زیادہ مسح کرنے کا جواز ملتا ہے۔

۵۵۸- حضرت عقبہ بن عامر جعفی رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ وہ مصر سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس (مدینہ منورہ) آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم نے کتنی مدت سے موزے نہیں اتارے؟ انھوں نے کہا: جمعہ سے جمعہ تک (ہفتہ بھر)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے سنت کے مطابق عمل کیا۔

۵۵۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ
السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا حَيَّوَةُ
ابْنُ شُرَيْحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنِ
الْحَكَمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْبَلْبُوِيِّ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ
رَبَاحِ اللَّخْمِيِّ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ
الْجُهَنِيِّ، أَنَّهُ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
مِنْ مِصْرَ، فَقَالَ: مُنذُكُمْ لَمْ تَنْزِعْ خُفَيْكَ؟
قَالَ: مِنَ الْجُمُعَةِ إِلَى الْجُمُعَةِ، قَالَ:
أَصَبْتَ السَّنَةَ.

☀️ فوائد و مسائل: ① یہ اثر صحیح ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کی توثیق کی ہے اور اپنے ایک سفر کا بھی ذکر کیا ہے جس میں ان کو بھی اس مسئلے پر بہ امر مجبوری عمل کرنا پڑا تھا، تاہم یہ اثر سابقہ باب کی احادیث سے بظاہر متعارض نظر آتا ہے لیکن اہل علم نے ان کے درمیان اس طرح تطبیق دی ہے کہ جن احادیث میں موزوں پر مسح کی مدت مقرر کی گئی ہے ان پر عمل اس وقت ہوگا جب مسافر کے لیے تین دن رات کے بعد موزوں کو اتارنے میں مشقت و تکلیف نہ ہو البتہ سفر طویل ہو اور قافلے کے چھوٹ جانے کا خطرہ ہو یا موزوں کو اتارنا مشقت و کلفت کا باعث ہو تو پھر موزوں پر مسح کرنا غیر معینہ مدت کے لیے ہوگا جیسا کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے [أَصَبْتَ السَّنَةَ] ”تم نے سنت نبوی کو پایا۔“ کہہ کر ان کی تحسین فرمائی۔ واللہ اعلم۔ ② حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ دمشق سے مدینہ منورہ فتح و مشق کی خوشخبری لے کر آئے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: سلسلة الأحاديث الصحيحة: (۲۶۹/۶ حدیث: ۲۶۲۲)

☀️ ملحوظ: سنن ابوداؤد کے فوائد میں حضرت ابی بن عمارہ کی حدیث کے تحت اس کے ضعف کی تو صراحت ہے لیکن

۵۵۸- [إسناده حسن] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: (۱۰۷/۷) من ترجمة البلوي) من حديث أبي عاصم به.

۱- ابواب الطهارة وسننها

جراہوں اور جوتوں پر مسح سے متعلق احکام و مسائل

حضرت عقبہ بن عامر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا یہ واقعہ اس میں بیان نہیں ہو سکا جس کی رو سے بد وقت ضرورت تین دن سے زیادہ مسح کرنے کا جواز ہے۔

(المعجم ۸۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ
(التحفة ۸۸)

باب: ۸۸- جراہوں اور جوتوں پر مسح کرنا

۵۵۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ الْأَوْدِيِّ، عَنِ الْهَزَلِيِّ بْنِ شُرْحَبِيلٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ.

۵۵۹- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور جراہوں اور جوتوں پر مسح کیا۔



☀️ نو آمد و مسائل: ① امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر علماء نے اس حدیث کو معلول قرار دیا ہے لیکن امام ترمذی رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر علماء نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تنقید کرنے والے علماء نے فرمایا ہے کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے موزوں پر مسح کرنے کی روایت صحیح ہے۔ مصر کے مشہور عالم الشیخ احمد محمد شاہ نے فرمایا ہے کہ یہ تنقید درست نہیں کیونکہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے ان کے شاگردوں نے ان کی مختلف احادیث روایت کی ہیں۔ کسی نے موزوں پر مسح کی حدیث روایت کی کسی نے عامہ پر مسح کی اور کسی نے جراہوں پر مسح کی۔ یہ سب احادیث صحیح ہیں۔ انھیں ایک دوسرے کے خلاف قرار دے کر بعض کوراوی کی غلطی قرار دینا درست نہیں۔ (جامع الترمذی؛ الطهارة؛ باب ماجاء في المسح على الجوربين والنعلين؛ حدیث: ۹۹؛ حاشیہ از احمد محمد شاہ) ② امام ابو داؤد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت علی بن ابوطالب، عبداللہ بن مسعود، براء بن عازب، انس بن مالک، ابوامامہ، سہل بن سعد، عمرو بن حریث رضی اللہ عنہم جراہوں پر مسح کرتے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ (سنن ابو داؤد؛ الطهارة؛ باب المسح على الجوربين والنعلين؛ حدیث: ۹۹؛ حاشیہ از احمد محمد شاہ) ③ امام دولابی نے ”الکافی والاسماء“ (۸۸/۱) میں سنہ کے ساتھ حضرت ازرق بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انھیں وضو کی ضرورت پیش آئی تو انھوں نے چہرہ اور بازو دھوئے اور ان کی جراہوں پر مسح کیا۔ میں نے کہا: کیا آپ ان پر مسح کرتے ہیں؟ انھوں نے فرمایا: یہ بھی موزے ہیں لیکن اون کے بنے ہوئے ہیں۔ حضرت انس بن

۵۵۹- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب المسح على الجوربين، ح: ۱۵۹، من حدیث وکیع به، وصححه الترمذی، ح: ۹۹، قلت: سفیان الثوري، تقدم حاله في التندليس، ح: ۱۶۲، ولم أجد تصريح سماعه، وللحدیث شواهد كثيرة، ولكنها ضعيفة، وإجماع الصحابة يعني عنه.

۱- ابواب الطهارة و سنتها پگڑی پر مسح کرنے سے متعلق احکام و مسائل

مالک رحمۃ اللہ علیہ نے واضح کیا ہے کہ جرابوں پر ”خف“ (موزے) کے لفظ کا اطلاق ہوتا ہے، یعنی ان کے فرمان کے مطابق عربی زبان میں ”خف“ سے مراد وہ لباس ہوتا ہے جس سے پاؤں چھپ جائیں، خواہ وہ چمڑے کے موزے ہوں یا اونٹنی یا سوتلی جرابیں۔ (مزید تفصیل کے لیے جامع ترمذی کے مذکورہ بالا باب پر علامہ احمد محمد شاہ کراکاشیہ ملاحظہ کیجیے) ⑤ اہل عرب کے جوتے کھلے ہوتے تھے۔ جوتے کے تلے پر صرف چمڑے کے ایک دو باریک ٹکڑے ہوتے تھے، لہذا جرابوں پر مسح کرنے کے لیے جوتے اتارنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔ ہوائی چپل وغیرہ کی صورت میں اس حدیث پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ ⑥ روایت کا مطلب جرابوں اور جوتوں پر الگ الگ مسح کرنا بھی ہے، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف جرابوں پر مسح کیا اور بعض دفعہ صرف بند جوتوں پر مسح کیا۔

۵۶۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى : حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا۔

قَالَ : حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عِيسَى ابْنِ سَيَانَ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ عَزْرَبٍ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجُورَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ .

قَالَ الْمُعَلَّى فِي حَدِيثِهِ : لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ : وَالنَّعْلَيْنِ .

(عیسیٰ بن یونس کے شاگرد) معلیٰ بن منصور نے اپنی حدیث میں کہا کہ میرے علم میں تو یہ ہے کہ انہوں نے صرف ”والنعلین“ ہی کہا۔

(المعجم ۸۹) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ (التحفة ۸۹)

۵۶۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ الْأَعْمَشِ، عَنْ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر اور سر کے کپڑے پر مسح کیا۔

۵۶۰- [إسناده ضعيف] أخرجه البيهقي ۱/ ۲۸۴، ۲۸۵ من حديث المعلى به، وقال: "الضحاك بن عبدالرحمن لم يثبت سماعه من أبي موسى، وعيسى بن سنان ضعيف"، والسند ضعفه أبو داود وغيره، وقال البوصيري: "سندُه ضعيف"، وله شواهد كثيرة ضعيفة، منها الحديث السابق.

۵۶۱- أخرجه مسلم، الطهارة، باب المسح على الناصية والعمامة، ح: ۲۷۵ من حديث عيسى بن يونس وغيره به.



گڑی پر مسح کرنے سے متعلق احکام و مسائل

۱- أبواب الطهارة وسننها

الْحَكَمِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عَجْرَةَ، عَنْ بِلَالٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَيْنِ وَالْخِمَارِ.

☀️ نوادہ و مسائل: ① سر کا مسح سر پر بھی کیا جاسکتا ہے، گڑی یا دوپٹے پر بھی اور سر پر شروع کر کے گڑی پر مکمل کرنا بھی درست ہے۔ صرف چوتھائی سر کے مسح کا کوئی واضح ثبوت نہیں۔ ② اس حدیث میں خمار سے مراد گڑی یا سر پر بندھا رہنے والا کپڑا سر بندھن وغیرہ ہے۔ ③ گڑی کا مسح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے مروی ہے، چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں یہ قول صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کا ہے ان میں حضرت ابوبکر، عمر اور انس رضی اللہ عنہم شامل ہیں اور حضرت ابوامامہ، سعد بن مالک اور ابو درداء رضی اللہ عنہم سے اس کے متعلق روایت منقول ہے۔ ④ اکثر حضرات کے نزدیک مسح عمامہ کے لیے طہارت (وضو کر کے گڑی باندھنا) شرط نہیں۔

۵۶۲- حضرت جعفر بن عمرو اپنے والد (حضرت عمرو بن حریش مخزومی رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں اور گڑی پر مسح کرتے دیکھا ہے۔

۵۶۲- حَدَّثَنَا دُحَيْمٌ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ؛ [ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ]: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ جَعْفَرِ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَيْنِ وَالْعِمَامَةِ.

۵۶۳- حضرت زید بن صوحان کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو مسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ انھوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ وضو کرنے کے لیے موزے اتار رہا ہے۔ سلمان رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: موزوں پر عمامے اور سر کے گلے حصے پر مسح کر لو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر اور سر کے کپڑے پر مسح کرتے دیکھا ہے۔

۵۶۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي الْفُرَاتِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي شَرِيحٍ، عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ، مَوْلَى زَيْدِ بْنِ صُوحَانَ قَالَ: كُنْتُ مَعَ سَلْمَانَ، فَرَأَى رَجُلًا يَنْزِعُ خُفَّيْهِ لِلْوُضُوءِ، فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: اْمْسَحْ عَلَى خُفَيْكَ وَعَلَى خِمَارِكَ

۵۶۲- أخرجه البخاري، الوضوء، باب المسح على الخفين، ح: ۲۰۵ من حديث الأوزاعي به.

۵۶۳- [إسناده ضعيف] أخرجه الطيالسي في مسنده، ح: ۶۵۶ عن داود به.



۱- أبواب الطهارة وسننها

تیمم کی مشروعیت کا بیان

وَبِنَاصِيَتِكَ، فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
بِمَسْحٍ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ.

۵۶۳- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے
وضو کیا اور آپ نے قطر کا بنا ہوا عمامہ پہنا ہوا تھا۔
آپ ﷺ نے عمامہ کے نیچے ہاتھ ڈال کر سر کے اگلے
حصے کا مسح کیا اور عمامہ مبارک کو کھولا نہیں۔

۵۶۴- حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ، أَحْمَدُ بْنُ
عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ:
حَدَّثَنَا مَعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ
مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي مَعْقِلٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ تَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ
عِمَامَةٌ قَطْرِيَّةٌ. فَأَدْخَلَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ
الْعِمَامَةِ، فَمَسَحَ مَقْدَمَ رَأْسِهِ، وَلَمْ يَنْقُضِ
الْعِمَامَةَ.

أبواب التيمم تیمم کے احکام و مسائل

باب: ۹۰- تیمم کی مشروعیت کا بیان

(المعجم ۹۰) - بَابُ مَا جَاءَ فِي

التَّيْمُمِ (التحفة ۹۰)

۵۶۵- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گر پڑا۔ وہ اس
کی تلاش میں پیچھے رہ گئیں (اس وجہ سے قافلہ بھی رک
گیا۔) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس
گئے اور لوگوں کے رکنے کا باعث بن جانے پر ان پر
ناراضی کا اظہار فرمایا۔ (چونکہ اس مقام پر وضو کے لیے

۵۶۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمَيْحٍ: حَدَّثَنَا
اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ
عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَمَارِ بْنِ يَاسِرٍ
أَنَّهُ قَالَ: سَقَطَ عَقْدُ عَائِشَةَ، فَتَخَلَّفَتْ
لِالْتِمَاسِهِ، فَأَنْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى عَائِشَةَ
فَتَعَيَّظَ عَلَيْهَا فِي حَبْسِهَا النَّاسَ، فَأَنْزَلَ

۵۶۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب المسح على العمامة، ح: ۱۴۷ من حديث ابن وهب به *
ابومعقل لا يعرف كما في ميزان الاعتدال وغيره.

۵۶۵- [صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب التيمم، ح: ۳۱۸ من حديث الزهري به، إسناده منقطع ولكن له
طرق صحيحة، انظر سنن أبي داود، ح: ۳۲۰ وغيره.

۱- أبواب الطهارة وستنها

تیمم کی مشروعیت کا بیان

اللَّهُ، عَزَّ وَجَلَّ، الرَّحْمَنُ فِي التَّيْمُمِ، قَالَ فَامْسَحْنَا يَوْمَئِذٍ إِلَى الْمَنَاقِبِ، قَالَ فَانْطَلَقَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَ: مَا عَلِمْتُ إِنَّكَ لَمُبَارَكَةٌ. خاوند کو مناسب حد تک بیوی کی دل جوئی کرنی چاہیے اگرچہ اس میں کچھ مشقت بھی ہو۔ والدین اپنی اولاد کو غلطی پر زبانی تنبیہ اور جسمانی تادیب سے کام لے سکتے ہیں۔ اس سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شرف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی ایک وقتی تکلیف کی وجہ سے تمام مسلمانوں کو تیمم جیسی سہولت کی نعمت حاصل ہو گئی۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے اسی موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس فضیلت کا اظہار فرمایا تھا۔ (دیکھیے: حدیث: ۵۱۸) تیمم میں کندھوں تک ہاتھ پھیرنے کا حکم منسوخ ہے۔ صرف چہرے اور ہتھیلیوں کا مسح کافی ہے جیسا کہ دوسری روایات میں صراحت ہے۔

۵۶۶- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کندھوں تک تیمم کیا۔

۵۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْعَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمَّارِ [بْنِ يَاسِرٍ] قَالَ: تَيَّمَّمْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْمَنَاقِبِ.

۵۶۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے لیے زمین مسجد اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بنا دی گئی ہے۔“

۵۶۷- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بِنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، وَحَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَرَوِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، جَمِيعًا عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «جُعِلَتْ لِي الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا».

۵۶۶- [صحیح] أخرجه النسائي: ۱/۱۶۸، الطهارة، باب التيمم في السفر، ح: ۳۱۵ من حديث صالح عن الزهري به.

۵۶۷- أخرجه مسلم، المساجد، باب المساجد ومواضع الصلاة، ح: ۵۲۳ من حديث إسماعيل بن جعفر به مطولاً.

۱- أبواب الطهارة وسننها

تیم کرنے کا طریقہ

🌞 فوائد و مسائل: ① زمین کے مسجد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے لیے مسجد ضروری نہیں مسجد سے باہر بھی نماز ادا کی جاسکتی ہے، سوائے ممنوعہ مقامات یا ناپاک جگہ کے، مثلاً: عین راستے پر قبرستان میں اور بعض دیگر مقامات جن کی تفصیل حدیث: ۴۶۷، ۴۷۱ اور ۴۷۲ میں مذکور ہے۔ لیکن فرض نماز میں کسی عذر کے بغیر جماعت سے پیچھے رہنا جائز نہیں۔ ② زمین پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بنا دی گئی ہے، کا مطلب یہ ہے کہ عذر کے موقع پر وضو اور غسل کے بجائے تیمم سے طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔

۵۶۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں

نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے ایک بار عاریتاً لیا (سفر کے دوران میں ایک مقام پر) وہ ہارگم ہو گیا۔ نبی ﷺ نے چند افراد اس کو تلاش کرنے کے لیے بھیجے۔ (اس دوران میں) نماز کا وقت ہو گیا تو ان افراد نے وضو کے بغیر نماز پڑھ لی (کیونکہ ان کے پاس پانی نہیں تھا) جب وہ (ہار تلاش کر کے) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے اس چیز کی شکایت کی۔ تب تیمم کی آیت نازل ہو گئی۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے! آپ پر جب بھی کوئی مشکل آئی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تو اس (مشکل) سے نجات دے دی اور اس میں مسلمانوں کے لیے کوئی برکت عنایت فرمادی۔

۵۶۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:

حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أُسْمَاءَ قِلَادَةً، فَهَلَكَتْ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ ﷺ أَنَسًا فِي طَلَبِهَا، فَأَدْرَكْتَهُمْ الصَّلَاةَ، فَصَلُّوا بِغَيْرِ وُضُوءٍ، فَلَمَّا اتَّوَا النَّبِيُّ ﷺ شَكَّوْا ذَلِكَ إِلَيْهِ، فَتَرَلَّتْ آيَةُ التَّيْمُمِ، فَقَالَ أَسِيدُ بْنُ حُضَيْرٍ: جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا، فَوَاللَّهِ مَا نَزَلَ بِكَ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ لَكَ مِنْهُ مَخْرَجًا، وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً.

باب: ۹۱- تیمم کے لیے (زمین پر) ایک بار

ہاتھ مارنا

(المعجم ۹۱) - بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّيْمُمِ

ضَرْبَةً وَاحِدَةً (التحفة ۹۱)

۵۶۹- حضرت عبدالرحمن بن ابز رضی اللہ عنہ سے روایت

۵۶۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

۵۶۸- أخرجه البخاري، فضائل الصحابة، باب فضل عائشة رضي الله عنها، ح: ۳۷۷۳، ۵۱۶۴، ومسلم، الحيز، باب التيمم، ح: ۳۶۷ من حديث أبي أسامة وغيره به.

۵۶۹- أخرجه البخاري، التيمم، باب التيمم للوجه والكفين، ح: ۳۴۳ عن ابن بشار مختصراً، ح: ۳۳۸، وغيره، ومسلم، الحيز، باب التيمم، ح: ۳۶۸ من حديث شعبة به.

۱- أبواب الطهارة وستنها

تیم کرنے کا طریقہ

ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اگر مجھے جنابت کی حالت پیش آ جائے اور پانی نہ ملے (تو کیا کروں؟) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز نہ پڑھ (جب پانی ملے گا تو غسل کر کے قضا نماز پڑھنا)۔ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المؤمنین! کیا آپ کو یاد نہیں جب میں اور آپ دونوں ایک لشکر میں تھے۔ ہمیں غسل کی حاجت پیش آئی اور پانی نہ ملا (اس وقت بھی) آپ نے تو نماز نہیں پڑھی تھی میں نے زمین پر لوٹ پوٹ ہو کر نماز پڑھ لی تھی۔ پھر جب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو یہ واقعہ عرض کیا، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تجھے تو اتنا ہی کافی تھا“ اور (یہ کہہ کر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر ان میں پھونک ماری اور چہرے اور دونوں ہتھیلیوں پر مسح کیا۔

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ ذَرٍّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، فَقَالَ: إِنِّي أَجَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ، فَقَالَ عُمَرُ: لَا تَصَلِّ، فَقَالَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! إِذْ أَنَا وَأَنْتَ فِي سَرِيَّةٍ، فَأَجَبْنَا فَلَمْ نَجِدِ الْمَاءَ، فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تَصَلِّ، وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكَتُ فِي التُّرَابِ فَصَلَّيْتُ فَلَمَّا أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ [لَهُ]، فَقَالَ: «إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ» وَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ، ثُمَّ نَفَخَ فِيهِمَا، وَمَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ.

☀️ فوائد و مسائل: ① اس سے تیم کا طریقہ معلوم ہوا کہ پاک زمین پر ہاتھ مار کر ان پر پھونک مار لی جائے پھر وہ ہاتھ چہرے پر پھیر لیے جائیں اور پھر دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے پر پھیر لیا جائے تو تیم مکمل ہو جاتا ہے۔ بازوؤں اور پاؤں پر ہاتھ پھیرنے کی ضرورت نہیں نہ سر اور کانوں کا مسح کیا جائے گا۔ ② یہ تیم جس طرح وضو کا قائم مقام ہوتا ہے اسی طرح غسل کا بھی قائم مقام ہو جاتا ہے۔ غسل کی حاجت ہونے کی صورت میں پورے جسم پر مٹی پہنچانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ③ جب کسی مسئلہ میں کوئی نص موجود نہ ہو تو اجتہاد کرنا جائز ہے۔ ④ دو مجتہدین کے اجتہاد میں باہم اختلاف پایا جائے تو ہر مجتہد اپنے اپنے اجتہاد پر عمل کر سکتا ہے۔ ⑤ مجتہد سے اجتہاد میں غلطی ہو سکتی ہے لیکن وہ اس غلطی کی وجہ سے گناہ گار نہیں ہوگا۔ ⑥ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو وہ نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا جو انھوں نے تیم کے بجائے زمین پر لوٹ پوٹ ہو کر ادا کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اجتہادی غلطی کی بنا پر کیا جانے والا عمل بعد میں صحیح مسئلہ معلوم ہونے پر دوبارہ ادا کرنا ضروری نہیں البتہ آئندہ کے لیے صحیح مسئلہ پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ⑦ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ پیش آنے والا یہ واقعہ یاد نہیں رہا اس لیے مسائل کو نماز نہ پڑھنے کا حکم دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑا تقیہ غلطی کا شکار ہو کر کسی مسئلہ میں غلط موقف اختیار کر سکتا ہے کیونکہ وہ معصوم نہیں لہذا اختلافی مسائل میں زیادہ قوی موقف کو ترجیح دینا چاہیے خواہ اس کا قائل کوئی بھی عالم ہو۔ کسی خاص عالم ہی کے

قول کو اختیار کرنے پر اصرار نہیں کرنا چاہیے۔ ⑤ تیمم میں زمین پر ہاتھ مار کر ان میں پھونک مارنے کا مقصد یہ ہے کہ زائد غبار اتر جائے کیونکہ مقصد صرف حکم کی تعمیل ہے، جسم کو غبار آلود کرنا نہیں۔

۵۷۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۵۷۰- حضرت حکم اور حضرت سلمہ بن کہیل سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن ابی وائلؓ سے تیمم کا مسئلہ دریافت کیا، تو انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے حضرت عمارؓ کو اس طرح کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ کہہ کر انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر انھیں جھاڑا اور انھیں اپنے چہرے پر پھیر لیا۔

۵۷۰- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: ۵۷۰- حضرت حکم اور حضرت سلمہ بن کہیل سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عبداللہ بن ابی وائلؓ سے تیمم کا مسئلہ دریافت کیا، تو انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے حضرت عمارؓ کو اس طرح کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ کہہ کر انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر انھیں جھاڑا اور انھیں اپنے چہرے پر پھیر لیا۔

حکم نے کہا: اور اپنے ہاتھوں پر پھیر لیا۔ اور سلمہ بن کہیل نے کہا: اور اپنی کہنیوں پر پھیر لیا۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ ایک راوی (حکم) نے کہا: چہرے پر ہاتھ پھیرنے کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو مل لیا (اور یہی بات صحیح ہے) اور دوسرے راوی (سلمہ) نے کہا کہ پھر اپنے ہاتھوں کو کہنیوں پر پھیر لیا۔ یہ بات ثقہ راویوں کی روایت کے خلاف ہے۔ غالباً اس وجہ سے دوسرے راوی کے الفاظ: ”اپنی کہنیوں پر پھیر لیا“ کو بعض محققین نے منکر قرار دیا ہے اور باقی روایت صحیح قرار دیا ہے۔

(المعجم ۹۲) - بَابُ: فِي التَّيْمُمِ
ضَرْبَتَيْنِ (التحفة ۹۲)

باب: ۹۲- تیمم کے لیے زمین پر دو مرتبہ ہاتھ مارنا

۵۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ [الْمِصْرِيُّ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ وَهَبٍ: أَنَّ أَبَا نُؤْسٍ بِنَ يُزَيْدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ جِئْنَا نَتَيْمَّمُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ،

۵۷۱- حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ [الْمِصْرِيُّ]: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ وَهَبٍ: أَنَّ أَبَا نُؤْسٍ بِنَ يُزَيْدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ عَمَّارِ ابْنِ يَاسِرٍ جِئْنَا نَتَيْمَّمُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ،

۵۷۰- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۸۵۴ لعلته.

۵۷۱- [صحيح] تقدم، ح: ۵۶۵.

۱- أبواب الطهارة وسننها

مریض اور معذور شخص سے متعلق تیمم کے احکام و مسائل

فَأَمَرَ الْمُسْلِمِينَ فَضْرُبُوا بِأَكْفِهِمُ التَّرَابَ وَلَمْ يَقْبِضُوا مِنَ التَّرَابِ شَيْئًا فَمَسَحُوا بِوُجُوهِهِمْ مَسْحَةً وَاحِدَةً، ثُمَّ عَادُوا فَضْرُبُوا بِأَكْفِهِمُ الصَّعِيدَ مَرَّةً أُخْرَى فَمَسَحُوا بِأَيْدِيهِمْ.

🌞 توضیح: حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے زیادہ روایات ایک دفعہ ہاتھ زمین پر مارنے کی ہیں۔ خود حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا فتویٰ بھی

ایک بار ہاتھ مار کر تیمم کرنے کا ہے جیسا کہ امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے جامع ترمذی میں بیان کیا ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے اور وہ کئی اسناد سے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور یہی قول متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہے جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمار اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔ اور متعدد تابعین کا بھی یہی قول ہے جن میں حضرت شعبی، عطاء اور کھول رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں ان سب نے فرمایا: تیمم میں چہرے اور ہاتھوں کے لیے ایک ہی ضرب ہے۔ امام احمد اور اسحاق رضی اللہ عنہم کا بھی یہی موقف ہے۔ اس کے بعد امام ترمذی نے دو ضربوں کے قائلین کے نام لیے ہیں جن میں صحابہ بھی ہیں اور تابعین بھی اور ائمہ فقہ بھی، اس لیے دونوں طریقوں پر عمل کیا جا سکتا ہے لیکن ایک دفعہ ہاتھ مارنے والی روایت پر عمل کرنا بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔ (دیکھیے: جامع الترمذی، الطهارة، باب ماجاء في التيمم، حدیث: ۱۳۳) امام شوکانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دو مرتبہ ہاتھ زمین پر مارنے والی تمام روایات میں مقال (گتگو) ہے (ضعف ہے) اگر یہ روایات صحیح ہوتیں تو ان پر عمل کرنا متعین ہوتا کیونکہ اس میں ایک بات زیادہ ہے جسے قبول کرنا ضروری ہوتا، اس لیے حق بات یہ ہے کہ صحیحین کی اس روایت عمار ہی کو کافی سمجھا جائے جس میں ایک مرتبہ ہاتھ زمین پر مارنے کا ذکر ہے جب تک کہ دو مرتبہ والی روایت صحیح ثابت نہ ہو جائے۔ (نیل الأوطار: ۱/۲۶۳)



باب: ۹۳ - فِي الْمَجْرُوحِ - باب: ۹۳ - زخمی کو اگر غسل کرنے کی ضرورت میں (موت یا شدت مرض کا) خطرہ محسوس ہو تو (تیمم کر لے)

۵۷۲- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ حَبِيبٍ بْنِ أَبِي الْعَيْشِرِيِّ: حَدَّثَنَا ۵۷۲- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی کا سر

۵۷۲- [صحیح] رواه أبو داود، ح: ۳۰۳۷ من حدیث الأوزاعي أنه بلغه عن عطاء به، وصرح الأوزاعي بالسماع من عطاء عند الحاكم: ۱/۱۷۸، فحدیث ابن عباس صحیح، وللحدیث طرق أخرى، وحدیث عطاء. لو غسل جسده... الخ، ضعيف لإرساله.

۱- أبواب الطهارة وسننها

مریض اور معذور شخص سے متعلق تیمم کے احکام و مسائل

زخمی ہو گیا۔ اس کے بعد (ایک دن) اسے احتلام ہو گیا۔ (اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مسئلہ پوچھا) تو اسے نہانے کا حکم دیا گیا۔ اس نے غسل کیا تو (سردی کی شدت کی وجہ سے) بیمار ہو گیا اور (اسی بیماری سے) فوت ہو گیا۔ نبی ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو فرمایا: ”انہوں نے اسے قتل کر دیا، اللہ انہیں ہلاک کرے۔ کیا پوچھ لینا لاعلمی کا علاج نہیں؟“

حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُخْبِرُ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَهُ جُرْحٌ فِي رَأْسِهِ، عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ أَصَابَهُ احْتِلَامٌ، فَأَمَرَ بِالِاغْتِسَالِ، فَأَغْتَسَلَ، فَكُرَّ، فَمَاتَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: «قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ، أَوْ لَمْ يَكُنْ شِفَاءً الْعِيِّ السُّؤَالُ».

حضرت عطاء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ”کاش وہ باقی جسم دھو لیتا اور سر کو رہنے دیتا جہاں اسے زخم تھا۔“

قَالَ عَطَاءٌ: وَبَلَّغْنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَوْ غَسَلَ جَسَدَهُ وَتَرَكَ رَأْسَهُ، حَيْثُ أَصَابَهُ الْجِرَاحُ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر پانی بہت ٹھنڈا ہو اور گرم کرنے کا انتظام نہ ہو اور ٹھنڈے پانی سے نہانے سے ہلاکت یا بیماری کا خوف ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ عذر زخم ہونے پر غسل کرنا فرض ہوگا۔ ② حدیث میں [كُحْرًا] کا لفظ ہے، یعنی اسے کزاز کی بیماری لائق ہوگئی۔ یہ بیماری سردی کی شدت کی وجہ سے لائق ہوتی ہے۔ ③ زخم کا ذکر کرنے سے اشارہ ملتا ہے کہ اس کی بیماری کا ایک سبب وہ زخم بھی تھا۔ گویا اس کی وفات کی وجہ شدت کی سردی بھی تھی؛ لیکن اس کے ساتھ ساتھ زخم پر ٹھنڈا پانی پڑنے کی وجہ سے اس کی بیماری نے اس قدر شدت اختیار کر لی کہ وہ فوت ہو گیا۔ ④ فتویٰ دینے میں بہت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے لہذا مسائل کے حالات کو مد نظر رکھ کر مسئلہ بتانا چاہیے۔ ⑤ اگر مسئلے میں کسی قسم کا اشکال ہو تو فتویٰ دینے سے پرہیز کرنا چاہیے اور اپنے سے بڑے عالم کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دینا چاہیے۔ ⑥ غلطی پر تنبیہ کے لیے سخت الفاظ سے بھی زبرد تو بیخ جائز ہے بشرطیکہ اس سے نامناسب رد عمل کا خطرہ نہ ہو۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ بظاہر بددعا ہیں ”اللہ انہیں تباہ کرے۔“ لیکن آپ ﷺ کا مقصد بددعا کرنا نہیں بلکہ ناراضی کا اظہار تھا۔ نبی ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی جو قبول ہوئی کہ اگر کسی مسلمان کے حق میں بددعا کے الفاظ زبان سے نکلیں تو وہ اس کے لیے رحمت اور مغفرت کا باعث بن جائیں۔ (صحیح مسلم، البر والصلۃ، باب من لعنہ النبی ﷺ وسبہ..... الخ، حدیث: ۲۶۰۰) ⑧ اسلامی شریعت کی بنیاد چونکہ آسانی اور سہولت پر ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے عذر میں مبتلا لوگوں کے لیے عبادات کے ادا کرنے میں حسب عذر تخفیف کر دی ہے تاکہ وہ کسی حرج اور مشقت کے بغیر اپنی عبادت ادا کر سکیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا جَعَلْ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ (الحج: ۷۸/۲۲) اور (اللہ تعالیٰ نے) تم پر دین (کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی۔“ اور فرمایا:

﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمْ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ (البقرة: ۱۸۵/۲) ”اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے سختی نہیں چاہتا۔“ اور فرمایا: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن: ۱۶/۶۳) ”سو جہاں تک ہو سکے تم اللہ سے ڈرو۔“ اور نبی ﷺ نے فرمایا ہے: [إِذَا أَمَرْتُمْكُمْ بِأَمْرٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ] (صحيح البخاري) الاعتصام بالكتاب والسنة“ باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، حديث: ۷۲۸۸، وصحيح مسلم“ الحج“ باب فرض الحج مرة في العمر“ حديث: ۱۳۳۷) ”جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو مقدر بھر اطاعت بجالاؤ۔“ اسی طرح آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ”دین آسان ہے۔“ (صحيح البخاري، الإيمان“ باب الدين يسر“ حديث: ۳۹)

مریض کو جب پانی کے ساتھ طہارت حاصل کرنے کی استطاعت نہ ہو، یعنی حدیث اصغر ”وضو نہ ہونے“ کی صورت میں وضو اور حدیث اکبر ”ناپاکی“ کی صورت میں غسل کرنے سے عاجز ہو یا اس سے مرض میں اضافے کا خوف ہو یا بیماری کے درست ہونے میں تاخیر کا اندیشہ ہو تو وہ تیمم کر لے، یعنی دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر ایک بار مارے اور اپنی انگلیوں کے اندر کے حصے کو اپنے چہرے پر پھیرے اور ہتھیلیوں کو دونوں ہاتھوں پر پھیرے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَ أَيْدِيكُمْ مِنْهُ﴾ (المائدة: ۶/۵) ”اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے ہو کر آیا ہو یا تم عورتوں سے ہم بستر ہوئے ہو پھر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی لو اور اس سے منہ اور ہاتھوں کا مسح (کر کے تیمم) کر لو۔“ جو شخص پانی کے استعمال سے عاجز ہو اس کا حکم وہی ہے جو اس شخص کا ہے جس کے پاس پانی ہی نہ ہو کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَ إِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مِمَّا نَوْى] (صحيح البخاري، بدء الوحي“ باب كيف كان بدء الوحي الی رسول الله ﷺ، حديث: ۱) ”تمام اعمال کا انحصار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کے لیے صرف وہی ہے جس کی وہ نیت کرے۔“ مریض کے حالات مختلف ہوتے ہیں، مثلاً: مرض معمولی ہو اور پانی کے استعمال سے ہلاکت بیماری میں اضافے، شفا یابی میں تاخیر اور درد میں نمایاں اضافے کا کوئی خدشہ نہ ہو، جیسے سردرد یا ڈاڑھ میں درد وغیرہ ہو یا مریض کے لیے گرم پانی کا استعمال ممکن ہو اور اس سے اسے کوئی نقصان نہ پہنچتا ہو تو اس کے لیے تیمم جائز نہیں۔ چونکہ تیمم کا جو ارتقائی نضر کے لیے ہے اور یہاں کوئی ضرر ہے ہی نہیں اور پانی بھی اس کے پاس موجود ہے لہذا اس کے لیے پانی کا استعمال واجب ہے۔ اگر مریض ایسا ہو کہ پانی کے استعمال سے اسے ہلاکت یا کسی عضو کے ناکارہ ہونے یا کسی موذی مرض کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسے مریض کے لیے تیمم جائز ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾ (النساء: ۲۹/۳) ”اور اپنے آپ کو ہلاک نہ کرو بلاشبہ اللہ تم پر مہربان ہے۔“ اگر مرض ایسا ہے کہ آدمی چل پھر نہیں سکتا اور اس کے پاس کوئی اور انسان بھی نہیں جو اسے پانی مہیا کر سکے تو اس کے لیے بھی تیمم جائز ہے۔ جس شخص کے جسم پر زخم ہوں یا چھوڑے پھنسیاں ہوں یا کوئی عضو ٹوٹا ہو

ہو یا مرض ایسا ہو کہ پانی کا استعمال نقصان دہ ہو اور وہ جنسی ہو جائے تو اس کے لیے سابقہ دلائل کی بنیاد پر تیمم کرنا جائز ہے اور اگر اس کے لیے جسم کے صحیح حصے کا دھونا ممکن ہو تو اسے دھونا واجب ہوگا اور باقی حصے کا تیمم کر لے۔ اگر مریض کسی ایسی جگہ ہو جہاں پانی نہ ہو مٹی بھی نہ ہو اور نہ کوئی ایسا شخص موجود ہو جو مٹی یا پانی لا کر دے سکے تو وہ حسب حال اسی طرح نماز پڑھے نماز کو مؤخر کرنا جائز نہیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن: ۱۶/۶۳) ”سو جہاں تک ہو سکے تم اللہ سے ڈرو۔“ مسلسل ابول کا وہ مریض جو علاج معالجے سے بھی صحیح نہ ہو سکتا ہو تو اسے وقت ہونے کے بعد ہر نماز کے لیے وضو کرنا چاہیے اور جسم کے اس حصہ کو دھو لینا چاہیے جہاں پیشاب لگا ہو۔ اگر مشقت نہ ہو تو نماز کے لیے الگ پاک کپڑے استعمال کرے ورنہ اس کے لیے معافی ہے اور وہ انہی کپڑوں میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشادات اور رسول اللہ ﷺ کے فرمودات سے اس سہولت کا استنباط ہوتا ہے۔ مسلسل ابول کے مریض کو احتیاط کرنی چاہیے کہ پیشاب اس کے کپڑوں، جسم اور نماز کی جگہ نہ لگے۔ یاد رہے کہ تیمم بھی ہر اس چیز سے باطل ہو جاتا ہے جس سے وضو باطل ہوتا ہے، نیز پانی کے استعمال کی قدرت کے حاصل ہونے یا معدوم ہونے کی صورت میں پانی کے مل جانے سے بھی تیمم باطل ہو جائے گا۔ واللہ اعلم۔

باب: ۹۴- غسل جنابت کا طریقہ

(المعجم ۹۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْغُسْلِ

مِنَ الْجَنَابَةِ (التحفة ۹۴)

۵۷۳- ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے لیے غسل کا پانی رکھا تو آپ نے غسل جنابت کیا۔ (پہلے) بائیں ہاتھ سے برتن کو جھکا کر دائیں ہاتھ پر پانی ڈالا اور تین بار اپنے دونوں ہاتھ دھوئے۔ پھر اپنی شرم گاہ پر پانی ڈالا (اور استنجا کیا) پھر زمین پر ہاتھ رگڑا (اور صاف کر لیا) پھر کھلی کی اور ناک میں پانی ڈالا۔ تین بار چہرہ مبارک دھویا اور تین بار بازو دھوئے۔ پھر باقی جسم پر پانی بہا لیا۔ پھر ایک طرف ہو کر دونوں پاؤں دھولے۔

۵۷۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ كُرَيْبِ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ، عَنْ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ قَالَتْ: وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ غُسْلًا، فَأَغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَأَكْفَأَ الْإِنَاءَ بِشِمَالِهِ عَلَى يَمِينِهِ، فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى فَرْجِهِ، ثُمَّ ذَلِكَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ، ثُمَّ تَمَضَّمَصَّ وَاسْتَنْشَقَّ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَدَرَأَعِيَهُ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَفَاضَ الْمَاءَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ،

۱- أبواب الطهارة وسننها _____ غسل جنابت سے متعلق احکام ومسائل
 ثُمَّ تَتَّحَى فَعَسَلَ رِجْلَيْهِ .

☀️ فوائد ومسائل: ① پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھونے چاہئیں۔ ② استنجا کرنے کے بعد مٹی پر ہاتھ رگڑنے سے صفائی اچھی طرح ہو جاتی ہے۔ اس مقصد کے لیے صابن کا استعمال بھی درست ہے۔ ③ غسل کے دوران میں وضو کرتے ہوئے پاؤں نہ دھوئے جائیں۔ غسل سے فارغ ہو کر دھوئے جائیں۔

۵۷۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ۵۷۴- حضرت جمیع بن عمیر رحمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں اپنی پھوپھی جان اور خالہ جان کے ہمراہ گیا۔ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت کے موقع پر کیا طریقہ اختیار کرتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین بار ہاتھوں پر پانی ڈالتے تھے اس کے بعد پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالتے، پھر تین بار اپنا سر مبارک دھوتے پھر اپنے جسم مبارک پر پانی بہاتے۔ اس کے بعد نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ لیکن ہم بال گندھے ہوئے ہونے کی وجہ سے پانچ بار سر دھوتی ہیں۔

۵۷۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ ۵۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو الشَّوَّارِبِ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ : حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ سَعِيدِ الْحَنْطَلِيِّ : حَدَّثَنَا جُمَيْعُ بْنُ عُمَيْرِ التَّمِيمِيِّ قَالَ : انْطَلَقْتُ مَعَ عَمَّتِي وَخَالَتِي ، فَدَخَلْنَا عَلَى عَائِشَةَ ، فَسَأَلْنَاهَا : كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ غُسْلِهِ مِنَ الْجَنَابَةِ ، قَالَتْ : كَانَ يُفِيضُ عَلَيَّ كَفَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ يُدْجِلُهَا الْإِنَاءَ ، ثُمَّ يَغْسِلُ رَأْسَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ يُفِيضُ عَلَيَّ جَسَدِهِ ، ثُمَّ يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ ، وَأَمَّا نَحْنُ فَإِنَّا نَغْسِلُ رُؤُوسَنَا حَمْسَ مَرَّاتٍ ، مِنْ أَجْلِ الضُّفْرِ .



☀️ فائدہ: اس روایت میں پانچ بار سر دھونے کا جو ذکر ہے وہ صحیح نہیں کیونکہ صحیح روایات میں عورت کو بھی مرد کی طرح سر پر تین مرتبہ ہی پانی ڈالنے کا حکم ہے۔

باب: ۹۵- غسل جنابت کے احکام ومسائل (المعجم ۹۵) - بَابُ: فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ (التحفة ۹۵)
 ۵۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۵۷۵- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۵۷۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الغسل من الجنابة، ح: ۲۴۱ من حديث صدقة به • صدقة وجمیع ضعیفان، ضعفهما الجمهور .
 ۵۷۵- أخرجه البخاري، الغسل، باب من أفاض على رأسه ثلاثاً، ح: ۲۵۴، ومسلم، الحيض، باب استحباب إفاضة الماء على الرأس وغيره ثلاثاً، ح: ۳۲۷ من حديث أبي إسحاق به .

۱- ابواب الطهارة وسننها - غسل جنابت سے متعلق احکام و مسائل

حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ،
عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ
قَالَ: تَمَارَوْا فِي الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ عِنْدَ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«أَمَّا أَنَا فَأَفِضُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ أَكْفٍ».

🌞 فوائد و مسائل: ① اگر سر میں صحیح طریقے سے پانی ڈالا جائے تو تین لپوں میں پورا سر اچھی طرح تر ہو سکتا ہے۔
ویسے بھی ضرورت سے زیادہ پانی خرچ کرنا فضول خرچی ہے جس سے اللہ کے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ② بحث
ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس موضوع پر بات چیت شروع ہو گئی۔ ہر کسی نے بتایا کہ وہ غسل جنابت کس طرح کرتا
ہے۔ ③ تعلیم و تربیت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی مسئلہ میں شاگردوں کی رائے فرداً فرداً دریافت کی جائے۔ اس
کے بعد استاد صحیح بات بتائے تاکہ ہر طالب علم اپنی غلطی معلوم کر کے اسے اچھی طرح یاد رکھ سکے۔ ④ اس حدیث میں
غسل جنابت کے مسائل میں سے صرف ایک مسئلہ بیان کیا گیا ہے، ممکن ہے رسول اللہ ﷺ نے پورا طریقہ بیان کیا
ہو یا وہی نے صرف اہم مسئلہ ذکر کر دیا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے باقی مسائل ذکر نہ کیے ہوں کیونکہ صحابہ
نے وہ باتیں صحیح بتائی ہوں گی جو بات ان سے رہ گئی نبی ﷺ نے اس کا ذکر فرمایا۔ واللہ اعلم۔

۵۷۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، ح:
وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ فَضِيلٍ،
جَمِيعًا عَنْ فَضِيلِ بْنِ مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ،
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ
الْجَنَابَةِ، فَقَالَ: ثَلَاثًا. فَقَالَ الرَّجُلُ: إِنَّ
شَعْرِي كَثِيرٌ، فَقَالَ: رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَانَ أَكْثَرَ
شَعْرًا مِنْكَ وَأَطْيَبَ.

🌞 فوائد و مسائل: ① ”وہ تم سے زیادہ پاکیزہ تھے۔“ اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تم سے زیادہ

۵۷۶- [سننہ ضعیف جداً] أخرجه أحمد: ۳/ ۷۳، ۵۴، من حديث وكيع، وابن فضيل به، ولم يذكره في تحفة
الأشرف * عطية تقدم، ح: ۳۷، وفضل يروي عن عطية الموضوعات، قاله ابن حبان في المجروحين، والحديث
الآتي بغني عنه.



صفائی اور طہارت کا اہتمام کرنے والے تھے۔ اس کے باوجود تین لپ پانی آپ کے لیے کافی ہوتا تھا اس لیے تمہارے لیے بھی یہ کافی ہونا چاہیے۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ نبی ﷺ کے بال تھم سے زیادہ پاک تھے کیونکہ نبی ﷺ طہارت کا خوب خیال رکھتے تھے۔ بہر حال دونوں انداز سے نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے کہ صفائی کے لیے زیادہ پانی ضائع کرنا ضروری نہیں۔ مناسب طریقے سے سردھویا جائے تو تھوڑا پانی بھی کفایت کر سکتا ہے۔ ① مذکورہ روایت سند کے اعتبار سے ضعیف ہے لیکن معنا صحیح ہے کیونکہ بعد والی صحیح روایت میں یہی بات بیان کی گئی ہے۔

۵۷۷- حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں سرد علاقے میں رہتا ہوں تو غسل جنابت کیسے کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تو اپنے سر پر تین لپ ڈالتا ہوں۔“

۵۷۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَنْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَنَا فِي أَرْضٍ بَارِدَةٍ، فَكَيْفَ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ؟ فَقَالَ ﷺ: «أَمَا أَنَا فَأَحْتُو عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا».

۵۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان سے ایک آدمی نے سوال کیا: جب میں جنبی ہوں تو (غسل کرتے وقت) سر پر کتنا پانی ڈالاکروں؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک پر تین لپ (پانی) ڈالاکرتے تھے۔ اس شخص نے کہا: میرے بال لمبے ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے بال تھم سے زیادہ تھے اور زیادہ پاکیزہ تھے۔

۵۷۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو حَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَأَلَهُ رَجُلٌ: كَمْ أُفِيضُ عَلَى رَأْسِي وَأَنَا جُنُبٌ؟ قَالَ: [كَانَ] رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَحْتُو عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ، قَالَ الرَّجُلُ: إِنَّ شَعْرِي طَوِيلٌ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَكْثَرَ شَعْرًا مِنْكَ وَأَطْيَبَ.

باب: ۹۶- غسل کے بعد وضو کرنا

(المعجم ۹- بَابٌ فِي الْوُضُوءِ بَعْدَ الْغُسْلِ (التحفة ۹۶)

۵۷۷- أخرجه مسلم، الحیض، باب استحباب إفاضة الماء على الرأس وغيره ثلاثاً، ح: ۳۲۹ من حدیث جعفر بن بغير هذا اللفظ.

۵۷۸- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/۲۵۱ من حدیث القطان عن ابن عجلان به، وللحدیث شواهد كثيرة، منها الحدیث السابق.

۱- أبواب الطهارة وسننها

غسل جنابت سے متعلق احکام و مسائل

۵۷۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ زُرَّارَةَ، وَإِسْمَاعِيلُ ابْنُ مُوسَى السُّدِّيُّ، قَالُوا: حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ.

۵۷۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ غسل جنابت کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس کی وجہ یہ ہے کہ غسل کرتے وقت پہلے استنجا کر کے وضو کر لیتے تھے۔ اس کے بعد اعضائے مستورہ و مخصوصہ کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے، اس لیے غسل والے وضو ہی سے نماز پڑھ لیتے تھے۔ ② مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف کہا ہے جبکہ روایت میں مذکور مسئلہ فی نفسہ صحیح ہے غالباً ایسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے حسن اور صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیة مسند امام احمد: ۳۵۵/۳۵۴/۳۰ حدیث: ۲۳۳۸۹)

باب: ۹۷- آدمی غسل کر کے گرمی حاصل کرنے کے لیے عورت کے ساتھ لیٹ سکتا ہے جبکہ عورت نے ابھی غسل نہ کیا ہو

(المعجم ۹۷) - بَابٌ فِي الْجُنْبِ يَسْتَدْفِيءُ بِأَمْرَأَةٍ قَبْلَ أَنْ تَغْتَسِلَ (التحفة ۹۷)

۵۸۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ حُرَيْثِ بْنِ أَبِي عَسَاكٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ يَسْتَدْفِيءُ بِي قَبْلَ أَنْ أَعْتَسِلَ.

۵۸۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ غسل جنابت کرتے تھے۔ پھر میرے غسل کرنے سے پہلے مجھ سے (لپٹ کر) گرمی حاصل کرتے تھے۔

۵۷۹- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في الوضوء بعد الغسل، ح: ۱۰۷ عن إسماعيل بن موسى به، وقال: 'حسن صحيح'، وقواه ابن سيد الناس، وضححه الحاكم، والذهبي كما في نيل المقصود: (۲۵۰) * أبو إسحاق مدلس وعنعن.

۵۸۰- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ما جاء في الرجل يستدفيء بالمرأة بعد الغسل، ح: ۱۲۳ من حديث وكيع عن حريث بن أبي مطر به * وحرث ضعيف كما في التقريب وغيره، ومع ذلك قال الترمذي: 'ليس بإسناده بأس'.

۱- أبواب الطهارة وسننها

عسل جنابت سے متعلق احکام و مسائل

🌞 **فائدہ:** حدیث ۵۳۳، ۵۳۴ میں بیان ہوا کہ جنسی کا جسم ناپاک نہیں ہوتا، یعنی نجاست حکمی (جنابت) نجاست حسی (پیشاب وغیرہ) کی طرح نہیں۔ اس لحاظ سے مرد غسل کرنے کے بعد اگر اپنی جنسی بیوی کے ساتھ لیٹے تو کوئی حرج نہیں، تاہم یہ حدیث ضعیف ہے لہذا اسے رسول اللہ ﷺ کا عمل کہہ کر بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(المعجم ۹۸) - **بَابُ: فِي الْجُنْبِ يَنَامُ**
كَهَيْئَتِهِ لَا يَمَسُّ مَاءً (التحفة ۹۸)
باب: ۹۸- جنسی پانی استعمال کیے بغیر سو سکتا ہے

۵۸۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو جنابت کی کیفیت پیش آتی تھی پھر آپ پانی کو ہاتھ لگائے بغیر سوجاتے تھے حتیٰ کہ بعد میں اٹھ کر غسل فرمالاتے۔
عائشہ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُجْنِبُ ثُمَّ يَنَامُ وَلَا يَمَسُّ مَاءً، حَتَّى يَقُومَ بَعْدَ ذَلِكَ فَيَغْتَسِلُ.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① پانی کو ہاتھ لگائے بغیر سونے کا مطلب یہ ہے کہ غسل نہیں کیا اور وضو بھی نہیں کیا، اسی طرح سو گئے۔ ② ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداً ضعیف قرار دیا ہے لیکن دیگر روایات کی رو سے بہتر اور افضل یہ ہے کہ وضو کر کے سویا جائے جیسا کہ اگلے باب میں آ رہا ہے۔

۵۸۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اگر اپنے اہل سے قربت کی ضرورت محسوس فرماتے تو اپنی یہ حاجت پوری کر لیتے، پھر پانی کو ہاتھ لگائے بغیر اسی حالت میں سوجاتے۔
عائشہ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا كَانَ إِلَىٰ أَهْلِهِ حَاجَةً قَضَاهَا. ثُمَّ يَنَامُ كَهَيْئَتِهِ لَا يَمَسُّ مَاءً.

۵۸۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

۵۸۱- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الجنب ينام قبل أن يغتسل، ح: ۱۱۸ من حديث أبي بكر بن عياش به، وصححه البيهقي، وابن حزم * أبو إسحاق عتقن، وصرح بالسماع عند البيهقي: ۲۰۱/۱، ۲۰۲، ولكن السند إليه ضعيف.

۵۸۲- [ضعيف] انظر الحديث السابق.

۵۸۳- [ضعيف] انظر، ح: ۵۸۱ والذي بعده.



۱- أبواب الطهارة وسننها

عسل جنابت سے متعلق احکام و مسائل

وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، رَسُولَ اللَّهِ ﷺ جَنَّبِي هَوْتِ تَحْتِ تَوْبَانِي كَوَهَاتِهِ لَكَ بَغِيرِ
عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُجَنِّبُ نَوْمَ يَنَامُ كَهَيْئَتِهِ لَا يَمَسُّ مَاءً.
اسی حالت میں سو جاتے تھے۔

قَالَ سُفْيَانُ: فَذَكَرْتُ الْحَدِيثَ يَوْمًا، سَفِيَانٌ كَيْتِبُ هِي كِهْ اِيكْ دِنٌ مِي نِي اِسْ حَدِيْثْ كَا
قَالَ لِي اِسْمَاعِيْلُ: يَا فَتَى! يُسَدُّ هَذَا ذِكْرُ كَيْتَابِ اِسْمَاعِيْلَ نِي فَرَمَا يَا: لَزَكْ اِسْ حَدِيْثْ كُو كِسِيْ
الْحَدِيثُ بِسْنِيءٍ. سے مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔

🌞 توضیح: اسماعیل کا مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث صرف ”ابو اسحاق عن اسود عن عائشہ رضی اللہ عنہا“ کی سند سے مروی ہے لہذا کوئی دوسری سند بھی ہونی چاہیے جس سے ابو اسحاق کی تائید ہو تاہم دوسرے طرق سے یہ روایت صحیح یا حسن قرار پاتی ہے۔ (اس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احمد شاہ رحمہ اللہ کی تلیق ترمذی: ۲۰۲/۱)

(المعجم ۹۹) - بِبَابِ مَنْ قَالَ لَا يَنَامُ
الْجُنْبُ حَتَّى يَتَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ
باب: ۹۹- اس قول کی دلیل کہ جنبی کو نماز والا
وضو کیے بغیر نہیں سونا چاہیے
(التحفة ۹۹)

۵۸۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ
الْبَصْرِيُّ: أَنَّ بَنَاتِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ، عَنِ
الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ
يَنَامَ، وَهُوَ جُنْبٌ، تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.
۵۸۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو جب نہانے کی حاجت ہوتی اور آپ (نہانے بغیر) سونا چاہتے تو نماز والا وضو کر لیتے تھے۔

🌞 توضیح: یہ حدیث گزشتہ باب کی احادیث کی نسبت زیادہ قوی ہے تاہم وہ روایات بھی صحیح ہیں اس لیے ان میں تلیق اس طرح ہوگی کہ جن میں وضو کرنے کا ذکر ہے اس کو استحباب پر محمول کیا جائے گا اور جن میں وضو کیے بغیر سو جانے کا ذکر ہے اس سے مراد جواز ہوگا۔

۵۸۵- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ
۵۸۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۵۸۴- أخرجه مسلم، الحیض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح: ۳۰۵ عن محمد بن
رمح وغيره به.
۵۸۵- أخرجه مسلم، الحیض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح: ۳۰۶ من حدیث
عبدالله به.

۱- أبواب الطهارة وسنها

غسل جنابت سے متعلق احکام و مسائل

کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: جب ہم میں سے کوئی شخص حالت جنابت میں ہو تو کیا وہ سو سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں! جب وضو کر لے (تو سو جائے۔“)

الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ: أَيْرُقَدْ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ؟ قَالَ، «نَعَمْ. إِذَا تَوَضَّأَ».

۵۸۶- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رات کو جنسی ہو جاتے تھے پھر سونا چاہتے تھے تو (مسئلہ پوچھنے پر) رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وضو کر لیں پھر سو جائیں۔

۵۸۶- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ، مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ كَانَ تُصِيبُهُ الْجَنَابَةُ بِاللَّيْلِ، فَيُرِيدُ أَنْ يَنَامَ، فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَتَوَضَّأَ ثُمَّ يَنَامَ.

باب: ۱۰۰- جنسی دوبارہ مباشرت کرنا چاہے تو وضو کر لے

(المعجم ۱۰۰) - بَابُ: فِي الْجُنُبِ إِذَا أَرَادَ الْعَوْدَ تَوَضَّأَ (التحفة ۱۰۰)

۵۸۷- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے پھر دوبارہ جانا چاہے تو وضو کر لے۔“

۵۸۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي الشَّوَارِبِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَتَى أَحَدَكُمْ أَهْلُهُ، ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ، فَلْيَتَوَضَّأَ».

☀️ فائدہ: یہ وضو واجب نہیں مستحب ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا فائدہ یہ ہے کہ دوبارہ مقاربت کے لیے نشاط (توانائی) پیدا ہو جاتی ہے۔ دیکھیے: (صحیح ابن خزيمة الوضوء، جماع أبواب فضول التطهیر والاستحباب من غیر إيجاب، باب ذکر الدلیل علی أن الأمر بالوضوء عند إرادة الجماع أمر ندب وإرشاد، حدیث: ۲۲۱)

۵۸۶- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۳/ ۵۵ من حديث يزيد به.

۵۸۷- أخرجه مسلم، الحيف، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له. الخ، ح: ۳۰۸ من حديث عاصم به.

۱- أبواب الطهارة وسننها

غسل جنابت سے متعلق احکام و مسائل

باب: ۱۰۱- تمام بیویوں سے مقاربت کے بعد ایک ہی غسل کافی ہے

(المعجم ۱۰۱) - **بَابُ مَا جَاءَ فِيْمَنْ يَغْتَسِلُ مِنْ جَمِيعِ نِسَائِهِ غُسْلًا وَاحِدًا**
(التحفة ۱۰۱)

۵۸۸- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ تمام بیویوں کے پاس جانے کے بعد ایک ہی غسل کر لیتے تھے۔

۵۸۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، وَأَبُو أَحْمَدَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ فِي غُسْلٍ وَاحِدٍ.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① جس شخص کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں وہ سب کی باری مکمل ہونے کے بعد ایک ہی رات میں سب بیویوں سے مقاربت کر سکتا ہے۔ ② اگر ایک سے زیادہ بیویوں سے ایک ہی رات میں مقاربت کی جائے تو ہر مقاربت کے بعد الگ الگ غسل کرنا ضروری نہیں آخر میں ایک ہی غسل کافی ہے۔ ③ اگر ہر بیوی سے مقاربت کے بعد غسل کرے تو یہ بھی جائز ہے جیسا کہ اگلے باب میں مذکور ہے۔

۵۸۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے لیے پانی رکھا تو آپ نے ایک ہی رات میں تمام ازواج مطہرات سے مقاربت کے بعد (ایک ہی بار) غسل کیا۔

۵۸۹- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ صَالِحِ بْنِ أَبِي الْأَخْضَرِ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: وَضَعْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ غُسْلًا، فَأَغْتَسَلَ مِنْ جَمِيعِ نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ.

🌞 **فائدہ:** یہ روایت سنداً ضعیف ہے اور متناً معنی صحیح ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث میں مذکور ہے۔

باب: ۱۰۲- ہر بیوی کے پاس جا کر غسل کرنا

(المعجم ۱۰۲) - **بَابُ: فِيْمَنْ يَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ وَاحِدَةٍ غُسْلًا**
(التحفة ۱۰۲)

۵۹۰- حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

۵۹۰- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ:

۵۸۸- [صحیح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الرجل يطوف على نساينه بغسل واحد، ح: ۱۴۰ من حديث الثوري به، وتابعه ابن المبارك عند النسائي: ۱/ ۱۴۳، ۱۴۴، ح: ۲۶۴، وأصله في صحيح البخاري وغيره.

۵۸۹- [إسناده ضعيف] * صالح لهذا "ضعيف يعتبر به" كما في التقريب.

۵۹۰- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الوضوء لمن أراد أن يعوده، ح: ۲۱۹ من حديث حماد به سلمى وثقها ابن حبان، والحاكم: ۳۱۱/۲، والذهبي.

۱- أبواب الطهارة وسننها

أَنْبَأَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا حَمَادٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ عَمَّتَيْهِ سَلْمَى، عَنْ أَبِي رَافِعٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَافَ عَلَى نِسَائِهِ فِي لَيْلَةٍ، وَكَانَ يَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ، فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَلَا تَجْعَلُهُ غَسْلًا وَاحِدًا؟ فَقَالَ: «هُوَ أَزْكَى وَأَطْيَبُ وَأَطْهَرُ».

غسل جنابت سے متعلق احکام و مسائل
ﷺ ایک رات تمام ازواج مطہرات ﷺ کے پاس گئے۔ آپ ان میں سے ہر ایک کے گھر میں غسل کرتے رہے۔ کسی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ایک ہی غسل کیوں نہیں کر لیتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس (طریقے) میں صفائی پاکیزگی اور طہارت زیادہ ہے۔“

☀️ فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صفائی اور نظافت کا بڑا اہتمام فرماتے تھے۔ اسی وجہ سے آپ خوشبو کو بے حد پسند کرتے تھے جبکہ بو اور بو والی اشیاء کو انتہائی ناپسند کرتے تھے لہذا بیاز، بھسن یا اس قسم کی دوسری اشیاء جن کو کھانے سے منہ سے ناگوار بخوس ہوتی ہے آپ نے نماز کے لیے آنے سے قبل استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(المعجم ۱۰۳) - **بَابُ فِي الْجُنْبِ** باب ۱۰۳- جنبی (غسل کیے بغیر) کھانی سکتا ہے یا کُلُّ وَيَسْرُبُ (التحفة ۱۰۳)

۵۹۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُثَيْبَةَ، وَعَنْدَرُ، وَوَكَيْعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ، وَهُوَ جُنْبٌ، تَوَضَّأَ.

۵۹۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو جب غسل کی حاجت ہوتی اور (اسی دوران میں) آپ کچھ کھانا تناول فرمانا چاہتے تو (کھانے سے پہلے) وضو کر لیتے۔

☀️ فائدہ: اس وضو سے نماز والا وضو بھی مراد ہو سکتا ہے، جیسے حدیث: ۵۹۲ میں آ رہا ہے۔ اور لغوی وضو یعنی ہاتھ منہ دھونا بھی مراد ہو سکتا ہے۔ جیسے صحیح ابن خزیمہ میں خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کو جب غسل کی حاجت ہوتی اور (اسی دوران میں) آپ کچھ کھانا تناول فرمانا چاہتے تو دونوں ہاتھ دھو لیتے، پھر کھانا تناول فرما لیتے۔ (صحیح ابن خزیمہ، الوضوء، جماع أبواب فضول التطهير.....، باب ذکر الدلیل علی أن الأمر بالوضوء للحجب عند إرادة الأكل أمر نذوب وإرشاد و فضيلة وإباحة، حدیث: ۴۱۸)

۵۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ﷺ سے روایت ہے

۵۹۱- أخرجه مسلم، الحيض، باب جواز نوم الجنب واستحباب الوضوء له... الخ، ح: ۳۰۵ عن ابن أبي شيبة به.
۵۹۲- [إسناده ضعيف] * شرح حبيب وثقه ابن حبان، وضعفه جمهور الأئمة، قاله الهيثمي، نيل المقصود: ۴۸۱۳.

۱- ابواب الطهارة وستنها

بے وضو قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا بیان

هَيَّاجُ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ صَبِيحٍ : حَدَّثَنَا أَبُو أُوَيْسٍ ، عَنْ شُرْحَبِيلِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ : سُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الْجُنُبِ ، هَلْ يَنَامُ أَوْ يَأْكُلُ أَوْ يَشْرَبُ ؟ قَالَ : «نَعَمْ ، إِذَا تَوَضَّأَ وَضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ» .

انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ سے جنسی کے متعلق سوال کیا گیا: کیا وہ سو سکتا ہے یا کھا پی سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں، جب وضو کر لے جس طرح نماز کے لیے وضو ہوتا ہے۔“

فائدہ: مذکورہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن متنا و معنا صحیح ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث: ۵۸۵ اور صحیح مسلم کی حدیث نمبر: ۳۰۶۲ میں بھی یہی مسئلہ بیان ہوا ہے غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

(المعجم ۱۰۴) - بَابُ مَنْ قَالَ يُجْزِئُهُ غَسْلُ يَدَيْهِ (التحفة ۱۰۴)

باب: ۱۰۴- اس شخص کی دلیل جو کہتا ہے کہ جنسی کے لیے ہاتھ دھونا کافی ہے

۵۹۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ، عَنْ يُونُسَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ ، وَهُوَ جُنُبٌ ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ .

۵۹۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ حالت جنابت میں (غسل کرنے سے پہلے) کچھ تناول فرمانا چاہتے تو اپنے ہاتھ دھو لیتے۔

فائدہ: کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا مستحب ہے اگرچہ جنسی نہ ہو لیکن جب جنسی ہو تو ہاتھ دھونا ضروری اور وضو کر لینا مستحب ہے۔

(المعجم ۱۰۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلَى غَيْرِ طَهَارَةٍ (التحفة ۱۰۵)

باب: ۱۰۵- بے وضو قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا بیان

۵۹۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ : حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ عَمْرِوِ ابْنِ مُرَّةٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ :

۵۹۴- حضرت عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں حضرت علی بن ابوطالب (رضی اللہ عنہ) کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے (مسائل بیان

۵۹۳- [صحیح] تقدم، ح: ۵۸۴، وله شواهد عند مسلم.

۵۹۴- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الجنب يقرأ القرآن، ح: ۲۲۹، وقال الترمذي، ح: ۱۴۶، 'حسن صحيح'، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

۱- أبواب الطهارة وسننها

بے وضو قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا بیان کرتے ہوئے) فرمایا: رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء میں جاتے، تھوڑے حاجت سے فارغ ہو کر باہر تشریف لاتے تو ہمارے ساتھ روٹی گوشت بھی تناول فرماتے اور قرآن کی تلاوت بھی کرتے۔ آپ ﷺ کو جنابت کے سوا کوئی چیز قرآن (کی تلاوت) سے مانع نہیں ہوتی تھی۔

دَخَلْتُ عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْتِي الْخَلَاءَ، فَيَقْضِي الْحَاجَةَ، ثُمَّ يَخْرُجُ، فَيَأْكُلُ مَعَنَا الْخُبْزَ وَاللَّحْمَ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ، وَلَا يَحْجُبُهُ، وَرُبَّمَا قَالَ: وَلَا يَحْجُزُهُ عَنِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ إِلَّا الْجَنَابَةُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں ہر

حالت میں قرآن مجید پڑھتے تھے جب تک جنابت سے نہ ہوتے۔ (جامع الترمذی، الطهارة، باب ما جاء في الرجل يقرأ القرآن على كل حال مالم يكن جنباً، حدیث: ۱۳۶) امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کر کے فرمایا: [حَدِيثُ عَلِيٍّ [هَذَا] حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ] ”حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حسن صحیح ہے۔“ اس حدیث کو امام حاکم نے بھی صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔ ② حاکم نے اور جنابی قرآن مجید کی تلاوت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔ اس مسئلے میں علمائے کرام کے قابل ذکر تین اقوال ہیں: (ا) حاکم نے عورت اور جنابی شخص مطلقاً تلاوت قرآن کر سکتے ہیں۔ یہ رائے امام بخاری، ابن حزم اور دیگر ائمہ کی ہے۔ (ب) حاکم نے عورت اور جنابی شخص مطلقاً تلاوت نہیں کر سکتے۔ یہ جمہور علمائے کرام کی رائے ہے۔ (ج) تیسری رائے یہ ہے کہ حاکم نے عورت اور جنابی شخص کے لیے تلاوت کرنا مکروہ تنزیہی ہے، یعنی اگر وہ تلاوت نہ کریں تو یہ افضل و بہتر ہے لیکن اگر تلاوت کرنا چاہیں تو کوئی حرج بھی نہیں۔ یہ رائے مندرجہ ذیل اسباب کی بنا پر راجح ہے۔ جمہور علماء جو تلاوت سے منع کے قائل ہیں ان کے تمام دلائل ضعیف اور ناقابل استدلال ہیں، مثلاً: حدیث: [وَلَا تَقْرَأُ الْحَائِضُ وَلَا الْمُحْنَبُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ] (جامع الترمذی، الطهارة، باب ما جاء في الحنب والحائض، انهما لا يقرآن القرآن، حدیث: ۱۳۱، و إرواء الغلیل: ۲۰۶/۱) اور [فَإِنِّي لَا أَحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَلَا جُنْبٍ] (ابوداؤد، حدیث: ۲۳۲) اور اگر کوئی دلیل صحیح بھی ہے تو اس سے استدلال کرنا محل نظر ہے، مثلاً: آیت قرآنی: ﴿لَا يَسْأَلُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ﴾ (الواقعة: ۷۹/۵۶) سے استدلال کرنا درست نہیں ہے کیونکہ یہاں [مُطَهَّرُونَ] سے مراد فرشتے ہیں جیسا کہ سیاق سے واضح ہوتا ہے۔ جن علمائے کرام کے نزدیک مطلقاً تلاوت قرآن مجید جائز ہے ان کے دلائل عمومی ہیں اور ان سے مطلقاً جواز کا مفہوم لینا بھی محل نظر ہے کیونکہ ان عمومی دلائل کے باوجود بعض صورتیں ایسی ملتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے وضو نہ ہونے کی وجہ سے احتیاط پر عمل کیا ہے، جیسے آپ نے اس شخص کے سلام کا جواب نہیں دیا تھا جس نے آپ کو ایسے وقت میں سلام کہا جب آپ بے وضو تھے پھر آپ نے طہارت کے بعد اس کے سلام کا جواب دیا۔ ایسے ہی دلائل کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ عدم طہارت کی حالت میں

۱- أبواب الطهارة وسننها جنابت کی وضاحت کا بیان

تلاوت قرآن سے اجتناب کرنا بہتر ہے جبکہ جواز میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ ۳) عہد حاضر میں بچیوں کے مدارس میں یہ مسئلہ عام طور پر پیش آتا رہتا ہے۔ کبھی استانی اس مشکل کا شکار ہوتی ہے تو کبھی طالبات کو اس کا سامنا کرنا پڑتا ہے لہذا ان مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ مسئلہ مذکورہ میں محتاط اور قرین انصاف رائے یہی ہے کہ بغیر طہارت کے تلاوت کرنا مکروہ ہے اور ضرورت و حاجت کے وقت اس کی اجازت ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۹۵- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا
إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ
عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ الْجُنُبُ
وَلَا الْحَائِضُ».

۵۹۵- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنبی اور حائضہ قرآن نہ
پڑھیں۔“

۵۹۶- قَالَ أَبُو الْحَسَنِ: وَحَدَّثَنَا
أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا
إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ
عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَقْرَأُ الْجُنُبُ وَالْحَائِضُ
شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ».

۵۹۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جنبی اور حائضہ قرآن
میں سے کچھ نہ پڑھیں۔“

(المعجم ۱۰۶) - بَاب: تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ
جَنَابَةٌ (التحفة ۱۰۶)

باب: ۱۰۶- ہر ہر بال کے نیچے جنابت ہے

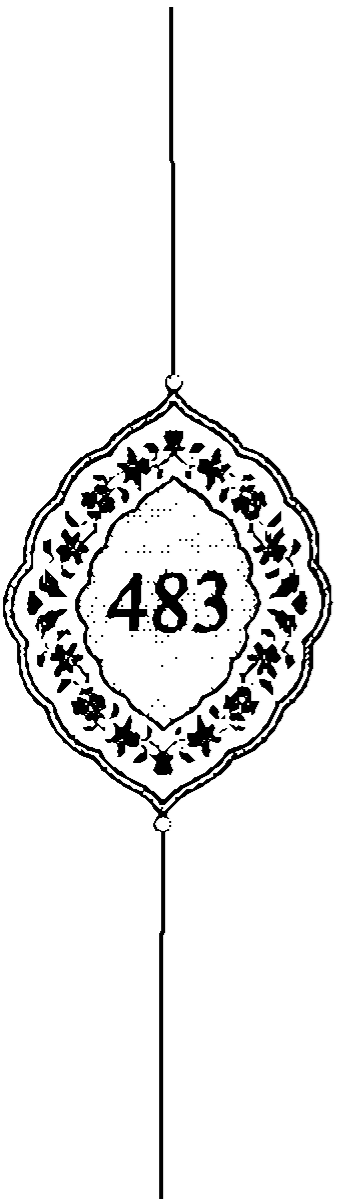
۵۹۷- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ
الْجَهْزَمِيُّ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ [وَجِيهِ:]
حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ

۵۹۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر بال کے نیچے جنابت ہے،
اس لیے بالوں کو دھو ڈالو اور جلد کو صاف کرو۔“

۵۹۵- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء في الجنب والحائض: أنهما لا يقرآن القرآن،
ح: ۱۳۱ من حديث إسماعيل به * موسى مدني، ورواية إسماعيل عن الحجازيين ضعيفة كما في التهذيب وغيره،
وهو حسن الحديث عن أهل بلده الشاميين، انظر، ح: ۱۵۹۷.

۵۹۶- [ضعيف] انظر الحديث السابق.

۵۹۷- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الغسل من الجنابة، ح: ۲۴۸، والترمذي، ح: ۱۰۶،
وقال: "حديث الحارث بن وجيه حديث غريب، لا نعرفه إلا من حديثه، وهو شيخ ليس بذلك".



۱- أبواب الطهارة وسننها

جنابت کی وضاحت کا بیان

سیرین، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ، فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ، وَأَنْقُوا الْبَسْرَةَ».

۵۹۸- حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانچوں نمازیں جمعہ دوسرے جمعے تک اور امانت کی ادائیگی ان کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے۔“ میں نے عرض کیا: امانت کی ادائیگی سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ”جنابت کا غسل کیونکہ ہر بال کے نیچے جنابت ہے۔“

۵۹۸- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنِي عُثْبَةُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ: حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ: حَدَّثَنِي أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «الصلوات الخمس، والجمعة إلى الجمعة، وأداء الأمانة، كفارة لما بيننا» . قُلْتُ: وَمَا آدَاءُ الْأَمَانَةِ؟ قَالَ: «غَسْلُ الْجَنَابَةِ، فَإِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةٌ» .



☀️ فوائد و مسائل: ① جنابت کے غسل کو امانت کی ادائیگی سے تعبیر کیا گیا ہے، یعنی جیسے امانت صاحب امانت کو ادا کرنا ضروری ہے ایسے ہی جنابت کا غسل بھی نہایت ضروری ہے کیونکہ غسل کے بغیر جنابت کی ناپاکی زائل نہیں ہو گی۔ ② جن اعمال کی بابت کہا گیا ہے کہ وہ کفارہ بن جاتے ہیں تو ان سے مراد صغیرہ گناہ ہیں کیونکہ کبیرہ گناہ کسی عمل سے نہیں بلکہ خالص توبہ سے معاف ہوتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت سے۔

۵۹۹- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے غسل جنابت میں جسم کی بال برابر جگہ بھی چھوڑ دی اور اسے نہ دھویا اسے آگ کا اتنا اتنا (بہت زیادہ) عذاب دیا جائے گا۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اسی وجہ سے میں نے اپنے بالوں سے دشمنی اختیار کر لی۔ آپ سر کے بال کاٹ دیا کرتے تھے۔

۵۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَادَانَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ تَرَكَ [مَوْضِعَ] شَعْرَةٍ مِنْ جَسَدِهِ، مِنْ جَنَابَةٍ، لَمْ يَغْسِلْهَا، فَعَلَّ

۵۹۸- [حسن] أخرجه الطبراني في الكبير: (۴/ ۱۵۵، ح: ۳۹۸) من حديث هشام بن عمار به، وأورده الضياء في المختارة، وانظر، ح: ۳۵۵ لحال السند، والحديث الآتي شاهد لبعضه.
۵۹۹- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الغسل من الجنابة، ح: ۲۴۹ من حديث حماد به، وصححه ابن جرير، والحافظ في التلخيص الحبير.

۱- أبواب الطهارة وسننها _____ عورت کے احتلام سے متعلق احکام و مسائل

بِهِ كَذًا وَكَذًا، مِنَ النَّارِ». قَالَ عَلِيُّ: فَمِنْ
نَمَّ عَادَيْتُ شَعْرِي، وَكَانَ يَجُرُّهُ.

☀️ فائدہ: سر کے بال رکھنا اگرچہ افضل ہے بشرطیکہ انگریزی طریقے کے نہ ہوں بلکہ سنت کے مطابق یعنی پٹے بال
ہوں تاہم بال منڈا دینے بھی جائز ہیں۔

(المعجم ۱۰۷) - بَابُ فِي الْمَرْأَةِ
تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ
(التحفة ۱۰۷)

باب: ۱۰۷- جس عورت کو نیند میں مرد کی
طرح احتلام ہو

۶۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،
وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ
هَشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ
أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ:
جَاءَتْ أُمُّ سَلِيمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَتْهُ عَنِ
الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ؟
قَالَ: «نَعَمْ، إِذَا رَأَتْ الْمَاءَ فَلْتَغْتَسِلْ»
فَقُلْتُ: فَضُحَّتِ النِّسَاءُ، وَهَلْ تَحْتَلِمُ
الْمَرْأَةُ؟ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «تَرَبَّتْ يَمِينُكَ،
فِيمَ يُشَبِّهُهَا وَلَدَهَا إِذَا؟».

۶۰۰- حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت
ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوئیں اور مسئلہ پوچھا کہ اگر عورت کو خواب میں وہ کچھ
نظر آئے جو مرد کو نظر آتا ہے (تو اس کا کیا حکم ہے؟)
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں، جب اسے پانی نظر آئے تو
اسے غسل کرنا چاہیے۔“ (ام المؤمنین نے فرمایا) میں
نے کہا: (اے ام سلیم!) تم نے عورتوں کو رسوا کر دیا ہے
بھلا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”تیرا بھلا ہو! پھر اس کی اولاد اس سے مشابہ کیوں
ہوتی ہے؟“

☀️ فوائد و مسائل: ① عورت عالم و دین مرد سے ہر قسم کا مسئلہ پوچھ سکتی ہے لیکن انداز اور الفاظ کا انتخاب مناسب
اور حیا کے تقاضوں کے مطابق ہونا چاہیے۔ ② ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو اس سوال پر تعجب ہوا کیونکہ انھیں کبھی ایسی صورت
حال پیش نہیں آئی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں میں یہ صورت حال شاذ و نادر پیش آتی ہے جبکہ مردوں میں یہ ایک
معمول کا مسئلہ ہے۔ ③ صرف خواب میں مباشرت کا عمل یا ایسی کوئی چیز نظر آنے سے غسل فرض نہیں ہوتا بلکہ انزال
سے غسل فرض ہوتا ہے، اس لیے اگر جسم یا لباس پر مادہ منویہ لگا ہوا نظر آئے تو غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے، خواہ خواب
یا وہو یا نہ ہو۔ ④ [تَرَبَّتْ يَمِينُكَ] کے لفظی معنی ہیں: ”تیرے داہنے ہاتھ کو مٹی لگے۔“ لیکن اہل عرب اس قسم کے

۶۰۰- أخرجه البخاري، العلم، باب الحياء في العلم، ح: ۱۳۰، ۲۸۲، ۳۳۲۸، ۶۰۹۱، ۶۱۲۱، ومسلم،
الحيض، باب وجوب الغسل على المرأة بخروج المني منها، ح: ۳۱۳ من حديث هشام به.

۱- أبواب الطهارة وسننها

عورت کے احکام سے متعلق احکام ومسائل

محاورات تعجب یا ڈانٹ کے موقع پر بولتے ہیں، لفظی مطلب مقصود نہیں ہوتا۔ ⑤ چونکہ بچے کی تخلیق میں مرد اور عورت دونوں کے پانی کا دخل ہوتا ہے اس لیے بچہ کبھی باپ یا دودھیالی رشتہ داروں سے مشابہت رکھتا ہے، کبھی ماں اور رضیالی رشتہ داروں سے۔ ارشاد نبوی کا مطلب یہ ہے کہ جب عورت میں یہ پانی موجود ہے جس سے بچے کی تخلیق ہوتی ہے تو وہ خواب میں جسم سے خارج بھی ہو سکتا ہے لہذا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔

۶۰۱- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا جسے خواب میں وہ چیز نظر آئے جو مرد کو نظر آیا کرتی ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اسے یہ چیز نظر آئے اور اسے انزال ہو جائے تو اس پر غسل کرنا واجب ہے۔“ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے اللہ کے رسول! کیا ایسے بھی ہو جاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں! مرد کا پانی گاڑھا اور سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی پتلا اور زرد ہوتا ہے۔ ان دونوں میں سے جو بھی سبقت لے جائے یا غالب آ جائے بچہ اس سے مشابہ ہوتا ہے۔“

۶۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ، وَعَبْدُ الْأَعْلَى ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ ، عَنْ قَتَادَةَ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِذَا رَأَتْ ذَلِكَ ، فَأَنْزَلَتْ ، فَعَلَيْهَا الْغُسْلُ» فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيْكُونُ هَذَا؟ قَالَ : «نَعَمْ ، مَاءُ الرَّجُلِ غَلِيظٌ أبيضٌ ، وَمَاءُ الْمَرْأَةِ رقيقٌ أَصْفَرٌ ، فَأَيُّهُمَا سَبَقَ أَوْ عَلَا ، أَشَبَّهُهُ الْوَالِدُ» .

۶۰۲- حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا کہ اگر عورت خواب میں وہی دیکھے جو کچھ مرد دیکھتا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس پر غسل فرض نہیں جب تک اسے انزال نہ ہو۔ جس طرح مرد پر غسل واجب نہیں جب تک اسے انزال نہ ہو۔“

۶۰۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ ، قَالَا : حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرَى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ؟ فَقَالَ : «لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ» .

۶۰۱- أخرجه مسلم، الحوض، باب وجوب الغسل على المرأة... الخ، ح: ۳۱۱ من حديث سعيد به.

۶۰۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶/۶۰۹ عن وكيع به * علي بن زيد تقدم، ح: ۱۱۶، وتابعه عطاء الخراساني عند النسائي: (۱/۱۱۵)، ح: ۱۹۸، وعطاء كان "يدلس" كما في التقريب وغيره، ولم أجد تصريح سماعه، والحديث السابق: ۶۰۱ يعني عنه.

۱- ابواب الطهارة وسننها
حَتَّى تَنْزِلَ . كَمَا أَنَّهُ لَيْسَ عَلَى الرَّجُلِ غُسْلُ
حَتَّى يُنْزَلَ» .

🌞 فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے اور مزید لکھا ہے کہ سابقہ روایت (۶۱۰) اس سے کفایت کرتی ہے جو کہ حسن ہے لہذا معلوم ہوا کہ یہ روایت قابل عمل اور قابل حجت ہے علاوہ ازیں دیگر محققین نے اس روایت کو شواہد کی بنا پر حسن کہا ہے۔ ② اس مسئلے میں مرد اور عورت دونوں کا ایک ہی حکم ہے یعنی اگر جسم اور کپڑے صاف ہوں تو خواہ کسی طرح کا خواب دیکھا ہو غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔ ③ بچے کا ماں سے یا باپ سے مشابہ ہونے کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ شکل و صورت میں ماں سے یا باپ سے مشابہ ہوتا ہے اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اولاد کے مذکر یا مؤنث ہونے کا تعلق مذکورہ بالا معاملے سے ہے۔

(المعجم ۱۰۸) - بَابُ مَا جَاءَ فِي غُسْلِ
النِّسَاءِ مِنَ الْجَنَابَةِ (التحفة ۱۰۸)

باب: ۱۰۸- عورتوں کے غسل جنابت کا بیان



۶۰۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا شُعْبَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ
مُوسَى ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ ،
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ :
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ! إِنِّي امْرَأَةٌ أَشَدُّ ضَفْرَ
رَأْسِي ، أَفَأَنْقِضُهُ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ ؟ فَقَالَ :
«إِنَّمَا يَكْفِيكَ أَنْ تَحْشِيَ عَلَيْهِ ثَلَاثَ حَبَاتٍ
مِنْ مَاءٍ ، ثُمَّ تَفِيضِي عَلَيْكَ مِنَ الْمَاءِ
فَتَطْهَرِينَ» . أَوْ قَالَ : «فَإِذَا أَنْتِ قَدْ
طَهَرْتِ» .

۶۰۳- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں سر کے بالوں کی مینڈھیاں مضبوطی سے بناتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے لیے انھیں کھولا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تجھے یہی کافی ہے کہ سر پر پانی کی تین لپس ڈال لے پھر اپنے (پورے جسم) پر پانی بہالے تو پاک ہو جائے گی۔“ یا فرمایا: ”بس تو پاک ہو گئی۔“

🌞 فائدہ: جس طرح مرد کے لیے ضروری ہے کہ سر کی جلد کو بھی باقی جسم کی طرح تر کرے عورت کے لیے بھی غسل جنابت میں یہ تاکید ہے البتہ بالوں کی مینڈھیاں اچھی طرح بنی ہوئی ہوں تو انھیں نہ کھولے کیونکہ اس میں مشقت ہے لیکن اگر اس کے بال ڈھیلے ڈھالے گوندھے ہوئے ہوں یا کھلے ہوئے ہوں تو بالوں کو خوب دھونا چاہیے۔

۶۰۳- أخرجه مسلم، الحيض، باب حكم ضفائر المغتسلة، ح: ۳۳۰ عن ابن أبي شيبة وغيره.

۶۰۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَلِيٍّ ، عَنْ أَيُّوبَ ،
 عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ :
 بَلَغَ عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَأْمُرُ
 نِسَاءَهُ ، [إِذَا اغْتَسَلْنَ] ، أَنْ يَنْقُضْنَ
 رُؤُوسَهُنَّ ، فَقَالَتْ : يَا عَجَبًا لِابْنِ عَمْرٍو
 هَذَا ، أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَخْلِفْنَ رُؤُوسَهُنَّ ،
 لَقَدْ كُنْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ نَغْتَسِلُ مِنْ
 إِنَاءٍ وَاحِدٍ ، فَلَا أَزِيدُ عَلَى أَنْ أُفْرِغَ عَلَى
 رَأْسِي ثَلَاثَ إِفْرَاقَاتٍ .

(المعجم ۱۰۹) - بَابُ الْجُنُبِ يَنْعَمُسُ
 فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ أَيُجِزُهُ (التحفة ۱۰۹)

۶۰۵- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى ،
 وَحَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِيَّانِ ، قَالَا :
 حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، عَنْ عَمْرٍو بْنِ
 الْحَارِثِ ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْأَشَّحِ
 أَنَّ أَبَا السَّائِبِ ، مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ :
 حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ : قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : « لَا يَغْتَسِلُ أَحَدُكُمْ فِي
 الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ » فَقَالَ : كَيْفَ
 يَفْعَلُ ؟ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ! قَالَ : يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا .

غسل جنابت سے متعلق احکام و مسائل

۶۰۳- حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 انھوں نے کہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ حضرت
 عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اپنی خواتین کو حکم دیتے ہیں کہ جب وہ
 غسل کریں تو سر (کی مینڈھیاں وغیرہ) کھول لیا کریں۔
 ام المومنین نے فرمایا: عبداللہ بن عمرو پر تعجب ہے! (کہ وہ
 عورتوں کو غسل کے لیے بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں) وہ انھیں
 یہ حکم کیوں نہیں دے دیتے کہ اپنے سر منڈوا دیا کریں۔ میں
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی برتن میں غسل کرتے تھے میں
 تو اس سے زیادہ نہیں کرتی تھی کہ سر پر تین بار پانی ڈال
 لیتی تھی۔ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بال کھولنے کا حکم نہیں دیتے تھے۔)

باب: ۱۰۹- کیا جنبی کے لیے ٹھہرے ہوئے
 پانی میں غوطہ لگانا کافی ہے؟

۶۰۵- حضرت ہشام بن زہرہ کے آزاد کردہ غلام
 حضرت ابوساب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا: ”جب کوئی شخص جنبی ہو تو ٹھہرے ہوئے پانی میں
 غسل نہ کرے۔“ ابوساب نے کہا: اے ابو ہریرہ! پھر
 وہ کیا کرے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کسی چیز
 میں پانی لے کر غسل کر لے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① ٹھہرے ہوئے پانی میں غسل کرنے سے ممانعت میں یہ حکمت ہے کہ اگر اس میں ایک سے

۶۰۴- أخرجه مسلم، الحیض، باب حکم ضفائر المغتسلة، ح: ۳۳۱ عن ابن أبي شيبه وغيره به.
 ۶۰۵- أخرجه مسلم، الطهارة، باب النهي عن الاغتسال في الماء الراكد، ح: ۲۸۳ عن أحمد بن عيسى وغيره به.

۱- أبواب الطهارة وسننها غسل جنابت سے متعلق احکام و مسائل

بعد دوسرا آدی غسل کرے گا تو وہ جلد ہی ناقابل استعمال ہو جائے گا۔ جب کہ الگ پانی لے کر نہانے سے باقی پانی صاف ستھرا رہے گا اور دوسرے لوگ اس سے فائدہ حاصل کر سکیں گے۔ ① یہ اسلام کی خوبی ہے کہ اس نے طہارت و نظافت میں ان آداب کی طرف رہنمائی کی ہے جن کی طرف عام طور پر توجہ مبذول نہیں ہوتی۔

(المعجم ۱۱۰) - بَابُ الْمَاءِ مِنَ الْمَاءِ باب: ۱۱۰- انزال سے غسل واجب ہوتا ہے

(التحفة ۱۱۰)

۶۰۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ ذَكْوَانَ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ، فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ، فَقَالَ: «لَعَلْنَا أَعْجَلْنَاكَ؟» قَالَ: نَعَمْ. يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «إِذَا أَعْجَلْتَ أَوْ أَفْحِطْتَ، فَلَا تُغْسَلْ عَلَيْكَ، وَعَلَيْكَ الْوُضُوءُ».

۶۰۶- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری صحابی کے پاس گئے اور اسے بلوایا۔ وہ (گھر سے) نکلا تو اس کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”شاید ہم نے تجھے جلدی میں ڈال دیا؟“ اس نے کہا: ”جی ہاں، اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: ”جب تجھے (کسی وجہ سے) جلدی پڑ جائے (اور تجھے فارغ ہونے سے پہلے پیچھے ہٹنا پڑے) یا تجھے انزال نہ ہو تو تجھ پر غسل فرض نہیں صرف وضو کرنا ضروری ہے۔“

۶۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ سَعَادٍ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ».

۶۰۷- حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پانی (کا استعمال) پانی (کے خروج) سے واجب ہوتا ہے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی سے عمل زوجیت میں مشغول ہو پھر

۶۰۶- أخرجه البخاري، الوضوء، باب من لم ير الوضوء إلا من المخرجين من القبيل والدبر، ح: ۱۸۰، ومسلم، الحيف، باب بيان أن الجماع كان في أول الإسلام... الخ، ح: ۳۴۵ من حديث شعبه .
۶۰۷- [صحیح] أخرجه النسائي، الطهارة، باب الذي يحتلم ولا يرى الماء: ۱/ ۱۱۵، ح: ۱۹۹ من حديث سفیان به، وله شواهد عند مسلم، ح: ۳۴۳ وغيره .

۱- أبواب الطهارة وسننها

غسل جنابت سے متعلق احکام و مسائل

انزال سے قبل الگ ہونا پڑے تو غسل واجب نہیں ہوگا۔ لیکن یہ حکم شروع میں تھا بعد میں منسوخ ہو گیا۔ اب حکم یہ ہے کہ ہم بستری کے بعد غسل واجب ہے چاہے انزال یا نہ ہو جیسا کہ اگلے باب کی روایات سے واضح ہے۔
 ① ”پانی پانی سے واجب ہوتا ہے“ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ اگر خواب میں کوئی ایسی صورت حال نظر آئے جس سے غسل فرض ہوا کرتا ہے لیکن بیدار ہونے پر جسم یا کپڑوں پر اس کے اثرات نظر نہ آئیں تو غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔ غسل صرف اس صورت میں ضروری ہوگا جب اس کے اثرات عملی طور پر جسم یا کپڑوں پر موجود ہوں جیسے کہ حدیث: ۶۱۴ میں بیان ہوگا۔ اس معنی کے لحاظ سے یہ حدیث منسوخ نہیں۔

(المعجم ۱۱۱) - **بَابُ مَا جَاءَ فِي وَجُوبِ الْغُسْلِ إِذَا تَقَى الْخِتَانَانَ**
 (التحفة ۱۱۱)

۶۰۸- نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: جب (مرد اور عورت کے) ختنے (شرم گاہیں) باہم مل جائیں تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔ میں نے اور رسول اللہ ﷺ نے یہ عمل کیا تو ہم نے غسل کیا۔

۶۰۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّنَافِيسِيُّ، وَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشْقِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: أَنَّ أَبَانَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ: أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِذَا تَقَى الْخِتَانَانَ فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ، فَعَلْتُهُ أَنَا وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَأَغْتَسَلْنَا.

☀️ فائدہ: ختنے ملنے سے مراد جنسی اعضاء کا ملنا، یعنی عمل مباشرت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب جنسی ملاپ کا عمل شروع کر دیا جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے اگرچہ انزال نہ بھی ہو۔

۶۰۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَمَرَ: أَنَّ أَبَانَ يُونُسَ، عَنِ

۶۰۸- [سناده صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء: إذا تقى الختانان وجب الغسل، ح: ۱۰۸، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن حبان، وابن القطان.

۶۰۹- [صحيح] أخرجه الترمذي، الطهارة، باب ماجاء: أن الماء من الماء، ح: ۱۱۰ من حديث يونس بن يزيد، وقال: "حسن صحيح" * الزهري تابعه أبو حازم عند أبي داود، ح: ۲۱۵ وغيره، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والدارقطني، والبيهقي.

۱- أبواب الطهارة وسننها

غسل جنابت سے متعلق احکام و مسائل

الرُّهْرِيُّ قَالَ: قَالَ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ: أَتَبْنَا أَبِي بِنَ كَعْبٍ، قَالَ: إِنَّمَا كَانَتْ رُحْصَةً فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ، ثُمَّ أَمَرْنَا بِالْغُسْلِ، بَعْدُ.

۶۱۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ ذُكَيْنٍ، عَنْ هِشَامِ الدُّسْتَوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ بَيْنَ شُعْبَيْهَا الْأَرْبَعِ، ثُمَّ جَهَدَهَا، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ».

۶۱۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مرد عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے پھر کوشش کرے تو غسل واجب ہو گیا۔“

🌞 فائدہ: چار شاخوں کے درمیان بیٹھے سے مراد عورت کے قریب جانا اور کوشش سے مراد دخول کا عمل انجام دینا ہے یعنی غسل واجب ہونے کے لیے انزال شرط نہیں۔

۶۱۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ حَجَّاجٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا التَّقَى الْخِتَانَانِ، وَتَوَارَتِ [الْحَشْفَةُ]، فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ».

۶۱۱- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تختے باہم مل جائیں اور سپاری چھپ جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔“

🌞 فائدہ: سپاری (حشفہ) عضو خاص کے اس حصے کو کہتے ہیں جس پر ختنہ سے پہلے پردہ ہوتا ہے اور ختنہ کرنے سے وہ حصہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ تختے باہم ملنے کا مفہوم وہی ہے جو سپاری کے (عورت کے مقام مخصوص میں) چھپ جانے کا ہے۔ یہ روایت اقبل کی روایت کے ہم معنی ہے اس لیے بعض نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

۶۱۰- أخرجه البخاري، الغسل، باب إذا التقى الختانان، ح: ۲۹۱، ومسلم، الحيض، باب نسخ: الماء من الماء، ووجوب الغسل بالتقاء الختانين، ح: ۳۴۸ من حديث هشام به، وللحديث شواهد كثيرة.

۶۱۱- [إسناده ضعيف] قال البوصيري: "لهذا إسناده ضعيف لحجاج وهو ابن أرتاة، وتدليس، وقد رواه بالنعنة"، وللحديث شواهد ضعيفة، والحديث السابق، ح: ۶۰۸ يعني عنه.



۱- أبواب الطهارة وسننها - غسل کے وقت پردے کے اہتمام کا بیان

(المعجم ۱۱۲) - بَابُ مَنْ اِخْتَلَمَ وَلَمْ يَرِ

بَلَلًا (التحفة ۱۱۲)

کپڑے گیلے نہ ہوں

۶۱۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ

حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ الْعَمْرِيِّ، عَنْ

عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنِ عَائِشَةَ، عَنِ

النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ

نَوْمِهِ فَرَأَى بَلَلًا، وَلَمْ يَرَ أَنَّهُ اِخْتَلَمَ،

اِغْتَسَلَ، وَإِذَا رَأَى أَنَّهُ قَدْ اِخْتَلَمَ وَلَمْ يَرَ

بَلَلًا، فَلَا غُسْلَ عَلَيْهِ».

پروٹی غسل نہیں۔“

فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے تاہم یہ روایت اور بھی کئی طرق سے مروی ہے بنا بریں بعض محققین کے نزدیک

یہ روایت ان طرق کی وجہ سے قوی ہو جاتی ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية: ۲۶۵/۳۳، ۲۶۶، شیخ البانی رحمہ اللہ

نے بھی اسے حسن کہا ہے۔ دیکھیے: (مشکوٰۃ للالبانی، حدیث: ۴۳۱)، علاوہ ازیں صحیح مسلم کی روایت سے بھی اس

میں بیان کردہ مسئلے کا اثبات ہوتا ہے وہ روایت یہ ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور

پوچھا کہ کیا احتلام ہونے کی صورت میں (جس طرح مرد غسل کرتا ہے) عورت پر بھی غسل ہے؟ آپ نے فرمایا:

”ہاں جب وہ پانی دیکھے۔“ (صحیح مسلم، الحيض، حدیث: ۳۱۳)۔ اس سے واضح ہے کہ اس معاملے میں مرد

اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ خواب (حالت نیند) میں جس کو بھی احتلام ہو جائے اسے یاد ہو یا نہ یاد ہو

لیکن اگر اس کے کپڑے گیلے ہوں تو اس پر غسل واجب ہے بشرطیکہ اس کے کپڑے اس طرح گیلے نہ ہوں جیسے

پیشاب سے گیلے ہوتے ہیں کیونکہ اس صورت میں اس پر غسل واجب نہیں ہوگا۔ اور اگر اسے خواب میں احتلام تو یاد

ہو لیکن اس کی کوئی علامت (نمی) اس کے کپڑوں پر نہ ہو تو غسل واجب نہیں ہوگا۔

(المعجم ۱۱۳) - بَابُ مَا جَاءَ فِي

الِاسْتِتَارِ عِنْدَ الْغُسْلِ (التحفة ۱۱۳)

اہتمام کرنا

۶۱۳- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ: حضرت ابو سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۶۱۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في الرجل يجد البله في منامه، ح: ۲۳۶، والترمذي،

ح: ۱۱۳ من حديث حماد بن خالد به، وقال الترمذي: "عبد الله (العمري) ضعفه يحيى بن سعيد القطان من قبل حفظه

في الحديث".

۶۱۳- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب بول الصبي يصيب الثوب، ح: ۳۷۶ عن العباس وغيره،

۱- أبواب الطهارة وسننها

الْعَبْرِيُّ، وَأَبُو حَفْصٍ، وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ
الْفَلَّاسُ، وَمُجَاهِدُ بْنُ مُوسَى قَالُوا:
حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ الْوَلِيدِ: أَخْبَرَنِي مُجَلُّ بْنُ
خَلِيفَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو السَّمْحِ قَالَ: كُنْتُ
أَخْذُمُ النَّبِيَّ ﷺ، فَكَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ
يَعْتَسِلَ، قَالَ: «وَلَنِي» فَأَوْلِيَهُ قَفَايَ،
وَأَنْشُرُ التُّوبَ فَأَسْتُرُهُ بِهِ.

غسل کے وقت پردے کے اہتمام کا بیان
انہوں نے بیان کیا کہ میں نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا
تھا۔ آپ جب غسل کرنا چاہتے تو فرماتے: ”مجھ سے رخ
پھیر لو۔“ میں آپ کی طرف پیٹھ کر لیتا اور کپڑا پھیلا کر
آپ کو پردہ کر دیتا۔

☀️ فائدہ: کسی کے سامنے بے لباس ہونا جائز نہیں البتہ تنہائی میں یا پردے میں کسی ضرورت کے تحت لباس اتارنا
جائز ہے۔

۶۱۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ
الْمُضَرِّيُّ: أُنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ
أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ سَبَّحَ
فِي سَفَرٍ، فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يُخْبِرُنِي، حَتَّى
أَخْبَرْتَنِي أُمُّ هَانِيءٌ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ: أَنَّهُ
قَدِمَ عَامَ الْفَتْحِ، فَأَمَرَ بِسِتْرِ فَسْتَرَّ عَلَيْهِ،
فَاعْتَسَلَ، ثُمَّ سَبَّحَ ثَمَانِي رَكَعَاتٍ.

۶۱۴- حضرت عبد اللہ بن نوفل سے روایت ہے
انہوں نے کہا: میں نے (صحابہ کرام سے) سوال کیا کہ
رسول اللہ ﷺ نے سفر میں نفل پڑھے ہیں؟ کوئی شخص
مجھے (یہ مسئلہ) بتانے والا نہ ملا۔ آخر مجھے ام ہانی بنت
ابوطالب رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے سال
(مکہ مکرمہ) تشریف لائے آپ نے حکم دیا تو آپ پر
پردہ کیا گیا، چنانچہ آپ نے غسل کیا پھر آٹھ رکعت نفل
ادا کیے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ نہاتے وقت پردہ کر لینا چاہیے اگرچہ جسم پر مخفی لباس موجود بھی ہو۔
اس چیز کا اشارہ اس بات سے ملتا ہے کہ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے بات چیت کی اور
ابن ہبیرہ کو امان عطا فرمائی۔ (صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحیٰ.....، حدیث:
۳۳۶ قبل حدیث: ۴۲۰) جب کہ قضاے حاجت کے وقت ستر کھول کر باتیں کرنے پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے جیسے

«وصححه ابن خزيمة، والحاكم، والذهبي.

۶۱۴- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحیٰ... الخ، ح: ۳۳۶ بعد حدیث: ۷۱۹، من
حدیث الزهري به باختلاف يسير.

۱- ابواب الطهارة وسننها

پیشاب پاخانے کی حاجت کے وقت نماز پڑھنے کی ممانعت کا بیان

کہ حدیث ۳۳۳ میں بیان ہوا ہے، اس لیے اس موقع پر غسل کرتے ہوئے نبی ﷺ نے یقیناً مختصر لباس پہنا ہوا ہوگا ورنہ نام ہائی ﷺ سے کلام نہ فرماتے۔ ① مکہ کے موقع پر نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں مسافر کی حیثیت سے ٹھہرے ہوئے تھے، اس کے باوجود نماز ادا فرمائی جو نفل نماز ہے البتہ آپ سفر میں سنن رواتب (فرض نماز سے پہلے اور بعد میں پڑھی جانے والی سنتیں) نہیں پڑھتے تھے۔

۶۱۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ بْنُ ثَعْلَبَةَ الْجَمَّانِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ أَبُو يَحْيَى الْجَمَّانِيُّ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِمَارَةَ، عَنْ الْمُنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَغْتَسِلَنَّ أَحَدُكُمْ بِأَرْضِ فَلَاةٍ، وَلَا فَوْقَ سَطْحٍ لَا يُوَارِيهِ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ يَرَى، فَإِنَّهُ يَرَى».

۶۱۵- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص کھلے میدان میں غسل نہ کرے نہ ایسی چھت پر غسل کرے جس پر پردہ نہ ہو سکے۔ اگر وہ کسی کو نہیں دیکھتا تو اس پر تو نظر پڑتی ہے۔“

باب ۱۱۴- پیشاب پاخانے کی حاجت ہو تو نماز پڑھنا منع ہے

(المعجم ۱۱۴) - بَابُ مَا جَاءَ فِي النَّهْيِ لِلْحَاقِقِينَ أَنْ يُصَلِّيَ (التحفة ۱۱۴)

۶۱۶- حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی شخص قضاے حاجت کے لیے جانا چاہتا ہو اور نماز کھڑی ہو جائے تو اسے چاہیے کہ پہلے حاجت سے فراغت حاصل کرے۔“

۶۱۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَتَيْنَا سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ الْغَائِطَ، وَأَقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَلْيَبْدَأْ بِهِ».

سُورَةُ فَادَهُ: اس کی حکمت یہ ہے کہ اگر اسی کیفیت میں نماز شروع کرے گا تو توجہ نماز کی طرف نہیں ہو سکے گی اور اطمینان سے نماز ادا نہیں کر سکے گا اس لیے ضروری ہے کہ اس حاجت سے فارغ ہو کر نماز شروع کرے تاکہ توجہ ادا

۶۱۵- [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: 'هذا إسناده ضعيف، أبو عبيدة، قيل: لم يسمع من أبيه عبدالله بن مسعود، والحسن بن عماره مجمع على ترك حديثه'.

۶۱۶- [صحیح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب أبعلي الرجل وهو حاقن، ح: ۸۸ من حديث هشام به، واصله الترمذي، وابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

۱- أبواب الطهارة وسننها

اطمینان سے نماز پڑھ کے۔

استحاضے سے متعلق احکام ومسائل

۶۱۷- حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ أَدَمَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ ابْنِ الْحُبَابِ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنِ السَّمْعَرِيِّ بْنِ نَسِيرٍ، عَنِ يَزِيدَ بْنِ شَرِيحٍ، عَنْ أَبِي أَمَامَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ وَهُوَ حَاقِنٌ.

۶۱۷- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی پیشاب روکے ہوئے نماز پڑھے۔

۶۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أَسَامَةَ، عَنْ إِدْرِيسَ الْأَوْدِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَبِهِ أَدَى».

۶۱۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص اس حال میں نماز کے لیے کھڑا نہ ہو کہ اسے پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو۔“

۶۱۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْجَمِصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ صَالِحٍ، [عَنْ يَزِيدَ بْنِ شَرِيحٍ] عَنْ أَبِي حَيٍّ الْمُؤَدَّبِ، عَنْ ثَوْبَانَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَا يَقُومُ أَحَدٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَهُوَ حَاقِنٌ حَتَّى يَتَخَفَّفَ».

۶۱۹- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی مسلمان پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہوتے ہوئے (نماز کے لیے) کھڑا نہ ہو حتیٰ کہ ہلکا پھلکا ہو جائے (حاجت سے فارغ ہو جائے)۔“

(المعجم ۱۱۵) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ النَّبِيِّ قَدْ عَدَّتْ أَيَّامَ أَقْرَانِهَا قَبْلَ أَنْ يَسْتَمِرَّ بِهَا الدَّمُ (التحفة ۱۱۵)

باب: ۱۱۵- استحاضہ کی مریضہ عورت کو اگر یہ بیماری شروع ہونے سے پہلے کی ماہانہ عادت کے ایام معلوم ہوں تو اس کا کیا حکم ہے؟

۶۱۷- [صحیح] أخرجه أحمد: ۵/ ۲۶۰ عن زيد بن الحباب به مطولاً، وقال البوصيري: "هذا إسناد فيه السفر وهو ضعيف"، وللحديث شواهد، منها الحديث الآتي، ح: ۶۱۹.

۶۱۸- [صحیح] أخرجه ابن أبي شيبة: ۲/ ۴۲۲ به، وقال البوصيري: "رجاله ثقات"، وله شواهد.

۶۱۹- [حسن] أخرجه أبوداود، الطهارة، باب أبصلي الرجل وهو حاقن؟، ح: ۹۰، وحسنه الترمذي، ح: ۳۵۷، والبعري.

۱- أبواب الطهارة وسننها

۶۲۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنَّ ابْنَ اللَّيْثِ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْمُغِيرَةَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الرُّبَيْرِ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْبٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَسَكَتَ إِلَيْهِ الدَّمُّ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ، فَاَنْظُرِي إِذَا أَتَى قَرْوِكَ فَلَا تُصَلِّي، فَإِذَا مَرَّ الْقَرْءُ فَتَطَهَّرِي، ثُمَّ صَلِّي مَا بَيْنَ الْقَرْءِ إِلَى الْقَرْءِ».

۶۲۰- حضرت فاطمہ بنت ابوحبیب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خون (جاری رہنے) کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ تو ایک رگ ہے تم خیال رکھا کرو جب تمہارا حیض شروع ہو جائے تو نماز نہ پڑھو۔ جب حیض ختم ہو جائے تو غسل کرلو، پھر حیض (کے ختم ہونے) سے حیض (کے شروع ہونے) تک نماز ادا کرو۔“

☀️ فائدہ: یہ روایت ہمارے محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے جبکہ متناً و معناً درست ہے جیسا کہ اگلی روایت میں یہی مسئلہ بیان ہوا ہے۔ غالباً اسی وجہ سے دوسرے محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔



۶۲۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ. قَالَ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْبٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهَرُ، أَفَادَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: «لَا، إِنَّمَا ذَلِكَ عِرْقٌ، وَلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ، فَإِذَا أَقْبَلَتْ الْحَيْضَةَ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكَ الدَّمَّ».

۶۲۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: حضرت فاطمہ بنت ابوحبیب رضی اللہ عنہا کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا: ”اے اللہ کے رسول! مجھے استحاضہ کی شکایت ہے میں تو پاک ہی نہیں ہوتی۔ تو کیا میں نماز کو (بالکل) چھوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں یہ تو ایک رگ ہے یہ حیض نہیں۔ جب حیض آئے تو نماز پڑھنا چھوڑ دے جب ختم ہو جائے تو اپنے جسم سے خون کو دھو ڈال اور (غسل کر کے) نماز ادا کرو۔“ یہ حدیث و کعب کی ہے۔

۶۲۰- [سننہ ضعیف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في المرأة تستحاض . . . الخ، ح: ۲۸۰ من حديث الليث به * المنذر لم يوثقه غير ابن حبان، وقال الذهبي: لا يعرف.

۶۲۱- أخرجه مسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ۳۳۳ من حديث وكيع وحماد بن زيد به.

۱- ابواب الطهارة وسننها استماضہ سے متعلق احکام و مسائل
وَصَلِّي . هَذَا حَدِيثٌ وَكَيْع .

☀️ نوامد و مسائل: ① حیض اور استماضہ میں یہ فرق ہے کہ حیض صحت کی حالت میں مہینے میں چند دن کے لیے آتا ہے جب کہ استماضہ بیماری کا خون ہے جو حیض کے ایام کے علاوہ آتا ہے۔ اس کے علاوہ حیض کا خون شروع کے ایام میں سیاہی مائل ہوتا ہے اور آخری ایام میں زردی مائل ہو جاتا ہے جبکہ استماضہ کا رنگ سرخ ہی رہتا ہے تبدیل نہیں ہوتا۔ رنگ کے فرق کی وجہ سے عورتیں ان میں تمیز کر لیتی ہیں۔ ② رگ سے مراد یہ ہے کہ یہ ایک بیماری ہے۔ حسب معمول آنے والا خون نہیں، اس لیے اس پر وہ احکام لاگو نہیں ہوتے جو عادت کے ایام پر ہوتے ہیں۔ ③ استماضہ کی مریض عورت کو بھی صحت مند عورت کی طرح حیض ختم ہونے پر غسل کرنا چاہیے، اس کے بعد صحت مند عورت کی طرح نماز روزہ ادا کرنا چاہیے۔ اسے مسجد میں جانا قرآن پاک کی تلاوت کرنا اور خاندان کا اس سے مباشرت کرنا بھی جائز ہے کیونکہ اس پر حیض کے احکام لاگو نہیں ہوتے۔

۶۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى : حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مجھے طویل عرصے تک بکثرت استماضہ آتا رہا تھا۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ آپ کو (اپنی کیفیت) بتا کر مسئلہ معلوم کروں۔ مجھے اپنی بہن زینب رضی اللہ عنہا کے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مل گئے۔ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ آپ نے فرمایا: ”اے خاتون! کیا کام ہے؟“ میں نے کہا: مجھے طویل عرصے تک بکثرت استماضہ آتا رہتا ہے جس کی وجہ سے میں نماز روزہ ادا نہیں کر سکتی تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں تیرے لیے روٹی تجویز کرتا ہوں کیونکہ وہ خون کو جذب کر لیتی ہے۔“ میں نے کہا: وہ تو اس سے زیادہ ہے..... اس کے بعد راوی نے پوری حدیث شریک کی حدیث کی مثل بیان کی۔

۶۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى : حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ - إِسْلَاءٌ عَلَيَّ مِنْ كِتَابِهِ ، وَكَانَ السَّائِلُ غَيْرِي - : أُنْبَأْنَا ابْنَ جُرَيْجٍ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ ، عَنْ عُمَرَ بْنِ طَلْحَةَ ، عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ بِنْتِ جَحْشٍ قَالَتْ : كُنْتُ أَسْتَحَاضُ حَيْضَةً كَثِيرَةً طَوِيلَةً ، قَالَتْ : فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَسْتَفْتِيهِ وَأُخِيرُهُ ، قَالَتْ فَوَجَدْتُهُ عِنْدَ أُخْتِي زَيْنَبَ ، قَالَتْ : قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً ، قَالَ : «وَمَا هِيَ؟ أَيْ هَتَاءةٌ» قُلْتُ : إِنِّي أَسْتَحَاضُ حَيْضَةً طَوِيلَةً كَثِيرَةً ، وَقَدْ مَنَعْتَنِي الصَّلَاةَ وَالصَّوْمَ ، فَمَا تَأْمُرُنِي فِيهَا؟ قَالَ : «أَنْعَتُ لِكَ الْكُرْسُفِ ، فَإِنَّهُ يُذْهِبُ

۶۲۲- [إسناده ضعيف] أخرجه أبووداد، الطهارة، باب ما روي أن المستحاضة تغتسل لكل صلاة، ح: ۲۸۸ من حديث ابن عقيل به * وابن عقيل ضعيف تقدم، ح: ۳۹۰.



۱- أبواب الطهارة وسننها استخاضے سے متعلق احکام و مسائل

الدَّم. قُلْتُ: هُوَ أَكْثَرُ، فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ شَرِيكَ.

☀️ فائدہ: روئی تجویز کرنے کا مطلب یہ ہے کہ میں تجھے یہ مشورہ دیتا ہوں کہ خون کی جگہ روئی رکھ کر اوپر سے کپڑا باندھ لے تاکہ خون اسی روئی میں جذب ہوتا رہے اور دوسرے کپڑے بار بار خراب نہ ہوں اور تو اطمینان سے نماز وغیرہ ادا کر لے۔ یہ حدیث اور آگے آنے والی حدیث ۶۲۵ معنا صحیح ہیں کیونکہ دونوں صحیح روایات کے ہم معنی ہیں۔

۶۲۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو أَسَمَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: سَأَلَتِ امْرَأَةَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: إِنِّي اسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ، أَفَادَعُ الصَّلَاةَ؟ قَالَ: «لَا، وَلَكِنْ دَعِيَ قَدَرَ الْأَيَّامِ وَاللَّيَالِي الَّتِي كُنْتُ تَحِيضِينَ». قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِي حَدِيثِهِ: «وَقَدَّرَهُنَّ مِنَ الشَّهْرِ، ثُمَّ اغْتَسَلِي وَاسْتَذْفِرِي بِتُوبٍ، وَصَلِّي.»

۶۲۳- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے کہا: ایک عورت نے نبی ﷺ سے سوال کیا، اس نے کہا: مجھے استحاضہ آتا ہے تو میں پاک ہی نہیں ہوتی۔ تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، جتنے دن رات تجھے (بیماری شروع ہونے سے پہلے ہر ماہ) حیض آیا کرتا تھا اتنے عرصہ تک (نماز) چھوڑ دیا کر۔“ ابو بکر (بن ابوشیبہ) کی ایک روایت میں یوں ہے: ”اس مقدار کے مطابق مہینے میں سے، اس کے بعد غسل کر لے اور لنگوٹ باندھ لے پھر نماز پڑھ لے۔“



☀️ فوائد و مسائل: ① یہ حکم اس صورت میں ہے جب عادت کی مقدار معلوم ہو۔ ② استحاضہ کی طرح اگر کسی کو اور کوئی ایسی بیماری ہے جس میں اس کا وضو برقرار نہیں رہتا، مثلاً: ہوا کا بار بار خارج ہونا یا پیشاب کے قطرے کا آنا تو ایسا شخص شرعاً معذور ہے۔ وہ نماز نہ چھوڑے بلکہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرے اور اس وضو سے ایک نماز سے متعلقہ فرائض سنن اور نوافل ادا کرے۔ ③ یہ روایت بھی صحیح روایات کے ہم معنی ہونے کی وجہ سے صحیح ہے۔

۶۲۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَأَبُو بَكْرٍ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ

۶۲۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے کہا: حضرت فاطمہ بنت ابوحبیبہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی

۶۲۳- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في المرأة تستحاض . . . الخ، ح: ۲۷۶ من حديث عبيدالله به، إلا أنه قال: عن سليمان عن رجل من الأنصار * والرجل مجهول، والله أعلم.

۶۲۴- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب من قال تغتسل من طهر إلى طهر، ح: ۲۹۸، وضعفه يحيى القطان وابن معين * الأعمش تقدم، ح: ۱۷۸، وحبيب، ح: ۳۸۳. عننا.

۱- ابواب الطهارة وسننها

استحاضے سے متعلق احکام ومسائل

خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے استحاضہ کی شکایت ہے اس لیے میں پاک نہیں ہوتی۔ تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، وہ تو (بیاری کی) ایک رگ ہے۔ یہ حیض (کا خون) نہیں۔ حیض کے ایام میں نماز سے اجتناب کر اس کے بعد غسل کر لے اور ہر نماز کے لیے وضو کر لیا کر اگر چہ چٹائی پر خون پگھلتا رہے۔“

الأعمش، عن حبيب بن أبي ثابت، عن عروة بن الزبير، عن عائشة قالت: جاءت فاطمة بنت أبي حبيش إلى النبي ﷺ فقالت: يا رسول الله! إنني امرأة أستحاض فلا أطهر، أفأدع الصلاة؟ قال: «لا، إنما ذلك عرق، وليس بالحیضة، اجتنبی الصلاة أيام مَحِيضِكِ، ثُمَّ اغتسلي وتوضعي لكل صلاة، وإن فطر الدم على الحصير».

🌞 فائدہ: استحاضہ کی مریضہ عورت غسل کر کے دو نمازوں کو ملا کر پڑھے تو افضل ہے۔ اگر وہ الگ الگ نماز کے لیے صرف وضو پراکتفا کرے تو بھی درست ہے۔ یہ روایت بھی معنی صحیح ہے تاہم بعض کے نزدیک اس میں آخری الفاظ ”اگر چہ چٹائی پر خون پگھلتا رہے“ صحیح نہیں ہیں۔

۶۲۵- حضرت عدی بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہما اپنے والد سے اور وہ عدی کے نانا حضرت عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”استحاضہ والی عورت حیض کے ایام میں نماز چھوڑ دے پھر غسل کر لے اور ہر نماز کے لیے وضو کرے اور روزے بھی رکھے نماز بھی پڑھے۔“

۶۲۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى، قَالَا: حَدَّثَنَا شَرِيكُ، عَنْ أَبِي الْيَقْظَانِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «الْمُسْتَحَاضَةُ تَدْعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَانِهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، وَتَصُومُ وَتُصَلِّي».

🌞 فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے البتہ دیگر شواہد کی بنا پر صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الارواء، حدیث: ۲۰۷)

باب: ۱۱۶- اگر استحاضہ کی مریضہ کو خون کی پہچان نہ ہو اور اسے حیض کے ایام کا پتہ نہ چلے تو؟

(المعجم ۱۱۶) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْمُسْتَحَاضَةِ إِذَا اخْتَلَطَ عَلَيْهَا الدَّمُ فَلَمْ تَقِفْ عَلَى أَيَّامِ حَيْضِهَا (التحفة ۱۱۶)

۶۲۵- [سناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، الباب السابق، ح: ۲۹۷، وضعفه * أبو اليقظان ابن عمير تقدم، ح: ۱۵۶، وشيخه مجهول الحال، راجع التقريب وغيره.



استحاضے سے متعلق احکام ومسائل

۶۲۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے کہا: حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا جو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں سات سال استحاضہ کی بیماری میں مبتلا رہیں۔ (آخر کار) انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ حیض نہیں یہ تو (بیماری کی) ایک رگ ہے۔ جب حیض آئے تو نماز چھوڑ دے اور جب ختم ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھ۔“

۶۲۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو الْمُغِيرَةِ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الرُّبَيْرِ، وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: اسْتُحِضَّتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ، وَهِيَ تَحْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، سَنَعِ سِنِينَ، فَشَكَتْ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ هَذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ، وَإِنَّمَا هُوَ عِرْقٌ، فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَأَعْتَسِلِي وَصَلِّي.»

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: چنانچہ وہ ہر نماز کے لیے غسل کیا کرتی تھیں۔ وہ اپنی بہن (ام المؤمنین) زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ٹب میں (پانی ڈال کر غسل کے لیے) بیٹھ جاتیں حتیٰ کہ خون کی سرخی پانی پر آ جاتی۔

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، ثُمَّ تُصَلِّي، وَكَانَتْ تَقْعُدُ فِي مِرْكَبٍ لِأَخْتِهَا زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، حَتَّىٰ إِذَا حُمِرَ الدَّمُ لَتَعْلُو الْمَاءَ.

☀️ فوائد ومسائل: ① ”جب حیض آئے“ یعنی جب وہ دن آئیں جن میں اسے بیماری سے پہلے حیض آیا کرتا تھا تو اب بھی انہی دنوں کو حیض کے ایام شمار کر لے یا رنگ کی تبدیلی اور خون کی کثرت وغیرہ سے اندازہ ہو کہ حیض شروع ہو گیا ہے تو نماز روزہ چھوڑ دے۔ جب محسوس ہو کہ اب صرف بیماری کا خون جاری ہے تو ایام حیض سے فراغت پر غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے۔ ② حضرت ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کا ہر نماز کے لیے غسل کرنا ان کا اجتہاد تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے صرف ایک بار غسل کرنا معلوم ہوتا ہے جو حیض ختم ہونے پر ہر عورت پر فرض ہوتا ہے۔ دوسری احادیث میں روزانہ تین بار یا روزانہ ایک بار غسل کرنے کا جو حکم ہے وہ افضلیت کے لیے ہے۔

باب: ۱۱۷- جس کنواری عورت کو شروع ہی سے استحاضہ آتا ہو یا اسے حیض کے ایام یاد نہ رہے ہوں

(المعجم ۱۱۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْبِكْرِ إِذَا ابْتَدَأَتْ مُسْتَحَاضَةً أَوْ كَانَ لَهَا أَيَّامٌ حَيْضٍ فَنَسِيَتْهَا (التحفة ۱۱۷)

۶۲۶- أخرجه البخاري، الحيض، باب عرق الاستحاضة، ح: ۳۲۷، ومسلم، الحيض، باب المستحاضة وغسلها وصلاتها، ح: ۳۳۴ من حديث الزهري به.

۶۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَنَّ أَبَا شَرِيكًا، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، عَنِ ابْنِ مَحْمَدِ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ عَمِّهِ عِمْرَانَ بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ أُمِّهِ حَمَنَةَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّهَا اشْتَحِيصَتْ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَأَنْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: إِنِّي اشْتَحِيصْتُ حَيْضَةً مُنْكَرَةً شَدِيدَةً، قَالَ لَهَا: «اِحْتَشِي كُرْسُفًا» قَالَتْ لَهُ: إِنَّهُ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ، إِنِّي أَتُجُّ نَجًّا. قَالَ: «تَلَجِّمِي وَتَحِيصِي فِي كُلِّ شَهْرٍ فِي عِلْمِ اللَّهِ سِتَّةَ أَيَّامٍ أَوْ سَبْعَةَ أَيَّامٍ، ثُمَّ اغْتَسِلِي غُسْلًا، فَصَلِّيْ وَصُومِي ثَلَاثَةَ وَعِشْرِينَ، أَوْ أَرْبَعَةَ وَعِشْرِينَ، وَأَخْرِي الظُّهْرَ وَقَدِّمِي العَصْرَ، وَاغْتَسِلِي لهُمَا غُسْلًا، وَأَخْرِي المَغْرَبَ وَعَجَلِي العِشَاءَ، وَاغْتَسِلِي لهُمَا غُسْلًا، وَهَذَا أَحَبُّ الْأَمْرَيْنِ إِلَيَّ.

استحاضے سے متعلق احکام و مسائل
۶۲۷- حضرت حمزہ بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں انھیں استحاضے کی بیماری تھی۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: مجھے بہت بری طرح شدید استحاضہ آتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”روٹی رکھ لیا کرو۔“ انھوں نے کہا: وہ تو اس سے زیادہ شدید ہے۔ وہ تو بہتا ہی چلا جاتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”لنگوٹ باندھ لیا کرو اور اللہ کے علم پر اعتماد کر کے ہر مہینے چھ سات دن حیض شمار کر لو۔ پھر غسل کر لو اور تیس چوبیس دن نماز روزہ ادا کرو۔ ظہر کو دیر سے اور عصر کو جلدی پڑھ لو اور ان دونوں (نمازوں) کے لیے ایک بار غسل کر لیا کرو۔ (اسی طرح) مغرب کی نماز دیر سے اور عشاء کی نماز جلدی پڑھ لیا کرو اور ان دونوں کے لیے ایک بار غسل کرو اور یہ طریقہ مجھے زیادہ پسند ہے۔“

فوائد و مسائل: ① اللہ کے علم پر اعتماد کرنے سے مراد یہ ہے کہ تم اپنے اندازے سے حیض اور ظہر کے ایام شمار کرو۔ اگر اس میں کچھ کمی بیشی ہوگی تو اللہ معاف کرنے والا ہے۔ اسے یہ بھی علم ہے کہ حیض کے اصل ایام کون سے ہیں اور وہ تمہارے عذر سے بھی باخبر ہے۔ ② ارشاد نبوی ”یہ طریقہ مجھے زیادہ پسند ہے۔“ ظاہر کرتا ہے کہ روزانہ تین بار غسل کرنا فرض نہیں لیکن اس میں طہارت اور صفائی کا بہت زیادہ اہتمام ہے اس لیے نبی ﷺ نے پسند فرمایا۔ ③ اس حدیث میں ظہر اور عصر کے لیے ایک غسل اور مغرب و عشاء کے لیے ایک غسل کا ذکر ہے۔ دوسری روایات میں فجر کے لیے بھی ایک غسل کا ذکر ہے۔ (جامع الترمذی، الطہارۃ، باب ما جاء فی المستحاضة انہا تجمع بین الصلاتین بغسل واحد، حدیث: ۱۲۸) ④ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے اور اس میں یا اس

۱- ابواب الطهارة وسننها

حيض سے متعلق احکام و مسائل

جیسی دیگر روایات میں ہر دو نماز کے لیے ایک غسل اور فجر کے لیے ایک غسل (تین غسلوں) کا حکم احتیاب پر محمول ہے ورنہ استاضا خدوالی عورت کے لیے ایک ہی غسل کافی ہے یعنی اس وقت جب وہ حیض سے پاک ہو۔

(المعجم ۱۱۸) - **بَابُ: فِي مَا جَاءَ فِي دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثُّؤْبَ** (التحفة ۱۱۸)

باب: ۱۱۸- اگر کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے

۶۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ هُرْمَزٍ أَبِي الْمُقَدَّامِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أُمِّ قَيْسِ بِنْتِ مِغْصِنٍ قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يُصِيبُ الثُّؤْبَ، قَالَ: «اغْسِلِيهِ بِالْمَاءِ وَالسُّدْرِ، وَحُكِّيهِ وَلَوْ بَضَلَعِ».

۶۲۸- حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے کپڑے کو حیض کا خون لگ جانے کا مسئلہ پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے پیری کے پتوں اور پانی کے ساتھ دھو ڈالو اور اسے کھرچ دو خواہ لکڑی سے کھرچو۔“



فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ حیض کا خون نجس ہے جسے دھونا ضروری ہے۔ ② پانی میں پیری کے پتے ڈال کر ابالا جائے تو اس پانی کے ساتھ صفائی بہتر طور پر ہو سکتی ہے۔ میت کو غسل دینے کے لیے بھی اسی طریقے سے پانی تیار کیا جاتا ہے۔ ③ بعض اوقات صرف پانی ڈالنے سے خون نہیں اترتا اس صورت میں کپڑے کو رگڑ کر اچھی طرح صاف کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے بعد اگر معمولی نشان رہ جائے تو معاف ہے۔ ④ ”بضلع“، پہلی کو کہتے ہیں۔ یہاں مراد پہلی جیسی لمبی اور پتلی لکڑی ہے۔

۶۲۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ، قَالَتْ:

۶۲۹- حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ سے کپڑے کو لگ جانے والے حیض کے خون کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”انگلیوں سے مل کر دھولے اور

۶۲۸- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب المرأة تغسل ثوبها الذي تلبسه في حيضها، ح: ۳۶۳ من حديث يحيى به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان. ۶۲۹- أخرجه البخاري، الوضوء، باب غسل الدم، ح: ۲۲۷، ۳۰۷، ومسلم، الطهارة، باب نجاسة الدم وكيفية غسله، ح: ۲۹۱ من حديث هشام به.

سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ دَمِ الْحَيْضِ يَكُونُ فِي الثَّوْبِ. قَالَ: «أَقْرِصِيهِ وَأَغْسِلِيهِ وَصَلِّي فِيهِ».

۶۳۰- حَدَّثَنَا حَزْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ: أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: إِنْ كَانَتْ إِحْدَانَا لَتَحِيضُ ثُمَّ تَقْرُصُ الدَّمَ مِنْ ثَوْبِهَا عِنْدَ طَهْرِهَا فَتَغْسِلُهُ وَتَنْضِجُ عَلَيَّ سَائِرِهِ، ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ.

۶۳۰- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: ہم میں سے کسی کو حیض آتا تھا تو پاک ہونے پر وہ انگلیوں سے مل کر کپڑے سے خون اتار دیتی تھی پھر (وہاں سے) کپڑا دھو لیتی اور باقی کپڑے پر چھینٹے مار لیتی اور اسے پہن کر نماز پڑھ لیتی تھی۔

فائدہ: جس کپڑے میں ایام آئے ہوں، اگر خون نلگا ہو تو وہ پاک ہے، اگر خون لگ جائے تو دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور پاک کپڑا پہن کر نماز درست ہے، شک نہیں کرنا چاہیے، تاہم اگر ایام مخصوصہ کے لیے الگ لباس مخصوص کر لے تو جائز ہے۔ (صحیح البخاری، حیض، باب من اتخذ ثياب الحيض سوى ثياب الطهر، حدیث: ۳۲۳)

(المعجم ۱۱۹) - بَابُ الْحَائِضِ لَا تَقْضِي الصَّلَاةَ (التحفة ۱۱۹)

باب: ۱۱۹- عورت حیض کے دنوں میں چھوڑی ہوئی نمازوں کی قضا نہ دے

۶۳۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْهَا: أَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ؟ قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: أَرُورِيَّةُ أَنْتِ؟ قَدْ كُنَّا نَحِيضُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ

۶۳۱- حضرت معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک عورت نے سوال کیا: کیا حیض والی عورت نماز کی قضا دے گی؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا: کیا تو حروری (خارجی) ہے؟ ہمیں نبی ﷺ کی موجودگی میں حیض آتا تھا، پھر ہم پاک ہو جاتی تھیں تو آپ ﷺ نے ہمیں (کبھی) نماز کی قضا دینے کا

۶۳۰- أخرجه البخاري، الحيض، باب غسل دم الحيض، ح: ۳۰۸ من حديث ابن وهب به.

۶۳۱- أخرجه البخاري، الحيض، باب لا تقضي الحائض الصلاة، ح: ۳۲۱ من حديث قتادة، ومسلم، الحيض، باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة، ح: ۳۳۵ من حديث معاذة به.

۱- أبواب الطهارة وسننها - حیض سے متعلق احکام و مسائل - حکم نہیں فرمایا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① عورت حیض کی حالت میں نماز نہیں پڑھ سکتی۔ (صحیح البخاری، الحيض، باب ترك الحائض الصوم، حدیث: ۳۰۴)۔ اس مسئلہ پر بعض خوارج کے سوا تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے، اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس خاتون کے سوال پر تعجب کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسے سوال تو خارجی کرتے ہیں۔ ② یہ اللہ کا عورتوں پر احسان ہے کہ اس نے ان ایام کی چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضا کا حکم نہیں دیا ورنہ ہر مہینے آٹھ دس دن کی مسلسل قضا نمازیں ادا کرنا بہت مشکل ہوتا۔ اس کے برعکس روزے سال میں ایک ہی دفعہ آتے ہیں لہذا چھوٹے ہوئے آٹھ دس روزے سال کے گیارہ مہینوں میں کسی وقت رکھ لینا مشکل نہیں۔ ③ عبادات میں یہ اصول ہے کہ کوئی عمل اس وقت تک واجب نہیں ہوتا جب تک اس کا حکم نہ دیا جائے۔ اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے استدلال کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ان نمازوں کی قضا واجب ہوتی تو نبی ﷺ ضرور حکم فرماتے۔ اس کے برعکس معاملات میں جواز اور اباحت اصل ہے۔ جب تک کسی کام کی ممانعت کی دلیل نہ ہو وہ جائز ہی سمجھا جائے گا۔ اس اصول کو ”براءت اصلیہ“ کہتے ہیں۔

(المعجم ۱۲۰) - بَابُ الْحَائِضِ تَتَنَاوَلُ الشَّيْءَ مِنَ الْمَسْجِدِ (التحفة ۱۲۰)

باب ۱۲۰- حائضہ (ہاتھ بڑھا کر) مسجد سے کوئی چیز لے سکتی ہے

۶۳۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”مجھے مسجد میں سے مصلیٰ (جائے نماز) اٹھا دو۔“ میں نے عرض کیا: میں حیض سے ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں تو نہیں ہے۔“

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَيْهَقِيِّ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ». فَقُلْتُ: إِنِّي حَائِضٌ، فَقَالَ: «لَيْسَتْ حَيْضَتُكَ فِي يَدِكَ».

☀️ فوائد و مسائل: ① حیض و نفاس کی حالت میں عورت کے لیے مسجد میں داخل ہونا منع ہے۔ ② مسجد سے باہر کھڑے ہو کر مسجد سے ضرورت کی کوئی چیز اٹھالینا یا مسجد میں کوئی چیز رکھ دینا مسجد میں داخل ہونے کے حکم میں نہیں بلکہ یہ جائز ہے۔

۶۳۲- [صحیح] أخرجه أحمد ۱۰۶/۶ بإسناد صحيح عن عبد الله البهي قال: حدثني عائشة أن رسول الله ﷺ كان في المسجد فقال للجارية: "ناوليني الخمره".

۶۳۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُدْنِي رَأْسَهُ إِلَيَّ وَأَنَا حَائِضٌ، وَهُوَ مُجَاوِرٌ، - تَعْنِي: مُعْتَكِفًا، - فَأَغْسِلُهُ وَأَرْجِلُهُ.

۶۳۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے اور میں حیض سے ہوتی تھی تو آپ اپنا سر مبارک میرے قریب کر دیتے چنانچہ میں سر دھو دیتی اور کنگھی کر دیتی تھی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① مختلف آدمی کسی معقول عذر کے بغیر مسجد سے باہر نہیں نکل سکتا۔ ② مسجد سے سر باہر نکالنا مسجد سے نکلنے کے حکم میں نہیں، جس طرح مسجد میں ہاتھ بڑھا کر کوئی چیز لینا دینا مسجد میں داخل ہونے کے حکم میں نہیں۔ ③ جب عورت ایام حیض میں ہو تو اس سے مباشرت کے سوا دوسری کوئی بھی خدمت لینا جائز ہے۔ ④ اعتکاف کی حالت میں سر دھونا اور نہانا جائز ہے۔

۶۳۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ، عَنْ أُمِّهِ، [عَنْ] عَائِشَةَ قَالَتْ: لَقَدْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَضَعُ رَأْسَهُ فِي جِجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ، وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ.

۶۳۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ میری گود میں سر رکھ کر قرآن مجید کی تلاوت کر لیتے تھے جب کہ میں حیض سے ہوتی تھی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اس سے بھی ثابت ہوا کہ حائضہ کا جسم پاک ہے سوائے اس مقام کے، جس کا تعلق خون سے ہے۔ ② زبانی قرآن مجید پڑھنے کا حکم صحف کو ہاتھ لگانے سے مختلف ہے۔

(المعجم ۱۲۱) - بَابُ مَا لِلرَّجُلِ مِنَ امْرَأَتِهِ إِذَا كَانَتْ حَائِضًا (التحفة ۱۲۱)

باب: ۱۲۱- مرد اپنی حائضہ بیوی سے کس قدر قریب ہو سکتا ہے؟

۶۳۳- أخرجه البخاري، الحيض، باب غسل الحائض رأس زوجها وترجيله، ح: ۲۹۵ من حديث هشام به، وسيأتي: ۱۷۷۸، وعن ابن جريج، ح: ۲۹۶، ومسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض... الخ، ح: ۲۹۹ عن زهير بن معاوية، كلاهما عن هشام به.

۶۳۴- أخرجه البخاري، الحيض، باب قراءة الرجل في حجر امرأته وهي حائض، ح: ۲۹۷، وح: ۷۵۴۹، ومسلم، الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... الخ، ح: ۳۰۱ من حديث منصور به.

۶۳۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ : حَدَّثَنَا أَبُو الْأَخْوَصِ ، [عَنْ] عَبْدِ الْكَرِيمِ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلْفٍ : حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ ؛ ح : وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ، عَنْ الشَّيْبَانِيِّ ، جَمِيعًا عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : كَانَتْ إِحْدَانَا ، إِذَا كَانَتْ حَائِضًا ، أَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَأْتِرَ فِي فَوْرٍ حَيْضَتِهَا ، ثُمَّ يَبَاشِرُهَا ، وَأَيْتُكُمْ يَمْلِكُ إِرْبُهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْلِكُ إِرْبُهُ ؟

۶۳۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ہم (امہات المؤمنین) میں سے کوئی جب خاص ایام میں ہوتی تو خون کی شدت و کثرت کے ایام میں بھی نبی ﷺ اسے ازار باندھنے کو کہتے پھر اس سے مباشرت فرماتے (جسم کے ساتھ جسم ملا کر لیت جاتے) (لیکن) تم میں سے کسی کو اپنی خواہش پر اتنا قابو ہے جتنا قابو رسول اللہ ﷺ کو اپنی خواہش پر حاصل تھا؟



🌞 نوادہ و مسائل: ① حیض کے ایام میں عورت سے جنسی عمل حرام ہے۔ ② ہم بستری کے علاوہ عورت سے قریب ہونا اس کے ساتھ لیٹنا، معانقہ کرنا، پیار کرنا، سب کچھ جائز ہے۔ ③ ان ایام میں اس جائز قربت سے بھی پرہیز کرنا بہتر ہے ایسا نہ ہو کہ مرد اپنی خواہش پر قابو نہ رکھ سکے اور مباشرت کر بیٹھے۔ ④ جس شخص کے جذبات میں اس قدر شدت باقی نہ رہی ہو جتنی عام طور پر جوانی میں ہوتی ہے اس کے لیے مباشرت کے سوا دوسرے مبادیات کا ارتکاب جائز ہے تاہم احتیاط بہتر ہے۔ ⑤ رسول اللہ ﷺ کا ضبط نفس انتہائی کمال کی مثال ہے کہ باوجود انتہائی طاقت کے اپنی ذات پر زبردست کنٹرول رکھتے تھے۔ ⑥ مباشرت کے معنی ہم بستری (صحبت کرنے) کے بھی ہیں اور بیوی کے ساتھ صرف بوس و کنار کرنے کے بھی یہاں یہ لفظ اسی دوسرے معنی کے لیے استعمال ہوا ہے۔

۶۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، ۶۳۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ہم (امہات المؤمنین) میں سے کوئی جب ایام

۶۳۵- أخرجه البخاري، الحيض، باب مباشرة الحائض، ح: ۳۰۲، ومسلم، الحيض، باب مباشرة الحائض فوق الإزار، ح: ۲۹۳ من حديث علي بن مسهر به.

۶۳۶- أخرجه البخاري، الحيض، باب مباشرة الحائض، ح: ۳۰۰، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ومسلم، الحيض، باب مباشرة الحائض فوق الإزار، ح: ۲۹۳ من حديث منصور به.

ہوتی تو نبی ﷺ اسے بند باندھ لینے کا حکم دیتے پھر اس سے مباشرت (بوس و کنار) فرماتے۔

عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَتْ إِحْدَانَا، إِذَا حَاضَتْ، أَمَرَهَا النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تَأْتِرَ بِإِزَارٍ، ثُمَّ يَبَاشِرُهَا.

۶۳۷- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے لحاف میں (لیٹی ہوئی) تھی مجھے حیض شروع ہونے کا احساس ہوا جس طرح عورتوں کو ہوتا ہے میں آہستگی کے ساتھ لحاف سے نکل گئی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تمھیں خون آ گیا ہے؟“ میں نے کہا: مجھے حیض کی وہ کیفیت محسوس ہوئی ہے جو عورتوں کو ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ چیز تو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لکھ دی ہے۔“ ام المومنین نے فرمایا: میں خاموشی سے اٹھ گئی اور اپنی حالت کو درست کیا۔ پھر واپس آئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”لحاف میں میرے پاس آ جاؤ۔“ انہوں نے کہا چنانچہ میں نے بھی آپ کے ساتھ لحاف لے لیا۔

۶۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي لِحَافِهِ، فَوَجَدْتُ مَا تَجِدُ النِّسَاءُ مِنَ الْحَيْضَةِ، فَانْسَلْتُ مِنَ اللَّحَافِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَنْفَسْتِ؟» فُلْتُ: وَجَدْتُ مَا تَجِدُ النِّسَاءُ مِنَ الْحَيْضَةِ، قَالَ: «ذَلِكَ مَا كَتَبَ اللَّهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ»، قَالَتْ: فَانْسَلْتُ، فَأَصْلَحْتُ مِنْ شَأْنِي، ثُمَّ رَجَعْتُ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «تَعَالَيْ فَاذْخُلِي مَعِيَ فِي اللَّحَافِ». قَالَتْ: فَدَخَلْتُ مَعَهُ.

☀️ فائدہ: حالت درست کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کپڑوں کو آلودہ ہونے سے بچانے کیلئے معمول کے مطابق بندوبست کر لیا۔

۶۳۸- حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ (اور اپنی ہمسر) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا: آپ کا ایام حیض میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کس طرح ہوتا تھا؟

۶۳۸- حَدَّثَنَا الْخَلِيلُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ سُؤَيْدِ بْنِ نَيْسٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ

۶۳۷- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۶/ ۲۹۴ من حديث محمد بن عمرو به، وقال البوصيري: 'لهذا إسناده صحيح، رجاله ثقات'.

۶۳۸- [صحيح] أخرجه أحمد: ۶/ ۳۲۵ عن محمد بن سلمة به * ابن إسحاق تابعه ليث بن سعد، انظر، ح: ۵۴۰.



۱- أبواب الطهارة وسننها

حیض سے متعلق احکام و مسائل

انہوں نے فرمایا: جب ہم (ازواج مطہرات) میں سے کسی کو حیض شروع ہوتا تو وہ نصف راتوں تک چادر لپیٹ لیتی، پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لیٹ جاتی۔

ابن ابي سفيان، عن أم حبيبة، زوج النبي ﷺ قال، سألتها: كيف كنت تصنعين مع رسول الله ﷺ في الحيضة؟ قالت: كانت إحدانا، في فورها أول ما تحيض، تشد عليها إزارا إلى أنصاف فخذئها، ثم تطجع مع رسول الله ﷺ.

باب ۱۲۲- حائضہ سے مباشرت کی

ممانعت کا بیان

(المعجم ۱۲۲) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ إِيْتَانِ

الْحَائِضِ (التحفة ۱۲۲)

۶۳۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے حیض والی عورت سے مباشرت (صحبت) کی یا عورت کی دبر میں مباشرت (صحبت) کی یا کسی کا ہن کے پاس گیا (اور اس سے غیر معاملات کے بارے میں کچھ پوچھا) اور اس کی کہی ہوئی بات کو بچ مان لیا تو اس نے محمد ﷺ پر نازل کی جانے والی چیز کے ساتھ کفر کیا۔“

۶۳۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حَكِيمِ الْأَثْرَمِ، عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهَجِيمِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَتَى حَائِضًا، أَوْ امْرَأَةً فِي دُبُرِهَا، أَوْ كَاهِنًا، فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أَنْزَلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٌ».



فوائد و مسائل: ① اس حدیث میں جن کاموں سے منع کیا گیا ہے وہ سب حرام ہیں۔ ② ان اعمال کے مرتکب

افراد کو شریعت اسلامی کے ساتھ کفر کرنے والے قرار دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کافروں کے کام ہیں مسلمان کو ایسے کاموں سے مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔ ③ اللہ نے عورت سے مباشرت کا ایک فطری طریقہ مقرر کیا ہے جس کے نتیجے میں اولاد پیدا ہوتی ہے۔ پانخانے (دبر) کا راستہ اس مقصد کے لیے نہیں بنایا گیا ہے یہ غیر فطری طریقہ ہے جس میں حضرت لوط علیہ السلام کی بدکردار قوم سے مشابہت پائی جاتی ہے۔ ④ بعض لوگوں نے عورت سے خلاف فطرت فعل کو جائز قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ اس کے لیے اس آیت سے استدلال کیا ہے: ﴿نِسَاءُكُمْ حَرَثٌ لَكُمْ فَأَتُوا حَرْثَكُمْ أَنْتُمْ يَشْتُمُونَ﴾ (البقرة: ۲۲۳/۲) ”تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتی (کی طرح) ہیں تو اپنی کھیتی میں آؤ جیسے چاہو۔“ ان کا یہ استدلال درست نہیں کیونکہ (۱) عورت کو کھیتی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کھیت وہی

۶۳۹- [حسن] أخرجه أبو داود، الكهانة والتطير، باب في الكهانة، ح: ۳۹۰۴، والترمذي، ح: ۱۳۵، وذكر كلامه في تعليقه * حكيم الأثرم وثقه الجمهور، ولحدیثه شواهد عند مسلم وغيره.

ہوتا ہے جہاں بیچ ڈالا جائے تو اُگے پاخانے کا راستہ اس قابل نہیں۔ پیدائش کا تعلق اگلے راستے ہی سے ہے۔ (ب) ایام حیض میں آگے کے راستے سے بھی پرہیز کا حکم دیا گیا ہے اور وجہ یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ وہ نجاست ہے۔ دوسرا راستہ تو صرف نجاست ہی کے لیے ہے وہ کیسے حلال ہو سکتا ہے۔ (ج) اگر ﴿أَنْتِ شَيْتَانٌ﴾ کا ترجمہ ”جہاں سے چاہو“ کیا جائے تو بھی اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پیچھے کے رخ سے ہو کر آگے کے مقام میں داخل کرے تو جائز ہے؛ جس طرح براہ راست آگے کے رخ سے آ کر دخول جائز ہے جیسے کہ حدیث میں اس کی وضاحت ہے۔

دیکھیے: (صحیح مسلم؛ النکاح؛ باب جواز جماعہ امرأۃ فی قبلہا من قدامہا و من ورائہا من غیر تعرض للذبر؛ حدیث: ۱۳۳۵) ④ ”کاہن“ اس شخص کو کہتے ہیں جو غیب کی باتیں جاننے کا دعویٰ رکھتا ہے یا مستقبل کے بارے میں بتاتا ہے۔ ہمارے ہاں جو نجوم رُزل جفر کے نام سے قسمت بتانے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ سب اس وعید میں شامل ہیں۔ ان کی بتائی ہوئی کوئی بات سچ ثابت ہو جائے تو بھی ان لوگوں پر اعمتہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ ان کے پاس جا کر کچھ پوچھنا ہی گناہ ہے اگرچہ ان کی بتائی ہوئی بات پر یقین نہ کرے۔ ارشاد نبوی ہے: ”جو کسی کاہن کے پاس گیا اور اس سے کوئی بات پوچھی تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔“ (صحیح مسلم؛ السلام؛ باب تحريم الكهانة وإتيان الكهان؛ حدیث: ۲۲۳۰)

باب: ۱۲۳- حیض کی حالت میں
مقاربت کا کفارہ

(المعجم ۱۲۳) - بَابٌ فِي كَفَّارَةِ مَنْ
أَتَى حَائِضًا (التحفة ۱۲۳)

۶۴۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایام حیض میں عورت سے مباشرت کرنے والے کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”وہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دے۔“

۶۴۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ،
وَأَبْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ شُعْبَةَ، عَنِ الْحَكَمِ،
عَنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنِ مِقْسَمِ، عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، فِي الَّذِي يَأْتِي
امْرَأَتَهُ، وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ: «يَتَّصَدَّقُ
بِدِينَارٍ أَوْ بِنِصْفِ دِينَارٍ».

🌞 فوائد و مسائل: ① جو شخص ایام حیض میں مباشرت (محدث) کر لے اسے چاہیے کہ کفارہ ادا کرے تاکہ اس کا یہ گناہ معاف ہو جائے۔ ② دینار سونے کا ایک سکہ تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عرب میں رائج تھا۔ اس کا

۶۴۰- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في إتيان الحائض، ح: ۲۶۴ من حديث يحيى به، وصححه أحمد، والحاكم، والذهبي وغيرهم.

۱- أبواب الطهارة وسننها حيض سے متعلق احکام و مسائل

وزن ساڑھے چار ماشے (۴ گرام ۷۴ ملی گرام) ہوتا تھا، اس لیے اگر کسی سے یہ کام سرزد ہو جائے تو اسے چاہیے کہ تقریباً ساڑھے چار گرام خالص سونے کی یعنی قیمت بنے، اتنی رقم خیرات کرے۔ یہ صدقہ کسی غریب مسکین اور مستحق فرد کو دینا چاہیے۔ ⑤ شیخ احمد شاکر نے جامع ترمذی کے حاشیے میں صراحت کی ہے کہ ”دینار یا نصف دینار“ راوی کا شک نہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ کی طرف سے اختیار ہے کہ خواہ ایک دینار صدقہ کر دے یا نصف دینار، حکم کی تعمیل ہو جائے گی۔ اس سے انھوں نے استنباط کیا ہے کہ یہ صدقہ واجب نہیں کیونکہ اگر واجب ہوتا تو یہ نہ کہا جاتا کہ چاہے تو پورا واجب ادا کرے چاہے آدھا واجب ادا کرے۔ ⑥ بعض سلف نے ایک دینار اور آدھے دینار کے حکم میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ اگر حیض کے شروع کے ایام ہوں جب خون سرخ ہوتا ہے تو پورا دینار دے، اگر آخری ایام ہوں جب خون زردی مائل ہوتا ہے تو آدھا دینار دے۔ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ اگر طاقت ہو تو پورا دینار ادا کرے، تنگ دست ہو تو آدھا دینار صدقہ کر دے۔

(المعجم ۱۲۴) - **بَابُ فِي الْحَائِضِ**
كَيْفَ تَغْتَسِلُ (التحفة ۱۲۴)

باب ۱۲۴- حیض سے فارغ ہو کر غسل کرنے کا طریقہ

۶۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهَا، وَكَانَتْ حَائِضًا: «انْقُضِي شَعْرَكَ وَاغْتَسِلِي».

۶۴۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ حیض سے فارغ ہوئیں تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنے بال کھول دو اور غسل کرو۔“

قَالَ عَلِيُّ فِي حَدِيثِهِ: «انْقُضِي رَأْسَكَ». **علی بن محمد کی روایت میں ہے: ”اپنا سر کھول دو۔“**

🌞 **فوائد و مسائل:** ① سر کھولنے سے مراد یہ ہے کہ گوندھے ہوئے بال کھول کر سر دھویا جائے۔ یہ حکم غسل جنابت میں نہیں ہے۔ (دیکھیے حدیث: ۶۰۳، ۶۰۴) ② بعض حضرات صحیح مسلم میں وارد الفاظ [فَانْقُضِي لِحْيَتَكَ وَالْحَنَابِيَةَ؟ فَقَالَ لَا] (صحیح مسلم، الحيض، باب حکم ضفائر المغتسلۃ، حدیث: ۳۳۰) سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عورت کے لیے غسل حیض میں بالوں کا کھولنا ضروری نہیں ہے، لیکن صاحب عون اور شیخ البانی رحمہما نے صراحت کی ہے کہ صحیح مسلم کے ایک طریق میں [الحيضة] کا جو اضافہ ہے وہ شاذ ہے۔ اصل روایت [الحيضة] کے بغیر ہی محفوظ ہے۔ دیکھیے: (عون المعبود، الطهارة، باب المرأة هل تنقض شعرها عند الغسل و الصحيحة، للألبانی، حدیث: ۱۸۸)

۶۴۱- [إسناده صحيح] أخرجه ابن أبي شيبة: ۷۹/۱، وصححه المجد ابن تيمية وغيره، وأصله في الصحيحين.

۶۴۲- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت اسماء (بنت شہل انصاریہ) رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے حیض کے غسل کے بارے میں مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”عورت کو چاہیے کہ پانی اور بیری کے پتے لے لے پھر صفائی کرے اور اچھی طرح صفائی کرے۔“ یا فرمایا: ”بہت زیادہ صفائی کرے (جسم کو خوب صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈال کر خوب ملے حتیٰ کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ پھر سارے بدن پر پانی بہائے پھر روئی کا خوشبودار پھاہالے اس سے طہارت کرے۔“ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اس کے ساتھ کیسے طہارت حاصل کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سبحان اللہ! اس کے ساتھ طہارت کرو۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آہستہ سے کہا: اس کو خون کے مقام پر لگا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی ﷺ سے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ”عورت کو چاہیے کہ پانی لے پھر صفائی کرے اور اچھی طرح صفائی کرے۔“ یا فرمایا: ”بہت زیادہ صفائی کرے۔ پھر سر پر پانی ڈال کر ملے حتیٰ کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ پھر اپنے جسم پر پانی بہالے۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: انصاریکی عورتیں بھی بہت اچھی عورتیں تھیں۔ انھیں دین کے مسائل سیکھنے سے حیا مانع نہیں ہوتی تھی۔

۶۴۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ مَهْجَرٍ قَالَ: سَمِعْتُ صَفِيَّةَ تُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْمَحِيضِ، فَقَالَ: «تَأْخُذُ إِحْدَاكُنَّ مَاءَهَا وَسِذْرَهَا فَتَطْفُرُ، فَتَحْسِنُ الطَّهُورَ، أَوْ تَبْلُغُ فِي الطَّهُورِ، ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ دَلْكَاً شَدِيداً، حَتَّى تَبْلُغَ شَوْوْنَ رَأْسِهَا، ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ، ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً [فَتَطْفُرُ] بِهَا»، قَالَتْ أَسْمَاءُ: كَيْفَ أَتَطْفُرُ بِهَا؟ قَالَ: «سُبْحَانَ اللَّهِ تَطْفُرِي بِهَا» قَالَتْ عَائِشَةُ: -كَأَنَّهَا تُخْفِي ذَلِكَ- [تَتَّبِعِي] بِهَا أَثَرَ الدَّمِ، قَالَتْ: وَسَأَلْتُهُ عَنِ الْغُسْلِ مِنَ الْجَنَابَةِ، فَقَالَ: «تَأْخُذُ إِحْدَاكُنَّ مَاءَهَا فَتَطْفُرُ، فَتَحْسِنُ الطَّهُورَ أَوْ تَبْلُغُ فِي الطَّهُورِ، حَتَّى تَصُبَّ الْمَاءَ عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ حَتَّى تَبْلُغَ شَوْوْنَ رَأْسِهَا، ثُمَّ تُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى جَسَدِهَا». فَقَالَتْ عَائِشَةُ: نِعَمَ النِّسَاءِ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ! لَمْ يَمْنَعْنَهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ.

🌞 نوادہ و مسائل: ① حیض کے غسل میں صفائی کا اہتمام غسل جنابت کی نسبت زیادہ ہوتا ہے کیونکہ اس کی

۶۴۲- أخرجه مسلم، الحيض، باب استحباب استعمال المغسلة من الحيض فرصة من مسك في موضع الدم، ج: ۳۳۲ (ج) من ابن بشار وغيره به.

نوبت نسبتاً زیادہ دیر بعد آتی ہے۔ ① پانی میں بیری کے پتے ڈال کر جوش دینے سے وہ پانی زیادہ صفائی کرنے والا بن جاتا ہے۔ ② مقام مخصوص پر خوشبو لگانے کا مقصد یہ ہے کہ ناگوار بو ختم ہو جائے۔ ③ جنسی امور سے متعلق مسئلہ بتاتے وقت صریح الفاظ کے بجائے اشارے کنائے سے کام لینا چاہیے تاکہ مسئلہ بھی بتا دیا جائے اور شرم و حیا بھی قائم رہے۔ ④ علم حاصل کرنے سے شرمانا درست نہیں کیونکہ اس کے نتیجے میں انسان ہمیشہ جاہل رہتا ہے اور ممکن ہے کہ خلاف شریعت کام کا ارتکاب کرتا رہے۔

(المعجم ۱۲۵) - بِأَبِّ مَا جَاءَ فِي مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ وَسُورِهَا (التحفة ۱۲۵)

باب: ۱۲۵- حائضہ کے ساتھ مل کر کھانا اور اس کا جوٹھا کھانی لینا درست ہے

۶۳۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں ایام حیض میں ہوتی تھی تو (بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ) میں بڑی والی بوٹی سے دانستوں کے ساتھ گوشت نوچتی تو رسول اللہ ﷺ اس (بوٹی) کو لے لیتے اور جہاں میں نے منہ لگایا تھا وہیں سے منہ لگا کر اس بڑی سے گوشت نوچتے، میں برتن میں پانی چینی تو رسول اللہ ﷺ وہیں منہ رکھ (کر پانی پی) لیتے جہاں میں نے منہ رکھا ہوتا تھا۔

۶۴۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْمُقَدَّمِ ابْنِ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ، عَنِ أَبِيهِ، عَنِ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ أَنْعَرْتُ الْعَظْمَ وَأَنَا حَائِضٌ، فَيَأْخُذُهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَيَضَعُ فَمَهُ حَيْثُ كَانَ فَمِي، وَأَشْرَبَ مِنَ الْإِنَاءِ، فَيَأْخُذُهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَيَضَعُ فَمَهُ حَيْثُ كَانَ فَمِي، وَأَنَا حَائِضٌ.



☀️ فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ حائضہ کا بدن پاک ہوتا ہے۔ اور یہ نجاست حکمی ہے سوائے خون کے کہ وہ حسی نجاست ہے۔ ② حائضہ کا منہ اور لعاب دہن بھی پاک ہے اس لیے اس کا جوٹھا کھانا اور اس کا جوٹھا پینا جائز ہے۔ ③ خاوند کو بیوی کے ساتھ مل کر کھانا پینا چاہیے کیونکہ اس سے محبت کا اظہار بھی ہوتا ہے اور محبت میں اضافہ بھی ہوتا ہے۔ ④ خاوند کو بیوی کا باہم اظہار محبت کے لیے بے تکلفی کا مظاہرہ کرنا عزت و شرف کے منافی نہیں۔

۶۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنِ ثَابِتٍ، عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ يَأْكُلُونَ مَعَ الْحَائِضِ فِي بَيْتِهَا، وَلَا يَأْكُلُونَ وَلَا

۶۳۳- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی گھر میں حائضہ عورت کے پاس نہیں بیٹھتے تھے نہ (اس کے ساتھ مل کر) کھاتے پیتے تھے۔ نبی ﷺ اس بات کا ذکر کیا گیا (اور مسئلہ دریافت کیا گیا) تو اللہ تعالیٰ

۶۴۳- أخرجه مسلم، الحیض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها... الخ، ح: ۳۰۰ من حدیث المقدم به.
۶۴۴- أخرجه مسلم، الحیض، الباب السابق، ح: ۳۰۲ من حدیث حماد به موطأ.

يَسْرُبُونَ. قَالَ: فَذَكَرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذَى فَأَعْتَزِلُوا النَّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ﴾ «اور آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں فرمادیجئے، وہ گندگی ہے، سو تم حیض (کے ایام) میں عورتوں سے الگ رہو۔» (اس کی وضاحت کرتے ہوئے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم جماع کے سوا سب کچھ کر سکتے ہو۔“

ہوئے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم جماع کے سوا سب کچھ کر سکتے ہو۔“

🌞 نوآئد و مسائل: ① سابقہ شریعتوں میں احکام شریعت محمدی کی نسبت سخت تھے۔ بعض مسائل میں خود یہودی نے سختی پیدا کر لی تھی انہی میں طہارت و نجاست کے مسائل بھی تھے۔ چنانچہ یہودی ان ایام میں عورت کو الگ کرے یا خیمے میں رہنے کا حکم دیتے تھے کیونکہ ان کی رائے میں وہ جس بستر پر بیٹھ جائے جو کپڑا پہن لے یا جس چیز کو ہاتھ لگا دے وہ ناپاک ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اس کے بستر کو چھو لے تو وہ بھی ناپاک ہو جاتا ہے اور اسے غسل کرنا پڑتا ہے۔ (دیکھیے عہد نامہ قدیم کتاب احزاب باب ۱۵، فقرہ: ۱۹ تا ۲۳) ② اسلام میں طہارت اور صفائی کی بہت اہمیت ہے لیکن یہود جیسے سخت احکام نہیں اس لیے حیض و نفاس کے ایام میں مباشرت تو جائز نہیں لیکن عورت کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، پیار کرنا، ساتھ لیٹنا سب کچھ جائز ہے، البتہ مباشرت حرام ہے جیسے کہ گزشتہ ابواب میں بھی بیان ہوا۔ ③ جس شخص کو خطرہ محسوس ہو کہ پیار کرنے کی صورت میں وہ اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ سکے گا اور ممنوع کام کا ارتکاب کر بیٹھے گا تو اسے اس اجازت سے فائدہ اٹھانے میں احتیاط سے کام لینا چاہیے اس کے لیے بہتر ہے کہ ان ایام میں بیوی سے دور رہے۔

(المعجم ۱۲۶) - بَابُ: فِي مَا جَاءَ فِي

اجْتِنَابِ الْحَائِضِ الْمَسْجِدِ

(التحفة ۱۲۶)

۶۴۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،
وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ:
حَدَّثَنَا بْنُ أَبِي عَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ

۶۳۵- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ اس مسجد کے صحن میں داخل ہوئے اور بلند آواز سے اعلان فرمایا: ”کسی جنبی یا

۶۴۵- [سناده ضعيف] أخرجه المزي في تهذيب الكمال: ۲۷ / ۲۷۱، ۲۷۲ (ترجمة محدوج) من حديث أبي نعيم به مطولاً * أبو الخطاب وشيخه مجهولان (تقريب)، والحديث ضعفه صاحب الزوائد، وحديث أبي داود، ح: ۳۳۲. يعني عنه.



۱- ابواب الطهارة وسنها - حیض سے متعلق احکام و مسائل

الْهَجْرِيَّ، عَنْ مَحْدُوحِ الذَّهْلِيِّ، عَنْ جَسْرَةَ قَالَتْ: أَخْبَرْتَنِي أُمُّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ صَرْحَةَ هَذَا الْمَسْجِدِ، فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: «إِنَّ الْمَسْجِدَ لَا يَحِلُّ لِحُجْبٍ وَلَا حَائِضٍ».

حائضہ کو مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں۔“

🌞 ملحوظہ: اس حدیث کی سند بعض کے نزدیک ضعیف اور بعض کے نزدیک شواہد کی بنا پر حسن ہے اس لیے اس میں بیان کردہ مسئلہ صحیح ہے اور اس پر علماء کا اتفاق ہے۔

(المعجم ۱۲۷) - بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَائِضِ تَرَى بَعْدَ الطَّهْرِ الصُّفْرَةَ وَالْكَدْرَةَ (التحفة ۱۲۷)

باب: ۱۲۷- عورت اگر پاک ہونے کے بعد زرد یا مٹیالے رنگ کا پانی دیکھے تو؟

۶۴۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ شَيْبَانَ النَّحْوِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ بَكْرٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَرْأَةِ تَرَى مَا يَرِيهَا بَعْدَ الطَّهْرِ قَالَ: «إِنَّمَا هِيَ عِرْقٌ أَوْ عَرُوقٌ».

۶۴۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کے بارے میں جسے پاک ہونے کے بعد کوئی مشکوک چیز نظر آئے فرمایا: ”وہ ایک رگ ہے۔“ یا فرمایا: ”وہ رگیں ہیں۔“

فَالَمْ يَكُنْ يَكْفِيهِمْ ذَلِكَ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا تَرَى مَا يَرِيهَا بَعْدَ الطَّهْرِ قَالَ: «إِنَّمَا هِيَ عِرْقٌ أَوْ عَرُوقٌ».

محمد بن یحییٰ نے کہا: پاک ہونے کے بعد سے مراد غسل کے بعد ہے۔

🌞 فوائد و مسائل: ① یہ روایت سنداً ضعیف ہے البتہ دیگر شواہد کی بنا پر معتاد صحیح ہے غالباً اسی وجہ سے دیگر محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ② پاک ہونے کا مطلب ہے کہ حیض ختم ہو جانے کے بعد جب غسل کر لے پھر زرد یا مٹیالے رنگ کا پانی نظر آئے تو اسے حیض نہ سمجھے بلکہ وہ ایک بیماری کی سی کیفیت ہے البتہ عادت کے ایام کے اندر اس

۶۴۶- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب ما روي أن المستحاضة تغتسل لكل صلاة، ح: ۲۹۳ حديث يحيى به، والبيهقي: ۱/ ۳۳۷ من حديث شيبان به * أم بكر مجهولة الحال، وللحديث شواهد

۱- ابواب الطهارة وسننها حیض سے متعلق احکام و مسائل

وقت تک انتظار کرنا چاہیے جب تک رنگ بالکل سفید نہ ہو جائے یا خون بالکل بند نہ ہو جائے۔

۶۴۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أُنْبَأَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: لَمْ نَكُنْ نَرَى الصُّفْرَةَ وَالْكَدْرَةَ شَيْئًا.

۶۴۷- حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ہم زرد اور میا لے پانی کو کچھ نہیں سمجھتی تھیں۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرَّقَّاشِيُّ: حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حَفْصَةَ، عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: كُنَّا لَا نَعُدُّ الصُّفْرَةَ وَالْكَدْرَةَ شَيْئًا.

امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ہمیں محمد بن یحییٰ نے محمد بن عبد اللہ الرقاشی سے بواسطہ وہیب عن ایوب، حضرت ام عطیہ سے بیان کیا، انھوں نے کہا: ہم زرد اور میا لے پانی کو کچھ نہیں سمجھتی تھیں۔

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: وَهَيْبٌ أَوْلَاهُمَا، عِنْدَنَا بِهَذَا.

محمد بن یحییٰ نے کہا اس حدیث کو بیان کرنے میں وہیب ہمارے نزدیک (معر سے) زیادہ قابل اعتماد ہیں۔



🌞 فوائد و مسائل: ① مطلب یہ ہے کہ ہماری نظر میں وہ حیض شمار نہیں ہوتا تھا۔ پہلی حدیث میں مذکور ہے کہ یہ حکم پاک ہونے کے بعد ہے اگر زرد میا لے رنگ کے بعد پھر سرخ خون آ جائے تو یہ سب حیض میں شمار ہوگا۔ ② امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ کے استاد جناب محمد بن یحییٰ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو دو سندوں سے بیان کیا ہے۔ ایک سند میں ہے کہ ایوب نے یہ حدیث ابن سیرین رضی اللہ عنہ سے اور انھوں نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے سنی جب کہ دوسری سند میں ایوب اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے درمیان حفصہ کا واسطہ ہے۔ محمد بن یحییٰ نے دوسری سند کو ترجیح دی ہے تاہم اس اختلاف سے حدیث کی صحت میں فرق نہیں پڑتا کیونکہ ابن سیرین اور حفصہ دونوں ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

(المعجم ۱۲۸) - بَابُ النَّفْسَاءِ كَمْ تَجْلِسُ (التحفة ۱۲۸)

باب: ۱۲۸- نفاس والی عورت کتنا عرصہ نماز روزہ سے پرہیز کرے؟

۶۴۸- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

۶۴۸- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے

۶۴۷- أخرجه البخاري، الحيض، باب الصفرة والكدره في غير أيام الحيض، ح: ۳۲۶ من حديث أيوب به، الحديث الأول والثاني أيضا صحيح.

۶۴۸- [حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب ماجاء في وقت النساء، ح: ۳۱۱ من حديث علي بن عبد الأعلى به، وصححه الحاكم، والذهبي، وحسنه النووي.

۱- أبواب الطهارة وسننها

حیض سے متعلق احکام و مسائل

نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں نفاس والی عورت چالیس دن بیٹھی رہتی تھی۔ اور ہم چھائیوں کا علاج کرنے کے لیے چہروں پر درس لگاتی تھیں۔

الْجَهْمُصِي: حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ أَبِي سَهْلٍ، عَنْ مُسَّةَ الْأَزْدِيَّةِ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: كَانَتْ النَّفْسَاءُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَجْلِسُ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، وَكُنَّا نَطْلِي وَجُوهَنَا بِاللُّورَسِ مِنَ الْكَلْبِ.

☀️ نوآمد و مسائل: ① نفاس سے مراد وہ خون ہے جو عورت کو بچنے کی پیدائش کے بعد آتا ہے۔ اس کی زیادہ سے زیادہ مدت کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ اکثر علماء کا رجحان چالیس دن کی طرف ہی ہے اس کے بعد بھی اگر خون جاری رہے تو اسے اتنا سمجھا جائے اور عورت غسل کر کے نماز روزہ ادا کرنا شروع کر دے۔ اگر اس سے کم مدت میں خون بند ہو جائے تو چالیس دن تک پرہیز کرنا ضروری نہیں پاک ہونے کے بعد غسل کر کے نماز روزہ شروع کر دینا چاہیے۔ ② درس ایک بوٹی ہے۔ عورتیں اس سے چھائیوں کا علاج کرتی تھیں۔ یہ بوٹی اور بھی متعدد امراض میں مفید ہے۔

۶۳۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نفاس والی عورت کے لیے چالیس دن کی مقدار مقرر کی ہے سوائے اس کے کہ اس مدت سے پہلے طہر نظر آ جائے۔

۶۴۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ، عَنْ سَلَامِ بْنِ سَلِيمٍ أَوْ سَلَمٍ، شَكَّ أَبُو الْحَسَنِ. - وَأَظْنُهُ هُوَ أَبُو الْأَخْوَصِ، - عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَّتْ لِلنَّفْسَاءِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا، إِلَّا أَنْ تَرَى الطَّهْرَ قَبْلَ ذَلِكَ.

☀️ فائدہ: یہ روایت سداضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ مسئلہ دوسری صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

(المعجم ۱۲۹) - بَابُ مَنْ وَقَعَ عَلَى امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ (التحفة ۱۲۹)

باب ۱۲۹- جو شخص حائضہ بیوی سے مباشرت کر لے

۶۵۰- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ: ۶۵۰- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

۶۴۹- [إسناده ضعيف] وصححه البوصيري * المحاربي كان يلدس وعنن، وسلام هو الطويل كما قال البيهقي: ۳۴۳/۱، وهو متروك كما في التقریب وغيره، وللحديث شواهد كثيرة.

۶۵۰- [صحیح] أخرجه الترمذی، الطهارة، باب ماجاء في الكفارة في ذلك، ح: ۱۳۷ من حديث عبد الكريم (أبي أمية) به، وانظر، ح: ۶۴۰، فإنه شاهد له.

۱- أبواب الطهارة وسننها
 حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ،
 عَنْ مِثْسَمِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ
 الرَّجُلُ، إِذَا وَقَعَ عَلَى امْرَأَتِهِ وَهِيَ
 حَائِضٌ، أَمْرُهُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَتَصَدَّقَ
 بِنِصْفِ دِينَارٍ.

☀️ فائدہ: اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے حدیث: ۶۳۰ کے فوائد ملاحظہ فرمائیے۔

(المعجم ۱۳۰) - بَابُ: فِي مُؤَاكَلَةِ
 الْحَائِضِ (التحفة ۱۳۰)
 باب: ۱۳۰- حائضہ کے ساتھ مل کر کھانا
 درست ہے

۶۵۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ، بَكْرُ بْنُ
 خَلْفٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ،
 عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ
 الْحَارِثِ، عَنْ حَرَامِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ عَمِّهِ
 عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ
 ﷺ: عَنْ مُؤَاكَلَةِ الْحَائِضِ، فَقَالَ:
 «وَأَكْلَهَا».

☀️ فائدہ: اس مسئلہ کی وضاحت حدیث: ۶۳۳ کے تحت گزر چکی ہے۔

(المعجم ۱۳۱) - بَابُ: فِي الصَّلَاةِ فِي
 نَوْبِ الْحَائِضِ (التحفة ۱۳۱)
 باب: ۱۳۱- حائضہ کا کپڑا اوڑھ کر نماز پڑھنا

۶۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
 حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ
 ۶۵۱- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في المذي، ح: ۲۱۲ من حديث العلاء به، وحسنه
 الترمذي، ح: ۱۳۳.
 ۶۵۲- أخرجه مسلم، الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ۵۱۴ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

۶۵۱- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب في المذي، ح: ۲۱۲ من حديث العلاء به، وحسنه
 الترمذي، ح: ۱۳۳.
 ۶۵۲- أخرجه مسلم، الصلاة، باب الاعتراض بين يدي المصلي، ح: ۵۱۴ عن ابن أبي شيبة وغيره به.

۱- ابواب الطهارة وسننها

حیض سے متعلق احکام و مسائل

عُبَيْدُ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي، وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ، وَأَنَا حَائِضٌ، وَعَلَيَّ مِرْطٌ لِي، وَعَلَيْهِ بَعْضُهُ.

آپ کے قریب (لمٹی ہوئی) تھی جب کہ میں حیض سے تھی۔ میں نے ایک چادر اپنے اوپر لے رکھی تھی اور اس کا ایک حصہ آپ ﷺ کے جسم مبارک پر تھا۔

☀️ فائدہ: کوئی کپڑا محض حائضہ کے پینے اوڑھنے سے ناپاک نہیں ہو جاتا جب تک اسے خون نہ لگ جائے اگر خون لگ جائے تو اتنی جگہ سے کپڑا دھو کر پہنایا اوڑھا جاسکتا ہے اور اسی کے ساتھ نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

۶۵۳- حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَادٍ، عَنْ مَيْمُونَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى وَعَلَيْهِ مِرْطٌ، بَعْضُهُ عَلَيْهِ، وَعَلَيْهَا بَعْضُهُ، وَهِيَ حَائِضٌ.

۶۵۳- ام المومنین حضرت ميمونه رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے (گھر میں نفل) نماز پڑھی۔ آپ نے چادر اوڑھ رکھی تھی جس کا کچھ حصہ نبی ﷺ پر تھا اور کچھ حصہ ان پر تھا۔ اور وہ حالت حیض میں تھیں۔

باب ۱۳۲- جب لڑکی بالغ ہو جائے تو (سر پر) اوڑھنی لیے بغیر نماز نہ پڑھے

(المعجم ۱۳۲) - بَابُ: إِذَا حَاضَتْ الْجَارِيَةُ لَمْ تُصَلِّ إِلَّا بِخِمَارٍ (التحفة ۱۳۲)

۶۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا، فَاحْتَبَّتْ مَوْلَاةَ لَهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «حَاضَتْ؟» فَقَالَتْ نَعَمْ، فَشَقَّ لَهَا مِنْ عَمَامَتِهِ، فَقَالَ: «اِحْتَمِرِي بِهَذَا».

۶۵۴- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ان کے گھر تشریف لائے تو ان کی ایک آزاد کردہ لونڈی چھپ گئی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "اسے حیض آ گیا ہے؟" ام المومنین نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے اپنی چھڑی کے کپڑے میں سے پھاڑ کر ایک حصہ اسے دیا اور فرمایا: "اسے اوڑھنی بنا لو۔"

۶۵۳- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب الرخصة في ذلك، ح: ۳۶۹ من حديث سفیان به، وأصله متفق عليه، البخاري، ح: ۳۳۳، ومسلم، ح: ۵۱۳.

۶۵۴- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن أبي شيبة ۲/ ۲۲۹ به، وقال البوصيري: "لهذا إسناده فيه عبد الكريم، وهو ابن أبي المخارق، ضعفه أحمد وغيره، بل قال ابن عبد البر مجمع على ضعفه".

۱- أبواب الطهارة وسننها

حائضہ عورت کے مہندی لگانے سے متعلق احکام و مسائل

۶۵۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ﷺ

نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کسی بالغ عورت کی نماز اور وحشی کے بغیر قبول نہیں کرتا۔“

۶۵۵ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ وَأَبُو الثُّعْمَانِ، [قَالَ]: حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ صَفِيَّةِ بِنْتِ الْحَارِثِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ الْحَائِضِ إِلَّا بِخِمَارٍ».

☀️ فوائد و مسائل: ① عورت کے لیے نماز میں سر چھپانا لازمی ہے خواہ تہائی میں نماز پڑھ رہی ہو جہاں اس پر کسی کی نظر نہ پڑتی ہو۔ یہ سر چھپانا پردے کے لیے نہیں کیونکہ محرم رشتہ داروں سے سر چھپانا فرض نہیں۔ ② عورت کا ذکر کرنے سے معلوم ہوا کہ مرد کا یہ حکم نہیں وہ ننگے سر نماز پڑھ سکتا ہے تاہم مرد کے لیے بھی عادتاً ننگے سر رہنا ناپسندیدہ امر ہے۔

باب: ۱۳۳- حائضہ عورت مہندی لگا سکتی ہے

(المعجم ۱۳۳) - بَابُ الْحَائِضِ

تَحْتَضِبُ (التحفة ۱۳۳)

۶۵۶- حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک

عورت نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کیا حیض والی عورت مہندی (یا کوئی دوسرا خضاب) لگا سکتی ہے؟ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہم نبی ﷺ کے پاس ہوتیں اور خضاب لگاتی تھیں، آپ ﷺ ہمیں منع نہیں فرماتے تھے۔

۶۵۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ قَالَتْ: تَحْتَضِبُ الْحَائِضُ؟ فَقَالَتْ: قَدْ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَنَحْنُ نَحْتَضِبُ، فَلَمْ يَكُنْ يَنْهَانَا عَنْهُ.

☀️ فوائد و مسائل: ① منع نہ کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ جائز ہے۔ جب کوئی کام رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں کیا جائے اور آپ اس سے منع نہ کریں تو اس سے اس کام کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ جس حدیث میں اس قسم کے کسی واقعہ کا ذکر ہوا ہے ”تقریری حدیث“ کہتے ہیں۔ ② ”خضاب“ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو ہاتھوں وغیرہ پر یا سر کے بالوں پر لگایا جائے اور اس سے ہاتھوں یا بالوں کا رنگ بدل جائے۔ مہندی بھی خضاب ہی کی ایک صورت ہے۔ ③ مہندی

۶۵۵- [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب المرأة تصلي بغير خمار، ح: ۶۴۱ من حديث حماد به، وحسنه الترمذي، ح: ۳۷۷، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

۶۵۶- [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، حججاج هو ابن منهل، وأيوب هو السخيتاني".

۱- أبواب الطهارة وسننها پٹی پر مسح کرنے اور تھوک لگے کپڑے سے متعلق احکام و مسائل لگانا جس طرح طہر کے ایام میں جائز ہے اسی طرح حیض کے ایام میں بھی جائز ہے۔

(المعجم ۱۳۴) - **بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْجَبَائِرِ** (التحفة ۱۳۴)
باب: ۱۳۴- پٹیوں پر مسح کرنا

۶۵۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانَ الْبَلْخِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَنْبَأَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ خَالِدٍ، عَنْ زَيْدِ ابْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: انْكَسَرَتْ إِخْدَى زَنْدِيَّ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ، فَأَمَرَنِي أَنْ أَمْسَحَ عَلَى الْجَبَائِرِ.

۶۵۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میری ایک کلائی ٹوٹ گئی، میں نے نبی ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے مجھے پٹیوں پر مسح کرنے کا حکم دیا۔

قَالَ أَبُو الْحَسَنِ بْنُ سَلَمَةَ: أَنْبَأَهُ الدَّبْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، نَحْوَهُ.

(امام ابن ماجہ رحمہ اللہ کے شاگرد) ابو الحسن بن سلمہ نے کہا انھیں دبیری نے عبدالرزاق سے سابقہ روایت کی مشل بیان کیا۔

☀️ **فائدہ:** اس روایت میں بیان کردہ مسئلہ درست ہے کیونکہ ایسا شخص شرعاً معذور ہے۔

(المعجم ۱۳۵) - **بَابُ اللَّعَابِ يُصِيبُ الثُّوبَ** (التحفة ۱۳۵)
باب: ۱۳۵- کپڑے کو تھوک لگ جائے تو کوئی حرج نہیں

۶۵۸- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ حَمَادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ حَامِلًا الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ، عَلَى عَاتِقِهِ، وَلَعَابُهُ يَسِيلُ عَلَيْهِ.

۶۵۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو کندھے پر اٹھایا ہوا تھا اور ان کا لعاب بہ کر آپ پر گر رہا تھا۔

۶۵۷- [إسناده موضوع] قال الإمام أحمد في عمرو بن خالد الواسطي: "كذاب، يروي عن زيد بن علي عن أبيه أحاديث موضوعة يكذب".

۶۵۸- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۴۴۷/۲ عن وكيع به، إلا أنه قال: "الحسن بن علي" وهو الراجح، وقال البوصيري: "لهذا إسناده صحيح".

۱- أبواب الطهارة وسننها برتن میں کلی کرنے سے متعلق احکام و مسائل
 فوائد و مسائل: ① انسان کے منہ کا لعاب پاک ہے۔ ② بچے کو گود میں یا کندھے پر اٹھانا بلند مقام و منصب کے
 منافی نہیں۔

(المعجم ۱۳۶) - بَابُ الْمَجِّ فِي الْإِنَاءِ
 باب: ۱۳۶- برتن میں کلی کرنا
 (التحفة ۱۳۶)

۶۵۹- حَدَّثَنَا سُؤَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا
 سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مِسْعَرٍ؛ ح وَحَدَّثَنَا
 مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ كَرَامَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ،
 عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَبْدِ الْجَبَّارِ بْنِ وَايِلٍ، عَنْ أَبِيهِ
 قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَتَيْتِي بِدَلْوٍ، فَمَضَمْتُ
 مِنْهُ، فَمَجَّ فِيهِ مِسْكَاً أَوْ أَطْيَبَ مِنَ الْمِسْكِ،
 وَاسْتَنْتَرَ حَارِجاً مِنَ الدَّلْوِ.

۶۶۰- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا
 إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ
 ابْنِ الرَّبِيعِ وَكَانَ قَدْ عَقَلَ مَجَّةً؛ مَجَّهَا
 رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي دَلْوٍ مِنْ بَثْرِ لَهْمٍ.

۶۵۹- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 انھوں نے فرمایا: میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں (پانی کا) ڈول حاضر کیا گیا آپ نے اس میں سے
 پانی لے کر کلی کی پھر ڈول میں کلی کی جو کستوری کی طرح یا
 کستوری سے پاکیزہ تر تھی اور آپ نے ڈول سے باہر
 ناک صاف کی۔

۶۶۰- امام زہری نے حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ سے
 روایت بیان کی اور یہ وہ صحابی ہیں جنھیں وہ کلی یا تھی جو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ڈول میں کی تھی جس میں ان
 کے ایک کنویں سے پانی لیا گیا تھا۔

فوائد و مسائل: ① حضرت محمود بن ربیع بن سراقہ رضی اللہ عنہ انصار کے قبیلہ بنو خزرج سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے
 گھر تشریف لائے جب یہ واقعہ پیش آیا۔ ② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے کیا کہ گھر والوں کے لیے برکت کا
 باعث ہو۔ ③ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے مس ہونے والی چیزوں میں برکت ہے اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک اور دوسری اشیاء کو محفوظ رکھا، لیکن صحابہ و تابعین نے کسی اور بزرگ شخصیت (صحابی یا تابعی)
 سے تعلق رکھنے والی اشیاء کو بطور تبرک محفوظ نہیں رکھا۔ ④ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر منہ میں پانی لے کر حضرت
 محمود رضی اللہ عنہ کے چہرے پر پھینکا تھا یعنی بچوں سے دل لگی کرنا جائز ہے۔ ⑤ اس حدیث سے امام بخاری نے استدلال
 کیا ہے کہ پانچ سال کا بچہ جب حدیث سے تو یہ سند شامی کی جائے گی۔ (صحیح البخاری، العلم، باب متی یصح
 سماع الصغیر، حدیث: ۷۵۴)

۶۵۹- [سناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۴/۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۸ من حديث مسعر به، وقال البوصيري: "هذا إسناد
 منقطع * عبد الجبار لم يسمع من أبيه شيئاً قاله ابن معين، والبخاري *
 ۶۶۰- [صحیح] انظر، ح: ۷۵۴.

(المعجم ۱۳۷) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يَرَى
عَوْرَةَ أُخِيهِ (التحفة ۱۳۷)

باب: ۱۳۷- کسی کی شرم گاہ کا دیکھنا منع ہے

۶۶۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُمَانَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَا تَنْظُرِ الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ، وَلَا يَنْظُرِ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ».

۶۶۱- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی عورت دوسری عورت کے ستر کو نہ دیکھے اور کوئی مرد کسی مرد کے ستر کو نہ دیکھے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① اسلام میں عصمت و عفت کی حفاظت اور پاک دامنی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ اسی مقصد کے لیے اسلام میں بہت سے احکامات ہدایات اور قوانین موجود ہیں مثلاً (۱) بدکاری کو کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے۔ (۲) اس جرم کے مرتکب کے لیے سخت ترین سزا مقرر کی گئی ہے۔ (۳) نکاح پر اس حد تک زور دیا گیا ہے کہ غلاموں اور بیواؤں تک کی شادی کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ﴾ (النور: ۳۲) ”تم میں سے جو بے نکاح ہوں (بیواؤں، رندوں، کنواروں) اور تمہارے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو نیک خصلت ہوں ان کا نکاح کرو۔“ (۴) نکاح کرنے والوں کو خوشحالی کی خوش خبری دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ (النور: ۳۲) ”گروہ تک دست ہوں گے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔“ (۵) جو نوجوان کسی وجہ سے نکاح نہ کر سکے اسے بکثرت نفلی روزے رکھنے کا حکم دیا گیا تاکہ جذبات قابو میں رہیں۔ (صحیح البخاری، النکاح، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من استطاع منکم الباءة فلیتزوج.....؛ حدیث: ۵۰۶۵) (۶) مردوں اور عورتوں دونوں کو نظر کی حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا۔ ارشاد ہے: ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ﴾ (النور: ۳۰) ”مومنوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔“ ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ﴾ (النور: ۳۱) ”اور مومن عورتوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔“ (۷) نامحرم مردوں سے پردے کا حکم دیا گیا۔ (سورہ نور آیت: ۳۱) (۸) دوسروں کے گھروں میں جاتے وقت اجازت طلب کرنے کا حکم دیا گیا۔ (سورہ نور آیت: ۵۹) (۹) خاص اوقات



۶۶۱- أخرجه مسلم، الحیض، باب تحریم النظر إلى العورات، ح: ۳۳۸ عن ابن أبي شیبة به مطولاً.

میں بچوں کو کبھی بلا اجازت بڑوں کے پاس جانے سے منع کیا گیا ہے۔ (سورۃ نور: ۵۸)

انہی ہدایات میں سے یہ ہدایت بھی ہے جو زیر مطالعہ حدیث میں بیان ہوئی ہے کہ پردہ صرف اجنبی مرد اور عورت کے درمیان ہی نہیں بلکہ مرد مرد سے اور عورت عورت سے ایسا انداز اختیار نہ کرے جو شرم و حیا کے منافی ہو۔ اس موضوع پر تفصیل کے لیے دیکھیے: (ڈاکٹر فضل الہی رحمۃ اللہ علیہ کی تہنیت "التَّذَابِيرُ الْوَأَقِيَّةُ مِنَ الزَّيْنَاءِ" یا اس کا اردو ترجمہ "اسلام کا نظامِ عفت") ① مرد کے لیے مرد سے جن اعضا کا چھپانا فرض ہے ان میں پیشاب اور پاخانہ کے اعضاء بالاتفاق شامل ہیں۔ ران میں اختلاف ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ ران کو پردے کے اعضاء میں شمار نہیں کیا تاہم ان کے ہاں بھی احتیاط اسی میں ہے کہ اسے چھپایا جائے۔ (صحیح البخاری، الصلاة، باب ما یدکر فی الفخذ)

② عورت کو بھی دوسری عورت کے مذکورہ بالا اعضاء دیکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔ بچے کی پیدائش یا اس قسم کی مجبوری کے موقعوں پر بھی صرف وہی عورت دیکھے جس کے بغیر کام نہیں نکلتا۔ دوسری عورتوں کو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

③ عورت کو اپنی چھاتیاں بھی دوسری عورت کے سامنے ظاہر نہیں کرنی چاہئیں۔

۶۶۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُورٍ،
 عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ مَوْلَى
 لِعَائِشَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا نَظَرْتُ، أَوْ
 مَا رَأَيْتُ فَرَجَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَطُّ.

۶۶۲ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی شرم گاہ کو کبھی نہیں دیکھا۔

قال أبو بكر: كَانَ أَبُو نُعَيْمٍ يَقُولُ: عَنْ
 مَوْلَاةٍ لِعَائِشَةَ.

ابو بکر نے کہا: ابو نعیم (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے غلام کی بجائے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی سے بیان کیا کرتے تھے۔

(المعجم ۱۳۸) - بَابُ مِنَ اغْتَسَلَ مِنَ
 الْجَنَابَةِ فَبَقِيَ مِنْ جَسَدِهِ لُحْمَةٌ لَمْ يُصْبِحَهَا
 الْمَاءُ كَيْفَ يَصْنَعُ (التحفة ۱۳۸)

۶۶۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ،
 ۶۶۳ - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت

۶۶۲ - [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۶۳/۶ عن وكيع به، وقال البوصيري: 'هذا إسناده ضعيف، مولى عائشة لم
 يسم' * أبو نعيم تابعه ابن مهدي عند أحمد: ۱۹۰/۶.

۶۶۳ - [ضعيف] وقال البوصيري: 'هذا إسناده ضعيف، أبو علي الرحي اسم حسين بن قيس، أجمعوا على'

۱- أبواب الطهارة وسننها

وإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ
ابْنُ هَارُونَ: أَنَّ أَبَانًا مُسْلِمًا بَنُ سَعِيدٍ، عَنْ
أَبِي عَلِيٍّ الرَّحْبِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اغْتَسَلَ مِنْ جَنَابَةِ،
فَرَأَى لُحْمَةً لَمْ يُصِبْهَا الْمَاءُ، فَقَالَ بِحِمَّتِهِ
فَبَلَّهَا عَلَيْهَا.

دوران وضو میں خشک رہ جانے والی جگہ کا بیان
ہے انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے غسل جنابت کیا پھر
آپ کو تھوڑی سی جگہ (خشک) نظر آئی جسے پانی نہیں
پہنچا تھا، چنانچہ آپ نے اپنے بالوں کو اس جگہ پر نچوڑ کر تر
کر لیا۔

قَالَ إِسْحَاقُ، فِي حَدِيثِهِ: فَعَصَرَ شَعْرَهُ
عَلَيْهَا.

جناب اسحاق نے اپنی حدیث میں کہا کہ آپ نے
اپنے بالوں کو اس پر نچوڑا۔

۶۶۴- حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا
أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ
الْحَسَنِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيٍّ قَالَ:
جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ: إِنِّي
اغْتَسَلْتُ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَصَلَيْتُ الْفَجْرَ، ثُمَّ
أَصْبَحْتُ فَرَأَيْتُ قَدْرَ مَوْضِعِ الظَّفَرِ لَمْ يُصِبْهُ
الْمَاءُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَوْ كُنْتُ
مَسَحْتُ عَلَيْهِ يَدِيكَ أَجَزَّ أَكَّ».

۶۶۳- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک
آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں
نے غسل جنابت کیا اور فجر کی نماز پڑھی۔ دن چڑھا تو
مجھے ایک ناخن کے برابر جگہ نظر آئی جہاں (غسل کے
دوران میں) پانی نہیں پہنچا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے
فرمایا: "اگر تو اس جگہ (گیلا) ہاتھ پھیر دیتا تو کافی ہوتا۔"

☀️ فائدہ: یہ دونوں روایات ضعیف ہیں اس لیے ان سے وہ مسئلہ ثابت نہیں ہوتا جو ان میں بیان ہوا ہے۔ گویا ایسی
صورت میں غسل یا وضو کا اعادہ ضروری ہوگا۔ واللہ اعلم.

(المعجم ۱۳۹) - بَابُ مَنْ تَوَضَّأَ فَتَرَكَ
مَوْضِعًا لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ (التحفة ۱۳۹)
۶۶۵- حَدَّثَنَا حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى:
۶۶۵- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک

«ضعيف» وله شاهد ضعيف في مراسيل أبي داود، ح: ۷، ومصنف ابن أبي شيبة: ۴۱/۱، ح: ۴۴۴.
۶۶۴- [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف لضعف محمد بن عبيدالله العزمي لأنه متروك
(تقريب).
۶۶۵- [صحيح] أخرجه أبو داود، الطهارة، باب تفریق الوضوء، ح: ۱۷۳ من حديث ابن وهب به، وصححه ابن

۱- ابواب الطهارة وسننها
 حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، وَقَدْ تَوَضَّأَ وَتَرَكَ مَوْضِعَ الظَّفْرِ لَمْ يُصِبْهُ الْمَاءُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ».

دورانِ وضو میں خشک رہ جانے والی جگہ کا بیان
 آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے وضو کیا تھا اور ناخن کے برابر جگہ چھوڑ دی تھی وہاں پانی نہیں پہنچا تھا۔ نبی ﷺ نے اسے فرمایا: ”واپس جا کر اچھی طرح وضو کرو۔“

فائدہ: اگر نماز سے پہلے وضو کے اعضاء میں کوئی جگہ خشک نظر آ جائے تو دوبارہ وضو کرنا چاہیے اور اگر نماز کے بعد معلوم ہو تو دوبارہ وضو کر کے نماز بھی دوبارہ پڑھے جیسے اگلی حدیث میں صراحت ہے۔

۶۶۶- حَدَّثَنَا حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهَبٍ. ح: وَحَدَّثَنَا ابْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ لَهَيْعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ الظَّفْرِ عَلَى قَدَمِهِ، فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ، قَالَ، فَرَجَعَ.

۶۶۶- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: اللہ کے رسول ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اس نے وضو کیا (لیکن) پاؤں پر ایک ناخن کے برابر جگہ (خشک) چھوڑ دی۔ آپ ﷺ نے اسے حکم دیا کہ دوبارہ وضو کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔ چنانچہ وہ شخص (وضو کرنے کے لیے مسجد سے) واپس چلا گیا۔



◀ خزيمه.

۶۶۶- أخرجه مسلم، الطهارة، باب وجوب استيعاب جميع أجزاء محل الطهارة، ح: ۲۴۳ من حديث معقل عن أبي الزبير به.

نماز کی فضیلت و اہمیت

* صلاۃ کے لغوی معنی: ﴿﴾ جمہور علمائے لغت اور فقہاء کے نزدیک صلاۃ کے لغوی معنی ”دعا“ کے ہیں۔ جیسے کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ﴾ (التوبة: ۱۰۳/۹) ”اور (آپ) ان کے لیے دعا کیجیے۔“ جبکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان مبارک ہے: [إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى طَعَامٍ فَلْيَجِبْ، فَإِنْ كَانَ صَائِمًا فَلْيُصَلِّ وَ إِنْ كَانَ مُفْطِرًا فَلْيُطْعَمْ] (صحیح مسلم، النکاح، باب الأمر بإجابة الداعی إلى دعوة، حدیث: ۱۳۳۱) ”جب تم میں سے کسی کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ قبول کرے اگر روزے سے ہو تو (اہل خانہ کے لیے خیر و برکت کی) دعا کر دے اور اگر روزے سے نہ ہو تو کھانا کھالے۔“

﴿﴾ یہ بھی کہا گیا ہے کہ صلاۃ، صَلَّيْتُ سے مشتق ہے۔ عرب کہتے ہیں: [صَلَّيْتُ الْعُودَ عَلَى النَّارِ] ”میں نے لکڑی کو آگ پر تپا کر سیدھا کیا۔“ گویا نمازی بھی نماز پڑھنے سے سیدھا ہو جاتا ہے۔

﴿﴾ کچھ علمائے لغت فرماتے ہیں کہ صلاۃ، صَلَّوْیُن سے مشتق ہے۔ امام عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صَلَّوْیُن سے مراد سرین کی دو اُبھری ہوئی ہڈیاں ہیں اور چونکہ نمازی رکوع و سجود کرتے وقت ان دو

ہڈیوں کو حرکت دیتا ہے، اس لیے اس کے اس فعل کو صَلَاة کہا جاتا ہے۔

⊗ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ صَلَاة، الْمُضَلِّي سے مشتق ہے۔ مُضَلِّي گھڑ دوڑ میں دوسرے نمبر پر آنے والے گھوڑے کو کہتے ہیں کیونکہ اس کا منہ پہلے نمبر پر آنے والے گھوڑے کی سرین کی ہڈیوں کے قریب ہو جاتا ہے۔

⊗ بعض علماء کا خیال ہے کہ صَلَاة کی اصل تعظیم ہے۔ نماز کو صَلَاة اس لیے کہتے ہیں کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔

* صَلَاة کے شرعی معنی: صَلَاة ان چند مخصوص اقوال و افعال کا نام ہے جو تکبیر تحریمہ سے شروع ہوتے ہیں اور تسلیم، یعنی سلام پھیرنے پر ختم کیے جاتے ہیں۔

* اللہ تعالیٰ کے صَلَاة بھیجنے کے معنی: اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق پر صَلَاة بھیجنے کا مطلب رحمت کرنا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے، حضرت ابن ابی اوفیؓ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے زکاۃ کا مال دے کر نبی کریمؐ کی خدمت میں بھیجا تو آپ نے مال وصول کر کے آل ابی اوفی کے لیے دعا فرماتے ہوئے کہا: [اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ آلِ أَبِي أَوْفَى] ”اے اللہ! آل ابی اوفی پر رحمت نازل فرما۔“ دیکھیے: (صحیح البخاری، الدعوات، باب هل يصلى على غير النبي..... الخ، حدیث: ۶۳۵۹)

* فرشتوں کا صَلَاة بھیجنا: فرشتوں کے صَلَاة بھیجنے سے مراد مومن مردوں اور عورتوں کے لیے دعائے استغفار و رحمت کرنا ہے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ﴾ (الأحزاب: ۴۳) ”وہی (اللہ) ہے جو تم پر رحمت فرماتا ہے اور اس کے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں۔“ امام ابن الاعرابی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کی طرف سے صَلَاة کا مطلب رحمت نازل فرمانا ہے جبکہ مخلوق، مثلاً: جنوں، فرشتوں اور انسانوں کی صَلَاة، قیام، رکوع، سجود دعا اور تسبیح ہے۔ پرندوں اور کیڑوں کوڑوں کی صَلَاة اللہ کی تسبیح بیان کرنا ہے۔

* اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ کا مطلب: نبی کریمؐ پر صَلَاة کا مطلب اللہ تعالیٰ کا رحمت نازل فرمانا، دنیا میں آپ کی عزت و تکریم کو بلند کرنا، آپ کی دعوت کو پھیلانا، آپ کی شریعت کو دوام بخشا اور آخرت میں شفاعت کبریٰ اور اجر و ثواب کئی گنا بڑھا کر عطا کرنا ہے۔

امام ابن قدامہؒ فرماتے ہیں: ”شریعت میں نماز چند مخصوص افعال کا نام ہے، لہذا جب شرع میں



نماز کا حکم آئے گا تو یہ حکم شرعی نماز پر لاگو ہوگا نہ لغوی پر نماز کتاب اللہ سنت رسول اور اجماع امت سے واجب ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَ ذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ﴾ (البینة: ۵۱/۹۸)

”انھیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اس کے لیے دین کو خالص رکھیں۔ یکسو ہو کر (اس کی بندگی کریں) اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔“

جبکہ ارشاد نبوی ہے: [نَبِيِّ الْإِسْلَامِ عَلَى حَمْسٍ: شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَ إِقَامُ الصَّلَاةِ، وَ إِتْيَاءُ الزَّكَاةِ وَ صِيَامُ رَمَضَانَ وَ حَجُّ الْبَيْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا] (صحیح البخاری، الإیمان، دعاؤکم ایمانکم..... الخ، حدیث: ۸، و صحیح مسلم، الإیمان، باب بیان أركان الإسلام..... الخ، حدیث: ۱۶) ”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور صاحب استطاعت کا بیت اللہ کا حج کرنا۔“ امت کا اجماع ہے کہ نماز اركان اسلام میں سے ہے جسے ادا کرنا واجب ہے اور اس کی فریضت کا منکر کافر ہے۔ دیکھیے: (شرح سنن النسائی، المسمی ذخیرة العقبی فی شرح المحتنبی للشیخ الأتوبی، ص: ۵۔

(۱۳)

* نماز کی فضیلت و اہمیت: نماز دین اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم اور بنیادی رکن ہونے کے علاوہ قرب الہی کے حصول کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ پیارے نبی ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور مؤمن کو دکھوں اور تکلیفوں سے نجات دینے والی ہے۔ پریشانیوں اور مصائب میں مؤمن کا ہتھیار اور کامیاب و کامران ہونے والوں کے لیے جنت کی کنجی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَ اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلَاةِ﴾ (البقرہ: ۵۳/۱۲) ”اللہ تعالیٰ سے صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو۔“ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ اپنے خادم خاص حضرت ربیعہ بن کعب سلمیؓ کو خوش ہو کر فرماتے ہیں: ”ربیعہ مانگو کیا مانگتے ہو؟“ وہ عرض کرتے ہیں: اے اللہ کے رسول ﷺ! جنت میں آپ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”ربیعہ! تو پھر کثرتِ سجود سے میری مدد کرو۔“ (سنن ابی داؤد، التطوع باب وقت قیام النبی من اللیل، حدیث: ۱۳۲۰) اس طرح رسول مقبول ﷺ نے اپنے خادم خاص کو جنت اور جنت میں رفاقت

خاص کے حصول کی کئی نماز کی صورت میں عطا فرمائی۔ نماز وہ عبادت ہے جس کا اہتمام پہلے انبیائے کرام ﷺ بھی کرتے رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بارگاہ الہی میں دعا گو ہیں: ﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِي﴾ (ابراہیم: ۴۰/۱۳) ”اے میرے پروردگار مجھے اور میری اولاد کو نماز کا پابند بنا۔ اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما۔“ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اوصاف حسنہ میں نماز کی ادائیگی اور اپنی اولاد کو اس کی تلقین کرنا بھی شامل ہے۔ ارشاد ہے: ﴿وَوَكَّانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ﴾ (مریم: ۵۵/۱۹) ”وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیتے تھے۔“ نماز قائم کرنا اور اسے خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرنا، جماعت کی پابندی کرنا اور مسجدوں کو اپنے سجدوں سے آباد کرنا، اہل ایمان کی علامت اور خوبی ہے، جبکہ نماز میں کوتاہی کرنا، اسے ضائع کرنا اور مسجدوں کو بے آباد و ویران بنانا منافقوں کی نشانی ہے جو ہلاک و برباد ہونے والے ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ﴾ (المؤمنون: ۲۱/۲۳) ”یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔“ اور منافقین کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالًا يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا﴾ (النساء: ۱۳۲/۱۳) ”اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں۔ صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور یاد الہی تو بس برائے نام ہی کرتے ہیں۔“ امام الانبیاء کا اسوہ مبارکہ دیکھیں تو پوری زندگی نماز سے روشن و تابندہ نظر آتی ہے۔ حالت امن ہو یا جنگ، مقیم ہوں یا مسافر، گرمی ہو یا سردی، تندرستی ہو یا بیماری، ہر حالت میں آپ نماز سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے نظر آتے ہیں۔ فرض نمازوں کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لیے، کبھی تہجد ادا کرتے دکھائی دیتے ہیں تو کبھی نماز اشراق، کبھی تحیہ الوضو، کبھی تحیہ المسجد۔ حیات طیبہ کے آخری دنوں میں حالت مرض میں بھی جس چیز کی انتہائی فکر ہوتی ہے وہ نماز ہی تھی۔ بے ہوشی سے افاقہ ہوتا تو فوراً دریافت فرماتے: ”کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟“ اور پھر اس دنیا سے الوداع ہوتے وقت امت کو آخری وصیت یہ فرمائی: [الصَّلَاةُ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ] (سنن ابن ماجہ، الجنائز، باب ماجاء فی ذکر مرض رسول اللہ ﷺ، حدیث: ۱۶۲۵) و مسند احمد: ۲۹۰/۶) اس سے نماز کی اہمیت روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

نماز جس قدر اہم ہے، اسی طرح اس کا طریقہ ادا بھی اہم ہے۔ اپنے من مانے اور من



گھڑت طریقوں سے ادا کی ہوئی نماز قطعاً قابل قبول نہ ہوگی بلکہ نماز کی قبولیت کے لیے یہ شرط ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کے اسوۂ مبارکہ کے عین مطابق ہو۔ فرمان نبوی ہے: [صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ] (صحیح البخاری، الأذان، باب الأذان للمساقرین..... الخ، حدیث: ۶۳۱) ”نماز اس طرح ادا کرو جس طرح تم نے مجھے ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔“ لہذا نماز کو تمام سنن مبارکہ واجبات اور مستحباب کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے۔ کسی بھی سنت مبارکہ کو کمتر اور حقیر سمجھتے ہوئے یا جاہلانہ تاویلات کا سہارا لے کر ترک کرنا انتہائی جسارت ہوگی۔ جو نماز سنت نبوی کے مطابق ہوگی اس کے اجر و ثواب کا اندازہ پیارے نبی ﷺ کے اس فرمان سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”تمہارا کیا خیال ہے اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر بہتی ہو اور وہ اس نہر میں روزانہ پانچ مرتبہ نہائے تو کیا اس کے بدن پر کوئی میل کچیل باقی رہ جائے گا؟“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں، کسی قسم کا میل کچیل باقی نہیں رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پانچوں نمازوں کی مثال بھی ایسے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان نمازوں کے ذریعے سے گناہ مٹا دیتا ہے۔“ (صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، الصلوات الخمس كفارة، حدیث: ۵۲۸، و صحیح مسلم، المساجد، باب المشی إلى الصلاة..... الخ، حدیث: ۶۶۷)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ۲) كِتَابُ الصَّلَاةِ (التحفة ۳)

نماز سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱) - أَبْوَابُ مَوَاقِبِ الصَّلَاةِ (التحفة ۱)

باب ۱- اوقات نماز کے احکام و مسائل

۶۶۷- حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور نماز کے اوقات کے متعلق سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہ دو دن ہمارے ساتھ نمازیں پڑھو۔“ تو جب سورج ڈھلا آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے اذان کہی پھر حکم دیا تو انھوں نے ظہر کی اقامت کہی (اور نماز ادا کی گئی) پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو انھوں نے عصر کی اقامت کہی جب کہ سورج بلند سفید اور روشن تھا پھر حکم دیا تو انھوں نے مغرب کی اقامت کہی جب سورج غروب ہوا پھر جب شفق غروب ہوگئی تو انھیں حکم دیا اور انھوں نے عشاء کی اقامت کہی پھر جب صبح صادق طلوع ہوئی تو انھیں حکم دیا اور انھوں نے فجر کی اقامت کہی۔ (اس طرح پانچوں نمازیں اول وقت میں ادا فرمائیں۔) جب دوسرا دن ہوا تو انھیں حکم دیا اور انھوں نے ٹھنڈی کر کے ظہر کی اذان دی اور خوب ہی ٹھنڈی کی

۶۶۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، وَأَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ الْأَزْرَقِيُّ: أَنَّ أَبَا سُوَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونِ الرَّقْمِيِّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ، فَقَالَ: «صَلِّ مَعَنَا هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ» فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِإِلَاقَةِ فَادَنْ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الظُّهْرَ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ العَصْرَ، وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيَضَاءَ نَقِيَّةٍ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ المَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ العِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ، ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الفَجْرُ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي، أَمَرَهُ فَأَذَّنَ الظُّهْرَ فَأَبْرَدَ بِهَا، وَأَنْعَمَ



۶۶۷- أخرجه مسلم، الحيض، باب تحريم النظر إلى العورات، ح: ۳۳۸ عن ابن أبي شيبة به مطولاً.

پھر عصر کی نماز پڑھی جب کہ سورج بلند تھا، لیکن کل کی نسبت تاخیر فرمائی، پھر شفق غروب ہونے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھی اور تہائی رات گزرنے کے بعد عشاء کی نماز ادا فرمائی، پھر فجر کی نماز خوب روشن کر کے پڑھی پھر فرمایا: ”نماز کے اوقات پوچھنے والا کہاں ہے؟“ اس نے کہا، اللہ کے رسول! وہ میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو اوقات تم نے دیکھے ہیں تمہاری نمازوں کے اوقات ان کے درمیان ہیں۔“

أَنْ يُبْرَدَ بِهَا، ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ، وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً، أَحْرَهَا فَوْقَ الَّذِي كَانَ، فَصَلَّى الْمَغْرِبَ، قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ، وَصَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَمَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ، وَصَلَّى الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ بِهَا، ثُمَّ قَالَ: «أَيْنَ السَّائِلُ عَنِ وَقْتِ الصَّلَاةِ؟» فَقَالَ الرَّجُلُ: «أَنَا، يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «وَقْتُ صَلَاتِكُمْ بَيْنَ مَا رَأَيْتُمْ».

فوائد و مسائل: ① اوقات کی تعلیم کے لیے رسول اللہ ﷺ نے عملی طور پر اڈل وقت اور آخر وقت میں نمازیں

پڑھ کر دکھائیں۔ اس سے تعلیم میں عملی اسوہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ② نماز میں افضل یہ ہے کہ اڈل وقت میں ادا کی جائے لیکن آخری وقت میں ادا کرنے سے بھی ادا ہو جاتی ہے۔ ③ تعلیم کے لیے یا کسی اور جائز مقصد کے پیش نظر افضل کام چھوڑ کر غیر افضل جائز کام اختیار کیا جا سکتا ہے لیکن اسے مستقل عادت بنانا درست نہیں۔ ④ نماز ظہر کا وقت سورج ڈھلتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ ڈھلنے کا مطلب یہ ہے کہ سورج اپنی سب سے زیادہ بلندی تک پہنچ کر نیچے آنا شروع ہو جائے، اس کا اندازہ سائے سے ہوتا ہے جب کہ دیوار وغیرہ کا سایہ مشرق کی طرف زمین پر نظر آ جائے۔ ⑤ ظہر کی نماز ٹھنڈی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ گرمی کی شدت کم ہونے کا انتظار کیا جائے۔ موسم گرم یا دوپہر کو بہت شدت کی گرمی ہوتی ہے۔ اس لیے زوال کے فوراً بعد نماز پڑھنے کی بجائے کچھ ٹھہر کر ادا کی جا سکتی ہے البتہ سردی کے موسم میں اس انتظار کی ضرورت نہیں۔ ⑥ اس حدیث میں عصر کا وقت دونوں دنوں میں ملتے جلتے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے یعنی فرمایا گیا ہے کہ ”سورج بلند تھا“ بلندی کی مقدار کی وضاحت آئندہ احادیث سے ہوگی۔ ⑦ مغرب کا وقت سورج کی نکیا افق سے غائب ہو جانے پر شروع ہوتا ہے اور شفق تسم ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔ شفق سے مراد وہ سرفی ہے جو سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی طرف آتی ہے۔ ⑧ عشاء کا وقت شفق غروب ہونے سے شروع ہوتا ہے۔ اس کا آخری وقت اس حدیث کی روشنی میں تہائی رات معلوم ہوتا ہے۔ بعض دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عشاء کی نماز آدھی رات تک ادا کی جا سکتی ہے مثلاً: صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ کی قولی حدیث موجود ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے نماز کے اوقات بیان کرتے ہوئے عشاء کی نماز کے بارے میں فرمایا: [وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ] [صحیح مسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، حدیث: ۶۱۲] ”اور عشاء کی نماز کا وقت آدھی رات تک ہے۔“ ⑨ فجر کی نماز کا وقت صبح صادق کے طلوع سے شروع ہوتا ہے، لیکن سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے پڑھ لینی چاہیے البتہ کسی عذر کی بنا پر تاخیر ہو جائے تو سورج طلوع ہونے سے پہلے

ایک رکعت بھی ادا ہو جائے تو بروقت ادا کی گئی ہی سمجھی جائے گی۔ ارشاد نبوی ہے: ”جسے سورج نکلنے سے پہلے نماز صبح کی ایک رکعت مل گئی اسے صبح کی نماز مل گئی اور جسے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت مل گئی اسے عصر کی نماز مل گئی۔“ (صحیح البخاری، مواقیب الصلاة، باب من أدرك من الفجر ركعة، حدیث: ۵۷۹، و صحیح مسلم، المساجد، باب من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة، حدیث: ۶۰۸) ⑤ نماز کے اوقات ان دو ایام میں ادا شدہ نمازوں کے اوقات کے درمیان میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر نماز کے ابتدائی اور آخری اوقات بتا دیے گئے ہیں جو شخص ان دو اوقات کے درمیان کسی وقت نماز ادا کر لے گا اس کی نماز ادا ہو جائے گی۔ اس کا یہ مطلب نہیں سمجھنا چاہیے کہ اوّل وقت کو چھوڑ کر وقت کی ابتدا و انتہا کے عین درمیان کے وقت کو نماز کے لیے متعین کر دیا جائے کیونکہ اگر یہ مطلب قرار دیا جائے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ صرف درمیان کے تھوڑے سے وقت میں نماز ادا کرنی چاہیے۔ اس طرح نماز کے اوقات میں جو گنجائش ہے وہ ختم ہو جائے گی؛ مثلاً: اگر مذکورہ دو دنوں میں نبی اکرم ﷺ نے عصر کی نماز پہلے دن تین بجے ادا کی ہو اور دوسرے دن پانچ بجے تو اس جملہ سے یہ مطلب لینا درست نہیں کہ صبح وقت چار بجے ہے ورنہ یہ لازم آئے گا کہ ان دونوں دنوں میں نمازیں بے وقت ادا ہوئیں۔ اور یہ بات صریحاً غلط ہے۔

۶۶۸- امام ابن شہاب زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جن دنوں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ مدینہ کے گورنر تھے (ایک دن) وہ (زہری) ان کے گدے پر بیٹھے تھے ان کے ساتھ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز میں تاخیر کر دی تو عروہ نے ان سے کہا: سنو! جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے امام بن کر نمازیں پڑھاں (اس طرح نماز کے اوقات کا تعین وحی کی روشنی میں ہوا، اس لیے نماز میں دیر کرنا درست نہیں۔) عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: عروہ! غور تو کرو تم کیا کہہ رہے ہو؟ عروہ نے کہا: میں نے نبیر بن ابومسعود

۶۶۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنَّ النَّبِيَّ بْنَ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ كَانَ قَاعِدًا عَلَى مِثَابِرِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، فِي إِمَارَتِهِ عَلَى الْمَدِينَةِ، وَمَعَهُ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، فَأَخَّرَ عُمَرُ الْعَصْرَ شَيْئًا، فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ: أَمَا إِنَّ جِبْرِيْلَ نَزَلَ فَصَلَّى إِمَامًا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: إِغْلَمَ مَا تَقُولُ يَا عُرْوَةُ! قَالَ: سَمِعْتُ بَشِيرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَأَمَّنِي، فَصَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ»

۶۶۸- أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة صلوات الله عليهم، ح: ۳۲۲۱، ومسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ۶۱۰ من حديث الليث به، ورواه مسلم عن محمد بن رمح وغيره.

صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ. يَحْسَبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ. کو یہ کہتے سنا کہ میں نے ابو مسعود رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کا یہ ارشاد سنا: ”جبریل رضی اللہ عنہ نازل ہوئے انھوں نے میری امامت کی تو میں نے ان کے ساتھ (ان کی اقتدا میں) نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی، پھر ان کے ساتھ نماز پڑھی۔“ آپ ﷺ نے انھیں سے گن کر پانچ نمازوں کا ذکر کیا۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① قرآن مجید میں نماز کو وقت پر پڑھنے کا حکم ہے جیسے کہ ارشاد ہے: ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾ (النساء: ۱۰۳/۴) ”مومنوں پر مقررہ اوقات میں نماز ادا کرنا فرض ہے۔“ اس کی وضاحت بھی وحی کے ساتھ عملی طور پر کی گئی۔ ② اوقات نماز کی تینوں کے لیے جبریل رضی اللہ عنہما کا ہر نماز کے وقت نازل ہونا نماز کی اور خصوصاً نماز باجماعت کی اہمیت واضح کرتا ہے۔ اس سے نماز کی بروقت ادائیگی کی اہمیت بھی واضح ہے۔ ③ اسلامی معاشرے میں بڑے سے بڑا عہدے دار تنقید سے بالاتر نہیں لیکن تنقید کرتے وقت ادب و احترام کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ ④ اگر مسئلہ واضح نہ ہو تو مسئلہ بتانے والے سے وضاحت طلب کی جاسکتی ہے، یہ احترام کے معنی نہیں۔ ⑤ اگر کوئی شخص حدیث سن کر کسی اشکال کی وجہ سے اسے تسلیم کرنے میں توقف کرے تو اسے حدیث کا منکر قرار نہیں دینا چاہیے بلکہ اس کے اشکال کو دور کرنے کی کوشش کی جائے۔ ⑥ حدیث کو باسناد اور باحوالہ بیان کرنے سے وہ سامعین کے لیے زیادہ قابل قبول ہو جاتی ہے۔ ⑦ حدیث کی سندیں بیان کرنے کا سلسلہ تابعین کے دور ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ جس کے نتیجے میں صحیح اور ضعیف احادیث میں امتیاز کرنا آسان ہو گیا۔

(المعجم ۲) - بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الْفَجْرِ
(التحفة ۲)

۶۶۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: مومن خواتین نبی ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز (باجماعت) ادا کیا کرتی تھیں اس کے بعد وہ گھروں کو واپس جاتیں تو انھیں کوئی نہ پہچان سکتا، یعنی اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

۶۶۹ - أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التكبير بالصبح... الخ، ۶۶۵ عن أبي شيبة وغيره.

يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ. - تَغْنِي: مِنَ الْعَلَسِ - .

☀️ فوائد و مسائل: ① اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ فجر کی نماز اول وقت میں ادا کرتے تھے۔ ② نمازوں میں عورتیں بھی مردوں کے ساتھ شریک ہوتی تھیں۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ نبی ﷺ وعظ و نصیحت فرماتے یا آپ سے مسائل دریافت کیے جاتے تو عورتیں بھی سنتیں اور دین کا علم حاصل کرتیں۔ بعض اوقات کوئی عورت خود بھی کوئی مسئلہ دریافت کر لیتی تھی۔ اب بھی عورتیں آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے نماز کے لیے مسجد میں آنا چاہیں تو انھیں منع نہیں کرنا چاہیے اگرچہ گھر میں نماز پڑھنا عورتوں کے لیے مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ ③ ام المؤمنین کی وضاحت سے پتہ چلتا ہے کہ عورتوں کے پہچانے نہ جانے کا سبب یہ ہوتا تھا کہ نماز سے فراغت کے وقت اتنی روشنی نہیں ہوتی تھی کہ معلوم ہو سکے کہ چادر اوڑھ کر جانے والی یہ عورت کون ہے؟ زیادہ روشنی میں باپردہ ہونے کے باوجود اس عورت کو پہچانا جا سکتا ہے جو رشتہ داروں میں سے ہو یا مرد اس سے واقف ہو۔ ④ فجر میں قراءت طویل ہونے کے باوجود اتنی جلدی فارغ ہو جانے سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز بہت جلد کھڑی ہو جاتی تھی اور نماز اول وقت میں ادا کی جاتی تھی۔ ⑤ عورتیں نماز کا سلام پھیرنے کے بعد ذکر اذکار کے لیے نہیں بیٹھتی تھیں بلکہ فوراً اٹھ کر چلی جاتی تھیں جب کہ مرد اس وقت تک نہیں اٹھتے تھے جب تک تمام عورتیں مسجد سے چلی نہ جاتیں۔ جیسے کہ دیگر احادیث میں صراحت ہے۔



۶۷۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آیات کریمہ ﴿وَ قُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ ”اور فجر کی تلاوت یقیناً فجر کی نماز میں..... فرشتے..... حاضر ہوتے ہیں“ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: ”اس میں رات اور دن کے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔“

۶۷۰- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ أَسْبَاطِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْقُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنِ عَبْدِ اللَّهِ، وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: ﴿وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾. [الإسراء: ۷۸] قَالَ: «اتَّشَهُدُهُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① اس سے نماز فجر کی فضیلت اور اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ اس فضیلت میں اس کے ساتھ عصر کی نماز بھی شریک ہے۔ ② فرشتوں کی حاضری کی وضاحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے اندر اپنی اپنی باری پر کچھ فرشتے رات کو اور کچھ فرشتے دن کو آتے

۶۷۰- [صحیح] أخرجه أحمد: ۲/ ۴۷۴ عن أسباط به، والترمذي، ح: ۳۱۳۵ من حديث عبيد بن أسباط بسنده عن أبي هريرة رضي الله عنه به، وقال: "حسن صحيح"، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۴۷۴، والحاكم: ۱/ ۲۱۰، ۲۱۱، والذهبي، وللحديث شواهد عند البخاري وغيره، تفسير ابن كثير: ۳/ ۵۳، ۵۴.

ہیں۔ اور وہ (دونوں گروہ) فجر اور عصر کی نمازوں میں (باہم) جمع ہوتے ہیں، پھر جو فرشتے رات کو تمہارے ساتھ رہے ہیں (فجر کی نماز کے بعد) اوپر (آسمانوں میں) چلے جاتے ہیں۔ ان سے ان کا رب سوال کرتا ہے حالانکہ اسے زیادہ علم ہے (فرماتا ہے) تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ وہ کہتے ہیں: ہم نے انھیں اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم ان کے پاس گئے تھے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔“ (صحیح مسلم، المساجد ومواضع الصلاة، باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة علیہما، حدیث: ۶۳۲) فرشتوں کی گواہی سے مسنون کی عظمت اور شان ظاہر ہوتی ہے۔

۶۷۱- حضرت مغیث بن سُمَیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ فجر کی نماز اندھیرے میں ادا کی جب انھوں نے سلام پھیرا تو میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر کہا: یہ کیا نماز ہے؟ (اتنی سویرے نماز پڑھا دی؟) انھوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ یہی نماز (اسی وقت) پڑھتے تھے۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وحی کی گئی (ان پر قاتلانہ حملہ کیا گیا) تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روشنی ہونے پر نماز پڑھانے لگے۔

۶۷۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا نَهْكَ بْنُ يَرِيمَ الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَيْثُ بْنُ سَمِيٍّ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ الصُّبْحَ بَغْلَسَ، فَلَمَّا سَلَّمَ أَقْبَلْتُ عَلَى ابْنِ عَمَرَ، فَقُلْتُ: مَا هَذِهِ الصَّلَاةُ؟ قَالَ: هَذِهِ صَلَاتُنَا كَانَتْ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، فَلَمَّا طَعِنَ عُمَرُ أَسْفَرَ بِهَا عُمَانُ.

فوائد ومسائل: ① نماز فجر کا افضل اور مسنون وقت اول وقت ہی ہے، اس لیے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں اسی پر عمل رہا۔ ② حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فجر کی نماز کو روشنی ہونے پر ادا کرنا ایک وقتی مصلحت کے تحت تھا۔ مستقل تبدیلی نہیں تھی۔ اسی لیے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تاخیر کی ضرورت محسوس نہ کرتے ہوئے اصل سنت کے مطابق اول وقت نماز فجر ادا فرمائی۔ ③ اگر کسی وجہ سے کوئی ایسا رواج شروع ہو جائے جو بہتر نہ ہو تو موقع ملنے پر اسے ختم کر کے صحیح رواج جاری کر دینا چاہیے۔

۶۷۲- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۶۷۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: أَنْبَأَنَا

سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ عَجَلَانَ، سَمِعَ نَبِيَّ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الصُّبْحِ كُرُوشًا كُرُوشًا فِي مِثْلِ مَا فِي رِوَايَةِ ابْنِ ثَوَابٍ

۶۷۱- [إسناده صحيح] أخرجه البيهقي ۴۵۶/۱ من حديث الأوزاعي به، وقال البوصيري: 'لهذا إسناده

صحيح، وحسنه البخاري.

۶۷۲- [صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب وقت الصبح، ح: ۴۲۴ من حديث سفیان به، وتابعه يحيى عند

۲- کتاب الصلاة

نماز ظہر کے وقت کا بیان

عَاصِمَ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ - وَجَدَهُ بَدْرِيًّا - هُوَ يَقُولُ: "يَا فَرْمَايَا: "أَسْأَلُكَ عَنْ تَحْدِيثِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «أَصْبِحُوا بِالصُّبْحِ، فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ، أَوْ لِأَجْرِكُمْ».

☀️ فائدہ: ”صبح کو روشن کرو“ کا یہ مطلب لینا کہ فجر کی نماز اس وقت پڑھی جائے جب خوب روشنی پھیل جائے (جیسا کہ احناف کے ہاں معمول ہے) غلط ہے کیونکہ یہ مفہوم نبی ﷺ کے عمل کے خلاف ہے۔ آپ ہمیشہ غلس ”اندھیرے میں“ اول وقت“ میں فجر کی نماز پڑھتے رہے۔ اس لیے اس کا مطلب یا تو یہ ہے کہ فجر کی نماز اس وقت ادا کی جائے جب صبح صادق طلوع ہو جانے کا یقین ہو جائے۔ صبح کا ذب میں ادا نہ کی جائے یا پھر یہ مطلب ہے کہ قراءت طویل کرو تا کہ نماز سے فارغ ہو تو صبح روشن ہو چکی ہو کیونکہ گزشتہ احادیث سے اول وقت پڑھنے کی فضیلت ظاہر ہے۔

(المعجم ۳) - بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الظُّهْرِ
(التحفة ۳)

٦٧٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا دَخَصَتِ الشَّمْسُ.

☀️ فوائد ومسائل: ① ظہر کی نماز کا وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے جسے کہ آیت مبارکہ ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ﴾ (بنی اسرائیل: ۷۸/۱۷) ”نماز قائم کریں سورج کے ڈھلنے پر۔“ سے یہی ثابت ہوتا ہے۔
② نبی ﷺ کا عمل اول وقت میں نماز ادا کرنا ہے۔

٦٧٤ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَوْفِ بْنِ أَبِي جَمِيلَةَ، عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ، عَنْ أَبِي بَرزَةَ الْأَسْلَمِيِّ

٦٧٣ - حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ظہر کی نماز اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔

٦٧٤ - حضرت ابو ہریرہ سلمی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ دوپہر کی نماز جسے تم لوگ ظہر کہتے ہو اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج ڈھل جاتا۔

«النسائي: ۱/ ۲۷۲، ح: ۵۴۸، وللحديث طرق أخرى، وصححه ابن حبان.

٦٧٣ - أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب تقديم الظهر في أول الوقت في غير شدة الحر، ح: ۶۱۸ عن ابن بشار وغيره به.

٦٧٤ - أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب ما بكرة من السمر بعد العشاء، ح: ۵۹۹ من حديث يحيى، «

قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي صَلَاةَ الْهَجِيرِ
الَّتِي تَدْعُونَهَا الظُّهْرَ، إِذَا دَحَضَتِ
الشَّمْسُ.

۶۷۵- حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں
نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے زمین کی تپش کی
شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے ہماری شکایت دور نہ
فرمائی۔

۶۷۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ،
عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرَّبِ الْعَبْدِيِّ، عَنْ خَبَّابِ
قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَرَّ
الرَّمْضَاءِ، فَلَمْ يُشْكِنَا.

(امام ابن ماجہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد) قطان نے کہا: ہمیں
ابوحاتم نے انصاری سے انھوں نے حضرت عوف رضی اللہ
سے اسی طرح روایت بیان کی۔

قَالَ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ: حَدَّثَنَا
الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ نَحْوَهُ.

🌞 فوائد و مسائل: ① [الرَّمْضَاءُ] اس ریت کو کہتے ہیں جو سورج کی دھوپ سے تپ کر گرم ہو چکی ہو۔ ② صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم کی درخواست یہ تھی کہ چونکہ دھوپ سے ریت گرم ہو جاتی ہے تو گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز ادا کرتے
وقت اس پر سجدہ کرنا دشوار ہوتا ہے۔ اگر نماز کچھ مؤخر کر لی جائے جس سے ریت کی حرارت میں کمی ہو جائے تو
مناسب ہوگا لیکن رسول اللہ ﷺ نے یہ درخواست منظور نہ فرمائی بلکہ گرمی کے موسم میں بھی جلدی نماز پڑھاتے
رہے۔ ③ دوسری احادیث میں گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنے کا ذکر ہے۔ (جیسے آگے باب ۳ میں
احادیث آ رہی ہیں۔) اس کا مطلب یہ ہے کہ تھوڑی سی تاخیر ہو سکتی ہے لیکن مزید تاخیر کی گنجائش نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تاخیر
کرتے کرتے نماز کو اس کے آخر وقت میں ادا کریں۔

۶۷۶- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے، انھوں نے فرمایا: ہم نے نبی ﷺ سے زمین کی تپش

۶۷۶- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا
مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ

◀◀ ومسلم، المساجد، باب استحباب التكبير بالصبح في أول وقتها... الخ، ح: ۶۴۷ من حديث سيار أبي المنهال

۶۷۵- أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب تقديم الظهر... الخ، ح: ۶۱۹ من حديث أبي إسحاق.

۶۷۶- [صحیح] أخرجه البزار (كشف): ۳۷۰، ومختصر الحافظ ابن حجر: ۲۲۷ عن أبي كريب وغيره به، وقال: "لا
نعلم رواه بهذا الإسناد إلا معاوية عن سفیان، عن زید بن... الخ، ح: ۱۶۲، ولم أجد تصريح سماعه، وفيه علة أخرى، وله
شواهد، منها الحديث السابق.

[جُبَيْرٍ]، عَنْ حِشْفِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: شَكَّوْنَا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ حَرَّ الرَّمْضَاءِ، فَلَمْ يُشْكِنَا.

کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ہماری شکایت دور نہ فرمائی۔

(المعجم ۴) - **بَابُ الْإِبْرَادِ بِالظَّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ (التحفة ۴)**

باب ۴- سخت گرمی کے ایام میں ظہر کو ٹھنڈا کرنا

۶۷۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فِتْحِ جَهَنَّمَ».

۶۷۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب گرمی شدید ہو تو نماز ٹھنڈی کر لو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① شدید گرمی میں نماز کو قدرے تاخیر سے ادا کرنے میں یہ حکمت ہے کہ گرمی کی شدت نماز میں توجہ اور خشوع سے رکاوٹ بنتی ہے، اس لیے گرمی کی تخفیف کے وقت نماز زیادہ توجہ سے ادا کی جاسکے گی، تاہم یہ تاخیر بہت زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ ② گرمی کی شدت کو جہنم کی بھاپ کی وجہ قرار دیا گیا ہے اس کو بعض علماء نے تشبیہ اور مجاز پر محمول کیا ہے لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ اسے حقیقت پر محمول کیا جائے کیونکہ ظاہری حالات کے کچھ اسباب ہمیں معلوم ہوتے ہیں اور کچھ ایسے اسباب بھی ہوتے ہیں جن کا تعلق عالم غیب مثلاً: فرشتوں یا جنات اور جہنم سے ہوتا ہے۔ عالم غیب پر ایمان لانے کے بعد اس کے بعض امور کا ظاہری دنیا کے معاملات سے متعلق ہونا، کسی اشکال کا باعث نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جہنم نے رب سے شکایت کرتے ہوئے عرض کیا: یا رب! میرا ایک حصہ دوسرے کو کھائے جا رہا ہے (میری حرارت خود میرے لیے ناقابل برداشت ہوئی جاتی ہے۔) تو اللہ تعالیٰ نے اسے دوسرا لینے کی اجازت دی ایک سانس سردی کے موسم میں اور ایک سانس گرمی کے موسم میں۔ تم لوگ جو سخت ترین گرمی (کی لہر) یا سخت ترین سردی (کی لہر) محسوس کرتے ہو وہ یہی ہے۔“ (صحیح البخاری، بدء الخلق، باب صفة النار وأنها مخلوقة، حدیث: ۳۲۶۰، و صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب الإبراد بالظہر فی شدة الحر لمن يمضي إلى جماعة و يناله الحر في طريقه، حدیث: ۶۱۷)

۶۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ شِدَّةِ الْحَرِّ فِي رَمَضَانَ، فَقَالَ: «إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فِتْحِ جَهَنَّمَ».

۶۷۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

۶۷۷- [إسناده صحيح] أخرجه مالك في الموطأ: ۱/۱۶۱ به .

۶۷۸- أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب الإبراد بالظہر في شدة الحر . . . الخ، ح: ۶۱۵ عن محمد بن

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب گرمی شدید ہو تو ظہر کی نماز ٹھنڈی کر لو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔“

اللَّثِيُّ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالظُّهْرِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ».

۶۷۹- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول

۶۷۹- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو

اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ظہر کو ٹھنڈا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔“

مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «أَبْرِدُوا بِالظُّهْرِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ».

۶۸۰- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۶۸۰- حَدَّثَنَا تَوْحِيمُ بْنُ الْمُتَنَصِّرِ

انہوں نے فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ظہر کی نماز دوپہر کے وقت (زوال سے فوراً بعد) پڑھا کرتے تھے تو آپ ﷺ نے ہمیں فرمایا: ”نماز ٹھنڈی کر لو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔“

الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُونُسَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنِ بَيَّانٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُعْبِرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ صَلَاةَ الظُّهْرِ بِالْهَاجِرَةِ، فَقَالَ لَنَا: «أَبْرِدُوا بِالصَّلَاةِ، فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ».

☀️ فائدہ: یہ روایت سندا ضعیف ہے لیکن متنا و معنا صحیح ہے جیسا کہ گزشتہ احادیث میں یہی مسئلہ بیان ہوا ہے۔

۶۸۱- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۶۸۱- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمَرَ:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ظہر کو ٹھنڈا کر لو۔“

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

☪️ رمح وغیرہ بہ۔

۶۷۹- أخرجه البخاري، بدء الخلق، باب صفة النار وأنها مخلوقة، ح: ۳۲۵۹ من حديث الأعمش به.

۶۸۰- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۲۵۰/۴ عن إسحاق به * شريك عنن، وتقدم، ح: ۱۴۹، وأصل الحديث شواهد كثيرة، وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجالها ثقات".

۶۸۱- [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح".

ﷺ: «أَبْرِدُوا بِالظُّهْرِ» .

(المعجم ۵) - بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الْعَصْرِ
(التحفة ۵)

۶۸۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز ادا فرماتے تھے جب کہ سورج بلند اور روشن ہوتا تھا۔ (اس کے بعد) اگر کوئی شخص مدینہ کی نواحی بستیوں میں جاتا تو وہاں پہنچنے تک سورج ابھی بلند ہوتا تھا۔

۶۸۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ : أَنَّ أَبَانَ اللَّيْثُ بْنَ سَعِيدٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً حَيَّةً ، فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي ، وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةً .

☀️ فائدہ: ① سورج روشن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے رنگ میں زردی نہیں ہوتی تھی بلکہ سفید ہوتا تھا۔ جب کہ تاخیر کی صورت میں سورج کا رنگ تبدیل ہو کر زرد یا سرخ ہو جاتا ہے۔ ② [عوالی] سے مراد مدینہ کی کچھ نواحی بستیاں ہیں جو مدینہ سے نجد کی سمت واقع ہیں۔ ان میں سے کوئی بستی دو تین میل کے فاصلے پر ہے، کوئی چار میل یا زیادہ، سب سے زیادہ فاصلہ آٹھ میل ہے۔ ③ اس روایت سے عصر کے وقت کا کوئی واضح تعین نہیں ہو پاتا کیونکہ ”عوالی“ بستیوں کا فاصلہ ایک دوسری سے بہت مختلف ہے۔ علاوہ ازیں سال کے مختلف موسموں میں عصر کے بعد مغرب تک کا وقت بھی کم و بیش ہوتا رہتا ہے، تاہم اس سے یہ بات ضرور واضح ہوتی ہے کہ آپ عصر کی نماز اول وقت میں ادا فرمایا کرتے تھے لیکن یہ اول وقت کون سا تھا؟ اس کی وضاحت اس روایت سے ہو جاتی ہے جس میں آپ نے ظہر کی نماز سورج کے ڈھلنے ہی پڑھی اور عصر کی نماز اس وقت پڑھی جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو گیا۔ (سنن النسائي، المواقيت، باب أول وقت العصر، حدیث: ۵۰۵) اس سے عصر کی نماز کا اول وقت یقیناً متعین ہو جاتا ہے اور وہ ہے (اصلی سایہ نکال کر) سائے کا ایک مثل ہو جانا۔

۶۸۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے عصر کی نماز ادا فرمائی اور ابھی میرے صحن میں دھوپ موجود تھی ابھی سایہ (دیوار پر) نہ چڑھا تھا۔

۶۸۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُرْوَةَ ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ الْعَصْرَ ، وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِي ، لَمْ

۶۸۲- أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب التكبير بالعصر، ح: ۶۲۱ عن محمد بن رُمح به .

۶۸۳- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب وقت العصر، ح: ۵۴۶، ومسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، ح: ۶۱۱ من حديث سفیان به .

۲- کتاب الصلاة نماز عصر کے وقت کا بیان

يُظَهِّرُهَا الْفَيْءُ بَعْدُ.

🌞 فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے عصر کی نماز جلدی ادا فرمائی کیونکہ اگر دیر کی جائے تو سایہ پورے صحن میں پھیل جائے گا اور دیوار پر چڑھنا شروع ہو جائے گا۔

(المعجم ۶) - بَابُ الْمُحَافَظَةِ عَلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ (التحفة ۶)

۶۸۴- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ، عَنْ زُرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ: «مَلَأَ اللَّهُ بِيُوتَهُمْ وَيُقْبِرُهُمْ نَارًا، كَمَا سَعَلُونَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطَى».

۶۸۳- حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوة خندق کے موقع پر ارشاد فرمایا: ”جس طرح ان لوگوں نے ہمیں عصر کی نماز سے روک دیا اللہ (اس کی سزا کے طور پر) ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① جو شخص بدعا کا مستحق ہو اسے بدعا دینا جائز ہے۔ ② دینی نقصان دنیوی نقصان سے زیادہ اہم ہے۔ ③ نماز عصر کی اہمیت دوسری نمازوں سے زیادہ ہے۔ ④ اس واقعہ کا یہ پہلو انتہائی قابل توجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنہیں اللہ تعالیٰ نے [رحمة للعالمین] فرمایا ہے جب ان کی زندگی کا شدید ترین دن تھا یعنی جب نبی ﷺ طائف تشریف لے گئے اور مشرکین نے نہ صرف یہ کہ آپ ﷺ کی بات نہ سنی اور انتہائی گستاخی سے پیش آئے بلکہ بچوں کو نبی اکرم ﷺ کے پیچھے لگا دیا جنھوں نے اس حد تک سنگ باری کی کہ نبی اکرم ﷺ کا جسد اطہر لہولہان ہو گیا، اس وقت بھی آپ نے ان کو بدعا دینے سے اجتناب کیا لیکن جب جنگ خندق میں مصروفیت کی وجہ سے عصر کی نماز رہ گئی تو طائف میں خاموش رہنے والی زبان سے بھی بدعا نکل گئی۔ اور بدعا بھی اتنی شدید کہ اللہ کرے ان کے گھروں میں آسمان سے آگ برے اور جب مرجائیں تو قبروں میں بھی جنم کی آگ کا ایندھن بنے رہیں۔ ان لوگوں کو غور کرنا چاہیے جو محض کابلی کی وجہ سے یا کھیل کود میں مصروفیت کی وجہ سے یا کاروبار یا کسی دوسری مشغولیت کی وجہ سے نماز چھوڑ دیتے ہیں، ان کا یہ عمل آپ ﷺ کی نظر میں کس قدر قابل نفرت اور کتنا عظیم جرم ہے۔ اللہ ہمیں اپنے غضب سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

۶۸۵- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا ۶۸۵- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۶۸۴- [سنادہ حسن] أخرجه البزار في البحر الزخار: ۲/ ۱۸۰، ۱۸۱، ح: ۵۵۷ عن أحمد بن عبد الله به.

۶۸۵- [صحيح] أخرجه مسلم، المساجد، باب التغليظ في نفوت صلاة العصر، ح: ۶۲۶۲ ب من حديث سفیان بن عینة به.



۲- کتاب الصلاة

نماز عصر کے وقت کا بیان

سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ اللَّهِ كَرِيمٍ رَسُوْلَهُ ﷺ فِي مَا يَأْتِي: "جَسَ كِي عَصْرِي نَمَازِ نَفُوْتِ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ هُوَ كِي گُوِيَا اس كِ اَهْلِ وَعِيَالٍ اُوْر مَالٍ وُدُوْلَتِ (سَب) قَال: "إِنَّ الَّذِي تَفُوْتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ، كَچھ (تباہ و برباد ہو گئے۔"

فَكَأَنَّمَا وُزِرَ أَهْلُهُ وَمَالُهُ.

☀️ فوائد و مسائل: ① ایک دنیا دار کی نظر میں اس سے بڑا کوئی نقصان نہیں ہو سکتا کہ اس کے بیوی بچے اور رشتہ دار سب ایک ہی بار ہلاک ہو جائیں اس کے مویشی مرغائیں مکان اور عمارتیں زمین بوس ہو جائیں روپیہ پیسہ لوٹ لیا جائے اس کا گھر رہے نہ دروازہ کوڑی کوڑی کا محتاج ہو جائے لیکن نبی اکرم ﷺ کی نظر میں اتنا بڑا نقصان اس نقصان کا مقابلہ نہیں کر سکتا جو ایک نماز کے چھوڑنے سے ہوتا ہے۔ جس نے نفسِ امارہ کی بات مان کر اور شیطان کے بہکادے میں آ کر عصر کی صرف ایک نماز چھوڑ دی اس کا نقصان اسی طرح ناقابلِ تلافی ہے جس طرح مذکورہ بالا مثال میں بد قسمت آدمی کا نقصان ناقابلِ تلافی ہے۔ ② عصر کی نماز کی اہمیت دوسری نمازوں سے زیادہ ہے، اس لیے قرآن مجید نے اس نماز کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ وقت کاروباری مصروفیت کا ہوتا ہے اور انسان تھوڑے سے دنیوی فائدے کے لیے اللہ کو بھول جاتا ہے لیکن دنیا کا بڑے سے بڑا منافع اس نقصان کا بدل نہیں ہو سکتا جو اس نماز کے ضائع کرنے سے ہو سکتا ہے کیونکہ فائدہ تو دنیا کا ہے اور نقصان آخرت کا۔ اور دنیا کے تمام خزانے اور تمام نعمتیں اللہ کی نظر میں چھھر کے پر جتنی وقعت بھی نہیں رکھتیں۔ ارشاد نبوی ہے: "اگر دنیا کی وقعت اللہ کے نزدیک ایک چھھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔" (جامع الترمذی، الزهد، باب ما جاء في هوان الدنيا على الله عز وجل، حدیث: ۲۳۲۰) ③ نماز نوافت ہونے کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ وہ نماز وقت پر ادا نہیں ہوئی اگرچہ بعد میں پڑھ لی۔ اس صورت میں اس کے نقصان کی مثال وہ ہے جو بیان ہوئی۔ جس نے بالکل چھوڑ دی اس کا نقصان تو اس سے بہت زیادہ ہے۔ ④ روایت کے آخری کلمات کے یہ معنی بھی کیے گئے ہیں۔ "گویا وہ شخص اہل و عیال اور مال و دولت سمیت تباہ و برباد ہو گیا۔"

۶۸۶ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمْرٍو: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ؛ ح: وَحَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: حَبَسَ الْمُشْرِكُونَ ۶۸۶ - حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: مشرکین نے نبی ﷺ کو عصر کی نماز نہ پڑھنے دی حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تب آپ ﷺ نے فرمایا: "انھوں نے ہمیں درمیانی نماز سے روک دیا اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے۔"

۶۸۶ - أخرجه مسلم، المساجد، باب الدليل لمن قال: الصلاة الوسطى هي صلاة العصر، ح: ۶۲۸ من حديث محمد بن طلحة به.

النَّبِيِّ ﷺ عَنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ، حَتَّى غَابَتِ الشَّمْسُ، فَقَالَ: «حَبَسُونَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطَى، مَلَأَ اللَّهُ قُبُورَهُمْ وَبَيَّوتَهُمْ نَارًا».

🌅 **فوائد و مسائل:** ① اس سے معلوم ہوا کہ درمیانی نماز سے مراد عصر کی نماز ہے جس کی تاکید قرآن مجید میں ان الفاظ میں وارد ہے: ﴿حَافِظُوا عَلَيَّ الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةَ الْوُسْطَى﴾ (البقرہ: ۲۳۸/۳) ”نمازوں کی حفاظت کرو اور (خاص طور پر) درمیانی نماز کی۔“ ② نماز سے روکنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کا حملہ جاری رہا جس کی وجہ سے ہم لوگ جنگ میں مشغول رہے اور نماز پڑھنے کا موقع نہ ملا۔ ③ جہاد ایک عظیم عمل ہے جسے حدیث میں بجا طور پر ”اسلام کے کوہان کی بلندی“ فرمایا گیا ہے۔ (جامع الترمذی، الإیمان، باب ماجاء فی حرمة الصلوة، حدیث: ۳۶۱۶) لیکن جہاد کے اس عظیم ترین عمل میں مشغولیت بھی نماز چھوڑنے کا جواز نہیں بن سکتی۔ نماز کی اہمیت جہاد سے بھی بڑھ کر ہے۔

باب ۷- نماز مغرب کا وقت

بابُ وَقْتِ صَلَاةِ الْمَغْرِبِ (المعجم ۷) (التحفة ۷)

۶۸۷- حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ہم لوگ مغرب کی نماز پڑھ کر ایسے وقت میں فارغ ہو جاتے تھے کہ آدمی اپنا تیرا کرنے کی جگہ دیکھ سکتا تھا۔

۶۸۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّمَشَقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو النَّجَّاشِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ: كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيَنْظُرُ إِلَى مَوَاقِعِ نَبْلِهِ.

ابو یحییٰ زعفرانی نے ابراہیم بن موسیٰ کے واسطے سے مذکورہ حدیث کی مثل بیان کیا۔

حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى الزَّعْفَرَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، نَحْوَهُ.

🌅 **فوائد و مسائل:** ① تیرا کرنے کی جگہ دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ نظر اتنی دور تک کام کرتی تھی کہ کوئی شخص تیرا جانے تو اندھیرا کم ہونے کی وجہ سے اسے اپنا تیر زمین پر گرنا ہوا نظر آئے۔ ② اتنی جلدی فارغ ہونے کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ سورج غروب ہوتے ہی نماز مغرب ادا کی جاتی تھی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ نماز مختصر ہوتی تھی اس میں دوسری

۶۸۷- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب وقت المغرب، ح: ۵۵۹، ومسلم، المساجد، باب بيان أن اول وقت المغرب عند غروب الشمس، ح: ۶۳۷ من حديث الوليد به.

نمازوں کی طرح طویل قراءت نہیں ہوتی تھی۔

۶۸۸- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بْنِ كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ: أَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ.

۶۸۸- حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز مغرب اس وقت ادا کرتے تھے جب سورج اوٹ میں چھپ جاتا۔

☀️ فائدہ: اوٹ (پردے) میں چھپ جانے کا مطلب یہ ہے کہ سورج کی مکہ پوری طرح غروب ہو جاتی اور اس کا کوئی کنارہ بھی نظر نہ آتا یعنی سورج مکمل طور پر غروب ہونے پر نماز مغرب کا وقت شروع ہوتا ہے۔

۶۸۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى: أَنَّ أَبَانَ عَبَّادَ بْنَ الْعَوَّامِ، عَنْ [عَمْرٍو] بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَرَالُ أُمَّتِي عَلَى الْفِطْرَةِ مَا لَمْ يُؤْخَرُوا الْمَغْرِبَ حَتَّى تَسْتَبِكَ النُّجُومُ».

۶۸۹- حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری امت اس وقت تک دین فطرت (دین اسلام) پر قائم رہے گی جب تک مغرب میں اتنی تاخیر نہ کرے کہ ستارے خوب نکل آئیں۔"

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ابْنُ مَاجَهَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ يَحْيَى يَقُولُ: اضْطَرَبَ النَّاسُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ بِعَدَادٍ. فَذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرِ الْأَعْيَنُ إِلَى الْعَوَّامِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْعَوَّامِ، فَأَخْرَجَ إِلَيْنَا أَضْلَ أَبِيهِ، فَإِذَا الْحَدِيثُ فِيهِ.

امام ابو عبد اللہ ابن ماجہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے محمد بن یحییٰ سے سنا وہ کہتے تھے کہ لوگ بغداد میں اس حدیث کے بارے میں مضطرب ہوئے تو میں اور ابو بکر الاعین عوام بن عباد بن عوام کے پاس گئے تو وہ اپنے باپ کی اصل (کتاب) ہمارے پاس لائے تو اس میں یہ حدیث موجود تھی۔

۶۸۸- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب وقت المغرب، ح: ۵۶۱، ومسلم، المساجد، باب بيان أن أول وقت المغرب... الخ، ح: ۶۳۶ من حديث يزيد به.

۶۸۹- [حسن] أخرجه البيهقي: ۴/۴۸ من حديث إبراهيم بن موسى، بزيادة معمر قبل قتادة * قتادة وشيخه تعنا، ولحديثهما شواهد عند أبي داود، ح: ۴۱۸ وغيره، والحدیث حسنه البوصيري.



🌞 فوائد و مسائل: ① نماز اول وقت پڑھنا افضل ہے خاص طور پر مغرب کی نماز میں تاخیر کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ اس کا وقت دوسری نمازوں کی نسبت کم ہوتا ہے۔ ② نمازوں کو تاخیر سے پڑھنا بھی دین سے ایک قسم کی روگردانی ہے۔ ③ بعض زیادہ روشن ستارے ایسے بھی ہیں کہ سورج غروب ہوتے ہی ظاہر ہو جاتے ہیں اس لیے چند ستاروں کا نظر آ جانا تاخیر کی علامت نہیں جب تک ستارے کافی تعداد میں نہ نکل آئیں۔ ④ [تَشْتَبِكُ] کا لفظ شبیکہ (جال) سے بنایا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ ستارے اس کثرت سے نظر آنے لگیں کہ آسمان پر ستاروں کا جال بچھ جائے۔

(المعجم ۸) - بَابُ وَقْتِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ (التحفة ۸)

۶۹۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «لَوْلَا أَنْ أَشَقُّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِتَأْخِيرِ الْعِشَاءِ».

۶۹۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امت پر مشقت ہوگی، تو میں انھیں عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھنے کا حکم دیتا۔"

🌞 فوائد و مسائل: ① دوسری نمازوں کے برعکس عشاء کی نماز میں تاخیر افضل ہے، لہذا اسے اول وقت نماز پڑھنے کی فضیلت اور اس کے حکم کی حدیثوں سے مستثنیٰ سمجھنا چاہیے۔ ② تاخیر صرف اس حد تک کرنی چاہیے کہ عام نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔ ③ عوام کی تکلیف کا لحاظ کرتے ہوئے افضل کام کو چھوڑ کر غیر افضل اختیار کرنا جائز ہے۔ ④ رسول اللہ ﷺ عام طور پر عشاء کی نماز شفق غروب ہوتے ہی ادا نہیں کرتے تھے بلکہ تاخیر فرماتے تھے اور یہ تاخیر کم زیادہ ہوتی رہتی تھی۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عشاء کی نماز میں اگر لوگ زیادہ ہوتے تو نبی ﷺ جلدی نماز پڑھ لیتے، اگر کم ہوتے تو تاخیر فرمادیتے۔ (صحیح البخاری، مواقیت الصلاة، باب وقت العشاء إذا

اجتمع الناس أو تأخروا" حدیث: ۵۶۵)

۶۹۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ

۶۹۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا خوف نہ ہوتا تو میں عشاء کی نماز کو تہائی رات یا نصف رات تک

۶۹۰- أخرجه مسلم، الطهارة، باب السواك، ح: ۲۵۲ من حديث سفیان به.

۶۹۱- [إسناده صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في تأخير صلاة العشاء الآخرة، ح: ۱۶۷ من حديث عبيد الله بن عمر به، وقال: "حسن صحيح"، وللحديث طرق أخرى.

أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَوْخِرٌ كَرْتَانٌ»
 «لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي لَأَخَّرْتُ صَلَاةَ
 الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِ اللَّيْلِ».

☀️ فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز نصف رات سے پہلے پڑھ لی جانی چاہیے کیونکہ نبی ﷺ نے زیادہ سے زیادہ آدھی رات تک تاخیر کی خواہش ظاہر فرمائی البتہ نماز باجماعت نمازیوں کی سہولت کے مطابق مناسب وقت پر ادا کرنی چاہیے۔

۶۹۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: ۶۹۲- حضرت حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کیا نبی ﷺ نے انگوٹھی بھونکی تھی؟ انھوں نے فرمایا: ہاں! ایک رات آپ ﷺ نے عشاء کی نماز کو آدھی رات کے قریب تک موخر کیا۔ جب نماز پڑھ چکے تو چہرہ مبارک ہماری طرف کر کے فرمایا: ”لوگوں نے نماز پڑھ لی اور سو گئے اور تم جب تک نماز کے انتظار میں رہو گے (ثواب کے اعتبار سے) نماز ہی میں (شار) ہو گے۔“

حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ: سئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، هَلِ اتَّخَذَ النَّبِيُّ ﷺ خَاتَمًا؟ قَالَ: نَعَمْ. أَخَّرَ لَيْلَةَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ شَطْرِ اللَّيْلِ. فَلَمَّا صَلَّى أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: «إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا. وَإِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتَظَرْتُمْ الصَّلَاةَ».

قال أنس: كأنني أنظر إلى ويبص خاتمي.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (مجھے اب بھی وہ منظر یاد ہے) گویا نبی ﷺ کی انگوٹھی کی چمک میری نظروں کے سامنے ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ کا اکثر عمل عشاء کی نماز جلدی پڑھنے کا ہے یعنی اتنی زیادہ تاخیر نہیں فرماتے تھے۔ کبھی کبھی یہ عمل افضلیت کے اظہار کے لیے اختیار فرماتے تھے۔ ② نواب وحید الزمان خان نے عملاً جلدی پڑھنے اور قولاً تاخیر کی فضیلت بیان کرنے کی حدیثوں میں تطبیق دیتے ہوئے کہا ہے کہ اگر سب مقتدی جا گئے پر راضی ہوں اور تاخیر میں ان کو تکلیف نہ ہو تو تاخیر کرنا افضل ہے ورنہ اوّل وقت میں پڑھ لینا افضل ہے۔ واللہ اعلم۔ ③ نماز کے بعد وعظ و نصیحت کی جاسکتی ہے۔ ④ نماز کا انتظار بہت فضیلت والا عمل ہے۔ ⑤ انگوٹھی پہننا جائز ہے تاہم مرد صرف چاندی کی انگوٹھی پہن سکتا ہے سونے کا استعمال مرد کے لیے جائز نہیں۔ (سنن ابن ماجہ، اللباس)

۶۹۲- [صحیح] أخرجه النسائي: ۶۸/۱، المواقيت، باب ما يستحب من تأخير العشاء، ح: ۵۴۰ عن محمد بن المثني وغيره به، وأصله في الصحيحين، البخاري، ح: ۶۶۱، ومسلم، ح: ۶۴۰.

باب لبس الحرير والذهب للنساء؛ حدیث: (۳۵۹۵)

۶۹۳- حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مغرب کی نماز پڑھائی پھر (عشاء کی نماز کے لیے) باہر تشریف نہ لائے یہاں تک کہ آدھی رات گزر گئی پھر آپ باہر تشریف لائے اور انہیں نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا: ”لوگوں نے نماز پڑھ لی اور سو گئے اور تم جب تک نماز کا انتظار کرتے رہے نماز ہی میں رہے۔ اگر کمزور اور بیمار افراد نہ ہوتے تو مجھے یہی پسند تھا کہ اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کروں۔“

۶۹۳- حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسَى اللَّيْثِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى صَلَاةَ الْمَغْرِبِ، ثُمَّ لَمْ يَخْرُجْ حَتَّى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ. فَخَرَجَ، فَصَلَّى بِهِمْ ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا. وَأَنْتُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلَاةٍ مَا أَنْتَظَرْتُمْ الصَّلَاةَ، وَلَوْلَا الضَّعِيفُ وَالسَّقِيمُ أَحْبَبْتُ أَنْ أُؤَخَّرَ هَذِهِ الصَّلَاةَ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ».

باب ۹- بادل ہونے کی صورت میں

نماز کا وقت

۶۹۴- حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ایک جنگ میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا: ”بادل والے دن نماز جلدی پڑھ لیا کرو کیونکہ جس کی عمر کی نماز چھوٹ گئی اس کے عمل ضائع ہو گئے۔“

(المعجم ۹) - بَابُ مِيقَاتِ الصَّلَاةِ فِي

الْغَيْمِ (التحفة ۹)

۶۹۴- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَاجِرِ، عَنْ بُرَيْدَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى فِي غَزْوَةٍ، فَقَالَ: «بَكُرُوا بِالصَّلَاةِ فِي الْيَوْمِ الْغَيْمِ، فَإِنَّهُ مَنْ فَاتَتْهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ حَبِطَ عَمَلُهُ».

۶۹۳- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب وقت العشاء الآخرة، ح: ۴۲۲ من حديث داود به.

۶۹۴- [صحيح] أخرجه أحمد: ۳۶۱/۵ عن وكيع عن الأوزاعي به، والصواب "عن عمه" أبي المهلب كما في صحيح ابن حبان (موارد)، ح: ۲۵۶ وغيره، ولفظه "... فإنه من ترك الصلاة فقد كفر"، وله شاهد عند البخاري وغيره.

۲- کتاب الصلاة ————— نیندیا بھول کی وجہ سے نماز چھوٹ جانے کا بیان

☀️ فائدہ: گناہ کی وجہ سے نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔ عمر کی نماز کا چھوٹ جانا بڑا گناہ ہے۔ جس کی وجہ سے دن بھر کے عمل ضائع ہو سکتے ہیں۔

(المعجم ۱۰) - بَابٌ مَنْ نَامَ عَنِ الصَّلَاةِ
أَوْ نَسِيَهَا (التحفة ۱۰)

باب ۱۰: نیندیا بھول کی وجہ سے نماز
چھوٹ جانے کا بیان

۶۹۵- حَدَّثَنَا نَضْرُ بْنُ عَلِيٍّ
الْجَهَنَمِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ: حَدَّثَنَا
حَجَّاجٌ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَغْفُلُ عَنِ
الصَّلَاةِ أَوْ يَرْقُدُ عَنْهَا، قَالَ: «يُضَلِّيهَا إِذَا
ذَكَرَهَا».

۶۹۵- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: نبی ﷺ سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی
آدمی نماز پڑھتا بھول جائے یا سویرا ہو جائے (تو کیا
کے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب یاد آئے اسی
وقت نماز پڑھ لے۔“

www.KitaboSunnat.com

☀️ فوائد و مسائل: ① بھول اور نیند مقرر ہے جس کی وجہ سے نماز میں تاخیر کا گناہ نہیں ہوتا بشرطیکہ اس میں
بے پروائی کو دخل نہ ہو۔ ② بھول سے رہ جانے والی نماز یاد آنے پر فوراً ادا کر لینی چاہئے بلا وجہ مزید تاخیر نہیں کرنی
چاہئے۔ ③ اگر نیند سے اس وقت بیدار ہو جب نماز کا وقت گزر چکا ہو تو اسی وقت نماز پڑھ لے بشرطیکہ کراہت کا
وقت نہ ہو۔ ایک حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «لَا تَحْرُوا بِصَلَوَاتِكُمْ طُلُوعَ الشَّمْسِ وَلَا
غُرُوبَهَا» (صحیح البخاری 'مواقت الصلاة' باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس' حدیث: ۵۸۲)
”جان بوجھ کر نماز سورج طلوع یا غروب ہوتے وقت نہ پڑھو۔“ جس شخص کو مکروہ وقت میں نماز یاد آئی یا اس وقت
جاگا تو وہ مکروہ وقت گزار کر نماز پڑھے۔

۶۹۶- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ:
حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ
مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ
نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا».

۶۹۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کوئی نماز پڑھنا بھول
جائے تو اسے چاہیے کہ جب اسے یاد آئے پڑھ لے۔“

۶۹۷- حَدَّثَنَا حَرَمَلَةُ بْنُ يَحْيَى:

۶۹۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں



۶۹۵- آخر جہ مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفاتية . . . الخ، ح: ۶۸۴ من حديث قتادة به، بالفاظ متقاربة.
۶۹۶- [صحیح] انظر الحديث السابق.
۶۹۷- آخر جہ مسلم، المساجد، باب قضاء الصلاة الفاتية . . . الخ، ح: ۶۸۰ عن حرملة به.

نیند یا بھول کی وجہ سے نماز چھوٹ جانے کا بیان

نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ غزوہ خیبر سے واپس آئے تو ایک رات سفر جاری رکھا جب نیند آنے لگی تو رات کے آخری حصے میں آرام کے لیے ٹھہرے۔ نبی ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”آج رات ہمارے لیے (وقت کا) خیال رکھنا۔“ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے رہے جب تک ان کی قسمت میں ہوئی۔ اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام سو گئے۔ جب فجر کا وقت قریب ہوا بلال فجر (کے طلوع ہونے کی سمت، یعنی مشرق) کی طرف منہ کر کے اپنی سواری سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ (تا کہ جونہی فجر طلوع ہو اذان کہہ دیں) وہ سواری سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے کہ انھیں نیند آگئی۔ نہ بلال رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے نہ کوئی اور صحابی بیدار ہوا حتیٰ کہ انھیں دھوپ (کی گرمی) محسوس ہوئی۔ سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی آنکھ کھلی۔ تو رسول اللہ ﷺ گھبرا گئے۔ فرمایا: ”اے بلال!“ بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان، جس ذات نے آپ کو (بیداری سے) روک لیا اسی نے مجھے بھی روک لیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”کوچ کرو۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی سواریوں کو تھوڑی دور چلایا۔ پھر آپ ﷺ نے (قافلہ روک کر) وضو کیا اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انھوں نے نماز کی اقامت کہی۔ آپ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی۔ جب نبی ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو فرمایا: ”جس شخص کو نماز کی ادائیگی یاد نہ رہے اسے چاہیے کہ جب یاد آئے نماز پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿هُوَ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾“ اور نماز

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، حِينَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ، فَسَارَ لَيْلَةً، حَتَّى إِذَا أَذْرَكَهُ الْكَرَى عَرَسَ، وَقَالَ لِبَلَالٍ: «إِخْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ» فَصَلَّى بِبَلَالٍ مَا قُدِّرَ لَهُ، وَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ، فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِبَلَالٍ إِلَى رَاحِلَتِهِ، مُوَاجِهَةً الْفَجْرِ، فَغَلَبَتْ بِبَلَالٍ عَيْنَاهُ، وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى رَاحِلَتِهِ، فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ بِبَلَالٍ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتَّى ضَرَبَتْهُمْ الشَّمْسُ، فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَوْلَهُمْ اسْتِيقَظًا، فَفَزِعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: «أَيُّ بَلَالٍ!» فَقَالَ بَلَالٌ: أَحَدٌ بِنَفْسِي الَّذِي أَحَدٌ بِنَفْسِكَ، يَا أَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «افْتَادُوا» فَافْتَادُوا وَوَاغِلَهُمْ شَيْئًا، ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، وَأَمَرَ بِبَلَالٍ فَأَقَامَ الصَّلَاةَ، فَصَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ الصَّلَاةَ قَالَ: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللَّهَ - عَزَّ وَجَلَّ - قَالَ: ﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾» [طه: 14] قَالَ، وَكَانَ ابْنُ شِهَابٍ يَقْرُؤُهَا لِلذِّكْرَى.

نیند یا بھول کی وجہ سے نماز چھوٹ جائے کا بیان

قائم کرو میری یاد کے لیے۔“

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے:

(وَ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِلذِّكْرِ) ”اور نماز قائم کرو یاد کے

وقت۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں نماز کی اتنی اہمیت تھی کہ سفر میں تھکاوٹ کے موقع پر آرام کرتے ہوئے بھی یہی خیال تھا کہ نماز لیت نہ ہو جائے۔ اس لیے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا قاعدہ ڈیوٹی لگا دی تاکہ فجر کی نماز بروقت پڑھی جائے۔ ② حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنے فرض کی ادائیگی کے لیے پورا اہتمام کیا۔ ایک یہ کہ بقیہ رات نماز پڑھتے رہے تاکہ نیند نہ آجائے اور پھر جب اذان کا وقت قریب ہوا تو بھی پوری مستعدی سے مشرق کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے تاکہ جو نہی صبح صادق طلوع ہو اذان کہہ دیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے ذمہ کوئی اجتماعی کام لگایا جائے اسے چاہیے کہ اس کی ادائیگی کے لیے بہتر سے بہتر انداز سے کوشش کرے۔ ③ کسی قوم یا جماعت کے سربراہ کو چاہیے کہ اگر اجتماعی کام میں کوئی خلل واقع ہو تو اس کے ذمہ دار سے باز پرس کرے تاکہ دوسرے لوگ اپنے فرائض میں کوتاہی کرنے سے اجتناب کریں۔ ④ اگر معلوم ہو کہ کام میں خلل کی وجہ ذمہ داری بے پروائی یا عداوت یا نہیں تو اس کا عند قبول کیا جائے اور اسے مزید توجیح نہ کی جائے۔ ⑤ قافلہ کو اس مقام سے چلا کر کچھ دور ٹھہر جانے میں یہ حکمت ہو سکتی ہے کہ سستی ختم ہو کر تمام افراد ہوشیار اور چست ہو جائیں تاکہ نماز میں نیند اور سستی کا اثر باقی نہ رہے۔ ⑥ تقاضا شدہ نماز بھی باجماعت ادا کی جاسکتی ہے۔ ⑦ حدیث میں مذکور آیت کی دو قراءتیں ہیں اور دونوں صبح ہیں۔ پہلی قراءت جو ہمارے ہاں راتج ہے۔ [اقیم الصَّلَاةَ لِلذِّكْرِ] اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز کا اصل مقصد اللہ کی یاد ہے لہذا نماز پوری توجہ سے ادا کرنا ضروری ہے۔ دوسری قراءت [اقیم الصَّلَاةَ لِلذِّكْرِ] سے زیر بحث مسئلہ کی دلیل بنتی ہے۔ اس صورت میں اس کا مطلب ”نہایت کے لیے“ بھی ہو سکتا ہے۔ اور ”یاد کے لیے“ یا ”یاد کے وقت“ بھی، حدیث میں یہی آخری مطلب مراد ہے۔ اس سے دلیل لیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ اگر کسی وجہ سے کوئی شخص نماز پڑھنا بھول جائے تو یاد آتے ہی فوراً ادا کر لینی چاہیے، بلا وجہ مزید تاخیر کرنا مناسب نہیں۔

۶۹۸- حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اُنھوں

۶۹۸- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: حَدَّثَنَا

نے فرمایا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نیند میں اپنی تقصیر کا ذکر کیا

حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ نَابِتٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ

یعنی یہ تقصیر کہ وہ سورج نکلنے تک سوئے رہے۔ تو رسول

رَبَّاحٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ: ذَكَرُوا تَقْصِيرَهُمْ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سوئے ہوئے (تاخیر ہو جانے

فِي النَّوْمِ، فَقَالَ: نَامُوا حَتَّى طَلَعَتِ

عذر اور ضرورت کی صورت میں اوقات نماز کا بیان

السَّمْسُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَقْرِيبٌ، إِنَّمَا التَّقْرِيبُ فِي الْيَقَظَةِ، فَإِذَا نَسِيَ أَحَدُكُمْ صَلَاةً، أَوْ نَامَ عَنْهَا، فَلْيَصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا، وَلَوْ قَتَلَهَا مِنَ الْعَدِي». اس کے وقت پر ادا کرے۔“

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رِبَاعٍ: فَسَمِعَنِي عُمَرَانُ ابْنُ الْحُصَيْنِ وَأَنَا أُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ فَقَالَ: يَا فَتَى! انظُرْ كَيْفَ تُحَدِّثُ فَإِنِّي شَاهِدٌ لِلْحَدِيثِ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ. قَالَ: فَمَا أَنْكَرَ مِنْ حَدِيثِهِ شَيْئًا

(حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہما کے شاگرد) حضرت عبداللہ بن رباع نے کہا: میں یہ حدیث بیان کر رہا تھا کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے بھی سن لیا انھوں نے فرمایا: لڑکے! تو جسے حدیث بیان کرو اس حدیث (کے ارشاد فرمائے جانے) کے موقع پر میں بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔ (میں نے حدیث بیان کی تو انھوں نے حدیث میں کسی غلطی کی نشان دہی نہیں کی۔

🌞 فوائد و مسائل: ① اگلے دن وقت پر ادا کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ ایک نماز دوبارہ ادا کی جائے۔ ایک بار عذر کی وجہ سے وقت گزر جانے کے بعد اور دوسری دفعہ اگلے دن صبح وقت پر یعنی دوسرے دن ایک نماز دوبارہ نہیں پڑھی جائے گی۔ ایک پہلے دن کی ایک دوسرے دن کی بلکہ مطلب یہ ہے کہ آئندہ احتیاط کرنے بار بار نماز بے وقت نہ پڑھے۔ ② چھوٹوں کو بزرگوں کی موجودگی میں حدیث یا علمی مسائل بیان کرنا درست ہے تاکہ اگر کوئی غلطی ہو جائے تو اصلاح کر دی جائے۔ ③ حدیث کی روایت میں احتیاط کی ضرورت ہے ایسا نہ ہو کہ حدیث میں غلطی سے کوئی بات ذکر کر دی جائے جو اصل میں حدیث میں شامل نہ ہو اور سامعین اسے حدیث سمجھ کر اس پر عمل کرنا شروع کر دیں۔

(المعجم ۱۱) - بَابُ وَقْتِ الصَّلَاةِ فِي

باب ۱۱- عذر اور ضرورت کی صورت

میں نماز کا وقت

الْعُذْرِ وَالضَّرُورَةِ (التحفة ۱۱)

۶۹۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَزِيُّ: أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ

۶۹۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت مل گئی اسے عصر کی نماز مل گئی اور جسے

۶۹۹- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب من أدرك من الفجر ركعة، ح: ۵۷۹، ومسلم، المساجد، باب من أدرك ركعة... الخ، ح: ۶۰۸ من حديث زيد به.

يَسَارٍ، وَعَنْ بُشَيْرِ بْنِ سَعِيدٍ، وَعَنْ الْأَعْرَجِ، يُحَدِّثُونَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَهَا، وَمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ، فَقَدْ أَدْرَكَهَا».

سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت مل گئی؛ سے فجر کی نماز مل گئی۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① دوسری حدیث میں ارشاد نبوی ہے: [وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَضْفُرَ الشَّمْسُ] (صحیح

مسلم، المساجد، باب أوقات الصلوات الخمس، حدیث: ۶۱۴) ”جب سورج کی دھوپ کا رنگ تبدیل ہو جائے تو عصر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔“ لیکن اگر کسی مجبوری یا عذر کی وجہ سے اس وقت کے اندر نماز نہ پڑھی جاسکے تو سورج غروب ہونے تک پڑھی جاسکتی ہے حتیٰ کہ اگر سورج غروب ہونے سے پہلے ایک رکعت بھی پڑھی جائے تو نماز قضا نہیں ہوتی، ادا ہی ہوتی ہے لیکن عصر کی نماز میں محض سستی کی وجہ سے بلا عذر اس قدر تاخیر کرنا منع ہے۔ ایسی نماز کو رسول اللہ ﷺ نے ”مناقق کی نماز“ قرار دیا ہے۔ (صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب التبکیر بالعصر، حدیث: ۶۲۳) ② فجر کی نماز کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سورج طلوع ہونے سے پہلے ایک رکعت پڑھی جائے تو وہ وقت کے اندر ہی ادا شدہ قرار پاتی ہے۔ ③ بعض علماء نے کچھ فقہی قاعدوں کے ذریعے سے فجر اور عصر کی نماز میں فرق کیا ہے۔ ان کے نزدیک عصر کی نماز میں تو یہ مسئلہ درست ہے جو زیر مطالعہ حدیث میں مذکور ہے البتہ فجر کی نماز میں اگر نماز پڑھتے ہوئے سورج نکل آئے تو ان کی رائے میں نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ حدیث کے واضح حکم کی موجودگی میں قیاس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لیے فجر اور عصر دونوں نمازوں میں حدیث میں مذکور حکم ہی درست ہے۔

۷۰۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ السَّرْحِ، وَ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، الْبَصْرِيَّانِ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الصُّبْحِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ

۷۰۰- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالی اس نے فجر کی نماز پالی۔ اور جس نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی اس نے عصر کی نماز پالی۔“

۷۰۰- أخرجه مسلم، المساجد، باب من أدرك ركعة من الصلاة فقد أدرك تلك الصلاة، ح: ۶۰۹ من حديث يونس ابن يزيد به.

عشاء سے پہلے سونے اور عشاء کے بعد باتیں کرنے کی ممانعت کا بیان

الشَّمْسُ فَقَدْ أَذْرَكَهَا، وَمَنْ أَذْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ
رُغْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَذْرَكَهَا».

امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہمیں جمیل بن حسن نے
عبدالاعلیٰ سے، انھوں نے عمر سے، انھوں نے ابوسلمہ
سے انھوں نے حضرت ابو ہریرہ سے بیان کیا کہ بے
شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر سابقہ روایت کی طرح
بیان کیا۔

حَدَّثَنَا جَمِيلُ بْنُ الْحَسَنِ: حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ
أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَالَ فَذَكَرْ نَحْوَهُ.

باب: ۱۳- عشاء کی نماز سے پہلے سونا اور عشاء
کے بعد باتیں کرنا ممنوع ہے

(المعجم ۱۲) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ النَّوْمِ
قَبْلَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَعَنِ الْحَدِيثِ بَعْدَهَا
(التحفة ۱۲)

۷۰۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انھوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کو دیر سے
پڑھنا پسند کرتے تھے اور اس سے پہلے سونا اور اس کے
بعد باتیں کرنا پسند فرماتے تھے۔

۷۰۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا
يَعْقِبُ بْنُ سَعِيدٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ،
وَعَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ
أَبِي الْمُنْهَالِ، سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ، عَنْ أَبِي بَرْزَةَ
الْأَسْلَمِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَسْتَجِبُ
أَنْ يُؤَخَّرَ الْعِشَاءَ. وَكَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا
وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا.

🌞 فوائد و مسائل: ① عشاء کی نماز سے پہلے سو جانے سے خطرہ ہے کہ نماز کے لیے آنکھ نہ کھلے اور نماز فوت ہو
جائے یا آنکھ کھلے تو سستی کا غلبہ ہو جس کی وجہ سے عشاء کی نماز توجہ اور دل جمعی کے ساتھ نہ پڑھی جاسکے۔ اس لیے
نماز پڑھ کر سونا چاہیے۔ ② عشاء کے بعد باتیں کرنا بھی اسی لیے نامناسب ہے کہ اس کی وجہ سے نماز فجر کے لیے
اٹھنے میں تاخیر ہو جانے کا خطرہ ہے البتہ کوئی ضروری بات چیت یا علمی مسائل کا بیان اور وعظ و نصیحت جائز ہے۔
(صحیح البخاری، العلم، باب العلم والعظة باللیل و باب السمر فی العلم، حدیث: ۱۱۶۱۱۵) تاہم خیال
رکھنا چاہیے کہ اس کا سلسلہ زیادہ طویل نہ ہو جائے تاکہ فجر کی نماز بروقت ادا کی جاسکے۔ بنا بریں دینی تبلیغی جلسوں کا

۷۰۱- أخرجه البخاري، مواقيت الصلاة، باب ما يكره من النوم قبل العشاء، ح: ۵۶۸ من حديث عبد الوهاب
الضفي، به.

۲- کتاب الصلاة _____ عشاء سے پہلے سونے اور عشاء کے بعد باتیں کرنے کی ممانعت کا بیان رات گئے تک جاری رہنا شرعاً عمل نظر ہے۔ اس عام رواج کو بدلنے کی ضرورت ہے۔

۷۰۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے پہلے سوتے نہیں تھے اور عشاء کے بعد باتیں نہیں کرتے تھے۔
 حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَعْلَى الطَّائِفِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا نَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ الْعِشَاءِ، وَلَا سَمَرَ بَعْدَهَا.

☀️ فائدہ: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کی عمومی عادت مبارکہ بیان کی ہے ورنہ بعض اوقات عشاء کے بعد آپ ﷺ کا بات چیت کرنا اور نصیحت کرنا احادیث سے ثابت ہے۔

۷۰۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حَبِيبٍ، وَ عَلِيُّ بْنُ الْمُثَنَّى قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضِيلٍ: حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ شَقِيقِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: جَذَبَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ السَّمَرَ بَعْدَ الْعِشَاءِ - يَغْنِي - زَجْرًا -.

۷۰۳- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عشاء کے بعد باتیں کرنے سے سختی سے منع کیا ہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① اس روایت کو ہمارے فاضل محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ دیگر محققین نے دیگر شواہد کی بنا پر اسے حسن قرار دیا ہے۔ دیکھیے: (الموسوعة الحديثية مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۲۱۳/۲۱۴/۶ والصحيحة، رقم: ۳۳۵۳) ② اس سے مراد عربوں کی قدیم عادت کے مطابق رات کو شعر و شاعری اور قصہ گوئی کی محفلیں برپا کرنا ہے، یا مقصد اور ضروری بات چیت منع نہیں۔

۷۰۲- [إسناده حسن] أخرجه أحمد: ۶/ ۲۶۴ من حديث الطائفي به، وقال البوصيري: 'هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات.'

۷۰۳- [إسناده ضعيف] أخرجه أحمد: ۱/ ۳۸۸، ۳۸۹، ۴۱۰ من حديث عطاء به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۳۴۰، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۳۰۳۱، وقال البوصيري: '... عطاء بن السائب اختلط بآخره، ومحمد ابن فضيل روى عنه بعد الاختلاط'، وكذا سائر من رواه عنه، ولأصل الحديث شواهد بغير هذا اللفظ.

(المعجم ۱۳) - بَابُ النَّهْيِ أَنْ يُقَالَ

باب: ۱۳- نماز عشاء کو ”عمتمہ“ کہنے

صَلَاةَ الْعُتْمَةِ (التحفة ۱۳)

کی ممانعت کا بیان

۷۰۴- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي لَيْدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ ابْنِ عَمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا تَغْلِبَنَّكُمْ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمْ، فَإِنَّهَا الْعِشَاءُ، وَإِنَّهُمْ لَيَعْتُمُونَ بِالْإِيلِ».

۷۰۴- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے: ”اگر اعرابی تمھاری نماز کے نام میں تم پر غالب نہ آجائیں یہ عشاء ہے وہ لوگ اونٹنیوں (کا دودھ اندھیرے کے وقت دوہنے) کی وجہ سے اسے عمتمہ (اندھیرے کی نماز) کہتے ہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① قرآن مجید میں عشاء کی نماز کا ذکر اس کے نام سے آیا ہے جہاں یہ حکم ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد نیچے اور غلام بھی اجازت لے کر گھر اور کمرے میں آئیں۔ (سورہ نور: ۵۸) اعرابیوں نے مغرب کی نماز کو عشاء اور عشاء کی نماز کو عمتمہ کہنا شروع کر دیا تھا۔ اس سے خطرہ ہوا کہ لوگ اس حکم کو عشاء کی بجائے ”مغرب کی نماز کے متعلق نہ سمجھ لیں، اس لیے شرعی اصطلاح کو اس طرح تبدیل کر دینا“ کہ غلط فہمی کا اندیشہ ہو درست نہیں۔ ② عمتمہ اندھیرے کو کہتے ہیں چونکہ وہ لوگ شام کو کافی تاخیر سے یعنی اندھیرا ہونے پر اونٹنیوں کا دودھ دوہتے تھے اسی وجہ سے انھوں نے نماز عشاء کو عمتمہ کہنا شروع کر دیا۔ بعض احادیث میں نماز عشاء کو عمتمہ کے نام سے بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس لیے اس نئی کو تزیینی قرار دینا چاہیے یعنی عشاء کو عمتمہ کہنے سے بچنا بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔

۷۰۵- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ

۷۰۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی

كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا الْمُعْبِرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ، عَنِ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «لَا تَغْلِبَنَّكُمْ

ﷺ نے فرمایا: ”اگر اعرابی تمھاری نماز کے نام کے بارے میں تم پر غالب نہ آجائیں۔“ ابن حرملة نے اپنی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: ”یہ عشاء ہے۔ وہ اندھیرا ہونے پر دودھ دوہنے کی وجہ سے اس (نماز) کو بھی عمتمہ (اندھیرے کی نماز) کہتے ہیں۔“

۷۰۴- أخرجه مسلم، المساجد، باب وقت العشاء وتأخيرها، ح: ۶۴۴ من حديث سفیان به.

۷۰۵- أخرجه أحمد: ۲/ ۴۳۸ عن يحيى القطان عن ابن عجلان قال حدثني سعيد عن أبي هريرة به . . . الخ.



۲- کتاب الصلاة نماز عشاء کو ”صتمہ“ کہنے کی ممانعت کا بیان

الأغْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلَاتِكُمْ». زَادَ ابْنُ
حَرْمَلَةَ: «فَإِنَّمَا هِيَ الْعِشَاءُ، وَإِنَّمَا يَقُولُونَ
الْعَتَمَةَ لِأَعْتَابِهِمْ بِالْإِيلِ».



اذان کی مشروعیت

* اذان کی لغوی تعریف: لغت میں اذان سے مراد کسی شخص کو کسی چیز کی اطلاع دینا، خبر دینا یا اس چیز کے بارے میں بتانا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَذَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ﴾ (التوبة: ۳/۹) ”اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کو صاف اطلاع ہے۔“ نیز ارشاد ہے: ﴿وَإِذْ نُنَادِي النَّاسَ بِالْحَجِّ﴾ (الحج: ۲۲/۲۲) ”اور لوگوں میں حج کی منادی کر دیں۔“ لیکن جب ﴿إِذْ يُؤذِّنُ تَأْذِينًا﴾ سے اذان اسم مراد لیں گے تو اس کے معنی نماز کے وقت کی خبر دینا ہوں گے۔“ (النهاية: ۳۳/۱)

* اذان کی شرعی و اصطلاحی تعریف: اذان کی اصطلاحی تعریف یہ ہے: [الإِعْلَامُ بِوَقْتِ الصَّلَاةِ بِالْفِصَاظِ مَخْصُوصَةً] ”مخصوص کلمات کے ساتھ نماز کے وقت کی اطلاع دینا اذان ہے۔“ (نبیل الأوطار: ۳۵/۲)

* اذان کی مشروعیت: جب تک رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں رہے، مسلمانوں کو جمع کرنے، عبادت کے وقت کی اطلاع دینے اور ناگہانی معاملات کی خبر دینے کے لیے [الصَّلَاةُ جَامِعَةً] ”نماز کے لیے آؤ جمع کرنے والی ہے۔“ کے کلمات سے منادی کی جاتی تھی، پھر جب نبی ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو آپ نے دیکھا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی اپنی عبادت کی اطلاع کے لیے الگ الگ شعائر مقرر کر

رکھے ہیں، نبی اکرم ﷺ کو مسلمانوں کی عبادت کے لیے اکٹھا کرنے کے شعرا اور طریقے کی فکر لاحق ہوئی تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا، کسی نے یہودیوں کی طرح نرسنگا یا عیسائیوں کی مثل بگل بجانے کا مشورہ دیا تو بعض نے جو سیوں کی طرح آگ جلانے کی رائے دی۔ لیکن آپ نے یہ تمام آراء کفار کی مشابہت کی وجہ سے رد فرمادیں اور پھر 1 ہجری میں وحی الہی اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے خواب کے بعد موجودہ اذان کے کلمات مسلمانوں کے شعرا کے طور پر مقرر فرمادیے۔ اس کے بعد آپ نے ساری زندگی سفر ہو یا حضرات ہو یا دن، کبھی بھی اذان کو ترک نہیں کیا جبکہ ناگہانی حالات اور مشورہ طلب معاملات میں مسلمانوں کو جمع کرنے کے لیے [الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ] کے الفاظ کو برقرار رکھا۔ اذان جہاں نماز کے وقت کی اطلاع اور جماعت میں حاضر ہونے کی دعوت ہے وہاں اسلام کا عظیم شعار بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ جنگوں کے دوران میں بستیوں پر حملہ کرنے سے پہلے انتظار کرتے، اگر اذان کی آواز سنائی دیتی تو حملہ کرنے سے رک جاتے وگرنہ حملہ کر دیتے۔ اس طرح اذان سے مسلمان اور کافر بستیوں کی عمدہ تفریق ہو گئی ہے۔ اذان مختصر مگر جامع الفاظ پر مشتمل ہے، اس میں عقیدے کے مسائل نہایت عمدگی سے بیان ہوئے ہیں۔ مؤذن [اللَّهُ أَكْبَرُ] کہہ کر اللہ عزوجل کے وجود اور کمال کا اعلان کرتا ہے، پھر [أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ] کا اظہار کر کے توحید الہی کا اقرار اور تمام معبودان باطلہ کا انکار کرتا ہے۔ اس کے بعد رسالت محمدی کا اقرار کر کے نبی رحمت کو اپنا ہادی اور مرشد ماننے کا اعلان کرتا ہے۔ اس گواہی اور اقرار کے بعد اپنے ہم مذہبوں کو رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت مطہرہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا ہے تاکہ ان سب کو ابدی نعمتیں اور لازوال انعام ربانی حاصل ہو سکے۔ (دیکھیے: فتح الباری: ۱۰۲/۳)

* اذان کے متعلق چند ضروری مسائل: ﴿ نماز جگنا نہ اور جمعہ کے لیے اذان دینا واجب ہے۔ نماز جگنا نہ کی جماعت سفر میں ہو یا حضر میں اپنے وقت پر ہو یا نیند یا بھولنے کی وجہ سے وقت کے بعد ہو اذان اور اقامت کہنا ضروری ہے، سوائے عرفہ کے دن ظہر اور عصر کی جماعت کے اور مزدلفہ کی رات مغرب اور عشاء کی جماعت کے کیونکہ ان کے لیے ایک اذان اور الگ الگ اقامت کہی جاتی ہے۔ اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے: [صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أَصَلِّي فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ وَلْيُؤَمِّمِكُمْ أَكْبَرُكُمْ] [نماز اس طرح ادا کرو جیسے تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے

۳- أبواب الأذان والسنة فيها ----- اذان کے مسائل اور اس کا طریقہ

جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک شخص اذان کہے اور تم میں سے بڑا جماعت کرائے۔“
(صحیح البخاری، الأذان، باب الأذان للمسافرين إذا كانوا جماعة..... الخ، حدیث: ۶۳۱)
نیز آپ کا فرمان ہے: [فَأَذِّنَا وَأَقِيمَا] ”پھر اذان کہیں اور جماعت کرائیں۔“ (صحیح البخاری،
الأذان، باب اثنان فما فوقهما جماعة، حدیث: ۶۵۸)

⊗ چونکہ اذان فرض نماز کے وقت ہونے کی اطلاع ہے اس لیے نفل نمازوں کے لیے اذان مسنون نہیں ہے، جیسے نماز عیدین، نماز چاشت، نماز کسوف و خسوف وغیرہ۔

⊗ وقت سے پہلے اذان کہنا درست نہیں۔

⊗ اذان کھڑے ہو کر کہنا اور بلند جگہ پر کہنا افضل ہے لیکن آج کل لاؤڈ سپیکر کے ذریعے سے یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔



اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. قَالَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ، حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، فَأَخْبَرَهُ بِمَا رَأَى. قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! رَأَيْتُ رَجُلًا عَلَيْهِ ثُوبَانِ أَخْضَرَانِ يَحْمِلُ نَاقُوسًا، فَقَصَّ عَلَيْهِ الْخَبَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ رَأَى رُؤْيَا، فَأَخْرُجْ مَعَ بِلَالٍ إِلَى الْمَسْجِدِ فَأَلْفِهَا عَلَيْهِ، وَلْيُنَادِ بِلَالٌ، فَإِنَّهُ أَنْدَى صَوْتًا مِنْكَ». قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَ بِلَالٍ إِلَى الْمَسْجِدِ. فَجَعَلْتُ أَلْفِهَا عَلَيْهِ وَهُوَ يُنَادِي بِهَا، قَالَ فَسَمِعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِالصَّوْتِ، فَخَرَجَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَاللَّهِ، لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ الَّذِي رَأَى.

اللہ] ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔“ [أشهد أن لا إله إلا الله] ”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔“ [أشهد أن محمدا رسول الله] ”میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔“ [أشهد أن محمدا رسول الله] ”میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔“ [حي على الصلاة] ”نماز کی طرف آؤ۔“ [حي على الصلاة] ”نماز کی طرف آؤ۔“ [حي على الفلاح] ”کامیابی کی طرف آؤ۔“ [حي على الفلاح] ”کامیابی کی طرف آؤ۔“ [اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ] ”اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔“ [لا إله إلا الله] ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔“ حضرت عبد اللہ بن زید (رضی اللہ عنہ) (بیدار ہوئے تو گھر سے نکلے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو اپنا خواب سنایا، انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! مجھے ایک آدمی نظر آیا جو دو بزرگ پر سے پہنے ہوئے تھا اس کے پاس ناقوس تھا۔ (اس طرح) پوری بات بتائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے ساتھی نے ایک خواب دیکھا ہے۔“ (پھر عبد اللہ بن زید (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: ”تم بلال (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مسجد میں جاؤ اور انہیں یہ الفاظ بتلاؤ۔ اور بلال (رضی اللہ عنہ) (ان الفاظ کے ساتھ بلند آواز سے) اعلان کر دیں کیونکہ تمہاری نسبت ان کی آواز بلند ہے۔“ میں حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مسجد میں گیا۔ میں انہیں (اذان کے الفاظ) بتاتا گیا اور وہ (اس کے مطابق) اذان کہتے گئے۔ حضرت عبد اللہ

بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (اذان کی) آواز سنی تو وہ بھی گھر سے باہر تشریف لے آئے اور عرض کیا: اللہ کے رسول! قسم ہے اللہ کی مجھے بھی ایسا ہی خواب آیا ہے جیسا انھیں (عبداللہ رضی اللہ عنہ کو) آیا ہے۔

حضرت ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم (ابن ماجہ کے شیخ) سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کے متعلق یہ شعر کہے ہیں:

”مجھ کو اذان سکھائی میرے رب ذوالجلال نے
احسان ہوا خاص رب قدر کا۔

بھیجا سکھانے اپنے فرشتے تو تین رات رتبہ بڑھائے
اس اپنے شیر کا۔

وہ تین رات آ کے سکھاتا رہا مجھے اعزاز یوں بڑھتا
رہا تیرے فقیر کا

(ترجمہ اشعار از مولانا عبدالکحیم خان اختر شاہ جہاں پوری)

قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: فَأَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرٍ الْحَكَمِيُّ
أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ قَالَ فِي ذَلِكَ:

أَحْمَدُ اللَّهِ ذَا الْجَلَالِ وَذَا الْإِزْدِ
رَامَ حَمْدًا عَلَى الْأَذَانِ كَثِيرًا

إِذْ أَتَانِي بِهِ النَّبِيُّ مِنَ اللَّهِ
وَ فَأَكْرَمَ بِهِ لَدَيْ بَشِيرًا

فِي لَيَالٍ وَالْيَ بَهْنًا ثَلَاثَ
كُلَّمَا جَاءَ زَادَنِي تَوْقِيرًا



☀️ نوادہ و مسائل: ① اللہ تعالیٰ نیک مومن کی رہنمائی بعض اوقات خواب کے ذریعے سے بھی کر دیتا ہے اس لیے

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ”مومن کا خواب نبوت کا چھایا لیواں حصہ ہے۔“ ایک روایت میں یہ لفظ ہے: ”نیک خواب نبوت کا چھایا لیواں حصہ ہے۔“ (صحیح مسلم، الرؤیا، باب فی کون الرؤیا من اللہ..... الخ) حدیث: ② (۲۲۱۳) محض خواب سے کوئی شرعی مسئلہ اخذ نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کا خواب نبی اکرم ﷺ کی منظوری سے شرعی حکم قرار پایا اس لیے اگر کوئی خواب بظاہر شریعت کے حکم کے خلاف ہو تو یا تو اللہ کی طرف سے نہیں شیطان کی طرف سے ہوتا ہے یا اس کا وہ مطلب نہیں ہوتا جو بظاہر معلوم ہوتا ہے۔ ③ نرسنگا ایک قسم کا بگل ہوتا ہے جس میں چھوٹے ماری جاتی ہے تو زور کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ یہودی اس کے ذریعے سے اپنی عبادت کے وقت کا اعلان کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کی تجویز پیش ہوئی اور آپ ﷺ نے بھی سوچا کہ اگر یہ تجویز قبول کر لی جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن اسے عملی جامہ نہیں پہنایا گیا۔ ④ دوسری تجویز ناتوس کی پیش کی گئی۔ ناتوس دو لکڑیاں ہوتی ہیں جنھیں ایک دوسرے پر مارا جاتا ہے تو آواز پیدا ہوتی ہے۔ عیسائی بعض خاص موقعوں پر

ناقوس بجاتے ہیں۔ یہ تجویز پہلی تجویز کی نسبت بہتر تھی کیونکہ یہ عیسائیوں کا طریقہ ہے اور وہ یہودی نسبت مسلمانوں سے ذہنی طور پر قریب ہوتے ہیں اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اس تجویز کو زیادہ پسند فرمایا تاہم محسوس یہی کیا گیا کہ ہمارا طریقہ دوسری قوموں سے ممتاز ہونا چاہیے۔ ⑥ ایک تجویز یہ بھی پیش کی گئی تھی کہ نماز کے وقت آگ جلائی جائے۔ دن میں دھوئیں کی وجہ سے اور رات کو روشنی سے لوگ متوجہ ہو جائیں اور نماز کے لیے آجائیں لیکن یہ تجویز مجوس سے مشابہت کی وجہ سے رد کر دی گئی۔ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تجویز پیش کی کہ ایک آدمی نماز کے وقت اعلان کر دیا کرے۔ یہ تجویز پسند کی گئی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: 'بلا! اٹھو نماز کے لیے آواز دو۔' اس اعلان کے لیے اذان کے کلمات حضرت عبداللہ بن زید اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے خواب کے بعد موجودہ صورت میں متعین ہو گئے۔ (صحیح البخاری، الأذان، باب بدء الأذان، حدیث: ۶۰۳) ① دینی امور میں بھی انتظامی معاملات مسلمانوں کے آپس کے مشورے سے طے کرنے چاہئیں البتہ جس معاملے میں شریعت کی واضح ہدایت آجائے وہاں مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں اس پر عمل کرنا چاہیے۔ ② اس واقعہ میں حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا اثبات ہے۔ ③ مؤذن ایسا شخص مقرر کرنا چاہیے جس کی آواز زیادہ بلند ہو۔ ④ اللہ تعالیٰ کسی کو کوئی خاص شرف عطا فرمائے تو فخر کی نیت سے نہیں بلکہ شکر کی نیت سے اللہ کی نعمت اور احسان کا ذکر کرنا درست ہے۔



۷۰۷- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے مشورہ کیا کیونکہ نماز (باجماعت) کے لیے (آنے میں) انھیں مشکل پیش آتی تھی۔ (کیونکہ بیک وقت جمع نہیں ہو پاتے تھے۔) حاضرین نے نرسنگے کا ذکر کیا لیکن آپ ﷺ نے یہودیوں (سے موافقت) کی وجہ سے اسے ناپسند فرمایا۔ پھر انھوں نے ناقوس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے نصاریٰ کی وجہ سے اسے ناپسند فرمایا۔ اسی رات ایک نصاریٰ صحابی حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو (خواب میں) اذان دکھائی گئی۔ نصاریٰ

۷۰۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْوَأَسِطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَشَارَ النَّاسَ لِمَا يَهْمُهُمْ إِلَى الصَّلَاةِ، فَذَكَرُوا الْبُوقَ، فَكَرِهَهُ مِنْ أَجْلِ الْيَهُودِ، ثُمَّ ذَكَرُوا النَّاقُوسَ، فَكَرِهَهُ مِنْ أَجْلِ النَّصَارَى، فَأَرَى النَّدَاءَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ، وَعَمَرَ بْنُ الْخَطَّابِ، فَطَرَقَ الْأَنْصَارِيَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ

۷۰۷- [سناده ضعيف جدًا] * الزهري عن عمرو وهو مذكور في المدلسين (المرتبة الثالثة)، وتلميذه عباد المدني حسن الحديث، ومحمد بن خالد ضعيف جدًا، متهم بالكذب كما في التهذيب وغيره، وبعض الحديث شواهد عند البخاري، ح: ۶۰۳، ۶۰۴، ومسلم، ح: ۳۷۷، ۳۷۸ وغيرهما.

۳- ابواب الاذان والسنة فيها

رَسُولُ اللَّهِ. حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ. حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ. اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. ثُمَّ دَعَانِي حِينَ قَضَيْتُ التَّأْذِينَ فَأَعْطَانِي صُرَّةً فِيهَا شَيْءٌ مِنْ فِضَّةٍ، ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى نَاصِيَةِ أَبِي مَحْذُورَةَ، ثُمَّ أَمَرَهَا عَلَى وَجْهِهِ، مِنْ بَيْنِ ثَدْيَيْهِ، ثُمَّ عَلَى كَبِدِهِ، ثُمَّ بَلَغَتْ يَدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ سُرَّةَ أَبِي مَحْذُورَةَ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «بَارَكَ اللَّهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ». فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَمَرْتَنِي بِالتَّأْذِينَ بِمَكَّةَ؟ قَالَ: «نَعَمْ، فَذَهَبَ كُلُّ شَيْءٍ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ كَرَاهِيَةٍ، وَعَادَ ذَلِكَ كُلُّهُ مَحَبَّةً لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَقَدِمْتُ عَلَى عَنَابِ بْنِ أُسَيْدٍ، عَامِلِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِمَكَّةَ، فَأَذَنْتُ مَعَهُ بِالصَّلَاةِ عَنْ أَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ».



قَالَ: وَأَخْبَرَنِي ذَلِكَ مَنْ أَدْرَكَ أَبَا مَحْذُورَةَ، عَلَى مَا أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَبَّرِيزٍ.

ترجمہ والی اذان سے متعلق احکام و مسائل

رسول اللہ، اُشہد ان محمدا رسول اللہ، پھر فرمایا: ”بلند آواز سے کہو: [اُشہد ان لا إله إلا اللہ، اُشہد ان لا إله إلا اللہ۔ اُشہد ان محمدا رسول اللہ، اُشہد ان لا إله إلا اللہ۔ اُشہد ان محمدا رسول اللہ۔ حی علی الصلاة، حی علی الفلاح، حی علی الفلاح۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لا إله إلا اللہ۔]“ جب میں نے پوری اذان کہہ لی تو مجھے بلا کراہیک تھیلی دی اس میں کچھ چاندی تھی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کے سر پر رکھا پھر ان کے چہرے پر پھیرا پھر ان کے سینے پر پھر ان کے گجر پر حتی کہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی ناف تک جا پہنچا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تجھے برکت دے اور تجھ پر برکت نازل فرمائے۔“ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے مکہ میں اذان دینے پر مقرر فرمائیں گے؟ ارشاد ہوا: ”ہاں میں نے تمہیں مقرر کیا۔“ (اس دوران میں) میرے دل میں رسول اللہ ﷺ سے جتنی نفرت تھی سب ختم ہو چکی تھی، (بلکہ) وہ سب کی سب رسول اللہ ﷺ کی محبت میں تبدیل ہو چکی تھی۔ میں مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ گورنر حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، میں ان کے پاس اللہ کے رسول ﷺ کے حکم سے اذان دیتا رہا۔

عبدالعزیز نے کہا: عبداللہ بن محبیریز کی طرح مجھے اس شخص نے بھی خبر دی جس نے ابو محذورہ کو پایا۔

۳- أبواب الأذان والسنة فيها - ترجیح والی اذان سے متعلق احکام ومسائل

🌞 **فوائد ومسائل:** ① یتیم بچوں کی کفالت ایک عظیم نیکی ہے جس پر جنت میں رسول اللہ ﷺ کا پڑوس ملنے کی بشارت دی گئی ہے۔ کفالت میں جس طرح جسمانی ضروریات خوراک، لباس وغیرہ کا پورا کرنا ضروری ہے، اسی طرح روحانی ضروریات، یعنی دین کی تعلیم اور اخلاق حسنیٰ کی تربیت بھی ضروری ہے۔ ② یہ نبی ﷺ کی حکمت کا کمال ہے کہ جہاں بھی جو ہر قابل نظر آیا، اس کی صلاحیتوں کو نکھار کر اس سے دین کا کام لے لیا۔ ایک ایسے داعی کو بھی عوام میں جو ہر قابل کی پہچان کا ملکہ حاصل ہونا چاہیے، اور ایسے افراد کی مناسب تربیت کر کے انھیں اسلام کا خادم بنانا چاہیے۔ ③ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو محمد زہرہ رضی اللہ عنہ کی بلند آواز سن کر یہ فیصلہ کیا کہ اسے مؤذن بنا دیا جائے۔ اس طرح ہر شخص کو اس کی صلاحیتوں کے مطابق کام دینا چاہیے تاکہ وہ اسے بہتر طور پر انجام دے سکے۔ ④ دین سے ناواقف افراد کو قریب کرنے کے لیے ان کی غلطیوں کو نظر انداز کر دینا چاہیے، اسی طرح نادان بچوں اور غافل نوجوانوں کو بھی قریب کرنا چاہیے۔ اس کے بعد ان کی اصلاح و تربیت کی جائے تاکہ دوبارہ غلطی نہ کریں اور ان کا کردار بہتر ہو جائے۔ ⑤ بچوں کے جسم پر شفقت سے ہاتھ پھیرنا، ان کے دل میں محبت پیدا کرنا ہے بشرطیکہ کسی قسم کی غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ نہ ہو جیسے بڑے اور چھوٹے کی عمر میں کافی فرق نہ ہونے کی صورت میں ایسے شکوک و شبہات پیدا ہو سکتے ہیں جن کا نتیجہ الزامات اور بدنامی کی صورت میں نکلا کرتا ہے۔ ⑥ تربیت میں انفرادی توجہ کی بھی خاص اہمیت ہے تاکہ ہر فرد کی صلاحیتیں پروان چڑھ سکیں۔ ⑦ بچوں کو حوصلہ افزائی کے لیے مناسب انعام دینا بھی بہت مفید ہے، یہ انعام نقد بھی ہو سکتا ہے، کسی عام استعمال کی چیز کی صورت میں اور دوا یا حوصلہ افزائی اور تعریف کے چند کلمات کی صورت میں بھی۔ ⑧ اگر کسی عہدے کی اہلیت رکھنے والا اس عہدے کی درخواست پیش کرے تو اسے وہ ذمہ داری سونپی جاسکتی ہے اگرچہ عہدے کا لالچ رکھنا اچھی بات نہیں۔ ⑨ اذان میں شہادتین کے کلمات دو دو بار کہنے کے بعد دوسری بار پھر دو دو بار کہنا ”ترجیح“ کہلاتا ہے اور یہ سنت ہے۔ عرف عام میں اسے دہری اذان کہتے ہیں۔ مؤذن چاہے اکہری اذان (بلا ترجیح) کہہ لے چاہے دہری اذان (ترجیح کے ساتھ) کہہ لے دونوں طرح جائز ہے۔

۷۰۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۷۰۹- حضرت ابو محمد زہرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے؛
 حَدَّثَنَا عَفَّانُ : حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى ، عَنْ
 عَامِرِ الْأَحْوَلِ أَنَّ مَكْحُولًا حَدَّثَهُ ، أَنَّ
 عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مُخَبَّرِ بْنِ حَدَّثَهُ ، أَنَّ أَبَا مَحْدُورَةَ
 حَدَّثَهُ قَالَ : عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأَذَانَ
 نِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً ، وَالْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ
 كَلِمَةً ، الْأَذَانُ «اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ أَكْبَرُ ، اللَّهُ

۷۰۹- أخرجه مسلم، الصلاة، باب صفة الأذان، ح: ۳۷۹ من حديث عامر به.

اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ نماز کی طرف آؤ، نماز کی طرف آؤ۔ کامیابی کی طرف آؤ، کامیابی کی طرف آؤ۔ نماز کھڑی ہوگئی، نماز کھڑی ہوگئی۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① بعض حضرات نے کہا ہے کہ اذان میں ترجیح حضرت ابو محمدؓ کی غلط تھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے شہادتین کو دوبارہ اس لیے کہلوا یا تھا کہ توحید و رسالت اچھی طرح دل میں جاگزیں ہو جائے۔ حضرت ابو محمدؓ نے غلطی سے سمجھ لیا کہ اذان کا طریقہ یہی ہے۔ لیکن ان حضرات کی یہ بات درست نہیں کیونکہ اگر اس طرح کے فرضی امکانات تصور کر کے ترجیح کا انکار کیا جائے تو کوئی دوسرا شخص یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ اصل کلمات ایک باری ہی ہیں (جس طرح اکہری اقامت میں ہوتے ہیں) توحید کو ذہن نشین کرانے کے لیے بار بار الفاظ کہلوائے۔ ظاہر ہے کہ اس کا کوئی قائل نہیں۔ علاوہ ازیں اگر حضرت ابو محمدؓ اور رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں مکہ مکرمہ میں غلط اذان دیتے تو اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کو وحی کے ذریعے سے اطلاع فرما دیتا اور نبی ﷺ ان تک یہ حکم پہنچا دیتے۔ ② احناف حضرت ابو محمدؓ اور رسول اللہ ﷺ کی اقامت تو لے لیتے ہیں اور اسی پر ان کا عمل ہے جبکہ اسی حدیث میں وارد اذان کو ترک کر دیتے ہیں اور ماننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احناف کے نزدیک حدیث صرف وہی معتبر ہے یا اس کا اتنا ہی حصہ معتبر ہے جو قول امام کے مطابق ہو۔ أعاذنا اللہ منہ.

(المعجم ۳) - بَابُ السَّنَةِ فِي الْأَذَانِ

باب ۳- اذان کا طریقہ

(التحفة ۱۶)

۷۱۰- حضرت سعد قرظؓ جو رسول اللہ ﷺ کے

۷۱۰- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ : حَدَّثَنَا

مؤذن تھے، ان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ ،

۷۱۰- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف لضعف أولاد سعد القرظ، عمار وسعد

وعبدالرحمن".

۳- ابواب الأذان والسنة فيها

اذان کے طریقے کا بیان

مُؤذِّنِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِلَاةٍ أَنْ يَجْعَلَ إِضْبَعِيهِ فِي أُذُنَيْهِ، وَقَالَ: «إِنَّهُ أَرْفَعُ لَصَوْتِكَ».

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کانوں میں انگلیاں ڈالنے کا حکم دیا اور فرمایا: "اس سے تمہاری آواز بلند ہو جائے گی۔"

🌞 فائدہ: اس روایت کی سند ضعیف ہے، تاہم یہ مسلح صحیح ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث میں آرہا ہے۔

۷۱۱- حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَاشِمِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِي جَحِيفَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بِالْأَبْطَحِ، وَهُوَ فِي قُبَّةِ حَمْرَاءَ، فَخَرَجَ بِلَالٌ، فَأَذَّنَ فَاسْتَدَارَ فِي أُذَانِهِ، وَجَعَلَ إِضْبَعِيهِ فِي أُذُنَيْهِ.

۷۱۱- حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں مقام اطح پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ایک سرخ خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ (خیمہ سے) نکلے انھوں نے اذان دی اور اذان کے دوران میں (دائیں بائیں) گھومنے اور اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالیں۔

🌞 فوائد و مسائل: ① سفر میں باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے بھی اذان کہنی چاہیے۔ ② اذان کے دوران میں گھومنے کا مطلب [حی علی الصلاة] اور [حی علی الفلاح] کہتے وقت منہ دائیں اور بائیں طرف پھیرنا ہے۔ ③ اس میں اذان دیتے وقت کانوں میں انگلیاں ڈالنے کا ثبوت ہے۔

۷۱۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفَّى الْحِمِصِيُّ: حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي رَوَادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «خَصَلْتَانِ مُعَلَّقَتَانِ فِي أَغْنَاقِ الْمُؤَذِّنِينَ لِلْمُسْلِمِينَ: صَلَاتُهُمْ وَصِيَامُهُمْ».

۷۱۲- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مؤذنین کی گردنوں پر مسلمانوں کی دو چیزوں کی ذمہ داری ہے ان کی نماز اور ان کے روزے۔"

۷۱۱- [حسن] وانظر، ح: ۴۹۶ لعلته، وللحديث طرق أخری عند الترمذي، ح: ۱۹۷ وغيره.

۷۱۲- [إسناده ضعيف جداً] وقال البوصيري: "هَذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ لِتَدْلِيسِ بَقِيَّةِ بْنِ الْوَلِيدِ" وتقدم، ح: ۵۵۱، وشيخه مروان بن سالم "متروك"، ورماه الساجي وغيره بالوضع، (تقريب).

۳- أبواب الأذان والسنة فيها

۷۱۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى : ۷۱۳- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ : حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ
يَمَالِكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ
نَالَ: كَانَ بِلَالٌ لَا يُؤَخِّرُ الْأَذَانَ عَنِ
لَوْقَتِ، وَرَبَّمَا آخَرَ الْإِقَامَةَ شَيْئًا.

☀️ فوائد ومسائل: ① ہمارے فاضل محقق نے مذکورہ روایت کو سندا ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے شواہد کی وجہ سے اسے حسن قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیة مسند الإمام أحمد بن حنبل: ۳۳۵/۳۳۶- حدیث: ۲۰۸۲۹، وإرواء الغلیل، رقم: ۲۲۷۷) لہذا شواہد کی بنا پر یہ حدیث قابل حجت اور قابل عمل ہے۔ ② اذان اس چیز کا اعلان ہے کہ نماز کا وقت شروع ہو گیا ہے، اس لیے اذان اول وقت دینی چاہیے جب کہ اقامت نماز شروع ہونے کی اطلاع ہے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اس وقت اقامت کہتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آتے۔ ③ اگر امام کو نماز پڑھانے کے لیے آنے میں مقررہ وقت سے کچھ تاخیر ہو جائے تو امام کا انتظار کرنا چاہیے۔ جلدی چنانا اور فوراً کسی دوسرے آدمی کو آگے کر دینا درست نہیں۔ ہاں اگر معلوم ہو کہ امام صاحب موجود نہیں اور وہ نماز پڑھانے کے لیے مسجد میں نہیں آئیں گے، پھر کسی اور شخص کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں۔

۷۱۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۷۱۴- حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ
لِحْسَنِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ قَالَ:
كَانَ آخِرُ مَا عَهَدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ لَا أَتَّخِذَ
مُؤَذِّنًا يَأْخُذُ عَلَيَّ الْأَذَانَ أَجْرًا.

☀️ فوائد ومسائل: ① مؤذن کا تقرر امام کا منصب ہے۔ ② حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نصیحت اس وقت فرمائی تھی جب انھیں ان کے قبیلے کا امام مقرر کیا تھا۔ دیکھیے: (سنن ابی داؤد، الصلاة، باب أخذ الأجر على التأذين، حدیث: ۵۳۱، و سنن النسائي، الأذان، باب اتحاذ المؤذن الذي لا يأخذ على أذانه أجرا، حدیث: ۷۶۳) ③ اجتماعی خدمت میں افضل یہ ہے کہ اجرت نہ لی جائے، تاہم اس کی خدمت کا

۷۱۳- [إسناده ضعيف] أخرجه الطيالسي ۷۷۰ عن شريك نحو المعنى * شريك عنن، و حديث أبي داود، ح: ۴۰۳، يعني عنه.

۷۱۴- [صحيح] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ماجاء في كراهية أن يأخذ المؤذن على الأذان أجرا، ح: ۲۰۹ من حديث أشعث ابن عبد الملك الحمزاني، به، وقال: "حسن صحيح"، وله شواهد عند أبي داود، ح: ۵۳۱ وغيره.

۳- ابواب الأذان والسنة فيها

اذان کے طریقے کا بیان

مناسب معاوضہ دیا جائے تو مناسب ہے جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب خلافت کا منصب سنبھالا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ امیر المؤمنین کے ضروری اخراجات بیت المال سے پورے کیے جائیں گے تاہم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت وصول شدہ تنخواہ واپس کر دینے کی وصیت فرمائی تاکہ ان کی یہ اجتماعی خدمت فی سبیل اللہ شمار ہو۔

۷۱۵- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَسَدِيُّ ، عَنْ أَبِي
إِسْرَائِيلَ ، عَنِ الْحَكَمِ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ
أَبِي لَيْلَى ، عَنْ بِلَالٍ قَالَ : أَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ أَنْ أَنْتُوبَ فِي الْفَجْرِ ، وَنَهَانِي أَنْ أَنْتُوبَ
فِي الْعِشَاءِ .

۱۵- حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے فجر کی نماز میں تنویب کا حکم دیا اور عشاء کی نماز میں تنویب سے منع فرمایا۔

🌞 **فائدہ:** مذکورہ روایت کو ہمارے فاضل محقق نے اور دیگر محققین نے سناضعیف قرار دیا ہے تاہم مذکورہ روایت میں بیان کردہ مسئلہ مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن الکبری للبیہقی میں صحیح سند سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ فجر کی اذان میں [حی علی الفلاح] کے بعد [الصلاة خیر من النوم] دو مرتبہ کہنا سنت ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ : ۲۰۸/۱ و سنن الکبری للبیہقی : ۴۲۳/۱) نیز اس روایت میں تنویب سے مراد [الصلاة خیر من النوم] کہنا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الموسوعة الحدیثیة مسند الإمام أحمد بن حنبل : ۳۲۴/۳۹)

۷۱۶- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ رَافِعٍ : حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ، عَنْ مَعْمَرٍ ، عَنْ
الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ، عَنْ
بِلَالٍ ، أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ يُؤْذِنُهُ بِصَلَاةِ
الْفَجْرِ ، فَقِيلَ : هُوَ نَائِمٌ . فَقَالَ : الصَّلَاةُ خَيْرٌ
مِنَ النَّوْمِ ، الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ ، فَأَوْرَثَ

۱۶- حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فجر کی نماز کی اطلاع دینے کے لیے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو معلوم ہوا کہ آپ ابھی آرام فرما رہے ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: [الصلاة خیر من النوم] 'نماز نیند سے بہتر ہے۔ نماز نیند سے بہتر ہے۔' تب یہ کلمہ فجر کی اذان میں مقرر

۷۱۵- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي ، الصلاة ، باب ماجاء في التثويب في الفجر ، ح : ۱۹۸ من حديث محمد بن عبدالله الزبيری به ، وذكر كلامًا ، وقال : "أبو إسرائيل . . . وليس بذلك القوي عند أهل الحديث " ، وفيه علة أخرى .
۷۱۶- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري : " رجاله ثقات إلا أن فيه انقطاعًا ، سعيد بن المسيب لم يسمع من بلال " .

۳- أبواب الأذان والسنة فيها
 فی تأذین الفجر، فکتب الأمر علی ذلک .
 کر دیا گیا۔ پھر اسی پر عمل جاری رہا۔

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت ہمارے فاضل محقق کے نزدیک سنداً ضعیف ہے جبکہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔
 دیکھیے: (تخریج فقہ السیرة: ۲۰۳) نیز [الصلاة خیر من النوم] کی بابت گزشتہ حدیث کا فائدہ ملاحظہ فرمائیں۔

۷۱۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
 حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ : حَدَّثَنَا الْإِفْرِيقِيُّ ،
 عَنْ زِيَادِ بْنِ نُعَيْمٍ ، عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ
 الصَّدَائِقِيِّ قَالَ : كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي
 سَفَرٍ ، فَأَمَرَنِي فَأَذَّنْتُ ، فَأَرَادَ بِلَالٌ أَنْ
 يُقِيمَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِنَّ أَخَا
 صَدَاءٍ قَدْ أَذَّنَ ، وَمَنْ أَذَّنَ فَهُوَ يُقِيمُ» .
 حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ سے
 روایت ہے انہوں نے کہا: میں ایک سفر میں رسول اللہ
ﷺ کے ہمراہ تھا۔ آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اذان
 دی۔ (جماعت کے وقت) حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت
 کہنا چاہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبیلہ بنو صداء
 کے آدمی نے اذان دی ہے اور جو کوئی اذان دے وہی
 اقامت کہے۔“

☀️ فائدہ: یہ روایت سنداً ضعیف ہے اس لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ مؤذن ہی تکبیر بھی کہے تاہم ہماری مساجد کی
 بالعموم جو صورت حال ہے اس کے پیش نظر مصلحت کا تقاضا یہی ہے کہ مؤذن ہی کو تکبیر کہنے کا پابند کیا جائے تاکہ انتشار
 کا دروازہ نہ کھلے۔ چونکہ دیکھنے میں آیا ہے کہ نمازی اکثر شوق تکبیر میں ایک دوسرے سے الجھتے ہیں جو بعض دفعہ نزاع
 و جدال کی صورت اختیار کر لیتا ہے تاہم برائے انتظامی مصلحت کے تحت مؤذن ہی کو تکبیر کا پابند بنا دینا نہایت مناسب
 بات ہے گو شرعاً یہ ضروری نہیں ہے۔

(المعجم ۴) - بَابُ مَا يُقَالُ إِذَا أذَّنَ
 ۳- اذان سن کر کیا کہنا چاہیے؟
 المُوَذَّنُ (التحفة ۱۷)

۷۱۸- حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الشَّافِعِيُّ ،
 إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ الْعَبَّاسِ : حَدَّثَنَا
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَجَاءِ الْمَكِّيُّ ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ
 إِسْحَاقَ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ
 ۷۱۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب مؤذن اذان دے تو
 جس طرح وہ کہتا ہے اسی طرح تم بھی کہو۔“

۷۱۷- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب الرجل يؤذن ويقوم آخر، ح: ۵۱۴، والترمذي، ح: ۱۹۹،
 وقال: "إنما نعرفه من حديث الإفريقي وهو ضعيف عند أهل الحديث".

۷۱۸- [حسن] وعلقه الترمذي، ح: ۲۰۸ * الزهري عنن، وتقدم، ح: ۷۰۷، وقال البوصيري: "هذا إسناد معلول
 ...، وله شواهد، انظر، ح: ۷۲۰.



۳- أبواب الأذان والسنة فيها اذان کا جواب دینے سے متعلق احکام و مسائل

المُسَبِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا أَدَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقُولُوا مِثْلَ قَوْلِهِ».

☀️ فائدہ: [حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ] اور [حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ] کے جواب میں [لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ] کہنا چاہیے۔ باقی تمام الفاظ کے جواب میں اذان ہی کے الفاظ دہرائے جائیں دیکھیے: (صحیح مسلم، الصلاة: باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه..... الخ، حدیث: ۳۸۵)

۷۱۹- حَدَّثَنَا شَجَاعُ بْنُ مَخْلَدٍ،
۷۱۹- حضرت ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کی باری کے دن اور رات ان کے ہاں تشریف فرما تھے۔ اس دوران میں آپ ﷺ نے مؤذن کو اذان دیتے سنا تو ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے سنا کہ آپ نے بھی اسی طرح کہا جس طرح مؤذن نے کہا۔

أَبُو الْفَضْلِ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ: أَنْبَأَنَا أَبُو بَشِيرٍ، عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ بْنِ أُسَامَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُثْبَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ: حَدَّثَنِي عَمَّتِي أُمُّ حَبِيبَةَ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِذَا كَانَ عِنْدَهَا فِي يَوْمِهَا وَلَيْلَتِهَا، فَسَمِعَ الْمُؤَذِّنَ يُؤَذِّنُ، قَالَ كَمَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ».

۷۲۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے۔“

۷۲۰- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ، وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُولُوا كَمَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ».

☀️ فائدہ: مطلب یہ ہے کہ جب مؤذن [اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ] کہے تو اسے سن کر سننے والا بھی [اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ] کہے۔ اسی طرح ہر کلمہ کے بعد جواب دیتا جائے۔ یہ مطلب نہیں کہ مؤذن کے فارغ ہونے کے بعد سننے والا

۷۱۹- [حسن] أخرجه النسائي في الكبرى، وأحمد: ۶/ ۴۲۵، ۴۲۶، وقال الحافظ في التهذيب: ۵/ ۲۷۲ "أخرج ابن خزيمة حديثه في صحيحه فهو ثقة عنده"، ولحديثه شواهد.

۷۲۰- أخرجه البخاري، الأذان، باب ما يقول إذا سمع المنادي، ح: ۶۱۱، ومسلم، الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه... الخ، ح: ۳۸۳ من حديث مالك به.

۳- أبواب الأذان والسنة فيها

پوری اذان دہرائے۔ دیکھیے: (صحیح مسلم، الصلاة) باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمع..... الخ، حدیث: ۳۸۵)

۷۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ الْمِصْرِيُّ: أَنَّ أَبَا اللَّيْثِ بْنَ سَعْدٍ، عَنِ الْحَكِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَرَسُولُهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَرَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا» أَوْرِثَ مِثْلَ مَا أُورِثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَرَسُولُهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَرَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، وَغَيْرَ لَهُ ذَنْبٌ.»

۷۲۱- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مؤذن کی اذان سن کر یہ الفاظ کہے: [وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَرَسُولُهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَرَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا] اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اکیلے اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ میں اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور محمد (ﷺ) کے نبی ہونے پر راضی ہوں۔“ اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔“

۷۲۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ الْمِصْرِيُّ: أَنَّ أَبَا اللَّيْثِ بْنَ سَعْدٍ، عَنِ الْحَكِيمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: وَأَنَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَرَسُولُهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَرَضِيتُ بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا، وَغَيْرَ لَهُ ذَنْبٌ.»



فوائد ومسائل: ① توحید ورسالت کا اقرار اسلام کی بنیاد ہے اور اسی پر نجات کا دارومدار ہے۔ ② اللہ کی ربوبیت پر راضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ربوبیت پر ایسا ایمان ہو جیسے ایمان کا حق ہے۔ یہ احساس کی تمام نعمتیں وہی ہمیں دے رہا ہے اور مسلسل ہماری ضرورت کی ہر چیز بہم پہنچا رہا ہے اس سے شکر اور محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اس لیے مومن کی اللہ سے محبت بے مثال ہوتی ہے۔ یہ محبت اس کا مزید قرب حاصل کرنے کے لیے ہر نیکی پر آمادہ کرتی اور ہر گناہ سے اجتناب پر مجبور کرتی ہے۔ اس کے بعد ساری امیدیں اللہ ہی سے وابستہ ہو جاتی ہیں جس کو یہ مقام حاصل ہو جائے وہ یقیناً اللہ کی رحمت سے جنت میں جائے گا۔ ③ اسلام کو اپنا دین تسلیم کر لینا یہ ہے کہ یہ یقین پیدا ہو جائے کہ اس دین کی ہر بات حق اور ہر ہدایت بعینہ درست ہے جس میں کسی قسم کی کوئی خامی اور خرابی نہیں۔ غیر مسلموں کا کوئی عقیدہ، کوئی رسم و رواج اور کوئی ادب اسلام کی عظیم تہذیب سے برتر نہیں۔ جب یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے پھر یہ ممکن نہیں رہتا کہ ہم کسی معاملہ میں رہنمائی کے لیے غیر مسلموں کی طرف دیکھیں بلکہ ہر شعبہ حیات اور زندگی کے ہر پہلو میں اسلام کی تعلیمات سے رہنمائی ملتی ہے اور اس پر دل مطمئن ہوتا ہے۔ حقیقت میں یہی وہ ایمان ہے جو آج کل کے اکثر مسلمانوں میں مفقود ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کا ہر معاشرہ عملی طور پر غیر مسلم معاشرہ بنا ہوا ہے اور اسلام کی برکات سے محروم ہے۔ ④ حضرت محمد ﷺ کی نبوت ورسالت پر راضی ہونے کا

۷۲۱- أخرجه مسلم، الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن، ح: ۳۸۶ عن محمد بن رُمح وغيره به.

۳- أبواب الأذان والسنة فيها

مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہی اسلام کی اصل تعبیر ہے، جس پر عمل کرنا ہمارا مقصود ہے۔ گزشتہ انبیائے کرام ﷺ کی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں۔ ہمیں ان پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس طرح کسی امتی کا یہ مقام نہیں کہ اس کی ہر بات آنکھ بند کر کے مان لی جائے۔ مسلمانوں کی اجتماعیت کا مرکز و محور صرف رسول اکرم ﷺ کی ذات اقدس ہے جیسے کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

یہ مصطفیٰ برسوں خویش را کہ دین ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہی است
خود کو مصطفیٰ ﷺ تک پہنچاؤ کیونکہ انہی کی ذات سراپا دین ہے۔ اگر تم نبی ﷺ تک نہیں پہنچتے تو باقی سب کچھ ابولہب ہی کا طریقہ ہے۔

۷۲۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى،
وَالْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ الدَّمَشَقِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ
أَبِي الْحُسَيْنِ. قَالُوا: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبَّاسِ
الْأَهْلَانِيُّ: حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِي حَمْزَةَ،
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُتَكَدِّرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ قَالَ
جِئِن يَسْمَعُ النِّدَاءَ: اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ
السَّامِيَةِ وَالصَّلَاةَ الْقَائِمَةَ، آتِ مُحَمَّدًا
الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا
الَّذِي وَعَدْتَهُ، إِلَّا حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ».

۷۲۲- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اذان سن کر یہ دعا
پڑھی: [اللَّهُمَّ! رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ السَّامِيَةِ وَالصَّلَاةَ
الْقَائِمَةَ، آتِ مُحَمَّدًا الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ، وَابْعَثْهُ
مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ] ”اے اللہ! اے
اس کامل پیکار اور قائم ہونے والی نماز کے رب! محمد
(ﷺ) کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور انھیں اس مقام
محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔“
قیامت کے دن اس کے حق میں شفاعت کی اجازت مل
جائے گی۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① قیامت کے دن شفاعت ہوگی۔ سب سے پہلے انبیائے کرام ﷺ شفاعت کریں گے، ان کے بعد درجہ بدرجہ مومنوں کو شفاعت کی اجازت ملے گی۔ ② شفاعت صرف وہی شخص کرے گا جسے اللہ کی طرف سے اجازت ملے گی اور وہ شفاعت بھی محدود تعداد میں کچھ افراد کے حق میں کر سکے گا، قرآن مجید کا حافظ جو اس کی تعلیمات پر عمل کرنے والا ہو شفاعت کرے گا۔ شہید بھی شفاعت کریں گے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے بتایا ہے کہ شہید کی شفاعت اس کے عزیز و اقارب میں سے ستر افراد کے حق میں قبول کی جائے گی۔ دیکھیے: (جامع الترمذی، فضائل الجہاد، باب فی ثواب الشہید، حدیث: ۱۶۲۳) ③ ”وسیلہ“ جنت کے سب سے بلند اور عظیم ترین

۳- ابواب الأذان والسنة فيها اذان کی فضیلت اور مؤذنون کے ثواب کا بیان

مقام کا نام ہے جو کائنات کے عظیم ترین اور افضل ترین انسان یعنی حضرت محمد ﷺ کے لیے خاص ہے۔ (صحیح مسلم 'الصلاة' باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه..... الخ، حدیث: ۲۸۳) © "مقام محمود" سے مراد شفاعت کبریٰ کا وہ مقام ہے جو صرف خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے لیے مخصوص ہے۔ اس موقع پر تمام اولین و آخرین رسول اللہ ﷺ کی تعریف کریں گے۔ ⑤ مسنون دعا صرف اسی قدر ہے جو حدیث میں ذکر ہوئی۔ بعض لوگ مسنون دعاؤں میں اپنی طرف سے اضافہ کر لیتے ہیں یا مختلف مواقع کے لیے اپنی طرف سے دعائیں بنا لیتے ہیں۔ ایسی خود ساختہ دعاؤں اور اضافوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(المعجم ۵) - بَابُ فَضْلِ الْأَذَانِ وَتَوَابِ الْمُؤَذِّنِينَ (التحفة ۱۸)

باب ۵: اذان کی فضیلت اور مؤذنون کا ثواب

۷۲۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ [عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ] عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيهِ، وَكَانَ أَبُوهُ فِي حِجْرِ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ لِي أَبُو سَعِيدٍ: إِذَا كُنْتَ فِي الْبَوَادِي، فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالْأَذَانِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَسْمَعُهُ جِنَّ وَلَا إِنْسٌ وَلَا شَجَرٌ وَلَا حَجَرٌ، إِلَّا شَهِدَ لَهُ».

۷۲۳- حضرت عبدالرحمن بن ابوصعبه رضی اللہ عنہ (جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی کفالت میں تھے) سے روایت ہے انھوں نے کہا: مجھ سے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم جنگل میں ہو تو اذان بلند آواز سے دیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد سنا ہے: "جو بھی جن انسان درخت یا پتھر اس (مؤذن) کی آواز سنے گا (قیامت کو) اس کے حق میں گواہی دے گا۔"

🌞 فوائد و مسائل: ① جہاں انسان اکیلا ہو اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کے ارادے سے اذان کہہ کر نماز پڑھے اس کا ثواب گزشتہ احادیث میں بیان ہو چکا ہے۔ ایسے موقع پر یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ اذان کی آواز بلند کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ کوئی انسان تو سننے والا موجود نہیں جو اذان سن کر نماز یا جماعت میں شریک ہونے کے لیے آجائے۔ لیکن زیر مطالعہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے موقع پر بھی اذان بلند آواز سے کہنا مستحب ہے۔ ② بے جان چیزیں بھی ایک قسم کا شعور رکھتی ہیں اگرچہ ہمیں اس کا احساس نہیں ہوتا۔ ③ قیامت اور آخرت کے حالات اس دنیا کے قوانین اور حالات سے مختلف ہیں۔ وہاں بے جان چیزیں بھی انسان کے حق میں یا اس کے خلاف گواہی دیں گی بلکہ خود انسان کے اعضاء بھی اس کے خلاف گواہ بن جائیں گے جیسے کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنُهُمْ وَآيَاتُهُمْ وَآرْحُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (النور: ۲۳/۲۴) "جس دن ان

۷۲۳- أخرجه البخاري، الأذان، باب رفع الصوت بالنداء، ح: ۶۰۹ وغيره من حديث عبدالرحمن بن عبدالله به.

۳- أبواب الأذان والسنة فيها اذان کی فضیلت اور مؤذنون کے ثواب کا بیان

کے خلاف ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ پاؤں ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔“ اسی طرح مؤذن کے حق میں شجر و حجر گواہی دیں گے۔ ۴) اللہ کے ہاں مؤذن کی شان بہت بلند ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اذان نماز باجماعت کا ذریعہ ہے، یعنی بڑی نیکی سے تعلق رکھنے کی وجہ سے بعض چھوٹی نیکیوں کی قدر و قیمت میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے، ان نیکیوں کو بھی معمولی سمجھ کر ان سے بے پروائی نہیں کرنی چاہیے۔

۷۲۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: ”مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے وہاں تک اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ ہر تر اور خشک چیز اس کے حق میں دعائے مغفرت کرتی ہے اور (اذان سن کر) نماز کے لیے حاضر ہونے والے کے لیے پچیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور اس کے دو نمازوں کے درمیان کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① آواز پہنچنے کی حد تک گناہوں کی معافی کا یہ مطلب ہے کہ اگر اتنے زیادہ گناہ ہوں کہ اتنی وسیع جگہ پر کر دیں تو وہ بھی معاف ہو جائیں گے۔ ② نماز باجماعت ادا کرنے والے کے لیے پچیس نیکیاں لکھی جانے کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ اسے نماز کا ثواب پچیس گنا ملے گا جیسے کہ دوسری احادیث میں پچیس گنا اور ستائیس گنا ثواب کی صراحت ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الأذان، باب فضل صلاة الجماعة، حدیث: ۶۳۶/۶۳۷)

۷۲۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى، عَنْ عَيْسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ

۷۲۴- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب رفع الصوت بالأذان، ح: ۵۱۵ من حديث شعبة به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان.

۷۲۵- أخرجه مسلم، الصلاة، باب فضل الأذان وهرب الشيطان عند سماعه، ح: ۳۸۷ عن إسحاق بن منصور وغيره به.

۳- أبواب الأذان والسنة فيها اذان کی فضیلت اور مؤذنون کے ثواب کا بیان
القیامۃ» .

☀ فائدہ: گرونیس لمبی ہونے سے ان کی سر بلندی اور سرفرازی کی طرف اشارہ ہے اور گردن کا حقیقت میں لمبا ہونا بھی مراد ہو سکتا ہے اور ظاہری معنی مراد لینا ہی زیادہ قرین صواب ہے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جب دوسرے لوگ پیاس کی وجہ سے پریشان ہو کر سر جھکائے ہوئے ہوں گے یا گناہوں کی وجہ سے نادم اور شرمندہ ہوں گے، اس لیے سرگلوں ہوں گے لیکن مؤذن اس وقت خوش اور آسودہ حال ہوں گے۔

۷۲۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَيْسَى ، أَخُو سُلَيْمِ
الْقَارِي ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ أَبَانَ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ،
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :
«الْيُؤَذِّنُ لَكُمْ خَيْرًا كُمْ ، وَلِيُؤَمِّنَكُمْ قُرَاؤِكُمْ» .

۷۲۶- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اذان وہ لوگ دیں جو زیادہ بہتر (نیک) ہوں اور تمہیں نماز وہ افراد پڑھائیں جو قرآن پڑھنے والے (حافظ اور عالم) ہوں۔“

۷۲۷- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ : حَدَّثَنَا
مُخْتَارُ بْنُ غَسَّانَ : حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَمَرَ
الْأَزْرَقِيُّ الْبُرْجُمِيُّ ، عَنْ جَابِرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ ،
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، ح : وَحَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ
الْفَرَجِ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ :
حَدَّثَنَا أَبُو حَمْرَةَ ، عَنْ جَابِرٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ ،
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :
«مَنْ أَدَّنَ مُحْتَسِبًا سَمِعَ سِنِينَ ، كَتَبَ [اللَّهُ] لَهُ
بِرَاءَةً مِنَ النَّارِ» .

۷۲۷- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ثواب کی نیت سے سات سال (مسل) اذان دی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جہنم سے نجات لکھ دیتا ہے۔“

۷۲۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ،
۷۲۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے

۷۲۶- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب من أحق بالإمامة، ح: ۵۹۰ عن عثمان به * حسين بن عيسى ضعيف، ضعفه الجمهور .

۷۲۷- [إسناده ضعيف جدًا] * جابر الجعفي تقدم حاله، ح: ۳۵۶، وللجعفي طريق آخر عند الترمذي، ح: ۲۰۶ واشتغرتبه، والحديث ضعفه العقيلي، والبغوي وغيرهما .

۷۲۸- [إسناده ضعيف] أخرجه ابن عدي وغيره، وصححه الحاكم: ۲۰۵/۱، والذهبي * ابن جريج مدلس

۳- أبواب الأذان والسنة فيها اکہری بکبیر سے متعلق احکام و مسائل

وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَالِحٍ: حَدَّثَنَا يَعْقِبُ بْنُ أَبِي بَرٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ أَدَّنَ يُنْتَعَى عَشْرَةَ سَنَةً، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَكُتِبَ لَهُ بِتَأْذِينِهِ، فِي كُلِّ يَوْمٍ، سِتُونَ حَسَنَةً، وَلِكُلِّ إِقَامَةٍ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً».

☀️ فائدہ: محض اللہ کی رضا کے لیے پابندی کے ساتھ اذان دینا ایک مشکل کام ہے جسے وہی شخص انجام دے سکتا ہے جس کے دل میں ایمان موجود ہو اور مسلسل بارہ سال تک یہ ذمہ داری نبھانا تو بہت ہی حوصلے کا کام ہے جسے اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق کے بغیر انجام دینا ممکن نہیں، اس لیے یہ فریضہ ادا کرنے والے کے لیے یہ عظیم خوش خبری دی گئی ہے۔ یہ روایت بعض کے نزدیک صحیح ہے۔

(المعجم ۶) - بَابُ إِفْرَادِ الْإِقَامَةِ (التحفة ۱۹)

۷۲۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنِ خَالِدِ الْحَدَّاءِ، عَنِ أَبِي قِلَابَةَ، عَنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: التَّمَسُّوا شَبْنًا يُؤْذِنُونَ بِهِ عِلْمًا لِلصَّلَاةِ، فَأَمَرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُؤَيِّرَ الْإِقَامَةَ.

۷۲۹- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کسی ایسی چیز کی تلاش تھی جس کو علامت بنا کر وہ نماز کی اطلاع دے سکیں۔ (آخر کار) حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان میں دو دو بار کلمات کہیں اور اقامت میں ایک ایک بار کہیں۔

☀️ فائدہ: واقعے کی تفصیل کے لیے گزشتہ صفحات میں حدیث: ۶۰۲، ۷۰۸، ۷۰۹ اور ۷۰۹ ملاحظہ کیجیے۔

۷۳۰- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ

۷۳۰- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت

◀️ وعنمن، وفيه علة أخرى، وله شاهد ضعيف عند الحاكم.

۷۲۹- أخرجه البخاري، الأذان، باب بدء الأذان، ح: ۶۰۳، ومسلم، الصلاة، باب الأمر بشفع الأذان وإيتار الإقامة إلا كلمة الإقامة فلها مناة، ح: ۳۷۸ من خالد الحداء به. ۷۳۰- [صحيح] انظر الحديث السابق.

۳- أبواب الأذان والسنة فيها اکہری کبیر سے متعلق احکام و مسائل

الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنَا عَمْرُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ خَالِدِ الْحَدَّاءِ، عَنْ أَبِي فَلَانَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَمَرَ بِلَالٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُؤَيِّرَ الْإِقَامَةَ.

بلال رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اذان کے کلمات دو دو بار کہیں اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار۔

۷۳۱- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَعْدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ سَعْدٍ، مُؤَدِّبُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ: حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ أَنَّ أَدَانَ بِلَالَ كَانَ مَثْنِي. وَإِقَامَتُهُ مُفْرَدَةٌ.

۷۳۱- حضرت سعد بن عمار بن سعد سے روایت ہے انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے دادا سے روایت کی کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان دہری اور اقامت اکہری ہوتی تھی۔

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت سداً ضعیف ہے جبکہ متنا و معنا صحیح ہے جیسا کہ گزشتہ حدیث سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔

۷۳۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَدْرِ، عَبَّادُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنِي مَعْمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، مَوْلَى النَّبِيِّ ﷺ: حَدَّثَنِي أَبِي، مُحَمَّدُ ابْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِيهِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: رَأَيْتُ بِلَالَ يُوَدِّدُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَثْنِي مَثْنِي، وَيُقِيمُ وَاحِدَةً.

۷۳۲- حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ، جو نبی ﷺ کے غلام تھے سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہتے دیکھا۔

☀️ فوائد و مسائل: ① اذان کی طرح اقامت اکہری اور دہری دونوں طرح ثابت ہے۔ ② اگر اذان اکہری ہو تو اقامت بھی اکہری ہوگی جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی روایات میں ہے جبکہ [قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ] کے الفاظ دو بار کہے جائیں گے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں حضرت بلال کو یہی حکم تھا کہ وہ اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے الفاظ ایک ایک بار کہیں۔ اور یہی افضل و بہتر ہے۔ لیکن اگر اذان دہری کہی جائے تو پھر اقامت بھی دہری کہی جائے گی جیسا کہ حضرت ابو محمد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے لہذا اکہری اذان کے ساتھ ہمیشہ دہری اقامت کہنا درست نہیں۔ واللہ اعلم۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الأذان، باب بدء الأذان، حدیث: ۶۰۶، ۶۰۳)

۷۳۱- [إسناده ضعيف] انظر، ح: ۷۱۰ لعلته، والحديث السابق، ح: ۷۲۹ يفتي عنه.

۷۳۲- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هَذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ لَا تَفَاهِمُ عَلَى ضَعْفِ مَعْمَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَأَبِيهِ

۳- أبواب الأذان والسنة فيها

اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی ممانعت کا بیان

وسنن أبي داود ، الصلاة ، باب في الإقامة ، حديث: (۵۱۱۵۱۰) یہ روایت صحیح روایات کے ہم معنی ہے اس لیے بعض حضرات نے اس کو صحیح بھی کہا ہے۔

باب: ۷- اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی ممانعت کا بیان

(المعجم ۷) - **بَابُ إِذَا أَدَّنَ وَأَنْتَ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا تَخْرُجَ** (التحفة ۲۰)

۷۳۳- حضرت ابو شعراء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ (اسی اثناء میں) مؤذن نے اذان کہی۔ ایک آدمی مسجد سے اٹھا اور چل دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف دیکھتے رہے حتیٰ کہ وہ مسجد سے نکل گیا۔ تب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص نے حضرت ابوالقاسم رضی اللہ عنہ کی حکم عدولی کی ہے۔

۷۳۳- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ، عَنْ أَبِي الشَّعْنَاءِ قَالَ: كُنَّا قُعُودًا فِي الْمَسْجِدِ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ، فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ يَمْسِي، فَأَتَبَعَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ بَصْرَهُ حَتَّى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: أَمَا هَذَا فَقَدْ عَصَى أَبَا الْقَاسِمِ رضی اللہ عنہ.

☀️ فائدہ: اذان کے بعد بلا عذر مسجد سے نکلنا منع ہے، البتہ کوئی معقول عذر ہو تو پھر گنجائش ہے۔

۷۳۴- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص مسجد میں اذان ہو جانے کے بعد مسجد سے نکل گیا، وہ کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں نکلا اور واپس آنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتا تو وہ منافق ہے۔“

۷۳۴- حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ: أَنَّ أَبَانَ عَبْدَ الْجَبَّارِ بْنَ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ أَبِي فَرْوَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُونُسَ، مَوْلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عُثْمَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: «مَنْ أَدْرَكَ الْأَذَانَ فِي الْمَسْجِدِ، ثُمَّ خَرَجَ، لَمْ يَخْرُجْ لِحَاجَةٍ، وَهُوَ لَا يُرِيدُ الرَّجْعَةَ، فَهُوَ مُنَافِقٌ».



۷۳۳- أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن الخروج من المسجد إذا أذن المؤذن، ح: ۶۵۵ عن ابن أبي شيبة به.
 ۷۳۴- [ضعيف] * ابن أبي فروة تقدم، ح: ۳۴۵، عبد الجبار ضعيف كما في التقريب وغيره، وبعض الحديث شواهد عند الطبراني في الأوسط: ۴/ ۵۰۱، ۵۰۲، ح: ۳۸۵۴، والبيهقي: ۳/ ۵۶، وغيرهما، ترغيب: ۱/ ۱۸۹، وقال رواه محتج بهم في الصحيح.

۳- أبواب الأذان والسنة فيها اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی ممانعت کا بیان

☀️ فوائد و مسائل: ① مذکورہ روایت کو ہمارے محقق نے سنداً ضعیف قرار دیا ہے جبکہ بعض محققین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحۃ، رقم: ۲۵۱۸) ② اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے بلا وجہ نماز باجماعت کی فضیلت کو ترک کیا ہے اور نیکی سے محبت رکھنے والا مومن ایسی حرکت نہیں کر سکتا۔



مساجد کی اہمیت و فضیلت

اسلامی ریاست اور مسلم معاشرے کی تعمیرات میں سب سے اہم عمارت مسجد ہے۔ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام نے اس کائنات میں آنے کے بعد سب سے پہلے مسجد الحرام کو تعمیر کیا، امتداد زمانہ کے باعث اس کے آثار مٹ گئے تو اسی مقام پر حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسماعیل ذبح علیہ السلام نے حرم کعبہ کی تعمیر نو کی۔ اس اولین عبادت گاہ کے بعد سب سے اہم مسجد الاقصیٰ ہے جسے واقعہ معراج کے باعث بہت اہمیت حاصل ہے۔ ان ہر دو مساجد کے بعد مسجد نبوی کو ایک خصوصی فضیلت حاصل ہے۔ صحیح احادیث کے مطابق کسی مسلمان کے لیے ان مذکورہ تین مساجد کے علاوہ زیارت (تقرب) کی نیت سے سفر کرنا درست نہیں ہے۔

ابتداءً اسلام میں مکہ مکرمہ میں صرف حرم کعبہ ہی میں عبادت اور نوافل ادا کیے جاتے رہے، مگر ہجرت کے بعد جب منظم اسلامی ریاست وجود میں آئی تو سب سے پہلے قباء کے مقام پر آپ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے مسجد تعمیر کی اور پھر مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر کی جس میں آپ کے علاوہ انصار و مہاجرین نے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔

۴- أبواب المساجد والجماعات

مساجد کی اہمیت و فضیلت

ان تاریخی مساجد کے علاوہ آج مسلم اور غیر مسلم ممالک میں بلا مبالغہ لاکھوں کی تعداد میں مسجدیں تعمیر ہو رہی ہیں۔ ان کے علاوہ عالم اسلام میں گزشتہ نصف صدی میں جس قدر مساجد تعمیر ہوئی ہیں، یہ امت مسلمہ اور اس کے نیک دل حکمرانوں کی دین و شریعت سے دلچسپی کا آئینہ دار ہیں۔ احادیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مساجد کی بے جا تزئین و آرائش کی نسبت ان کی آبادی پر زیادہ توجہ دی جانی چاہیے۔ مسجدوں کی سادگی اور پاکیزگی مطلوب ہے، البتہ موسمی اور مقامی جغرافیائی حالات کے باعث ان کی تعمیر اور سٹرکچر (ساخت) میں پیشگی کوٹھنظر رکھنا درست ہے۔ مسجدوں کی وسعت اور فراخی بھی اسی صورت میں مطلوب ہے کہ وہ نمازیوں اور ذاکرین کے ساتھ آباد ہوں۔ نبی مکرم ﷺ نے پوری روئے زمین کو مسجد قرار دے کر اس کا نجات کی پاکیزگی پر توجہ دلائی ہے۔ یوں تو شرعاً نماز ہر پاک جگہ پر ادا کی جاسکتی ہے مگر مساجد کے احکام و آداب صرف انہی مقامات پر لاگو ہوں گے جہاں باقاعدہ مسجد کی چار دیواری اور تعمیر موجود ہو۔ عالم اسلام کی بتدریج وسعت کے نتیجے میں مسلمانوں نے شرعی ضوابط کے ساتھ غیر مسلموں کے معابد کو یا تو گرا کر مسجدیں تعمیر کیں یا ان کی عمارتوں کی ہیئت کو اس درجہ تبدیل کر دیا کہ وہ مسجد کی اصطلاح کے زمرے میں شمار کی جاسکیں۔ مسجد کے لیے زمین کی خریداری، عمارت اور دوسری ضروریات کے لیے ساز و سامان کی فراہمی پر روپیہ صرف کرنا ایک مستحسن عمل ہے، جس کی بابت صحیح احادیث میں فرمایا گیا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی مسجد کی تعمیر پر بھی اللہ تعالیٰ جنت کے گھر کی خوشخبری دیتا ہے۔ مساجد میں روشنی و ضواء دیگر ضرورتوں کی فراہمی کے لیے اجرت کا وصول کرنا جائز ہے۔ اگر کوئی بلا معاوضہ زمین، عمارت کے سامان کی فراہمی یا دیگر ضروریات کا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے انتظام کرے تو جائز اور مستحسن ہے۔ یوں تو روئے زمین کے ہر پاکیزہ قطعے پر نماز ادا کرنا درست ہے مگر صحیح احادیث کے مطابق درج ذیل مقامات پر نماز کی ادائیگی درست نہ ہوگی: کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ، جانوروں کے ذبح خانے، قبرستان، شارع عام کے درمیان، غسل خانے، اونٹوں کے باڑے اور کعبۃ اللہ کی چھت۔ آپ ﷺ نے مسجدوں میں تھوک دینے اور بلغم تھوکنے اور ناک شکنے سے منع فرمایا۔ انھیں شارع عام اور راہ گزر بنانے، ہتھیاروں کی نمائش، تیر اور کمان کی ورزش کرنے اور ان میں کچے گوشت اور دوسری بدبودار اشیاء کے لانے سے منع کیا۔ جب بدبودار اشیاء استعمال کر کے مسجد میں آنا منع ہے تو ان کا لانا



:- أبواب المساجد والجماعات مساجد کی اہمیت و فضیلت

کیسے درست ہو سکتا ہے۔ اسی طرح مسجدوں میں فیصلے تو کیے جا سکتے ہیں مگر ان پر عمل درآمد کے لیے قصاص یا کوڑے نہیں لگائے جا سکتے۔ مسجد کے احاطے کو خرید و فروخت اور منڈی کا درجہ نہ دیا جائے البتہ ان کے مالی انتظام کے لیے اگر مساجد کے وہ بیرونی حصے جن کا مسجد کے افعال میں کوئی دخل نہ ہو، تعمیر کرنا اور کرایے پر دینے کا جواز ہے۔ لیکن اگر مساجد کے ماحول کو مارکیٹ کے ماحول میں تبدیل کرنے سے احتراز کیا جائے تو زیادہ مستحسن ہے۔ مساجد میں لغو بے معنی اور شرک سے لتھڑی ہوئی شاعری، نغمہ گوئی یا گائیکی ممنوع ہے۔

مساجد اسلامی معاشرت کی تعمیر میں بہت بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے مسجد نبوی کو اسلامی ریاست کا دار الخلافہ، غزوات و سرایا کی تنظیم، امور سلطنت کی مشاورت، بیت المال، دارالقضا، جامعہ العلوم، سول سیکرٹریٹ، سٹیٹ گیسٹ ہاؤس اور بعض اوقات دیگر مثبت اور مخصوص تعمیری مقاصد کے لیے بھی استعمال کیا ہے مگر قرآن مجید نے مساجد کو اللہ تعالیٰ کے ذکر و عبادت کے لیے مخصوص کیا جہاں پر رکوع و سجود، مسنون اذکار و وظائف، وعظ و تبلیغ، تلاوت قرآن اور درس و تدریس کی مشغولیت ہی سب سے بہتر امور ہیں۔

مساجد کی خدمت اور ان کی آباد کاری کے لیے انتظام و انصرام مسلمانوں کا بنیادی فرض ہے مگر آج کل جس زور و شور سے مساجد کو غیر مسنون اعمال کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے اس پر سنجیدگی سے غور و فکر کی ضرورت ہے۔ مساجد کی اہمیت و فضیلت اور ان کے بارے میں دیگر احکام و آداب کے مطالعے کے لیے آئندہ صفحات کی احادیث اور ان کے فوائد و مسائل کا مطالعہ کیجیے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(المعجم ٤) أَبْوَابُ الْمَسَاجِدِ وَالْجَمَاعَاتِ (التحفة ...)

مسجد اور نماز باجماعت کے مسائل

(المعجم ١) - بَابُ مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا
(التحفة ٢١)

باب ١- اللہ کی رضا کے لیے مسجد تعمیر کرنے
والے کا ثواب
٤٣٥- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: ”جس
نے مسجد کی تعمیر کی، جس میں اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے
اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھرتا رکھے گا۔“

٧٣٥- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ
سَعْدٍ، ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْجَعْفَرِيُّ، عَنِ
عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ جَمِيعًا عَنْ يَزِيدَ بْنِ
عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ
أَبِي الْوَلِيدِ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
سُرَّاقَةَ الْعَدَوِيِّ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ
بَنَى مَسْجِدًا يُذَكَّرُ فِيهِ اسْمُ اللَّهِ، بَنَى اللَّهُ لَهُ
بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① اللہ کے ذکر سے مراد نماز کی ادا کی جاتی ہے اور دیگر اذکار و وظائف بھی۔ اس کے علاوہ اس
میں وعظ و تبلیغ اور درس و تدریس بھی شامل ہے۔ ② مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والے کے لیے یہ عظیم خوش خبری ہے
کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھرتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص جنت میں ضرور داخل ہوگا۔

٧٣٥- [صحیح] أخرجه أحمد: ١/٢٠١ بسنده عن لَيْثِ بْنِ عُمَرَ * عثمان بن عبد الله عن عمر مرسل (تهذيب الكمال
وغیره)، وللحديث شواهد صحيحة.

۴- ابواب المساجد والجماعات

مساجد کی تعمیر اور ان کی تزئین و آرائش سے متعلق احکام و مسائل

۷۳۶- حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے مسجد تعمیر کی، اللہ اس کے لیے جنت میں ویسا ہی (گھر) تیار کرے گا۔“

۷۳۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا

أَبُو بَكْرِ الْحَنْظَلِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ لَيْدٍ، عَنْ عُمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «مَنْ بَنَى لِلَّهِ مَسْجِدًا، بَنَى اللَّهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① ”اللہ کے لیے“ مسجد بنانے کا مطلب یہ ہے کہ خلوص سے یہ عمل کیا جائے۔ اخلاص کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ ② ”ویسا ہی گھر“ فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مسجد کو دوسرے گھروں پر فضیلت حاصل ہوتی ہے، جنت میں اس شخص کو ایسا گھر ملے گا جو دوسرے لوگوں کے گھروں سے عمدہ اور افضل ہوگا۔ یا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ جس قدر عمدہ مسجد بنانے کی کوشش کرے گا، اسی نسبت سے جنت کا گھر بھی عمدہ ہوگا۔

۷۳۷- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ

ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اپنے مال سے اللہ کے لیے مسجد تعمیر کی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر تیار کرے گا۔“

۷۳۷- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عُثْمَانَ

الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ لَهَيْعَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلَّهِ [مِنْ مَالِهِ]، بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

☀️ فائدہ: مذکورہ روایت سندا ضعیف ہے، لیکن معاصح ہے کیونکہ مسئلہ وہی ہے جو گزشتہ حدیث میں بیان ہوا ہے۔

۷۳۸- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے اللہ کے لیے قطعات کے گھونسلے جتنی یا اس سے بھی چھوٹی مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر تیار کرے گا۔“

۷۳۸- حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَسِيطٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي حُسَيْنِ التَّوْفَلِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ،

۷۳۶- أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل بناء المساجد والحث عليها، ح: ۵۳۳ من حديث عبد الحميد به.

۷۳۷- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، الوليد مدلس، وابن لهيعة ضعيف"، والحديث السابق شاهد له.

۷۳۸- [إسناده صحيح] وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح".

۴۔ ابواب المساجد والجماعات _____ مساجد کی تعمیر اور ان کی تزئین و آرائش سے متعلق احکام و مسائل

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلَّهِ كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ، أَوْ أَضْفَرَ، بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

☀️ فوائد و مسائل: ① ”قطات“ کیوترکی طرح کا ایک چھوٹا سا پرندہ ہے جو زمین ہی پر تھوڑی سی جگہ بنا کر وہاں اٹھے دے دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بشارت صرف بڑی اور عظیم مسجد تعمیر کرنے والے کے لیے نہیں بلکہ جو شخص مسجد کی تعمیر میں معمولی سا حصہ بھی لینا چاہے، اور وہ اسی قدر حصہ لے سکتا ہے اسے بھی پورا ثواب ملے گا۔ ② اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال کی ظاہری مقدار کی بجائے اس خلوص اور کوشش کی اہمیت ہے جو کوئی شخص کسی نیکی کے لیے کرتا ہے۔

باب ۲۰۔ مسجدوں کی سجاوٹ

(المعجم ۲) - بَابُ تَشْيِيدِ الْمَسَاجِدِ

(التحفة ۲۲)

۷۳۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعَاوِيَةَ الْجُمَحِيُّ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قَلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَبْنَاهِيَ النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ».

۷۳۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت نہیں آئے گی، حتیٰ کہ لوگ مسجدوں میں فخر کرنے لگیں گے۔“



☀️ فوائد و مسائل: ① جن اعمال کو قرب قیامت کی علامت قرار دیا گیا ہے وہ ناپسندیدہ ہیں، یعنی یہ اعمال وہ لوگ کریں گے جو دین کی اصل روح سے بے گانہ اور دین کی صحیح تعلیمات سے ناواقف ہوں گے۔ ② ”مسجدوں میں فخر“ کے دو مطلب بیان کیے گئے ہیں: ایک تو یہ کہ مسجدوں میں دین سیکھنے سکھانے یا ذکر و تلاوت اور نماز میں مشغول ہونے کے بجائے ایسی باتوں میں مشغول ہو جائیں گے جن میں ایک دوسرے پر مال و دولت وغیرہ میں کثرت پر فخر کا اظہار ہوگا جو مسجد سے باہر بھی نہیں کرنا چاہیے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ مسجدوں کی تعمیر میں فخر کریں گے۔ ان کی توجہ مسجد کی آبادی اور نماز باجماعت کی پابندی کی طرف ہونے کے بجائے مسجدوں کی ظاہری شان و شوکت کی طرف ہوگی۔ یہ دونوں کام برے ہیں اور ان سے اجتناب ضروری ہے۔ امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو جس عنوان کے تحت ذکر کیا ہے اس سے اشارہ ملتا ہے کہ ان کے نزدیک حدیث کا دوسرا مطلب زیادہ صحیح ہے۔ ③ باب کا عنوان

۷۳۹۔ [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب في بناء المساجد، ح: ۴۴۹ من حديث حماد به، وصححه ابن خزيمة: ۲/ ۲۸۲.

۴- أبواب المساجد والجماعات مساجد کی تعمیر اور ان کی تزئین و آرائش سے متعلق احکام و مسائل

”تشید المساجد“ ہے۔ اس تشید کے دو مطلب ہیں: ایک لمبی چوڑی عمارتیں بنانا جیسے کہ ہم آج کل دیکھتے ہیں کہ مسجدیں تو بہت وسیع بنائی جاتی ہیں عمارت بلند و بالا تیار کی جاتی ہے لیکن نماز کے وقت بمشکل ایک آدھ صف پر ہوتی ہے جبکہ اصل اہمیت اس بات کو ہے کہ ہر نماز کے وقت تمام مسلمان مسجد میں آکر نماز پڑھیں پھر اگر ضرورت محسوس کی جائے تو مسجد میں مزید جگہ شامل کر لی جائے۔ تشید کا دوسرا مطلب ہے عمارت کو چونا سچ بنانا قدیم زمانے میں عمارت کو محفوظ بنانے کا یہ طریقہ تھا۔ آج کل بہتر سے بہتر سینٹسریا وغیرہ استعمال کیا جاتا ہے سنگ مرمر اور ٹائلوں سے دیواروں اور چھت کو مضبوط اور مزین کیا جاتا ہے جبکہ اس سے زیادہ ضرورت ایمان و تقویٰ کو مضبوط کرنے کی اور مسجدوں میں پابندی سے حاضر ہونے کی ہے البتہ مقامی موسمی حالات کے لحاظ سے تعمیر میں مناسب حفاظتی تدابیر کا خیال رکھنا ضروری نہیں۔

۷۴۰- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ :
 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَجَلِيُّ ،
 عَنْ لَيْثٍ ، عَنْ عِكْرَمَةَ ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ :
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «أَرَأَيْكُمْ سَتَشْرَفُونَ
 مَسَاجِدَكُمْ بَعْدِي كَمَا شَرَفَتِ الْيَهُودُ
 كَنَائِسَهَا ، وَكَمَا شَرَفَتِ النَّصَارَىٰ بَيْعَهَا» .

۴۰- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں دیکھتا ہوں (مجھے یقین ہے) کہ تم لوگ میرے بعد اس طرح اونچی اونچی مسجدیں بناؤ گے، جس طرح یہودیوں نے اپنے عبادت خانے اور عیسائیوں نے اپنے گرجے اونچے اونچے بنائے۔“

۷۴۱- حَدَّثَنَا جُبَارَةُ بْنُ الْمُغَلِّسِ :
 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ
 أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ ، عَنْ
 عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 ﷺ : «مَا سَاءَ عَمَلٍ قَوْمٌ قَطُّ إِلَّا زَخَرُوا
 مَسَاجِدَهُمْ» .

۴۱- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس قوم کے اعمال خراب ہو جاتے ہیں وہ مسجدوں کو مزین کرنے لگتی ہے۔“

(المعجم ۳) - بَابُ أَيِّنَ يَجُوزُ بِنَاءُ
 الْمَسَاجِدِ (التحفة ۲۳)

باب: ۳- مسجد کس جگہ بنانا جائز ہے؟

۷۴۰- [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: 'لهذا إسناده ضعيف، فيه ليث وهو ابن أبي سليم ضعيف، وجبارة بن المغلس وهو كذاب'، والجلبي مستور.

۷۴۱- [إسناده ضعيف جدًا] انظر الحديث السابق لعلته، وح: ۴۶.

۴- ابواب المساجد والجماعات

۷۴۲- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ الضَّبَعِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ مَوْضِعُ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ لِبَنِي النَّجَّارِ، وَكَانَ فِيهِ نَخْلٌ وَمَقَابِرُ لِلْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ: «تَامُونِي بِهِ». قَالُوا: لَا نَأْخُذُ لَهُ نَمْنًا أَبَدًا، قَالَ: فَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ بَيْنَهُمْ وَهُمْ يُنَاوِلُونَهُ، وَالنَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «أَلَا إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشَ الْآخِرَةِ، فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ» قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَصَلِّي قَبْلَ أَنْ يَبْنِيَ الْمَسْجِدَ حَيْثُ أَدْرَكَتُهُ الصَّلَاةُ.

مساجد کی تعمیر اور ان کی تزئین و آرائش سے متعلق احکام و مسائل

۴۳۲- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: مسجد نبوی کی جگہ (مسجد بننے سے پہلے) بنو نجار کی ملکیت تھی۔ وہاں کھجور کے کچھ درخت اور مشرکوں کی چند قبریں تھیں۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”مجھ سے اس زمین کا سودا کر لو۔“ انہوں نے کہا: ہم تو اس کی قیمت ہرگز نہیں لیں گے۔ (اس جگہ کو مسجد کے لیے وقف کر دیا) چنانچہ نبی ﷺ نے تعمیر شروع کر دی اور صحابہ کرام آپ ﷺ کو گارامٹی دیتے جاتے تھے اور رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ”اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ اے اللہ! انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما دے۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسجد کی تعمیر سے پہلے نبی ﷺ جہاں نماز کا وقت ہو جاتا وہیں نماز پڑھ لیتے تھے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① مسجد کے لیے زمین خریدنا جائز ہے اور زمین کا مالک مسجد کے لیے انتظامیہ کے ہاتھ زمین فروخت کر سکتا ہے۔ اسی طرح مسجد کے دوسرے کاموں کے لیے مثلاً: تعمیر و مرمت، پانی اور بجلی کے نظام کی تنصیب کی محنت پر اجرت وصول کرنا جائز ہے۔ ② مسجد کے لیے زمین مفت دے دینا یا مسجد کے کام بلا معاوضہ کر دینا اور مسجد کی ضرورت کی اشیاء بلا قیمت دے دینا افضل اور بہت ثواب کا باعث ہے۔ ③ رسول اللہ ﷺ ثواب کے کام میں بخش نہیں شریک ہوتے تھے۔ اسی طرح محلے یا قبیلے کا معزز فرد اور عالم اگر خود ایسے کاموں میں شریک ہو تو اچھی بات ہے کیونکہ اس سے دوسروں کو ترغیب ہوتی ہے اور جو لوگ پہلے سے کام میں شریک ہیں ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ ④ غیر مسلموں کی قبروں کا وہ احترام نہیں جو مسلمانوں کی قبروں کا ہے۔ اس لیے انھیں بوقت ضرورت مسامحہ کیا جاسکتا ہے۔ ⑤ قبرستان میں نماز پڑھنا منع ہے لیکن اگر قبروں کے نشانات ختم ہو جائیں تو وہ جگہ عام زمین کے حکم میں ہو جائے گی پھر وہاں مسجد بنائی جاسکتی ہے۔ ⑥ اسی طرح بت خانہ اور گرجا وغیرہ مسامحہ کر کے وہاں مسجد تعمیر کرنا درست ہے۔ یا عمارت میں اس انداز سے تبدیلی کر لی جائے کہ ظاہری طور پر بت خانہ یا گرجا معلوم نہ ہو مسجد معلوم ہو۔ ⑦ ایسے شعر پڑھنا اور سنانا جائز ہیں جن کے الفاظ و معانی میں کوئی خلاف شریعت چیز نہ ہو لیکن موسیقی کے آلات

۷۴۲- أخرجه البخاري، الصلاة، باب هل تنبش قبور مشركي الجاهلية... الخ، ح: ۱۸۶۸، ۴۲۸، وغيرهما، ومسلم، المساجد، باب ابتناء مسجد النبي ﷺ، ح: ۵۲۴ من حديث أبي التياح به.

۴- ابواب المساجد والجماعات _____ مساجد کی تعمیر اور ان کی تزئین و آرائش سے متعلق احکام و مسائل کا استعمال حرام ہے۔ ① جہاں مسجد قریب نہ ہو وہاں کسی بھی مناسب جگہ نماز ادا کی جاسکتی ہے، اس سے اس جگہ پر مسجد کے احکام لاگو نہیں ہوں گے جب تک مسجد کی نیت سے عمارت نہ بنائی جائے۔

۷۴۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: ۴۳۳- حضرت عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت
حَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامٍ الدَّلَالُ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيَّاضٍ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَجْعَلَ مَسْجِدَ الطَّائِفِ حَيْثُ كَانَ طَافَ عَلَيْهِمْ.

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں طائف میں اس جگہ مسجد بنانے کا حکم دیا جہاں ان کا بت ہوا کرتا تھا۔

فائدہ: یہ روایت تو سداً ضعیف ہے لیکن اس میں بیان کردہ بات دوسرے دلائل کی رو سے صحیح ہے۔ طائف کی یہ مسجد بھی وہیں تعمیر ہوئی تھی جہاں لات بت کا بت خانہ اور آستانہ تھا۔ معلوم ہوا کہ حکومت اسلامیہ میں کفار کے معابد کو مساجد میں تبدیل کرنا جائز ہے بالخصوص اس صورت میں جب کہ کسی ملک کو فتح کیا جائے۔ نیز تاریخی طور پر یہ بھی ثابت ہے کہ عالمگیر بادشاہ نے بھی ہندوستان میں کفار کے معابد پر مساجد تعمیر کروائیں دیکھیے: عون المعبود.

۷۴۴- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: ۴۳۴- حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے
حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أُعَيْنَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، وَسُئِلَ عَنِ الْحَيْطَانِ نُلْفَى [فِيهَا] الْعَذْرَاثُ، فَقَالَ: «إِذَا سَقَيْتَ مِرَاراً فَصَلُّوا فِيهَا». يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ.

کہ ان سے ان باغوں کے بارے میں سوال کیا گیا جن میں نجاست (کھاد کے طور پر) ڈالی جاتی ہے تو انھوں نے فرمایا: جب انھیں کئی بار پانی دے دیا جائے تو (اس کے بعد) ان میں نماز پڑھ لو۔ انھوں نے یہ بات نبی ﷺ کی طرف منسوب کی ہے۔

فوائد و مسائل: ① [حَيْطَان] حائط کی جمع ہے جس کے لغوی معنی چار دیواری کے ہیں۔ اہل عرب باغوں کے گرد چار دیواری بناتے تھے اس لیے باغ کو بھی حائط کہا جاتا ہے۔ اس حدیث میں اگر حائط سے مراد چار دیواری ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ اس خالی جگہ پر کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہے۔ اگر حائط سے باغ مراد ہو تو کوڑا کرکٹ یا کوہر وغیرہ ڈالنے کا مقصد اس سے کھاد کا فائدہ حاصل کرنا ہی ہو سکتا ہے۔ ② روایت ضعیف ہے اس لیے اس سے وہ مسئلہ ثابت

۷۴۳- [إسناده ضعيف] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب في بناء المساجد، ح: ۴۵۰ من حديث أبي همام به * محمد بن عبدالله بن عياض لم يوثقه غير ابن حبان فهو مجهول الحال.
۷۴۴- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: 'لهذا إسناده ضعيف لتدليس ابن إسحاق' * وعمرو بن عثمان بن سيار الرقي ضعيف كما في التقريب.

۴- أبواب المساجد والجماعات نماز پڑھنے کے مکروہ مقامات کا بیان

نہیں ہوتا جو اس میں بیان کیا گیا ہے۔ تاہم خشک زمین پر نماز پڑھنا جائز ہے کیونکہ ساری زمین کو نبی ﷺ (اور آپ کی امت) کے لیے سجدہ گاہ اور پاک بنا دیا گیا ہے۔

(المعجم ۴) - بَابُ الْمَوَاضِعِ الَّتِي تُكْرَهُ فِيهَا الصَّلَاةُ (التحفة ۲۴)

باب: ۴- جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے

۷۴۵- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ. وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدٌ، إِلَّا الْمَقْبُرَةَ وَالْحِمَامَ».

۷۴۵- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبرستان اور غسل خانے کے سوا ساری زمین مسجد ہے۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① جہاں قبر سامنے ہو وہاں نماز پڑھنے سے منع ہونے میں یہ حکمت ہے کہ ظاہری طور پر قبر کو سجدہ کی صورت نہ بنے۔ اگر چارادہ قبر یا صاحب قبر کو سجدہ کرنے کا نہ ہو۔ نماز جنازہ میں بھی رکوع اور سجدہ مقرر نہیں کیا گیا کیونکہ میت سامنے ہوتی ہے تاکہ ظاہری طور پر بھی سجدہ کی صورت نہ بن جائے اسی وجہ سے جو شخص کسی کی جنازہ میں شریک نہیں ہو سکا وہ بعد میں اس کی قبر پر جنازہ پڑھ سکتا ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۵۲۴، ۱۵۳۱) ② بعض لوگ کسی نبی یا ولی کی قبر کے پاس مسجد بنا لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مدفون کسی کی برکات کی وجہ سے یہاں نماز پڑھنا افضل ہے۔ حالانکہ یہ بھی شرعاً منع ہے اگرچہ نماز پڑھتے وقت قبر سامنے نہ بھی ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بزرگوں اور انبیاء کی قبروں پر عبادت گاہیں بنانا ہو و نصاریٰ کی عادت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا۔“ (صحیح البخاری، الصلوٰۃ، حدیث: ۳۳۶۲، ۳۳۶۳) صحیح مسلم، المساجد، باب النهی عن بناء المساجد علی القبور..... حدیث: ۵۲۹) ③ بعض لوگ مسجد میں قبر کے جواز کے لیے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ حطیم میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر ہے حالانکہ وہ کعبہ کا حصہ ہے۔ اسی طرح مسجد نبوی میں نبی اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہم کی قبریں ہیں۔ یہ دلیل اس لیے درست نہیں کہ حطیم میں اگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر ہونا ثابت بھی ہو تو اس کا نشان مٹ چکا ہے لہذا وہ قبر کے حکم میں نہیں رہی۔ اور نبی اکرم ﷺ اور شیخین رضی اللہ عنہم کی قبریں مسجد نبوی سے باہر بنائی

۷۴۵- [إسناده صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب في المواضع التي لا تجوز فيها الصلاة، ح: ۴۹۲، وعنه الترمذي من حديث حماد به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، والحاكم، والذهبي.

۴- ابواب المساجد والجماعات _____ نماز پڑھنے کے مکروہ مقامات کا بیان
 گئی تھیں۔ ان کو مسجد میں شامل کرنے کا حکم نہ اللہ نے دیا نہ اس کے رسول ﷺ نے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا کیا۔
 بعد کے زمانوں کے غلط کام کسی شرعی مسئلہ کی دلیل نہیں بن سکتے۔ ویسے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ مبارکہ جس میں
 یہ قبریں موجود ہیں چاروں طرف سے بند ہے وہاں جانا ممکن نہیں اس طرح گویا انھیں مسجد سے الگ کر دیا گیا ہے۔
 اس کے باوجود محتاط علماء کرام یہی کہتے ہیں کہ اگر دور حاضر کے حکام اس حصے کو دیوار کے ذریعے سے مسجد سے
 الگ کر دیتے جہاں آنے جانے کا راستہ بالکل الگ ہوتا تو یہ بہت بہتر ہوتا۔

۷۴۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
 الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ
 يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ جَبْرِ، عَنْ
 دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عَمَرَ
 قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُصَلَّى فِي سَبْعِ
 مَوَاطِنَ: فِي الْمَرْبَلَةِ، وَالْمَجْزَرَةِ،
 وَالْمَقْبَرَةِ، وَقَارِعَةَ الطَّرِيقِ، وَالْحَمَامِ،
 وَمَوَاطِنَ الْإِبِلِ، وَفَوْقَ الْكَعْبَةِ.

۷۴۷- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ دَاوُدَ، وَمُحَمَّدُ
 ابْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ:
 حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي نَافِعٌ، عَنْ ابْنِ عَمَرَ،
 عَنْ عَمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
 قَالَ: «سَبْعُ مَوَاطِنَ لَا تَجُوزُ فِيهَا الصَّلَاةُ:
 ظَاهِرُ بَيْتِ اللَّهِ، وَالْمَقْبَرَةُ، وَالْمَرْبَلَةُ،

۷۴۶- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 انھوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے سات جگہوں میں نماز
 پڑھنے سے منع فرمایا: کوڑا کرکٹ پھینکنے کی جگہ مذبح
 (جانور ذبح کرنے کی جگہ) میں قبرستان میں عام راستے
 میں غسل خانے میں اونٹوں کے باڑے میں اور کعبہ
 شریف کے اوپر (چھت پر)۔

۷۴۷- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سات جگہ نماز پڑھنا جائز
 نہیں۔ بیت اللہ کی چھت پر قبرستان میں کوڑا کرکٹ
 پھینکنے کی جگہ مذبح (جانور ذبح کرنے کی جگہ) میں غسل
 خانے میں اونٹوں کے باڑے میں اور عام راستے کے
 درمیان میں۔"

۷۴۶- [إسناده ضعيف] أخرجه الترمذي، الصلاة، باب ما جاء في كراهية ما يصلى إليه وفيه، ح: ۳۴۶ من حديث
 عبدالله بن يزيد المقرئ، به، وقال: "إسناده ليس بذاك القوي، وقد تكلم في زيد بن جبرية من قبل حفظه"، وهو
 متروك كما في التقريب وغيره، وقال الساجي: "حدث عن داود بن الحصين بحديث منكر جدا" (التهذيب)،
 والحديث الآتي يعني عنه.

۷۴۷- [إسناده ضعيف] أخرجه البزار (البحر الزخار)، ح: ۱۶۱، وأحمد بن سلمان النجاد في مسند عمر، ح: ۷۱
 من طريق أبي صالح كاتب الليث عن الليث عن عبدالله بن عمر العمري عن نافع به، وكذا علقه الترمذي، ح: ۳۴۷،
 والعمري سقط ذكره من سند ابن ماجه، راجع التلخيص: ۱/ ۲۱۵ وغيره * وأبو صالح ضعيف في غير ما يروى عنه
 الحذاق كالبخاري وغيره، والحديث ضعفه البوصيري.



۴- ابواب المساجد والجماعات مساجد میں کردہ کاموں سے متعلق احکام ومسائل
وَالْمَجْزَرَةُ، وَالْحَمَامُ، وَعَطْنُ الْإِبِلِ،
وَمَحَجَّةُ الطَّرِيقِ» .

☀️ فوائد ومسائل: ① روایت سداضعیف ہونے کے باوجود یہ مسئلہ درست ہے کہ نجاست کی جگہ پر نماز پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ نبی ﷺ کا حکم ہے کہ مسجدوں کو پاک صاف رکھا جائے اور وہاں خوشبو استعمال کی جائے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۷۵۸) ② مذبح (جانور ذبح کرنے کی جگہ) میں بھی یہ سب کچھ پایا جاتا ہے اس لیے وہاں بھی نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔ غسل خانے اور قبرستان میں ممانعت کی حدیث صحیح ہے۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۷۳۵)

(المعجم ۵) - بَابُ مَا يُكْرَهُ فِي
الْمَسَاجِدِ (التحفة ۲۵)

۷۴۸- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو کام مسجد میں کرنے مناسب نہیں وہ یہ ہیں: اسے راہِ زندہ بنایا جائے اس میں کسی ہتھیار کی نمائش نہ کی جائے کمان نہ پکڑی جائے (ترکش سے) تیر نہ نکالے جائیں اس میں کچا گوشت نہ لے جایا جائے (مجرم پر) حد نہ لگائی جائے کسی سے قصاص نہ لیا جائے اور اسے بازار نہ بنایا جائے (خرید و فروخت نہ کی جائے)۔"

۷۴۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ بْنِ كَثِيرٍ بْنِ دِينَارِ الْأَحْمَصِيِّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَمِيزٍ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ جَبْرِةَ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ ابْنِ عَمْرٍو، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «خِصَالٌ لَا تَنْبَغِي فِي الْمَسْجِدِ: لَا يَتَّخَذُ طَرِيقًا، وَلَا يُشَهَّرُ فِيهِ سِلَاحٌ، وَلَا يُقْبَضُ فِيهِ بَقُوسٌ وَلَا يُنْشَرُ فِيهِ نَبْلٌ، وَلَا يُمَرُّ فِيهِ بِلَحمِ نَبِيٍّ، وَلَا يُضْرَبُ فِيهِ حَدٌّ وَلَا يُقْتَصُّ فِيهِ مِنْ أَحَدٍ، وَلَا يَتَّخَذُ سُوقًا» .

۷۴۹- حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد (حضرت شعیب بن محمد رضی اللہ عنہما) سے اور وہ اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ

۷۴۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْكِنْدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ ابْنِ عَجْلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ،

۷۴۸- [إسناده ضعيف جدًا] أخرجه ابن عدي، انظر، ح: ۷۴۶ لعلته، وضعفه البوصيري .

۷۴۹- [إسناده حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب التحلق يوم الجمعة قبل الصلاة، ح: ۱۰۷۹ من حديث ابن عجلان به، وحسنه الترمذي، ح: ۳۲۲ * ابن عجلان صرح بالسماع عند أحمد .

عَنْ جَدِّهِ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْبَيْعِ
وَالْإِبْتِياعِ وَعَنْ تَنَاشُدِ الْأَشْعَارِ فِي
الْمَسَاجِدِ.

🌞 **فوائد و مسائل:** ① اس حدیث سے گزشتہ حدیث نمبر (۷۳۸) میں مذکور ایک اور مسئلہ کی تائید ہوگئی، یعنی ”مسجد کو بازار نہ بنایا جائے۔“ کیونکہ خرید و فروخت میں سودے پر اکثر تکرار ہوتی ہے، جس سے شور پیدا ہوتا ہے اور وہ مسجد کے ادب کے منافی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مسجد میں خرید و فروخت کی صورت میں لوگ بیچنے کی چیزیں مسجد میں لانا شروع کر دیں گے، جس سے نماز کی جگہ تنگ ہو جائے گی اور لوگ مسجد میں عبادت کے بجائے خرید و فروخت کے لیے آنے لگیں گے، گویا مسجد بنانے کا اصل مقصد متاثر ہوگا۔ ② [تناسُود] کا مطلب ایک دوسرے کے مقابلے میں شعر پڑھنا ہے۔ جس طرح اہل عرب جاہلیت میں اپنے اپنے قبیلے کی تعریف میں تمغیدے کہتے تھے۔ اسی طرح وہ اشعار جن کا مضمون اخلاق سے گرا ہوا یا خلاف شریعت ہو، وہ مسجد سے باہر بھی پڑھنے جائز نہیں، مسجد میں تو بالاولیٰ منع ہوگا۔ اس کے برعکس جن شعروں میں توحید کی طرف دعوت اور اخلاقِ حسنہ کی ترغیب ہو یا کفر و شرک کی تردید اور کفار کی مذمت ہو، ایسے اشعار کا مسجد میں پڑھنا سنا جائز ہے۔ حضرت حسان بن علیؓ رسول اللہ ﷺ کی اجازت اور تائید سے مسجد نبوی میں اس قسم کے شعر پڑھا کرتے تھے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، بدء الخلق، باب ذکر الملائكة صلوات اللہ علیہم، حدیث: ۳۲۱۴)

۷۵۰- حضرت واہلہ بن اسحقؓ سے روایت ہے
نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنی مسجدوں کو بچوں، دیوانوں، بد
خصلت لوگوں، خرید و فروخت، جھگڑوں، شور و غوغا، حدیں
لگانے اور تلواریں کھینچنے سے دور رکھو اور ان کے
دروازوں کے قریب استنجا اور وضو کی جگہ بناؤ اور جمعہ
کے دن ان میں خوشبو (اگر ترقی وغیرہ) سلگاؤ۔“

۷۵۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ
السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا
الْحَارِثُ بْنُ نَبْهَانَ: حَدَّثَنَا عُتْبَةُ بْنُ يَمْقُظَانَ،
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ وَائِلَةَ بِنِ
الْأَسْمَعِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «جَسَبُوا
مَسَاجِدَكُمْ صَبِيانَكُمْ وَمَجَانِسَكُمْ وَشِرَارَكُمْ
وَبَيْعَكُمْ وَخُصُومَاتِكُمْ وَرَفَعَ أَصْوَاتِكُمْ
وَإِقَامَةَ حُدُودِكُمْ وَسَلَّ سِيُوفَكُمْ، وَاتَّخَذُوا
عَلَى أَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ، وَجَمَّرُوهَا فِي

۷۵۰- [إسناده موضوع] * الحارث تقدم، ح: ۲۱۳، وعبته ضعيف (تقريب)، وأبو سعيد المصلوب كذاب كما في التهذيب وغيره، وفيه علة أخزى.

۴- أبواب المساجد والجماعات مساجد میں سونے اور سب سے پہلی مسجد کا بیان
الْجَمْعُ .

(المعجم ۶) - بَابُ التَّوَمُّ فِي الْمَسْجِدِ
(التحفة ۲۶)

۷۵۱- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ :
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ : أَنبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
عُمَرَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : كُنَّا نَتَأَمُّ
فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ .

۷۵۱- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
انہوں نے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ
مبارک میں مسجد میں سو جایا کرتے تھے۔

☀️ فائدہ: مسافری کوئی اور شخص ضرورت پڑنے پر اگر مسجد میں سو جائے تو جائز ہے لیکن اس کو معمول نہیں بنانا چاہیے۔
اسی طرح نماز کے لیے آئے ہوئے آدمی کو جماعت کے انتظار میں بیٹھے ہوئے نیند آ جائے تو کوئی حرج نہیں۔

۷۵۲- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى : حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيرٍ ،
عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ يَعْيشَ بْنَ
قَيْسِ بْنِ طِخْفَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ ، وَكَانَ مِنْ
أَصْحَابِ الصُّفَّةِ ، قَالَ : قَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ : «انْطَلِقُوا» فَانْطَلَقْنَا إِلَى بَيْتِ عَائِشَةَ
وَأَكَلْنَا وَشَرَبْنَا ، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :
«إِنْ شِئْتُمْ نَمْتُمْ هَهُنَا ، وَإِنْ شِئْتُمْ انْطَلَقْتُمْ
إِلَى الْمَسْجِدِ» قَالَ : قُلْنَا : بَلْ نَنْتَلِقُ إِلَى
الْمَسْجِدِ .

۷۵۲- حضرت یحییٰ بن قیس بن طخفہ اپنے والد
رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ اصحاب صفہ میں سے تھے
انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ”آؤ
چلیں۔“ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف روانہ
ہوئے (وہاں جا کر) ہم نے کھایا پیا۔ (اس کے بعد)
رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ”چاہو تو یہاں سو رہو
چاہو تو مسجد میں چلے جاؤ۔“ ہم نے عرض کیا: ہم تو مسجد
ہی میں چلے جائیں گے۔



(المعجم ۷) - بَابُ أَيِّ مَسْجِدٍ وُضِعَ
أَوَّلُ (التحفة ۲۷)

۷۵۱- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۲/۲ من حديث عبيد الله به .
۷۵۲- [صحيح] أخرجه أبو داود، الأدب، باب في الرجل ينطح على بطنه، ح: ۵۰۴۰ من حديث يحيى: أخبرنا
أبو سلمة به موطأ، وصححه ابن حبان، ح: ۱۹۶۰، وله شاهد حسن عند ابن حبان، ح: ۱۹۵۹، والحاكم:
. ۲۷۱/۴

۴- أبواب المساجد والجماعات

۷۵۳- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُونِ الرَّقِّيُّ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ ح : وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ : حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ ، عَنِ أَبِيهِ ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ ، قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ أَوَّلُ؟ قَالَ : «الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ» قَالَ : قُلْتُ : ثُمَّ أَيُّ؟ قَالَ : «ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى» قُلْتُ : كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ : «أَرْبَعُونَ عَامًا ، ثُمَّ الْأَرْضُ لَكَ مُصَلَّى ، فَصَلَّ حَيْثُ مَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ» .

مساجد میں سونے اور سب سے پہلی مسجد کا بیان
۷۵۳- حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! سب سے پہلے کون سی مسجد بنائی گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسجد حرام۔“ میں نے کہا: پھر کون سی؟ فرمایا: ”پھر مسجد اقصی۔“ میں نے کہا: ان کے درمیان کتنی مدت کا فرق ہے؟ فرمایا: ”چالیس سال۔ پھر ساری زمین تیرے لیے نماز کی جگہ ہے جہاں وقت آجائے وہیں نماز پڑھ لے۔“

🌞 فوائد ومسائل: ① اس تعمیر سے مراد ان مسجدوں کی اولین تعمیر ہے جو حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھوں انجام پائی۔ جب حضرت ابراہیم واسامیل علیہم السلام نے کعبہ شریف کی تعمیر کی اس وقت سابقہ تعمیر کے نشانات مٹ چکے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں بیت المقدس کی تعمیر بھی اس کی پہلی تعمیر نہیں تھی۔ ② اس سے ان دو مسجدوں کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ روئے زمین پر ان دو کے علاوہ صرف مسجد نبوی ہی ایک ایسی مسجد ہے جس کی زیارت کے لیے باقاعدہ اہتمام کے ساتھ سفر کرنا جائز ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”کجاوے کس کے (بغرض تقرب) سفر نہ کیا جائے مگر تین مسجدوں کی طرف: مسجد حرام، میری مسجد (مسجد نبوی) اور مسجد اقصی۔“ (صحیح البخاری، جزء الصید، باب حج النساء) حدیث: ۱۸۱۳) ③ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض زیارت (تقرب) کی نیت سے کسی اور مسجد کی طرف سفر کر کے جانا بھی جائز نہیں ہے تو مزاروں وغیرہ کی زیارت کی نیت سے سفر بلا اولیٰ منفع ہوگا۔ ④ قبروں کی زیارت شرعاً جائز ہے لیکن اس کا مقصد آخرت کی یاد اور موت سے عبرت حاصل کرنا ہے۔ یہ مقصد اپنی ہستی کے قبرستان کی زیارت سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ خوبصورت گنبدوں دیدہ زیب عمارتوں میںوں ٹھیلوں اور نام نہاد عرسوں سے یہ مقصد نفوت ہو جاتا ہے۔ بالخصوص آج کل کے معروف مزاروں کے عرسوں میں تو چہل پہل کے علاوہ مردوزن کے اختلاط سے مزید بے شمار مفاسد جنم لے رہے ہیں لہذا ان میں شرکت سے پرہیز ضروری ہے۔ ⑤ ساری زمین کے مسجد ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ان تین مساجد کے علاوہ دنیا کی تمام مساجد اجروثواب کے لحاظ سے برابر ہیں۔ نماز کے وقت جو مسجد قریب ہو وہاں نماز پڑھ لی جائے اور اگر مسجد قریب نہ ہو تو بھی مذکورہ بالا احادیث میں ذکر کردہ ممنوع مقامات کو چھوڑ

۷۵۳- أخرجه البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: ۱۰، ح: ۳۳۶۶، وح: ۳۴۲۵، ومسلم، المساجد، باب المساجد ومواضع الصلاة، ح: ۵۲۰ من حديث الأعمش به.

۴- ابواب المساجد والجماعات

کر کسی بھی پاک جگہ نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

(المعجم ۸) - بَابُ الْمَسَاجِدِ فِي الدُّوْرِ
(التحفة ۲۸)

۷۵۴- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ
عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ
شِهَابٍ، عَنِ مُحَمَّدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيِّ،
وَكَانَ قَدْ عَقَلَ مَجَّةً مَجَّهَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مِنْ
دَلْوٍ فِي بَيْتٍ لَهُمْ، عَنْ عِثْبَانَ بْنِ مَالِكٍ
السَّلَمِيِّ، وَكَانَ إِمَامَ قَوْمِهِ بَنِي سَالِمٍ، وَكَانَ
شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ: جِئْتُ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! ﷺ إِنِّي
قَدْ أَنْكَرْتُ مِنْ بَصْرِي، وَإِنَّ السَّبِيلَ يَأْتِي
فَيَحُولُ بَيْنِي وَبَيْنَ مَسْجِدِ قَوْمِي، وَيَشُقُّ عَلَيَّ
اجْتِيَازَهُ، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تَأْتِيَنِي فَتُصَلِّيَ فِي
بَيْتِي مَكَانًا أَتَّخِذُهُ مُصَلًى، فَافْعَلْ. قَالَ:
«أَفْعَلْ». فَعَدَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ،
بَعْدَمَا اشْتَدَّ النَّهَارُ، وَاسْتَأْذَنَ، فَأَذِنَتْ لَهُ،
وَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى قَالَ: «أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ
لَكَ مِنْ بَيْتِكَ؟» فَأَشْرَفَتْ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي
أُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ فِيهِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ،
وَصَفَّفْنَا خَلْفَهُ، فَصَلَّى بِنَا رَكَعَتَيْنِ، ثُمَّ
احْتَبَسْتُهُ عَلَى حَزْبِيَّةٍ تَضَعُ لَهُمْ.



گھر میں نماز کے لیے جگہ مقرر کرنے کا بیان

باب: ۸- گھروں میں نماز کی جگہ مقرر کر لینا
درست ہے

۷۵۳- حضرت محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے یہ وہ صحابی ہیں جن کے گھر میں رسول اللہ ﷺ
نے ڈول سے پانی لے کر ان کے کونوں میں کلی فرمائی تھی،
انہوں نے حضرت عثمان بن مالک سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت
کی جو اپنے قبیلے بنو سالم (کی مسجد میں ان) کے امام تھے
انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جنگ بدر میں
بھی شرکت فرمائی تھی۔ انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ
ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے
رسول! میری نظر کمزور ہو گئی ہے اور سیلاب آتا ہے تو میں
اپنے قبیلے کی مسجد تک نہیں پہنچ سکتا۔ وہاں سے گزرتا
میرے لیے مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں
تو میرے ہاں تشریف لا کر میرے گھر میں ایک جگہ نماز
ادا فرمائیں اور میں وہاں نماز پڑھا کروں۔ رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: ”(اچھا) میں آؤں گا۔“ جب دن کافی
پڑھ آیا تو رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما تشریف
لے آئے۔ آپ نے (اندر آنے کی) اجازت طلب
فرمائی، میں نے اجازت دے دی۔ آپ بیٹھے نہیں پہلے
فرمایا: ”تم اپنے گھر میں کس جگہ چاہتے ہو کہ میں وہاں
نماز پڑھوں؟“ میں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کر دیا
جہاں میں نماز پڑھنا چاہتا تھا (اور وہ جگہ اس مقصد کے

۷۵۴- أخرجه البخاري، الروضه، باب استعمال فضل وضوء الناس، ح: ۱۸۹، وغيره، ومسلم، المساجد، باب
الرخصة في التخلف عن الجماعة لعذر، ح: ۳۳، بعد، ح: ۶۵۷ من حديث الزهري به.

۴- گھر میں نماز کے لیے جگہ مقرر کرنے کا بیان
 لیے مخصوص کی تھی۔) رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ ہم
 نے آپ کے پیچھے صف بنالی تو آپ ﷺ نے ہمیں دو
 رکعت نماز پڑھادی۔ پھر میں نے نبی ﷺ کو کھانا کھلانے
 کے لیے روک لیا جو ابھی تیار ہو رہا تھا۔

🌞 فوائد و مسائل: ① حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہما صغار صحابہ میں سے ہیں یعنی جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی تھی تو ان کا بچپن کا دور تھا۔ جب کلی کرنے کا یہ واقعہ پیش آیا اس وقت حضرت محمود رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک پانچ سال تھی۔ اس سے محدثین نے یہ اصول اخذ کیا ہے کہ جو بچہ پانچ سال کی عمر میں کسی محدث سے حدیث سنے اس کا سماع معتبر ہے۔ یہ بچہ بڑا ہو کر یہ حدیث روایت کر سکتا ہے اور وہ روایت قبول کی جائے گی۔ بشرطیکہ کوئی اور ایسا سبب نہ پایا جائے جس سے حدیث ضعیف ہو جائے۔ ② رسول اللہ ﷺ کا کنوئیں میں کلی فرمانا برکت کے لیے تھا۔ آپ کے لعاب و دہن سے متعدد مواقع پر برکت کا ظہور ہوا ہے جو حدیث اور سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، المغازی، باب غزوة حدیبیہ، حدیث: ۴۱۵۱) ③ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت محمود رضی اللہ عنہ کے چہرے پر بھی کلی کی تھی۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، العلم، باب منی یصبح سماع الصغیر، حدیث: ۷۷۷) اس سے مقصد محض دل لگی اور بچے کو خوش کرنا تھا لہذا بچوں سے ایسی دل لگی جس سے انھیں پریشانی نہ ہو جائے اور یہ بزرگانہ شفقت کا ایک لطیف انداز ہے۔ ④ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر اور مسجد کے درمیان نشیمنی جگہ تھی۔ بارش کے موقع پر وہاں سے پانی گزرتا تھا، جس سے راستہ بند ہو جاتا تھا اور پانی میں سے گزر کر مسجد تک پہنچنا دشوار ہو جاتا تھا۔ اس قسم کے عذر کے موقع پر گھر میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ مسجد میں حاضری واجب نہیں۔ لیکن معمولی بارش کو نماز باجماعت سے پیچھے رہ جانے کا بہانہ بنالینا درست نہیں۔ ⑤ جس کو دعوت دی جائے وہ اپنے ساتھ کسی اور کو بھی لاسکتا ہے بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ میزبان کو اس سے زحمت نہیں ہوگی بلکہ مزید خوشی ہوگی۔ ورنہ بلائے ہوئے مہمان کے ساتھ بن بلائے چلے جانا درست نہیں، میزبان کو حق ہے کہ اسے گھر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دے۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، الأطعمۃ، باب الرجل یدعی الی طعام فیقزل: ولھذا معی، حدیث: ۵۳۲۱) ⑥ جس کو بلایا گیا ہو اسے بھی گھر میں داخل ہوتے وقت اجازت لے کر داخل ہونا چاہیے۔ ⑦ گھر میں نماز کے لیے ایک جگہ مقرر کر لینا جائز ہے۔ ⑧ کسی ایسے کام کی ابتدا کے موقع پر کسی نیک اور بزرگ شخصیت سے ابتدا کروانا درست ہے۔ ⑨ نفل نماز باجماعت ادا کرنا جائز ہے۔ نماز تہجد باجماعت کے متعدد واقعات کتب احادیث میں مروی ہیں۔ دیکھیے: (صحیح البخاری، التہجد، باب تحریض النبی ﷺ علی قیام اللیل.....، حدیث: ۱۱۲۹) اور زیر مطالعہ حدیث کے مطابق چاشت کی نماز باجماعت سے ادا کی گئی۔ ⑩ قرآن مجید میں حکم ہے کہ کھانے کے لیے جس وقت بلایا گیا ہو اسی وقت جانا چاہیے، بہت پہلے جا کر کھانا تیار ہونے کا انتظار کرنا اچھا نہیں۔ (سورۃ احزاب

۴- أبواب المساجد والجماعات

آیت (۵۳) زیر مطالعہ حدیث میں جو واقعہ مذکور ہے اس میں پہلے سے کھانے کا پروگرام نہیں تھا۔ جب نبی ﷺ تشریف لے آئے تو کھانا تیار کیا جانے لگا اور نبی ﷺ سے گزارش کی گئی کہ تھوڑا انتظار فرمائیں۔ یہ صورت قرآن مجید میں مذکورہ صورت سے مختلف ہے۔ حدیث میں جس کھانے کے لیے (خَزْرِيَّةٌ) کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ ایک خاص قسم کا کھانا ہے جو اس دور میں عرب میں رائج تھا۔ گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے بہت سے پانی میں پکاتے تھے جب خوب گل جاتا تو اس میں آٹا ڈال دیتے تھے اور تیار ہونے پر پیش کرتے تھے۔

۷۵۵- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْفَضْلِ [الْحَزْرَقِيُّ]: حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ: حَدَّثَنَا حَمَادُ ابْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَرْسَلَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ تَعَالَ فَحُطَّ لِي مَسْجِدًا فِي دَارِي أُصَلِّي فِيهِ، وَذَلِكَ بَعْدَ مَا عَمِيَ، فَبَجَاءَ فَفَعَلَ.

۷۵۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ میرے گھر تشریف لا کر میرے لیے گھر میں ایک مسجد (نماز کی جگہ) مقرر کر دیجیے جہاں میں نماز پڑھا کروں۔ اس وقت وہ صحابی نابینا ہو چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور اس صحابی کی فرمائش پوری کی۔



فائدہ: یہ صحابی حضرت عثمان بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں جیسے کہ گزشتہ حدیث میں صراحت ہے۔

۷۵۶- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ الْجَارُودِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَنَعَ بَعْضُ عُمُوْمِي لِلنَّبِيِّ ﷺ طَعَامًا، فَقَالَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: إِنِّي أَحْبَبْتُ أَنْ تَأْكُلَ فِي بَيْتِي وَتُصَلِّيَ فِيهِ، قَالَ، فَأَتَاهُ، وَفِي الْبَيْتِ فَحْلٌ مِنْ هَذِهِ الْفُحُولِ، فَأَمَرَ بِنَاجِيَةٍ مِنْهُ، فَكَيْسَ وَرُشٌّ فَصَلَّى وَصَلَيْنَا مَعَهُ.

۷۵۶- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: میرے ایک چچا جان نے نبی ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا۔ انھوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: میری خواہش ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لا کر کھانا تناول فرمائیں اور نماز بھی ادا فرمائیں چنانچہ نبی ﷺ تشریف لے آئے۔ گھر میں ایک پرانی چٹائی تھی انھوں نے اس کے ایک حصے کو صاف کرا کے اس پر پانی چھڑکوا دیا (تا کہ نرم ہو جائے۔) نبی ﷺ نے (کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی اس چٹائی پر) نماز ادا فرمائی اور ہم نے بھی آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

۷۵۵- [إسناده حسن] وقال البوصيري: "هذا إسناده صحيح".

۷۵۶- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد: ۱۲۹/۳، ۱۱۲ عن ابن أبي عدي، غيره باختلاف يسير في المعبوع، وانظر

أطراف المسند: ۱/۴۲۸.

۴- أبواب المساجد والجماعات - مساجد کی صفائی تشریح سے متعلق احکام و مسائل

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ابْنُ مَاجَةَ: الْفَحْلُ هُوَ الْحَصِيرُ الَّذِي قَدِ اسْوَدَّ. (المعجم ۹) - بَابُ تَطْهِيرِ الْمَسَاجِدِ وَتَطْيِيبِهَا (التحفة ۲۹)

امام ابو عبد اللہ ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ (روایت میں مذکور) ”فحل“ سے مراد ایسی چٹائی ہے جو (کثرت استعمال کی وجہ سے) سیاہ ہو چکی ہو۔

باب ۹- مسجدوں کو پاک صاف رکھنا اور خوشبو لگانا

۷۵۷- حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ أَبِي الْجَوْنِ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ صَالِحِ الْمَدْنِيِّ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِي مَرْزَمٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ أَخْرَجَ أَدَى مِنَ الْمَسْجِدِ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ».

۷۵۷- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے مسجد سے کوڑا کرکٹ نکالا اللہ اس کے لیے جنت میں گھر تعمیر کرے گا۔“

۷۵۸- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بَشِيرٍ بْنِ الْحَكَمِ، وَأَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سَعْيَرَ: أَنَّ أَبَانَ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ بِالْمَسَاجِدِ أَنْ تُبْنَى فِي الدُّورِ، وَأَنْ تُطَهَّرَ وَتُطَيَّبَ.

۷۵۸- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ محلوں میں مسجدیں تعمیر کی جائیں انہیں پاک صاف رکھا جائے اور انہیں خوشبو لگائی جائے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① شہر میں صرف ایک مرکزی مسجد ہونا کافی نہیں بلکہ ہر محلے میں مسجد ہونی چاہیے تاکہ مسلمان آسانی سے نماز باجماعت میں شریک ہو سکیں۔ ضرورت کے مطابق مناسب فاصلے پر دوسری مسجد بنائی جاسکتی ہے۔ ② مسجدوں کو صاف تھرا رکھنا ضروری ہے کیونکہ اسلام میں صفائی بہت اہمیت رکھتی ہے۔ ③ خوشبو سے مراد اگر تبنی وغیرہ سلگاتا ہے۔

۷۵۷- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناده ضعيف، مسلم هو ابن يسار لم يسمع من أبي سعيد الخدري، ومحمد فيه لين".

۷۵۸- [إسناده صحيح] انظر الحديث الآتي.

۴- أبواب المساجد والجماعات

۷۵۹- حَدَّثَنَا رِزْقُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ الْحَضْرَمِيُّ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ تُتَّخَذَ الْمَسَاجِدُ فِي الدُّورِ وَأَنْ تُطَهَّرَ وَتُطَيَّبَ.

مساجد میں تھوکنے کی کراہت کا بیان
۷۵۹- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے محلوں میں مسجدیں بنانے انھیں پاک رکھنے اور انھیں خوشبو لگانے کا حکم دیا ہے۔

۷۶۰- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَبَّانٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ إِيَّاسٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَاطِبٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ أَسْرَجَ فِي الْمَسَاجِدِ تَبِيْمَ الدَّارِيِّ.

۷۶۰- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: سب سے پہلے جس نے مسجدوں میں چراغ روشن کیے وہ حضرت تیم داری رضی اللہ عنہ ہیں۔

(المعجم ۱۰) - بَابُ كِرَاهِيَةِ التَّخَامَةِ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۳۰)

باب: ۱۰- مسجد میں تھوکنے کی کراہت کا بیان

۷۶۱- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ الْعُثْمَانِيُّ أَبُو مَرْوَانَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَأَى نَخَامَةً فِي جِدَارِ

۷۶۱- حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو مسجد کی دیوار پر ہلنم نظر آیا آپ ﷺ نے ایک کنکری لے کر اسے کھرج دیا پھر فرمایا: ”کوئی شخص جب ہلنم تھوکانا چاہے تو سامنے نہ تھوکے نہ دائیں طرف تھوکے اسے چاہیے کہ بائیں طرف تھوکے یا اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے۔“

۷۵۹- [صحیح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب اتخاذ المساجد في الدور، ح: ۴۵۵ من حديث زائدة به، وصححه ابن حبان.

۷۶۰- [إسناده ضعيف جدًا] وقال البوصيري: "في إسناده خالد بن إياس، وقد انفقوا على ضعفه"، وهو متروك الحديث كما في التقريب.

۷۶۱- أخرجه البخاري، الصلاة، باب حك المخاط بالحصى من المسجد، ح: ۴۰۸، ۴۰۹ وغيره، ومسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد، ح: ۵۴۸ من حديث إبراهيم بن سعد وغيره به.

۴- أبواب المساجد والجماعات مساجد میں تھوکنے کی کراہت کا بیان

المسجد، فَنَتَّأَوَّلُ حَصَاةً فَحَكَّهَا، ثُمَّ قَالَ :
«إِذَا تَنَحَّمْ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَحَّمَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ،
وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلْيَبْزُقْ عَنِ شِمَالِهِ أَوْ تَحْتَ
قَدَمِهِ الْيُسْرَى» .

☀️ فوائد و مسائل: ① مسجد کو صاف ستھرا رکھنا ضروری ہے۔ ② ایسی حرکات سے پرہیز کرنا چاہیے جو مسجد کی صفائی کے منافی ہوں۔ ③ اگر مسجد کی زمین کچی ہو اور اس پر چٹائی وغیرہ بکھی ہوئی نہ ہو تو پاؤں کے نیچے تھوکنے کا جائز ہے کیونکہ پاؤں سے رگڑے جانے پر وہ زمین میں جذب ہو جائے گا۔ ④ بائیں طرف تھوکنے کا وقت جائز ہے جب اس طرف کوئی دوسرا نمازی نہ ہو ورنہ اپنے پاؤں کے نیچے تھوکنے کے۔ ⑤ پختہ فرش پر اور چٹائی یا قالین پر تھوکنے کا جائز نہیں کیونکہ یہ صفائی کے منافی ہے البتہ رومال وغیرہ میں تھوک سکتا ہے۔ اگر نماز میں مشغول نہ ہو تو وضو کی جگہ جا کر اس قسم کی ضرورت پوری کرنی چاہیے۔ ⑥ سفر وغیرہ میں آج کل بھی یہ صورت پیش آ سکتی ہے کہ کوئی انسان کھلی جگہ پر نماز پڑھ لے جبکہ قریب کوئی مسجد نہ ہو۔ اس صورت میں اگر زمین پر کوئی کپڑا نہیں بچھایا گیا تو زیر مطالعہ حدیث کے مطابق عمل کرنا جائز ہے۔ ⑦ رسول اللہ ﷺ کا اپنے ہاتھ سے دیوار صاف کر دینا اعلیٰ اخلاق اور تواضع کی بہترین مثال ہے کیونکہ آپ ﷺ نے اس غلطی کا ارتکاب کرنے والے کا تعین کرنا یا اس سے مخاطب ہونا مناسب نہیں سمجھا۔ نبی ﷺ کے خود صفائی کر دینے سے دیکھنے والوں کو اور خود غلطی کرنے والے کو یقیناً زبردست تسمیہ ہوگئی۔ ⑧ چونکہ دیوار کچی تھی اس لیے صفائی کے لیے لٹکری سے کھرچ دیا گیا۔

۷۶۲- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ : حَدَّثَنَا
عَائِدُ بْنُ حَبِيبٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ
النَّبِيِّ ﷺ رَأَى نُحَامَةَ فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ،
فَقَضَّبَ حَتَّى احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَجَاءَتْهُ أَمْرَأَةٌ مِنْ
الْأَنْصَارِ فَحَكَّكَهَا، وَجَعَلَتْ مَكَانَهَا خَلْقًا،
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «مَا أَحْسَنَ هَذَا» .

۷۶۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو مسجد میں قبیلے کی طرف (دیوار پر) بلغم نظر آیا۔ آپ ﷺ اس قدر غضب ناک ہوئے کہ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ (یہ دیکھ کر) ایک انصاری خاتون نے آ کر اسے کھرچ دیا اور اس جگہ خوشبو لگا دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بہت خوب!“

☀️ فوائد و مسائل: ① غلط کام دیکھ کر ناراضی کا اظہار کرنا جائز ہے۔ ② بعض اوقات چہرے کے تاثرات ہی تسمیہ کے لیے کافی ہوتے ہیں۔ ③ اچھا کام کرنے والے کے کام کی تعریف کرنا جائز ہے تاکہ دوسروں کی توجہ اس اچھائی

۷۶۲- [إسناده ضعيف] أخرجه النسائي: ۵۳، ۵۲/۲، المساجد، باب تخليق المساجد، ح: ۷۲۹ من حديث عائذ به، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۲۹۶ * حميد الطويل ثقة مدلس (تقريب، المرتبة الثالثة من طبقات المدلسين)، ولم أجد تصريح سماعه، والحديث علله البخاري في التاريخ الكبير: ۶۰/۷ .

۴- أبواب المساجد والجماعات

مساجد میں تھوکنے کی کراہت کا بیان

کی طرف ہو اور وہ بھی اس طرح اچھے کام کرنے کی کوشش کریں اور اس شخص کی حوصلہ افزائی ہو۔ ⑤ انعام اور سزا تربیت کا ایک اصول ہے اگرچہ وہ صرف چند الفاظ کی صورت میں ہو یا موقع کی مناسبت سے کسی اور انداز میں۔ ⑥ سردار افسر، استاد یا بزرگ کا اپنے ماتحت، زیر دست، شاگرد یا ملازم کے اچھے کام کی تعریف کرنا اس خوشامد میں شامل نہیں جو ایک بری عادت ہے نہ منہ پر تعریف کرنے کی اس صورت میں شامل ہے جو شرعاً ممنوع ہے۔ ⑦ بعض محققین نے اس حدیث کو حسن یا صحیح کہا ہے۔ دیکھیے: (الصحيحة، رقم: ۳۰۵۰)

۷۶۳- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ مسجد میں قبلے کی طرف (دوچار پر) بلفم نظر آیا۔ آپ ﷺ نے اسے کھریج دیا۔ نماز سے فارغ ہو کر فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو اللہ اس کے چہرے کی طرف ہوتا ہے لہذا کسی کو نماز کے دوران میں سامنے کی طرف نہیں تھوکنا چاہیے۔“

۷۶۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ الْمِصْرِيُّ: أَنَّ أَبَانَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ نُحَامَةً فِي فِئْلَةِ الْمَسْجِدِ، وَهُوَ يُصَلِّي بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ، فَحَكَّهَا. ثُمَّ قَالَ، حِينَ أَنْصَرَفَ مِنَ الصَّلَاةِ: «إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ، كَانَ اللَّهُ قَبْلَ وَجْهِهِ، فَلَا يَتَنَحَّمَنَّ أَحَدُكُمْ قَبْلَ وَجْهِهِ فِي الصَّلَاةِ».



فوائد و مسائل: ① نماز میں بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی بندگی کا اظہار کرتا ہے لہذا اس وقت سامنے تھوکنا اس ادب و احترام کے منافی ہے جس کا اختیار کرنا ایسے موقع پر ضروری ہے۔ ② اللہ تعالیٰ کے نمازی کے سامنے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی رحمت اس کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ ③ اس سے بعض لوگوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر جگہ موجود ہے۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ اگر وہ اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے تو بائیں طرف اور نیچے تھوکنا بھی منع ہونا چاہیے کیونکہ ان کے بقول وہاں بھی اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ اس مسئلہ میں صحیح موقف یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے لحاظ سے آسمانوں سے اوپر عرش عظیم پر ہے لیکن اس کا علم قدرت اور رحمت ہر شے کو محیط ہے۔ محدثین کرام کا یہی مسلک ہے جس کے دلائل قرآن و حدیث میں اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى﴾ (طہ: ۵) ”وہ رحمن ہے جس نے عرش پر قرار پکڑا ہے۔“ جبکہ حدیث میں اس کی دلیل مشہور و معروف حدیث جاریہ ہے۔ حضرت معاذی سلمیٰ کہتے ہیں کہ میری ایک لوطی تھی جو احد پہاڑ اور جوانیہ کے درمیان میری بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ ایک بھیڑیا

۷۶۳- أخرجه البخاري، الأذان، باب هل يلتفت لأمر ينزل به؟ أو يرى شيئاً... الخ، ح: ۷۵۳، من طريق الليث به، ومسلم، المساجد، باب النهي عن البصاق في المسجد في الصلاة وغيرها... الخ، ح: ۵۴۷ من حديث نافع به.

۴- أبواب المساجد والجماعات ————— مساجد میں گم شدہ چیزوں کے اعلان کی ممانعت کا بیان

آیا اور بکریوں میں سے ایک کو اٹھا کر لے گیا۔ (مجھے اس کی غفلت پر غصہ آیا) تو میں نے اس کو زور سے تھپڑ مارا۔ (پھر مجھے ندامت محسوس ہوئی) تو میں نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اسے سخت ناپسند کیا۔ میں نے خواہش ظاہر کی کہ کیا میں اسے آزاد نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ لوٹنی کو بلا لاؤں۔ جب وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئی تو آپ نے اس سے پوچھا: ”اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟“ اس نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ آسمان میں ہے۔ آپ نے سوال کیا: ”میں کون ہوں؟“ لوٹنی نے جواب دیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ سن کر آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں لوٹنی کو آزاد کر دوں کیونکہ یہ مومن ہے۔ (صحیح مسلم، المساجد، باب تحریم الکلام فی الصلاة..... الخ، حدیث: ۵۳۷) نیز اللہ تعالیٰ اپنے علم قدرت رحمت اور حفاظت کے ساتھ اپنے نیک بندوں کا ساتھ دیتا ہے۔ فرمان الہی ہے: ﴿وَقَالَ اللَّهُ إِنِّي مَعَكُمْ﴾ (المائدة: ۱۲) ”اور اللہ نے فرمایا: ”میں تمہارے ساتھ ہوں۔“ حافظ ابن کثیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”یعنی اپنی حفاظت اور مدد کے ساتھ۔“ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ﴾ (البقرہ: ۱۹) ”اور اللہ تعالیٰ کافروں کو گھیرنے والا ہے (اپنی قدرت و مشیت سے۔“ حافظ ابن کثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد مبارک: ﴿قَالَ لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَى﴾ (ظہ: ۳۶) ”اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”تم بالکل خوف نہ لکھاؤ میں تمہارے ساتھ ہوں اور سنتا دیکھتا رہوں گا۔“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: یعنی اپنی نصرت و تائید اور حفاظت کے ساتھ تمہارے ساتھ ہوں گا۔ اس معنی کی وضاحت کے لیے دیگر فرامین الہی اور احادیث نبویہ بکثرت موجود ہیں۔ والحمد لله على ذلك.

۶۲۳- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے مسجد میں قبلے کی دیوار پر لگا ہوا تھوک کھرج دیا۔

۷۶۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حَكَ بَرَأَقًا فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ.

باب ۱۱- گم شدہ چیزوں کا اعلان مسجد میں کرنا منع ہے

(المعجم ۱۱) - بَابُ النَّهْيِ عَنِ إِنْشَادِ الضَّوَالِّ فِي الْمَسْجِدِ (التحفة ۳۱)

۷۶۵- حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمائی۔ (نماز کے بعد) ایک آدمی بولا: مجھے کون سرخ اونٹ کی

۷۶۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ، عَنْ أَبِي سِنَانٍ سَعِيدِ بْنِ سِنَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ

۷۶۴- [اسنادہ صحیح] أخرجه أحمد ۱۳۸/۶ عن وكيع به، ومسلم، ح: ۵۴۹.

۷۶۵- أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن نشد الضالة في المسجد... الخ، ح: ۵۶۹ من حديث وكيع به.



۴- ابواب المساجد والجماعات

مساجد میں گم شدہ چیزوں کے اعلان کی ممانعت کا بیان
 أَبِيهِ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ اطلاق دے گا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تجھے وہ (اونٹ) نہ
 رَجُلٌ: مَنْ دَعَا إِلَى الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ؟ فَقَالَ ملے۔ مسجدیں تو جس کام کے لیے بنی ہیں اسی کے لیے
 النَّبِيُّ ﷺ: «لَا وَجَدْتُهُ، إِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ ہی بنی ہیں۔“
 لِمَا بُنِيَتْ لَهُ».

☀️ نوادہ و مسائل: ① [ضالہ] گمشدہ جانور کو کہا جاتا ہے تاہم دوسری گمشدہ اشیاء پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا
 ہے۔ ② اس بدوعا کا مقصد اس اعلان سے ناپسندیدگی کا اظہار ہے۔ یہ بھی تشبیہ کا ایک اسلوب ہے۔ ③ مسجدوں کی
 تعمیر کا مقصد نماز کی ادائیگی و عظ و نصحت اور تعلیم و تعلم ہے مسجد سے باہر گم ہونے والی چیزوں کی تلاش نہیں۔

۷۶۶- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَنْبَأَنَا
 ابْنُ لَهَيْعَةَ. ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا
 حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، جَمِيعاً عَنِ ابْنِ
 عَجَلَانَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ،
 عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنِ
 الْإِنْشَادِ فِي الْمَسْجِدِ.

۷۶۶- حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 رسول اللہ ﷺ نے گمشدہ چیز کا اعلان مسجد میں کرنے سے
 منع فرمایا ہے۔

۷۶۷- حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ حُمَيْدٍ بِنِ
 كَاسِبٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ:
 أَخْبَرَنِي حَيُّوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
 عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَسَدِيِّ أَبِي الْأَسْوَدِ، عَنْ
 أَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ أَنَّهُ سَمِعَ
 أَبَاهُ رِزْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
 يَقُولُ: «مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي
 الْمَسْجِدِ فَلْيُقِلْ: لَا رَدَّ اللَّهُ عَلَيْكَ، فَإِنَّ
 الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهَذَا».

۷۶۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں
 نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا: ”جو شخص کسی کو گمشدہ
 چیز کا مسجد میں اعلان کرتے سنے، اسے چاہیے کہ کہے:
 اللہ کرے وہ چیز تجھے نہ ملے کیونکہ مسجدیں اس لیے نہیں
 بنائی گئیں۔“

۷۶۶- [حسن] تقدم، ح: ۷۴۹.

۷۶۷- أخرجه مسلم، المساجد، باب النهي عن نشد الضالة في المسجد... الخ، ح: ۵۶۸ من حديث ابن وهب به.



۴- أبواب المساجد والجماعات اونٹوں اور بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے سے متعلق احکام و مسائل

(المعجم ۱۲) - بَابُ الصَّلَاةِ فِي أَغْطَانِ
الإبلِ ومُرَاحِ الْعَنَمِ (التحفة ۳۲)

۷۶۸- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، ح : وَحَدَّثَنَا أَبُو بَشِيرٍ،
بَكْرُ بْنُ خَلْفٍ : حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ :
حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
سِيرِينَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
ﷺ : «إِنْ لَمْ تَجِدُوا إِلَّا مَرَابِضَ الْعَنَمِ
وَأَغْطَانَ الْإِبِلِ، فَصَلُّوا فِي مَرَابِضِ الْعَنَمِ،
وَلَا تَصَلُّوا فِي أَغْطَانِ الْإِبِلِ» .

۷۶۸- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول
اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تمہیں اونٹوں اور بکریوں کے
باڑے کے سوا کوئی جگہ نہ ملے تو بکریوں کے باڑے
میں نماز پڑھ لو، اونٹوں کے باڑے میں نہ پڑھو۔“

☀ فائدہ: اس میں یہ حکمت ہے کہ اگر کوئی بکری سیگ وغیرہ مارنے کی کوشش کرے تو نمازی اس کو سنبھال سکتا ہے
اس سے جان کا خطرہ نہیں۔ لیکن اگر اونٹ شرارت پر آمادہ ہو جائے تو اسے سنبھالنا زیادہ مشکل ہوتا ہے اور اگر چانک
حملہ کر دے تو جان کا بھی خطرہ ہے۔ ویسے بیٹھے ہوئے اونٹ کی طرف منہ کر کے رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی ہے۔
دیکھیے: (صحیح البخاری الصلاة: باب الصلاة إلى الرحلة والبعر والشجر والرحل، حدیث: ۵۰۷)

۷۶۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا [هَشِيمٌ]، عَنْ يُونُسَ، عَنِ
الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغْفَلٍ الْمُزَنِيِّ
قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «صَلُّوا فِي مَرَابِضِ
الْعَنَمِ، وَلَا تَصَلُّوا فِي أَغْطَانِ الْإِبِلِ،
فَإِنَّهَا خُلِقَتْ مِنَ الشَّيَاطِينِ» .

۷۶۹- حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”بکریوں کے باڑے میں نماز
پڑھ لیا کرو اور اونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھو کیونکہ
وہ شیطانوں سے پیدا ہوئے ہیں۔“

۷۶۸- [حسن] أخرجه الدارمي: ۳۲۳/۱، ح: ۱۳۹۱ من حديث يزيد به، وصححه الترمذي، ح: ۳۴۸، وابن
خزيمة، ح: ۷۹۵، وابن حبان (موارد)، ح: ۳۳۶، والبوصيري * هشام عنن، ولحدیثه شاهد عند الترمذي،
ح: ۳۴۹ وغيره، وصححه ابن خزيمة، ح: ۷۹۶، وانظر، ح: ۷۷۰ .

۷۶۹- [حسن] أخرجه ابن أبي شيبة، ح: ۳۸۷۷ عن هشيم به، والنسائي: ۵۶/۲، ح: ۷۳۶ من طريق آخر عن
الحسن به، وانظر، ح: ۷۱، لعلته، وللحديث شواهد، انظر الحديث الآتي .

۴- أبواب المساجد والجماعات

مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعا
 أَبُوَابِ فَضْلِكَ” اللہ کے نام سے باہر نکلتا ہوں اور اللہ
 کے رسول پر سلام ہو اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور
 میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔“

☀️ فائدہ: ہمارے فاضل محقق نے اس روایت کو سنداُ ضعیف قرار دیا ہے اور مزید کہا ہے کہ اس روایت سے اگلی
 روایت کفایت کرتی ہے۔ علاوہ ازیں بعض محققین نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

۷۷۲- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَثْمَانَ بْنِ سَعِيدِ
 ابْنِ كَثِيرٍ بْنِ دِينَارِ الْجَمَصِيِّ، وَعَبْدُ الْوَهَّابِ
 ابْنُ الصَّحَّاحِ قَالَا: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ
 عِيَّاشٍ، عَنْ عَمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ
 أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ
 ابْنِ سُوَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ أَبِي حُمَيْدِ
 السَّاعِدِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا
 دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ
 ﷺ. ثُمَّ لِيَقُلْ: اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ
 رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي
 أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.»

۷۷۲- حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص
 مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ نبی ﷺ پر سلام بھیجے
 پھر کہے: [اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ] اے
 اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“
 اور جب باہر نکلے تو کہے: [اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ
 فَضْلِكَ] اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔“

☀️ فائدہ: مسجد میں داخل ہونے کا مقصد عبادت ہے جو اللہ کی رحمتوں کے نزول کا باعث ہے اس لیے مسجد میں آتے
 وقت اللہ سے رحمت کا سوال کیا جاتا ہے۔ مسجد سے باہر نکل کر انسان دیگر کاموں میں مشغول ہوتا ہے جن کا تعلق اس
 کے معاش سے ہوتا ہے اس لیے اس وقت اللہ سے اس کا فضل مانگا جاتا ہے تاکہ حلال اور بابرکت روزی حاصل ہو۔

۷۷۳- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا أَبُو
 بَكْرِ الْحَنْفِيُّ: حَدَّثَنَا الصَّحَّاحُ بْنُ عَثْمَانَ:
 ۷۷۳- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے
 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص جب

۷۷۲- أخرجه مسلم، صلاة المسافرين، باب ما يقول إذا دخل المسجد، ح: ۷۱۳ من حديث عمارة به.

۷۷۳- [صحيح] أخرجه النسائي في الكبرى (عمل اليوم والليلة، ح: ۹۰) عن ابن بشار به، وسنده حسن، وقال
 البوصيري: "هذا إسناده صحيح، ورجاله ثقات"، وصححه ابن حبان (موارد)، ح: ۳۲۱، وابن خزيمة، ح: ۴۵۲،
 والحاكم: ۲۰۷/۱، والذهبي، وذكر النسائي له علة غير قاذحة.

۴- ابواب المساجد والجماعات

نماز کے لیے مسجد کی طرف چلنے کے ثواب کا بیان

مسجد میں داخل ہو تو نبی ﷺ پر سلام بھیجے اور کہے:

[اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ] "اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔" اور جب باہر نکلے تو نبی ﷺ پر سلام بھیجے اور کہے: [اللَّهُمَّ اعْصِمْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ] "اے اللہ! مجھے مرد و شیطان سے محفوظ رکھ۔"

حَدَّثَنِي سَعِيدُ الْمَقْبَرِيُّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمْ الْمَسْجِدَ فَلْيَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ، وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَسَلِّمْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ اعْصِمْنِي مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ».

☀ فائدہ: شیطان سے پناہ مانگنے میں یہ حکمت ہے کہ مسجد میں انسان اللہ کے ذکر اور عبادت میں مشغول ہوتا ہے جس کی وجہ سے شیطان کا دائرہ نہیں لگتا لیکن جب انسان مسجد سے باہر نکلتا ہے تو شیطانوں کو موقع ملتا ہے کہ خرید و فروخت اور دیگر معاملات میں اسے گمراہ کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ اس وقت انسان کو ضرورت ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجائے تاکہ شیطان کے شر سے محفوظ رہ سکے۔

(المعجم ۱۴) - بَابُ الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ (التحفة ۳۴)

باب ۱۴- نماز کے لیے (مسجد کی طرف) چلنے کا بیان



۷۷۴- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَأَحْسَنَ الوُضُوءِ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَرُهُ إِلَّا الصَّلَاةُ، لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلَاةَ، لَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رَفَعَهُ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهَا بِهَا خَطِيئَةٌ، حَتَّى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي صَلَاةٍ، مَا كَانَتْ الصَّلَاةُ تَحْسِبُهُ».

۷۷۴- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی شخص وضو کرتا ہے اور وضو بھی خوب سنوار کر کرتا ہے پھر مسجد کی طرف آتا ہے تو صرف نماز کے لیے (گھر سے) نکلتا ہے نماز کے سوا اور کوئی مقصد نہیں ہوتا تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور ایک گناہ معاف کرتا ہے۔ (اس کو اسی طرح ثواب ملتا رہتا ہے) حتیٰ کہ وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے پھر جب وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے تو جب تک وہ نماز کی وجہ سے رکا رہتا ہے (ثواب کے لحاظ سے) نماز ہی میں (شمار) ہوتا ہے۔“

۴- ابواب المساجد والجماعات _____ نماز کے لیے مسجد کی طرف چلنے کے ثواب کا بیان

🌞 **فوائد ومسائل:** ① اس حدیث میں نماز باجماعت کی فضیلت بیان ہوئی ہے کیونکہ نقلی نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ”مرد کی بہترین نماز (وہ ہوتی ہے جو) اس کے گھر میں (ادا کی جاتی) ہے“ سوائے فرض نماز کے۔ (صحیح البخاری، الأدب، باب ما یحوز من الغضب والشدة لأمر الله تعالى، حدیث: ۶۱۱۳) سنن ابن ماجہ میں بھی اس مسئلہ کی حدیثیں موجود ہیں۔ (دیکھیے حدیث: ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷) وضو اچھی طرح کرنا ثواب کا باعث ہے۔ ② مسجد میں آنے کا مقصد نماز کے علاوہ کوئی اور جائز کام بھی ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص یہ سوچ کر مسجد میں آئے کہ فلاں کام بھی ہو جائے گا اور نماز بھی پڑھی جائے گی لیکن اسے وہ ثواب نہیں ملے گا جو صرف نماز کے لیے آنے پر ملتا ہے جب کہ اس کے ساتھ کوئی اور کام انجام دینا پیش نظر نہ ہو۔ ③ نماز کے لیے مسجد تک راستے طے کرنے کا ثواب اس قدر عظیم ہے کہ ہر قدم پر درجے بلند ہوتے اور گناہ معاف ہوتے ہیں تو خود نماز اللہ کے ہاں کس قدر عظیم عمل ہے اور نماز باجماعت کا کس قدر ثواب ہے اس کا کیا اندازہ ہو سکتا ہے، بشرطیکہ وہ نماز پورے آداب اور خشوع و خضوع سے ادا کی جائے۔ ④ نماز باجماعت کے انتظار میں مسجد میں بیٹھ رہنے کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ اذان ہوتے ہی مسجد میں آجائیں۔ اذان کے بعد یہ سوچ کر گھر میں بیٹھ رہنا کہ ابھی کافی وقت ہے بڑی محرومی کا باعث ہے۔

۷۷۵- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ الْعُثْمَانِيُّ
مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ
سَعِيدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ
الْمُسَيْبِ، وَ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ
فَلَا تَأْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ، وَأَنْتُمْ
تَمَشُونَ، وَعَلَيْكُمْ السَّكِينَةُ، فَمَا أَدْرَكْتُمْ
فَصَلُّوا، وَمَا فَاتَكُمْ فَأْتُوا».

۷۷۵- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز کی اقامت
ہو جائے تو نماز کے لیے دوڑ کر نہ آؤ بلکہ (معمول کے
مطابق مناسب رفتار سے) اطمینان سے چلتے ہوئے آؤ
پھر جتنی نماز (جماعت کے ساتھ) مل جائے پڑھ لو اور جو
چھوٹ جائے وہ (بعد میں) پوری کر لو۔“

🌞 **فوائد ومسائل:** ① نماز باجماعت بہت ثواب والا عمل ہے اس کے حصول کی کوشش کرنا اچھی بات ہے لیکن اس مقصد کے لیے صحیح طریقہ یہ ہے کہ گھر سے بروقت روانہ ہوں۔ گھر سے روانہ ہوتے وقت دریدر کرنا اور پھر نماز میں ملنے کے لیے بھاگنا درست نہیں۔ ② اطمینان سے چلنے کا یہ مطلب نہیں کہ آدمی اس قدر آہستہ چلے گا جیسا نماز باجماعت کی کوئی پروا نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ وقار کے ساتھ اللہ کے دربار میں حاضر ہو۔ ③ بھاگ کر جماعت سے ملنے کے ممنوع ہونے میں یہ حکمت ہو سکتی ہے کہ نماز میں ملنے تک سانس نہ پھول جائے کیونکہ اس صورت میں نماز خشوع

۷۷۵- أخرجه مسلم، المساجد، باب استحباب إتيان الصلاة بوقار وسكينة... الخ، ح: ۶۰۲ من حديث إبراهيم به.

۴- أبواب المساجد والجماعات نماز کے لیے مسجد کی طرف چلنے کے ثواب کا بیان

مخصوص اور توجہ سے ادا نہیں کی جاسکے گی۔ واللہ اعلم۔ ﴿۳۰﴾ جو شخص نماز یا جماعت میں اس وقت ملتا ہے جب امام ایک یا زیادہ رکعت ادا کر چکا ہو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کے ساتھ سلام نہ پھیرے بلکہ نماز پوری کرنے کے بعد سلام پھیرے۔ علمائے کرام اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ جو رکعتیں امام کے سلام پھیرنے کے بعد پڑھی جائیں گی وہ نمازی کی آخری رکعتیں ہوں گی یا ابتدائی رکعتیں؟ اس حدیث میں مذکور الفاظ سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ امام کے ساتھ پڑھی ہوئی رکعتیں مقتدی کی ابتدائی رکعتیں ہیں صحیح بخاری میں بھی [فَأْتَمُوا] ”پورا کرو“ کے الفاظ ہیں۔ (صحیح البخاری، الأذان، باب لا یسعی إلی الصلاة وَلَیَأْتِهَا بِالسُكُیَةِ وَالوقار؛ حدیث: ۶۳۶) صحیح مسلم میں بھی زیادہ روایات میں اسی طرح ہے البتہ ایک روایت میں یہ لفظ ہیں: [وَأَقْضِ مَا سَبَقَكَ] (صحیح مسلم، المساجد، باب استحباب إتیان الصلاة بوقار و سکینة.....، حدیث: ۶۰۴) اس سے یہ دلیل لی گئی ہے کہ بعد میں پڑھی جانے والی رکعتیں اصل میں پہلی رکعتیں ہیں یعنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کی قضا ہے۔ علامہ محمد فواد عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے حاشیہ میں فرمایا ہے: یہاں قضا سے مراد صرف نفل (ایک کام کو انجام دینا) ہے وہ قضا مراد نہیں جو فقہاء کی اصطلاح ہے جیسے کہ اس آیت مبارکہ میں ہے ﴿فَقَضَهُنَّ سَبْعَ سَمَوَاتٍ﴾ (ختم السجدة: ۱۲) ”اللہ تعالیٰ نے انہیں سات آسمان بنا دیا“ اور اس آیت میں: ﴿فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَابِسَ كُفْمٍ﴾ (البقرہ: ۲۰۰) ”جب تم اپنے اعمال حج پورے کر لو.....“ اور اس آیت مبارکہ میں ﴿فَإِذَا قَضَيْتَ الصَّلَاةَ﴾ (الجمعة: ۱۰) ”جب نماز پوری ہو جائے“ اور جیسے کہا جاتا ہے قضیت حق فلان ”میں نے فلان کا حق ادا کر دیا۔“ ان تمام مقامات پر قضا سے مراد کوئی کام کرنا اور اسے انجام دینا ہے۔“ حدیث کی مشہور کتاب بلوغ المرام کی شرح سبل السلام میں امام امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”اس مسئلہ میں علماء کے درمیان اختلاف ہے کہ بعد میں آنے والا امام کے ساتھ جو نماز پڑھتا ہے وہ اس کی پہلی رکعتیں ہوتی ہیں یا آخری؟ صحیح بات یہ ہے کہ وہ پہلی ہی ہوتی ہیں۔“ واللہ اعلم۔



۷۷۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
 حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بَكْرٍ : حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں وہ عمل نہ
 مُحَمَّدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ، بتاؤں جن سے اللہ تعالیٰ گناہ معاف کرتا ہے اور نیکیوں
 عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ میں اضافہ فرمادیتا ہے؟“ صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں اللہ
 الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: کے رسول! (فرما دیجیے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس
 «أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى مَا يُكْفَرُ اللَّهُ بِهِ الْخَطَايَا وقت وضو پورا (سنوار کر) کرنا جب دل نہ چاہتا ہو اور
 وَيَزِيدُ بِهِ فِي الْحَسَنَاتِ؟». قَالُوا: بَلَى. مسجدوں کی طرف زیادہ قدم اٹھانا اور (ایک) نماز کے

۷۷۶- [حسن] أخرجه أحمد: ۳/۳ عن أبي عامر عن زهير به.

۴- ابواب المساجد والجماعات _____ نماز کے لیے مسجد کی طرف چلنے کے ثواب کا بیان

يَارَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: «إِسْبَاغُ الْوُضُوءِ عِنْدَ الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخَطَى إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ».

🕌 فائدہ: یہ حدیث کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے۔ دیکھیے حدیث: ۳۷۷۔

۷۷۷- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: جس کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو کل اسلام کی حالت میں ملے اسے چاہیے کہ وہ پابندی سے پانچوں نمازیں وہاں ادا کیا کرے جہاں ان کی اذان ہوتی ہے۔ (مساجد میں جماعت کے ساتھ) اس لیے کہ وہ ہدایت والے کاموں میں سے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہدایت کے کام مقرر کیے ہیں۔ میری زندگی کی قسم! اگر تم سب گھروں میں نماز پڑھنے لگو تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چھوڑ دی تو بیٹھو گے اور اگر تم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت چھوڑ دی تو یقیناً گمراہ ہو جاؤ گے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ نماز باجماعت سے صرف وہی منافق پیچھے رہتا تھا، جس کا نفاق (سب کو) معلوم ہوتا تھا۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ (بیمار) آدمی کو دو آدمیوں کے سہارے سے لایا جاتا تھا حتیٰ کہ وہ صف میں شامل ہو جاتا۔ اور جو شخص وضو کرتا ہے اور وضو اچھی طرح بنا سنوار کر کرتا ہے پھر مسجد کی طرف روانہ ہوتا ہے اور اس میں (پہنچ کر) نماز پڑھتا ہے تو وہ جو قدم بھی طے کرتا ہے اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور ایک غلطی

۷۷۷- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ الْهَجَرِيِّ، عَنْ أَبِي الْأَخْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللَّهَ غَدًا مُسْلِمًا، فَلْيَحَافِظْ عَلَى هَؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، حَيْثُ يَنَادِي بِهِنَّ، فَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى، وَإِنَّ اللَّهَ سَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صلی اللہ علیہ وسلم سُنَّ الْهُدَى، وَلَعُمْرِي، لَوْ أَنَّ كُلَّكُمْ صَلَّى فِي بَيْتِي، لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ، وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ، مَعْلُومُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ الرَّجُلَ يَهَادِي بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يَدْخُلَ فِي الصَّفِّ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ، فَيَعْمِدُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيَصَلِّي فِيهِ، فَمَا يَخْطُو خَطْوَةً إِلَّا رَفَعَ اللَّهُ لَهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً.

۷۷۷- [حسن] أخرجه أحمد: ۱/ ۳۸۲ من حديث إبراهيم به * وإبراهيم بن مسلم الهجري ضعيف الحديث كما في التهذيب وغيره، ولكن تابعه علي بن الأقرع عند أحمد: ۱/ ۴۱۴، ۴۱۵.

۴- أبواب المساجد والجماعات نماز کے لیے مسجد کی طرف چلنے کے ثواب کا بیان
معاف فرماتا ہے۔

☀️ **فوائد ومسائل:** ① یہ حدیث موقوف ہے یعنی رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نہیں بلکہ ایک صحابی (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کے متعدد فرامین ہیں لیکن انھوں نے جو باتیں فرمائی ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہ کر ہی سیکھی ہیں۔ خصوصاً آخری مسئلہ گزشتہ احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مبارک کے طور پر بھی بیان ہو چکا ہے۔ ② حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی نظر میں صحیح مسلمان وہ ہے جو مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا عادی ہو۔ ورنہ مرنے کے بعد جب وہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوگا تو مسلم کی حیثیت سے پیش نہیں ہوگا۔ ③ [سُنُّنُ الْهَدَى] [ہدایت کے کام، سُنُّنُ سُنَّةِ كِي جَمْعُ هَيْءِ اس کا مطلب وہ راستہ ہے جس پر بہت لوگ چلتے ہوں۔ اس لیے یہ لفظ رسم و رواج کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ نماز باجماعت مسلمانوں کی علامت اور شعار ہے اور مسجد کا وجود ثابت کرتا ہے کہ اس ہستی میں مسلمان رہائش پذیر ہیں۔ اگر نماز باجماعت کا رواج ختم ہو جائے تو مسلم اور غیر مسلم آبادی میں کوئی فرق باقی نہیں رہتا۔ ④ چونکہ نماز باجماعت اسلام کی علامت ہے اس لیے مومن اس میں کوتاہی نہیں کر سکتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں باجماعت نماز کی اہمیت سب سے بڑھ کر تھی۔ اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو تحریری طور پر جو ہدایات جاری کی تھیں ان میں فرمایا تھا: [إِنَّ أَهَمَّ أَمْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ.....] ”میری نظر میں تمہارا سب سے اہم کام نماز ہے۔ جو شخص نماز کی محافظت کرتا ہے وہ اپنے دین کو محفوظ کر لیتا ہے۔ اور جو شخص اسے ضائع کر دیتا ہے وہ دوسرے فرائض میں زیادہ کوتاہی کا مرتکب ہوتا ہے۔“ (موطأ للإمام مالك، باب وقوت الصلوة، حدیث: ۶) ⑤ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نماز باجماعت میں شریک ہونے کے لیے اہتمام بھی ثابت کرتا ہے کہ ان کے نزدیک کسی شدید عذر کے بغیر نماز باجماعت سے پیچھے رہنا جائز نہ تھا۔ اس لیے جو بیار آدمی چل کر مسجد میں نہیں آ سکتا تھا وہ دوسروں کے سہارے مسجد میں آتا تھا لیکن گھر میں نماز نہیں پڑھتا تھا۔ ⑥ اس میں سنت کی پیروی کی ترغیب ہے کیونکہ سنت سے گریز گمراہی کا باعث ہے۔



۷۷۸- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ بْنُ يَزِيدَ
ابنِ إِبرَاهِيمَ التَّمِيمِيُّ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ
الْمَوْفِقِ أَبُو الْجَهْمِ: حَدَّثَنَا فَضِيلُ بْنُ
مَرْزُوقٍ، عَنْ عَطِيَّةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخَدْرِيِّ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ
إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ
۷۷۸- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد مسلسل بالضعفاء، عطية هو العوفي (ح: ۳۷)، وفضيل بن
مرزوق، والفضل بن الموفق كله ضعفاء."

۴- أبواب المساجد والجماعات

نماز کے لیے مسجد کی طرف چلنے کے ثواب کا بیان
بِحَقِّ مَمْسَايَ هَذَا فَإِنِّي لَمْ أَخْرُجْ أَشْرًا وَلَا
بَطْرًا، وَلَا رِيَاءَ وَلَا سُمْعَةً، وَخَرَجْتُ اتِّقَاءَ
سُخْطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ، فَاسْأَلُكَ أَنْ
تُعِيدَنِي مِنَ النَّارِ وَأَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي، إِنَّهُ لَا
يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ]

السَّائِلِينَ عَلَيْكَ، وَاسْأَلُكَ بِحَقِّ مَمْسَايَ
هَذَا، فَإِنِّي لَمْ أَخْرُجْ أَشْرًا وَلَا بَطْرًا وَلَا رِيَاءَ
وَلَا سُمْعَةً، وَخَرَجْتُ اتِّقَاءَ سُخْطِكَ وَابْتِغَاءَ
مَرْضَاتِكَ، فَاسْأَلُكَ أَنْ تُعِيدَنِي مِنَ النَّارِ
وَأَنْ تَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي، إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا
أَنْتَ أَقْبَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ، وَاسْتَعْفَرَ لَهُ
سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ».

”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں مانگنے والوں
کے تجھ پر حق کی وجہ سے اور میں (نماز کے لیے) اپنے
اس چلنے کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں میں نہ فخر
کرتے ہوئے نکلا ہوں نہ اترتے ہوئے نہ ریا کاری
کے لیے نہ شہرت کے لیے میں تو تیری ناراضی سے بچنے
کے لیے اور تیری رضا کے حصول کے لیے نکلا ہوں میں
تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے جہنم سے پناہ دے دے
اور میرے گناہ معاف فرما دے تیرے سوا گناہوں کو
یقیناً کوئی نہیں بخش سکتا۔“

۷۷۹- حَدَّثَنَا رَاشِدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ
رَاشِدِ الرَّمْلِيِّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ،
عَنْ أَبِي رَافِعٍ، إِسْمَاعِيلَ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ
سُمَيٍّ، مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ،
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:
«الْمَسْأُؤْنَ إِلَى الْمَسْجِدِ فِي الظُّلْمِ،
أَوْلَنِكَ الْحَوَاضُونَ فِي رَحْمَةِ اللَّهِ».

۷۸۰- حضرت اہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہما سے روایت
۷۷۹- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، أبو رافع أجمعوا على ضعفه، والوليد بن مسلم مدلس (تقدم، ح: ۲۵۵)، وقد عتنه."
۷۸۰- [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة ۳۷۷/۲، ح: ۱۴۹۸ في صحيحه عن الحلبي به * الشيرازي وثقه العجلي، وابن خزيمة، والحلي، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.

۷۷۹- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "هذا إسناد ضعيف، أبو رافع أجمعوا على ضعفه، والوليد بن مسلم مدلس (تقدم، ح: ۲۵۵)، وقد عتنه."
۷۸۰- [إسناده حسن] أخرجه ابن خزيمة ۳۷۷/۲، ح: ۱۴۹۸ في صحيحه عن الحلبي به * الشيرازي وثقه العجلي، وابن خزيمة، والحلي، فحديثه لا ينزل عن درجة الحسن.



۴- أبواب المساجد والجماعات
 حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذَلْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مِهْرَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «الْأَبْعَدُ فَلَا أَبْعَدُ مِنَ الْمَسْجِدِ أَكْثَرُ».

🌞 فوائد ومسائل: ① اس میں ان لوگوں کے لیے نماز باجماعت کی ترغیب ہے جن کی رہائش مسجد سے دور ہو۔ ② نیکی کے کاموں میں اگر کچھ مشقت اور مشکل پیش آئے تو اس سے گھبرانا نہیں چاہیے کیونکہ مشقت برداشت کرنے والے کو ثواب بھی زیادہ حاصل ہوگا۔ ③ اپنے آپ کو خواہ مخواہ مشقت میں ڈالنا شریعت میں مطلوب نہیں، تاہم شریعت کی آسانی کے نام سے بے عملی اور سستی کا رویہ اختیار کرنا بھی درست نہیں۔ افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال کے راستہ پر قائم رہنا چاہیے۔

۷۸۳- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَدَدَةَ: حَدَّثَنَا عِبَادُ بْنُ عَبَّادٍ الْمُهَلْبِيُّ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ، عَنْ أَبِي عُمَرَ التَّهْدِي، عَنْ أَبِي ابْنِ كَعْبٍ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، بَيْتُهُ أَقْضَى بَيْتِ بِالْمَدِينَةِ، وَكَانَ لَا تُحْطِئُهُ الصَّلَاةُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، قَالَ، فَتَوَجَّعْتُ لَهُ، فَقُلْتُ: يَا فُلَانُ! لَوْ أَنَّكَ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا يَبِيقُكَ الرَّمْضَ، وَيَرْفَعُكَ مِنَ الْوَقْعِ وَيَبِيقُكَ هَوَامَّ الْأَرْضِ فَقَالَ: وَاللَّهِ مَا أَحْبَبُّ أَنْ يَبْتِي بِطَنْبِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ. قَالَ، فَحَمَلْتُ بِهِ جِمْلًا حَتَّى أَتَيْتُ [بَيْتِ] النَّبِيِّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَدَعَاهُ فَسَأَلَهُ، فَذَكَرْتُ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ، وَذَكَرْتُ أَنَّهُ يَرْجُو فِي أَثَرِهِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنَّ لَكَ مَا أَحْتَسِبُ».

۷۸۳- آخر جہ مسلم، المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد، ح: ۶۶۳ من حديث عباد وغيره به.

۷۸۳- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: ایک انصاری صحابی کا گھر مدینے میں سب سے دور تھا۔ (اس کے باوجود) اس کی کوئی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (باجماعت) ادا ہونے سے نہیں رہتی تھی۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس پر ترس آیا میں نے کہا: فلاں صاحب! اگر آپ ایک گدھا خرید لیں تو (راستے میں) ریت کی گرمی برداشت کرنے سے اور پتھروں سے ٹھوکر لگ جانے سے محفوظ رہیں اور زمین کے کیڑے کوڑوں (سانپ، بچھو وغیرہ) سے بھی بچ جائیں۔ اس نے کہا: قسم ہے اللہ کی! مجھے تو یہ بات پسند نہیں کہ میرا گھر محمد ﷺ کے گھر سے ملا ہوا ہو۔ اس کے یہ الفاظ مجھے بہت گراں محسوس ہوئے حتیٰ کہ میں نے نبی ﷺ کے در اقدس پر حاضر ہو کر یہ بات عرض کر دی۔ نبی ﷺ نے اسے طلب فرما کر دریافت فرمایا تو اس

۷۸۳- آخر جہ مسلم، المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد، ح: ۶۶۳ من حديث عباد وغيره به.

۴- أبواب المساجد والجماعات

مسجد میں زیادہ دور سے آنے والوں کے ثواب کا بیان نے آپ ﷺ کے سامنے بھی وہی بات کہہ دی۔ اور کہا کہ اسے اپنے قدموں کے نشانات پر ثواب کی امید ہے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو نے جس ثواب کی نیت کی ہے وہ تجھ مل جائے گا۔“

☀️ فوائد و مسائل: ① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نیکیاں حاصل کرنے کا کس قدر شوق رکھتے تھے یہ واقعہ اس کی ایک ادنیٰ مثال ہے کہ دو دروازے راستے کی مشقت صرف اس لیے گوارا ہے کہ دور سے چل کر آنے میں ثواب زیادہ ہوگا۔ ② صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باہمی ہمدردی بھی قابل اتباع ہے کہ ایک صحابی اپنے ساتھی کی مشقت کو اس طرح محسوس کرتا ہے گویا وہ مشقت خود اسے لاحق ہے اس لیے اسے مناسب مشورہ دیتا ہے۔ ③ مسلمان کی خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ اسے اچھا مشورہ دیا جائے اگرچہ اس نے مشورہ طلب نہ کیا ہو۔ ④ حضرت ابی بن کعب نے اس صحابی کی بات رسول اللہ ﷺ کو بتائی تاکہ آپ ﷺ اسے نصیحت فرمائیں اس لیے اگر کسی کے بارے میں یہ خیال ہو کہ وہ قلاں بزرگ کی نصیحت قبول کر لے گا تو اس بزرگ کو اس ساتھی کی غلطی اصلاح کی نیت سے بتا دینا جائز ہے البتہ اسے ذلیل کرنے کی نیت سے بتانا درست نہیں۔ ⑤ کسی کی شکایت پہنچے تو تحقیق کیے بغیر اس کے بارے میں کوئی نامناسب رائے قائم نہیں کرنی چاہیے۔ بہتر ہے کہ خود نامناسب الفاظ کہنے والے سے دریافت کر لیا جائے کہ اس کا ان الفاظ سے کیا مطلب ہے؟ ⑥ مومن کی اچھی نیت ثواب کا باعث ہے۔

۷۸۴- حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى ، مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى : حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ : حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : أَرَادَتْ بَنُو سَلَمَةَ أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْ دِيَارِهِمْ إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ ، فَكَرِهَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يُعْرُوا الْمَدِينَةَ ، فَقَالَ : « يَا بَنِي سَلَمَةَ ! أَلَا تَحْتَسِبُونَ آثَارَكُمْ ؟ » فَأَقَامُوا .

۷۸۴- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: قبیلہ بنو سلمہ کے افراد نے چاہا کہ اپنی موجودہ رہائش ترک کر کے مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ نبی ﷺ کو یہ بات اچھی نہ لگی کہ وہ مدینہ کے اطراف کو خالی چھوڑ دیں اس لیے آپ نے فرمایا: ”اے بنو سلمہ! کیا تمہیں اپنے قدموں سے ثواب کی امید نہیں؟“ چنانچہ وہ لوگ (وہیں) اقامت پذیر رہے۔

☀️ فوائد و مسائل: ① رسول اللہ ﷺ نے انھیں مسجد نبوی کے قریب رہائش اختیار کرنے سے منع فرمایا تاکہ شہر کی سرحدیں محفوظ رہیں اور دشمن اچانک حملہ نہ کر سکیں۔ ② بنو سلمہ کا مقصد بھی نیک تھا لیکن ان کے رہائش تبدیل نہ کرنے میں مسلمانوں کا اجتماعی فائدہ تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انفرادی مفاد پر اجتماعی فائدے کو فوقیت حاصل ہے

۷۸۴- أخرجه البخاري، الأذان، باب احتساب الآثار، ح: ۶۵۵، ۶۵۶، ۱۸۸۷ من حديث حميد به، وله شواهد عند مسلم، المساجد، باب فضل كثرة الخطا إلى المساجد، ح: ۶۶۵ وغيره .

۴- **أبواب المساجد والجماعات** نماز باجماعت کی فضیلت کا بیان
بشرطیکہ اس سے کوئی بڑی خرابی لازم نہ آتی ہو۔ ۷۰ مسجد سے دور رہنے والوں کو بھی نماز باجماعت میں شریک ہونا
لازم ہے ورنہ رسول اللہ ﷺ انھیں گھروں میں نماز پڑھنے کی اجازت دے دیتے۔

۷۸۵- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
وَكَيْعٌ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ سِمَاكٍ، عَنْ
عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَتْ
الْأَنْصَارُ بَعِيدَةً مَنَازِلُهُمْ مِنَ الْمَسْجِدِ.
فَأَرَادُوا أَنْ يَقْتَرِبُوا فَتَزَلَّتْ: ﴿وَنَكَّسْتُ مَا
قَدَّمُوا وَآخَّرْتُهُمْ﴾ قَالَ، فَتَبَتُوا.
۷۸۵- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے: انھوں نے فرمایا: انصار (میں سے بعض حضرات)
کے گھر مسجد سے دور تھے۔ انھوں نے قریب آنا چاہا تو یہ
آیت نازل ہوئی: ﴿وَنَكَّسْتُ مَا قَدَّمُوا وَآخَّرْتُهُمْ﴾
”جو کچھ انھوں نے آگے بھیجا، ہم وہ بھی لکھ لیتے ہیں اور
ان کے نشانات بھی لکھتے ہیں۔“ چنانچہ وہ لوگ (وہیں)
ٹھہر رہے۔

☀️ **فائدہ:** اہل عزیمت کے لیے مسجد سے دور رہنا افضل ہے لیکن عام لوگ جو نماز کا اس قدر اہتمام کرنے کے عادی
نہوں ان کے لیے مسجد کے قریب رہنا بہتر ہے تاکہ فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کا ارتکاب نہ ہو جائے۔

(المعجم ۱۶) - **بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي**
جَمَاعَةٍ (التحفة ۳۶)
باب: ۱۶- نماز باجماعت کی فضیلت

۷۸۶- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ:
حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ
أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي
جَمَاعَةٍ، تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ وَصَلَاتِهِ
فِي سُوقِهِ، بِضْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً».

☀️ **فوائد و مسائل:** ① دنیا میں ہمیں عمل کی جو مہلت ملی ہے وہ بہت مختصری ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ اس
نے بعض اعمال کا ثواب بہت زیادہ رکھا ہے۔ ہمیں اللہ کی اس رحمت سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ

۷۸۵- [حسن] أخرجه ابن جرير في تفسيره من حديث إسرائيل به، وسنده ضعيف، وضعفه البوصيري، وانظر،
ح: ۱۷۱ لعلته، وله طريق آخر، ضعيف شاذ عند الطبراني في الكبير، وللحديث شواهد عند مسلم، ح: ۶۶۵،
والبزار، وابن أبي حاتم وغيرهم، انظر سنن الترمذي بتحقيقي، ح: ۳۲۲۶.
۷۸۶- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في مسجد السوق، ح: ۴۷۷، ومسلم، المساجد، باب فضل صلاة
الجماعة وبيان التشديد... الخ، ح: ۶۴۹ من حديث أبي معاوية به مطولاً ومختصراً.

۴- ابواب المساجد والجماعات نماز باجماعت کی فضیلت کا بیان

ثواب حاصل کرنے کے لیے نماز ہمیشہ باجماعت ادا کرنی چاہیے۔ ① اس حدیث میں [بِضْعًا وَعَشْرِينَ] کا لفظ ہے۔ بضع کا لفظ تین سے نو تک بولا جاتا ہے۔ اس کی وضاحت اگلی حدیثوں سے ہوتی ہے جن میں ”پچیس گنا“ اور ”ستائیس گنا“ کے الفاظ وارد ہیں۔ ② اس عدد کا مطلب یہ ہے کہ ثواب اس حد تک پہنچ سکتا ہے۔ اگر نماز میں توجہ خشوع و خضوع اور اطمینان میں نقص ہوگا تو ثواب میں بھی کمی ہو جائے گی۔

7۸۷- حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ، مُحَمَّدُ بْنُ عُمَانَ الْعُثْمَانِيُّ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «فَضَّلَ الْجَمَاعَةَ عَلَى صَلَاةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ خَمْسٌ وَعِشْرُونَ جُزْءًا».

۷۸۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز باجماعت تم میں سے کسی اکیلے کی نماز سے پچیس حصے افضل ہے۔“

7۸۸- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِلَالِ بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاتِهِ فِي بَيْتِهِ خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً».

۷۸۸- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا گھر میں نماز پڑھنے سے پچیس درجے زیادہ (اجر و ثواب کا باعث) ہے۔“

7۸۹- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ رُسْتَةَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَفْضُلُ عَلَى صَلَاةِ الرَّجُلِ

۷۸۹- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا آدمی کے اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔“

7۸۷- أخرجه البخاري، التفسير، باب قوله "إن قرآن الفجر كان مشهودًا" ح: ۴۷۱۷، ومسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة... الخ، ح: ۶۴۹ وغيرهما من طرق عن الزهري به باختلاف يسير.

7۸۸- [صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب ماجاء في فضل المشي إلى الصلاة، ح: ۵۶۰ من حديث أبي معاوية، وصححه ابن حبان، والحاكم، والذهبي.

7۸۹- أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة... الخ، ح: ۶۵۰ من حديث يحيى القطان به.

۴- أبواب المساجد والجماعات _____ نماز باجماعت سے پیچھے رہ جانے والے کے گناہ کا بیان
وَخُدَّةٌ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً».

☀️ فائدہ: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کچھیں نمازوں کا ثواب ملتا ہے یا ستائیس نمازوں کا؟ دونوں مفہوم کی احادیث مروی ہیں۔ اس کے بارے میں علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ اس کا تعلق نماز کی ادائیگی عمدہ ہونے، خشوع و خضوع اور آداب و شرائط کے ساتھ ادا کرنے سے ہے۔ کسی کو کچھیں گناہ ثواب ملتا ہے اور کسی کو ستائیس گناہ۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے کچھیں گناہ ثواب کا وعدہ فرمایا تو نبی اکرم ﷺ نے اس کے مطابق امت کو بتا دیا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ثواب میں اضافہ کر کے ستائیس گناہ کر دیا تو نبی ﷺ نے اس کے مطابق خبر دے دی۔ واللہ اعلم۔

۷۹۰- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ :
حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ الْحَقْفِيُّ : حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ
أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «صَلَاةُ الرَّجُلِ
فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلَاةِ الرَّجُلِ وَخُدَّةً
أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ أَوْ خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً».

۷۹۰- حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدی کا جماعت سے نماز
پڑھنا آدی کے اکیلے نماز پڑھنے سے چوبیس یا پچیس
درجے زیادہ (ثواب کا باعث) ہوتا ہے۔“

باب: ۱۷- نماز باجماعت سے پیچھے رہ
جانا سخت گناہ ہے
(المعجم ۱۷) - بَابُ التَّغْلِيظِ فِي
التَّخْلُفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ (التحفة ۳۷)

۷۹۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ :
حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ
أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَمُرَّ
بِالصَّلَاةِ فَتَقَامَ، ثُمَّ أَمُرَّ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ
بِالنَّاسِ، ثُمَّ أَنْظَلِقَ بِرِجَالِ مَعَهُمْ حَزْمٌ مِنْ

۷۹۱- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا: ”میں نے ارادہ کیا تھا کہ نماز کی اقامت
کہلو اور پھر کسی آدی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز
پڑھائے پھر جو لوگ نماز میں حاضر نہیں ہوتے ان کے
پاس کچھ مردوں کو لکڑی کے گٹھوں کے ساتھ لے جاؤں
اور ان (پیچھے رہ جانے والوں) کو گھروں سمیت آگ

۷۹۰- [حسن] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب في فضل صلاة الجماعة، ح: ۵۵۴ من حديث شعبة عن أبي إسحاق
به، وصححه ابن خزيمة، وابن حبان، وابن معين، وابن المديني، والذهلي وغيرهم، أخرجه النسائي، ح: ۸۴۴ من
حديث شعبة عن أبي إسحاق به.

۷۹۱- [صحيح] أخرجه أبو داود، الصلاة، باب التشديد في ترك الجماعة، ح: ۵۵۸ من حديث أبي معاوية به،
وهو حديث متفق عليه عن الأعمش به، والبخاري، ح: ۶۵۷، ومسلم، ح: ۶۵۱.

۴- أبواب المساجد والجماعات نماز باجماعت سے پیچھے رہ جانے والے کے گناہ کا بیان

ام کتوم رضی اللہ عنہ کو جماعت کے بغیر نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی حالانکہ ان کے متعدد عذر موجود تھے: (ا) وہ معمر تھے (ب) نابینا تھے۔ (ج) ان کا گھر دور تھا۔ (د) ان کے گھر کا کوئی فرد ایسا نہیں تھا جو انھیں مسجد میں لانے کا فرض مستقل طور پر انجام دے سکے۔ (ه) جو شخص انھیں مسجد میں لاتا تھا وہ بھی ان کی مرضی کے مطابق خدمت انجام نہیں دیتا تھا بلکہ اپنی سہولت کو زیادہ مد نظر رکھتا تھا۔ «لَيْسَ لِي قَائِدٌ يُلَاؤُ مِنِّي» [کوئی میری مرضی کے مطابق لانے والا نہیں۔] کا یہی مطلب ہے۔ (و) ان کے گھر اور مسجد کے درمیان ٹھیکسی علاقہ تھا جس میں بارش کے موقع پر پانی جمع ہو جاتا تھا۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: (صلاة الجماعة) أهميتها و فضلها- تصنيف: ڈاکٹر فضل الہی۔ (ع) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام کتوم رضی اللہ عنہ کو جماعت سے پیچھے رہنے کی اجازت نہیں دی تاکہ انھیں زیادہ سے زیادہ ثواب ملے۔ اس کا مقصد ترغیب تھا ورنہ نابینا آدمی اگر مسجد میں آنے میں دشواری محسوس کرے تو اسے گھر میں نماز پڑھنا جائز ہے جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی تھی۔ دیکھیے: (سنن ابن ماجہ) حدیث: (۷۵۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اذان کے متعلق پوچھا کہ آواز پہنچتی ہے یا نہیں؟ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ جو شخص آبادی سے دور قیام پذیر ہو جہاں عام طور پر اذان کی آواز نہیں پہنچتی وہ وہیں نماز ادا کر سکتا ہے۔

۷۹۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانَ
الْوَاسِطِيُّ: أَنبَأَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ
عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ سَمِعَ
النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ، فَلَا صَلَاةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ».

۷۹۳- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «جو شخص اذان سن کر (نماز کے لیے مسجد میں) نہیں آتا اس کی کوئی نماز نہیں سوائے کسی عذر کی صورت کے۔»

☀️ فائدہ: نماز نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اسے نماز کا پورا ثواب نہ ملے گا یا وہ اس کی برکات سے محروم رہے گا۔

۷۹۴- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا
أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ الدَّسْتَوَائِيِّ، عَنْ
يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِينَاءَ:
أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ، وَابْنُ عَمْرٍو أَنَّهُمَا سَمِعَا
النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ عَلَى أَعْوَادِهِ: «لَيْتَنَّهُنَّ
أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجَمَاعَاتِ، أَوْ لَيَخْتَمَنَّ

۷۹۴- حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے سنا: «لوگوں کو جماعت ترک کرنے سے باز آ جانا چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر ضرور مہر لگا دے گا پھر وہ ضرور غافلوں میں شامل ہو جائیں گے۔»

۷۹۳- [صحیح] أخرجه ابن حبان، ح: ۴۲۶ من حديث عبد الحميد بن بيان به * وهشيم صرح بالسماع عند بحشل في تاريخ واسط (ص ۲۰)، وصححه، والحاكم، والذهبي، وله طريق آخر عند أبي داود، ح: ۵۵۱، وإسناده ضعيف.

۷۹۴- أخرجه مسلم، الجمعة، باب التغليظ في ترك الجمعة، ح: ۸۶۵ من حديث الحكم به.

۴- أبواب المساجد والجماعات نماز عشاء اور نماز فجر باجماعت ادا کرنے کی فضیلت کا بیان
اللہ علی قلوبہم، ثُمَّ لِيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ .

☀️ **فوائد ومسائل:** ① بعض افراد کی غلطی کو سب کے سامنے بیان کرنے سے مقصد یہ ہے کہ دوسرے لوگ ان کی غلطی کو اختیار نہ کریں اور سب لوگ متنبہ ہو جائیں۔ ② کسی کا نام لیے بغیر غلطی پر تنبیہ کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انہیں اپنی غلطی کا احساس بھی ہو جائے اور ان کی عزت بھی محفوظ رہے۔ ③ بعض گناہوں کی وجہ سے دلوں پر مہر بھی لگ سکتی ہے جس کے نتیجے میں آئندہ نیکیوں کی توفیق سلب ہو سکتی ہے۔ ④ نماز باجماعت کا ترک اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کی سزا دنیا ہی میں دل پر مہر لگانے کی صورت میں مل سکتی ہے۔ ⑤ غفلت سے مراد یہ ہے کہ انسانوں کو اپنے فائدے کا احساس اور شوق باقی نہ رہے اور اپنے نقصان کا احساس اور اس سے خوف باقی نہ رہے۔ یہ ایک بہت بڑی روحانی بیماری ہے جس کی وجہ سے خطرہ ہے کہ انسان نیکی اور بدی کا شعور ہی کھو بیٹھے اور آخر کار جہنم میں جا بیٹھے۔ اَعَاذَنَا اللَّهُ مِنْ ذَلِكَ.

۷۹۵- حَدَّثَنَا عُمَانُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ۷۹۵- حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
الْهَدَلِيُّ الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي ذَنْبٍ، عَنِ الزَّيْرِ قَانَ
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کو چاہیے کہ جماعت ترک کرنے سے باز آ جائیں ورنہ میں ضرور ان کے
ابن عَمْرٍو الصَّمْرِيُّ، عَنْ أَسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ
گھروں کو آگ لگا دوں گا۔“
قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «لَيْسَتْ هُنَّ رِجَالٌ
عَنْ تَرْكِ الْجَمَاعَةِ، أَوْ لَأَحْرَقَنَّ بِيُوتَهُمْ».



☀️ **فائدہ:** رسول اللہ ﷺ نے اس ارادے پر عمل نہیں فرمایا کیونکہ گھروں میں عورتیں اور بچے ہوتے ہیں جن پر جماعت میں حاضری فرض نہیں۔ ان کا لحاظ رکھتے ہوئے آپ ﷺ نے درگزر فرمایا لیکن جماعت سے پیچھے رہتا رسول اللہ ﷺ کی ناراضی کا باعث تو ہے ہی چنانچہ اسے ایک کبیرہ گناہ شمار کیا جاسکتا ہے۔

(المعجم ۱۸) - **بَابُ صَلَاةِ الْعِشَاءِ** باب: ۱۸- نماز عشاء اور نماز فجر باجماعت
وَالْفَجْرِ فِي جَمَاعَةٍ (التحفة ۳۸)
اداکر کرنے کی فضیلت

۷۹۶- حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ۷۹۶- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول
الدَّمَشْقِيُّ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ: حَدَّثَنَا
اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ عشاء کی نماز اور فجر کی نماز میں کیا کچھ ہے۔ تو وہ ضرور ان دونوں نمازوں میں حاضر ہوں، خواہ انہیں گھستے ہوئے
مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّبَّيْئِيُّ: حَدَّثَنِي عَيْسَى

۷۹۵- [صحیح] [سنادہ ضعیف لعل، والحديث السابق شاهد ل
۷۹۶- [سنادہ صحیح] [أخرجه النسائي في الكبرى، ح: ۳۸۷ من حديث يحيى بن أبي كثير به.

۴- أبواب المساجد والجماعات نماز عشاء اور نماز فجر یا جماعت ادا کرنے کی فضیلت کا بیان

ابْنُ طَلْحَةَ : حَدَّثَنِي عَائِشَةُ ، قَالَتْ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ ، لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا» .

🌞 فوائد و مسائل: ① "کیا کچھ" سے مراد ان نمازوں کا بہت زیادہ ثواب اور ان کی برکات ہیں۔ ② یہ برکات اور رحمتیں صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہیں کہ یہ نمازیں باجماعت ادا کی جائیں۔ ③ [حَبَوًّا] کے معنی ہیں: ہاتھوں کے سہارے چلنا یا گھٹنوں یا سرینوں کے بل گھٹ گھٹ کر چلنا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر لوگوں کو ان نمازوں کی اہمیت کا ماحقہ احساس ہو جائے تو کبھی ان سے غیر حاضر نہ رہیں، خواہ مسجد تک آنے میں انھیں کتنی ہی تکلیف اور مشقت برداشت کرنی پڑے۔

۷۹۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : أَنَّ أَبَا مَعَاوِيَةَ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : «إِنَّ أَنْقَلَ الصَّلَاةِ عَلَى الْمُتَمَافِقِينَ صَلَاةَ الْعِشَاءِ وَصَلَاةَ الْفَجْرِ ، وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبَوًّا» .

۷۹۷- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "منافقوں پر جو نمازیں سب سے بھاری ہیں وہ عشاء کی نماز اور فجر کی نماز ہے۔ اور اگر انھیں معلوم ہوتا کہ ان میں کیا کچھ ہے تو وہ ضرور حاضر ہوتے خواہ گھٹ کر آنا پڑتا۔"

🌞 فوائد و مسائل: ① نیکی کے کاموں پر جسمانی راحت و آسائش کو ترجیح دینا ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ مومن اللہ کی رضا کے لیے نیکی کرتا ہے، ثواب کی امید کی وجہ سے مشکل نیکی بھی اس کے لیے آسان ہوتی ہے۔ منافق ایمان سے محروم ہونے کی وجہ سے ثواب آخرت کا طلب گار نہیں ہوتا، اسے مجبوراً نماز پڑھنی پڑتی ہے تاکہ اسے مسلمان سمجھا جائے، لہذا نیکی کا کام اسے ایک بیگاری طرح دشوار محسوس ہوتا ہے۔ عشاء اور فجر کی نمازوں میں چونکہ جسمانی طور پر مشقت ہے اور ان کے لیے نفس سے جہاد کرنا پڑتا ہے اس لیے منافق ان کو زیادہ دشوار محسوس کرتے ہیں۔ ② جو شخص یا بندی سے اور شوق کے ساتھ یہ نمازیں ادا کرتا ہے وہ عملی طور پر ثابت کر دیتا ہے کہ وہ نفاق سے بری ہے۔ ③ جو عبادت نفس پر زیادہ شائق ہو اس کا ثواب زیادہ ہوتا ہے بشرطیکہ وہ خلاف سنت نہ ہو۔

۷۹۸- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : ۷۹۸- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

۷۹۷- أخرجه مسلم، المساجد، باب فضل صلاة الجماعة وبيان التلديد... الخ، ح: ۶۵۱ من حديث أبي معاوية به.

۷۹۸- [إسناده ضعيف] وقال البوصيري: "عمارة لم يدرك أنسا ولم يلقه"، وانظر، ح: ۷۵ لعله أخرى.

۴- أبواب المساجد والجماعات — مساجد میں زیادہ وقت گزارنے اور نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عِيَّاشٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ [عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: «مَنْ صَلَّى فِي مَسْجِدِ جَمَاعَةٍ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، لَا تَقُوتُهُ الرَّكْعَةُ الْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الْعِشَاءِ، كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِهَا عِتْقًا مِنَ النَّارِ».

نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”جو شخص کسی مسجد میں چالیس رات (مسل) باجماعت نماز ادا کرے اس کی نماز عشاء کی پہلی رکعت (جماعت سے) نہ چھوٹے اللہ تعالیٰ اس عمل کی وجہ سے اس کے لیے جہنم سے آزادی لکھ دیتا ہے۔“

🌞 فوائد و مسائل: ① ”چالیس رات“ سے مراد چالیس دن رات کی مسلسل مدت ہے۔ ② چالیس دن مسلسل باجماعت نماز ادا کرنے سے اس کی عادت ہو جاتی ہے، پھر آئندہ زندگی میں جماعت کی پابندی کرنے کی توفیق مل جاتی ہے جس کا نتیجہ اللہ کی رضا کا حصول اور جہنم سے آزادی ہے۔ ③ یہ روایت بعض حضرات کے نزدیک حسن ہے تاہم اس میں الفاظ: «لَا تَقُوتُهُ الرَّكْعَةُ الْأُولَى.....» [”اس کی نماز عشاء کی پہلی رکعت نہ چھوٹے۔“ ثابت نہیں ان الفاظ کے بغیر ان کے نزدیک صحیح ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: (الصحيحه) رقم: ۲۶۵۲]

(المعجم ۱۹) - بَابُ لُزُومِ الْمَسَاجِدِ وَانْتِظَارِ الصَّلَاةِ (التحفة ۳۹)

باب: ۱۹- مساجد میں زیادہ وقت گزارنے اور نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت

۷۹۹- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «إِنْ أَحَدَكُمْ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ، كَانَ فِي صَلَاةٍ مَا كَانَتْ الصَّلَاةُ تَحْسِبُهُ، وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّونَ عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ. يَقُولُونَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ، اللَّهُمَّ ارْحَمْهُ، اللَّهُمَّ ثُبِّ عَلَيْهِ، مَا لَمْ يُحَدِّثْ فِيهِ، مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ».

۷۹۹- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی (مسلمان) جب مسجد میں داخل ہوتا ہے تو جب تک وہ نماز کی وجہ سے رکا ہوا ہے وہ (ثواب کے لحاظ سے) نماز ہی میں (شمار) ہوتا ہے۔ اور (نماز کے بعد) جب تک وہ اس جگہ بیٹھا رہتا ہے جہاں اس نے نماز پڑھی تب تک فرشتے اس کے حق میں دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ کہتے ہیں: اے اللہ! اس کی مغفرت فرما! اے اللہ! اس پر رحم فرما! اے اللہ! اس کی توبہ قبول فرما۔ (اس کو یہ دعائیں ملتی رہتی ہیں) جب تک وہاں اس کا وضو نہ ٹوٹ جائے اور جب

۷۹۹- أخرجه البخاري، الصلاة، باب الصلاة في مسجد السوق، ح: ۴۷۷ من حديث أبي معاوية به مطولاً.

۴- أبواب المساجد والجماعات ----- مساجد میں زیادہ وقت گزارنے اور نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان تک وہ اس جگہ کسی کو تکلیف نہ دے۔“

🌞 **فوائد ومسائل:** ① مسجد میں جماعت کھڑی ہونے سے کافی پہلے جانا چاہیے تاکہ سنتیں اور نوافل وغیرہ ادا کیے جاسکیں یا ذکر و تلاوت سے ثواب حاصل کیا جائے۔ ② فرض نماز کے انتظار میں بیٹھنے سے نماز جتنا ثواب ملتا ہے۔ اس اثنا میں کیا جانے والا ذکر اور پڑھے جانے والے نوافل مزید ثواب کا باعث ہوتے ہیں۔ ③ فرض نماز ادا کرنے کے بعد اسی مقام پر بیٹھ کر مسنون اور اودو وظائف میں مشغول رہنا بہت زیادہ اجر و ثواب کا کام ہے۔ ④ با وضو رہنا ثواب اور فضیلت کا باعث ہے۔ ⑤ بوسے جس طرح انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے اسی طرح فرشتے بھی اس سے اذیت محسوس کرتے ہیں اس لیے بوی پیدا ہونے کے بعد فرشتے نمازی کے حق میں دعا کرتا بند کر دیتے ہیں۔ ⑥ ”جب تک تکلیف نہ دے۔“ اس کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ زبان سے نامناسب بات کہہ کر کسی نمازی کو تکلیف نہ دے۔ بے وضو ہو جانے کی بوسے بھی نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے ممکن ہے کہی مراد ہو۔ واللہ اعلم۔

۸۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا: ”جو مسلمان مرد نماز اور ذکر کے لیے مسجدوں میں پابندی سے حاضر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ایسا خوش ہوتا ہے جس طرح مسافر کے گھر والے اس کے گھر آنے پر خوش ہوتے ہیں۔“

۸۰۰- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ : عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي ذَلِيبٍ، عَنِ الْمُقْبِرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَا تَوَطَّأَنَّ رَجُلٌ مُسْلِمٌ الْمَسَاجِدَ لِلصَّلَاةِ وَالذِّكْرِ إِلَّا تَبَشَّسَ اللَّهُ لَهُ كَمَا يَتَبَشَّسُ أَهْلُ الْغَائِبِ بِغَائِبِهِمْ إِذَا قَدِمَ عَلَيْهِمْ».

www.KitaboSunnat.com

🌞 **فوائد ومسائل:** ① اللہ تعالیٰ کا خوش یا ناراض ہونا اس کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ان صفات کے بارے میں سلف صالحین کا مسلک یہ ہے کہ ان پر بلا تاویل ایمان لایا جائے۔ نہ ان کا انکار کیا جائے اور نہ انہیں مخلوق کی صفات سے تشبیہ دی جائے۔ ② مسجد میں نماز ذکر اور تلاوت وغیرہ جیسے نیک کاموں کے لیے جانا چاہیے۔ ایسے کاموں سے پرہیز کرنا چاہیے جو مسجد کے ادب کے منافی ہیں۔ ③ [تَوَطَّأَنَّ] کا لفظی مطلب ہے وطن بنالیمان۔ یہاں مراد ہے پابندی سے مسجد میں حاضری دینا اور ممکن حد تک زیادہ وقت مسجد میں گزارنا۔

۸۰۱- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ : حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَمِيلٍ : حَدَّثَنَا حَمَادٌ، عَنْ أَنَّهُمْ نَعَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتُهُ

۸۰۰- [إسناده صحيح] أخرجه الطيالسي، ح: ۲۳۳۴ عن ابن أبي ذئب، وصححه ابن خزيمة، ح: ۱۵۰۳، وابن حبان (الإحسان)، ح: ۱۶۰۷، والحاكم، ۱۳/۱، والذهبي.

۸۰۱- [إسناده صحيح] أخرجه أحمد، ۲/۱۸۷، ۱۸۶، من حديث حماد بن سلمة، وصححه البوصيري، وله علة

۴- أبواب المساجد والجماعات ----- مساجد میں زیادہ وقت گزارنے اور نماز کا انتظار کرنے کی فضیلت کا بیان

مغرب کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد جسے واپس جانا تھا واپس چلا گیا اور جسے بیٹھنا تھا وہ بیٹھا رہا۔ (اتنے میں) رسول اللہ ﷺ تیزی سے تشریف لائے آپ کا سانس پھولا ہوا تھا اور آپ نے گھٹنوں سے کپڑا اٹھا رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا: ”خوش ہو جاؤ تمہارے رب نے آسمان کا ایک دروازہ کھولا ہے اور فرشتوں کے سامنے تمہارا ذکر فخر سے کر رہا ہے۔ فرما رہا ہے: میرے بندوں کو دیکھو انھوں نے ایک فرض ادا کیا ہے اور دوسرے فرض (کی ادائیگی کے وقت) کا انتظار کر رہے ہیں۔“

ثَابِتٌ، عَنْ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْمَغْرِبَ، فَرَجَعَ مَنْ رَجَعَ، وَعَقَّبَ مَنْ عَقَّبَ، فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مُسْرِعًا، قَدْ حَفَزَهُ النَّفْسُ، وَقَدْ حَسَرَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ: «أَبَشِّرُوا، هَذَا رَبُّكُمْ قَدْ فَتَحَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ، يُبَاهِي بِكُمْ الْمَلَائِكَةَ، يَقُولُ: انظُرُوا إِلَى عِبَادِي قَدْ قَضَوْا فَرِيضَةً وَهُمْ يَنْتَظِرُونَ أُخْرَى».

☀️ نوافل و مسائل: ① نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھنا بہت عظیم عمل ہے۔ ② گھٹنا ستر میں شامل نہیں۔ ③ اللہ تعالیٰ مومن بندوں کے نیک اعمال سے خوش ہوتا ہے۔ ④ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ہم کلام ہوتا ہے۔ کلام اللہ کی صفت ہے وہ جب چاہتا ہے جس سے چاہتا ہے کلام فرماتا ہے قیامت کو ہر انسان سے براہ راست کلام فرمائے گا اور حساب لے گا اہل جنت سے اپنی رضا اور خوشنودی کے اظہار کے لیے اور اہل جہنم سے اپنے غضب کے اظہار کے لیے کلام فرمائے گا۔ ⑤ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے ہم کلام اس لیے ہوتا ہے کہ انھوں ہی نے اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک روز کہا تھا کہ آدم کی اولاد تیری نافرمانی کرے گی خون بہائے گی اور فساد برپا کرے گی۔

۸۰۲- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم کسی کو مسجدوں میں جاتے دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ...﴾ ”اللہ کی مسجدوں کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے...“

۸۰۲- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا رِشْدِينَ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ دَرَّاجٍ، عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسَاجِدَ، فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ﴾ [التوبة: ۱۸]

« غير قاذحة، وله شاهد عند أحمد: ۸۰۲، اب، واسنادہ ضعيف. ۸۰۲- [اسنادہ ضعيف] آخره الترمذی، تفسير القرآن، باب ومن سورة التوبة، ح: ۰۹۳، وقال: "حسن غريب" * دراج صدوق، وفي حديثه عن النبي ﷺ ضعف كذا في التفسير وغيره. وصححه ابن حبان، وابن خزيمة، والحاكم، والذهبي.

